

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا یَمْسُئُهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

تفسیر کرمانی

جزء الاول

مفسر علامہ طالب حسین کرمانی

تالیف

مکتبہ علمیہ کرمانی بستی یاسراں آباد چک مغل تحصیل میلسی ضلع وہاڑی صوبہ پنجاب اسلامی جمہوریہ

پاکستان

جملہ تفسیر کرمانی مکتبہ علمیہ ناشر کے پاس محفوظ ہیں

صفحات : ۳۲۱ سائز A 4

سنہ اشاعت : بارہ ماہ رمضان سنہ ۱۴۴۵ھ - سنہ عیسوی ۲۰۲۳ مارچ ۲۰۲۳ کو پہلے پارہ کی اشاعت ہوئی۔

کمپیوٹر اینڈ کمپیوزنگ محمد جعفر حسین کرمانی اور محمد اکبر حسین کرمانی اور محمد اصغر حسین کرمانی اور محمد یاسر حسین کرمانی

موبائل نمبر 03007739211/03446955211/03001370211

ملنے کا پتہ ادارہ مکتبہ علمیہ طالب حسین کرمانی بستی یاسراں آباد چک مغل تحصیل میلسی ضلع وہاڑی صوبہ پنجاب پاکستان

۳ فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ	
۱۵	الْمُقَدِّمَةُ
۱۶	استعاذہ کا بیان
۱۶	استعاذہ پڑھنے کے فوائد
۱۸	قرآن مجید سے استعاذہ کے فضائل و فوائد
۱۸	حدیث مبارکہ سے استعاذہ کے فضائل و فوائد
۲۱	استعاذہ کے فقہ حنفی کے مختار مسائل
۲۱	استعاذہ پڑھنے کا علماء کرام کا نظریہ
۲۲	شیطانوں کو بھاگنے کی دعا
۲۲	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۲۳	بسم اللہ کی باء کی دس حکمتیں
۲۴	بسم اللہ کے اسم کی تفسیر
۲۶	وہی تفسیر تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہنا
۲۶	نماز میں تسمیہ آہستہ پڑھنے کے متعلق احناف کے احادیث مبارکہ سے مختار مسائل
۲۸	بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں ہے احناف کے فقہی مختار مسائل
۲۸	احادیث پاک سے نماز میں بسم اللہ باگھر پڑھنے کا ثبوت
۲۸	بسم اللہ کے فضائل و اذکار
۳۲	ہر مشکل کے لیے
۳۲	شیطان اور ظالم کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے دعاء
۳۴	سورۃ الفاتحہ کے اسماء اور معنی ذکر و فوائد
۳۴	سورۃ الفاتحہ کے فضائل
۳۴	سورۃ الفاتحہ کے فوائد
۳۵	بچھو کے ڈسنے کا مجرب عمل
۳۶	سورۃ الفاتحہ
۳۷	اپنی حمد و تعریف کرنا ناجائز ہے
۳۸	بعض موقع پر اپنی تعریف کرنی جائز ہو جاتی ہے
۳۸	کسی آدمی کے سامنے اسکی تعریف کرنا ناجائز ہے
۳۸	کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جبکہ وہ تعریف کے قابل ہو
۳۹	الْحَمْدُ سَے دعائیں
۴۰	چھینک کے متعلق مسائل
۴۱	رب کے معنی کی تفسیر
۴۱	رب کے فضائل و اذکار
۴۲	پیدا ہوا امراض اور شوگر کے لیے شفاء ہے
۴۵	اللہ کی عبادت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

۴ فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ	
۴۷	صحابی نبینا کا بیٹا ہو جانا
۵۰	مقتدی آمین آہستہ پڑھیں
۵۰	نماز میں آمین کا آہستہ پڑھنا احناف کے نزدیک نماز سری ہو یا جہری جماعت میں امام اور مقتدی آمین آہستہ کہیں احادیث سے ثبوت
۵۱	آمین آہستہ پڑھنے میں فقہاء احناف کے اقوال
۵۱	نماز میں آمین بالکھرام امام اور مقتدی کا پڑھنا احادیث مبارکہ سے ثبوت
۵۲	احناف کے نزدیک مقتدی فاتحہ نہ پڑھے احادیث مبارکہ سے ثبوت۔
۵۳	مقتدی فاتحہ نہ پڑھے فقہاء احناف کے مختار مسائل
۵۵	مقتدی فاتحہ پڑھے احادیث مبارکہ سے ثبوت
۵۵	مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال
۵۶	سورۃ البقرۃ کے فضائل و فوائد
۵۷	سورۃ البقرۃ کی تفسیر
۶۱	کتاب کے اسماء
۶۳	الم اور ذلک الکتاب کا اتصال
۶۵	فینہ پر وقف
۶۷	تقویٰ کے معنی
۶۸	ایمان کے لغوی معنی
۶۸	ایمان کے معنی
۶۸	نیک عقیدوں پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے
۶۸	بدکار مومن ہوتا ہے
۶۸	اعمال ایمان میں میں داخل نہیں ہیں
۶۸	تصدیق قلب ﴿۲﴾ اقرار لسانی
۶۹	ماننے کی تین اقسام ہیں
۶۹	قاتل مومن ہوتا ہے
۶۹	اسلام اور ایمان میں فرق
۷۱	ایمان مفصل
۷۱	غائب کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
۷۲	اطلاع علی الغیب
۷۲	علم غیب کے متعلق احادیث شریف
۷۳	علم غائب کی دو قسمیں ہیں
۷۳	خبر دینے کی تین قسمیں ہیں
۷۴	وحی کی تین قسمیں ہیں
۷۵	جماعت سے ظہر کی پہلی نماز
۷۵	احناف کے نزدیک احادیث مبارکہ سے نمازوں کے اوقات
۷۵	نماز فجر روشنی میں ادا کرنا باعث اجر اور مستحب ہے
۷۶	نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی چاہیے احادیث مبارکہ سے ثبوت
۷۷	ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنا مستحب ہے

۵ فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ

۷۸

۷۸

۷۹

۷۹

۸۰

۸۰

۸۱

۸۱

۸۲

۸۳

۸۳

۸۳

۸۴

۸۴

۸۴

۸۵

۸۵

۸۷

۹۰

۹۰

۹۰

۹۰

۹۱

۹۱

۹۲

۹۲

۹۷

۱۰۳

۱۰۶

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

ظہر کی نماز سورج کے زوال کے وقت میں پڑھنی چاہیے

نماز عصر تا خیر سے پڑھنا مستحب ہے

نماز عصر کو جلدی پڑھنا چاہیے

وقت نماز مغرب

عشاء کی نماز تا خیر سے پڑھنا

نماز پڑھنے کے لیے لڑکے کی عمر سات سال سے لے کر دس سال ہونی چاہیے

نمازوں کے پڑھنے کا حکم

نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے

نماز میں رفع الیدین کرنا چاہیے

نماز میں تکبیر تحریر کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتیک لے جانا چاہیے

تکبیر تحریر کرتے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا چاہیے

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں یہ سنت ہے

نماز میں سینے پر دونوں ہاتھ رکھیں

التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ

تشہد میں دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر زمین پر بیٹھے

رزق کے لغوی دو مطلب ہیں

حکایت انفاق کی فضیلت

ختم نبوت

عمل جنوں کو دفع کرنے کی لیے

عمل قرآن کا نہ بھولنا

قبر کے سر ہانے اور پائنتی پر آیات کا پڑھنا

عمل ڈاکو چور مال نہ لے جائیں

عمل جنات و شیاطین بھاگ جائیں

تقدیر

حضرت آدم علیہ السلام اور اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی گفتگو

عقد اللسان

قصہ - صیغہ راز میں رکھیں

تین مواقع پر جھوٹ کہنے کی رخصت ہے

کافروں کی اقسام

بادل گرج چمک اور بارش کے وقت پڑھنے کے لیے دعائیں

آسمان کی فضیلت

زمین کی فضیلت

بت پرستی کی ابتدا

بھٹم کا بیان

جنت کا بیان

۶ فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ

۱۱۷	رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات
۱۲۰	۔ ڈینگلی بخار کی علامات
۱۲۰	مچھر کی کھجور سے گفتو
۱۲۰	حضرت سلیمان علیہ السلام سے مچھر اور ہوا کی گفتگو
۱۲۱	اللہ تعالیٰ کے تین عہد
۱۲۱	بعض اشخاص کی اس دنیا میں دو مرتبہ موت ہوئی
۱۲۲	میت سے قبر میں منکر اور نکیر کے سوالوں کے جواب
۱۲۲	میت سے سوال ان تین امروں کے متعلق ہوتا ہے
۱۲۳	ما کنت تقول فی ہذا الرجل
۱۲۳	صحیح یہ ہے کہ نبیوں اور بچوں سے سوال نہیں ہوں گے
۱۲۴	میت سے سوال عربی زبان میں ہوگا
۱۲۴	۔ جن اعمال سے قبر کے سوال آسان ہو جاتے ہیں
۱۲۴	جو مومن یا مومنہ اسہال یا استسقی کی مرض سے فوت ہوا اس سے قبر کا سوال آسان ہوگا
۱۲۴	ہر رات سورہ ملک کا پڑھنا قبر کے سوالوں کو آسان کر دیتا ہے
۱۲۴	جمعرات یا جمعہ کو فوت ہونا قبر کی آسانی سوالوں کا باعث ہوگا
۱۲۴	قرآن مجید کا پڑھنا قبر کے سوالوں کے آسان ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے
۱۲۵	بدافعالیوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوگا
۱۲۵	پیشاب کے چھینٹوں سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۵	غیبت کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۵	لوگوں کی چغلی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۵	امانت میں خیانت کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۵	جو مظلوم کی فریاد رسی نہ کرے اس کو قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۵	لباس میں ایسی زینت کرنی جو شریعت میں جائز نہیں وہ بھی عذاب قبر ہے
۱۲۶	اصحابوں کے حق میں بے ادبی کے الفاظ بولنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۶	رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت کی بے ادبی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۶	قبر پر بول و براز کرنا عذاب قبر ہے
۱۲۶	حرام کھانے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۶	سود کھانے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۶	قیہوں کا مال ظلم سے کھانا عذاب قبر ہے
۱۲۷	جو عورتیں دنیا میں زنا کرتی تھیں ان کو عذاب قبر ہوگا
۱۲۷	عیب اور غیبت کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے
۱۲۷	جو لوٹی عمل کرتا ہے قیامت کے دن ان کا لوطیوں کے ساتھ حشر ہوگا
۱۲۷	جو اپنی والدہ کو تکلیف دے یا نافرمانی کرے یا ناراض کرے اس کو عذاب قبر ہوگا
۱۲۷	نیک اعمال کرنے سے قبر کے عذاب سے خلاصی اور قبر میں روشنی عطا ہوتی ہے
۱۲۷	وضو کامل کرنے سے بھی عذاب قبر نہیں ہوتا
۱۲۸	شہادت حاصل کرنی عذاب قبر سے خلاصی کا باعث ہے

فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ

۱۲۸	زیادہ سجدے کرنے سے قبر کے عزاب سے خلاصی نصیب ہوگی
۱۲۸	سورت ملک زیادہ پڑھنے سے قبر کے عزاب سے خلاصی نصیب ہوتی ہے
۱۲۸	الم تنزیل پڑھنے والا قبر کے عزاب سے خلاصی پائے گا
۱۲۸	سورت یس پڑھنے سے قبر کے عزاب نجات حاصل ہو جاتی ہے
۱۲۸	یہ عمل عزاب قبر سے خلاصی نصیب ہونے کے لیے ہے
۱۲۹	جمعہ کے دن فوت ہونا عزاب قبر سے نجات کا باعث ہوتا ہے
۱۲۹	کوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور اس کو عزاب قبر سے نجات ہوتی ہے
۱۲۹	ماہ رمضان کے روزے رکھنا عزاب قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے
۱۲۹	عمل قبر کے عزاب سے نجات اور فاقہ سے امان اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں
۱۲۹	دینی علم پڑھنے سے قبر کی وحشت سے امن رہے گا
۱۲۹	رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کو محکم پکڑنا قبر کے عزاب سے نجات دینے والا ہے
۱۲۹	مومن کے دل کو خوش کرنا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۳۰	لوگوں کی تکلیف دور کرنا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۳۰	مسجد میں چراغ جلانا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۳۰	مریضوں کی بیمار پرسی کرنا عزاب قبر سے نجات ہے
۱۳۰	ایصال ثواب الاعمال الارواح الاموات
۱۳۰	قرآن مجید سے ایصال ثواب کا ثبوت
۱۳۰	اپنے لئے اور والدین اور تمام مومنین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگنا
۱۳۱	مومنین کے لیے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں
۱۳۱	مسلمان ارواح کے لیے مغفرت کی دعاء کرنا
۱۳۱	ایصال ثواب کے ثبوت میں احادیث مبارکہ
۱۳۲	میت کے گھر دعوت کھانا
۱۳۲	میت کی نسبت کنواں وقف کرنا
۱۳۲	میت کی نسبت باغ وقف کرنا
۱۳۳	میت کی وصیت غلام آزاد کرنا
۱۳۱	اپنے لئے اور والدین اور تمام مومنین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگنا۔
۱۳۲	مومنین کے لیے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں
۱۳۲	میت کی وصیت غلام آزاد کرنا
۱۳۲	چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے عزاب قبر ہوتا ہے
۱۲۳	میت کے سامنے اس کی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے
۱۳۳	میت کی منت و نذر ادا کرن
۱۳۷	میت کے وارث اس کی وصیت ادا کریں۔
۱۳۸	دعا مانگنا اور قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے
۱۳۸	میت کا مال وقف کرنا
۱۳۹	زیارت القبور
۱۴۰	روحیں اپنے گھروں کو آتی ہیں

۸ فہرست تفسیر کرمانی مضمون

صفحہ

۱۴۰	دعائے نکلنے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھانا
۱۴۰	ایصال ثواب کے ثبوت میں فقہاء و علماء کے اقوال
۱۲۸	سورت ملک زیادہ پڑھنے سے قبر کے عزاب سے خلاصی نصیب ہوتی ہے
۱۲۸	الم تنزیل پڑھنے والا قبر کے عزاب سے خلاصی پائے گا
۱۲۸	سورت یس پڑھنے سے قبر کے عزاب نجات حاصل ہو جاتی ہے
۱۲۸	یہ عمل عزاب قبر سے خلاصی نصیب ہونے کے لیے ہے
۱۲۸	جمعہ کے دن فوت ہونا عزاب قبر سے نجات کا باعث ہوتا ہے
۱۲۸	کوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور اس کو عزاب قبر سے نجات ہوتی ہے
۱۲۸	ماہ رمضان کے روزے رکھنا عزاب قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے
۱۲۸	عمل قبر کے عزاب سے نجات اور فاقہ سے امان اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں
۱۲۸	دینی علم پڑھنے سے قبر کی وحشت سے امن رہے گا
۱۲۸	رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کو محکم پکڑنا قبر کے عزاب سے نجات دینے والا ہے
۱۲۸	مومن کے دل کو خوش کرنا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۲۹	لوگوں کی تکلیف دور کرنا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۲۹	مسجد میں چراغ جلانا قبر کے عزاب سے نجات ہے
۱۲۹	مریضوں کی بیمار پرسی کرنا عزاب قبر سے نجات ہے
۱۲۹	مسلمان ارواح کے لیے مغفرت کی دعاء کرنا
۱۲۹	ایصال ثواب الاعمال الارواح الاموات
۱۲۹	قرآن مجید سے ایصال ثواب کا ثبوت
۱۲۹	اپنے لئے اور والدین اور تمام مومنین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگنا
۱۲۹	مومنین کے لیے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں
۱۳۱	مسلمان ارواح کے لیے مغفرت کی دعاء کرنا
۱۳۱	ایصال ثواب کے ثبوت میں احادیث مبارکہ
۱۳۱	میت کے گھر دعوت کھانا
۱۳۲	میت کی نسبت کنواں وقف کرنا
۱۳۲	میت کی نسبت باغ وقف کرنا
۱۳۲	میت کی وصیت غلام آزاد کرنا
۱۲۹	اپنے لئے اور والدین اور تمام مومنین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگنا۔
۱۳۲	مومنین کے لیے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں
۱۳۲	میت کی وصیت غلام آزاد کرنا
۱۳۳	چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے عزاب قبر ہوتا ہے
۱۳۳	میت کے سامنے اس کی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے
۱۳۵	میت کی منت و نذر ادا کرنا
۱۳۸	میت کے وارث اس کی وصیت ادا کریں
۱۳۸	دعا مانگنا اور قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے
۱۳۸	میت کا مال وقف کرنا

فہرست تفسیر کرمانی

مضمون

صفحہ

۱۳۹	زیارت القبور
۱۴۰	روحیں اپنے گھروں کو آتی ہیں
۱۴۰	دعائیں ملنے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھانا
۱۴۰	ایصال ثواب کے ثبوت میں فقہاء و علماء کے اقوال
۱۴۰	صالح مزی کا قصہ
۱۴۳	قصہ حافظ قاری عبد الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ کا
۱۴۳	عالم برزخ کا بیان
۱۴۴	شہید عالم برزخ میں زندہ ہوتا ہے
۱۴۴	قیامت کے دن سب قبروں سے نکلیں گے
۱۴۵	زمین میں اشیاء کی ابتداء
۱۴۵	چھلکے اور بغیر گٹھلی والے پھل
۱۴۵	بہشت کی گندم
۱۴۵	اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہلے بنایا اور آسمان کو بعد میں بنایا
۱۴۶	ثُمَّ اسْتَوٰی اِلٰی السَّمَآءِ فَسَوَّھُنَّ سَبْعَ سَمُوٰتٍ
۱۴۶	زمین ہوا میں معلق ہے
۱۴۶	حضرت آدم علیہ السلام کا بیان
۱۴۶	فرشتوں کی اقسام
۱۴۸	انسان پر محافظ فرشتے
۱۴۸	وہ فرشتے جن کے سپرد اس جہان کے انتظامات ہیں
۱۴۸	فرشتوں کے اوصاف
۱۴۸	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر
۱۴۸	ملائکہ کے حقائق اور تعداد
۱۴۹	اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنانا
۱۴۹	تخلیق حضرت آدم علیہ السلام
۱۴۹	فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح پڑھتے ہیں
۱۵۰	حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان دنیا پر پیدائش
۱۵۱	مومنوں کے ہاں کافر اولاد اور کافروں کے ہاں مومن اولاد
۱۵۳	حضرت آدم علیہ السلام کو جب علم سکھایا گیا تو اس سے پہلے علم تھا
۱۵۳	قرآن مجید سے علم کے فضائل
۱۵۴	علم اور عالم کی فضیلت
۱۵۴	احادیث مبارکہ سے علم کے فضائل
۱۵۵	علم دس طرح کے ہیں
۱۵۶	اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش سے قبل سجدہ کا حکم دیا اور سجدہ کروایا
۱۵۶	حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا تعظیمی و تنبیہ تھا
۱۵۷	اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کرنا حرام ہے
۱۵۷	سجدہ سہو کا بیان
۱۶۰	سجدہ تلاوت

فہرست تفسیر کرمانی

مضمون صفحہ

۱۶۳	سجدہ شکر
۱۶۳	ابلیس جن ہے
۱۶۵	تکبر کا بیان
۱۶۵	تکبر کی تین قسمیں ہیں
۱۶۵	علماء اور مؤمنین کے ساتھ تکبر کرنا
۱۶۵	غریبوں اور فقیروں سے کنارہ کرنا
۱۶۵	شلوار یا چادر کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا
۱۶۵	چادر کو کتنا نیچے رکھنا چاہیے
۱۶۶	اکڑ کر چلنا
۱۶۶	مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو نعمت و قوت دے اور اس کو اسراف و ضائع اور فخر کا خیال نہ ہو تو اس کو طاقت کے موافق اچھا لباس پہننا جائز ہے
۱۶۶	پیوند والے لباس کو حقیر و برا جاننا اور اس کے پہننے سے اس لئے نفرت کرنی کہ اس سے میری شان میں کمی آتی ہے یعنی شہرت کے لیے
۱۶۷	بازار جاتے وقت اپنے ساتھ چند خادم تکبر و غرور کی وجہ سے لے جائے
۱۶۷	اپنے خادم کے ساتھ مل کر کھانا کھانے سے نفرت کرنی
۱۶۷	کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چوسنے سے نفرت کرنی اور اس فعل کو حقیر جاننا
۱۶۷	پینے کی چیز میں کبھی پڑ جائے تو اس کو فخر سے نہ پینا
۱۶۷	خودی حرام ہے
۱۶۷	خودی کے معنی یہ ہیں اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا
۱۶۷	عاجزی و انکساری
۱۶۸	حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بنایا گیا اور جنت میں ٹھرایا گیا
۱۶۹	حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں بنایا گیا
۱۶۹	جنت سے شیطان کا خروج
۱۷۰	حضرت حواء علیہما السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پللی سے ہوئی
۱۷۰	حوا کی پیدائش جنت میں ہوئی
۱۷۰	حضرت حواء زمین پر پیدا ہوئی
۱۷۱	دیوبندیوں کی عبارات اور بریلویوں کے جوابات
۱۷۳	حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کو شیطان نے درخت ممنوع کا پھل کھانے پر بھلا دیا
۱۷۵	واقعہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہما السلام، شیطان، مورا اور سانپ کے زمین پر اترنے کا
۱۷۵	حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک مدد کی دعا اور جو قبول ہوئی
۱۷۵	اللہ تعالیٰ سے شیطان نے قیامت تک کی مہلت لی
۱۷۶	جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو ان کے پاس کچھ اشیاء تھیں
۱۷۷	جنات کی اقسام
۱۷۷	عفريت جن
۱۷۷	جل پری
۱۷۷	مچھلی
۱۷۸	سانپ
۱۷۸	گھر سے سانپ بھاگنے کی دعا
۱۷۸	سانپ اور بچھو سے بچنے کیلئے دعا

۱۱ فہرست تفسیر کرمانی مضمون صفحہ

۱۷۹	کلمات توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے جو اپنے رب سے سیکھے
۱۷۹	دعا لوگ مسخر ہو کر آپ کے پاس ناک رگڑتے آئیں گے
۱۸۰	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے قبول ہوئی
۱۸۰	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا بیان
۱۸۱	حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد
۱۸۱	حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے نام
۱۸۲	حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹیوں کے نام
۱۸۲	ہابیل اور قابیل بن آدم
۱۸۲	اولاد آدم کے نکاح
۱۸۳	جانشین حضرت آدم علیہ السلام
۱۸۳	حضرت آدم علیہ السلام کا وصال اور چہنیز و تکفین
۱۸۴	حضرت آدم علیہ السلام کی عمر
۱۸۴	حضرت حواء علیہا السلام کی وفات
۱۸۴	تاریخ کی ابتدا
۱۸۵	ہجرت رسول اللہ ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اور تاریخ ہجرت
۱۸۵	تاریخ ہجرت
۱۸۶	لڑک کی حکایت
۱۸۷	اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل پر نعمتیں
۱۸۸	نعمتوں کی تین قسمیں ہیں
۱۸۹	انبیاءوں کے پیشے اور ان کا اباؤ و اجداد
۱۸۹	ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام
۱۸۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حران اور ہرمز میں رہائش کرنا
۱۸۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد
۱۸۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھرانہ
۱۹۰	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد
۱۹۰	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وصال اور تدفین
۱۹۰	حضرت اسحاق علیہ السلام کا بیان
۱۹۱	حضرت یعقوب - اسرائیل علیہ السلام کا بیان
۱۹۲	تعلیم قرآن، امام اور اذان کے لیے تنخواہ لینا جائز ہے
۱۹۳	تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینا جائز ہے
۱۹۴	نماز کا بیان
۱۹۵	نماز میں نیت کرنے کا بیان
۱۹۶	نماز پڑھنے کا بیان
۱۹۷	نماز کے فرائض
۱۹۷	نماز کا پہلا فرض تکبیر تحریمہ
۱۹۸	نماز کا دوسرا فرض قیام ہے
۱۹۹	نماز کا تیسرا فرض قرأت ہے

فہرست تفسیر کرمانی مضمون

۱۹۹	نماز کا چوتھا فرض رکوع ہے
۱۹۹	نماز کا پانچواں فرض سجدہ ہے
۲۰۰	نماز کا چھٹا فرض قعدہ اخیرہ ہے
۲۰۰	نماز کا ساتواں فرض خروج بھنہ ہے
۲۰۱	تکبیر تحریمہ حدیث مبارکہ کے ثبوت میں
۲۰۱	نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے
۲۰۲	نماز میں کانوں کی ٹوٹک ہاتھ اٹھانا
۲۰۳	نماز میں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھانا
۲۰۴	زکوٰۃ کا بیان
۲۰۵	مال کی زکوٰۃ
۲۰۶	جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے
۲۰۶	مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے
۲۰۶	قرض لئے ہوئے مال پر زکوٰۃ
۲۰۶	زیور کی زکوٰۃ
۲۰۸	عشر کا بیان
۲۸۰	باب چہ
۲۸۰	غلام، گھوڑا اور ٹٹو کی زکوٰۃ
۱۰۹	کان اور دھینے کی زکوٰۃ
۲۰۹	گائے کی زکوٰۃ
۲۰۹	کنز
۲۰۹	کس کے لئے حلال ہے
۲۰۹	صدقہ فطر
۲۱۰	زکوٰۃ اور صدقہ فطر مدینہ منورہ میں فرض ہوا
۲۱۴	زیتون کی زکوٰۃ
۲۱۴	صبر سے مدد لینے کا بیان
۲۱۶	نماز سے مدد لینے کا بیان
۲۱۷	نماز استسقاء کا بیان
۲۱۷	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز نہیں صرف دعا ہے
۲۱۸	نماز حاجت
۲۱۸	نماز استخارہ
۲۱۹	نماز کسوف
۲۱۹	سورج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز
۲۱۹	نماز بڑے کاموں سے منع کرتی ہے
۲۲۰	خشوع مزموم
۲۲۰	عمل گم ہوئی چیز کے ملنے کا
۲۲۲	قیامت کے دن کفار کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں ہوگی
۲۲۲	رسول اللہ ﷺ اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے

فہرست تفسیر کرمانی

مضمون صفحہ

۲۲۳	شفاعت کا لغوی معنی
۲۲۳	شفاعت کا اصطلاحی معنی
۲۲۳	رسول اللہ ﷺ اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے۔
۲۲۵	رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا قرآن مجید سے ثبوت
۲۲۴	رسول کریم ﷺ کی شفاعت کا احادیث سے ثبوت
۲۲۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا فرعون
۲۲۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب نما
۲۳۳	فرعون کا محل اللہ کو دیکھنے کے لیے
۲۳۳	فرعون کا جادو گروں کو جمع کرنا
۲۳۴	فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فتح نصیب ہوئی
۲۳۴	جادو گر ایمان لائے اور فرعون غصے میں ہو گیا
۲۳۵	فرعون کی قوم پر عذاب الہی
۲۳۵	فرعونیوں پر طوفان کا عذاب
۲۳۵	فرعونیوں پر ٹڈیوں کا عذاب
۲۳۵	فرعونیوں پر جوؤں کا عذاب
۲۳۵	فرعونیوں پر مینڈک کا عذاب
۲۳۸	فرعونیوں پر خون کا عذاب
۲۳۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا آج شب مصر سے باہر جانا ہے
۲۳۶	مزار حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان
۲۳۸	عاشورہ کا روزہ اور دن کی نماز اور رات کا جاگنا باعث ثواب ہے
۲۳۸	تیہ کا بیان
۲۳۹	سامری کا سونے کا بچھڑ بنانا
۲۴۰	پچھلی امتوں کے مسائل
۲۴۰	چالیس کے عدد کے فضائل
۲۴۰	أَرْبَعِينَ لَيْلَةً میں شب شخص کی دو سبب ہیں
۲۴۱	بنی اسرائیل کا عمالقہ سے جہاد
۲۴۲	حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال
۲۴۲	پوش کا نسب نما
۲۴۸	رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا
۲۴۸	استقاء کی نماز
۲۵۲	صائبون کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ان سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے
۲۵۵	مجرم چھیرے بنی اسرائیلی بندہ اور خاسن بن گے
۲۵۹	عامیل مقتول اور گائے کا بیان
۲۶۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو کیسے پہچانا
۲۶۵	قرآن مجید کی خرید و فروخت جائز ہے
۲۶۵	قرآن مجید کی خرید و فروخت ناجائز ہے

فہرست تفسیر کرمانی

مضمون صفحہ

۲۶۷	ماں باپ کی خدمت کرنے سے جنت ملتی ہے
۲۶۸	والدین کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے
۲۷۲	قلب چہار قسم کا ہے
۲۷۲	قلب کی تشریح
۲۷۲	انسانی قلب کی پیمائش اور وزن
۲۷۳	انسانی قلب کے حصے
۲۷۳	دایاں اُذن
۲۷۳	دایاں بطن
۲۷۳	صمنا مٹلائی کے تین پٹ ہوتے ہیں
۲۷۳	بایاں اذن
۲۷۳	بایاں بطن
۲۷۴	اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ دینا جائز ہے
۲۷۵	کفار پر لعنت کرنا جائز ہے
۲۷۵	ایک گروہ کہتا ہے کہ یزید پر لعنت نہیں کرنی چاہیے
۲۷۵	یزید پر لعنت کرنی چاہیے
۲۷۵	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت نہیں کرنی چاہیے
۲۷۸	غانفل دلوں کا علاج
۲۸۵	جادوگر کو قتل کرنے کے متعلق بیان
۲۸۵	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جادوگر کو قتل کر دو
۲۸۵	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جادوگر کے متعلق فتویٰ
۲۸۵	جادو دفع کرنا
۲۸۷	اقسام نسخ
۲۸۸	علم غیب کے متعلق بیان
۲۸۹	حسد کی دو قسمیں
۲۹۰	حسد کا علاج
۲۹۰	حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا
۲۹۳	فرتوں کا بیان
۲۹۳	مسجد کی حاضری کے فضائل
۳۰۱	رسول اللہ ﷺ کے والدین ایمان پر ہیں
۳۰۵	مسواک کا بیان
۳۰۶	پانچ کا تعلق بدن سے ہے
۳۱۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حسب اور نسب

الْمُقَدِّمَةُ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين ذلك الكتب لا ريب فيه ۝ ونزلنا عليك الكتب تبيا نال لكل شئى وهد ورحمة وبشرى للمسلمين ۝ تبرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ۝ انا انزلناه قرءا نا عربيا ۝ انه لقرآن كريم ۝ فى كتب مكنون ۝ بل هو قرآن مجيد فى لوح محفوظ ۝ قالوا يقومنا انا سمعنا كتابا انزل من بعد موسى ۝ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون ۝ يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم و انزلنا اليكم نور ا مبينا ۝ ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ۝ ما بعد. الله تعالى كى حمو ثنا اور رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كے درود كے بعد شكر ہے الله تعالى كا كه اس نے مجھے قرآن مجيد كى تفسير لكهنے كى توفيق عطا فرمائی ۔ ماہ رمضان كا مہینہ تھا اور ميں روزے سے تھا مجھے ايک سايہ كے نيچے اپنے گھر ميں نيند آ گئی ۔ اور وقت چاشت كا تھا خواب ميں رسول الله صلى الله عليه واله وسلم نے حضرت ابو بكر صديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعين كے ساتھ زيارت فرمائی او چند كلمات فرمائے اور آپ نے ارشاد مبارك فرمايا كه آپ كے اوپر دھوپ ہے اور آپ سايہ ميں ہو جائیں ۔ جب ميں نيند سے بيدار ہوا تو مجھ پر دھوپ تھی اور مجھے پسینہ آيا ہوا تھا ۔ اس كے بعد ميں عمرہ كيا رسول الله صلى الله عليه وسلم كے روضہ مبارك كى زيارت نصيب ہوئی ۔ ميرى دعا ہے كه الله تعالى اس تفسير كرامانى كو تمام لوگوں كو پڑھنے اور اس پر پورا پورا عمل كرنے كى توفيق عطا فرمائے مجھے اور سب انسانوں كو صراط مستقيم پر چلنے كى ہمت دے ۔ انسان سے بھول ہو جاتى اگر اس ميں كو ئى مجھ سے بھول ہو گئی ہو تو الله تعالى مجھے معاف كرے اور آپ اس غلطى كو درست كريں اور مجھے اگاہ فرمائیں تاكه ميں اس كو صحيح كر سكوں ۔ يہ الله تعالى كى لاريب كتاب ديكنے اور پڑھنے كو تو آپ كو آسان معلوم ہوتى ہے ليكن اس ميں جو الله تعالى نے كلام فرمايا ہے وہ سمجھنے ہى سے معلوم ہوتا ہے كو عربى ہوا عجمى ۔ قرآن مجيد الله تعالى كا كلام ہے ناكه مخلوق ۔ الله تعالى ہى اس كى حفاظت كرنے والا ہے اس ميں كوئى ردوبدل نہيں كر سكتا اور اس ميں جوتيس پارے ہيں اس كو نہ كوئى بڑھا اور نہ ہى كوئى كم كر سكتا ہے ۔ يہ قيامت تك اسى طرح محفوظ رہے گا ۔ اس كى توبہين كرنے والا خود نيست و نابود ہو جائے گا ۔ رسول الله صلى الله عليه واله وسلم نے ارشاد مبارك فرمايا ميرے بعد قرآن اور ميرى سنت كو مضبوطى سے ان پر عمل كرتے رہنا يہ دونوں آپ كو جنت تك لے جائیں گے ۔ يہ قرآن ہدایت ہے ، نور ہے ، رحمت ہے ، نعمت ہے ، برکت ہے ، شفاء ہے ۔ الله كے عزاب اور دنيا كے مصائب سے بچا نے كے لئے ڈھال ہے ۔ الله تعالى كى گزشتہ نازل كى ہوئى كتابوں كى تصديق كرنے والا ہے ۔ اسلام اور كفر ميں فرق بتانے والا ہے اور كفر كو مٹانے والا ہے ۔ اھى تمام انسانوں كو ان چیزوں سے محفوظ فرما ۔ وباء سے ہر امراض سے بليات سے تمام مصائب سے بلاء سے مرگى سے جنون سے عزاب دنيا سے عزاب قبر سے عزاب قيامت سے شيطان كے شر سے انسان كے شر سے دجال كے شر سے يا الله جو كا فرہيں ان كو مسلمان بنا دے نيكي كرنے ان كو توفيق دے مسلمانوں كو تمام اپنے احكام پر پورا پورا چلنے كى توفيق عطا فرما جو اس دنيا سے رحلت فرما گئے ہيں ان كى مغفرت فرما ان كو جنت الفردوس ميں جگہ رحمت فرما ميرے ابا و اجداد اور والدين كى مغفرت فرما جو ميرے بھائى اور اولاد اس دنيا وصال فرما گئے ہيں ان جنت ميں بلند مقام فرما ميرى مغفرت فرما ميرى اولاد كى دين اور دنيا ميں ترقى فرما يا الله اس تفسير كرامانى كو كمبل كرنے كى توفيق عطا فرما بر حمتك يا الرحم الرحمين ۔ دعا گو علامہ ابو جعفر طالب حسين بن محمد رمضان كرامانى ۔

﴿مرحوم محمد طارق حسين كرامانى ابن طالب حسين كرامانى پاكستان﴾

استعاذہ کا بیان۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں میں شیطان مردود سے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے پہلے استعاذہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ترجمہ جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔ العوذۃ العاذۃ التعویذ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے پناہ لینا۔ اَعُوْذُ اصل میں اَعُوْذُ تھا واو کا ضمہ عین پر لگایا کیونکہ واو پر ثقیل تھا پس واو ساکن ہوگئی لفظ اَعُوْذُ بن گیا ﴿قرطبی﴾ عوذ عیاذ لوز و لیاذ۔ اَعُوْذُ مصدر ہے۔ جیسے۔ صوم صیام صوم کی جمع صیام ہے صوم روزے کو کہتے ہیں۔ اسم مصدر وہ ہوتا ہے جس سے فعل اور مشتق نکلے ہوں اور اس کا اردو ترجمہ کرنے سے لفظ کے آخر میں نا آئے جیسے الا کُلُ ترجمہ کھانا، اَلْغُسْلُ ترجمہ دھونا، پہلے جملہ میں کھانا اور دوسرے جملہ میں دھونا ہے۔ کھانا اور دھونا مصدر ہے اسی طرح اَعُوْذُ مصدر ہے فعل کام کو کہتے ہیں۔ اسم مشتق۔ وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلے۔ اس طرح پر کہ مصدر کا مطلب اور مادہ باقی رہے صرف اس کی ایک نئی شکل بن جائے۔ جیسے۔ سونے سے زیور بنتے ہیں کہ اس میں سونے کی حیثیت اور مادہ باقی رہتا ہے صرف ایک نئی صورت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً سونے کا ایک ننگن ہے لوگ اس کو ننگن کہتے ہیں اصل میں وہ سونا ہے۔ اسم مشتق کی چھ اقسام ہیں۔ ﴿۱﴾ اسم فاعل ﴿۲﴾ اسم مفعول ﴿۳﴾ اسم تفضیل ﴿۴﴾ اسم آلہ ﴿۵﴾ اسم ظرف ﴿۶﴾ اسم صفت مشبہ۔ استعاذہ کے ثلاثہ کلمات ہیں ﴿۱﴾ صفاتیہ ﴿۲﴾ فعالیہ ﴿۳﴾ ذاتیہ۔ رسول اللہ ﷺ ان تینوں کو اپنی اس دعا میں جمع فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمَعَا فَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ترجمہ اے اللہ میں تیری رضا کی بدولت تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی بدولت تیری عقوبت سے اور تیری ذات کی بدولت تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اَعُوْذُ کے معنی ﴿۱﴾ التجا کرنا یا پناہ چاہنا، اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں یا پناہ چاہتا ہوں ﴿۲﴾ حفظ و امان چاہنا، اے اللہ تعالیٰ میں آپ سے حفظ و امان چاہتا ہوں ﴿۳﴾ فریاد کرنا، اے رب العزت میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں ﴿۴﴾ مدد چاہنا، اے اللہ میرے خالق میں آپ سے امداد چاہتا ہوں ﴿۵﴾ ملنا، اے اللہ تعالیٰ میں اپنے نفس کو آپ کے فضل اور رحمت سے ملانا ہوں ﴿۶﴾ مکروہ چیز سے بچنا، اے میرے مالک مجھے تمام مکروہات سے محفوظ فرما۔ اے اللہ تعالیٰ میں کمزور اور عاجز ہوں مجھے شیطان اور انسان اور ہر چیز کے شر اور وسوسوں اور ان کے فتنوں، خباثتوں، مکرو فریب، دھوکوں، پریشانیوں، بُرے عقیدوں، بُرے اعمالوں، بُری صحبت، اندرونی بیرونی رکاوٹوں جو مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکیں تمام امراض، بلیات، آفات، وباء، غصہ، حرص، حسد، ہوس، اور طمع سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ کسی بھی مصیبت و پریشانی میں دینی ہو یا دنیوی نبی یا ولی یا مرشد یا دینیوی حاکم کی پناہ لینا جائز ہے۔ ان کی پناہ لینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے۔ شَیْطَانِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ترجمہ انسان اور جن بھی شیطان ہوتے ہیں ﴿پ ۸ سورة الانعام آیت ۱۱۲﴾ الَّذِیْ یُؤَسِّسُ فِیْ صُدُرِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿پ ۳۰ سورة الناس

آیت ۶﴾ ترجمہ وہ جو وسوسا ڈالتا ہے انسانوں کے دلوں میں جنوں اور انسانوں میں سے

استعاذہ پڑھنے کے فوائد۔ ﴿۱﴾ خلقت سے اعراض کر کے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرنا ﴿۲﴾ قرآن مجید پڑھنے سے پہلے استعاذہ پڑھنا اللہ تعالیٰ سے تلاوت قرآن مجید کی طلب اجازت ہے۔ ﴿۳﴾ انسان کی زبان بہودہ باتیں کرنے اور جھوٹ بولنے سے ناپاک ہو جاتی ہے۔ استعاذہ پڑھنے سے زبان پاک ہو جاتی ہے تاکہ پاک زبان سے قرآن مجید پڑھا جاسکے ﴿۴﴾ استعاذہ پڑھنا زبان کا لباس ہے تاکہ تلاوت کرتے وقت زبان کا خوبصورت لباس ہو جیسے آدمی بادشاہوں کے پاس جاتے وقت خوبصورت لباس پہن کر جاتا ہے ﴿۵﴾ زبان سے تو استعاذہ پڑھے مگر برائیوں سے اور بُرے لوگوں کی صحبت سے اجتناب نہ کرے اس کا استعاذہ پڑھنا ناقص ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے ﴿۶﴾ کامل استعاذہ یہ ہے کہ بندہ تعویذ پر عمل و قول سے پورا پورا عمل کرے ﴿۷﴾ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پاکیزہ کلمات منظور و قبول ہوتے ہیں قرآن مجید پاک، نور، رحمت، نعمت، فضل، اور ہدایت، صراطِ مستقیم ہے لہذا پاک زبان سے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ اَلِیْہِ یُصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیْبُ ﴿پ ۲۲ سورة فاطر آیت ۱۰﴾ ترجمہ اسی اللہ کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔ ﴿۸﴾ قرآن کی تلاوت کے وقت شیطان ملعون کے وسوسہ سے پناہ مانگ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنا ہے رسول اللہ ﷺ سے شیطان کے وسوسہ کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا چور اس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ جس میں کوئی چیز نہ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز اور قرآن میں وسوسہ کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کفار کے عمل سے تو فارغ ہو چکا ہے۔ کفار کا تمام کام شیطان کی مرضی کے موافق ہوتا ہے۔ اور مومن چونکہ شیطان کی مخالفت اور اس کے ساتھ مجادلہ کرتا ہے تو وہ بھی ان سے مقابلہ کرتا ہے یعنی ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر ان کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنَّیَ الشَّیْطٰنُ فِیْ اٰمِنٰتِہٖ ﴿پ ۷ سورة الحج آیت ۵۲﴾ ترجمہ اور ہم نے تم سے قبل جتنے رسول اور نبی بھیجے تمام پر کبھی یہ قصہ گزرا ہے کہ جب انھوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگو پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی یعنی حضور قلب کے ساتھ تو رب العزت کے اور شیطان کے درمیان میں تین سو پردے حائل کر دیتا ہے ہر پردہ کے درمیان زمین اور آسمان کے درمیان جتنی مسافت ہے۔ اس لئے عارف رویت غیر اللہ اور حجاب کثرت سے پناہ مانگتا ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان عارف کے نور سے دور بھاگتا ہے اصول یہ ہے کہ جب مفعول کا ذکر نہ کیا جائے تو فعل عام ہو جاتا ہے یہاں بھی مفعول کو حذف کیا گیا ہے تاکہ شیطان کی سب برائیوں سے پناہ کا ارادہ ہو استعاذہ پڑھنے والے کا قول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِيْمِ ایک خبر ہے جو دراصل وہ اللہ سے اس کے فضل کا سوال کر رہا ہے۔ اَعُوْذُ نَبِیِّنا رَبِّنا ترجمہ اے میرے رب مجھے پناہ دے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان میں ایک وعدہ ہے وہ وعدہ یہ ہے۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اَوْفِ بِعَهْدِکُمْ ﴿پ ۱ سورة البقرة آیت ۳۰﴾ ترجمہ اور تم میرا وعدہ پورا کرو اور میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا۔ بندہ استعاذہ پڑھے کہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کر کے اپنے بندے کو اپنی پناہ دیتا ہے بِاللّٰهِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے لفظ اللہ کی تفسیر انشاء اللہ بسم اللہ کی تفسیر کرتے وقت کروں گا۔ بسم ابتداء کے لیے ہے اس کا معنی ہے۔ اور یہ جار اور مجرور اعموز کے متعلق ہے۔ اس کا معنی ہے۔ شیطان مردود سے پناہ مانگنے کی ابتداء اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں اور میں سببہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس کا معنی ہوگا شیطان مردود کے سبب سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ شیطان کے پاس بیٹھنا اسباب ہیں جن کے ذریعے سے انسان کو اپنے پھندے میں پھنسا لیتا ہے مثلاً لُج و غیرہ۔ الشَّیْطٰن کا الف لام ظنی ہے۔ اس کا معنی ہے کہ میں مطلقاً ہر شیطان کے ہر مکرو فریب اور وسوسا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں شیطان

صفت مشبہ ہے۔ صفت مشبہ۔ وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جس میں کوئی صفت ثابت قائم ہو۔ شیطان کا وزن فیعال ہے یہ جمع مکسر ہے۔ یہ وہ جمع ہے جسے بناتے وقت واحد کے حروف میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ جیسے رَجُل سے رَجَال ہے۔ رَجُل کے لام سے پہلے الف لگایا گیا ہے۔ یہ رَجَال بن گیا ہے۔ شَیْطَان سے بنا ہے شَیْطَان مصدر ہے۔ شَیْطَان کے نون سے پہلے الف لگایا تو یہ لفظ شیطان بن گیا اور یہ جمع مکسر بن گئی۔ شَیْطَان کا نون اصلی ہے اس کی جمع شَیْطَانِ طِبْنِین ہے۔ شیطان کے معنی ہے ﴿۱﴾ جب کوئی بھائی سے دور ہو تو اس کو شَیْطَان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقرب سے ابلیس شیطان بن کر دور ہوا بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ شَیْط سے بنا ہے اور اس کا وزن فعلان ہے۔ یہ صفت مشبہ کا ہے۔ اس کا نون زائدہ ہے۔ اس کا معنی ہے ہلاک ہو۔ اس لئے ابلیس بھی سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ جب کوئی انسان، جن، جانور، یا کوئی بھی شیطانوں والے کام کرے تو اس کو شیطان کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک خچر لایا گیا تو جب آپ اس خچر پر سوار ہوئے تو وہ اچھلنے کودنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خچر کو بہت مارا پٹیا مگر وہ خچر اُسی طرح کودتا اچھلتا رہا آپ اس سے اترے اور فرمایا یہ شیطان ہے۔ لیکن اصل میں تو وہ خچر تھا اس میں جو عادت اچھلنے کودنے کی تھی وہ شیطانی تھی اس لیے آپ نے اس کو شیطان کہا۔ شیطان بھی پہلے جن تھا بعد میں اس نے اللہ کا حکم نہ مانا تو وہ شیطان ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اسی وجہ سے یہ شیطان ہو گیا اس سے پہلے اس کا نام عزرا زیل یا نائل تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو وہاں شیطان مردود کھڑا تھا آپ ﷺ نے اسے فرمایا اے ملعون؟ کیا چیز تجھے مسجد پاک کے پاس لائی ہے؟ شیطان عرض کی رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا ہے آپ نے فرمایا رب العزت نے تجھے میرے پاس کیوں بھیجا ہے؟ شیطان نے عرض کی حضور ﷺ تاکہ آپ مجھ سے اپنی مرضی کے مطابق کچھ سوال کریں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے آپ ﷺ نے اس سے نماز کے بارے میں سوال کیا، فرمایا کہ اے مردود ملعون میری امت کو نماز باجماعت سے کیوں روکتا ہے؟ شیطان نے عرض کی اے نبی ﷺ جس وقت آپ کا کوئی امتی نماز باجماعت کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو مجھے تب محروم گھیر لیتا ہے جب تک وہ واپس نہیں آتا میں اس مرض میں مبتلا رہتا ہوں اس کے بعد آپ ﷺ نے شیطان سے پوچھا کہ تو ان کو علم و دعا سے کیوں روکتا ہے؟ شیطان نے عرض کی اس لئے کہ ان کی دعا سے میں اندھا اور بہرا ہو جاتا ہوں۔ مجھے اس وقت شفا ہوتی ہے جب وہ فراغت پاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ان کو قرآن کی تلاوت کرنے سے کیوں روکتا ہے؟ شیطان عرض کی قرآن کی تلاوت سے میں قلعی کی طرح آگ میں پگھلتا رہتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان کو جہاد سے کیوں روکتا ہے۔ جب کہ وہ جہاد کے لئے نکلنے کے لئے ارادہ کرتے ہیں شیطان عرض کی جب وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو اس وقت میرے قدموں میں زنجیر ڈالے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ واپس نہ آجائیں اس طرح جب وہ حج کو جاتے ہیں ان کی واپسی تک میرے اوپر کلباڑے چلتے رہتے ہیں جو مجھے ایسے کاٹتے ہیں جیسے کٹڑیوں کو کاٹا جاتا ہے ﴿روح البیان﴾ حدیث پاک میں ہے کہ شیطان مردود کے سامنے روزانہ دنیا پیش ہوتی ہے پھر یہ مردود اعلان کرتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے وہ چیز خرید لے جس میں اس کا نقصان اور پریشانی ہو۔ تو دنیا دار لوگ یہ اعلان سن کر کہتے ہیں کہ اس کے ہم خریدار ہم ہیں۔ شیطان انہیں سمجھاتا ہوا کہتا ہے۔ بھائیو؟ اتنی جلدی نہ کرو وہ ذرا سوچ لو یہ تو بڑی عیب دار تجارت ہے۔ دنیا دار کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں ہے ہم اسے ضرور خرید لیں گے شیطان کہتا ہے اس کی قیمت درہم یا دینار نہیں ہیں بلکہ اس کی قیمت تمہارا وہ نیک نصیب ہے جو تمہیں بہشت سے عطا ہوگا میں تم سے وہ تمہارے نیک نصیب کو چار چیزیں دے کر خریدتا ہوں ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کی لعنت ﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ کا غصہ ﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کا عذاب ﴿۴﴾ اللہ تعالیٰ کی دوستیاں قطع۔ یہ چار چیزیں دے کر میں تم سے بہشت خریدوں گا دنیا دار یہ سن کر کہتے ہیں بے سودا منافع میں پھر شیطان کہتا ہے کہ میری خواہش ہے کہ مجھے قیمت بڑھادو کیونکہ مجھے تجارت میں نقصان معلوم ہوتا ہے وہ اس طرح کہ اپنے دلوں پر ان چیزوں کا ایسا گھرنہ بناؤ اور پکا ارادہ کرلو کہ اس سے تم ہرگز نہ ہٹو گے دنیا دار کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی عزم بالجزم کر چکے ہیں یہ کہہ کر دنیا دار دنیا والے لیتے ہیں شیطان ہنس کر کہتا ہے بَنَسْتِ الْبَيْتَ جَارَةً ﴿روح البیان﴾ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الاخیار میں فرمایا ہے کہ شیطان مکر کر بھی ہے اور مونث بھی ہے ان کی اولاد ہوتی ہے مگر مرنے نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ رہیں گے بعض نے کہا ہے کہ ان پر موت آتی ہے ﴿روح البیان﴾ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن جنات سے کائنات کے کارناموں کے بارے میں سوال کیا۔ جنات نے عرض کی جابر اللہ زختری قرآن مجید کی تفسیر تحریر کر رہا ہے یہ آدمی تفسیر لکھ چکا ہے آپ نے فرمایا وہ لے آؤ جنات اس تفسیر کو لے آئے آپ نے اس کو نقل کر کے اپنے پاس رکھ لی اور جو لے کر آئے تھے وہ وہاں جنات کے ذریعے رکھوا دی ایک روز جابر اللہ زختری حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے آپ نے وہی تفسیر اس کو دکھائی زختری اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر میں کہوں کہ یہ میری ہی تفسیر کی ہوئی ہے تو پھر اس کے پاس کیسے آگئی ہے اگر کہوں کہ یہ دوسرے کی لکھی ہوئی ہے تو پھر بھی عقل نہیں مانتی کیونکہ اس تفسیر کے الفاظ و معانی اور وضع و ترتیب بعینہ میری تفسیر جیسی ہے پھر دو مصنفوں کا غائبانہ ایک طرح کا لکھنا بڑا مشکل و دشوار ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تفسیر کی نقل ہے میں نے جنات کے ذریعے منگوئی ہے زختری قبل ازیں جنات کے وجود کے قائل نہیں تھے اس کے بعد جنات کے وجود کے قائل ہو گئے ﴿روح البیان﴾ زختری نے قرآن مجید کی تفسیر الکشاف بھی لکھی ہے جو میں نے اس تفسیر کرمانی میں حوالے دیے ہیں۔ الرِّجْمُ الرَّجْمُ فِعْلٌ کے وزن پر ہے اور یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور مفعول کے معنی میں ہے۔ الرِّجْمُ الرَّجْمُ کے معنی میں ہے۔ اور جرم جرم سے بنا ہے اور جرم کے معنی میں ہے جرم کا معنی ہے قتل کرنا لعنت کرنا۔ دھتکارنا۔ نکالنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَانْكَرَ رَجِيمٌ وَأَنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿پ ۱۴ سورۃ الحجرات ۳۴﴾ ترجمہ فرمایا تو بہشت سے نکل جا تو مردود ہے اور بیشک روز محشر تک تجھ پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ ترجمہ۔ پس جب تم قرآن مجید پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔ ﴿پ ۱۴ سورۃ النحل ایت ۹۸﴾ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے لوح محفوظ کے واسطے قلم سے مجھے اس طرح پڑھایا ہے۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ ﴿روح البیان﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو صفا کے پاس دیکھا تو آپ ایک آدمی کی طرف متوجہ تھے جو ہاتھی کی صورت میں تھا آپ ﷺ نے اے لعنت کر رہے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں تھا جس کو آپ لعنت کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ میں نے کہا اے اللہ کے دشمن اللہ کی قسم میں تجھے قتل کروں گا اور امت کو تجھ سے راحت دوں گا شیطان نے کہا یہ میری اور

تمہاری طرف سے کیا جزاء ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے دشمن میری طرف سے تیری کیا جزاء ہے شیطان نے کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے کوئی دشمنی نہیں کرتا مگر میں اس باپ کے ساتھ اس کی ماں کے رحم میں شریک ہوا ہوں ﴿روح البیان﴾ تعوذ پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی ہو جاتی ہے اور شیطان مردود کے وسوسوں اور مکر و فریفتوں سے آدمی بچ جاتا ہے۔ جب بندہ استعاذہ پڑھتا ہے تو وہ اس چیز کا اقرار کرتا ہے کہ میں بالکل کمزور اور عاجز و ناتواں ہوں اور سب آفات و بلیات و مصیبات و امراض و پریشانیوں اور شیطانی اور انسانی و سواں کو دور کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعوذ کے یہ الفاظ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں میں شیطان مردود کے (مکر و فریفتوں اور وسوسوں) سے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعوذ کے یہ الفاظ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعوذ کے یہ الفاظ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمِ ﴿خازن قرطبی﴾

قرآن مجید سے استعاذہ کے فضائل و فوائد

تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام نے مختلف الفاظوں سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ﴿سورۃ ہود ایت ۴۷﴾ ترجمہ عرض کی اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ سوال کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو حضرت یوسف علیہ السلام نے ذلیخا سے فرمایا۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنُ مِّنْہَا یَا ذَلِیخَ ﴿سورۃ یوسف ایت ۲۳﴾ ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ کی پناہ تیرا خداوند تو میری پرورش کرتا ہے اس نے تو مجھے اچھی طرح سے رکھا ہوا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ الْاَمْنِ وَجَدْنَا مَمْنًا غِنًا عِنْدَہٗ اِنَّا اِذَا الظَّالِمُوْنَ ﴿سورۃ یوسف ایت ۷۹﴾ ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ کی پناہ جس کے پاس ہم نے متاع ﴿پیالہ﴾ پایا ہے اس کے سوا دوسرے آدمی کو کیسے پکڑیں اس طرح تو ہم بڑے بے انصاف ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ایک گائے ذبح کریں قوم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ستعاذہ کا بیانا آپ ہم سے منحرف کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَہِلِیْنِ ﴿سورۃ البقرۃ ایت ۶۷﴾ ترجمہ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں شامل ہو جاؤں جھلوں میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا ہوا رسول ہوں اور تم میرا کہنا مانو تو انہوں نے کہا آپ رسول نہیں ہیں ہم سے باز آ جاؤ ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو فرمایا اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْحَمُوْنَ ﴿سورۃ الدخان ایت ۲۰﴾ ترجمہ اور میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم مجھے قتل کرو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ نے بارگاہ الہی میں عرض کی وَ اِنِّیْ اُعِیْذُ ہَا بِکَ وَذُرِّیَّتِہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿سورۃ ال عمران ایت ۳۶﴾ ترجمہ اور میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قتل کرو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کو مرد کی شکل میں دیکھ کر فرمایا اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْذُ بِکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ﴿سورۃ مریم ایت ۱۸﴾ ترجمہ (حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہنے لگی میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے (تو میرے پاس سے چلا جا) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو پڑھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے۔ وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمِّ ذَہِ الشَّیْطٰنِ لَا وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّخْضَرُوْا ﴿سورۃ المؤمنون ایت ۹۷﴾ اے میرے محبوب آپ یوں دعا کیجیے اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (شیاطین) میرے پاس آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اِمَّا یَنْزَغُکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ﴿سورۃ الاعراف ایت ۲۰۰﴾ (اے میرے محبوب) اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿سورۃ الفلق ایت ۱﴾ ترجمہ اے میرے محبوب تم فرماؤ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ ترجمہ اے میرے محبوب تم فرماؤ میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے رب کی۔

حدیث مبارکہ سے استعاذہ کے فضائل و فوائد۔ حضرت سلیمان بن مرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے قریب دووا دیوں کا آپس میں جھگڑا ہوا ایک آدمی کو اتنا غصہ آیا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور رگیں پھول گئیں اور منہ سے جھاگ نکلنے لگی حضور ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر یہ آدمی آغوشِ دُبا اللہ من الشیطن الرجیم۔ پڑھ لے تو اس کا غصہ چلا جائے گا۔ ﴿مسلم﴾ بخاری کتاب بدء الخلق بر مزی ابواب الدعوات ﴿﴾ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے اور میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حاکم ہو جاتا ہے اور میں بھول جاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تو اسے محسوس کرے تو تعوذ پڑھ کر اپنے بائیں طرف تین دفع تھوک دیا کر تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے نجات دی ﴿مسلم کتاب السلام﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آواز گدھے کی سنے تو تعوذ پڑھے کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔ ﴿ترمذی ابواب الدعوات﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یُوعَاء پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَازِیِّعِ مِنْ عَلَمِ الْاَیْنِفَعِ وَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَ مِنْ دُعَاءٍ لَا یَسْمَعُ ﴿ابن ماجہ ابواب الدعاء﴾ نسائی کتاب الاستعاذہ ابو داؤد باب الاستعاذہ ﴿﴾ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں چار چیزوں سے اس علم سے جو نفع نہ دے اس دل سے جو نہ ڈرے اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعاء سے جو سنی نہ جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَ الذِّلَّةِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلَمَ وَ اُظْلَمَ ﴿نسائی کتاب الاستعاذہ﴾ اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں قلت اور ذلت سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ ظالم یا مظلوم ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے۔ تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْقِلَّةِ وَ الذِّلَّةِ وَ اَنْ تَظْلَمَ اَوْ تَظْلَمَ

میں اترے تو یہ بڑھے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ النَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿ترمزى ابواب الدعوات﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دُعا کو ایسے سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَخِيَا وَالْمَمَاتِ ﴿ترمزى ابواب الدعوات﴾ ترجمہ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور میں پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَنُّونِ وَالْجَزَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ ﴿نسائی کتاب الاستعاذہ﴾ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ دُعا پڑھاتے تھے جیسے استاد اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کے ساتھ پناہ مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ اَرْدَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ﴿ترمزى ابواب الدعوات﴾ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں نامردی اور تیری پناہ میں آتا ہوں بخلی سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں بڑھاپے کی عمر سے اور میں مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے۔ حضرت عبداللہ بن سہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر فرماتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَطْلُوْمِ وَسُو الْمُنْظَرِ فِيْ اَهْلِ وَالْمَالِ ﴿ابن ماجہ ابواب الدعوات﴾ حضرت جابر بن مطعم سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا عمرو نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ کون سی نماز تھی آپ نے کہا۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مَنُوْنَفْتِهْ وَهَمْزِهْ عمرو نے فرمایا ہمذہ سے مراد مرگی ہے۔ اور نفثہ سے مراد شمر ہے اور نفث سے مراد کبر ہے۔ ﴿ابوداؤد باب ما یشتر بہ الصلوٰۃ﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ جَبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَرَبِّ اِسْرَآئِيْلَ اَعُوذُ بِكَ مِنْ خَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ﴿نسائی کتاب الاستعاذہ﴾ حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَامِ وَالتَّرْدِي وَالْحَرَمِ وَالْغَمِّ وَالْحَرِيْقِ وَالْغَرَقِ وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُذْبِرًا وَاَعُوذُ بِكَ وَاَنْ اَمُوْتُ لَدِيْعًا ﴿نسائی کتاب الاستعاذہ﴾ حضور ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزندوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کیلئے اس دُعا سے تعویذ فرماتے تھے۔ اَعِيْذُ كَمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَا مَمَّةَ ﴿مشکوٰۃ باب الاستعاذہ﴾ ترمزى۔ ابواب الطب ﴿نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرماتے ہیں کہ جو آدمی سوکراٹھے تو یہ دُعا پڑھے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَاَنْ يَّخْضُرُوْنَ ﴿مشکوٰۃ باب الاستعاذہ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحْوِيلِ عَافِيَّتِكَ وَفَجَاءَةِ بَقِيَّتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ ﴿ابوداؤد باب الاستعاذہ﴾ ترجمہ اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں زوال تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت کے واپسی سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگیوں سے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ بزدلی۔ بخل۔ بری۔ امراض قلب اور عذاب قبر سے۔ دُعا یہ ہے۔ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُو الْعُمْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَبُو دَاوُد۔ باب الاستعاذہ﴾ حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دُعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرْدِي وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرْدِي وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتُ فِيْ سَبِيْلِكَ مُذْبِرًا وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتُ لَدِيْعًا ﴿ابو داؤد باب الاستعاذہ﴾ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں تیری پناہ لیتا ہوں کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے اور اونچی جگہ سے گر کر مرنے سے اور تیری پناہ لیتا ہوں کہ تیری راہ میں پیچھے پھیر کر بھاگتا ہوا مروں اور تیری پناہ لیتا ہوں کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے مروں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالدُّوَانِ وَبَرِّ امْرِضٍ بِرِّ امْرِضٍ سے۔ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ اَرْدَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ﴿بخاری۔ کتاب الدعوات باب التَّعَوُّذِ مِنَ الْخَلِّ﴾ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں بخل، بزدلی، ایسی لمبی عمر جس میں دانائی جاتی رہے۔ دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ طَمَعٍ يَّهْدِيْ اِلَى طَمَعٍ وَّمِنْ طَمَعٍ غَيْرِ طَمَعٍ وَّمِنْ طَمَعٍ حَيْثُ لَا مَطْمَعٍ ﴿المسند للامام احمد بن حنبل مسند الانصار﴾ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسی خواہش سے جو عیب دار بنادے اور بے مقصد خواہش اور بے فائدہ چیز کی خواہش سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرْدِي وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْغَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتُ فِيْ سَبِيْلِكَ مُذْبِرًا وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتُ فِيْ طَلَبِ الدُّنْيَا۔ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں گر کر مرنے، لیکن ہونے، دُوبے اور عمارت گرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور موت کے وقت تیرے راستے سے پھرنے سے۔ اور دنیا کی طلب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ یہ دُعا مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَذَرِّكَ

الشَّقَاءَ وَسُوءَ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةَ الْأَعْدَاءِ۔ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں سخت آزمائش، نامردی، بُرے فیصلے اور دشمنوں کے مجھ پر ہنسنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں ﴿مسلم﴾ کتاب الزکوٰۃ والدعا ﴿رسول اللہ ﷺ﴾ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ فَتْنَتِهِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغَبْنِیِّ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَائِمِ ﴿بخاری﴾ ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ میں عذاب جہنم، فتنہ جہنم، عذاب قبر، فتنہ قبر، سے اور امیری وغیرہی کے فتنے کے شر اور فتنہ سج دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شدت سے درد تھا کہ میں مراجار ہاتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اپنا دایاں ہاتھ درد کی جگہ پر پھیرو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔ اَعُوْذُ بِعَدَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ ترجمہ میں اللہ کی قدرت اور عزت کی پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جو میں پاتا ہوں (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) سو میں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی اس کے بعد سے میں ہمیشہ اپنے اہل خانہ کو اور دوسرے لوگوں کو یہی بتلاتا ہوں۔ حوالہ جانت۔ مؤطا امام مالک، باب التعوذ والرقیۃ من المریض۔ مؤطا امام محمد باب الرقی۔ مسلم کتاب السلام۔ ابو داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی۔ ابن ماجہ۔ ابواب الطب باب ما جہ ما عوذ النبی ﷺ وما عوذ تفسیر قرطبی۔ احیاء العلوم۔ میں کہتا ہوں کہ یہ میرا ذاتی تجربہ شدہ ہے مگر ستر مرتبہ پڑھیں۔ تفسیر مصنف ابو جعفر طالب حسین کرمانی۔

استعاذہ کے فقہ حنفی کے مختار مسائل۔ طرفین یعنی حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں استعاذہ قراءت کے تابع ہے۔ ثناء کے تابع نہیں ہے۔ ثُمَّ لَتَعُوْذُ تَبَعٌ لِلْقِرَاۓَةِ دُونَ الثَّنَاءِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَهُمَا اللّٰهُ۔ ﴿ہدایہ کتاب الصلوٰۃ۔ رد المحتار باب صفة الصلوٰۃ﴾ طرفین کی یہ دلیل ہے۔ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ مقتدی قراءت نہ پڑھے۔ مقتدی کیلئے استعاذہ پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ ﴿عالمگیری کتاب الصلوٰۃ۔ کافی۔ شرح منیہ۔ فتاویٰ قاضی خاں﴾۔ حَتّٰی یُنَاقِیَ بِهٖ الْمُسَبُّوْقُ۔ دُونَ الْمُفْتَدِیِّ ﴿ہدایہ کتاب الصلوٰۃ﴾ عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا پڑھے اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور استعاذہ چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے۔ ﴿رد مختار۔ بہار شریعت﴾ وَیُنَوِّخُ خُرْعًا عَنْ تَكْبِیْرَاتِ الْعِیْدِ ﴿ہدایہ کتاب الصلوٰۃ﴾ جس مقتدی کی رکعت فوت ہو جائے تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے اس وقت استعاذہ پڑھے۔ ﴿رد مختار﴾ نماز میں استعاذہ پڑھنا سنت ہے۔ ﴿عالمگیری کتاب الصلوٰۃ﴾ صرف پہلی رکعت میں پڑھے۔ ﴿رد المختار﴾ حوالہ۔ وَکَمَا اسْتَفْتَحْ تَعُوْذُ بِلَفْظِ اَعُوْذُ عَلٰی الْمَذْهَبِ۔ ثنا اور استعاذہ اور تسمیہ بھول کر نہ پڑھا اور قراءت پڑھنا شروع کر دی تو ان کو پھر نہ پڑھے اگر ثنا بھول کر نہ پڑھی اور استعاذہ پڑھا تو ثنا کا اعادہ نہیں ہے۔ ﴿بہار شریعت۔ رد مختار﴾ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ ﴿سورۃ فاتحہ کو دوبارہ استعاذہ کے ساتھ پڑھنا درست نہیں ہے۔ ﴿رد المختار﴾۔ مسبق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا پڑھی تھی اس وجہ سے کہ امام بلند و آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا یا امام قعدہ میں تھا غرض کسی وجہ سے پڑھی نہ تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے استعاذہ نہ پڑھے۔ ﴿بہار شریعت﴾ جب شاگرد استاد کو قرآن مجید سنائے تو اس وقت استعاذہ نہ پڑھے سنت نہیں ہے دُخِیْرَہٗ اَیُّ لَا یَسْنُ ﴿در المختار کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ﴾ نماز سری ہو یا جہری استعاذہ اور تسمیہ اور آمین آہستہ پڑھنا چاہیے۔ ﴿ہدایہ﴾ حوالہ۔ وَلَا یَتَعَوَّذُ التَّلْمِیْذُ اِذَا قَرَأَ عَلٰی اِسْتِعَاذَہٗ حوالہ۔ وَیُسَبِّحُ بِہِمَا لِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ اَرْبَعٌ یُخْفِیْنِ وَذَكَرَ مِنْ جُمْلَتِہَا النَّعُوْذُ وَالتَّسْمِیۃُ وَآمِیْنُ۔ ترجمہ اور تسمیہ اور تعوذ دونوں کے ساتھ اخفاء کرے کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کو امام آہستہ پڑھے اور مجملہ ان میں سے استعاذہ، تسمیہ، آمین، تحمید کو ذکر کیا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الآثار میں فرمایا ہے کہ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَادٍ عَنْ اِبْرَہِیْمَ قَالَ اَرْبَعٌ یُخْفِیْنِ الْاِمَامُ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَالتَّعَوُّذُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمِیْنُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَنَاخَذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِی حَنِیْفَةَ۔ ترجمہ۔ محمد ابو حنیفہ حماد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ چار چیزیں ہیں کہ امام ان کو آہستہ پڑھے سبحانک اللہم و بحمدک اعوذ یا للہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین۔ حضرت امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ ابی بکر بن علی بن محمد الحدادی السنی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۰۰ھ اپنی کتاب الجوہرۃ النیرہ باب صفة الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فی المسموۃ تنکح الامام التعوذ والتشهد والتسمیۃ وامن ترجمہ مسموۃ میں ہے کہ امام ان کو آہستہ پڑھے تعوذ، تشهد، تسمیہ، آمین

استعاذہ پڑھنے کا علماء کرام کا نظریہ۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استعاذہ ثناء کے تابع ہے۔ حوالہ۔ عِنْدَ اَبِیْ یُوسُفَ فَهُوَ تَبَعٌ لِلثَّنَاءِ۔ ﴿رد المختار باب صفة الصلوٰۃ﴾۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ استعاذہ ثناء کی جنس سے ہے کیونکہ جس طرح ثناء دعا ہے اسی طرح استعاذہ بھی ایک دعا ہے اور شکی کا تابع شکی کے بعد ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تعوذ ثناء کا تابع ہے۔ نہ کہ قراءت کا جو ثناء پڑھے گا وہ استعاذہ پڑھے گا طرفین کے نزدیک استعاذہ پڑھنا قراءت کے تابع ہے۔ حوالہ۔ اَبِی حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٌ اَنَّ التَّعَوُّذَ تَبَعٌ لِلْقِرَاۃِ۔ ﴿رد المختار باب صفة الصلوٰۃ﴾ لہذا جو قراءت پڑھے گا وہی استعاذہ پڑھے گا۔ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو یعنی قراءت سے پہلے استعاذہ پڑھو طرفین کی دلیل ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد استعاذہ پڑھو پہلے نہ پڑھو۔ ﴿قرطبی﴾ بعض کہتے ہیں کہ جب قاری قرآن کی قراءت سے فارغ ہو جائے تو پھر استعاذہ پڑھے۔ ﴿قرطبی﴾ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرض نماز میں استعاذہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں اور نماز تراویح میں استعاذہ پڑھنے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ ﴿قرطبی﴾ علامہ درود مالکی فرماتے ہیں کہ نفل نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے استعاذہ اور تسمیہ پڑھنا جائز ہے۔ اور فرض نماز میں مکروہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جہری نماز میں جہر پڑھو بعض کہتے ہیں کہ پڑھنے والے کی اپنی مرضی ہے جہر پڑھے یا آہستہ پڑھے بعض کہتے ہیں کہ ہر رکعت میں استعاذہ پڑھے اور پہلی رکعت میں پڑھنا زیادہ مکروہ ہے۔ امام شافعی نے فرمایا یہ صحیح ہے۔ حضرت ابولیف ثمر قندی فرماتے ہیں استعاذہ فرض ہے۔ جب کوئی نمازی نماز میں ثناء کے بعد استعاذہ پڑھنا بھول جائے اور بعد میں اسے یاد آئے تو تلاوت چھوڑ کر پھر ابتداء سے

قرأت پڑھے۔ ﴿قرطبی﴾ مصر کے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب کوئی نمازی نماز میں شاء کے بعد استعاذہ پڑھنا بھول جائے۔ جب یاد آئے تو استعاذہ پڑھے۔ پھر اسی جگہ سے قرأت شروع کرے جہاں وقف کیا تھا۔ ﴿قرطبی﴾ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر استعاذہ فرض تھا اس لئے ہم استعاذہ فرض سمجھتے ہیں ﴿قرطبی﴾ زہراوی فرماتے ہیں کہ استعاذہ نماز کے متعلق نازل ہوا ہم اس کو مستحب سمجھتے ہیں فرض نہیں سمجھتے ﴿قرطبی﴾ علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں کہ شاء کے بعد استعاذہ پڑھنا مستحب ہے۔ ابن قدامہ حنبلی فرماتے کہ نماز میں قرأت سے پہلے استعاذہ پڑھنا سنت ہے۔ محمد علاء الدین ہکسفی نے حلبی کا قول لکھا ہے کہ جب نماز میں قرأت کی ابتداء کرے تو تعوذ پڑھے اگر فاتحہ مکمل پڑھنے کے بعد اس کو تعوذ پڑھنا یاد آیا تو اب اس کو ترک کر دے اور اگر فاتحہ کے دوران اس کو یاد آیا تو تعوذ پڑھے اور از سر نو فاتحہ پڑھے۔ حوالہ۔ لقراءة فلو نذرہ بعد الفاتحة ترکہ ولو قبل اکمالها تعوذ وینبغی ان یستأنفها ذکرہ الحلل۔ درالمختار باب صفة الصلوة ابن عابدین حنفی اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر فاتحہ کے دوران اس کو تعوذ پڑھنا یاد آیا تو اب فاتحہ کو از سر نو تعوذ کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آئے گا سنت کی وجہ سے فرض (قرأت) کو چھوڑ دیا جائے۔ اس سے واجب کا چھوڑنا بھی لازم آئے گا۔ کیونکہ فاتحہ یا اس کا اکثر حصہ کو دوبارہ پڑھنا مجبہ سھو کا موجب ہے شامی باب صفة الصلوة سفیان ثوری اور عطاء فرماتے ہیں کہ استعاذہ پڑھنا واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذ قرأت القرآن فاستعذ بالله اور استعذ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے اس لئے استعاذہ پڑھنا واجب ہے اس کے متعلق احناف فرماتے ہیں کہ نماز میں شاء کے بعد استعاذہ پڑھنا سنت ہے۔ وجوب کا قول خلاف اجماع ہے اور اسلاف نے اس کی سنت ہونے پر اجماع کیا ہے۔ لہذا نماز میں نماز میں شاء کے بعد استعاذہ مسنون ہے اگرچہ استعذ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ ابن عابدین نے فقیہ ابو جعفر کی کتاب نوادر سے لکھا ہے نمازی نے اللہ اکبر پڑھنے کے بعد تعوذ اور تسمیہ پڑھی اور شاء یا نہ رہی تو اب شاء نہ پڑھے اسی طرح اگر اس نے اللہ اکبر پڑھنے کے بعد قرأت پڑھنی شروع کر دی اور ثنا تعوذ اور تسمیہ پڑھنا یا نہ رہی تو اب ان کو دوبارہ نہ پڑھے کیونکہ ان کا مکمل فوت ہو گیا اور اس نمازی پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ حوالہ۔ ذکر الفقہ ابو جعفر فی النوادر ان اکبر و تعوذ و نسبنا للثناء لا یعیذ و کذا ان کبر و بداء با لقراءة و نسی الثناء و لتعوذ و التسمیة لفوات محلها ولا سہو علیہ ذکرہ الذاہدی ردالمختار باب صفة الصلوة۔

شیطانوں کو بھاگنے کی دعا۔ یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس شب کو معراج ہوئی ایک دین نظر آیا گویا اس کے ایک ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نظر فرماتے تو اس کو دیکھتے وہ آپ ﷺ کی طرف چلا آتا تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کو چند ایسے کلمات بتا دوں کہ اگر آپ ان کو پڑھیں تو ان کا شعلہ بجھ جائے گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں سکھاؤ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی پڑھو وُذِّبَ وَجْهَ اللَّهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يَجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَا جَرٌّ مِنْ شَرٍّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرٍّ مَا يَعْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فَتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَبَيْنَ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ الْأَطَارِقِ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ۔ ترجمہ۔ پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے منہ سے جو بہت عزت والا ہے اور اس کے کلمات سے جو مکمل ہیں جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا برائی سے اس چیز کی جو آسمانوں سے اترے اور جو آسمان کی طرف چڑھے اور برائی سے ان چیزوں کی جن کو پیدا فرمایا ہے اس نے زمین میں اور جو نکلے زمین سے اور شب و روز کے فتنوں سے اور رات دن کی آفتوں سے اور حادثوں سے مگر جو حادثہ بہتر ہو اے رحمن ﴿موطا امام مالک﴾۔ نسائی میں ہے کہ جب آپ نے اس دعا کو پڑھا تو وہ دیوانہ گرا پڑا۔ فوائد۔ اگر کسی گھر میں دیو جنات وغیرہ ہوں تو اس دعا کو چند مرتبہ اس گھر میں پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ اس گھر سے جنات وغیرہ بھاگ جائیں گے۔ اگر کسی انسان میں جنات وغیرہ ہوں تو اس پر یہ دعاء پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ جنات وغیرہ بھاگ جائیں گے۔ فقہ ابن حکیم سے روایت ہے کہ کعب الاحبار نے فرمایا اگر میں چند کلمات نہ پڑھا کرتا تو یہودی (سحر کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے لوگوں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں کعب الاحبار نے فرمایا وہ یہ ہیں اَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يَجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَا جَرٌّ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرٍّ مَا خَلَقَ وَبَرًّا وَذَرًّا۔ ترجمہ۔ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے منہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اس سے زیادہ کوئی چیز عظمت میں اور اس اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات سے جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا اور اللہ تعالیٰ حسنی سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو مجھے علم نہیں ہے اس چیز کے شر سے جس کو اس نے بنایا یا پیدا فرمایا اور پھیلایا ﴿موطا امام مالک﴾ باب ما یومر بہ من التعوذ عند النوم۔ ﴿جادو کی وجہ سے انقلاب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں امام راغب، ابوبکر حصاص انکار کرتے ہیں مثلاً جانور پر جادو کیا تو وہ پتھر بن گیا یا ایک قسم سے دوسری قسم میں تبدیل ہو جائے یہ بات غلط ہے۔ حضرت کعب احبار نے جو یہ فرمایا ہے کہ لو لا کلمات اقول لھن لجعنی الیھود حصاراً۔ اگر یہ چند کلمات میرے پاس نہ ہوتے جن کو میں پابندی سے پڑھتا ہوں تو مجھے یہودی گدھا بنا دیتے۔ گدھا کا معنی نادان و بے وقوف میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں پر حصار یعنی گدھا کا معنی حقیقت میں ہے۔ مجاز الینا صحیح نہیں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ ترجمہ۔ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ب: سے: اِسْم: نام: اللہ: اللہ: اَل: جو: رَحْمَن: بہت مہربان: اَل: جو: رَحِيم: نہایت رحم والا ہے۔ بسم اللہ کے شروع میں جو باء ہے یہ حرف جر ہے حرف جرہ ہوتا ہے جو اپنے بعد والے اسم کو جر دیتا ہے یعنی زیر دیتا ہے اور یہی معانی کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ بسم اللہ کے شروع میں جو باء ہے یہ مصابحت کے لئے ہے یا استغانت کے لئے ہے۔ مصابحت کا معنی برکت ہے اور استغانت کا معنی مدد ہے اگر بسم اللہ کی باء مصابحت کے لئے ہے تو بسم اللہ کے معنی ہوں گے اللہ کے نام کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہوئے۔ اگر بسم اللہ کی باء استغانت کے لئے ہے جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ ترجمہ میں نے قلم کی مدد سے لکھا تو بسم اللہ کا مطلب ہوگا اللہ کے نام کے ساتھ مدد کرتے ہوئے ﴿کشاف۔ کبیر﴾ بسم اللہ اصل میں تھا بسم اللہ باء کے ساتھ الف تھی۔ بسم میں اسم کا الف کثرت استعمال کے باعث حرف ہو گیا ہے اس کے بدلے میں باء لکھی جاتی ہے ﴿کشاف۔ بیضاوی﴾ جیسے تَبْرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ﴿پ ۲۷ سورہ الرحمن ایت ۷۸﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴿پ ۲۷ سورہ الواقعة ایت ۷۷﴾ اَقْرَبَا سْمُ رَبِّكَ ﴿پ ۳۰ سورہ العلق ایت ۱﴾ ان آیات

محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ وَلَا فِعْلٌ مَعَهَا ظَاهِرٌ۔ ترجمہ اور اس میں فعل ظاہر نہیں ہے۔ یعنی پوشیدہ ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے اَبْدُ بِسْمِ اللّٰهِ ترجمہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَبْدَاءُ أَوْ أَقْرَاءُ اللّٰهِ کے نام سے شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں۔ ﴿کشاف﴾ بِسْمِ اللّٰهِ کا فعل مقدم یا مؤخر ہونا چاہیے۔ ﴿فعل مؤخر﴾ فعل کو بعد میں لائیں گے تو عربی قواعد کے مطابق حصر ہو جائے گا جو شرکین کا رد ہے شرکین عرب ہر کام بتوں کے نام سے شروع کرتے تھے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ وَالْعِزَّى اور ہم ہر کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو مقدم مانتے ہیں اور اپنا کام مؤخر مانتے ہیں۔ بہتر بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے مانا جائے اور اپنے فعل کو بعد میں کہا جائے۔ بسم اللہ اقرء یا اشرع ترجمہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں۔ یہاں پر تاخیر افضل ہے۔ ایاک نعبد ترجمہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔ ایاک کا کاف اسم ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ نَعْبُدُ۔ اس کا مضارع جمع ہے۔ عِبَادُ۔ عبادت۔ یہاں پر عبادت فعل ہے جو بعد میں ہے۔ عربی اصول میں اہم کو مقدم مانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام اہم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا گیا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرُهَا وَمُرْسَهَا ﴿سورة ہود ایت ۴۱﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا۔ اس ایت میں اللہ تعالیٰ کا نام مقدم ہے۔ اور فعل چلنا۔ اور ٹھہرنا مؤخر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴿پ ۱۰ سورة التوبہ ایت ۴۰﴾ ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں پر بھی اللہ مقدم ہے اور فعل مَعَنَا مؤخر ہے۔ فعل مقدم۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴿پ ۳۰ سورة العلق ایت ۱﴾ ترجمہ پڑھا اپنے رب کے نام سے۔ اس ایت میں ہے اِقْرَأْ یعنی پڑھ یہ فعل ہے۔ اور یہ فعل مقدم ہے۔ اسم رب مؤخر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي ﴿پ ۱۹ سورة الشعرا ایت ۶۲﴾ ترجمہ بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ اس میں مع یعنی ساتھ فعل ہے جو مقدم ہے اور رب بعد میں ہے جو مؤخر ہے۔ تَبْرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ﴿پ ۲۷ سورة الرحمن ایت ۸﴾ ترجمہ بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام۔ تبرک، برکت فعل ہے جو مقدم ہے اور رب مؤخر ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴿پ ۲۷ سورة الواقعة ایت ۴﴾ اس ایت میں سبّح فعل ہے جو پہلے ہے اور رب بعد میں ہے۔ اِنَّهُ مَنِي سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ﴿پ ۱۹ سورة النمل ایت ۳۰﴾ ترجمہ بے شک یہ ﴿خط﴾ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک یہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔ ﴿کشاف﴾ بغوی۔ قرطبی۔ روح البیان ﴿

بسم اللہ کے اسم کی تفسیر

بصریوں کے عالم مفرد نے کہا ہے کہ اسم سموسے بنا ہے۔ اور اس کا یہ قول صحیح ہے۔ ابن نورک ابو عبیدہ اور سنیو یہ کہتے ہیں کہ اسم ہی مسمی ہے۔ سما سمعوا ب نصر سمعوا کا معنی ہے بلند ہونا۔ جوہری نے کہا اسم کی جمع اسماء ہے جیسے قفل کی جمع اقبال ہے اس جمع میں لفظ کے آخر کے قابل الف اور لفظ کے شروع میں الف لگایا جاتا ہے۔ تصغیر سے کسی لفظ کی اصل کا صحیح علم ہو جاتا ہے جیسے وعدہ کی تغیر و عید ہے۔ اور سمعو کی تصغیر سمی ہے۔ اسم۔ اَصْلُهُ سَمَوُ اسم اصل میں سمو ہے ﴿فتح القدیر﴾ اسم ہی مسمی ہے اور اس کا عین ذات ہے۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ ﴿سورة مریم ایت ۷﴾ ترجمہ بے شک ہم تمہیں ایک صاحبزادہ کی بشارت سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا علیہ السلام جس تیرے بیٹے کی ہم خوشخبری دے رہے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا پھر نام کو پکارا اور فرمایا یحییٰ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے یعنی یحییٰ وہی مسمی ہے۔ سَبِّحْ اسْمُ رَبِّكَ اَلَا غُلٰمِ ﴿پ ۳۹ سورة الاعلیٰ ایت ۱﴾ ترجمہ پاک بیان کیجیے اپنے رب کی جو سب سے بلند والا ہے۔ تَبْرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ﴿پ ۲۷ سورة الرحمن ایت ۸﴾ بڑی برکت والا نام ہے آپ کے رب کا جو نہایت عظمت اور بزرگی والا ہے۔ ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اسم اور مسمی ایک ہیں۔ ﴿قرطبی۔ بغوی﴾ اللہ۔ اللہ کا دوسرا معنی ہے لا معبود غیر اللہ۔ یعنی لا الہ الا اللہ۔ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اللہ کا تیسرا معنی ہے وہ واجب الوجود جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں۔ هَلْ تَعْلَمُ وَلَهُ سَمِيًّا ترجمہ کیا اس کا (اللہ کا) دوسرا نام جانتے ہو۔ لفظ اللہ کے چار حروف ہیں۔ الف۔ لام۔ لام۔ ہاء۔ اللہ کا یہ ذاتی نام ہے۔ اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ ﴿قرطبی۔ خازن﴾ اللہ عربی لفظ ہے۔ نہ اس کا شنیہ ہے۔ نہ ہی جمع ہے۔ لفظ اللہ کسی لفظ سے نہیں بنا۔ جیسے اللہ کسی سے نہیں بنا۔ امام شافعی۔ ابو معانی۔ خطابی۔ غزالی، خلیل اور سنیو یہ۔ نے فرمایا ہے کہ۔ الف۔ لام۔ اللہ کا لازمہ۔ اس کو لفظ اللہ سے حرف کرنا جائز نہیں ہے۔ خطابی نے فرمایا ہے کہ اس پر دلیل ہے کہ الف۔ لام۔ لفظ اللہ کی اصل ہے۔ اللہ کے شروع میں نداء کا حرف لگایا جاتا ہے۔ اور اللہ کا الف۔ لام۔ تعریفی نہیں ہے۔ جیسے الرحمان اللہ کی صفت ہے رحمن کے شروع کا الف۔ لام تعریفی ہے۔ ایسے ہی الرحیم نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگر الرحمن یا الرحیم کے شروع میں نداء کا حرف لگایا جائے گا تو الف۔ لام۔ تعریفی کو حرف کرنا ہوگا جیسے۔ الرحمن سے رحمن۔ الرحیم سے رحیم۔ یا زحمن یا زحیم۔ بلکہ اللہ کو یا للہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس کی اصل ہے۔ سنیو یہ نے خلیل سے روایت کی ہے کہ اللہ کی اصل الہ ہے۔ جیسے فَعَا ل۔ الہ کے شروع میں الف۔ لام۔ لگایا تو ال الہ بن گیا اس کے بعد تخفیف الف کو گرا دیا اور اس کی حرکت قبل لام کو دے دی اور قبل لام کو دوسرے لام میں ادغام کر دیا تو لفظ اللہ بن گیا۔ ﴿قرطبی﴾ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ کی اصل لاہ ہے۔ اس کے شروع میں الف۔ لام۔ لگایا تو ال لاہ بن گیا۔ اور اس کے بعد لام کو لام میں ادغام کیا تو لفظ اللہ بن گیا۔ لاہ کا معنی ہے پردہ۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ اے برتر از قیاس و خیال و گمان وہم۔ وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواند ایم۔ ترجمہ۔ اے کہ تو ہمارے قیاس و خیال اور گمان و وہم سے برتر ہے اور اس سے بھی جو کچھ ہم نے کہا سنا اور پڑھا۔ دیباچہ گلستان۔ امام کسائی۔ اور امام فراء نے فرمایا ہے کہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ کا معنی بِسْمِ اللّٰہِ الہ ہے اس کا ہمزہ گرا دیا پہلے لام کو دوسرے لام میں ادغام کیا تو لام مشدہ ہو گیا لفظ اللہ بن گیا ﴿قرطبی﴾ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ کے آخر میں جو ہاء ہے یہ اس کی اصل ہے۔ اور عاب سے کنایہ ہے اس اللہ کی ہاء کے شروع میں لام ملکیت کا لگایا گیا ہے۔ جو کہ نہ بن گیا ہے پھر لہ کے شروع میں تعظیم و تکریم کیلئے الف لگایا گیا ہے جو لفظ اللہ بن گیا ﴿قرطبی﴾ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل میں ولہ تھا واد کو حرف کر کے اس کی جگہ الف لگایا تو لفظ اللہ بن گیا جیسے۔ وَحَا واد کو گرا کر اس کی جگہ الف لگایا تو لفظ اشاح ہو گیا ایسے ہی وسادۃ واد کو گرا دیا اور اس کی جگہ الف لگایا تو اسادۃ بن گیا ﴿قرطبی۔ بغوی﴾ خلیل اور ضحاک نے فرمایا ہے کہ اللہ کا نام لاہ ہے اس کا معنی سکون چین اور قرار ہے۔ اس لئے الہ کے ذکر کرنے سے سب کو سکون چین اور قرار آتا ہے ﴿قرطبی﴾ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ کا لفظ دل سے بنا ہے جس کا معنی ہے حیران ہونا سب کا نجات اس کی ذات و صفات میں حیران ہیں تفسیر خازن جلد اول میں لکھا ہے کہ اسم اللہ کے خواص میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس اسم مبارک سے اگر کوئی حرف حرف کیا جائے تو باقی کا حرف بھی ذات

بابرکات باری تعالیٰ پر پوری طرح دلالت کرتا ہے مثلاً اگر لفظ اللہ سے الف کو دور کیا جائے تو باقی اللہ رہے گا جو ذات بابرکات اللہ تعالیٰ پر پوری طرح دلالت کرتا ہے جیسے قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے للہ مافی السموات وما فی الارض اور اگر الف رہنے دیں اور ایک لام کو حذف کریں تو بھی پورا اسم مبارک الہ باقی رہتا ہے جیسے ارشاد مبارک فرمایا والہکم اللہ واحد اور اگر الف و لام دونوں کو حذف کر دیا جائے تو بھی لہ پورا اسم مبارک ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرنے والا باقی رہتا ہے۔ اَلْمَلِکُ وَلَهُ الْخِمْدُ ہے لہ اور اگر الف و ہر دو لام حذف کر دیئے جائیں تب بھی پورا نام باقی رہتا ہے لا الہ الا ہو حضرت مولانا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا ہے کہ عن محمد ابن الحسن قال سمعت ابا حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یقول اسم اللہ الاعظم هو اللہ و بے قال الطحاوی و اکثر العارفین حتی انہ لا ذکر عندہم لصاحب مقام فوق الذکر یہ ترجمہ حضرت امام محمد ابن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا اسم اعظم اللہ ہے اور یہی مذهب حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر عارفین کا ہے اس لئے بزرگوں کے نزدیک اس اسم مبارک کے ساتھ ذکر کرنے سے بڑھ کر اور کوئی ذکر نہیں ہے حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار جلد اول صفحہ نمبر ۵ میں فرماتے ہیں کہ قالہ السعد و غیرہ او المخصوصۃ ای بلا اعتبار صفة اصلا کما قالہ العصام قال السید الشریف کما تاہت العقول فی ذاته وصفاته لا حتجا بہا بنور العظاۃ تحیرت ایضا فی اللفظۃ الدالۃ علی الذات کا نہ العکس الیہا من تلک الانوار اشعة فبہرت اعین المستبصر فواوینسریا نی ہو ام عربی اس افاختل صفة مشتق او علم او غیر علم والجمہور علی انہ عربی علم مرتجل من غیر اعتبار اصل منہ ومنہم ابو حنیفہ و محمد بن الحسن والشافعی والخلیل وردی ہشام عن محمد عن ابی حنیفہ انہ اسم اللہ الاعظم وبہ قال اطحاوی وکثیر من العلماء و اکثر العارفین حتی انہ لا ذکر عندہم لصاحب مقام فوق الذکر یہ ترجمہ حضرت سعد الدین اور حضرت عصام الدین نے فرمایا ہے کہ لفظ اللہ رب کا ذاتی نام ہے جو واجب الوجود ہے اور کل صفات کی جامع ہے اور سید شریف نے فرمایا ہے جیسے اللہ کا ادراک کرنے سے انسانوں کی عقلیں حیران اور عاجز اور در ماندہ ہیں اسی طرح اس کی ذات پر دلالت کرنے والے اسم الہ کی حقیقت کو پانے سی بھی عقلیں حیران و پریشان ہیں۔ بعض نے فرمایا ہے یہ لفظ اللہ سریانی زبان کا ہے بعض نے فرمایا ہے کہ لفظ اللہ عربی ہے۔ بعض نے فرمایا ہے کہ وصف اور مشتق ہے بعض نے فرمایا ہے کہ یہ علم ہے اور جنہو علماء کا یہ نظریہ ہے کہ یہ لفظ اللہ عربی ہے۔ اور اس کی مثل اور کوئی لفظ نہیں ہے حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت امام شافعی اور خلیل کا یہی موقف ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا یہی اسم اعظم ہے اور حضرت امام طحاوی اور دیگر کثیر علماء کرام اور عارفین کا یہی قول ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اسماء الحسنی میں بیان فرمایا ہے کہ اسم اللہ کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس کو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورانی کر دیتا ہے۔ امام محمد بن الجزریش شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنھن میں فرماتے ہیں کہ جو آدمی روزانہ ایک ہزار دفعہ یا اللہ پڑھے گا انشاء اللہ اس کے دل کے سب شبہات دور ہو جائیں گے اور یقین کی طاقت نصیب ہوگی۔ جو علاج مریض زیادہ یا اللہ کا اور درکھے اور اس کے بعد شفاء کی دعا مانگے اس کو شفاء کامل نصیب ہوگی۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگٹھی دی اور فرمایا کہ اس انگٹھی پر کسی نقاش سے لا الہ الا اللہ لکھو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقاش کو فرمایا اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دے نقاش نے یہ لکھ دیا جب انگٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کریم ﷺ کو پیش کی تو اس پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اے ابوبکر اس کے اوپر تیرا نام کیوں لکھا ہوا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا کرنا پسند نہیں کیا لیکن میں نے اپنا نام نہیں لکھوایا یہ عرض معروض ہو رہی تھی کہ حضرت جبریل آمین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام میں نے لکھا ہے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کریم ﷺ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا کرنے پر راضی نہیں تھا تو میں محمد ﷺ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جدا کرنے پر راضی نہیں تھا قرطبی۔ کبیر۔ الرخصن۔ رخصن بسم اللہ میں اللہ کی پہلی صفت ہے یہ رحم سے بنا ہے اور اس میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے یہ فعلان کے وزن پر ہے اس کا نہ تثنیہ ہے اور نہ جمع ہے اس کا معنی ہے دنیا میں سب پر عام رحمت و فضل اور احسان ایسا فرمانے والا جس کی مثال نہیں ہے فتح القدیر۔ خازن۔ قرطبی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دونوں رحمت بھرے نام ہیں ایک نام دوسرے نام سے زیادہ رحمت بھرا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہما اسمان زقیقان أخذ ہما ارق من الاخر۔ خازن۔ بصریوں کا عالم مرکب ہوتا ہے کہ یہ انعام کے بعد انعام ہے اور مہربانی کے بعد مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمن کو صفت رحیم سے پہلے اس لئے فرمایا ہے کہ میں دنیا میں مؤمنین اور کفار پر عام رحمت کرنے والا ہوں اور آخرت میں خاص مؤمنین کے لئے رحیم ہوں گا۔ طبری۔ بغوی۔ اس لئے لفظ رحمن کو لفظ رحیم سے پہلے فرمایا ہے کیونکہ دنیا پہلے ہے اور آخرت بعد میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ انا اللہ وانا الرخصن خلقت الرخصن ترجمہ۔ میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں میں رحم کو پیدا کیا ہے۔ ترجمہ ابواب البر والصلۃ۔ صلہ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ صلہ نامہ میں پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تسمیہ لکھی تو سہیل بن عمرو اور مشرکین نے کہا کہ رحمن کو ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے تم با اسمک اللہم سے لکھو ہم اسی کو جانتے ہیں۔ کنز العمال غزوہ حدیبیہ جلد ۱۰۔ مقاتل اور ابن جریج اور قتادہ نے فرمایا ہے کہ یہایت صلہ حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی وھم یخفون بالرخمن۔ ۳۳ سورۃ الرعد ایت ۳۰ ترجمہ۔ اور وہ رحمن سے انکار کر رہے ہیں۔ و اذا قیل لھم اسجدوا للرخمن قالوا وما للرخمن ترجمہ۔ جب انہیں کہا جائے رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمن کون ہے۔ ۱۹ سورۃ الفرقان ایت ۶۰۔ قُل ادعوا اللہ او ادعوا الرخصن۔ اے میرے محبوب تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر۔ ۱۵ بنی اسرائیل ایت ۱۱۰۔ مسلمہ کذاب لوعہ اللہ علیہ نے اپنا نام رحمن الیسا مہ رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کا نام کذاب رکھا کذاب مسلمہ کا ذاتی نام ہو گیا اور وہ نام پوری دنیا میں مشہور ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا بسم اللہ ہر مرض کی شفاء

ہے اور ہر دو پر مد ہے۔ اور الرحمن ہر ایمان لانے والے کیلئے مد ہے۔ یہ ایسا اسم ہے کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کا نام نہیں رکھا جاتا۔ ﴿قرطبی﴾ جو کوئی روزانہ ہر نماز کے بعد سو دفعہ یا رَحْمٰن پڑھے گا اس کے قلب سے انشاء اللہ سب چیز کی سختی اور غفلت دور ہو جائے گی۔ ﴿بعض تھنیں﴾ رَحْمٰن کا معنی ہے نہایت رحم کرنے والا۔ رَحْمٰن - فَعِل کے وزن پر ہے۔ یہ اسم مبالغہ ہے اور اسم خاص ہے۔ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَرَحْمٰنُ الْآخِرَةِ دُنْيَا میں رَحْمٰن ہے اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ وَاٰخِرَت میں رحیم ہے۔ اور اس کی رحمت مومنین پر خاص ہے۔ وَكَانَ يَا الْمُتَوَمِّلِينَ رَحِيمًا ﴿پ ۲۲ الاحزاب ایت ۲۳﴾ ترجمہ اور وہ اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا مہربان ہے۔ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمًا۔ دُنْيَا میں رَحْمٰن ہے اور آخِرَت میں رحیم ہے، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس سے خفا ہوگا۔ ﴿ترمزی او اب الدعوات﴾

وظیفہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہنا

لَرْحِمٍ۔ جو کوئی ہر نماز کے بعد سو دفعہ یا رَحْمٰن پڑھے گا تو وہ سب دنیوی آفات سے محفوظ رہے گا اور سب مخلوق اس پر مہربان ہوگی۔ رحمت۔ رحمت کا مفہوم یہ ہے کہ جو سزا کا مستحق ہو اس کو معاف کر دینا۔ جو اکرام کے لائق نہ ہو اس کو انعام سے نوازنا۔ رحمت اگر اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی ہونگے احسان جب رحمت لوگوں کی صفت ہوگی تو اس کے معنی ہوں گے رقت اور شفقت و مہربانی

نماز میں تسمیہ آہستہ پڑھنے کے متعلق احناف کے احادیث مبارکہ سے مختار مسائل

احناف کے نزدیک نماز میں فاتحہ سے قبل تسمیہ آہستہ پڑھنا منسوخ ہے۔ حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے نماز میں فاتحہ سے پہلے بسم اللہ ترک چہر روایت کیا گیا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ تسمیہ فاتحہ کا جز نہیں ہے اگر جز ہوتا تو اس کا جہر پڑھنا واجب ہوتا جیسا کہ سورۃ نمل میں تسمیہ جہر پڑھی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید جہر پڑھا جاتا ہے۔ استعاذہ بھی نماز میں آہستہ پڑھا جاتا ہے جو سورتوں کے شروع میں تسمیہ ہے وہ سورتوں کی آیت نہیں ہے بلکہ سورتوں کے فصل کیلئے ہے سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اس کی ساتویں آیت اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہے۔ یہی قول حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ایوسف اور امام محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا ہے ﴿طحاوی باب ۱۰۰ قراۃ﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضرات کو سورۃ براۃ یعنی سورۃ توبہ کو سورۃ انفال سے ملانے کی کون سی مشکل پیش آئی حالانکہ سورۃ انفال سبع الطوال سے ہے اور سورۃ براۃ مثنیٰ سے ہے پھر ان دونوں کو ملا کر ان کے درمیان تسمیہ نہیں لکھی آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی ایت نازل ہوتی تھی تو آپ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس ایت کو فلاں جگہ لکھ دو اور سورۃ براۃ کا حصہ سورۃ انفال سے مشابہت رکھتا ہے جب رسول اللہ ﷺ وصال مبارک پا گئے آپ ﷺ سے میں اس کے متعلق پوچھ نہ سکا اور مجھے خدشہ ہوا کہ سورۃ براۃ کہیں سورۃ انفال کا حصہ نہ ہو اس لئے میں نے وہ دونوں سورتیں قریب قریب لکھ کر دونوں سبع الطوال میں کر دیں اس لئے ان کے درمیان تسمیہ نہیں لکھی۔ ﴿طحاوی﴾ حضرت امام ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث میں خبر دے رہے ہیں کہ تسمیہ آپ کے نزدیک جز سورۃ نہیں تھی بلکہ وہ اسے فصل کے طور پر لکھتے تھے ﴿طحاوی۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ﴾ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَغْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ وَقَلَمًا رَأَيْتُ رَجُلًا اِسْلَامَ مِنْهُ فَسَمِعَنِي وَاَنَا شَدَّ عَلَيْهِ حَدَّثًا فِي اَلْاَفْرِءِ اَبَسَمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ اَنْیْ بُنِیْ اِیَّاكَ وَ اَلْحَدَّثَ فِی الْاِسْلَامِ فَاَنْبِیْ قَدْ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرُوْا عُثْمَانُ فَلَمْ اَسْمَعْهَا مِنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ اِذَا قَرَأْتُ ابْتَفَلًا لِحَمْدِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ترجمہ ابن عبد اللہ بن مغفل نے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں نئی بات پیدا کرنے پر نہایت سختی کرنے والا میں نے اپنے والد کی نسبت بہت کم کسی کو دیکھا ہوگا چنانچہ جب انہوں نے مجھے تسمیہ پڑھتے سنا ﴿نماز میں﴾ تو فرمایا اے میرے بیٹے اسلام میں نئی بات پیدا نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ نماز پڑھی ہے لیکن میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا سو تم قراءت شروع کرو تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کیا کرو ﴿طحاوی۔ ترمذی﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُوْا عُثْمَانُ كَانُوْا یَسْتَفْتَحُوْنَ الْقِرَاةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قراءت الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔ ﴿ابوداؤد باب من لم یراہم بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ ﴿طحاوی﴾۔ باب قراۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ۔ دارمی کتاب الصلوۃ۔ ابوداؤد کتاب الصلوۃ شروع کرتے تھے۔ باب من لم یراہم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نائی کتاب الصلوۃ ﴿اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یَقُوْلُ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرُوْا یَجْهَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا وَعُثْمَانُ مِنْهُمُیْ اُحْجِیْمُ۔ ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قراءت الحمد رب العالمین سے شروع کیا کرتے تھے ﴿طحاوی کتاب الصلوۃ باب قراۃ﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ ﴿عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُوْا عُثْمَانُ كَانُوْا یَسْتَفْتَحُوْنَ الْقِرَاةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے پیچھے (نماز کیلئے) کھڑا ہوا لیکن یہ سب کے سب بسم اللہ الرحمن الرحیم اوچے آواز سے نہیں پڑھتے تھے لیکن بکیر تحریر یہ کہ بعد ﴿طحاوی کتاب الصلوۃ باب قراۃ﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ ﴿اَنَسَا یَقُوْلُ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرُوْا عُثْمَانُ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا یَجْهَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ

رکعت کیلئے کھڑے ہوتے تو قراءۃ الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے اور بغیر وقفہ کے یعنی جیسا کہ تکبیر تحریر کے بعد کیا کرتے تھے۔ ﴿طحاوی کتاب الصلوۃ﴾

بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں ہے احناف کے فقہی مختار مسائل

بسم اللہ سورۃ النمل کی آیت کا ایک حصہ ہے اجماعاً۔ فَمَا فِي النَّملِ بَعْضُ آيَةِ اِجْمَاعاً۔ در المختار کتاب الصلوۃ باب صفة الصلوانۃ من سَلَمْنِمْ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿پ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۳۰﴾ ترجمہ بے شک وہ (خط) سلیمان کی طرف سے اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وَلَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَلَا مِنْ كُلِّ سُورَةٍ فِي الْأَصْح. بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں ہے اور جو سورتوں کے شروع میں بسم اللہ ہے یہ بھی ان سورتوں کی آیت نہیں ہے صحیح تر قول میں ﴿در المختار باب صفة الصلوۃ﴾ وَهِيَ آيَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ كُلُّهُ نَزَلَتْ لِلْفَصْلِ بَيْنِ السُّورِ۔ ترجمہ بسم اللہ قرآن ایک آیت ہے جو تمام سورتوں کو جدا کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے۔ وَذَكَرَتْ فِي أَوَّلِ الْفَاتِحَةِ لِلتَّبَيُّكِ۔ ترجمہ بسم اللہ فاتحہ کے شروع میں برکت کیلئے پڑھی جاتی ہے۔ ﴿در المختار جلد اول باب صفة الصلوۃ﴾ تسمیہ قراءات کے تابع ہے بمقدی پرقراءات مسنونہ نہیں ہے جس مقتدی کی کوئی رکعت رہے جائے تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے اس وقت بسم اللہ پڑھے۔ ﴿بہار شریعت﴾ بسم اللہ ہر رکعت کے شروع میں پڑھنا مسنون ہے۔ فاتحہ کے اگر اول سورۃ شروع کی تو سورۃ پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے قراءۃ خواہ سری ہو یا جہری مگر بسم اللہ ہر حال آہستہ پڑھی جائے۔ اگر ثانی اور ثلثی اور بسم اللہ پڑھنا بھول گیا اور قراءۃ شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کیونکہ ان کا مکمل ہی فوت ہو گیا (بہار شریعت حصہ سوئم) امام ابوحنیفہ اور حماد ثوری حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت محمد بن عمر بن محمد بن عمر کنیت ابوالقاسم لقب جبار اللہ تفسیر الکشاف میں فرماتے ہیں کہ قراءۃ مَدِينَةِ الْبَصْرَةِ وَالشَّامِ وَفَقَهَا أَوْهَا عَلَى ان التَّسْمِيَةِ لَيْسَتْ بِآيَةٍ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَلَا مِنْ غَيْرِهَا مِنَ السُّورِ، وَأَمَّا كَتَبْتَ لِلْفَصْلِ وَتَبَرَكْ بِالْاِبْتِدَاءِ بِهَا كَمَا بَدَأَ بِذِكْرِهَا فِي كُلِّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ وَهُوَ مَزْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَمِنْ تَابِعِهِ۔ قراءۃ مَدِينَةِ الْبَصْرَةِ وَشَّامِ کے فقہاء فرماتے ہیں کہ تسمیہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں ہے اور نہ اور کسی سورتوں کی آیت ہے اور بے شک سورتوں کی فصل اور برکت کی ابتداء کیلئے لکھی گئی ہے جیسا کہ شروع میں ہی کل امر ذی بال کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جوان کے تابع ہیں ان کا ہے ﴿کشاف بیروت﴾

احادیث پاک سے نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنے کا ثبوت

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْنِهَا فَيَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَكَ يَوْمَ الدُّنْيَا يَا أَكْ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إِنْ هَذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّينَ ترجمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ میرے گھر میں نماز پڑھا کرتے تھے تو قراءات اس طرح پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین تک۔ ﴿طحاوی۔ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ﴾ احناف کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اونچی آواز سے تسمیہ پڑھنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہے خفی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی تسمیہ آہستہ پڑھنا مسنون ہے آپ یہ نماز جو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پڑھتے تھے یہ نفل نماز تھی فرض نماز تو مسجد میں جماعت سے پڑھتے تھے نماز میں قراءۃ اونچی آواز سے نہیں پڑھی جاتی بلکہ آہستہ پڑھی جاتی ہے اس نماز میں حضور ﷺ تسمیہ اور فاتحہ آہستہ پڑھتے تھے ام سلمہ اس موقع پر نبی کریم ﷺ کے نزدیک ہوتی تھیں اس لئے آپ سن لیتی تھیں آہستہ قراءۃ بھی اتنی اونچی ہونی چاہئے کہ ساتھ والا سن لے ورنہ قراءۃ صحیح نہیں ہوگی تفکر ہوگا۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَوَتَهُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز تسمیہ سے شروع کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔ مِنْ أَحَدِيْثٍ لَيْسَ أَسْنَادُهُ بِذَلِكَ۔ اس حدیث کی اسناد میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ﴿ترمذی۔ ابواب الصلوۃ۔ باب من رآی النبی ﷺ بالجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے متضافر فرماتے ہیں کہ فی الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم قَالَ ذَلِكَ فَعَلَ الْأَعْرَابُ۔ نماز میں فاتحہ سے پہلے تسمیہ اونچی آواز سے پڑھنا بدویوں کا فعل ہے۔ ﴿طحاوی﴾ اور اس حدیث سے اونچی آواز سے تسمیہ پڑھنا بھی ثابت نہیں ہوا بلکہ صرف پڑھنا ثابت ہوتا ہے احناف بھی کہتے کہ نماز میں فاتحہ سے پہلے تسمیہ پڑھنی چاہئے، عَنْ نَعِيمِ ابْنِ الْمُجَمَّرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. قَالَ أَمِينَ فَقَالَ النَّاسُ أَمِينَ ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ مَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ فِي شَبْهَتِكُمْ صَلَوَاتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَحَّى صَلَوَتُهُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میری جان ہے میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے (طحاوی) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ جَهَرَ بِهَا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی (طحاوی) عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ عَمَرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَانَ أَبِي يَجْهَرُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی اور میرے والد بھی تسمیہ اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے (طحاوی) کتاب الصلوۃ باب قراءۃ بسم اللہ فی الصلوۃ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَدْعُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَبْلَ السُّورَةِ وَبَعْدَهَا إِذَا قَرَأَ ابِسُورَةٍ أُخْرَى فِي الصَّلَاةِ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب دوسری سورۃ ماکر پڑھتے تو بسم اللہ پہلے بھی پڑھتے اور آخر میں بھی پڑھتے نماز میں (طحاوی) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ

پڑھنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ قرآن بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے تھے (طحاوی) عَنْ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ هِيَ الْأَبَاسُ بَعَثَ قَالَ وَقَرَأَ عَلَى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ كَمَا قَرَأَ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ - ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ ہم نے دیں آپ کو سات آیتیں مثانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اور وہ سورۃ فاتحہ ہے پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر فرمایا یہ ساتویں آیت ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے مجھے اسی طرح پڑھ کر سنایا جس طرح انہیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھ کر سنایا تھا (طحاوی) علماء کرام کے اقوال جہری نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا چاہیے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر سورت کے شروع کی آیت ہے یہ ہر رکعت میں فاتحہ کے شروع اور سورت سے قبل تسمیہ جہری نماز میں جہر سے اور دوسری نمازوں میں آہستہ پڑھی جائے گی حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہری نماز میں فاتحہ کے بعد اور سورۃ پڑھنے سے پہلے تسمیہ اونچی آواز سے پڑھنا سنت ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کا مسلک ہے کہ تسمیہ نہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے اور نہ یہ اور سورت کے شروع کی ہے۔ یہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کا مشہور قول ہے۔ حضرت امام مالک کے نزدیک فرض ہو یا کسی دوسری نماز میں جہری ہو یا سری فاتحہ سے قبل اور اس کے بعد والی سورۃ سے قبل پڑھنا منع ہے اور تسمیہ کو نفل نماز میں پڑھنا مستحب ہے ﴿ہدایۃ المجتہد جلد اول - تفسیر قرطبی﴾ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ نوافل میں تسمیہ سورۃ کے شروع میں پڑھی جائے گی۔ ابن نافع نے حضرت امام مالک کا قول لکھا ہے کہ فرض اور نوافل نماز میں اس کے ساتھ قراۃ شروع کی جائے گی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا قول ہے کہ نوافل میں سورت کے شروع میں تسمیہ پڑھی جائے گی اور فاتحہ سے قبل نہیں پڑھنی چاہیے ابن نافع نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ فرض اور نفل نماز میں تسمیہ کے ساتھ قراۃ شروع کی جائے گی اور کسی حالت میں ترک نہیں کی جائے گی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تسمیہ فاتحہ کی آیت ہے، اور ہر رکعت میں فاتحہ سے قبل تسمیہ پڑھی جائے گی اور سورۃ سے قبل نہیں پڑھی جائے گی ابوالحسن مرداوی حنبلی فرماتے ہیں کہ تسمیہ کو نماز میں بلند آواز سے نہ پڑھو خواہ تسمیہ کو فاتحہ کا جزا میں یا نہ میں صحیح قول ہے، مجد نے اپنی شرح میں اس کی تصحیح کی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ترک جہر کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں خواہ ہمارے نزدیک یہ سورت فاتحہ کا جز ہے۔ ابن احمد، ابن تیم، ابن جوزی اور زکشی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور اس قول کو مقدم رکھا ہے اور یہی جمہور علماء کا موقف ہے ابن حامد اور ابوالخطاب نے ایک اور روایت جہر کی بیان کی ہے بشرطیکہ تسمیہ کو فاتحہ کی آیت مانا جائے ابن عقیل نے بھی اس کو بیان کیا ہے حضرت ابن عمر اور ابن شہاب، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عیدہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تسمیہ پڑھنا لازمی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفل نماز میں تسمیہ کو بلند آواز سے پڑھنا چاہیے۔

بسم اللہ کے فضائل و اذکار

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ تسمیہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی جانب سے قسم ہے رب العزت نے تمام سورتوں کے آغاز پر تسمیہ کو نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے قسم اٹھائی ہے کہ تسمیہ میں نے تمہارے لیے نازل فرمائی ہے اے میرے بندوں تسمیہ میں سچ ہے اور تمہارے لیے وہ سب وعدے لطف و مہربانی اور بھلائی دوں گا جو تسمیہ میں ہے اللہ تعالیٰ تسمیہ کو قرآن مجید میں پارہ انیس سورۃ النمل آیت میں نازل فرمایا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد خصوصی طور پر امت مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا ہے یہ تمام ذات اور صفات پر دلالت کرتی ہے ﴿قرطبی﴾ مسلمان ہر جائز کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالے۔ جب بسم اللہ پڑھنے کی عادت پڑ جائے گی تو بڑے کاموں سے بچ جائے گا۔ جب کوئی برائی کرے گا تو اس کے منہ سے بسم اللہ نکلے گی اور اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا اور وہ برائی سے بچ جائے گا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا الباء سے مراد بلاء اللہ ورحہ و نصرتہ و بھاء ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام اس کی روح اس شادابی اور رونق اور سین سے اس کی سناروشنی ہے اور میم سے مراد اللہ تعالیٰ کا ملک ہے۔ اور اللہ سے مراد لا الہ غیرہ ہے اور رمن سے مراد اپنی مخلوق میں سے ہر فاسق اور فاجر پر مہربانی فرمانے والا ہے اور رحیم سے مراد صرف مؤمنین پر مہربانی فرمانے والا ہے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ باء سے مراد اس کی رونق اور شادابی ہے کوئی چیز اس سے اعلیٰ نہیں ہے اور میم سے مراد اس کا ملک ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اسے مشکل میں نہیں ڈال سکتی بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حرف اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت کا آغاز ہے۔ باء اس کی صفت بصیر کی چابی ہے اور سین اس کی صفت سمیع کی چابی ہے، میم اس کی صفت ملکہ کی چابی ہے۔ الف اس کے اسم اللہ کی چابی ہے لام اس کی صفت لطیف کی چابی ہے ہاء اس کی صفت ہادی کی چابی ہے راء اس کی صفت رزاق کی چابی ہے حاء اس کی صفت حلیم کی چابی ہے۔ نون اس کی نور کی چابی ہے اس کا معنی ہر چیز کے آغاز کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہے ﴿قرطبی﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہے کہ بسم اللہ ہر بیماری کی شفاء ہے اور ہر دوا پر مدد ہے ﴿قرطبی﴾ حضرت سعید ابی سیکز روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو تسمیہ لکھتے دیکھا تو فرمایا اس کو خوش خط لکھو کیونکہ ایک آدمی نے اس کو خوش خط لکھا اس کی نجات ہوگئی ﴿قرطبی﴾ حضرت سعید بن ابی سیکز فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کاغذ پر تسمہ لکھی ہوئی دیکھی تو اسے اٹھا کر بوسہ دیا اپنی آنکھوں پر لگایا تو اس کی نجات ہوگئی تیسری نے کہا کہ س مفہوم میں بشرحانی کا واقعہ بھی ہے ﴿قرطبی﴾ حضرت بشر بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ اس نے دیکھا کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا سر راہ پڑا پاؤں کے نیچے روند ا جا رہا ہے اس نے اس کو اٹھا لیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لکھا ہوا تھا اس نے ایک درہم کا عطر خرید کر اسے لگایا اور دیوار کی دراڑ میں دے دیارات کو سوائے تو خواب میں دیکھا کوئی فرما رہا ہے کہ اے بشرحانی تو نے میرے اسم کو معطر کیا ہے میں تیرے نام کو دنیا و آخرت میں معطر کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے غلوں کے نام مٹ گئے لیکن اس فقیر کا نام جس کے پاؤں میں جو تا تک نہ ہوتا تھا آج زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا (بنوئی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خطوط اور رسالوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا کرو اور تحریر کرتے وقت زبان سے پڑھا بھی کرو (بنوئی) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس کا غریب

اللہ تعالیٰ کا کوئی نام مبارک تحریر ہوا ہو اور وہ نیچے زمین پر گرا پڑا ہو جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اٹھانے کے لئے اپنا کوئی رفیق نہیں بھیجتا تو فرشتے اپنے بازوؤں سے اسے گھیرے رکھتے ہیں اور جو آدمی اسے اٹھا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علیین میں بلند مرتبہ عطا کرتا ہے (بغوی) منصور بن عمار جو بڑے حکیم اور دانشمندانہ کا واقعہ ہے کہ انہیں راستے میں ایک کاغذ زمین پر گرا ہوا ملا جس پر بسم اللہ تحریر تھی اس نے وہ کاغذ اٹھایا اور اس کو اس کے رکھنے کی جگہ نہ ملی تو اس کو نگل گیا رات کو خواب دیکھا کہ کوئی فرما رہا ہے اے منصور بن عمار تو نے جو اس کاغذ کی عزت کی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے اس کے بعد سے جو بھی بات کرتے دانائی کی کرتے تھے (بغوی) ابو عبد القاسم بن سلامہ کی کتاب فضائل القرآن میں کہ رسول اللہ ﷺ کسی جانب جو بھی مکتوب ارسال کرتے سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ لَكَ اللّٰهُمَّ لکھتے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی طریقہ رہا پھر آیت بسم اللہ مجرہا والی مرسھا اتری تو رسول اللہ ﷺ بسم اللہ لکھوانے لگے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہی طریقہ رہا پھر جب یہ آیت نازل ہوئی انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اس کے بعد یہ لکھوانے لگے (بغوی) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ رب العزت اسے جہنم کے انیس فرشتوں سے نجات دے تو وہ تسمیہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر حرف کے بدلہ ہر ایک فرشتہ سے نجات دے گا تسمیہ کے انیس ۱۹ حروف ہیں (تفسیر کبیر) ابو عبیدہ ابن مردویہ اور بھتی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت ہے اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور نبی پر نہیں اتری مگر حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی وہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے درمنثور (۱) (امام دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جبریل آمین میرے پاس وحی لے کر آئے تھے سب سے پہلے تسمیہ پڑھتے ہیں (درمنثور) امام داؤد، المزاز، طبرانی، حاکم نے اس کو درست بھی فرمایا ہے بھتی نے المعرفہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ کے فصل کو یعنی ایک سورۃ کو دوسری سورۃ جدا ہونے کو نہیں سمجھتے تھے اور دوسرے لفظوں میں سورۃ کے اختتام کو بھی نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ اتری تو آپ پھر سمجھ جاتے کہ یہ سورۃ ختم ہو گئی ہے۔ اور دوسری سورۃ کی ابتداء ہو گئی ہے۔ (درمنثور) امام حاکم اور بھتی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور حکم نے اسے درست فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسلمان سورۃ کے اختتام کو نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری جب یہ بسم اللہ نازل ہوئی تو پھر سمجھ جاتے تھے کہ اب سورۃ ختم ہو گئی ہے۔ تسمیہ سورۃ کے اختتام کی پہچان ہے (درمنثور) امام ابو عبیدہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے عہد میں سورۃ کے ختم ہونے کو نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ لفظ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہا نے جان لیا کہ یہ سورۃ ختم ہو گئی اور دوسری نازل ہوئی (۱۱) امام طبرانی، حاکم، بھتی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تو سمجھ لیتے کہ یہ نئی سورۃ ہے۔ (۱۲) امام بھتی نے شعب الایمان میں الواحدی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم سورۃوں کے درمیان فصل (یعنی جدا جدا ہونے) کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی۔ (درمنثور) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَلَیْہَا تِسْعَةُ عَشْرَ اَنْفُسٍ تَرْجَمُہُمْ پرائیں دروغ یعنی فرشتے ہیں ﴿۲۹﴾ سورۃ المدثر آیت ۲۰ ﴿۲۰﴾ دن رات میں چوبیس ۲۴ گھنٹے ہیں جن میں سے ہانچ گھنٹے پانچ نمازوں میں گزر گئے اور انیس گھنٹوں کیلئے بسم اللہ کے انیس ۱۹ حروف عطا فرمائے گئے۔ جو بسم اللہ کا ورد کرتا رہے گا انشاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں گزرے گا اور ہر وقت کے گناہ معاف ہوں گے (یعنی بغوی) بسم اللہ کے چار کلمات ہیں اور گناہ بھی چار قسم کے ہیں رات کے گناہ دن کے گناہ پوشیدہ گناہ اور ظاہر گناہ لہذا جو مومن آدمی اخلاص اور محبت سے بسم اللہ پڑھتا ہے اس کے چاروں قسم کے گناہ معاف کیئے جاتے ہیں (بغوی) امام بن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حاکم نے مستدرک اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بھتی نے شعب الایمان میں ابو ذر الہروی نے فضائل میں خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کے متعلق عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جیسا قرب ہے (درمنثور) ابن جریر ابن عدی نے اکمال میں بن مرویہ، البوصیم نے احملیہ میں ابن عساکر نے تاریخ میں اور لغبی نے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کی والدہ نے ان کو ایک کتاب دی تاکہ اس کو پڑھیں معلم نے ان سے لفظ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ بسم اللہ کا مطلب کیا ہے معلم نے کہا میں نہیں جانتا اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا معنی ہے بھاء اللہ اور السین کا معنی ہے اس کی مملکت اور اللہ کا معنی ہے مالک۔ سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے بسم اللہ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس کے اور اسم اعظم کے درمیان اتنا قرب جتنا آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا قرب ہے اور فرمایا کہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ کے اسم باطن پر دلالت کرتا ہے اور یہ وہ مخفی اسم ہے جس سے دعاء مانگی جائے قبول ہوتی ہے (بغوی) رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ کے معانی میں غور و فکر کرنے کیلئے اسے بیس مرتبہ پڑھا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے جو شخص اس کو تعظیم کی نیت سے بسم اللہ کو عہدگی اور خوب صورتی کے ساتھ لکھے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (بغوی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بسم اللہ کی باکویم تک نہ کھینچو کہ سین ختم ہی ہو جائے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بسم اللہ لکھنے والے کو سزا دی کیونکہ اس نے بیس کو سین سے پہلے لکھ دیا تھا کسی نے اس سے پوچھا تھے امیر المؤمنین نے سزا کیوں دی اس نے کہا بسم اللہ کی سین کی وجہ سے (بغوی) جب رسول اللہ ﷺ رات کو معراج میں تشریف لائے گئے اور پہنچتوں کی سیر کی تو وہاں چار نہریں دیکھیں ایک نہر یابی کی اور دوسری نہر ہودھ کی اور تیسری نہر شراب کی اور چوتھی نہر شہد کی حضور ﷺ نے حضرت جبریل آمین سے سوال کیا کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں حضرت جبریل آمین نے عرض کی کہ مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔ ایک دوسرے فرشتہ نے عرض کی کہ ان چاروں نہروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں وہ فرشتہ آپ ﷺ کو ایک جگہ پر لے گیا وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر تالا لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اس دروازہ کو کھولو اس فرشتہ نے عرض کی اس تالا کی چابی میرے پاس نہیں ہے بلکہ آپ کے پاس ہے وہ چابی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ ﷺ نے تسمیہ پڑھ کر تالا کو ہاتھ لگا یا اور یہ دروازہ کھل گیا اندر جا کر ملاحظہ فرمایا اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔

ہے اور بسم اللہ کی میم سے پانی جاری ہے اللہ کی ہاء سے دودھ جاری ہے لیمن کی میم سے شراب جاری ہے اور رحیم کی میم سے شہد جاری ہے اندر سے آواز آئی اے میرے محبوب علیہ السلام آپ کی امت میں سے جو آدمی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا ﴿نعیمی۔ روح البیان﴾ تفسیر کبیر میں ہے کہ فرعون نے خدائی کے دعوے سے پیشتر ایک مکان بنایا تھا اور اس کے بیرونی دروازے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی جب دعویٰ خدائی کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تبلیغ اسلام کی فرمائی اور اس نے قبول نہ کی موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی وحی آئی اور فرمایا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ ہے تو اسی کا بل کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے جس وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبوایا گیا (نعیمی) درالمتنار باب صلوة الجنائزہ میں ہے کہ اوصی بعضهم ان یکتب فی جہنم و صدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم رئی فی المنام ففسئل فقال لما وضعت فی القبر جاءتنی ملائکة العذاب فلما رؤا مکتوبا علی جہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ ترجمہ کسی آدمی نے وصیت کی کہ میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی جائے سو لکھ دی گئی اسکے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے سو جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی ہوئی دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے یہ بری ہوا (کبیر۔ عزیز) قیصر روم یعنی اٹلی کے بادشاہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے ہر وقت سر میں درد رہتا ہے اور کسی وقت بھی آرام نہیں آتا میرے لیے کوئی دوا پہنچا دیں تو آپ نے اس کو ایک ٹوپی بھیج دی وہ اس ٹوپی کو سر پر لیتا تو درد فوراً ختم ہو جاتا اور جب ٹوپی کو سر سے اتارتا تو سر کا درد شروع ہو جاتا تو وہ بہت حیران ہوا آخر کار اس نے اس ٹوپی کو ادھیڑا تو اس میں ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی تھی (نعیمی۔ کبیر) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بعد کفار آئے اور کہا کہ آپ ہمیں مسلمان ہونے کو کہتے ہیں آپ ہم کو اسلام کی سچائی دکھائیں تاکہ ہم مسلمان ہو جائیں آپ نے زہر منگایا اور بسم اللہ پڑھ کر کھالیا اور رب العزت کے حکم سے کچھ بھی نہ ہوا کفار نے کہا کہ واقعی یہ اسلام سچا ہے وہ اسلام لائے (نعیمی) حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا اس میت کو عذاب ہو رہا ہے دیکھ کر قدم آگے گئے اور واپس آئے تو دیکھا وہ قبر نورانی ہے اور رحمت اُسی کی بارش ہو رہی ہے آپ حیران ہو گئے بارگاہ اُسی میں دعا کی کہ مجھے اس کا راز فرما اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ارشاد فرمایا کہ اے میرا نبی عیسیٰ روح اللہ یہ آدمی گنہگار تھا اس لئے اس کو عذاب ہو رہا تھا مرنے وقت اس کی زوجہ حاملہ تھی اس سے اس کا بیٹا پیدا ہوا اور آج اس لڑکے کو دینی درس گاہ میں بھیجا گیا ہے معلم نے اس کو بسم اللہ پڑھائی اور مجھے رحم آگیا میں اس کے باپ کو بخش دیا (نعیمی) جس آدمی کو کوئی سخت مصیبت آجائے تو وہ بسم اللہ بارہ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے ایک ہزار مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے پھر ہزار مرتبہ پر دو رکعت نفل پڑھتا جائے اس کے بعد دعا مانگے انشاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی (نعیمی بغوی) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کوئی حاجت ہو تو وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن اچھی طرح صاف ستھرا ہو کر جمعہ کی نماز کو جانا ہوا راستہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مریض کیلئے انگلی پر لب مبارک لگا کر یہ دعا پڑھتے تھے (انگشت پر اپنا لعاب لگا کر اس طرح زمین پر رکھے کہ مٹی اس پر لگ جائے پھر مریض یا زخمی کے بدن پر تکلیف کی جگہ لگا تا جائے اور یہ دعا پڑھتا جائے) بسم اللہ تربة ارضنا بریقة بغضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم ہی میں سے ایک کا لعاب ہمارا بیمار شفا پائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ﴿ابن ماجہ۔ باب ما عوذ النبی ﷺ وما عوذہ۔ ابن سنی۔ ابو داؤد۔ بخاری﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبریل آمین حاضر خدمت ہوئے اور حضور ﷺ بیمار تھے حضرت جبریل آمین نے آکر آپ پر یہ دعا پڑھی۔ بسم اللہ ارقیق من کل شئی یئو ذیک من حسد خا سید ومن کل عین اللہ یشفیک (ابن ماجہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبریل آمین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ بیمار ہیں آپ نے فرمایا ہاں تو جبریل آمین نے یہ دعا پڑھ کر بھونکی۔ بسم اللہ ارقیق من کل شئی یئو ذیک من شکر نفس او عین او خا سد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیق (ابن ماجہ) ترجمہ اللہ کے نام سے شروع میں تجھ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف اور ہر انسان کے یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تجھے شفاء دے اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ میں تجھ پر وہ دعا پڑھ کر نہ جھاڑوں جو مجھے حضرت جبریل آمین نے سکھائی۔ جب کسی کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی بھاگ جائے تو پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ یا ہادی الضال وراڈ الضال ط اردد علی ضا لبتی بعدتک وسلطنا نک ط فانیھا من عطا ک وفصلک ﴿ابن ابی شیبہ﴾ ترجمہ اللہ کے نام سے شروع اے گمراہ کو ہدایت دینے والے اور کھوئی ہوئی چیز کو واپس دلانے والے تو اپنی قدرت اور طاقت سے میری کھوئی ہوئی چیز کو واپس دلادے اس لیے کہ وہ تیری ہی دی ہوئی اور تیری ہی فضل و انعام سے ہے۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کُل نغمة من اللہ ما شاء اللہ الخیر کُلہ ببید اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ (توت القلوب الفضل الثالث عشر کتاب جامع الخ جلد اول) رضی اللہ عنہما ربنا اللہ ربنا و لا سلام دینا و بمحمد نبی (ابوداؤد کتاب الادب) ربنا علیک توکلنا و الیک الیک النصیر ط ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جو اللہ چاہے اس کے بغیر کوئی طاقت نہیں جو اللہ چاہے ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے ہر بھلائی اللہ تعالیٰ کے ہی دست قدرت میں ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے برائی کو نالنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر امراض اور جادو اور ہر حسد کرنے والوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے دم کریں، بسم اللہ ارقیق و اللہ یشفیک من کل ذاء فیک من شر النفث اثاث فی العقد ومن شر خا سدا خسد ﴿ابن ماجہ﴾ اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں اور اللہ ہی تجھ کو شفاء دے گا ہر اس بیماری سے جو تیرے اندر ہو اور جھاڑ پھونک کرنے والی عورتوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جبکہ وہ حسد کرنے لگے۔ (نسائی۔ ابن شیبہ) بخاری نظر بد اور ہر امراض کیلئے مریض پر دم کریں دعا یہ ہے۔ بسم اللہ ارقیق من کل ذاء یشفیک

مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَمِنْ كُلِّ ذِي عَيْنٍ ﴿۱۰﴾ - مسند احمد ﴿۱۰﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں تجھ ہر دم کرتا ہوں ہر بیماری سے اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دے ہر حاسد کے شر سے جبکہ وہ حسد کرنے لگے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے۔

ہر مشکل کے لیے۔ جس آدمی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو وہ یہ عبارت ایک پرچہ پر لکھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ الرَّبِّ الْخَلِيلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسْنِی الصُّرُوْاَنْتِ اَرْحَمَ الرَّحْمِیْنَ۔ پھر یہ پرچہ کسی بچے ہوئے پانی میں ڈال دیں اور ڈال کر یہ دُعا پڑھیں۔ اللّٰهُمَّ بِمُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّیْبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُرْتَدِّیْنَ اَقْضِ خَاجَتِیْ یَا اَكْرَمَ الْکَرَمِیْنَ۔ (بغوی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گھر سے نکلے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ فرمایا جاتا ہے اس سے کفایت ہوتی ہے اور شر سے بچ جاتا ہے اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے ﴿۱۱﴾ - ترمذی ابواب الدعوات ﴿۱۱﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھتے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَ اَوْ نُصَلَّ اَوْ نَنْظَلَّ اَوْ نَنْظَلَّ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیْنَا (ترمذی ابواب الدعوات) ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ پھسل جاؤں یا راستہ بھول جاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے یا میں کسی پر جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے دو قلموں میں تمام کھانا کھا گیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو تمام کیلے کافی ہوتا تم میں سے جب بھی کوئی کچھ کھایا کرے تو اسے بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے اگر بھول جائے تو یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِہِ وَاٰخِرِہِ۔ ﴿۱۲﴾ ابن ماجہ ابواب الاطعمہ ﴿۱۲﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جنات اور انسان کے درمیان فرق یہ ہے کہ انسان بیت الخلاء میں جاتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے ﴿۱۳﴾ ابن ماجہ یقول اذا دخل الخلاء ﴿۱۳﴾

شیطان اور ظالم کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے دُعا۔ تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ایک دن ظالم گورنر حجاج بن یوسف نے حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختلف اقسام کے چار سو گھوڑے دکھا کر کہا اے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اتنے گھوڑے اور یہ عزت و دوکار دیکھا ہے حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سے بہتر اشیاء دیکھی ہیں اور میں نے اپنے نبی محمد ﷺ سے ارشاد مبارک سنا ہے کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جہادی گھوڑا دوسرا سواری کا گھوڑا پھر آپ نے ان کا ثواب بتایا تیسرا گھوڑا نمود و نمائش کیلئے رکھا جائے۔ یہ گھوڑا رکھنے والا جھمی ہوگا آپ نے فرمایا اے حجاج یہ تیرے گھوڑے نمود و نمائش والے ہیں حجاج بن یوسف ثقفی یہ بات سن کر غصہ میں آ گیا اور کہا اے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تو صحابی نبی ﷺ کا نہ ہوتا اور عبد الملک بن مروان نے تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرنے حکم نہ دیتا میں آپ کو سخت سزا دیتا حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے حجاج بن یوسف ثقفی ظالم گورنر اللہ کی قسم تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کلمات دیئے ہیں جن کی برکت سے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی برکت سے میں کسی جابر ظالم کی سختی اور کسی شیطان کے شر سے نہیں ڈرتا حجاج یہ بات سن کر دم بخود رہ گیا اور سر کو جھکا لیا کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر عرض کیا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلمات مجھے بتادے حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کلمات میں آپ کو کبھی بھی نہیں بتاؤں گا کیونکہ تو اس کا بل نہیں ہے۔ راوی فرماتا ہے کہ جب حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت تھا تو ان کے نوکر حضرت سید نابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سر ہانے آ کر رونے لگے حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیوں روتا ہے حضرت سید نابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی وہ کلمات مجھے بتائیے جو اپنے حجاج بن یوسف کو نہیں بتائے تھے حضرت سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ یہ کلمات ہیں آپ ان کو صبح اور شام کو پڑھنا ہے۔ اس دُعا کو (ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ عشاء کو یا) تین مرتبہ صبح کو اور تین مرتبہ عشاء کو (یا سات مرتبہ روزانہ کو) اس کا بزرگانے دین کا پڑھنے کا معمول ہے۔ دُعا سید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَیْ نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَیْ اَهْلِیْ وَ مَا لِیْ وَ وَلَدَیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَیْ مَا اَعْطَانِی اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرُکُ بِہِ شَیْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَخْزَرُ عَزَّ جَارُکَ وَ جَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ غَیْبٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِی اللّٰهُ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اِنْ۔ وَلِیُّ یَا اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَهُوَ یَنْتَوِیْلِ الصَّلٰحِیْنَ۔ (اخبار الاخبار) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ وضو کرتے تو پہلے بسم اللہ پڑھتے اس کے بعد اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے۔ (دارقطنی) بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ عَذَابِ السُّوْقِ وَ خَیْرَ مَا فِیْہَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْہَا یَمِیْنًا فَا جَزَہُ اَوْ صَفْقَہُ خَاسِرَہُ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اے اللہ میں تجھ سے اس بازار اور جو کچھ اس میں ہے اسکی بہلائی طلب کرتا ہوں اے اللہ تعالیٰ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بازار اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کے شر سے اٹھیں میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جھوٹی قسم کھاؤں خسارے کا سودا کروں۔ (المسند رک کتاب الدعاء) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اے میرے صحابی بسم اللہ پڑھ اور اپنے دانے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ ﴿۱۴﴾ بخاری کتاب الاطعمہ ﴿۱۴﴾ اور فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے جس کھانے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی جائے قرطبی حضرت ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رب العزت نے اپنے اسماء الحسنیٰ کو پہلے فرما کر ہمیں یہ ادب سکھایا ہے کہ ہم کو چاہیے کہ ہم اپنے سب افعال اور اقوال اور مہمات کو رب العزت کے اسماء الحسنیٰ سے ابتداء کریں امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر الجامع الاحکام میں لکھا ہے کہ ہر جائز کام سے پہلے تمیہ پڑھنا مستحب ہے جیسے کھانا پینا ذبح کرنا حقوق زوجیت ادا کرنا بشتی پر سوار ہونا وغیرہ۔ فَکُلُوْا مِنْ اَمَّا ذُکْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَلَیْ ﴿۱۵﴾ پ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۱۸ ﴿۱۵﴾ ترجمہ پس اسے کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ وَقَالَ اَرْکَبُوْا فِیْہَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَعًا وَمَرْسَبًا ﴿۱۶﴾ پ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۱ ﴿۱۶﴾ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹکرائنا اور ٹکرائنا ہونا اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ دروازہ بند کرتے وقت

نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا

بِسْمِ اللّٰهِ پڑھو۔ چراغ بجھاؤ تو بسم اللہ پڑھو۔ برتن ڈھانپو تو بسم اللہ پڑھو۔ اور اپنی مشک کا منہ باندھو تو بسم اللہ پڑھو۔ ﴿بخاری کتاب بدء الخلق﴾ ناجائز کام پر تسمیہ کا پڑھنا جائز نہیں ہے ممنوع کوئی شراب پیتے وقت جھوٹ اور غیبت کرتے وقت تسمیہ پڑھو تو کفر کا اندیشہ ہے حقہ پیتے وقت اور بدبودار اشیاء کھاتے وقت تسمیہ کا نہ پڑھنا بہتر ہے (شامی) برہنہ حالت میں یا پاخانہ میں تسمیہ کے کا پڑھنا ممنوع ہے جو کوئی تسمیہ کے بغیر جائز کام کرے گا اس کام میں برکت نہیں ہوگی میت کو اتارتے وقت یہ پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّتِ رَسُولِ اللّٰهِ - جمعہ عید نکاح وعظ وغیرہ کا خطبہ الحمد کے بعد تسمیہ کو آہستہ پڑھنا چاہیے قرآن مجید کی آیت مبارکہ پڑھتے وقت تسمیہ کو جہر پڑھنا چاہیے۔ حلال جانور کو ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر بسم اللہ کو جان باجھ کر نہ پڑھا تو جانور حرام ہو جائے گا۔ اگر بسم اللہ کو پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے اگر شکاری تیرا بھالا وغیرہ دھاردار چیز سے شکار کرے اور یہ چیزیں پھینکتے وقت تسمیہ پڑھ لے تو جب جانور کے پاس شکاری پہنچا تو جانور مر چکا تھا تب بھی جانور حلال ہے۔ اگر پالتو جانور قبضے سے نکل گیا مثلاً گائے کوئیں میں گر پڑی یا اونٹ بھاگ گیا تو تسمیہ کو پڑھ کر بھالا یا تلوار یا تیر کو جانور پر مارا تو جانور حلال ہے۔ اگر شکار پر شکاری کتا چھوڑتے وقت تسمیہ پڑھی جائے اور کتے کی منہ سے جانور مر جائے تو وہ حلال ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے نیند سے بیدار ہوتے وقت دس دس مرتبہ پڑھا تو ہر گناہ سے بچا لیا جائے گا جس کا اسے ڈر ہو اور کوئی گناہ اس تک نہ پہنچ سکے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالْجَبْتِ وَالطَّاغُوتِ - ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اللہ پاک ہے میں اللہ پر ایمان لایا اور بت اور شیطان سے انکاری ہوا (مجمع الزوائد جلد اول) ہر نماز کے بعد سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھ کر دس دس مرتبہ پڑھو اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ - ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحمن و رحیم ہے اے اللہ تو مجھ سے غم و حزن کو دور کر دے۔ ﴿مجمع الزوائد جلد اول﴾ حضرت عبداللہ بن عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے کامل وضو کیا پھر حجر اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا۔ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لِّلّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (اصحانی) کعبہ کو منہ کر کے اپنی داہنی جانب چلو جب حجر اسود کے مقابل ہو تو کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ تھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور پھر یہ پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ - بہار شریعت جلد اول حصہ ششم - غسل خانے میں جانے سے پہلے یہ دعاء پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ - ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جو بہت بڑا اور اسی کی تعریف ہے اللہ کا شکر ہے میں ل دین اسلام پر ہوں اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کر دے جن پر نہ خوف ہے اور نہ غم کریں گے (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم) حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا جب آپ نے اسے قبر میں رکھا تو فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ابن ماجہ ابواب الجنائز - حاکم) ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر (ہم نے اس کو دفن کیا) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - ابن ماجہ - ترمذی - ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اور ملت رسول اللہ پر (دفن کرتے ہیں) حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں جاتے تو پڑھتے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ﴿ابن ماجہ ابواب المساجد والجمعات﴾ ترجمہ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيَّ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيَّ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ - ﴿در المختار باب صلوة الجنائز﴾ - جمرہ کو سات کنکریاں مارتے وقت ہر ایک کنکری پر ایک مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَبًا مَّبْرُورًا سَعْيًا مَّشْكُورًا وَدَمْعُورًا (بہار شریعت حصہ ششم) مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت پہلے دہنا قدم رکھو اور پھر یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ مَا ءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَرَزُقْنِيْ مِنْ رِزَاةِ رَسُوْلِكَ صَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَائِكَ وَاَبْلَ طَاغِتِكَ وَاَنْقِضْنِيْ مِنَ النَّارِ وَغْفِرْ لِيْ وَرَحْمَتِيْ اَخِيْرَ مَسْئُوْلٍ - ترجمہ اللہ کے نام سے شروع جو اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے اے رب سچائی کیساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا ہی تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے اور اپنے رسول ﷺ کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیاء اور فرمانبرداروں کے لئے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ (بہار شریعت حصہ ششم) - دائیں کروٹ پر لیٹے اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ خَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنْبِيْ وَاَكْخَسْ اَشْيَاطِيْ وَفُكْ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيزَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِيْ النَّدَى الْاَعْلٰی - ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اے اللہ تعالیٰ تو میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے سے شیطان کو دور کر دے اور تو میری گردن کو ازاد کر دے اور میرے اعمال کی ترازوں کا پلڑا بھاری کر دے اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں داخل کر دے (ابوداؤد - حاکم) جب کوئی نماز فجر کیلئے گھر باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَتُكْلَنَ عَلٰی اللّٰهِ - ترجمہ اللہ کے نام سے شروع اللہ کے بغیر کوئی طاقت اور قوت نہیں اللہ ہر بھروسہ ہے۔ ﴿حاکم﴾ - ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بخار اور ہمد اقسام کے درود کیلئے یہ دعا تعلیم فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ عَرَقٍ نَّعَارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ - ترجمہ اللہ کے نام کے ساتھ جو بوائی والا ہے میں عظمت والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو مارتی ہوئی رگ کے شرے اور آگ کی آتش کے شرے اور عورتوں کے متعلق فرماتا ہے کہ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُنْفِقَاتِ وَالْكُفَّارِ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا طٰهٰی حَسْبُ الْهٰنِ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ جَوْلَهُمْ عَزَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۸﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار کو جہنم کی آتش کا وعدہ دیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ان کیلئے یہ عذاب کافی

نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا ہے

اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کیلئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے لمبی لمبی دہاڑی رکھتا ہے بظاہر مسلمان معلوم ہوتا ہے مگر اندر سے کفار سے بھی بدتر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے اسماء اور معنی ذکر و فوائد۔ ﴿۱﴾ فاتحۃ الكتاب۔ اس کو فاتحۃ الكتاب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید کے شروع میں ہے۔ اور نماز کی ابتداء بھی اسی سورت سے کی جاتی ہے۔ اس کے بیٹھار اسماء ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس آدمی نے فاتحہ الكتاب کو نماز میں نہیں پڑھا اس کی نماز کا کمال نہیں ہوئی ﴿ترمذی﴾ ﴿۲﴾ ام القرآن۔ ام کا مطلب اصل ہے۔ یہ سورہ فاتحہ قرآن مجید کی اصل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو نماز پڑھے اور سورہ ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے۔ ﴿ابن ماجہ﴾ باب القراءة خلف الامام۔ سوطا امام مالک۔ باب القراءة خلف الامام فیھا لا تکھل فیہ بالقراءة۔ نسائی کتاب الافتتاح ﴿حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ ام القرآن کو نہیں پڑھا تو اس کی نماز نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ مقتدی ہو۔﴾ ﴿موطا امام محمد﴾ القراءة فی الصلوۃ خلف الامام ﴿حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عرب کے قبیلہ کے سردار کو دم کیا جس کو کچھو نے ڈسا تھا آپ نے اس سردار پر یقراء بام القرآن۔ ام القرآن پڑھا وہ تندرست ہو گیا﴾ بخاری کتاب الطب۔ باب الرقی بفاتحۃ الكتاب ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿سورہ فاتحہ کے یہ اسماء فرمائے﴾ الحمد للہ۔ ام القرآن۔ ام الكتاب اور سبع مثنائی ہے ﴿دارمی﴾ اس لیے مکہ کو ام القریٰ کہتے ہیں کیونکہ کعبہ شریف سے زمین پھیلی اور پلینوں کی شکل میں زمین اللہ تعالیٰ نے مکمل کی۔ میرا مشاہدہ ہے کہ زمین ہوا میں معلق ہے اور بیضہ کی صورت میں ہے۔ ماں کو بھی ام کہتے ہیں کیونکہ وہ اولاد کی اصل ہے۔ ﴿۳﴾ سورۃ الحمد ﴿حمد کا معنی تعریف ہے اس کو الحمد اس لیے کہتے ہیں کہ اس سورت کے شروع میں الحمد ہے۔﴾ ﴿السبع المثنائی﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی۔ ترجمہ تم کو سات آیتیں دیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں ﴿پ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸﴾ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ سورۃ الحمد اللہ رب العالمین تمام سورتوں سے اجرو ثواب میں سب سے زیادہ ہے۔ السَّبْعُ الْمَثَانِی وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ أُتِیْتُهُ تَرْجَمَہ اس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ یہ سورہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا ہے ﴿بخاری﴾ باب ما جاء فی فاتحۃ الكتاب ﴿سورت فاتحہ کے نصف حصہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور نصف حصہ میں بندے کی عرض و معروض ہے سورت فاتحہ جیسی سورت کوئی آسمانی کتاب میں نازل نہیں ہوئی سورۃ فاتحہ کو سات مرتبہ پڑھے گا اس کو پورے قرآن مجید کا اجر و ثواب ملے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل امین رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کی امت پر جہنم کے عذاب کا ڈر کرتا تھا جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی تو مجھے اطمینان ہو گیا کہ سات آیتیں دوزخ کے سات طبقتوں کا قفل ہیں ﴿کبیر۔ نعیمی﴾ سورت فاتحہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ﴿۵﴾ أم الكتاب۔ اس کا معنی ہے کتاب کی اصل۔ ام کی اصل امۃ ہے اس کی جمع امہات ہے۔ أمہتکم۔ ترجمہ تمہاری ماںیں ﴿پ ۴ سورۃ النساء آیت ۲۳﴾ انجمل میں لکھا ہے کہ امہات انسانوں کیلئے اور امات بھائم یعنی جانوروں کے لیے بولا جاتا ہے جنگ کے پرچم کو بھی ام کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی آگے ہوتا ہے اور فوج اس کی پیروی کرتی ہے۔ اس کو ام الكتاب اس لئے کہتے ہیں کہ تمام آسمانی کتابوں کے تقریباً سب مضامین اس میں ہیں عقائد و اعمال اللہ کی ذات و صفات، توحید، حمد و ستائش کا اس کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رحمن اور رحیم کا ہونا، جزاء و سزا کا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لائق ہونا صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا، اطاعت کرنے والوں کے لیے انعام و اکرام اور کفار اور گمراہ لوگوں کے لیے عذاب کا ہونا ﴿۶﴾ سورۃ الشّوال۔ سوال۔ ساءل سے بنا ہے اس کا معنی ہے سوال کرنا، مانگنا، چاہنا، درخواست کرنا، التجا کرنا، پوچھنا۔ اس سورۃ میں بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے۔ یا اللہ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام و اکرام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اپنے بندوں کو سوال کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام سورۃ سوال رکھا گیا ہے۔ ﴿۷﴾ سورۃ الصّلوۃ۔ صلوۃ نماز کو کہتے ہیں یہ سورۃ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اس کو سورۃ الصّلوۃ کہتے ہیں۔ وَاقْبِلُوا الصّلوۃ تَرْجَمَہ اور نماز کو قائم کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصّلوۃ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ تَرْجَمَہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو تقسیم کیا ہے اپنے بندوں کے درمیان آدھو آدھی نصف میری ہے اور نصف میرے بندے کی ﴿ترمذی﴾ ابواب تفسیر القرآن ﴿اس صلوۃ سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔﴾ ﴿۸﴾ وافیہ۔ سفیان بن عیینہ نے سورۃ فاتحہ کا نام وافیہ بیان کیا ہے اس کا مطلب ہے پوری ہونے والی۔ اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ نصف نصف نماز کی ہر رکعت میں نہیں پڑھی جاسکتی اس کا ہر رکعت میں آدھا آدھا پڑھنا جائز ہے۔ دوسری سورتیں اگر ہر رکعت میں کم و بیش پڑھی جائیں تو جائز ہیں سورۃ فاتحہ کے مضامین جامع اور وافی ہیں ﴿۹﴾ الکافیہ۔ تہی بن کثیر نے فیہ کے نام کی وجہ بتائی ہے کہ یہ باقی تمام سورتوں کے بدلے میں کافی ہے لیکن باقی تمام سورتیں اس سے کفایت نہیں کرتیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہام القرآن دوسری سورتوں کے بدلے میں پڑھا جاسکتا ہے۔ لیکن کوئی دوسری سورت اس بد نہیں پڑھی جاسکتی ﴿سنن دارقطنی﴾ کبیر۔ قرطبی ﴿۱۰﴾ سورۃ الشّافیہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا فاتحہ الكتاب ہر ہر شفاء ہے ﴿دارمی﴾ حضرت عبد الملک بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا فاتحہ الكتاب ہر بیمار کی شفاء ہے ﴿سنن دارمی﴾ ایک صحابی نے مرگی کے مریض کے کان میں فاتحہ پڑھی جب اس کو دورہ پڑا ہوا تھا وہ تندرست ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے ﴿نعیمی﴾ ﴿۱۱﴾ الرقیہ۔ دم کو کہتے ہیں اس کو پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے تو اس نے اوپر کی طرف سے چرچاہٹ کی

آواز سنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ آسمان کا دروازہ آج کھولا گیا ہے۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ اتر رہا ہے یہ فرشتہ زمین کی جانب اتر رہا ہے یہ آج سے قبل کبھی بھی نہیں اتر اس فرشتے نے آکر سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو دونوروں کی بشارت و خوشخبری ہو جو آپ کو نصیب ہوئی جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں ملی ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورۃ البقرۃ کی آخری آیتیں ﴿مسلم۔ نسائی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن فاتحہ الکتاب اتری اس دن الیئس بہت رویا اور یہ سورۃ الفاتحہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ﴿مجمع الزوائد﴾ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی ابی بن کعب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابی وهو یصلی فالتفت ابی فلم یجب و صلی ابی فحفف ثم انصرف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک السلام ما منعک یا ابی ان تجیبنی اذ دعوتک فقال یا رسول اللہ انی کنت فی الصلوۃ قال افلم تجد فیما اوحی اللہ الی ان استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لم یحجیکم قال بلی ولا اعود ان شاء اللہ قال اتحب ان اعلمک سورۃ لم یینزل فی التورۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلها قال نعم یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تقرأ فی الصلوۃ قال فقراء ام القان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ما انزلت فی التورۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلها وانہا سبع من المثانی والقرآن العظیم الذی اعطیتہ ﴿ترمذی۔ ابواب فضائل القرآن﴾ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ اے ابی اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مڑ کر دیکھا اور جواب نہیں دیا حضرت ابی نے جلدی جلدی نماز ادا کی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے اسلام علیک یا رسول اللہ۔ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ وعلیک۔ اے ابی جب میں نے آپ کو بلایا تھا تو آپ کو میرے پاس آنے سے کس چیز نے منع کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو میری جانب وحی نازل کی ہے کیا تمہیں اس میں یہ حکم نہیں ملا۔ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحجیکم ﴿الانفال ایت ۲۴﴾ جب اللہ اور رسول تمہیں اس شے کی جانب بلائیں جو تمہیں حیات کر دے گی تو ﴿نور﴾ حاضر ہو جاؤ۔ حضرت ابی نے عرض کی کیوں نہیں؟ اور میں ان شاء اللہ پھر ایسا نہیں کروں گا۔ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ میں تم کو ایسی سورت کی تعلیم دوں جس کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ قرآن میں؟ میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ ﷺ رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تم نماز کس طرح ادا کرتے ہو؟ تو انہوں نے ام القرآن کی تلاوت کی رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی مثل تورات میں اتری ہے اور نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں یہ السبع من المثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر ایک سو چار کتابیں اور صحیفے نازل کیے۔ مگر سو کتابوں کے علوم قرآن مجید میں لکھے۔ اس کے بعد قرآن مجید کے اصول مفصل میں تحریر فرمائے اس کے بعد مفصل کے علوم سورۃ الفاتحہ میں لکھے۔ لہذا جس نے سورت فاتحہ یاد کر لی اس نے گویا تمام آسمانی کتابیں یاد کر لیں اور جس نے سورۃ فاتحہ یاد کر لی اس نے سب آسمانی کتابیں یاد کر لیں ﴿نعمی۔ کبیر﴾ جس وقت سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی اس وقت حضرت جبرائیل آمین کے ہمراہ ستر ہزار ملائکہ تھے ﴿نعمی۔ روح البیان﴾

سورۃ

سورۃ الفاتحہ کے فوائد

عن ابی سعید قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فنزلنا بقوم نسالنا ہم القرۃ فلم یقرؤنا فلدغ سید ہم فاتونا فقالوا هل فیکم من یرقی من العقر بقلت نعم انا ولكن لا ارقیہ حتی تعطونا غن ما قالوا فانا نعطیکم ثلاثین شاة فقبلنا فقراء تعلیہ الحمد سبع مرات فبراء وقبضنا الغنم قال فعرض فی انفسنا منها شیء فقلنا لا تعجلوا حتی تا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فلما قدمنا علیہ ذكرت له الذی صنعت قال وما علمت انہا رقیۃ اقبضوا الغنم واضربوا الی معکم بسهم ﴿ترمذی۔ ابواب الطب۔ باب ما جاء فی اخذ الا جر علی التعویذ۔ بخاری﴾ ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ بھیجا پھر ہم ایک قوم کے پاس پہنچے اور ہم نے کھانے کے لیے ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے کھانا نہیں دیا۔ ان کے سردار کو پھونسنے ڈس لیا وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ کوئی تم میں ہے جو بچھو کے ڈسے کو دم کرنا ہو حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں میں دم کرتا ہوں لیکن اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم کچھ بکریاں نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم تم کو تیس بکریاں دیں گے۔ ہم مان گئے اور میں نے اس پر سورۃ الفاتحہ سات مرتبہ پڑھی وہ تندرست ہو گیا اور ان سے ہم نے بکریاں لے لیں راوی کہتا ہے کہ ہمارے دل میں گمان آیا اور ہم نے کہا اپنے دوستوں سے جلدی نہ کرو حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کے متعلق پوچھ لیں جب ہم آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس تو تمام بات بتائی آپ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم تھا کہ یہ رقیۃ یعنی دم ہے۔ پھر فرمایا یہ بکریاں تم بھی رکھو اور میرا حصہ بھی نکالو۔

بچھو کے ڈسنے کا مجرب عمل

جس جگہ بچھو نے ڈسا ہو۔ یا یہاں بچھو کی زہر کا درد ہو تو وہاں سے کوئی پاک لوہے کی چیز رکھ کر پھیریں اور ڈسنے والی جگہ پر سے اٹھا کر پھر دو بارہ اسی طرح کریں۔ اور ساتھ ہی مع بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورۃ الفاتحہ پڑھیں اور متواتر اسی طرح پڑھتے جائیں انشاء اللہ چالیس مرتبہ پڑھنے سے کھلے درد سے نجات ہو جاتی ہے۔ یہ کبھی بھی عمل خطا نہیں کرتا

میرا تجربہ شدہ عمل ہے۔ تفسیر مصنف کرمانی۔ درد سے نجات کا عمل۔ درد کے مقام پر اپنا دہنا ہاتھ رکھ کر مع بسم اللہ سورۃ الفاتحہ پڑھیں اس طرح متواتر پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی وقت درد سے نجات ہوگی۔ اگر دھاڑ کا درد ہے تو دھاڑ پر اپنی دہانی انگلی رکھ کر متواتر مع بسم اللہ سورۃ الفاتحہ متواتر پڑھتے جائیں انشاء اللہ درد سے فوراً شفا ہوگی۔ اگر کسی مریض کی دھاڑ میں درد ہے تو وہ اپنی دہانی انگلی اپنی دھاڑ پر رکھے اور تو متواتر مع بسم اللہ سورۃ الفاتحہ پڑھ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً درد سے نجات ہوگی۔ سورۃ الفاتحہ چالیس مرتبہ پانی پر دم کر کے بخار والے کو پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ بخار سے نجات ہوگی۔ سورۃ الفاتحہ تمام امراض، بلیات، آفات، وباء، نظر بد وغیرہ سے نجات کے لیے مجرب ہے۔

سورۃ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ مَلِیْکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴿۶﴾ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب عالمین کا رب ہے۔ نہایت رحم کرنے والا بہت مہربان ہے۔ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔ اَلْحَمْدُ: تمام تعریفیں: لِلّٰهِ: اللہ کے لئے: رَبِّ: رب: الْعَالَمِیْنَ: سب جہان: الرَّحْمٰنِ: جو بہت مہربان الرَّحِیْمِ: نہایت رحم کرنے والا: مَلِیْکِ: مالک: یَوْمِ: دن: الدِّیْنِ: بدلہ: اِیَّاكَ: صرف تیری ہی: نَعْبُدُ: ہم عبادت کرتے ہیں: وَ: اور: اِیَّاكَ: صرف تجھ ہی سے: نَسْتَعِیْنُ: ہم مدد چاہتے ہیں: اِهْدِنَا: ہم کو ہدایت دے: الصِّرَاطَ: راستہ: الْمُسْتَقِیْمَ: سیدھا: صِرَاطَ: راستہ: الَّذِیْنَ: ان لوگوں کا: اَنْعَمْتَ: تو نے انعام کیا: عَلَیْهِمْ: اُن پر: غَیْرِ: نہ: الْمَغْضُوْبِ: غضب کیا گیا: عَلَیْهِمْ: اُن پر: وَ: اور: لَا: نہ: الضَّالِّیْنَ: جو گمراہ ہوئے۔ اَلْحَمْدُ کا الف لام استغراق یا عہد کیلئے ہے ﴿قرطبی﴾ کبیر۔ روح البیان ﴿گر الحمد کا الف لام استغراق کیلئے ہے یعنی استغراق ہے تو پھر معنی یہ ہو گئے ہر حالت میں ہر زمانے میں ہر حمد اللہ تعالیٰ کے لائق اور اس کے ساتھ خاص ہے یعنی کوئی بھی حمد و ثنا کرے تو تمام اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی اس تعریف کو بلا واسطہ تعریف کہتے ہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی تعریف کی جائے تو اصل میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہوگی یعنی بنانے والے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی اس تعریف کو بلا واسطہ تعریف کہتے ہیں یعنی حضور ﷺ کی تعریف کی جائے تو اصل میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی جیسے آپ کی صورت اور سیرت مبارک بیان کی جائے۔ یا انبیاء علیہم السلام۔ یا خلفاء راشدین یا شہداء۔ اہل بیت۔ اصحاب۔ تابعی۔ تابعین۔ اولیاء کرام۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں۔ کعبہ شریف۔ صفا مرواہ۔ قرآن مجید۔ تبرکات وغیرہ کی تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی بلا واسطہ تعریف کرنا ہے۔ بشرطیکہ تعریف کرنے والا مسلمان ہو۔ مَنْ عَمِلَ صَالًا لِحَافِئِمْ ذَكَرْ اَوْ اَنْتَنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ هَ تَرْجَمَہُ جَوَکُوْنِیْ صَالِحٌ مَعْلُومٌ کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ کفار کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہیں وَمَنْ یُعْظَمُ شَعًا یُرِ اللّٰهُ فَاَنْتَهَا مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ ﴿پ ۷ سورۃ الحج آیت ۳۲﴾ ترجمہ اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ متقی و پرہیزگار ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَا یُرِ اللّٰهُ ﴿پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸﴾ ترجمہ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کی تعریف کی ہے کیونکہ ان کے اوپر حضرت جابرہ نے پانی کیلئے دوڑا لگا لگی تھی۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کی شان بیان فرماتا ہے کہ۔ اَلَا اِنَّ اَوْ لَیْنَا اللّٰهُ لَا خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَخْزَنُوْنَ پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۶۲ ترجمہ سنو بے شک اولیاء اللہ کو نہ کچھ خوف ڈر ہے اور نہ وہ کچھ غمگین ہونگے۔ حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا اولیاء اللہ کون ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ، الَّذِیْنَ یَذْکُرُ اللّٰهُ بَرًا وَ یَنْتَعِیْنُ تَرْجَمَہُ (اولیاء اللہ وہ ہیں) جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آ جاتی ہے (قرطبی) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کی تعظیم بھی کرنی چاہیے اور زیارت کا شرف بھی حاصل کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جائے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْکُمْ الرَّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ طَهَّرَ کُمْ تَطْهِیْرًا ﴿پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۲﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر نجس کو دور کر دے اے میرے محبوب کے اہل بیت اور تم کو مکمل پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کی شان بیان فرمائی ہے۔ اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ﴿جز ائمن العرفان﴾ اللہ تعالیٰ تبرکات کی شان کے متعلق فرماتا ہے۔ وَ قَالَ لَهُمْ ذَلِیْلُهُمْ اِنَّ اٰیۃَ مُلْکِہِ اَنْ یَّآتِیَکُمْ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ الْاُلُھُ وُ سِیِّ اَلْ مُؤَسِّی وَ اَلْھُرُوْنُ تَحْمِلُھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ لِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸﴾ اور ان کے نبی نے ان سے فرمایا کہ اس کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلوں کو سکون و قرار دے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ سے کچھ بچی ہوئی اشیاء ہیں اس صندوق کو ملائکہ اٹھا کے لائیں گے۔ بے شک تمہارے لئے اس میں بڑی نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا حضرت ابن عباس اور حضرت ابن المسائب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ یہ تابوت (صندوق) شمشاد کی کٹڑی سے بنا ہوا تھا اور اس کے اوپر سونے حمد کے پتر لگے ہوئے تھے یہ صندوق تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام اور ان مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور ﷺ کی تصویر مبارک اور گھر کی تصویر یا تو سرخ میں تھی آپ بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے چہرہ اطراف آپ کے اصحاب اور حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق تمام انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا آپ اس میں تورات اور اپنی بعض مخصوص چیزیں رکھتے تھے اور آپ اس صندوق میں تورات کے ٹکڑے بھی رکھتے تھے۔ یہ وہ تورات کے ٹکڑے تھے جب کوہ طور میں آپ پر تورات نازل ہوئی تو آپ تورات کی تختیوں کو اٹھا کر اپنے شہر کے پاس آئے تو آپ کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام راستہ میں آپ کے پاس آئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام سامری نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا ہے اور اس میں سے آواز نکلتی ہے اور لوگ اس کی پوجا کر رہے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور آپ نے تورات کی تختیوں کو نیچے پھینکا اور کچھ تختیاں ٹوٹ گئیں۔ یہ وہی تورات کی تختیوں کے ٹکڑے تھے اور پناہ عاصا کو پڑے اور نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا اور تھوڑا سا سن جو بنی اسرائیل پر اترا تھا۔ (قرطبی) حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر غزوہ کے موقع پر اس تابوت کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی

اسرائیل کے لوگوں کے دلوں کو سکون و قرار ملتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ صندوق بنی اسرائیل میں متواتر ہوتا چلا آیا جب بنی اسرائیل پر کوئی مصیبت آتی تو وہ اس صندوق کو اپنے سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے (خزانة العرفان، قرطبی) جب بنی اسرائیل نے نافرمانی کی اور فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے عمال کو ان پر مسلط کر دیا اور وہ صندوق کو چھین کر لے گئے اور انہوں نے صندوق کو گندگی اور نجس کی جگہ پر رکھ دیا جو آدمی بھی اس صندوق کے پاس غلاظت ڈالتا تو اس کو بوا سیر کی بیماری ہو جاتی ان لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی تو وہ بیشمار مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے اور ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہو گئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ اس کی وجہ سے ہم پر مصائب آرہے ہیں تو انہوں نے اس صندوق کو ایک بیل گاڑی میں رکھ کے ہانک دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر چار ملائکہ کو محافظ فرما دیا وہ بیل گاڑی کو لے کر طالوت بادشاہ کے پاس لائے اور تب بنی اسرائیل کو طالوت کی بادشاہی کا یقین ہو گیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کی وجہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور حاجتیں اللہ کے حکم سے پوری ہوتی ہیں۔ اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے اور ان کی بے حرمتی کرنا بربادی کا سبب ہے۔ حَمْدُ سَمْعِ کے وزن پر ہے۔ اس کا معنی ہے تعریف، قابل تعریف، شکر، کسی کی خوبی کی وجہ یا کسی نے کسی کو کچھ دیا ہو یا نہ دیا ہو اس کی تعریف کرنا اس کو حمد کہتے ہیں ﴿۱﴾ حمد قولی۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، جس طرح اس نے آسمانی کتب اور صحائف میں اپنی حمد و تعریف کی ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی لسانوں کے ذریعے سے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ اس کو حمد قولی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید پڑھنا ﴿۲﴾ حمد فعلی۔ اپنے اعضاء سے نیک اعمال کرنا اس کو اللہ تعالیٰ کی فعلی عبادت کہتے ہیں۔ جیسے نماز حج۔ جہاد ہے ﴿۳﴾ حمد حالی۔ روح اور دل سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اس کو حمد حالی کہتے ہیں جیسے علمی اور عملی کمالات سے متصف ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہونا ﴿۴﴾ حمد عرفی۔ مُنْعَم کے انعام کی وجہ سے کوئی ایسا کام کرنا جس سے اس کی تعظیم ظاہر ہو۔ یا زبان سے یا دیگر اعضاء سے اس کو حمد عرفی کہتے ہیں۔ حمد راہ تو نسبت است درست، بردہ ہر کہ رفت بردہ درست۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حمد حابیم اور دال سے مرکب ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ کی واحدیت ہے میم سے الملک ہے اور دال سے اللہ تعالیٰ کی دیومیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ دائم و قائم ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی واحدیت۔ الملک اور دیومیت کو پہچان لیا اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کو پہچان لیا یعنی جس نے اس کی صفات کی وجہ سے اس کی حمد کی جس طرح اس نے خود اپنی توصیف کی ہے (قرطبی) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے شروع میں اپنی حمد خود کی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ میرے بندے میری حمد کرنے سے عاجز ہونگے اس نے ازل ہی سے اپنی خود حمد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے سے بندوں کے اوپر سے حمد کا بوجھ اتر گیا۔ (طبری) اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی حمد کرنا بندوں کو سکھانے کے لئے ہے کہ میری حمد کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدٍ ﴿۱۵﴾ سورة الاسراء آیت ۴۴ ﴿۱۶﴾ ترجمہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ۔ لَا أَحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسُكَ ترجمہ میں تیری ایسی ثناء نہیں کر سکتا جیسی ثناء تو خود کرتا ہے۔ (مسلم) وَإِنْ تَعَذُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ﴿۱۷﴾ سورة النحل آیت ۱۸ ﴿۱۹﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے۔ جب ہم رب العزت کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے تو پھر ہم اس کی حمد کیسے کر سکتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ میں تیری ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا تو تیری اتنی بے شمار نعمتوں کا شکر کیسے ادا کروں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرا پیارا بی بی جب تم نے سمجھ لیا کہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہو تو سمجھ لو میرا شکر ہو گیا (کبیر) حضرت ثعلب فرماتے ہیں کہ شکر کا تعلق صرف نعمت سے ہے۔ بعض نے فرمایا ہے کہ حمد شکر سے زیادہ عام ہے حمد میں شکر تعریف و مدح اور رضا کا معنی پایا جاتا ہے۔ رضا کا معنی ہے میں راضی ہوا میں خوش ہوا جیسے مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۱۰﴾ سورة الاسراء آیت ۷۹ ﴿۱۱﴾ حمد اور شکر کے معنی قریب قریب ہیں۔ حمد افضل اور باقی ہے اور یہ باقیات صالحات سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلٌ ترجمہ اور باقی رہنے والی بہتر باتیں اور ان کا ثواب تمہارے رب کے نزدیک اچھا اور وہ امید میں سب سے بہتر ہے ﴿۱۲﴾ سورة الکہف آیت ۲۶ ﴿۱۳﴾ نعمت فانی ہے جس طرح دنیا فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ترجمہ مال اور فرزند تو صرف دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔ ﴿۱۴﴾ سورة الکہف آیت ۲۶ ﴿۱۵﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو پہلے نعمت سے غنی کر دیا ہے اور اس کے بعد پھر یہ کلمہ الحمد عطا کیا ہے۔ روز محشر اس کلمہ کے ساتھ اپنے بندے کا اس سے شرف عطا فرمائے گا۔ قراء اور جمہور علماء الحمد کی دال پر رفع یعنی پیش پڑھنے میں اجماع ہے سیبویہ نے فرمایا وہ جو الحمد کو رفع دے رہا ہے وہ خبر دے رہا ہے کہ اس کی طرف سے حمد اور تمام مخلوق کی طرف سے حمد سے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ سفیان بن عیینہ اور ابوہ بن عجاج سے الحمد یعنی دال کا نصف مروی ہے اور فضل کے اظہار کی تقدیر پر ہے اس کے متعلق سیبویہ نے فرمایا کہ جو الحمد کی دال کو نصب کر دیتا ہے وہ یہ خبر دیتا ہے کہ تنہا اس طرف سے حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ سیبویہ کے علاوہ علماء کرام نے فرمایا یہ کلام اللہ مغفرت اس کی تعظیم اور اس کی بزرگی بیان کرنے کے لیے کرتا ہے۔ اور خبر کے معنی کے خلاف کے ہیں اس میں سوال کا معنی نہیں حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو قرآن نے مشغول کیا میری یاد سے اور میرے سوال کرنے سے میں اس کو اس چیز سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں (ترمذی ابواب فضائل القرآن)۔ حسن بن ابی الحسن اور زید بن علی سے روایت ہے کہ الحمد کو الحمد للہ یعنی دال کے کسرہ زیر کے ساتھ پڑھا گیا پہلے حرف کو حرکت میں دوسرے حرف کی اتباع کرائی گئی ہے۔

اپنی حمد و تعریف کرنا ناجائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ﴿۲۷﴾ سورة النجم آیت ۲۳ ﴿۲۴﴾ ترجمہ تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ بتاؤ جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ یہ آیت مبارکہ ان مسلمانوں کے متعلق ہے جو نیکیاں کرتے تھے پھر اپنے نیک اعمال کی تعریف کرتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے روزے ہماری نمازیں ہمارے حج۔ محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بی بی کا نام برہہ رکھا برہہ کا معنی ہے نیکی کرنے والی تو مجھ سے ذہب بنت ابوسلمہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس نام کو رکھنے سے منع فرمایا پہلے خود میرا نام بھی برہہ تھا جس پر آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تم اپنی تعریف اور پاکیزگی بیان نہ کرو تم میں نیکو کار کون ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر اس کا کیا نام رکھیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام ذہب رکھو (مسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا وَهَذَا لَبْتُ الْيَهُودُ وَالنَّصْرَى نَحْنُ

أَنْبَنُوا اللَّهَ وَاجْتَبَاهُ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۸) ترجمہ یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں بقاء اور حسن بصری نے فرمایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ یہ اپنی پاکیزگی بیان کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی ایک قوم کو جھٹم کے عزاب سے ڈرایا تو ان لوگوں نے کہا کہ جھٹم کے عزاب سے نہیں ڈرتے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور پیارے ہیں تو یہ آیت اتری (اسباب النزول) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نعمان بن اصری بن عمرو اور شاش بن عدی آئے ان لوگوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت اور اسلام قبول نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عزاب سے ڈرایا تو ان یہودیوں نے کہا آئے محمد ﷺ کیا آپ ہم کو جھٹم کے عزاب سے ڈراتے ہو ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور پیارے ہیں اسی طرح نصاریٰ نے بھی کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (طبری روح المعانی خازن صاوی بہیقی دلائل نبوت قرطبی) عربی زبان میں بیٹے کیلئے دو لفظ بولتے ہیں وَلَد اور ابْن وَلَد تو اس کو کہتے ہیں جو صلبی ہو اور ابْن صلبی بیٹے کیلئے بھی بولا جاتا ہے اور جس کا کسی کے ساتھ خصوصی تعلق ہو اس کو بھی ابْن بولتے ہیں جیسے مسافر کو ابْن السبیل اور جنگجو کو ابْن الحرب وغیرہ یہودی اور عسائی اس معنی میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں کہتے تھے کہ وہ اس کی صلبی اولاد ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اس کے مقرب اور پیارے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ رحمت و شفقت ایسی ہے جیسی باپ کی بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہے اس کے متعلق حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن

الصلب فقد یطلق ایضا علی من یتخذ ابنا بمعنی تحصیصہ بمزید الشفقة والمحبة فالقوم ادعو ان عنایۃ اللہ بہم اشد واکمل من عنایۃ بکل ماسواہم (کبیر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ - وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوَ ذَا وُنْصُرٰی ﴿۱﴾ پ سورۃ البقرہ آیت ۱۱۱ ترجمہ اور اہل کتاب نے کہا کہ یہود اور نصاریٰ کے علاوہ کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا - حضرت ضحاک اور سعدی نے فرمایا ہے کہ یہودی اور نصاریٰ کہتے تھے ہم گناہوں سے پاک ہیں جو ہم دن کو گناہ کرتے ہیں وہ رات کو ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو ہم رات کو گناہ کرتے ہیں وہ دن کو ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ہم گناہوں کے یہ ہونے میں بچوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ - اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ یُذْکَرُوْنَ اَنْفُسَهُمْ طَبِلَ اللّٰهُ یُزْکٰی مِنْ نِّبِیَّاء ﴿۲﴾ پ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۹ ترجمہ کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو خود اپنی پاکیزہ گی کا دعو کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے پاکیزہ بناتا ہے یہ آیت یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔

بعض موقعہ پر اپنی تعریف کرنی جائز ہو جاتی ہے

حضرت ابو عبد الرحمن بن سلمیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ (سنہ ۳۵ ہجری) میں محصور ہوئے تو وہ اپنے گھر کے مکان کی چھت پر چڑھ کر ان لوگوں پر متوجہ ہو کر فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں کہ جب جبل حراء ہلا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اُثْبُثْ حِرَاءَ فَلْنِیْسَ عَلَیْکَ الْاَنْبِیُّ اَوْ صِدْقٌ اَوْ شَہِیْدٌ۔ ترجمہ اے حراء ٹھہر جا تجھ پر کوئی نہیں مگر نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔ باغیوں نے کہا ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو غزوہ اتوک کیلئے پسندیدہ مقبول خرچ دے اس کیلئے جنت ہے اس وقت مسلمان مشقت اور تنگ دستی میں تھے تو میں نے اس لشکر کیلئے سامان مہیا کیا تو ان لوگوں نے کہا ہاں تو پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ بیئر رومہ (مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا اس کا نام بیئر رومہ تھا) سے قیمت دے کر آپ پانی پیتے تھے تو میں نے اس بیئر رومہ کو خرید کر لِلْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔ ترجمہ غنی اور فقیر اور مسافر کیلئے وقف کر دیا باغیوں نے کہا ہاں ان کے علاوہ آپ نے بہت سی نیکیاں ان کو یاد دلائیں (ترمذی مناقب عثمان بن عفان)

کسی آدمی کے سامنے اسکی تعریف کرنا ناجائز ہے

اس لئے کہ اس میں تکبر و غرور پیدا نہ ہو جائے اور نیکیاں کرنا چھوڑ دے یا تعریف کرنے والا کبھی کسی کی تعریف کرتے وقت جھوٹ بول جاتا ہے ابو بعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی نے ایک آدمی کی بہت تعریفیں کیں آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا افسوس تو نے اس کی گردن ماری آپ ﷺ نے یہ جملہ کئی مرتبہ فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اگر کسی کی تعریف ہی کرنا مقصد ہو تو یوں کہو میرا گمان فلاں کی طرف ایسا ہے کہ حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسکے بعد اپنی معلومات بیان کرو خود کسی کی پاکیزگی سنانے لگ جاؤ (مسند احمد) ایک آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ان کی تعریفیں کیں اس پر حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے منہ پر کنکریاں پھینکنے لگے اور فرمایا ہم کو رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ پر کنکریاں ماریں (مسلم ابوداؤد) منہ میں مٹی ڈال دو یا کنکریاں پھینکو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو کہو کہ تم میری تعریفیں غلط کہہ رہے ہو۔ (بیضاوی)

کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جبکہ وہ تعریف کے قابل ہو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جلس علی المنبر جب منبر پر بیٹھے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کی اشیاء اور زینت سے جو چاہے لے اختیار دیا یا اللہ تعالیٰ کے جوزدیک ہے یعنی بہشت اور رضوان اس کو اختیار کرے تو اس نے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اختیار کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو لوگ حیران ہوئے کہ دیکھو اس بوڑھے شخص کو کیا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا کی زینت اور افس کی دولت کو اختیار کر اور یہ روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے آپ پر ماں باپ کو قربان کیا اور اصل حقیقت میں وہ بندہ خود خیر رسول اللہ ﷺ تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ جانتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حال کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر ارشاد مبارک فرمایا اے ابو بکر نہ رو بیشک سب سے زیادہ اپنی محبت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے مسجد کے سب دروازے بند کر دو مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔ (بخاری ترمذی باب مناقب ابی بکر بن الصمد کی فضیلت اور ثواب)

الْحَمْدُ سے دعائیں۔ امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں الخطابی نے الغریب میں بیہقی نے الادب میں ویلی میں مسند الفردوس میں اور تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر کی اصل ہے جس بندے نے شکر ادا نہیں کیا اس نے اس کی حمد بیان نہیں کی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَّانا وَارَآنا وَغَیْرَ مَکْفُیٍّ وَلَا مَکْفُورٍ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھلایا یا پلا یا یہ ایسا شکر نہیں ہے کہ ایک مرتبہ ہو جائے یا ناشکری کی جائے۔ (بخاری، کتاب الطعمۃ) رسول اللہ ﷺ یہ بھی دعا پڑھتے تھے الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَکْفُیٍّ وَلَا مُؤَدَّعٍ وَلَا مُسْتَعْنٰی عَنْہُ رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب تیرا شکر ہے شکر نہیں ہے جو ایک مرتبہ کہہ کر پھر چھوڑ دیا جائے یا پھر اسکی ضرورت نہ رہے اے ہمارے رب (تو اس شکر کو قبول فرما) بخاری کتاب الطعمۃ) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کھانا تناول فرما لیتے تو پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ ابن ماجہ ابواب الطعمۃ۔ ابن سنی۔ ترمذی ابواب الدعوات) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس نے طعام کھایا اور پھر یہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے گناہ بخش دے گا۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هَذَا وَزَقَّنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ترجمہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور عنایت فرمائی بغیر میرے حول اور قوت کے) ترمذی ابواب الدعوات ابن ماجہ ابواب الطعمۃ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارکًا فِیْہِ غَیْرَ مُؤَدَّعٍ وَلَا مُسْتَعْنٰی عَنْہُ رَبَّنَا ترجمہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو ہمارا رب بہت پاک برکت والا ہے ہم اس سے بیزار اور بے پروا نہیں ہیں) ترمذی ابواب الدعوات ابن ماجہ ابواب الطعمۃ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے تفسیر الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَارَآنا فَکُمْ مِمَّنْ لَہٗ وَلَا مَثْوَوٰی۔ ترجمہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور (دنیا کے شر سے) محفوظ فرمایا اور ہم کو رات بسر کرنے کی (جگہ دی) اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی ضرورتیں پوری کرنے والا نہیں اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا (ترمذی ابواب الدعوات نسائی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَّانِیْ وَارَآنِیْ طَعْمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ وَافْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاجْزَلًا لِّلْحَمْدِ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ خَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہُ وَالْہُ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔ ترجمہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے میری ضرورتوں کو پورا کیا اور مجھے ٹھکانا دیا اور مجھے کھلایا پلایا اور جس نے مجھ پر احسان کیے اور جس نے مجھے نعمتیں دیں اور بہت دیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اے اللہ تعالیٰ ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کے مالک اور ہر چیز کے معبود میں تجھ سے آگ سے پناہ مانگتا ہوں) ابوداؤد ابواب النوم ترمذی) ابوعوانہ۔ حاکم۔ کتاب الاذکار حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَّآلِیْ نَفْسِیْ وَلَمْ یَمْنَحْہَا فِیْ مَنَا مَہَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَا وَلَیْسَ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَہُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُورًا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَنْقَطَعَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اِنَّ اللّٰہَ بِاَلْنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے جس نے میری جان مجھ کو واپس کر دی اور اس کو نیند میں نہ موت دی اس اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روک رکھا ہے اور بخدا اگر وہ ہٹ جائیں تو آسمان سے ہٹنے سے کوئی نہیں روک سکتا بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔ اور شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے آسمان کو اپنی اجازت کے بغیر زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے بے شک وہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ (نسائی۔ ابویعلیٰ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سو کر اٹھتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُہْیِ الْمَوْتِیَّ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر ہے جو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (حاکم) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَا نَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَالِیْہِ النُّشُورُ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جانا ہے (بخاری۔ مسلم۔ ابن شیبہ۔ ترمذی ابواب الدعوات ابوداؤد ابواب النوم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعُنَا وَارَآنَا وَانْعَمَ عَلَیْنَا وَافْضَلَ ترجمہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور سیراب کیا اور ہم پر یہ فضل و انعام فرمایا (حاکم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ دھوئے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ مَنَّا عَلَیْنَا فَهَذَا نَا وَاطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکُلُّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَا نَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ غَیْرَ مُؤَدَّعٍ وَلَا مَکْفُورٍ وَلَا مُکْفُورٌ وَلَا مُسْتَعْنٰی عَنْہُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو کھاتا ہے اور خود لے لے منالطعام وَبَصَرَ مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقٍ تَفْضِیْلًا الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو کھاتا ہے اور خود لے لے منالطعام وَبَصَرَ مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقٍ تَفْضِیْلًا سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے مجھ کو اس مصیبت میں نہ ناشکری کی جاسکتی ہے اور نہ بے نیازی اختیار کی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے کھلایا پلایا اور تن و ہا پٹنے کو کپڑے دیے۔ گمراہی سے بچا کر ہدایت دی کفر کے اندھے پن سے بچا کر ایمان کی بینائی عطا فرمائی اور بہت سی مخلوق پر ہمیں نمایاں فضیلت بخشی تمام تر شکر اللہ رب العالمین کیلئے ہے) نسائی۔ حاکم۔ حصن حصین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو کسی کو بلا و مصیبت میں دیکھو تو یہ دعا پڑھو وہ اس تکلیف سے محفوظ رہے گا جب تک وہ زندہ رہے گا

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَیْرِ مَکْفُورٍ وَلَا مُکْفُورٍ وَلَا مُسْتَعْنٰی عَنْہُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا اور ہم کو رات بسر کرنے کی (جگہ دی) اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی ضرورتیں پوری کرنے والا نہیں اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا (ترمذی ابواب الدعوات نسائی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

مبارک فرمایا جب کوئی تم میں سے نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ غَا فَا بَنٰی فِیْ جَسَدِیْ وَرَزَّدَ عَلٰی رُوْحِیْ وَ اٰذِنْ لِّیْ بِذِکْرِہٖ تَرْجَمَہٗ سَبْ تَعْرِیْفُ اللّٰہِ تَعَالٰی کیلئے ہے اس نے میرے بدن میں عافیت دی اور میری روح مجھ میں واپس کر دی اور حکم دیا مجھ کو اپنا ذکر کرنے کا (ترمذی ابواب الدعوات) حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو سوتا تھا رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس اور میں آپ کو وضو کا پانی لادیتا تھا دیر تک میں سنتا رہتا تھا رات کو آپ پڑھتے تھے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور بہت دیر تک رات کو فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ترمذی ابواب الدعوات) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیا کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَا بِنٰی مَا وَاوَارٰی بِہٖ عَوْرَتِہٖ وَ اَنْتَجَمَلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِنِیْ سَبْ اللّٰہِ تَعَالٰی کا شکر ہے جس نے مجھے کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں (حاکم ترمذی کتاب الاذکار ابواب الدعوات) رسول اللہ ﷺ یہ بھی دعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَا بِنٰی ہَذَا وَ رَزَقْنِیْہٖ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ تَرْجَمَہٗ اللّٰہِ تَعَالٰی کا بہت شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت کے یہ مجھ کو عطا فرمایا (ترغیب ترہیب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کی کوئی بھی دعا قبول ہو جائے تو اس کے شکر میں یہ دعا پڑھو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَعَّدَہٗ وَ جَلَّ اِلَہٗ تَنْتَمُ الصَّلٰحَاتُ تَرْجَمَہٗ اللّٰہِ تَعَالٰی کا بہت شکر ہے جس کی عزت اور عظمت کی بدولت اچھے کام مکمل ہوتے ہیں (متدرک) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہے کہ جس نے کھانا کھایا اور پھر یہ دعا پڑھی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ہَذَا الطَّعَامَ وَ رَزَقَنِیْہٖ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ تَرْجَمَہٗ اللّٰہِ تَعَالٰی کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا (ابوداؤد کتاب اللباس) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نیا کپڑا پہن کر یہ پڑھی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے جاتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةَ تَرْجَمَہٗ اللّٰہِ تَعَالٰی کا شکر ہے جس نے مجھے یہ نیا کپڑا پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے مرحمت فرمایا (ابوداؤد کتاب اللباس) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب کسی شخص کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کا بیٹا ان سے لے لیا وہ عرض کرتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اس کے قلب کا ٹکڑا لے لیا وہ عرض کرتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کیا کہا وہ عرض کرتے ہیں تیری حمد پڑھی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فرماتا ہے میرے بندہ کیلئے بہشت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیتُ الْحَمْد رکھ دو (ترمذی) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی آدمی اپنا پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے ﴿بخاری﴾ اگر کسی کو چھینک آئے تو جواب دو پھر چھینکے تو جواب دو اگر پھر چھینکے تو جواب نہ دو اور کہہ دو کہ تجھ کو زکام ہے (موطا امام مالک کتاب الجامع) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب چھینک آتی تو یرجک اللہ (تم پر اللہ تعالیٰ کر رحم کرے) کہتا تو وہ یرحمنا اللہ وایا کم ویغفر لنا ولکم کہتے یعنی اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور تم پر بھی اور ہم کو بخشے اور تم کو بھی (موطا امام مالک کتاب الجامع) عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے اسلامی تعلیمات سے چند باتیں سیکھیں ان میں ایک بات یہ سیکھی گئی کہ جب تمہیں چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا اور جب دوسرا چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تم یرجک اللہ کہنا ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا پس میں نے اونچی آواز سے یرجک اللہ کہا لوگ مجھے گھورنے لگے یہاں تک کہ مجھے یہ بات ناگوار گزری میں نے کہا آپ کو کیا ہو گیا ہے جو مجھے کنکھوں سے دیکھ رہے ہیں راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے سجان اللہ کہا جب رسول اللہ ﷺ نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ باتیں کون کر رہا تھا عرض کی گئی کہ یہ اعرابی پس رسول اللہ ﷺ نے بلا کر مجھ سے فرمایا نماز قرآن کی تلاوت اور ذکر الہی کے لئے ہے جب تم نماز میں ہو تو تمہیں یہی کام کرنا چاہیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نرمی کے ساتھ سکھانے والا ہرگز کوئی نہیں دیکھا (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

چھینک کے متعلق مسائل۔ کسی کو چھینک آئے تو اس کے جواب میں نمازی نے یٰرَحْمَکَ اللہ پڑھا نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے مخاطب کر کے یرجک اللہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی تو اس نمازی نے الحمد للہ پڑھا نماز نہ گئی اور جواب کی نیت میں پڑھا تو نماز جاتی رہی (بہار شریعت، عالمگیری) نماز میں چھینک آئی کسی اور دوسرے نے یرجک اللہ پڑھا اور اس نے جواب میں کہا آمین نماز فاسد ہوگئی (بہار شریعت) نماز میں چھینک آئے تو سکوت کرے اور الحمد للہ پڑھ لیا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس وقت حمد نہ پڑھی تو فارغ ہو کر (بہار شریعت، عالمگیری) خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمد للہ پڑھا نماز فاسد ہوگئی اور اگر جواب کی نیت سے پڑھا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نماز میں ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی یوں ہی کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بمقصد جواب سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر۔ پڑھا نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں ہوئی (بہار شریعت) کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر یا سجان اللہ پڑھا نماز فاسد نہ ہوئی ﴿بہار شریعت﴾

اللہ۔ اس کا پہلا لام ملکیت کا ہے یعنی تمام حمد و ثناء اور تعریف خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کا اللہ اپنا ذاتی اسم ہے اور یہ اسم اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اگر کسی ایک نام کا وظیفہ پڑھنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے اسم یا صفت کے شروع میں یا یعنی حرف نداء لگا دیں اللہ سے یا اللہ، رحمن سے یا رحمن، رحیم سے یا رحیم اسی طرح وظیفہ پڑھیں محمد بن جزی شافعی اپنی کتاب حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یا عورت روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا اللہ پڑھے انشاء اللہ اسکے دل کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے اور عزم و یقین نصیب ہوگی جو علاج مریض بکثرت یا اللہ کا ورد رکھے گا اور اسکے بعد شفاء کی دعا مانگے اس کو کامل شفاء ہوگی۔ میں ابو جعفر طالب حسین کرمانی کہتا ہوں کہ جو کوئی اس اسم یا اللہ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ مستجاب الدعوات ہوگا اس اسم کو زیادہ سے

زیادہ پڑھے زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہو جاتا ہے۔ رَبِّ الْعَالَمِينَ ترجمہ جو تمام جہان کا مالک ہے یہاں پر لفظ رب کا معنی دے رہا ہے یعنی رب کا مالک پر اطلاق ہے رب مصدر ہے اس کی جمع ارباب اور باب ہے بہت بڑے عالم کو ربانی کہتے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام کو ربانیوں کہتے ہیں تاج الفردوس میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو محمد بن حنفیہ نے فرمایا آج کے دن اس امت کے ربانی انتقال فرما گئے۔

رب کے معنی کی تفسیر

مالک، سردار، پالنے والا، سید، مدبر، مہتمم، معبود، جابر، قائم، تربیت کرنیوالا وغیرہ لفظ رب کا ان سب پر اطلاق ہے کتاب الصحاح میں کہ الرب، رب العزت کے اسماء میں سے ایک نام رب ہے اسلئے بغیر نسبت و اضافت کی کسی دوسرے کے لیے نہیں بولا جائے گا لوگ زمانہ جاہلیت میں مالک کو رب کہتے تھے۔ اَتَّخَذُواْ اٰخْبَارَ هُمْ وَرُحْبَانَا اَرْبَابًا بِأَمْنٍ دُونَ اللّٰهِ پ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۳۱۔ ترجمہ انھوں نے اپنے اخبار اور رُحبان کو اللہ کے علاوہ ارباب بنالیا۔ اخبار یہودیوں کے عالم تھے اور رُحبان عیسائیوں کے عالم تھے۔ جب لفظ رب کے شروع میں الف لام لگا دیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو جاتا ہے۔ الرب، کیونکہ الف لام عہد کے لئے ہو جائے گا۔ عربی لغت میں کہتے ہیں۔ تبلیغ الشیء الی کمالہ بحسب استعدادہ الا زلی فشیء (روح المعانی) ترجمہ کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد و فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا۔ رب العزت نے حمد کے فوراً بعد اس کا ذکر فرما کر حامد کو یاد دلایا کہ جس کی توحید کر رہا ہے وہی ہر حمد و تعریف کے لائق ہے کوئلہ اسی نے تجھے ضعف و ناتوانی، جہالت و بے بسی کی حالت سے نکال کر اس منزل تک پہنچایا وَرَبَّآیَ لَیْسَ لَکُمُ النِّیّٰ فِیْ حُجُوْرٍ کُمْ پ ۲ سورۃ النساء آیت ۲۳۔ ترجمہ اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔ بیوی کی بیٹی کو ربیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا خاندان اس بچی کا ربیت کرتا ہے، یہاں پر لفظ رب تربیت کرنے والا اور پالنے والے کے معنی دے رہا ہے، یعنی لفظ رب باپ پر اطلاق ہے۔ پس اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا مدبر اور مربی ہے تو یہ فعل کی صفت ہوگی اور جس آدمی پر ربانی کا گمان تھا اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اذکر نِیّٰ عِنْدَ رَبِّکَ۔ ترجمہ تو اپنے مالک کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ پ ۲ سورۃ یوسف آیت ۲۲۔ یعنی عزیز مصر، خزانوں کا وزیر جس کا نام قطفیر تھا اس کو میرا ذکر کرنا یہاں پر لفظ رب ذلیخا کے خاوند قطفیر پر اطلاق ہے، مالک کا معنی دے رہا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کو رب کہنا اس وقت کے لوگوں کے عرف کے مطابق تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ذلیخا کو فرمایا، اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنُ مِّنْہٗ اَوٰی، پ ۲ سورۃ یوسف آیت ۲۳۔ ترجمہ بے شک وہ تیرا خاوند (عزیز مصر) میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی رہائش دی ہے۔ یہاں پر بھی رب کا اطلاق ذلیخا کے خاوند عزیز مصر پر ہے جو پالنے اور پرورش کا معنی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کی پرورش کرنے والے والدین کو رب فرمایا ہے۔ کَمَا رَبَّیْنِیْ صَغِیْرًا پ ۱۵ سورۃ الاسراء آیت ۲۴۔ ترجمہ جیسا کہ میرے والدین نے مجھے بچپن میں پالا۔ یہاں لفظ رب کا ماں باپ پر اطلاق ہے یہ لفظ رب پرورش کرنے والا، پالنے والا کا معنی دے رہا ہے۔ حدیث میں ہے هَلْ لَّنْ نَحْمُکَ مِنْ تَرْبَہَا عَلَیْہِہٖ، ترجمہ کیا تیرے پاس کوئی نعمت ہے جس کی تو دیکھ بھال کرتا ہے اور اس کی اصلاح کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر و اصلاح باب فی الحب فی اللہ) حدیث میں ہے ان تلد الامۃ ربھا (بخاری کتاب العنق باب امر لولد) ترجمہ لونڈی اپنے سردار کو جنم دے گی۔ حدیث میں ہے، حَتّٰی یَلْقَاہَا رَبُّہَا، ترجمہ اونٹ چرتا پھرے گا حتیٰ کہ اپنے مالک سے جا ملے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی مملوک اپنے مالک کو میرا رب نہ کہے۔ اللہ رب العباد۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ بندوں کا رب ہے اللہ تعالیٰ ارباب ہے وہ مالک و مملوک کا مالک ہے۔ وہ ہر ایک کا خالق اور رازق ہے اس کے علاوہ ہر رب غیر خالق اور غیر رازق ہے ہر مملوک کو مالک بنایا گیا ہے اس کے بعد کہ وہ مالک نہ تھا اس سے ملکیت چھینی بھی جائے گی۔ مخلوق میں سے مالک کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی صفت ان معانی کے مخالف ہے اور خالق مخلوق کی صفت میں یہی فرق ہے۔

رب کے فضائل و اذکار: یہ دعا ہر وقت اور نماز کے بعد مانگی جائے اس دعا میں دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بھلائی ہے اور آخرت کے عذاب جہنم سے بچنے کے اس دعا میں خود طریقہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا تو چوزے کی طرح دہلا پتلا ہو گیا ہے اس کی وجہ ہے کیا ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے وہ عرض گزار ہوا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ جو تو عذاب آخرت میں مجھے دینا ہے وہ عذاب مجھے اس دنیا میں دے دے آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ تجھ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو برداشت کرنے کی ہمت و طاقت کہاں ہے تم یہ دعا کیوں نہیں مانگا کرتے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ترجمہ (پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۱) دنیا میں بھی ہم کو بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی ہم کو بھلائی دے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچالے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اتیت هذه الایات من آخر سورة البقرة من کنز تحت العرش لم یو مهن نبی قبلی۔ (مسند محمد بن حنبل جلد ۵) ترجمہ مجھے سورۃ البقرۃ کی یہ آخری آیتیں عرش کے نیچے والے خزانے سے ملیں یہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے رات کے وقت سورۃ البقرۃ کی یہ دونوں آیتیں پڑھ لیں تو یہ اسے کافی ہیں (مسلم کتاب الفضائل القرآن) یعنی اس نے ساری رات عبادت میں گزاری۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رب العزت نے بہشت کے (رحمت) خزانوں میں سے دو آیات مبارکہ نازل فرمائیں ہیں ان کے ساتھ سورۃ البقرۃ کو مکمل فرمایا ہے۔ جس نے خلق کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے اپنے ہاتھ قدرت سے انہیں لکھا جس نے عشاء کے بعد ان دونوں آیات مبارکہ کو دومرتبہ پڑھا وہ دونوں آیات مبارکہ اس کے لئے ساری رات کی عبادت کرنے سے کافی ہوں گی اور آیات مبارکہ کل من المر سول سے آخری سورۃ البقرۃ تک ہے (کشاف بیروت) یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ دونوں آیات اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہیں اور اس پر کوئی غلبہ نہیں پاسکے گا۔ حضرت عمرو ولدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہے شک رب العزت نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب تحریر فرمائی اس سے یہ تین آیتیں استاریں جن کے ساتھ اس سورۃ البقرۃ کو مکمل فرمایا جو ان آیات کو اپنے گھر میں پڑھے گا تو تین راتوں تک اس گھر کے قریب شیطان نہیں

آئے گا۔ (ترمذی کتاب التفسیر) آیات مبارکہ یہ ہیں۔ اَمِنْ الرَّسُولِ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ بِكُلِّ اَمْنٍ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ قَدْ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ قَدْ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا رَغْفَرَ اَنْكَ رَبَّنَا وَالْيَاكُفُ الْمَصْنُوعَ لَا يَكْلَفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وَسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَا نَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا لَا تُخَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ح وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَاقْنُ وَارْحَمْنَا فَهَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پ ۳ سورۃ ال عمران آیت ۲۸۵، ۲۸۶) ترجمہ رسول اللہ ﷺ ایمان لایا اس (قرآن مجید) جو اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا اور مومن (بھی اس قرآن مجید پر ایمان) لائے۔ سب نے مانا اللہ تعالیٰ کو اور ان کے ملائکہ کو اس کی کتابوں اور رسولوں کو یہ کہتے ہوئے ہم اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور فرق نہیں کرتے ہیں اور عرض کی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اے ہمارے رب ہم تیرے طلبگار ہیں اور تیری طرف لوٹنا ہے اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جس نے نیک عمل کیا اس کو اس کا اجر و ثواب ملے گا جس نے برائی کی اس کو اس کا وبال ملے گا اے ہمارے رب ہم کو ناپاک اگر ہم بھولیں یا ہم سے خطا ہو جائے ہماری گرفت ناکر ہمارے رب ہم پر بھاری بوجھ نا ڈالنا جیسا کہ تو نے جو ہم سے پہلے گزرے ہیں ان پر ڈالا۔ اے ہمارے رب اور ہم پر یہ بوجھ (احکام) نہ ڈال جس کو اٹھانے کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم کو معاف فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولیٰ ہے تو ہماری کفار پر مدد فرما۔ یہ دعا بخشش اور ثابت قدم رہنے کے لئے ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْرِ افْنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پ ۴ سورۃ ال عمران آیت ۱۳۷) ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم نے جو اپنے کام میں زیاتیں اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم کو قوم کفار پر فتح دے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے مانگی تھی ہر وقت ہر نمازیں ہر دعاء مانگی چاہیے دعا یہ ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا سَكَتًا اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (پ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۳) ترجمہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کیا، اور اگر ہماری بخشش نافرمانی، اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (۵) دعا بخشش کے لیے رَبَّنَا اَمَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرَّحْمٰنِيْنَ (پ ۷ سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۹) ترجمہ: اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہم کو بخشش دے اور رحم فرما اور تو سب سے بڑھ کے رحم کرنے والا ہے۔

یہ دعا ہر امراض اور شوگر کے لیے شفاء ہے

اس دعا کو ہر روز نماز کے بعد چند مرتبہ پڑھ کر دعا کریں انشاء اللہ ہر امراض سے شفاء ہوگی۔ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّمِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۰) ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو سچی طرح داخل فرما اور سچی طرح خارج فرما اور مجھ کو اپنی طرف سے مدد کا غلبہ دے۔ دعا لڑکا پیدا ہونے کے لیے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام بیٹا عطا فرمایا: اگر کسی کے ہاں لڑکے نہ ہوں تو اس دعا کو چالیس مرتبہ روزانہ نماز کے بعد پڑھے۔ انشاء اللہ اس کو صالح طویل العمر والے لڑکے عطا فرمائے گا، دعا یہ ہے۔ رَبِّ لَا تَذَنْبِيْ فِرْدَاوْ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۹) ترجمہ اے میرے رب مجھ کو تہانہ چھوڑ (فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو) اور تو سب سے بہتر وارث ہے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَلَدِيْ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَّالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا زَبٰنًا زَرْجًا اتر جمہ اے میرے رب میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اسے بھیجو ایمان کے ساتھ گھر داخل ہوا (اسے بھی بخش دے) سب مومن مرد اور مستورات کو بخش دے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لئے مغفرت کے لئے دعا کی اور اپنے ماں باپ کے لئے بخشش کی دعا کی اور ان کے ماں باپ مومن تھے آپ کی والدہ کا نام منخل تھا (ماوردی) آپ کے والد کا نام لاک تھا آپ کا نسب یہ ہے نوح بن لاك بن متوخ بن اخنوخ یہی حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ہے۔ بن یزدہمیل بن النوش بن قینان بن شیش بن حضرت آدم علیہ السلام۔ وہب نے فرمایا یہ سب مومن تھے کلبی نے فرمایا حضرت نوح اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان دس پشتیں گزریں ہیں سب مومن تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کسی فرد یعنی باپ نے کفر نہیں کیا (قرطبی) ہر آدمی کو والدین کے لئے مغفرت کی اور ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے مغفرت کی دعا مانگنی چاہیے میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ ہر نمازی نماز میں کہتا ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَلَدِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو اور مومنین کو بخش دے۔ (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۴۱، ۴۰) جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ فرشتے ایمان والوں کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ قَبْلِ هٰذَا وَاسْتَفْزٰنُ الْوَالِدِيْنَ سَبْقُونا بِالْاِيْمَانِ (پ ۲۸ سورۃ الاحقش آیت ۱۰) ترجمہ اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی (بخشش فرما) جو ہم سے پہلے ایمان میں سبقت کر چکے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جب وہ وصال کر چکے تھے (آنکھیں کھلیں ہوئی تھیں تو آپ نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا ان کے گھر والے چہنچہ چلانے لگے آپ نے فرمایا اپنے لئے بھلائی مانگو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں آپ نے دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَابِيْ سَلَمَةَ وَاَرْفَعْ دَرَجَتَهُ فَيَا سَهْدِيْنَ وَاخْلِفْهُ فَاَلْغَابِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِهَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَفْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهِ وَنُورْ لَهٗ فِيْهِ (ابوداؤد کتاب الجنائز باب تقيض الميت، مسلم کتاب الجنائز) ترجمہ اے اللہ ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور راہ پانے والوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور ان کے پسماندگان میں ان کا جانشین بنانے ہمارے اور ان کی مغفرت فرما اے سب جہانوں کے پالنے والے یا اللہ ان کی قبر کو کشادہ کرنا اور ان کیلئے نورانی کرنا۔ میں ابو جعفر طالب حسین کرمانی کہتا ہوں کہ یہی دعا مسلمان تعزیت میں کہتا ہے۔ میری کتاب ایصال ثواب الاعمال الارواح الاموات کا مطالعہ کریں اور میں نے یہ رسالہ اس تفسیر میں بھی لکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کھانے کیلئے، رَبِّ اِنِّيْ لَسَا اَنْزَلْتُ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقَبِّضْ (سورۃ القصص آیت ۲۴) ترجمہ اے میرے رب تو جو کھانا میرے لئے نازل فرمائے میں اس کا حاجت مند ہوں، اس دعا کو ہر نماز کے بعد چند مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ

کارزق کشادہ ہوگا۔ (کرمانی) الْعَلَمِیْنَ۔ عالم کا معنی مخلوق ہے۔ عالمین، عالم کی جمع ہے عالم علم سے بنا ہے عالم کا واحد نہیں ہے جیسے قوم کا واحد نہیں ہے کیونکہ یہ معنوی اعتبار سے جمع ہے عالم کو عالم اس لئے کہتے ہیں کہ رب العزت کی ذات پر دلیل ہے (خازن) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عالمین سے جنات اور انسان مراد ہیں کیونکہ یہی مخلوق اللہ عزوجل کے احکامات کے مخاطب ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ فرشتے اور انسان جو علم رکھتے ہیں ان کو عالم کہا جاتا ہے اسی وجہ سے بھائیم کو عالم نہیں کہا جاتا کیونکہ ان کو احکامات سمجھنے کا شعور نہیں ہوتا (خازن) اس کا معنی علامت و نشانی ہے دنیا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا سب عالم ہے دنیا زمین و آسمان ایک عالم ہے (البیان) اٹھارہ ہزار عالم ہیں ﴿قرطبی، روح البیان، خازن﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چالیس ہزار عالم ہیں دنیا مشرق سے مغرب تک عالم ہے مقاتل نے فرمایا ہے کہ عالمین اسی ہزار ہیں چالیس ہزار عالم خشکی میں ہیں اور چالیس ہزار عالم سمندر میں ہیں بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار عالم ہیں جن میں سے چھوٹے عالم سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں ہیں (خازن) ربیع بن انس نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جن ایک عالم ہے انسان ایک عالم ہے اس کے علاوہ زمین کے چار کونے ہیں ہر کونے میں پندرہ ہزار عالم ہیں۔ جارا اللہ زخشری فرماتے ہیں کہ۔ العالمین، العالم، اسم لنوی العلم من الملائکة و التقلین، و قبل کل ما علم به الخلق من الاجسام و الاعراض (الکشاف بیروت) قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿پ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۲۳، ۲۴﴾ ترجمہ فرعون نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا رب العالمین کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آسمان اور زمین اور ان کے درمیان ہر شے کا رب ہے۔ اگر یقین کرنے والے ہو۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان میں ہر شے عالم ہے۔ عالم ارواح، عالم اجسام، عالم امکان، عالم سفلی، عالم علوی، عالم ملکوت، عالم ناسوت، عالم جنات، عالم انسان، عالم ملائکہ، عالم برزخ وغیرہ دنیا عالموں میں سب سے چھوٹا عالم ہے انسانوں کی ایک سو پچیس قسمیں ہیں (نحوی، روح البیان) الرَّحْمٰن، رَحْمٰن کا معنی ہے نہایت رحم کرنے والا۔ ایسی نعمتیں دینے والا جو کوئی انسان نہ دے سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یہ لفظ رحم سے بنا ہے۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے رَحْمٰن میں رحم سے زیادہ مبالغہ ہے اللہ تعالیٰ نے تسمیہ میں رَحْمٰن اور رحیم کا ذکر فرمایا ہے۔ اور سورۃ الفاتحہ میں بھی ان کا ذکر دوبارہ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اور میں اپنے بندوں پر بہت مہربان ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہُما اسمان رقیقان احد ہما ارق من الاخریہ دونوں اسماء اپنے بیچ میں نرمی کا مطلب رکھتے ہیں لیکن ان میں سے ایک دوسرے سے کثیر رِق کا معنی پایا جاتا ہے۔ جارا اللہ زخشری فرماتے ہیں کہ۔ الرحمن، فعلان من رحم، کغضبان وسکران، من غضب وسکر، ترجمہ رَحْمٰن فعلان کے وزن پر ہے رحم سے بنا ہے جیسے کغضبان اور سکران جیسے غضب اور سکر ہے (الکشاف بیروت) رَحْمٰن کا صحیح ترجمہ کرنا مشکل ہے مصدر رحمۃ سے صیغہ مبالغہ ہے فعلان کے وزن پر زیادتی صفت کے لئے جس کے بعد زیادتی کا کوئی درجہ نہ ہو۔ معناه عنداھل اللغة فعلان مثل غضبان وسکران من حیث الاستیلا والغۃ ﴿بحر﴾ اسم ذات اللہ کی طرح اسم رَحْمٰن کا اطلاق بھی صرف ذات باری ہی پر ہوتا ہے ولا یطلق الرحمن الا الرحمن الا علی اللہ تعالیٰ (راغب) اسم مفعصص باللہ لایجوز ان یسمى به غیرہ بات اتفاق نہیں بہت پر معنی ہے قرآن مجید میں اسم ذات کے بعد جو سب سے پہلا اسم صفاتی ارشاد ہوا ہے وہ صفت رحمانیت کا مظہر ہے (مظہری) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ طور پر تورات لینے کے لئے گئے تو سامری نے سونے کے پتھرے جیسا ڈھانچا بنایا اور اس میں سے گائے کے پتھرے جیسی آواز نکلتی تو لوگ اس کی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَ الرَّحْمٰن ﴿سورۃ طہ آیت ۹۰﴾ ترجمہ اور بے شک تمہارا رب رَحْمٰن ہے (یہ پتھر نہیں ہے) انہوں نے کہا۔ وَمَا الرَّحْمٰنُ۔ رَحْمٰن کون ہے۔ رَحْمٰن کو ہم نہیں جانتے۔ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ترجمہ رَحْمٰن نے (اپنے محبوب محمد ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے واسطے سے) قرآن کا علم دیا۔ میں تفسیر کرمانی کا مصنف کہتا ہوں کہ رَحْمٰن تیرا سورتوں کی ابتداء ہے تیرا ہر عدد وتر ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، الر، سورۃ یونس کے شروع میں ہے، الر، سورۃ یوسف کے شروع میں ہے، الر، سورۃ الحجر کے شروع میں ہے، الر، سورۃ الاحقاف کے شروع میں ہے، ن، سورۃ القلم کے شروع میں ہے ان تینوں کا مجموعہ۔ الرحم، ن، الر، ن بنتا ہے۔ فَقَوْلِیْ اِنِّیْ نَزَرْتُ لِلسَّحْرِ حَمْنٌ صَوْمًا ﴿پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲۶﴾ ترجمہ بتا دینا میں نے آج رَحْمٰن کا روزہ مانا ہے۔ الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ﴿پ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۵﴾ ترجمہ وہ رَحْمٰن عرش پر قائم ہے وَخَشِیَ الرَّحْمٰنُ بِالْغَیْبِ ﴿پ ۲۲ سورۃ یس آیت ۱۱﴾ ترجمہ اور رَحْمٰن کے بغیر دیکھ خوف کھائے۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلَّرَّحْمٰنِ غَصْبًا ﴿پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۴﴾ ترجمہ بے شک شیطن رَحْمٰن کا نہ فرمان ہے۔ اَلْمَلٰئِکَةُ یُوْثِقُوْنَ الْحَقَّ لِلَّرَّحْمٰنِ ﴿سورۃ الفرقان آیت ۲۶﴾ ترجمہ اس روز حقیقی بادشاہی رَحْمٰن کی ہوگی۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَاَدْعُوْهُ بِهَا ﴿پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰﴾ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کے سب ہی نام اچھے ہیں پس ان (ان ناموں) سے پکارو۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نواے اسماء الحسنیٰ ہیں جو ان کو یاد کر کے پڑھے گا جنتی ہوگا۔ ابو جہل جن کا نام عمر بن ہشام تھا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رَحْمٰن کو کیوں پکارتا ہے اس جاہل کو بتایا گیا اللہ ایک ہے ان کی صفیتیں بے شمار ہیں۔ جو آدمی روزانہ پنجگانہ نماز کے بعد سو دفعہ یا رَحْمٰن پڑھے گا اس کے قلب سے انشاء اللہ ہر چیز کی سختی اور غفلت دور ہو جائے گی۔

الرَّحِیْم۔ رحیم، رحم سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے نہایت رحم کرنے والا یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ فعل کے وزن پر ہے مبالغہ الفعیل من حیث التکرار (بحر) فعیل کے وزن پر تکرار تو اثر کے اظہار کے لئے۔ گویا صفت رحمت و شفقت کی انتہائی قوت کا اظہار رَحْمٰن سے ہو رہا ہے اور انتہائی کثرت کا رحیم سے اس فرق کے اظہار کیلئے رَحْمٰن کا ترجمہ نہایت رحم کرنے والے اور رحیم کا ترجمہ بار بار رحم کرنے والا ہے کیا گیا ہے رَحْمٰن میں شان کرم کا عموم ہے مومن اور کافر سب کے لئے اور اسی لئے اس کا ظہور اسی دنیا میں بھی ہو رہا ہے رحیم میں تجلی مرحمت و مغفرت کا خصوص ہے اہل ایمان کے ساتھ اس لئے اس کا پورا ظہور آخرت ہی میں ہوگا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے رَحْمٰنُ الدُّنْیَا وَرَحِیْمُ الْاٰخِرَةِ (مسلم) ترجمہ رَحْمٰن دنیا میں ہے اور رحیم آخرت میں ہوگا۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الرَّحِیْم

لِصِفَةِ عَامَةِ وَالرَّحِيمِ لَصِفَةِ الْخَاصَّةِ (تاج) ترجمہ رَحْمَن (اللہ تعالیٰ کی) صفت عام کیلئے ہے۔ اور رَحِيم (اللہ تعالیٰ کی) صفت خاص کی لئے ہے۔ جو کوئی روزانہ ہجگانہ نماز کے بعد سو دفعہ یا رَحِيم پڑھے گا وہ تمام دنیاوی آفتوں سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا اور سب مخلوق اس پر مہربان ہوگی ﴿حسن حصین﴾۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ ان کنت تطلب راحة وسعادة ومن الامور الصالحات تمکن وتكون اسعد اهل عصرک کلهم ومن الشرائر والمضرة تنو من فعلیک باسم الله جلالة فيه لك ای العظیم البین تقوہ الفا طا هرل اخلوۃ بالیل بعد ان نیام عنک الا عین قل یا کریم ویا رحیم ففيهما نفع حزی فضله متعین ثم الصلوۃ علی النبی کمثل ما قرمته فهو السبیل الا حسن یا تیک ات فی منامک ملهما لك مایسرہ به التقی المومن۔ ترجمہ اگر تو راحت وسعدت اور قدرت اور امور صالحات کا طالب ہے اور اپنے ہم عصروں میں سب سے سعید تر ہونا اور مضرت اور شدتوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اسم جلالہ کو لازم پکڑ کہ اس میں سر عظیم ہے رات کو جب سب سو جائیں بطہارت کاملہ تنہائی میں ایک ہزار مرتبہ پڑھیں یا کریم یا رَحِيم ان کا ورد رکھ کہ ان میں نفع عظیم ہے اور اوّل و آخر میں درود پڑھنا چاہیے کہ یہ احسن طریقہ ہے خواب میں تجھ کو ہائیت غیبی سے وہ الہام ہوگا جو باعث خوشنودی مومن متقی ہے (مرقع کلیسی) میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا اور اس کو صحیح پایا۔ مَالِکِ یَوْمَ الدِّینِ : مالک

: مَالِکِ : یَوْمَ : دن : الدِّینِ : بدلہ : مالک یوم الدین۔ مالک مضاف یوم الدین مضاف الیہ لہذا مالک یوم الدین صفت چوتھی ہے اللہ کی۔ بعض کے نزدیک یہ اللہ کا بدلہ ہے صفت نہیں ہے کیونکہ اللہ معارفہ ہے اور یہ نکرہ ہے اس نکرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل جب حال یا مستقبل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے تو مضاف الی المعروفہ بھی معرف نہیں بنتا املائی، جزا و حساب کے دن کا مالک یوم الدین کی قرآن مجید میں یوں وضاحت کی گئی ہے۔ مالک اور مَلِک۔ اس میں دو قرأتیں ہیں۔ مَالِکِ ملک سے بنا ہے ملک کا لفظی مطلب ہے قوت، تعلق، مضبوطی۔ مالک اسم فاعل ہے اور اسم فاعل عربی میں اپنے مابعد کی طرف مضاف کیا جاتا ہے اور وہ فعل استقبال کا معنی دیتا ہے۔ مالک کہتے ہیں ال متصرف فی الیانا الملوکۃ کیف نشاء (بیضاوی) ترجمہ وہ ہستی اپنے ملک میں جو چاہے کرے۔ ابو عبیدہ اور مبرد نے کہا کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مَالِکِ زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ وہ انسانوں اور دوسری اشیاء کا مالک ہوتا ہے۔ پس مالک از روئے تصرف کے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اور عظیم ہے کیونکہ شرع قوانین کا اجراء اس کی طرف ہوتا ہے پھر مالک کے پاس تملک میں زیادتی ہوتی ہے (قرطبی) عاصم، کسائی اور یعقوب کی قرأت میں مَالِکِ آیا ہے۔ اور دیگر قاریوں نے مَلِکِ الْمُلْکِ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ ط یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ ﴿پ ۷۷﴾ اور سورۃ الحج ایت ۵۶ ﴿ترجمہ اس روز یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہی سچی بادشاہی ہوگی۔ روز محشر میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْکُلُّ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿سورۃ المؤمن ایت ۱۶﴾ ترجمہ آج کے دن بادشاہی کس کی ہے۔ اللہ واحد قہار کی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے۔ کیونکہ اس دن تمام بادشاہوں کی بادشاہیاں ختم ہو جائیں گی تو کوئی چیز نہیں ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ یہ جو دنیا کے ملکوں کے بادشاہ ہیں یہ مجازی بادشاہ ہیں اصل میں حقیقی بادشاہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ روز محشر میں اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضہ قدرت میں لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں گئے (مسلم کتاب التوبہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ نام اس آدمی کا ہے جسے مالک الملک کہا جائے (بخاری) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور راوی کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی نام لیا اور فرمایا کہ یہ سب لوگ مالک یوم الدین پڑھتے تھے (ترمذی) ممالک کے لفظ میں چار حروف ہیں۔ ہر ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں تو یہ سب چالیس نیکیاں ہوگی۔ مَلِکِ کے لفظ میں تین حروف ہیں تو اس کی تین نیکیاں ہوگی تو لفظ مالک پڑھنے میں دس نیکیاں زیادہ ملیں گی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے۔ اور ہر نیکی کا اجر وثواب دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ الف، لام، میم ایک حرف ہے بلکہ الف، ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔ اور لام ایک حرف ہے یعنی الف، لام، میم کی تین نیکیاں ہیں (ترمذی ابواب فضائل القرآن عن رسول اللہ) مَلِکِ۔ ملک کا معنی ہے حقیقی بادشاہ ملک مَلِک سے بنا ہے۔ اس کے تین حروف ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ ملک کا لفظ زیادہ پڑھنا بہتر ہے کیونکہ بادشاہ کا درجہ عام مالکوں سے زیادہ ہوتا ہے لہذا مَلِک پڑھنا بہتر ہے۔ جو آدمی بھی ملک یعنی بادشاہ ہوتا ہے وہ مالک ضرور ہوتا ہے لیکن ہر وہ آدمی جو کسی شے کا مالک ہو وہ ضروری نہیں ہے کہ ملک کا بادشاہ بھی ہو۔ بعض فرماتے ہیں کہ مَالِک اور ملک میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسے فَاَرۃ اور فَرۃ ادونوں ایک ہی الفاظ ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح مالک اور ملک میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

مَلِک النَّاسِ ترجمہ سب لوگوں کا مالک۔ ایت میں مَلِکِ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفت ملک کی موافقت رکھتی ہے۔ قل اللهم ملک الملک۔ ترجمہ اے میرے محبوب اس طرح کہیے اے اللہ (سب) ملک کے مالک۔ اس آیت مبارکہ میں ملک الملک۔ ہے اس کے متعلق امام محمد بن الجزری شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مَالِکِ الْمُلْکِ ہمیشہ پڑھتا رہے گارب العزت اس کو عزت و عظمت اور مخلوق سے استغناء عطا فرمادیں گے۔ الملک۔ جو آدمی روزانہ فجر کی نماز کے بعد یا مَلِکِ زیادہ پڑھے گارب العزت اس کو غنی کر دے گا ﴿حسن حصین﴾ میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رزق کی کشادگی کیلئے التجا کی تو مجھے رات کو الہام ہوا کہ آپ اس آیات مبارکہ اللہم سے لیکر بغیر حساب تک کو ستر مرتبہ روزانہ پڑھو تو آپ کا رزق کشادہ ہو جائے گا جب میں نے اس کا ستر دفعہ روزانہ کا ورد کیا تو اس کو صحیح پایا میرا اس کا روزانہ کا ستر مرتبہ ورد ہے۔

الْیَوْمَ۔ یوم کی جمع آیات ہے۔ اصل میں ایام تھا پھر اسکو ادغام کر دیا گیا عربی میں دن کو یوم کہتے ہیں طلوع آفتاب تک کو یوم کہتے ہیں۔ قَالُوا الْبُنَّانَ یَوْمًا أَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ﴿پ ۱۵﴾ سورۃ الکہف ایت ۱۹ ﴿ترجمہ بولے کہ ہم ایک دن رہے یا دن سے کم۔ یوم وَلَدَ وَیَوْمَ یَمُوتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا سَلَّمَ عَلَیْہِ﴾ پ ۱۶ سورۃ مریم ایت ۱۵ ﴿ترجمہ اور سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔ وَیَوْمَ یُخْشَرُہُمْ﴾ پ ۱۸ سورۃ الفرقان ایت ۷ ﴿ترجمہ اور جس دن ان کو جمع کرے گا۔ وَیَوْمَ تَشْهَقُ السَّمَاءُ نُبًّا لَّغَمَامٍ﴾ پ ۱۹ سورۃ الفرقان ایت ۲۵ ﴿ترجمہ اور جس دن آسمان بادلوں سے پھٹ جائے گا۔ الْیَوْمَ

یچاس ہزار سال کا دنیا کے دن کے مطابق ہوگا۔ الدین۔ دین کی جمع ادیان ہے۔ دین کا معنی ہے اعمال پر جزاء سزا، حساب کا دن، بدلے کا دن، انصاف کا دن، رب العزت کی عبادت، اطاعت اور عادت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دین کا معنی فیصلہ ہے۔ (قرطبی) یَوْمَئِذٍ فِيهِمُ اللّٰهُ دِيْنُهُمْ اَلْحَقُّ ﴿۱۸﴾: سورة النور آیت ۲۵ ﴿ترجمہ اللہ تعالیٰ اس دن یعنی قیامت کے دن ان کو ان کے کی ہوئی سزا پوری دے گا۔ اس آیت مبارکہ میں دین سے مراد حساب ہے یعنی ان کا پورا پورا حساب ہوگا۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ﴿۲۳﴾ ترجمہ المومن آیت ۱۷ ﴿ترجمہ آج ہر نفس کو جو اس نے کمایا تھا اس کا بدلہ ملے گا۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۵﴾ سورة الجاثیہ آیت ۲۸ ﴿ترجمہ آج تم کو تمہارے کرنے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۲۳﴾ سورة الصّٰفّٰتِ آیت ﴿ترجمہ کیا ہم کو سزا جزاء دی جائے گی۔ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ مِنْهَا جَا ﴿۳﴾ سورة المائدہ آیت ۴۸ ﴿ترجمہ ہم نے تم تمام کیلئے الگ الگ شریعت اور وضع طریقہ عمل راہ متعین کیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین ایمان آیا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک یہی دین ہے۔ لا الہ الا اللہ شہادت اور اس کا اقرار اور شریعت و طریقت ہر امت کی مختلف ہے (خزائن العرفان) یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ۔ لا الہ عیسیٰ روح اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بس یہی دین اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ شریعت نبی اور رسول کی طرف ہے۔ شریعت سے مراد وہ راستہ جو نجات کی طرف پہنچا دے۔ قبر میں مکر تکیر میت سے پوچھتے ہیں۔ مَن رَبِّکَ تیرا رب کون ہے۔ مَن نَّبِیِّکَ تیرا نبی کون ہے مَّا دِیْنُکَ۔۔ تیرا دین کیا ہے۔ اِیَّا لَکَ نَعْبُدُ ترجمہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اِیَّا کَ: صرف تیری؛ نَعْبُدُ جمع کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے ہم عبادت کرتے ہیں۔ اس کا نون حرف کیا تو یہ عبد بن گیا اور یہ عبد سے بنا ہے جس کا لغوی مطلب ہے اظہار عجز۔ اِیَّا کَ کے لفظ کو نَعْبُدُ سے مقدم رکھا تاکہ اس میں حصر و تخصیص کے معنی پیدا ہو جائیں اس میں حصر و تخصیص کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی الہ عبادت کے لائق نہیں ہے صرف اسی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ یَعْبُدُوْنِیْ ﴿۱۸﴾ سورة النور آیت ۵۵ ﴿ترجمہ میری عبادت کرو۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا یَّرَهُ ط وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهُ ﴿۳۰﴾ سورة الزلزال آیت ۷، ۸ ﴿ترجمہ سو جس نے کی ذرہ بھر خیر وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے کی ذرہ برابر برائی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔ یہاں مغول کو فعل پر اس لئے مقدم کیا گیا ہے اہتمام کی خاطر عربی میں اہم کو مقدم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پہلے ہے اس کا ذکر پہلے ہونا چاہیے۔ ہم بعد میں ہیں ہماری عبادت کرنا بعد میں ہے۔ عبد کے معنی ہیں بندہ اور غلام۔ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ اِلَّا اَتٰی الرَّحْمٰنَ عٰبِدًا ترجمہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہیں وہ اللہ کی بارگاہ میں

بندے۔ ہیں رو میرحمۃ اللہ علیہ شریف میں فرماتے ہیں کہ بندہ خواند احمد در رشاد۔ جملہ عالم را بخوان قلّ لیجاب۔ ترجمہ اپنا بندہ کہاں احمد ﷺ نے اپنے فرمان میں سب عالم کو ارشاد فرمایا اے میرے بندو۔ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا أَنْتُمْ تَرَجِمُوهُ جَوْبًا وَجَوْبًا نَكاح ہوں ان نکاح اپنے نیک بندوں اور باندیوں کے کردو، اس آیت میں عباد سے مراد غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسَهُ صَدَقَةٌ ترجمہ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے (بخاری، مسلم) اس حدیث میں عبد سے مراد غلام ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے علانیہ برسر منبر فرمایا، كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنْتُ عَبْدَهُ وَخَادِمَهُ ترجمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میں نبی ﷺ کا بندہ تھا اور خادم تھا۔ یعنی میں غلام اور خدمت گار تھا، (کتاب الریاض النضرہ) حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ تسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بَن لِمِ يَرْفِقُ نَفْسَهُ فِي مَلِكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزُوقُ حِلَاوَةَ الْإِيمَانِ ترجمہ جو اپنے آپ کو نبی ﷺ کا مملک نہ سمجھے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا، اَلْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ترجمہ غلام کے بدلے غلام۔ اس آیت میں عبد کا معنی غلام ہے۔ ﴿سُورَةُ الْبَقَرَةِ آيَةُ ٤٨﴾ عبد سے نام رکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہے کہ عبد کو بندہ کہتے ہیں اور عبد کو غلام بھی کہتے ہیں جیسا کہ۔ عبد اللہ ترجمہ اللہ کا بندہ۔ عبد الرحمن ترجمہ رحمن کا بندہ عبد الصمد ترجمہ صمد کا بندہ۔ بے نیاز کا بندہ صمد کا معنی بے نیاز ہے۔ عبد القادر ترجمہ قادر کا بندہ عبد القدیر قدیر کا بندہ رحمن، صمد، قادر اور قدیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ عبد غلام کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے کہ۔ عبد المصطفیٰ ترجمہ مصطفیٰ کا غلام۔ عبد النبی ترجمہ نبی کا غلام، عبد الرسول، ترجمہ رسول کا غلام، غلام رسول، غلام محمد، وغیرہ نام رکھنے جائز ہیں۔ اور جو شریعت کے خلاف نام ہو اس کو نہیں رکھنا چاہیے۔

اللہ کی عبادت کا لغوی اور اصطلاحی معنی۔ عبادت کا لغوی معنی ہے اطاعت کرنا، ایسا کام کرنا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اصطلاحی مطلب۔

عبادت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ جھکا دینا۔ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، ابن جریر اور ابن حاتم نے بطریق ضحاک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَعْنَاهُ نَعْبُدُكَ وَلَا نَعْبُدُكَ غَيْرُكَ ﴿مظہری﴾ ترجمہ اس کا معنی ہے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت میں غیر کو شریک نہیں کرتے۔ وقدّم المفعول للتعظيم والا اهتمام به والدلالة على الحصر (بیضاوی)

انہما غایۃ النزل (راغب) العبادۃ اقصى غایۃ الخضوع والنزّل (کشاف) لم تستعمل الا فی الخضوع والنزل (کشاف) رسول اللہ ﷺ کو کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو آپ نماز پڑھتے تمام تکلیفوں کا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا سب سے بہترین علاج ہے۔ اور رزق کی بھی کشادگی ہوتی ہے رزق کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہیے۔ یٰٰلَاطِیْفُ کوروزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا اور استغفار کو پانچ سو مرتبہ پڑھنا رزق کی کشادگی کیلئے مجرب ہے۔ یٰٰلَاطِیْفُ النّٰسِ اغْنِیْ وَارْبُکُمْ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَنْتَفِقُونَ ترجمہ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے آپ کو پیدا کیا اور جو آپ سے پہلے تھے تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے سب لوگو توحید پر قائم رہو اور اسلام میں مکمل رہو۔ میں نے تم سب کو پیدا کیا ہے تم میری خالص عبادت کرو جب میری عبادت کرو گے تو تم نیک بن جاؤ گے جب نیک بن جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اللہ تعالیٰ نے اگاہ کیا ہے کہ تم سے جو پہلے تھے ان کو بھی میں نے پیدا کیا ہے۔ اس آیت میں توحید و ہدایت پر دلیل ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں عبادت کرنے کا حکم ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اربعین میں عبادت کی دس اقسام تحریر کی ہیں ﴿۱﴾ نماز پڑھنا ﴿۲﴾ زکوٰۃ دینا ﴿۳﴾ روزہ رکھنا ﴿۴﴾ حج ادا کرنا ﴿۵﴾ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ﴿۶﴾ طہارت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ﴿۷﴾ حلال روزی کمانا ﴿۸﴾ ہمسایہ اور ساتھی کے حقوق پورے کرنا ﴿۹﴾ لوگوں کو نیکی کے کاموں کی تلقین کرنا اور بُرے کاموں سے منع کرنا ﴿۱۰﴾ نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے پر پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں نماز پڑھنے پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے کعبہ میں نماز پڑھنے کا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے ﴿مشکوٰۃ﴾

وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ترجمہ اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ وَ : اور : اِیَّاکَ : صرف تجھ سے : نَسْتَعِیْنُ : ہم مدد چاہتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِیَّاطِیْل اور سیبویہ کے نزدیک یہ اس ضمیر ہے پھر سیبویہ کہتے ہیں کاف حرف خطاب ہے اور اس کا مکمل اعراب کوئی نہیں، مگر خلیل کہتے ہیں کہ کاف اسم ضمیر ہے جس کی طرف اِیَّاکَ کے لفظ مضاف کر دیا کیونکہ فعل و فاعل سے مقدم آنے کی وجہ سے یہ ام ظاہر کے مشابہ ہے۔ کوئی علماء اِیَّاکَ کے متعلق کہتے ہیں کہ اِیَّاکَ ایک مکمل اسم ہے آیت میں فعل سے اول مفعول کو اس لیے لائے تاکہ تخصیص ہو جائے اب اس کا معنی یہ ہوگا ہم تجھے ہی عبادت کے ساتھ خاص کرتے ہیں (مدارک التزیل)۔ بعض نے کہا ہے کہ و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں واو عاطفہ نہیں ہے بلکہ حالیہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ اے اللہ ہم تجھی سے طلب امداد کرتے ہوئے تیری ہی عبادت کرتے ہیں وَ : اور : اِیَّاکَ : صرف تجھ ہی سے نَسْتَعِیْنُ : ہم مدد چاہتے ہیں۔ نَسْتَعِیْنُ جمع کا صیغہ ہے۔ نَسْتَعِیْنُ اصل میں نَسْتَعُوْنَ تھا واو کی حرکت عین کو دی تو واو یا بن گئی اس کا مصدر استعانہ ہے۔ اصل میں استعان تھا واو کی حرکت عین کو دی گئی تو واو الف سے بدل گئی دوسرا کن جمع نہیں ہوتے تو دوسرے الف کو حذف کیا گیا کیونکہ یہ زائد تھا بعض علماء نے فرمایا ہے کہ پہلے الف کو حذف کیا تو اس عوض آخر میں ہاء لازم ہے (قرطبی) کسی فعل پر تعاون کرنے والے کو عون کہتے ہیں۔ استعانت کا صیغہ عون سے بنا ہے عون کی جمع اعوان ہے، عون کا معنی مدد ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ : نَعْبُدُ فعل اپنے فاعل نَحْنُ ضمیر مستتر فاعل اور مفعول سے مل کر معطوف علیہ اِیَّاکَ مفعول۔ جو تخصیص کیلئے مقدم کر دیا گیا ہے یہ جملہ فعلیہ ہوا۔ و حرف عطف ہے نَسْتَعِیْنُ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے معطوف نَحْنُ ضمیر مستتر فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا اِیَّاکَ۔ اِیَّاکَ اور ک سے مرکب ہے یعنی تجھ ہی سے علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ ضمیر منصوب شفعص کے تلفظ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جب ضمیر منصوب اپنے عامل پر مقدم ہو یا اس پر کسی کلمہ کا عطف ڈالا جائے یا الّا کے بعد آئے تو اس کے ساتھ یعنی اِیَّاکَ ساتھ استعمال ہوتی ہے مثلاً تقدیم کی صورت میں ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں عطف کی صورت میں قرآن مجید میں ہے نَحْنُ نَزَّلْنٰهُمْ ترجمہ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور الّا کے بعد و قضی ربک الا تعبد و الا یا ہ اور تیرے رب نے قطعی طور پر فرمایا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ مفعول مقدم کی صورت میں تخصیص کے معنی پائے جاتے ہیں گویا جب کہا جائے نَعْبُدُ ک تو اس کے معنی ہوں گے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں نَسْتَعِیْنُ۔ مضارع کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ استعانة (استفعال) سے عون، مادہ ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہم مدد مانگتے ہیں۔ اِیَّاکَ ترجمہ صرف تجھی سے پہلا فائدہ یہاں اِیَّاکَ جو کہ بطور مفعول ہے استعمال ہوا ہے اسے فعل سے پہلے اور پھر اسے دوہرانے سے مقصود اس کی اہمیت کو زہن نشین کرانی ہے اور عبادت اور طلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کرنا ہے یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے علاوہ کسی سے امداد طلب نہیں کرتے۔ اس حصہ و تخصیص کے مد نظر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اس سے مدد مانگنا قطعاً ممنوع اور حرام ہیں۔ مدد طلب کرنا سے یہاں اعانت کے بنیادی معنی مراد ہیں جس میں اس کے جملہ پہلو شامل ہوں۔ ورنہ اس عالم اسباب میں بعض قسم امداد ما سوا اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے، اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت اسی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے (تفسیر عثمانی) کامل اطاعت اور پورے دین کا حاصل یہی دو چیزیں ہیں عبادت اور استعانت و مدد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنی اطاعت اور سب کاموں میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (جامع ابیان) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لفظ آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ کو ہی ایک مانتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے خوف کھاتے ہیں اے ہمارے رب ہم تجھ ہی سے آس و امید رکھتے ہیں تو ہمارا رب ہے تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور ہم تجھ ہی سے تیری اطاعت پر اور اپنے سب امور پر مدد مانگتے ہیں امام کبج اور الفریابی نے ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حرف اس طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے اور وہ قریشی عربی ہیں اور صحیح زبان والے تھے لفظ آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اھدنا اور آپ نے دونوں سیغوں کو مرفوع پڑھا۔ الخطیب نے اپنی تاریخ میں ابو زرین سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

طرح پڑھا یا ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ پہلے ہمزہ اس کے بعد پھر البغوی اور الما نے معرفۃ الصحابہ میں طبرانی نے الاوسط میں اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ہم ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہاں دشمن سے مدبھیر ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو یوں پڑھتے ہوئے سنا ملک یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ گزر رہے ہیں اور ملانکہ ان کو آگے پیچھے سے مار رہے ہیں (درمنثور) بعض علماء کرام نے فرمایا اس کا معنی ہے ہم صرف عبادت ہی میں تجھ سے مدد مانگتے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ نے ابن عباس کو فرمایا اذ استعنت فاستعن بالله (ترمذی) ترجمہ جب تم استعانت یعنی مدد چاہو تو (صرف) اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو۔ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگو تو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے بعد دعا مانگو انشاء اللہ دعاء قبول ہوگی۔ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ طَوَّ رَبَّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ پ ۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۱۲ ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی اے میرے رب حق کا فیصلہ کر دے ہمارے رب رحمن ہی کی مدد درکار ہے۔ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو۔ نبی کریم ﷺ نے دعاء کی اے میرے رب میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ یہ جو مجھے جھٹلاتے ہیں یا اللہ میری مدد فرما اور ان پر عذاب بھیج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی غزوہ بدر اور احزاب و حنین وغیرہ میں کفار عذاب میں مبتلا ہوئے۔ اس مدد کو مدحی کہتے ہیں۔ وَاجْعَلْ لِّمِیْ وَزِیْرًا مِنْ اَهْلِیْ لَا يَهْرُؤُنِ اَخِيْلًا اشد ذبہ آزری پ ۱۶ سورۃ طہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ ترجمہ اور میرے لئے کر دے ایک وزیر میرے اہل سے۔ وہ میرے بھائی ہارون کو اس سے میری پیٹھ کو مضبوط کر و تنقا وَنُؤَاغِلِی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی پ ۶ سورۃ المائدۃ آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا جائز ہے یہ مدد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے۔ اَنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ ترجمہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اَلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ تَرْجَمہ اگر تم (میرے) محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ تُوْمَ ضَرُّوْهُمُ اضْرَاطٌ مُّضِرٌّ ایدک بنصرہ و بالمو منین۔ اے میرے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مدد اور مؤمنین کے ذریعہ سے طاقت بخشی۔ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلٰی اللّٰهِ طَقَالَ الْخَوَارِیْثُوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ پ ۳ سورۃ ال عمران آیت ۵۲ ترجمہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون ہیں میرے مددگار اللہ کے راستہ میں (یہ فرمان سن کر) حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ (کے دین) کے مدد کرنے والے ہیں ذوالقرنین نے فرمایا۔ فَاعْبُدُوْهُ بَقُوَّةٍ پ ۶ سورۃ الکہف آیت ۹۵ ترجمہ تو میری مدد قوت و طاقت سے کرو۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ پ ۲۵ سورۃ البقرۃ آیت ۲۵ ترجمہ اور مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ۔ اس آیت میں صبر اور نماز سے مدد لینے کیلئے فرمایا گیا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَکْعُوْنَ ترجمہ اے مومنو اللہ اور رسول اور وہ مسلمان تمہارے مددگار ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَرْجَمہ اے نبی! اللہ تعالیٰ اور آپ کا اللہ تعالیٰ اور آپ کے مسلمان فرماں بردار کافی ہیں۔ فَاِِنَّ اللّٰهَ مَوْلَاُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظٰهِیْرًا تَرْجَمہ اللہ تعالیٰ اور جبریل اور پھر ہزار مسلمان رسول کے مددگار ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب انسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو فرمایا کچھ مانگ لو میں نے عرض کی میں آپ سے بہشت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں آپ نے فرمایا اور مانگ لے میں نے عرض کی صرف یہی کافی ہے آپ نے فرمایا اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرنا (مشکوٰۃ باب السجود) علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اَلَا سْتَعَاْنَةُ بِمَخْلُوْقٍ وَجَعَلَهُ وَسِیْلَةً لِّمَعْنٰی طَلَبِ الدُّعَا مِنْهُ لَا شَکَّ فِیْ جَوَازِهِ تَرْجَمہ کی شخص سے درخواست کرنا اور اس کو اس معنی میں وسیلہ بنانا کہ وہ دعاء کرے اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا الْاِلٰهَ الْوَسِیْلَةَ پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۳۵ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔ وسیلہ سے مراد قربت ہے ابو وائل، حسن، مجاہد، قتادہ، عطاء، سدی، ابن زید، عبد اللہ بن کثیر سے مروی ہے کہ یہ تو سلت الیہ فیعلیۃ کے وزن پر ہے یعنی میں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ وَسِیْلَهُ وَسَلَّ سے بنا ہے۔ وَسِیْلَهُ کی جمع وَسَائِلٌ ہے (قرطبی) الْوَسِیْلَةُ مَا یَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلٰی الْغَیْرِ تَرْجَمہ جس چیز سے غیر کا قرب حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔

صحابی نبینا کا بیٹا ہو جانا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی (یا رسول اللہ ﷺ) آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میری آنکھیں بیٹا ہو جائیں آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں ابھی دعا کروں (تیری آنکھیں بیٹا ہو جائیں) اگر تو چاہے تو صبر کر صبر تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کی حضور آپ دعا کیجیے آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتُوَسَّلُ وَاَتُوَجِّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمٰةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ لِنَقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّہْ فِیْ تَرْجَمہ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو سئل کرتا ہوں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے آپ کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو اسی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں (ابن ماجہ، ترمذی) اَلْکَبِیْرُ هَذَا حَدِیْثٌ سَجَّحَ یَا حَمْدُ اس حدیث میں رب العزت کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا جواز دکھاتا ہے۔ آپ سے دعا کی درخواست کرنا اور آپ کے وسیلے سے دعا کرنا جائز اور محسن ہے اس دعا میں یا محمد ﷺ کہنا جائز ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ کی زندگی میں آپ کے توسل پر دلیل ہے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے کسی کام کیلئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آدمی کی طرف دھیان نہیں دیتے تھے اور نہ اس کے کام کی طرف متوجہ ہوتے تھے ایک دن وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور تمام بات سنائی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر اپنا مقصد بتانا اور پھر میرے پاس آنا میں آپ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

راستہ بتانے کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال ہمیشہ خیر و نیکی میں ہوا کرتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو پھر مقصد تک پہنچانے کے معنی میں ہوتی ہے

الصراط - راہ راستہ، سیدھے اور آسان راستے کو صراط کہتے ہیں اس کی جمع صراط ہے الصراط یہاں موصوف ہے اس کی صفت المستقیم - اسم فاعل - واحد مکر منصوب - استقامت (استقلال) قوم - مادہ بمعنی سیدھا - صحیح - الصراط کی صفت ہے اھدنا الصراط المستقیم - کی ترکیب یوں ہوگی اھد - فعل فعل اپنے فاعل اور دو مفعول سے انت ضمیر مستتر فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا - نا - مفعول اول - الصراط - موصوف موصوف وصفت مل کر صراط المستقیم صفت مفعول ثانی - اھد - ہدایت سے ماخوذ ہے ہدایت کا معنی ہے - اَلْهُدٰیۃ ذٰلَا لَہٗ بَلُطْف مہربانی سے کسی کو منزل مقصود تک پہنچادینا دُعَا مانگنے والا یہ نہیں کہہ رہا۔ اَلْهُدٰیۃ ترجمہ مجھے ہدایت دے بلکہ یہ عرض کر رہا ہے اھدنا ہم کو ہدایت دے۔ اھدنا جمع کا صیغہ ہے دُعَا مانگنے والا تمام لوگوں کیلئے دُعَا مانگ رہا ہے۔ اھدنا سے ثابت ہوا کہ جماعت میں دُعَا مانگنا دُعَا کی قبولیت کا سبب ہے۔ ہدایت کے کئی معنی ہیں۔ ہدایت کا ایک یہ معنی ہے کہ پس راستہ دکھانا۔ اگر راستہ دکھانا مقصود ہے تو ہدایت کے بعد الیٰ یعنی تک یالام لگایا جاتا ہے۔ یہاں پر نہ الیٰ ہے نہ ہی لام ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا یا اللہ تعالیٰ ہم کو کرم و لطف کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچادے۔ اپنی ہدایت کے راستہ پر چلا جو تیری عبادت اور تیرے قرب تک پہنچنے والا ہے۔ ہمارے دلوں کو حق کی طرف مائل کر دے۔ وَاِذَا سَاَلَکْ عِبَادِیْ عَنِیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اَجِیْبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا فَاَنۡسِتۡ جَیۡبُوۡا الَیَّ وَلَیۡنُوۡ مِنْۢ وَّابِیۡ لَعَلَّہُمْ یَّرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ سورة البقرة آیت ۱۸۶ ترجمہ میرے محبوب اور جب میرے بندے آپ سے پوچھیں میرے متعلق تو آپ ان کو فرما دو میں ان کے بالکل قریب ہوں۔ جب دُعَا مانگنے والا مجھ سے دُعَا مانگتا ہے تو میں اس کی دُعَا قبول کرتا ہوں۔ پس ان کو چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ لَان سَاَلَکَ لَیۡنُوۡ لَا عِیۡذَ نہ ترجمہ اگر میرا برگزیدہ بندہ مجھ سے دُعَا مانگے گا تو میں اس کی دُعَا ضرور قبول کروں گا اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے گا تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعَا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں ہے (ترمذی ابواب الدعوات) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی دُعَا تو عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔ وَقَالَ رَبِّکُمْ اِذْ عُوۡنِیْۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ اِنۡ الذِّیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنِ عِبَادَتِیۡ سَیۡدَ خُلُوۡنَ جَہَنَّمَ ذَاخِرِیۡنَ ترجمہ تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعَا مانگوں تمہاری دُعَا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر و غرور کرتے ہیں میں ان کو جہنم میں داخل کروں گا وہ ذلیل ہوں گے۔ (ترمذی ابواب الدعوات) انہ من لم یسئال اللہ یشغب علیہ ترجمہ جس نے اللہ تعالیٰ سے دُعَا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس سے غصے ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عا ید القضاء ترجمہ دُعَا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ الصراط صراط سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے کشادہ راستہ۔ شارع محمد بن حنفیہ نے فرمایا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے صراط کو عرب والے طریق بھی کہتے ہیں صراط۔ اگر صراط کی جگہ سبک لکھ دیں تو اس صورت میں صراط سے مشتق ہوگا جس کا معنی ہے اتلا ع یعنی نکلنا۔ راستہ مسافر کو نکل لیتا ہے۔ الْمُسْتَقِیۡمُ - مُسْتَقِیۡمُ کا مطلب ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن اور انحراف نہ ہو۔ مُسْتَقِیۡمُ اصل میں مستقیم تھا وَاو کی حرکت نقل کر کے ماقبل قاف کو دی گئی پھر مایاء سے بدل گئی۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیۡ مُسْتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ﴿۱۵۳﴾ سورة الانعام آیت ۱۵۳ ترجمہ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو۔ الصراط الذین اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ترجمہ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔ صراط کا معنی ہے۔ راستہ: الذین: کا معنی ہے۔ ان لوگوں کا: اَنْعَمْتَ: تو نے انعام کیا: عَلَیْہِمْ: ان پر: اَنْعَمْتَ - صراط الذین انعمت علیہم - یہ جملہ بدل کل ہے الصراط المستقیم سے - ترکیب یوں ہوگی - صراط - مضاف مضاف - مضاف الیل کر الذین - موصول موصول وصلہ بدل کل الصراط المستقیم سے انعمت علیہم - فعل با فاعل ضمیر مفعول مل کر مضاف الیہ عادل الذین مل کر جملہ صلہ فعلیہ ہو کر یعنی الصراط المستقیم سے مقصود وہ سیدھا راستہ ہے جس کی طرف رہنمائی کی دعا کی گئی ہے جو انعام یافتہ لوگوں کا ہے۔ اے رب العزت ہم کو ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ جن کو تو نے نعمت دی ہے جن پر تو نے احسان کیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ یہ حضرات ہیں۔ فَا وَلَیۡکَ مَعَ الذِّیۡنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیۡنَ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَ الشّٰہِدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۶۹﴾ سورة النساء آیت ۶۹ اللہ تعالیٰ نے انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین پر انعام فرمایا ہے امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس صراط الذین اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ راستہ ہے جن پر انعام ہوا ملائکہ پر اور انبیاء پر اور صدیقین پر اور شہداء پر اور صالحین پر ان سے مراد جنہوں نے تیری اطاعت اور تیری عبادت کی۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد مومنین کا راستہ ہے ابن جریر نے ابو زید سے روایت کی ہے کہ صراط الذین سے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا راستہ مراد ہے۔ حضرت ابن جریر نے ابو زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ صراط الذین سے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا راستہ ہے جس طرح مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دُعَا کی یا اللہ ہم کو ہدایت عطا فرما اور سیدھے راستہ پر قائم فرما اس کی تائید میں اس دعا میں ہے رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَعَبَّ لَنَا مِنۡ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَحَّابُ ﴿۳﴾ سورة ال عمران آیت ۸ ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو نیز ہانہ کر اس کے بعد تو نے ہم کو ہدایت دی اور ہم پر اپنی طرف سے رحمت عطا فرما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ سے زیادہ یہ پڑھتے تھے۔ یَا مُقَلِّبُ الْقُلُوۡبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ دِیۡنَکَ (ترمذی ابواب الدعوات) ترجمہ اے قلوب کے پلٹنے والے میرے قلب کو بھی اپنے دین پر ثابت رکھ۔ انعمت نبوتوں کی کئی قسمیں ہیں نبوت دنیاوی نبوت اخروی نبوت وہبی نبوت کہی نبوت جسمانی نبوت روحانی، نعمت وہبی کا مطلب ہے اللہ داد جیسے روح - عقل، بینائی، قوت شنوائی، قوت گویائی وغیرہ نبوت کہی۔ جو اپنی محنت سے حاصل ہو جیسے نفس کو زائل سے پاک کرنا اور عمدہ اخلاق سے آراستہ کرنا اور جسم کو خوب صورت لباس اور زیورات سے زینت دینا اور مال و جائیداد و عہدہ حاصل کرنا۔ اَنْعَمْتَ اُخْرٰی اس کا معنی ہے رب العزت اس کی غلطیوں کو معاف فرما دے۔ اور راضی ہو کر اعلیٰ علیین میں مقرب فرشتوں کے ساتھ جگہ دے۔

غَیۡرِ الْمَغۡضُوۡبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ - غَیۡرِہ: الْمَغۡضُوۡبُ: غَضب کیا گیا: عَلَیْہِمْ: ان پر: وَلَا: اور نہ: الضَّآلِّیۡنَ:

جو گمراہ ہوئے۔ الذین انعمت علیہم۔ سے بدل ہے یعنی تیرے انعام یافتہ بندے وہ ہیں جو تیرے غضب اور گمراہی سے سالم اور محفوظ ہیں یعنی جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ اگر مضمون کی خاطر غیر کی تکرار مطلوب ہو تو دوسری بار غیر کی بجائے دلاتے ہیں جس کا مابعد مجرور ہوگا مثلاً من غیر اب لا ام بغیر اب کے اور بغیر ماں کے۔ ومن الناس من یجاہد فی اللہ بقیر علم ولا ہدوی لا یتوب عن ذنوبہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے آیت زیر غور صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام وفضل ہوا۔ جن پر تیرا غضب نہ ہوا اور جو نہ گمراہ ہوئے، بعض کے نزدیک ولا الضالین میں لازماً تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ ما منعک الا تسجد (اعراف آیت ۱۲) کی اور مہدوی نے کہا یہ لام تاکیدیہ کیلئے ہے الضالین۔ اصل میں یہ الضالین تھا پہلے لام کی حرکت حذف کی گئی۔ پہر لام میں ادغام کیا گیا پس دوسرا کن جمع ہوئے مدۃ الاف اور لام اور لام مدغمہ الضالین ضال۔ اس کا معنی ہے گمراہ (قرطبی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وان العنصراری ضلال۔ اور بے شک نصاریٰ یعنی عیسائی گمراہ ہیں ﴿ترجمی ابواب تفسیر القرآن﴾ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین بمعنی غیر صراط الذین غضب علیہم وغضب۔ غیر ولا الضالین عن الہدی بھی ہو سکتا ہے۔ نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ راستہ ان لوگوں کا جو ہدایت کے راستہ سے گمراہ ہو گئے۔ المغضوب علیہم۔ غضب یغضب۔ باب سماع فعل لازم ہے اس کا معنی ہے غضب ناک ہونا علی کا صلا کا مغضوب علی اسم مفعول بنایا گیا ہے۔ وہ جس پر غضب اترا۔ الغضب کے اصل معنی ہیں انتقام کے لئے دل میں۔ خون کا جوش مارنا۔ بدلنا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے ارادہ عزاب۔ لیکن غضب اُسی سے مراد سزا اور عزاب ہوتا ہے۔ غضب اللہ علیہم ان یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے سورة الفتح آیت ۶ وَبَاءُ وَبَغَضِبَ مَنْ اللّٰہِ۔ ﴿پ سورة البقرة آیت ۶﴾ ترجمہ وہ (یہودی) اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوئے۔ آپ ﷺ نے عدی بن حاتم کو فرمایا۔ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے (ترجمی ابواب تفسیر القرآن باب من سورة فاتحة الكتاب) غیر المغضوب علیہم میں غیر نفی کے لئے ہے جملہ کا معنی ہے غضب ہے جن پر غضب نازل نہیں ہوا۔ ولا الضالین وعاطفہ ہے لا غیر کی جگہ تکرار کی خاطر لایا گیا ہے ولا الضالین کا عطف جملہ سابقہ غیر المغضوب علیہم پر ہے۔ الضالین اسم فاعل کا صیغہ جمع مکرر ہے ضال واحد بحالت رفع۔ معنی ہے بہکے ہوئے۔ گمراہ ہوئے۔ راستہ بھول ہوئے۔ الضال کے معنی ہیں سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے اور یہ ہدایت بالمقابل استعمال ہوتا ہے۔

مقتدی آمین آہستہ پڑھیں۔ آمین کا معنی ہے قبول کر لیا ہی ہو۔ یہ اسم فعل ہے یہ قرآن کی آیت نہیں ہے فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ ہر دعا کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ آمین ایک دعا ہے فرعون جن کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا ان کی عمر سنت ہے نماز میں فاتحہ پڑھنے کے بعد امام اور مقتدی آمین کہیں نماز سری ہو یا جہری۔ یہ بھی سنت ہے۔ آمین ایک دعا ہے فرعون جن کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا ان کی عمر چار سو سال سے زیادہ تھی۔ ان کیلئے اور ان کے حامیوں کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ربنا اطمس علی اموالہم واشد علی قلوبہم ترجمہ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو تباہ کر دے اور ان کے قلوب کو سخت کر دے ﴿سورة یونس آیت ۸۸﴾ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد اجیبت دعوتکم فا ستقیم ﴿پ سورة یونس آیت ۸۹﴾ ترجمہ تم کی دعا قبول ہوئی ان کی دعا کی مقبولیت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے اس کے بعد فرعون اور ان کی افواج دریائے نیل میں غرق ہو گئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی فاتحہ کیلئے آمین ایسی ہے جیسے کتاب کیلئے (روح البیان۔ مدارک التزیل) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آمین کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا ایک فعل ہے یعنی ایسا کر دے (مدارک التزیل) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آمین رب العزت کی اپنے بندوں پر مہر ہے (لسان العرب)۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس چیز پر مہر لگ جائے وہ منظور شدہ ہو جاتی ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آمین کہنے والے کیلئے چار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں ہر دعا کے آخر میں آمین کہی جائے تو شیطان مایوس ہو جاتا ہے کہتا ہے اس کے اوپر مہر لگ گئی ہے (روح البیان۔ کبیر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے جو صحابی تھے وہ بہت ہی اچھی باتیں بتایا کرتے تھے جب ہم میں سے ایک نے دعا کی تو فرمایا کہ اسے آمین پر ختم کرو کیونکہ آمین اس طرح ہے جیسے تحریر پر مہر (ابودود کتاب الصلوٰۃ)

نماز میں آمین کا آہستہ پڑھنا احناف کے نزدیک نماز سری ہو یا جہری جماعت میں امام اور مقتدی آمین آہستہ کہیں احادیث سے ثبوت اذعو ربکم تصرفاً وخفیۃ ترجمہ تم اپنے رب سے عاجزی و انکساری سے دعا مانگو اور آہستہ آمین ایک دعا ہے آمین کی فضیلت ابی ہریرہ عن النبی ﷺ قال اذا امن الامام امام اور مقتدی آمین آہستہ پڑھیں امنوا فانہ من وافقنا مینہ تاملین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (ترجمی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل التامین۔ موطا امام مالک) ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گئے عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم والضالین فقولوا آمین فانہ من وافق قوله قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (الصلوٰۃ باب التامین موطا امام مالک۔ بخاری۔ مسلم وراء الامام ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ) ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جس کی آمین کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف فرمادیئے جائیں گے عن وائل ابن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز کو صوته (دارقطنی) ترجمہ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ولا الضالین پر پہنچے آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز کو پست رکھا۔ عن وائل بن حجر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراء غیر المغضوب علیہم والا کضالین فقال آمین وخفضہ صوته ﴿ابن ابی شیبہ﴾ ترجمہ حضرت وائل بن حجر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا غیر

المغضوب عليهم والضالین تو آپ نے فرمایا آمین اور آواز کو پست رکھا۔ عن وائل بن حجر قال لم يكن عمر و علي رضي الله تعالى عنهما يجهران ببسم الله الرحيم وبامين (طحاوی طبرانی) ترجمہ حضرت وائل ابن حجر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے انہ آمین۔ عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا يجهران بسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتأمين. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ) ترجمہ حضرت ابی وائل سے فرمایا حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ اور اسی طرح استعاذہ اور آمین بھی۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ) عن عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال يخفي الامام اربعا التعوذ بسم الله و آمين و ربنا لك الحمد. (یعنی شرح ہدایہ) ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام چار چیزوں کو پست پڑھے۔ تعوذ بتسمیہ آمین اور ربنا لك الحمد محمد قا اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراهيم قال اربع يخافت بهن الامام سبحانك اللهم وبحمدك وتعوذ من الشيطان وبسم الله الرحمن الرحيم و آمين قال محمد وناخذ وهو هول ابی حنیفہ (کتاب الآثار) محمد ابو حنیفہ حماد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ امام ان کو پست آواز سے پڑھے سبحانک اللهم وبحمدک تعوذ تسمیہ اور آمین امام محمد نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔

آمین آہستہ پڑھنے میں فقہاء احناف کے اقوال

ویسر بها لقول ابن مسعود رضي الله تعالى عنه اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية و آمين (ہدایہ) ترجمہ اور (تسمیہ) دونوں کے ساتھ آہستہ پڑھے۔ کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کو امام اخفاء کرے اور منجملہ ان میں سے تعوذ تسمیہ اور آمین ذکر کیا گیا ہے نماز میں امام سبحانک اللهم اور اعوذ اور بسم اللہ اور آمین آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (عالمگیری کتاب الصلوٰۃ) بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ حضرت محمد علاء الدین ہکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الامام سر اکما موم ومنفرد ولو فی السریۃ اذا سمعه ومن مثله فی نحو جمعة وعید وثور الختار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ) ترجمہ امام آمین آہستہ پڑھے جس طرح مقتدی اور اکیلا (آمین) پڑھتا ہے اگرچہ مقتدی نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقتدی امام کی آمین سے گو خود جس طرح مقتدی سے یا بواسطہ سے جیسے جمعہ اور عید میں شیخ الامام ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر البغدادی فرماتے ہیں کہ فاذا قال الامام ولا الضالین قال امین پس جب امام ولا الضالین پڑھے تو آمین کہو اس کی شرح کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابی بکر بن علی بن محمد الحدادی یمنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۰ھ جری الجوهرة النيرة باب صفۃ الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ای قال الامام امین خفیة یعنی امام آمین آہستہ پڑھے۔ یخفی الامام التعوذ والتشهد والتسمية و امین مبسوط، الجوهرة النيرة باب صفۃ الصلوٰۃ ترجمہ امام تعوذ اور تشهد اور تسمیہ اور آمین آہستہ پڑھے۔ واذا قال الام ولا الضالین قال امین ویقولها المئو تم لقوله عليه السلام اذا امن الامام فامنوا ترجمہ اور جب امام ولا الضالین پڑھے تو (خود امام بھی) آمین کہے اور مقتدی بھی آمین کہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ) قال ابوالحسن احمد بن محمد نے فرمایا ویخفوها لما روينا من حديث ابن مسعود ولا نه دعاء فيكون مبناه على الاخفاء والمد والقصر فيه وجهان والتشديد فيه خطأ فاحش ترجمہ یہ تمام (مقتدی) آمین کو اخفاء کہیں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو ہم نے روایت کی اور اس وجہ سے بھی کہ آمین دعا ہے پس اس کی بنا اخفاء پر ہوگی اور آمین میں مد اور قصر دو وجہیں ہیں اور اس میں تشدید فاحش غلطی ہے (ہدایہ) جب سورة فاتحہ پڑھ لے تو آمین کہے سنت یہ ہے کہ آمین آہستہ کہے (محیط) اور تنہا نماز پڑھنے والا اور امام اس میں برابر ہیں اور مقتدی بھی اگر قراءت سننا ہو تو آمین کہے یہ زائد کی میں لکھا ہے اور آمین میں دونوں لغت میں مد بھی اور قصر بھی اور اس کے معنی ہیں قبول کر اور تشدید اس میں کھلی ہوئی خطا ہے آمین اگر مد اور تشدید سے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے اس لئے کہ وہ قرآن میں موجود ہے۔ یہ متین میں لکھا ہے عالمگیری اگر مقتدی امام سے آہستہ قراءت پڑھے نماز میں جیسے ظہر اور عصر کی نماز میں ولا الضالین سن لے تو بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ آمین نہ کہے اور فقیر ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا ہے کہ آمین کہے یہ محیط میں لکھا ہے عالمگیری جمعہ اور عید کی نماز میں اگر مقتدی اور دوسرے مقتدیوں کی آمین سن لے تو امام ظہر الدین نے فرمایا ہے کہ آمین کہے سران الوہاب میں فتاویٰ سے نقل کیا ہے (عالمگیری کتاب الصلوٰۃ) آمین کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں مد کہ الف کو کھچ کر پڑھیں اور قصر کہ الف کو دراز نہ کریں اور مالہ کہ مد کی صورت میں الف کو یا کی طرف مائل کریں در مختار

نماز میں آمین باکھر امام اور مقتدی کا پڑھنا حدیث مبارکہ سے ثبوت

عن وائل بن حجر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم قرء غير المغضوب عليهم ولا الضالين وقال امين ومد بها صوته (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی التامين) ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا نبی ﷺ سے آپ نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پھر پڑھی آمین اپنی آواز کو خوب اس پر کھینچا۔ وائل بن حجر قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرء ولا الضالين قال امين ورفع بها صوته ترجمہ حضرت وائل بن حجر نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین اور اپنی آواز اونچی رکھی (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التاميم واء الامام) عن وائل بن حجر انه صلى خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فجهر با مین وسلم عن يسينه وعن شماله حتى رايت بياض خده ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے آواز سے آمین کہی اور آپ نے دائیں اور بائیں جانب سلام کیا یہاں تک کہ میں نے آپ کے مبارک رخساروں کی سفیدی دیکھی (ابوداؤد) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من يليه من الصف الاول ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تلاوت کر لی تو کہا آمین یہاں تک کہ پہلی

صف میں جو نزدیک تھے انہوں نے سن لی (ابوداؤد کتاب الصلوۃ) عن ابی ہریرہ ان انبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضامین فانہ من لین فقلو لا وافق قوله قول الملئکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو اور جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (ابوداؤد کتاب الصلوۃ بخاری کتاب الاذان) عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا من الامام فامنوا فانہ من وافق تامين تامين الملئکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول امين ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے موافق ہو گیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادیئے جاتے ہیں ابن شہاب کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمین کہا کرتے تھے (ابوداؤد کتاب الصلوۃ بخاری کتاب الاذان) عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن القارى فامنوا فان الملائکۃ من فمن وافق تامين تامين الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (ابن ماجہ) عن ابی ہریرہ قال ترك الناس التامين وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم والضا لیں قال امين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے آمین کہنی ترک کر دی نبی کریم ﷺ جب والا الضالین کہتے مگر اس کے برابر والے دوسرے مقتدی نے آمین کہ پہلے صف والے اسے سن لیتے اور اس سے مسجد گونگ اٹھتی (ابن ماجہ) عن علي قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین قال امين ترجمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین فرماتے تو آمین کہتے (ابن ماجہ) عن وائل عن ابيه قال صليت مع النبي ﷺ فلما قال امين فسمعاها منه ترجمہ حضرت وائل نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی آپ جب ولا الضالین فرماتے تو آمین کہتے اور میں نے آپ کو کہتے سنا (ابن ماجہ) عن عائشہ عن انبي ﷺ قال ما حسد تكلم اليهود على شئ ما حسد تكلم على السلام والتامين ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود تم سے کسی شے پر اتنا نہیں جلتے جتنا کہ سلام اور آمین پر جلتے ہیں (ابن ماجہ) عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال احدكم امين وقال الملائکۃ في السماء امين فوافقت احداهما الا حدى غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب کوئی تم میں سے آمین کہے ملائکہ جو آسمان پر آمین کہتے ہیں وہ بھی کہیں پھر دونوں آمین مل جائیں تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری کتاب الاذان) حضرت امام مالک کے نزدیک فقط مقتدی آمین کہے امام آمین نہ کہے امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا اكبر فكبروا واذا ورا فافانصتوا واذا قال ولا الضالین فقلو لا آمين ﴿مسلم﴾ امام تو اس لیے بنا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے سو تم اس سے اختلاف مت کرو پس جب تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو خاموش رہو اور جب وہ امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو حضرت امام مالک نے اس حدیث سے اس طرح دلیل لی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تقسیم کی ہے چنانچہ امام کے حصہ میں آمین اور چونکہ تقسیم شرکت کے منافی ہے اس لیے آمین کہنے میں امام اور مقتدی دونوں شریک نہیں ہوں گے بکہ مقتدی آمین کہے گا ولا متمسک لمالك في قوله عليه السلام اذا قال الامام ولا لضا لیں فقلو لا امين من حيث القسمته لانه قال في اخره فان الامام يقولها (ہدایۃ کتاب الصلوۃ) اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رسول اللہ ﷺ کے قول اذا قال الامام ولا الضالین فقلو لا امين میں تقسیم کے اعتبار سے کوئی استدلال نہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں فرمایا فان الامام يقولها حضرت امام ثانی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں اونچی آواز سے آمین کہیں آپ کی دلیل اس حدیث سے ہے عن وائل بن حجر قال كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قراء ولا الضالین قال امين و رفع بها صوته (ابوداؤد) ابن قدامہ صلی فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ بھری نمازوں میں امام اور مقتدی اونچی آواز سے آمین کہیں اور سری نمازوں میں امام اور مقتدی آمین آہستہ کہیں (المغنی) الشيخ محمد امين الشيرازي عابدين در المختار کی شرح کرتے ہوئے رد المحتار جلد اول صفۃ الصلوۃ میں فرماتے ہیں کہ وقيل لا ينو من المنا موم في السرية ولو سمع الامام ترجمہ اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ مقتدی نماز سری میں آمین نہ کہے اگرچہ امام سے آمین سنے اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی یا یا کو گرا دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہے اور اگر مد کے ساتھ میم پر تشدید پڑھی اور یا کو حرف کر دیا یا قصر کے ساتھ تشدید یا حرف یا ہو تو ان تینوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی (در مختار بہار شریعت) (۱) آمین (۲) من (۳) آمین (۴) آمین (۵) من۔ امام کی آواز اسکو نہ پہنچی سورۃ الفاتحہ کہی اور اس نے آمین کی آواز سن لی اگرچہ اس نے آہستہ کہی ہے تو یہ بھی آمین کے غرض یہ ہے کہ امام کا ولا الضالین کہنا معلوم ہو تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا امام کی آواز سنے یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہوا ہو (در مختار) سری نماز میں امام آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ امام کی آواز سن لی تو یہ بھی کہے (در مختار) بہار شریعت حصہ سوئم احناف کے نزدیک مقتدی فاتحہ نہ پڑھے احدیث مبارکہ سے ثبوت۔

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انما جعل الامام لينؤتم به فاذا قراء فانصتوا ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے سو وہ جب قراءت پڑھے تم خاموش رہو (طحاوی) عن عبد اللہ قال كانوا يقرؤون خلف النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال خلطتم على القراء ترجمہ حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی

ﷺ کے پیچھے قراءت پڑھتے تھے آپ نے فرمایا تم لوگ تو میری قراءت میں خلط کرتے ہو۔ (طحاوی) عن جابر بن عبد اللہ ان انبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من کان له امام فقرأه الا امام له قراءة (طحاوی) ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ عن انبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انه قال من صلی رکعة فلم یقرأ فیہا بالقرآن فلم یصل الا وراء الامام۔ (طحاوی مؤطا امام مالک) ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک رکعت پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر ہاں امام کے پیچھے (طحاوی) عن انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم اقبل بوجهه فقال انقروا والا امام یقرأ فسکتوا فاسا لهم ثلثا فقالوا انا نفعلوا قال فلا افعلوا ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ایک بار رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر ہمارے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا امام قراءت کرتا ہے تو اس کے ساتھ تم بھی قراءت کیا کرتے ہو لوگ خاموش رہے آپ نے پھر پوچھا اس طرح تین دفعہ آپ نے دریافت فرمایا اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا جی ہاں ہم لوگ قراءت کیا کرتے ہیں۔ قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلف الامام فلیس ولی الفطرة (طحاوی) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو آدمی امام کے پیچھے قراءت کرے تو وہ فطرت پر نہیں ہے؛ عن بن مسعود قال انصت القراءة فان فی الصلوة شغلا سیکفیک ذلک الامام۔ (مؤطا امام محمد۔ طحاوی) ترجمہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قراءت کے وقت خاموش ہو جایا کرو کیونکہ نماز ایک متعل خاص ہے اور قراءت کے لئے تو تمہیں امام کافی ہے۔ عن بن مسعود قال لیبت الذی یقرأ خلف الامام ملی فوه ترا بآثر جمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو لوگ امام کے پیچھے قراءت کیا کرتے ہیں کاش ان کے منہ میں مٹی بھری جاتی (طحاوی) زید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرؤا خلف الامام فی شئی من الصلوات زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قراءت خلف الامام کا مسئلہ پوچھا تو ان سب نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قراءت نہ کیا کر (طحاوی) عن زید بن ثابت سمعه یقول لا تقرأ خلف الامام فی شئی من الصلوات (طحاوی) ترجمہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قراءت نہ کیا کرو (طحاوی) عن ابی حمزہ قال قلت لا بن عباس اقراء والا امام بین یدی قال لیس۔ (طحاوی) ترجمہ ابو حمزہ سے فرمایا سنیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے قراءت کیا کروں فرمایا نہیں۔ (طحاوی) عن عبد اللہ بن عمر کان اذا سنن هل یقرأ احد خلف الامام یقول اذا صلی احد کم خلف الامام فحسب قراءة الامام وكان عبد الله بن عمر لا یقرأ خلف الامام ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کرنا چاہیے تو فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کے لئے امام کی قراءت کافی ہے خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے (طحاوی مؤطا امام مالک) عن عبد الله بن عمر قال یکفیک قراءت الامام۔ ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تمہارے لئے امام کی قراءت کافی ہے (طحاوی) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انما جعل الامام لیثوتم به فاذا کبر فکبروا واذا قراء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمد فقولوا اللهم ربنا ولك الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلی جالساً فجلسوا جالساً فاجمعین ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو جب وہ ولا الضالین کہے تو تم امین کہو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب سمع الله لمن حمدہ کہے تو تم اللهم ربنا ولك الحمد کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو (ابن ماجہ) ابی موسیٰ الا شعری قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا قراء لا امام فانصتوا فاذا کا عندا القعدة فلیکن اول ذکر احد کم لتشهد ترجمہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو جب وہ قعدہ میں ہو تو تم پہلے التیات پڑھا کرو (ابن ماجہ) ابی ہریرۃ یقول صلی انبی صلی الله عليه وسلم باصحابه صلوة تظن انها الصبح فقال هل قراءت منکم من احد قال رجل انا قال انیا قول مالی انا زع القرآن ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی نماز کے بعد فرمایا کیا تم میں سے کوئی پڑھ رہا تھا ایک آدمی نے عرض کیا میں پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا میں حیران تھا کہ قرآن پڑھنے میں مجھے رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے (ابن ماجہ کتاب الصلوة) عن ابی ہریرۃ ان رسول الله صلی الله عليه وسلم انصرف من صلوة جهر فیہا بالقرآن فقال هل قراء معی احد منکم اننا فقال رجل نعم یا رسول الله صلی الله عليه وسلم قال انی اقول مالی انا زع القرآن قال فانتہی قراء معی احد منکم مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فیہما جهر فیہ النبی صلی الله عليه وسلم بالقراءة من الصلوة الناس عن القراءة مع رسول الله صلی الله عليه وسلم ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حین سمعوا ذلک من رسول الله صلی الله عليه وسلم کہ کوئی ابھی میرے ساتھ قراءت پڑھ رہا تھا ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں فرمایا میں کہتا تھا کہ مجھے کیا ہوا مجھ سے قرآن پھینا جا رہا ہے راوی کا بیان ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سے رک گئے جس نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قراءت پڑھتے تھے جبکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی (مؤطا امام محمد بن محمد نے فرمایا مقتدی کے لئے امام کی قراءت کافی ہے (مؤطا امام محمد) عن ابن محمد قال من صلی خلف الامام کفنه قراءه ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا امام کے پیچھے ابن عمر انہ سنن عن القراءة خلف الامام قال یکفیک قراءه الامام ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا امام کے پیچھے

قراءت کے متعلق آپ نے جواب دیا تمہیں امام کی قراءت کافی ہے (موطا امام محمد) عبد اللہ بن عمر قال کان ابن عمر لا یقرأ خلف الام قال فسئل القاسم محمد عن ذلك قال فان ترکت فقد ترکہ ناس یقتدی بہم وان قراءت فقراء ناس یقتدی بہم وکان القاسم ممن لا یقرأ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے میں نے اس بارے قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا انہوں نے جواب دیا اگر تم قراءت نہیں کرتے تو بعض اسے صحابہ نے نہیں کی ہے جن کا اتباع کیا جاتا ہے تم قراءت کرتے ہو تو بعض ایسے اصحاب نے قراءت کی ہے ان کا بھی اتباع کیا جاتا ہے اور قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جو امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے (موطا امام محمد) عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءة خلف الام قال انصت فان فی الصلوة شغلا سیک ذاک الامام (موطا امام محمد) ترجمہ حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا خاموش رہو نماز میں توجہ درکار ہے پس تمہیں امام کی قراءت کافی ہے (موطا امام محمد) عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر فیہ و فیما ینہی فیہ فی الاولین ولا فی الاخرین واذا صلی وحده قراء فی الاولین بفاتحة الكتاب وسورة ولم یقرأ فی الاخرین شیئاً ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے نہ جہری نہ سری میں نہ پہلی دو رکعات میں نہ آخری دو رکعت میں لیکن جب تنہا نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعت میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھتے اور آخری رکعات میں کچھ نہیں پڑھتے تھے (موطا امام محمد) عن علقم بن قیس قال لان اعرض علی جمرة احب الی من ان اقرأ خلف الامام ترجمہ علقم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے کہا میرے لئے آگ کی چنگاری چبانا اس سے بہتر ہے کہ امام کے پیچھے قراءت کرو (موطا امام محمد) عبد اللہ بن شداد بن الہاد قال ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للناس فی العصر فقر رجل خلفه فغمزه الزی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتہنی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امک فکرہت ان تقرأ خلف فسمعه النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان له امام فان قراءتہ له قراءۃ ترجمہ عبد اللہ بن شداد بن ہاد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عصر کی نماز کی امامت کرائی ایک شخص نے آپ کے پیچھے قراءت کی اس پر اس کے ساتھ والے نے اسے چوک ماری جب نماز پڑھ چکے تھے تو اس نے چوک مارنے والے سے کہا کہ تم نے مجھ کو کیوں چوک ماری اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے آگے تھے میں نے پسند نہ کیا کہ تم آپ کے پیچھے قراءت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات سن لی تو فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے (موطا امام محمد) ولد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے اس کے منہ میں آگ کی چنگاری ہونا مجھے پسند ہے (موطا امام محمد) ان عمر بن الخطاب قال لیت فی فم الذین یقرأ خلف الامام حبر ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام کے پیچھے قراءت کرنے والے کے منہ میں پتھر ہوں (موطا امام محمد) زید بن ثابت یحدثہ عن جدہ انہ قال من قرا خلف الامام فلا صلوة ترجمہ زید بن ثابت سے کہ ان دادا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے اس کی نماز نہیں (موطا امام محمد)

مقتدی فاتحہ نہ پڑھے فقہاء احناف کے مختار مسائل

واذ قراء القرآن فاستمعوا وامنصتوا لعلکم ترحمون ترجمہ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے احناف کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے احناف اس آیت مبارکہ کی دلیل لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مقتدی کو خاموش رہنے کیلئے فرمایا ہے۔ کَتَبْنَا نَزْلَهُ إِلَيْكَ مُبَرَّكًا لِيَذَّبُوا آيَاتِهِ وَلِيَذَّبُوا أَوَّلَهُ وَالْآخِرَ ﴿٢٤﴾ ترجمہ مبارک کتاب ص ۲۴ قراءت مبارکہ میں غور کریں آپ کی جانب اتاری

اخبرنا ابو حنیفہ قال حدثنا حماد عن ابراهيم قال ما قراء علقمة بن قيس قط فيما يجهر فيه ولا فيما لا يجهر فيه ولا في الركعتين الا خرين امالقران ولا غيرها خلف الامام ترجمہ حضرت محمد بن جعفر ابو حنیفہ حماد عن ابراهيم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ علقمہ بن قیس نے امام کے پیچھے کبھی بھی نہ تو جہری نماز میں اور نہ سری نماز میں اور نہ آخری دو رکعتوں میں نہ سورت فاتحہ اور نہ اس کے علاوہ کچھ پڑھا (کتاب الآثار) قال محمد وبہ ناخذ ولا نرى القراءة خلف الامام في شئ من الصلوة يجهر فيه ترجمہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام کے پیچھے کسی نماز میں خواہ جہری ہو یا سری ہو قراءت مناسبت نہیں سمجھتے (کتاب الآثار باب القراءة خلف الامام وتلقينه) حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدي الطحاوي النخعي متوفی ۳۲۱ھ ہجری امام کے پیچھے مقتدی فاتحہ نہ پڑھنے کے متعلق اپنی کتاب طحاوی میں لکھتے ہیں کہ وهذا وهو قول ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسیم صاحب کتاب الصلوة میں تحریر فرماتے ہیں ولا یقرأ المنونم خلف الامام ترجمہ اور مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ پڑھے ولنا قوله عليه السلام من كان له امام فقراء له قراءۃ و عليه اجماع الصحابة رضي الله عنهم وهو ركن مشترك بينهما لكن حظ المقتدى عند هذا لما فيه من الوعيد ترجمہ اور ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ جس مقتدی کا امام ہو تو امام کی قراءت ہے اور اسی پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے اور یہ قراءت ایسا رکن ہے جو امام اور مقتدی کے درمیان مشترک ہے لیکن مقتدی کا حصہ خاموش رہنا اور کان لگا کر سننا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قراءت پڑھے تو تم خاموش رہو اور (مقتدی) کا سورہ فاتحہ (پڑھنا) بطور احتیاط محسن ہے اس قول میں جو امام محمد سے مروی ہے اور یحییٰ بن زکریا کے نزدیک مکروہ ہے بوجہ اس وعید کے اس (مقتدی) کے پڑھنے میں وارد ہوئی ہے (ہدایۃ) دیستمع وینصت وان قراء السام اية الترغيب والترهيب اور مقتدی کان لگا کر سننے اور خاموش

مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال

حضرت علامہ برہان الدین ہدایہ کتاب الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ۔ خلافاً للشافعی رحمہ اللہ فی الفاتحۃ لہ ان القراءة رکن من الارکان فنش ترجمہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ فاتحہ میں مخالف ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ قراءت ارکان میں سے ایک رکن ہے لہذا اس میں امام اور مقتدی دونوں شریک ہوں گے (ہدایہ) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے حضرت امام شافعی کا قدیم قول یہ ہے مقتدی پر سری نماز اور جن رکعتوں میں جہر نہیں ہے ان میں فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول اور صحیح مذهب یہ ہے کہ مقتدی پر ہر نماز میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے نماز خواہ جہری ہو یا سری ہو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عقلی دلیل یہ ہے کہ قراءت ایک رکن ہے اور تمام ارکان میں اور مقتدی دونوں شریک ہیں مثلاً قیام رکوع، سجود وغیرہ میں دونوں شریک ہیں لہذا قراءت میں بھی دونوں شریک ہوں گے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی آپ پر قراءت کا پڑھنا بھاری ہو گیا جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہم نے کہا ہاں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مت پڑھو مگر فاتحہ کے ساتھ کیونکہ جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی میں ابو جعفر کرمانی نے اوپر حدیث لکھ دی ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمد احتیاطاً قراءت فاتحہ خلف الامام مستحسن ہے (ہدایہ) انم قدمہ ضلی نے کہا ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ یہ مستحب ہے امام کیلئے فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموش رہے تاکہ مقتدی فاتحہ پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورة البقرة کے فضائل و فوائد

اس کی آیات مبارکہ دوسو چھیالیس ہیں اور کلمات چھ ہزار دوسو اکیس اور حروف پچیس ہزار پانچ سو ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۃ البقرة پہلی سورت ہے جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی بعض نے فرمایا ہے کہ سوائے درج ذیل آیت کے تمام سورت مدینہ منورہ میں اتری و انتقوا یوماً تر جعون فیہ الہی اللہ ترجمہ اور تم اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے ﴿البقرة ایت ۲۸۱﴾ (خازن) یہ آیت ۱۰ والجمہ مکہ مکرمہ میں حج الوداع کے موقع پر نازل ہوئی (قرطبی) یہ سورت مدنی ہے ہجرت کے بعد نازل ہوئی اگرچہ سورۃ البقرة کی بعض آیتیں مکہ مکرمہ میں حج کے دوران نازل ہوئیں مگر وہ بھی مدنی کہلاتی ہیں یہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ مدینہ منورہ میں سب سے اول اسی کا اترنا شروع ہوا مختلف اوقات میں یہ نازل ہوتی رہی سود کے متعلق آیات مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر میں مکہ فتح کے بعد اتریں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا لا تنجعلو بیو تکم قبورا فان البیت الذی تقراء فیہ سورۃ البقرة لا یدخلہ الشیطان۔ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ جس گھر میں سورۃ البقرة پڑھی جاتی ہے اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا (مسلم باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ۔ ترمذی، ابواب فضائل القرآن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کا کوہان سورۃ البقرة ہے اور اس میں ایک آیت ہے قرآن کی سب آیتوں کی سردار ہے وہ آیت الکرسی ہے (ترمذی، ابواب فضائل القرآن) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ البقرة کی دو آخری آیتیں پڑھیں اس رات کیلئے کافی ہیں (ترمذی، ابواب فضائل القرآن) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان پیدا کرنے سے بیشتر ایک کتاب لکھی اس میں دو آیات نازل فرمائیں سورۃ البقرة کو ان دو آیات پر اختتام فرمایا جو یہ دو آیات تین راتیں پڑھے گا اس گھر میں شیطان نہیں آئے گا آئے گا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورۃ البقرة اور سورۃ سورۃ آل عمران پڑھی روز محشر کے دن وہ سورتیں کہیں گی اے ہمارے رب اس سے مواخرہ نہ فرما (دارمی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر شے کا کوہان ہوتا ہے اور قرآن کا کوہان سورۃ البقرة ہے جب کسی مکان میں یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے تو شیطان گوزارتا ہوا بھاگ جاتا ہے (دارمی طبرانی) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ تین وجہ سے ہماری دوسرے لوگوں پر فضیلت ہے ہمارے لئے سب زمین مسجد بنائی گئی ہے مٹی ہمارے لئے پاک طہارت کیلئے بنائی گئی ہے ملائکہ کی صفوف کی طرح ہمارے صفیں ہیں اور ہمیں یہ آیات مبارکہ عطا فرمائیں گئیں ہیں سورۃ البقرة کی آخری آیات عرش معلیٰ کے نیچے سے اتریں ہیں یہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا ہو نہیں نہ میرے بعد کسی کو ملیں گی (اسنن الکبریٰ) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو کیونکہ روز محشر میں یہ اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا نورانی سورتیں سورۃ البقرة اور سورۃ آل عمران پڑھا کرو کیونکہ روز محشر میں یہ سورتیں اپنے تلاوت کرنے والوں پر بادلوں کی طرح سایہ کریں گی اور شفاعت کریں گی سورۃ البقرة کی تلاوت کرنا باعث برکت ہے اس کا ترک کرنا فوس ہے اور برے لوگ ان سورتوں کو نہیں پڑھتے (مسلم، در المنور) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ہر جمعہ کی رات کو سورۃ البقرة اور آل عمران پڑھے گا تو اس کو اجر ملے گا کہ جس سے ساتویں آسمان کے طبقہ عروبا سے لے کر زمین کے آخری طبقہ بعید اتک بھر جائے گا (عزیزی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے سر ہانے الہم سے لے کر مفلحون تک پڑھیں اور اس کے بعد قبر کی پانچویں کی جانب سورۃ البقرة کا آخری رکوع پڑھیں (طبرانی، بیہقی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البقرة کے معنی اور فقہائیت کے ساتھ بارہ برس میں پڑھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح آٹھ سال میں اسی سورۃ کو پڑھا (قرطبی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کا لشکر بھیجا ان کو جتنا قرآن یاد تھا آپ نے سنان میں سے ایک آدمی نوں تھا آپ نے ان کو فرمایا آپ کو کتنا قرآن مجید یاد ہے اس نے عرض کیا فلاں سورت اور سورۃ البقرة مجھے یاد ہے آپ نے فرمایا شاہاش اذہب فانک امیر ہم۔ تو جاس لشکر کا امیر ہے (ترمذی، ابواب فضائل القرآن) (شامی جلد اول باب صلاۃ الجنائز الجوهرة النيرة ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (میت کو) بعد دفن کے قبر پر سورۃ البقرة کے شروع اور اس کے آخر کا پڑھنا مستحب جانتے تھے یہ مستحب

الم - سورتوں کے ابتداء میں حروف مقطعات کے اکیس اقوال ہیں بعض علماء کے نزدیک ان کے معنی معلوم ہیں مگر ان میں اختلاف ہے (۱) یہ اسماء سور ہیں اکثر متکلمین کا یہی قول ہے شیخ خلیل اور سیبویہ کا عقدا قول بھی یہی ہے شیخ قتال فرماتے ہیں کہ عرب والے ان حروف کے ساتھ مختلف چیزوں کے نام رکھتے تھے مثلاً حارثہ کے والدہ کا نام ہے حارثہ بن لام الطائی نحاس یعنی تانبہ کو صاف نقدی کو عین اسباب کو عین، جبل کا نام قاف مچھلی کا نام ن (۲) یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جو دعائے کرتے تھے یا کھیعص یا حم عسق (۳) یہ اسماء الہیہ کے حصص و جزاء ہیں حضرت جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ الم، حم، من، ان کا مجموعہ الرحمن ہے لیکن ہم باقی کی کیفیت ترکیب سے آگاہ نہیں (۴) یہ نام قرآن مجید میں سے ہیں امام کلینی، سدی، اور قتادہ کا قول بھی یہی ہے (۵) ان میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے کسی نام صفت پر وال یعنی دلیل ہے، الم کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا الف اللہ تعالیٰ کے احد اول و آخر، ازلی، ابدی ہونے پر دلیل ہے۔ لام اس کے لطیف ہونے پر دلیل ہے اور ہم اس کے مالک مجید و منان ہونے پر وال و دلیل ہے۔ کھیعص میں فرمایا ہے یہ اللہ نے یہ اپنی نشانی ہے کاف اس کی کافی ہونے پر دلیل ہے ہا اس کی ہادی ہونے پر دلیل ہے عین اس کے عالم ہونے پر دلیل ہے صاد اس کے صادق ہونے پر دلیل ہے امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا۔ کاف، کبیر اور کریم، یحیر (وہ پناہ دیتا ہے) عین، عزیز، عدل پر دلیل ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دونوں وجوہ میں فرق یہ ہے کہ پہلی وجہ میں ان حروف میں سے ہر ایک اسم معنی کے ساتھ خاص ہے جبکہ دوسری وجہ میں ایسا نہیں ہے ان میں سے بعض کے اسماء ذات ہر اور بعض کے اسماء صفات پہ ولاکت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الم کا معنی یوں بیان کیا ہے انا اللہ علم، میں اللہ سب سے علم والا، المصنوع کے متعلق فرمایا، ان اللہ افعول - میں اللہ فیصلہ کرنے والا الم کے متعلق فرمایا انا اللہ لری - میں اللہ دیکھنے والا اور شیخ ابوصالح اور سعید بن جبیر سے مروی ہے (۷) امام محمد بن کعب قرظی کا قول ہے ہر ایک صفت افعال پر دلیل ہے

الف۔ الا ء ہ اس کا معنی ہے۔ اس کی نعمتیں، لام۔ اس کا معنی ہے۔ اس کا لطف، میم کا معنی ہے اس کی مجد و بزرگی، حضرت ربیع بن انس نے کہا مامنها الا فی ذکر الا نہ و نعماتہ۔ ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور نعمتوں پر دلیل ہے (۸) بعض اللہ کے اسماء پر اور بعض اسماء غیر اللہ پر دلیل ہے حضرت ضحاک نے فرمایا الف، من اللہ، یعنی اللہ کی طرف سے۔ لام، من جبریل یعنی جبریل لائے محمد ﷺ پر اس کا مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب جبریل امین کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل کی۔ (۹) ہر صرف اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر دلیل ہے۔ الف۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے محبت فرمائی اور انہیں رسول بنایا، لام، مخالفین نے آپ ﷺ پر ملامت کی، میم، کفار جل اٹھے اور ظہور حق سے دلیل ہے۔ بعض صوفیہ نے فرمایا ہے کہ الف کا معنی ہے۔ انا اس کا معنی ہے۔ میں، لام، اس کا معنی ہے لی۔ میرے لیے، میم کا معنی ہے منی، مجھ سے۔ (۱۰) اس کے متعلق شیخ مبرد فرماتے ہیں۔ اور اسے محققین کی عظیم جماعت نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حروف کا ذکر کفار کے خلاف بطور استدلال کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں چیلنج کیا کہ قرآن کی مثل لے آؤ یا دس سورتوں کی مثل یا ایک سورت کی مثل لے آؤ تو وہ لانے سے عاجز ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان حروف کو نازل کیا اور بتایا کہ قرآن تو ان حروف سے مرکب ہے جن پر تم قادر ہو اور تم تو ان میں فصاحت سے واقف ہو تم پر قرآن کی مثل لانا لازم تھا جب تم اس سے عاجز آ گئے تو اس نے اس کا ذکر فرمایا۔ انہ من عند اللہ لا من بشر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بشر کی طرف سے نہیں ہے (۱۱) شیخ عبدالعزیز بن یحییٰ نے کہا ان حروف کے ذریعے اللہ تعالیٰ گویا بندوں سے فرمایا ہے کہ حروف کو الگ الگ اچھی طرح جان لو حتیٰ کہ جب بصورت مرکب تم پر آئیں تو تم انہیں پہنچانے ہو جیسا کہ بچوں کو الگ الگ حروف سکھائے جاتے ہیں اور پھر مرکبات سکھائے جاتے ہیں۔ (۱۲) شیخ ابن روق اور قطرب کا قول یہ ہے کہ جب کفار نے کہا۔ لَتَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ يَغْلِبُونَ ﴿۲۲﴾ پ ۲۲ سورۃ فصلت آیت ۲۶ ﴿۲۶﴾ ترجمہ اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور مٹا لو تا کہ تم غالب آ جاؤ۔ تو انہوں نے قرآن سے اعراض شروع کیا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کا نفع اور اصلاح چاہتے تھے تو ان پر ایسی خبر نازل کی جسے وہ نہ سنتے تھے تا کہ وہ نازل ہونے والے قرآن کو سنیں اور خاموشی اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حروف نازل فرمائے جب وہ سنتے تو تعجب ہو کر کہتے سنو محمد ﷺ لایا ہے جیسے ہی متوجہ ہوتے تو قرآن ان پر غالب آ جاتا یہ ان کے سننے اور نفع حاصل کرنے کا ذریعہ بن گئے (۱۳) حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر حرف قوموں کی مدت داخل پر ہے (کبیر) ابن اسحاق اور بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ یہود کے آدمیوں میں سے ابویاسر بن اخطب، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اس وقت آپ سورۃ بقرہ کی پہلی آیت آیت الم، ذلک الکتاب تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر ابویاسر کا بھائی جحی بن اخطب کے پاس کے پاس آیا اور کہا کیا تم جانتے ہو اللہ کی قسم میں نے محمد ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا جو اس پر نازل ہوئی۔ اَلَمْ ذَلِك الْكِتَابُ اس نے کہا کیا تو نے اس کو سنا ہے۔ اس نے کہا ہاں! یہ سن کر جحی بن اخطب ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آیا (وہاں پہنچ کر) کہنے لگا یا محمد کیا آپ نے یہ آیت اَلَمْ ذَلِك الْكِتَابُ پڑھی ہے جو آپ پر اتاری گئی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا کیا آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل لے کر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا ہاں آپ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے ہیں ہم نے نہیں جانا کہ کسی نبی کیلئے یہ بیان کیا گیا ہو کہ کس کی بادشاہت کی مدت کتنی ہے اور آپ کے علاوہ اس کی امت کی مدت کتنی ہے اور اپنے ساتھی کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ الف کا عدد ایک ہے اور لام کے عدد تیس ہیں اور میم کے عدد چالیس ہیں تو اس حساب سے اکسیر ۷۱ سال ہوئے کیا تم نبی کے ایسے دین میں داخل ہوتے ہو کہ جس کی بادشاہی اور امت کی مدت اکسیر ۷۱ سال ہے پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا یا محمد ﷺ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی آیت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے پوچھا وہ کون سی ہے آپ نے فرمایا یہ آیت المص، کہنے لگا یہ زیادہ۔ بھاری اور زیادہ لمبی ہے الف کا عدد ایک ہے لام کے تیس اور میم کے چالیس اور صاد کے نوے یہ ایک سو اکٹھ ہوئے۔ کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا الم کہنے لگا یہ زیادہ بھاری ہے اور زیادہ لمبی ہے الف کا عدد ایک ہے لام کے عدد تیس ہیں اور میم کے عدد چالیس اور راء کے دو سو اکتیس سال ۲۳۱ سال ہوئے کیا اس کے علاوہ آپ کے پاس اور بھی ہے آپ نے فرمایا ہاں المص۔ کہنے لگا یہ بھی زیادہ بھاری ہے اور زیادہ لمبی ہے الف کا عدد ایک ہے اور لام کے عدد تیس ہیں اور میم کے عدد چالیس اور راء کے دو سو اکتیس سال ۲۴۱ سال ہوئے پھر کہنے لگا تو نے ہم پر معاملہ کو غلط ملط کر دیا یہاں تک کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کو تھوڑی مدت دی گئی ہے یا زیادہ پھر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ابویاسر نے اپنے بھائی جحیٰ اور اس کے ساتھ جو ان کے علماء تھے ان کو مخاطب ہو کر کہنے لگا تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کیلئے سب کچھ جمع کر دیا ہے اکسیر، اکسھو، دو سو اکتیس، اور دو سو اکسیر اور یہ سب سات سو چونتیس ہوئے اور کہنے لگے کہ ان کا معاملہ ہم پر متنبہ ہو گیا اور وہ گمان کرنے لگے یہ آیات ان کے متعلق نازل ہوئی ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیت محکمات من ام الکتاب و آخر متشبهت ترجمہ وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب نازل کی اس میں بعض آیتیں محکم ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں (در المنثور) امام ابن منذر ابن جریج سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ یہود (اپنی کتابوں میں) محمد ﷺ اور ان کی امت کا ذکر پاتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ محمد ﷺ کی امت کی مدت کتنی ہے جب محمد ﷺ کی بعث ہوئی اور الم نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ امت بھیجی ہوئی ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کی مدت کتنی ہے اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو وہ اس امت کے نبی ہیں اب ہم کو معلوم ہو گیا کہ محمد ﷺ کی مدت کتنی ہے اس لئے کہ تمام ہمارے حساب جمل کے اعتبار سے اکسیر سال بنتی ہے سو ہم ایسے دین کو کیا قبول کریں جس کی مدت صرف اکسیر سال ہے۔ پھر جب الم نازل ہوئی اور یہ ان کے حساب جمل سے دو سو اکتیس سال تھے کہنے لگے کہ یہ اب دو سو اکتیس اور اکسیر ہو گئے کہاں گیا پھر الم نازل ہو۔ یہ ان کے حساب جمل کے اعتبار سے دو سو اکسیر سال ہوئے اسی طرح سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات نازل ہوئے تو کہنے لگے کہ معاملہ ہم پر مشہ ہو گیا ہے۔ امام ابن اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تین حروف یعنی الم اکتیس حروف میں سے ہیں سب زبانیں ان کو استعمال کرتی ہیں اس میں کوئی حرف نہیں ہے مگر وہ چابی ہے اس کے اسماء میں سے ایک اسم کی اور نہیں ہے اس میں کوئی حرف مگر وہ ایک اور تین آیات میں سے اور نہیں اس میں کوئی حرف مگر وہ قوم کی مدت اور ان کی عمر کے متعلق ہے سوائف چابی ہے اس کے نام مجید کی سوائف سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں اور لام سے اللہ کی مہربانی اور میم سے اللہ کی بزرگی ہے سوائف سے مراد ایک سال لام سے مراد تیس سال اور میم سے مراد چالیس سال ہیں۔ امام ابن منذر، ابو اسحاق ابن حبان سے اپنی تفسیر میں داؤد بن ابی ہند سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت شعبی سے سورتوں کے آغاز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا اے داؤد ہر کتاب کیلئے ایک پوشیدہ چیز ہوتی ہے اور اس قرآن کی مخفی چیز سورتوں کے آغاز ہیں۔ سو تو اس کو۔

چھوڑ دے اور سوال کر اس چیز سے جو تیرے لئے مفید ہو۔ حضرت ابونصر السجری نے الابانۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آخر حرف جو حضرت جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ کو پیش فرمائے وہ یہ تھے الم ذلک الكتاب لا ریب فیہ ہد للملتقین (درالمشور - کبیر) ﴿۱۲﴾ یہ حروف کلام کے انقطاع اور نئے کلام پر دلیل ہوتے ہیں۔ شیخ احمد بن حنبل کہتے ہیں عرب والے جب نیا کلام شروع کرتے تو وہ چیز لاتے جو نئے کلام کے علاوہ ہوتی جس سے وہ مخاطبین پر واضح کرتے کہ کلام اول ختم ہو گیا ہے اور نیا کلام شروع ہو رہا ہے (۱۵) امام ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ۔ ان هذه الحروف ثناء الثننى الله عز وجل به على نفسه یہ حروف ثناء ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف و ثنا کی ہے (۱۶) شیخ انھش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان حروف بے نکتہ کے شرف و فضل پر ان کی قسم کھائی اس لیے یہ کہ مختلف زبانوں میں نازل شدہ کتب کے میانی اور بنیاد ہیں۔ یہ اسماء حسنی اور صفات الہیہ کے بھی مہانی ہیں انھی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ذکر و توحید الہی نصیب ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر بعینہ پر اکتفا کیا اگرچہ کل ملاہ ہے مثلاً ہم ایک بار کہیں میں نے الحمد پڑھی تو اس سے مراد پوری سورت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان حروف کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ کتاب وہی ہے جو لوح محفوظ میں ثابت ہے اور تحریر ہے (۱۷) ان حروف کا تکلم اگرچہ ہر ایک کرتا ہے مگر ان اسماء کا مسک ہونا وہی جانتے ہیں جو تعلم و استفادہ میں مشغول ہوتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بغیر تعلم و استفادہ یہ حروف پڑھے تو غیبی غیر بن گئی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر مقدم کیا تاکہ ابتداء سورت سن کر ہی معلوم ہو جائے کہ یہ معجزہ ہے تو حضور ﷺ کے صرف پر شاہد ہے (۱۸) شیخ ابوبکر بنی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس امت کا ایک گروہ قدم قرآن کا قول کرے گا تو اس نے یہ حروف ذکر کیے تاکہ واضح ہو جائے یہ کلام انہی حروف سے مرکب ہے لہذا لازم ہے کہ یہ قدیم نہ ہو (۱۹) قاضی ماوردی فرماتے ہیں کہ الم سے مراد الم بکم ذلک الكتاب یہ کتاب تم پر نازل کی گئی ہے المام بمعنی زیارت اس کی وجہ یہ ہے کہ جبریل امین اللہ تعالیٰ سے یہ کتاب لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بطور ازرار یعنی ملاقاتی آئے (۲۰) الف ابتداء میں ضروری استقامت کی طرف اشارہ ہے اور وہ رعایت و خیال شریعت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَاَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کہ ترجمہ جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر یکے ہو گئے ﴿پ ۲۲﴾ سورت فصلحت ایت ۳۰ ﴿لام مجاہدات کے وقت حاصل کردہ تواضع اور یہ رعایت طریقت ہے ارشاد مبارک ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیْہُمْ سُبُلَنَا﴾ ﴿پ ۲۱﴾ سورت عنکبوت ایت ۶۹ ﴿اور جنہوں نے ہمارے راستہ میں کوشش کی ضروری ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے ہم میں اشارہ ہے کہ بندہ محبت میں اس بار دائرہ کی طرح ہے جس انتہا عین ابتداء اور ابتداء عین انتہا ہوتی ہے اور یہ کلیہ فانی اللہ میں ہے اور یہی مقام حقیقت ہے ارشاد الہی ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْہُمْ فِیْ خَوْضِہِمۡ یَلْعَنُوْنَ ترجمہ اللہ کو اس کے بعد انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگی میں انہیں کھیلتا (۲۱) الف کا مخرج اقصى حلق ہے اور یہ حروف کا اول مخرج وسط زبان ہے جو وسط مخرج اور میم سفوی ہے جو آخری مخرج ہے یہ اس طرف اشارہ ہے لا بدوان یکون اول ذکر العبد و وسطہ و آخرہ لیس الا اللہ تعالیٰ بندے کے ذکر میں اول وسط اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیے۔ فَخَرُّوْا اِلَی اللّٰہ﴾ ﴿پ ۲۷﴾ سورت الزاریات ایت ۵۰ ﴿پس دوڑو اللہ کی طرف (کبیر) بخاری نے تاریخ میں ترمذی انہوں نے اسے صحیح بھی فرمایا ہے ابن الضریس، محمد بن نصر اور ابن الانباری نے المصاحب میں حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے ابن مردودیہ، ابوذر الہروی نے فضائل میں اور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن الضریس، طبرانی، اور محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو پڑھو تم کو اس کا اجر دیا جائے گا میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے لیکن الف پر دس نیکیاں ہیں اور لام پر بھی دس اور میم پر بھی دس یہ تین نیکیاں شمار ہوں گی ابن شیبہ، الہز از نے فض العلم میں ابوذر الہروی، ابونصر السجری نے ضعیف سند کے ساتھ عوف بن مالک اجمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے قرآن مجید پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر حرف کے بدلہ میں ایک نیکی لکھیں گے میں نہیں کہتا کہ الم ذلک الكتاب ایک حرف ہے بلکہ چار حرف ہیں الف، ذال، الف کاف۔ امام محمد بن نصر اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور انسجی نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے قرآن میں سے ایک حرف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیں گے میں نہیں کہتا کہ بسم اللہ ایک حرف ہے بلکہ تین حرف ہیں، یا، سین، میم، اور میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ تین حرف ہیں، الف، لام اور میم، (محمد بن نصر القشیری نے کتاب الوجیز میں مجاز اور مجیز کے ذکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن مجید میں سے ایک حرف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیں گے جیسے باء تاء اور تاء۔ امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اور ابونصر السجری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنی حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے تو اسے قرآن کے پاس آنا چاہئے پھر اسے کھول کر تلاوت کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔ (درالمشور) ابو جعفر الخاس نے الوقف والا ابتداء میں اور ابونصر السجری نے حضرت قیس بن سکن سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کو سیکھو کیونکہ ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے۔ بلکہ الف پر دس لام پر دس اور میم پر دس نیکیاں ہیں امام کعب، بن حمید، ابن جریر، ابن المہدی، ابن ابی حاتم و الخاس نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الم کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ انا اللہ اعلم بعنی الف سے لام سے اللہ اور میم سے علم مراد ہے (درالمشور) امام ابن جریر اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ الم اللہ تعالیٰ کے ناموں کے حرف ہجاء میں سے مشتق کئے ہوئے حروف ہیں (درالمشور) امام ابن جریر، ابن المہدی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے الم، جم، اور ن کاٹے ہوئے اسم ہیں یعنی علیحدہ علیحدہ کئے ہوئے ہیں المص، ط، طسم، یس، ص، جم، ق، اور ن یہ قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے قسم کھائی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں (درالمشور) امام ابن جریر، ابن المہدی، ابن ابی حاتم و الخاس نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ المص، الر، المر، المص، ط، طسم، یس، ص، جم، ق، اور یہ قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے قسمیں کھائی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں امام ابن جریر نے کرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ الم قسم ہے (درالمشور) حدیث میں

ہے کہ جب کھبعض اتری تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کاف تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علمت میں نے جان لیا پھر کہا ہاء آپ نے فرمایا علمت میں نے جان لیا پھر کہا یا آپ نے فرمایا علمت میں جان لیا پھر کہا عین آپ نے فرمایا علمت میں جان لیا حضرت جبریل آمین نے عرض کی کیا آپ نے جان لیا مجھے تو کچھ معلوم نہ ہوا روح البیان رحمہ اللہ امام ابن جریج نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ الم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے امام ابن اور ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ الم، حم، اور طس اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے (درالمشور) امام ابن شیبہ نے اپنی تفسیر میں عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ان سورتوں کے شروع والے حروف کے متعلق ان سے پوچھا گیا جیسے الم، الر، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ناموں کے بجاء کے حروف ہیں جب تو ان کو ملائے گا تو وہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم بن جائے گا (درالمشور) عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ الم میں الف چابی ہے اس کے اسم اللہ کی لام چابی ہے اس کے اسم لطیف کی، اور میم چابی ہے اس کے نام مجید کی (درالمشور) ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورتوں کے شروع والے حروف اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسم ہیں (درالمشور) ابوشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں سدی سے روایت کی ہے کہ شروع والے حروف سب کے سب اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں (درالمشور) امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ الم تعان کے ناموں میں سے ایک نام ہے ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ الم قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ الم، حم، المص، ص ابتدائی حروف ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ابتداء کی ہے امام ابن المنذر راوی ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ الم اور طس فواح ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سورتوں کو شروع کیا ہے امام ابن منزر نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ الم، المر، حماد ورق وغیرہ حروف بجاء ہیں جن کا ایک معنی اور مفہوم ہے امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم صحابی سے روایت کی ہے کہ الم اور اس جیسے حروف سورتوں کے اسم ہیں (درالمشور) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ففی کل کتاب سر و سرۃ فی القرآن و اہل السور - ترجمہ ہر کتاب کے کچھ راز و بھید ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راز قرآن میں اوائل سور ہیں (کبیر) حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ان لکل کتاب صفوۃ ہذا الكتاب حروف التہجی - ترجمہ ہر کتاب کے منتخب ہوتے ہیں قرآن کے منتخب یہ حروف تہجی ہیں - (کبیر) امام شعی سے ان حروف کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: سر اللہ فلا تطلبوہ ترجمہ یہ اللہ تعالیٰ کے راز ہیں ان کا مطلب مت پوچھو (کبیر) الم یہ حروف مقطعات یا باقی سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات ہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان اسرار اور رموز ہیں (بیضاوی) حروف مقطعات کا صحیح مفہوم رسول اللہ سے اولیاء اللہ کو معلوم ہوتا ہے یا یہ حروف اپنا اسرار اور رموز خود اولیاء اللہ کو بتادیتے ہیں یہ حروف ایسے جیسے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی مبارک میں کنکریوں نے رب العزت کی تسبیح کی (روح المعانی) میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ مجھے بھی قرآن مجید کے الفاظ اپنا معنی بتاتے ہیں - ۲۹ سورتوں کے شروع میں چودہ حروف مقطعات لکھے گئے ہیں لیکن ان حروف کی الگ الگ تلاوت کی جاتی ہے ق، اس کو احادی کہتے ہیں حم، اس کو ثانی کہتے ہیں۔

الم، اس کو ثانی کہتے ہیں حمزہ، اس کو ربائی کہتے ہیں کھبعض اس کو خمسای کہتے ہیں ذلک الکتاب امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذلک الکتاب سے مراد ہذا الکتاب، یعنی یہ کتاب ہے۔ (درالمشور) یہاں ہذا پوشیدہ ہے۔ (بغوی) ذلک اسم اشارہ بعید تعظیم کیلئے ہے۔ اور مبتداء ہے۔ کتاب خبر ہے۔ ذلک الکتاب کا معنی ہے ہذا الکتاب، یہ کتاب بخاری میں ہے معمر فرماتا ہے کتاب سے مراد یہ قرآن مجید ہے اس کا معنی ہے عظیم الشان کتاب۔ بلند رتبہ والی کتاب، اس کتاب قرآن مجید کو محمد ﷺ پڑھتے ہیں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس جگہ ذلک کا اشارہ کتاب قرآن کی طرف ہے جو نزدیک کا معنی دے رہا ہے اور ذلک حاضر کی طرف اشارہ کرتا ہے کبھی غائب کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ یہاں پر ذلک غائب کی طرف اشارہ ہے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ذلک کا اشارہ الم کی طرف ہے جس کا تکلم ہو گیا گزر گیا کیونکہ گزرے نے والا بعید ہوتا ہے (کبیر) ذلک اشارہ غائب میں مختلف دس اقوال ہیں (۱) ذلک الکتاب سے مراد وہ کتاب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میں نے خلقت کی سعادت شقاوت عمر اور رزق کے لیے تحریر فرمائی لا ریب بھئی اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے (۲) ذلک الکتاب سے مراد وہ تحریر ہے جو روز یثاق میں نے اپنے متعلق تحریر فرمائی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رب العزت نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنی کتاب میں اپنے متعلق لکھا وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے (مسلم کتاب التوبۃ) (۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا تھا تم پر میں ایسی کتاب اتاروں گا جس کو پانی بھی نمی مٹا سکے گا پس اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے (کبیر) عیاض بن حمار جاشعی بیان کرتے ہیں محمد ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا رب العزت نے زمین والوں کی طرف نگاہ فرمائی اہل کتاب کے علاوہ عرب و عجم پر ناراض ہوئے اور فرمایا اے میرے محبوب میں نے تجھے مبعوث فرمایا تاکہ آپ کا امتحان لوں اور ان کو تیرے ذریعے سے ازماؤں میں آپ پر ایک کتاب اتاروں گا جن کو پانی بھی نہ مٹا سکے گا تو اسے جا گئے اور سوتے میں پڑھتے رہنا (بخاری کتاب الحجۃ وصفۃ تمہا و اہلہا) (۴) شیخ اصم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب آہستہ آہستہ نازل فرمائی سورة البقرة سے پہلے بہت سورتیں اتر چکیں تھیں اور وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں ان میں توحید، فساد، شرک، اثبات نبوت اور اثبات آخرت پر دلائل تھے ذلک ان سابقہ سورتوں کی جانب اشارہ ہے قالوا ینفوننا انا سمعنا کتبنا انزل منک بعد مؤسسی مصداقا لما بین یدہ ینہدی الی الحق والی طریق مستقیم ترجمہ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد نازل کی گئی پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے ﴿پ ۲۹ سورة الاحقاف ایت ۳۰﴾ یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری ان لوگوں نے قرآن مجید ہی سنا تھا جو اس وقت نازل ہوا تھا جو یہ کہہ رہے ہیں واذ افریء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحسون ترجمہ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر تم کیا جائے ﴿پ ۹ سورة الاعراف ایت ۲۰﴾ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۵) ذلک کا اشارہ اس طرف ہے کہ رب العزت نے اپنے محبوب پر مکہ مکرمہ میں یہ ایت نازل فرمائی انا سنلک علیک قولا لثقیلا ﴿پ ۲۹ سورة المزمل ایت ۵﴾ ترجمہ ہے شک ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام اتاریں گے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ

کے ہونے کے ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں الم ذلک الكتاب لاریب فیہ اتری اس میں کتاب کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب جو میں نے آپ پر مدینہ منورہ میں قرآن نازل فرمایا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا میں نے آپ سے مکہ مکرمہ میں وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کی جانب وحی بھیجوں گا (کبیر) (۶) ذلک کا اس جانب اشارہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کتاب قرآن کی گواہی دی تورات اور انجیل اس کتاب کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ سچی کتاب ہے جو ان دونوں کتابوں میں نہیں ہیں وہ اس کتاب میں موجود اور جامع ہیں جو ان کتابوں میں ہیں وہ اس کتاب قرآن میں بھی ہے وَلَٰكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾ سورة یونس ایت ۳۷ ترجمہ ہاں وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے رب العالمین کی طرف سے ہے (۷) کسمائی نے فرمایا ذلک اس کتاب کی طرف اشارہ ہے جو حصہ آسمان میں تھا ابھی تک اتر نہیں تھا بعض نے فرمایا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف ذلک کا اشارہ ہے بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّخْفُوظٍ ترجمہ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں ﴿۳۰﴾ سورة البروج ایت ۲۲، وَأَنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا ﴿۲۶﴾ سورة الزخرف ایت ۴ ترجمہ اور بے شک وہ اصل کتاب ہمارے پاس ہے (۸) رب العزت نے اہل کتاب سے وعدہ کیا تھا کہ وہ محمد ﷺ پر ایک کتاب قرآن مجید نازل کروں گا ذلک کا اشارہ اس وعدہ کی طرف ہے (۹) البرہد نے فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کے ویلے سے تم کافروں پر اللہ تعالیٰ سے فتح مانگتے تھے (۱۰) ذلک کا اشارہ حروف مجملہ کی جانب ہے کہ اس قول پر جو فرماتا ہے الم سے مراد حروف جن پر قرآن مجید نظم کر کے میں نے آپ کو پہنچایا ہے۔ ذلک اور ہذا یہ دونوں لفظ ذال سے ماخوذ ہیں ان میں فرق یہ کہ ہذا میں ذال پر حال گادیا گیا ہے اور ذلک میں لک کے شروع میں ذال گادیا گیا ہے۔ ذلک اور ہذا یہ دونوں اشارہ ہیں ان کا اصل ذال ہے جو حرف اشارہ ہے۔ مَنْ ذَٰلَّذِي يَقْرِضُ الْمَلَّةَ قَرْضًا حَسَنًا ﴿۲۳۵﴾ سورة ایت ۲۳۵ ترجمہ کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسد دے۔ مَنْ ذَٰلَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ تَرْجَمَةُ کون ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر ان سے کسی کی شفا کر سکے۔ اور ہا کا معنی تنبیہ ہے۔ جب شئی قریب ہو تو ہذا اسے اشارہ کر کے کہا جاتا ہے۔ مَخَاتِبٌ مَتَوَجَّهٌ حُسْوَی کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ اس طرح تیرے پاس ہے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور کبھی ذال پر کاف خطاب اور لام بمعنی اشارہ بھی تاکید کیلئے لایا جاتا ہے تو ذلک بن گیا گویا کلام والا تنبیہ میں خوب اضافہ کر رہا ہے کیونکہ یہاں مشار الیہ مخاطب سے مؤخر پر (کبیر) کتاب کے اسماء) قرآن کا پہلا نام کتاب ہے۔ الْكِتَابُ، كِتَابٌ، كُتِبَ سے ماخوذ ہے، کتاب مصدر ہے جیسے صیام اور قیام وغیرہ۔ کتاب کا معنی ہے جمع ہونا، لشکر کو اجتماع کی وجہ سے تنبیہ کہتے ہیں۔ کتاب کی جمع کُتِبَ ہے، کتاب کا لفظ کی معنی میں استعمال ہوا ہے (۱) اس ایت میں کتاب فرض کا معنی دے رہا ہے۔ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ ﴿۲۳﴾ سورة ص ایت ۲۹ ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ﴿۲﴾ سورة البقرة ایت ۱۸۳ ترجمہ تم پر روزے فرض کیے گئے۔ (۲) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ ﴿۲﴾ سورة البقرة ایت ۱۷۸ ترجمہ تم پر قصاص فرض ہے (۳) إِنَّا الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ﴿۵﴾ سورة النساء ایت ۱۰۳ ترجمہ بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے (۴) کتاب حجت و برہان کا معنی دے رہی ہے۔ فَأَتُوا بِكِنَانِكُمْ أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۳﴾ سورة الصافات ایت ۱۷۵ ترجمہ اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی اپنی دلیل و حجت لاؤ (۵) وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ تَرْجَمَةُ اور جو سستی ہم نے ہلاک و ویران کی اس کا ایک جانا ہوا نوشتہ تھا ﴿۲﴾ سورة الحج ایت ۲ (۶) اس ایت میں کتاب غلام کے معنی میں ہے۔ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴿۱۸﴾ سورة النور ایت ۲۳ ترجمہ اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندھی غلاموں میں سے جو چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دیں۔

کتاب کا دوسرا نام قرآن ہے۔ الرُّحْمَنُ لَا عِلْمَ الْقُرْآنِ ﴿۲۷﴾ سورة الرحمن ایت ۱ ترجمہ رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿۱۶﴾ سورة طہ ایت ۲ ترجمہ اے میرے محبوب یہ قرآن اس لیے ہم نے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑو قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنَّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوا بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَاعِنًا ﴿۲۵﴾ سورة بنی اسرائیل ایت ۸۸ ترجمہ فرما دو اگر شخص اور جن تمام اس بات پر متفق ہو جائیں اس قرآن کی مثل لے آئیں اس کی مانند نہ لائیں گے اگر چہ ان میں سے ایک دوسرے کا معاون ہو۔ وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵﴾ سورة اسراء ایت ۸۲ ترجمہ اور ہم قرآن میں وہ شے نازل کرتے جو مؤمنین کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا ﴿۲۵﴾ سورة الزخرف ایت ۳ ترجمہ ہم نے قرآن کو اسے عربی میں نازل کیا۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ﴿۲﴾ سورة البقرة ایت ۱۸۵ ترجمہ ماہ رمضان میں قرآن نازل ہوا۔ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّيْلِ ﴿۱۵﴾ سورة اسراء ایت ۹ ترجمہ بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے وَقَالَ الرَّسُولُ يَزِبْ أَنْ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۱۹﴾ سورة الفرقان ایت ۳۰ ترجمہ اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرایا۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ﴿۳۲﴾ سورة الفرقان ایت ۳۲ ترجمہ اور کہنے لگے کہ قرآن پر ایک ساتھ قرآن کیوں نہیں نازل کیا۔ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مَكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴿۱۵﴾ سورة اسراء ایت ۱۰۶ ترجمہ اور ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے نازل کیا کہ تم اسے لوگوں پر پڑھ کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں کتاب کو قرآن فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن اور قراتہ ایک ہی ہے جسے خسران و خسارہ ایک ہے جیسے۔ اِنْ عَلَيْنَا جُمُوعُهُ وَقُرْآنُهُ جُ مِلَّةٍ فَإِذَا قُرْآنُهُ فَاتَّبَعَ قُرْآنُهُ ﴿۲۹﴾ سورة القیلة ایت ۱۸ ترجمہ بیشک وہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھنا تو جب ہم پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ قرآن مصدر ہے۔ جب حوض میں پانی جمع کر دو تو کہو گے قرات الماء فی الحوض ترجمہ حوض میں پانی جمع ہے حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا ہے قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حروف جمع ہو کر کلمات اور کلمات جمع ہو کر آیات اور آیات جمع ہو کر سورتیں اور سورتیں جمع ہو کر قرآن ہے۔ ثم مع فیہ علوم الاولین والآخرین ترجمہ پھر اس میں پہلے اور آخر کے

علوم جمع کر دئے گئے ہیں قرآن مجید کا معنی تلاوت یا جمع کرنا ہے کتاب کا تیسرا نام فرقان ہے۔ تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ ﴿سورة الفرقان ایت ۱﴾ ترجمہ وہ بڑی برکت والا ہے کہ جس نے نازل کیا فرقان اپنے بندہ پر۔ وَبَيَّنَّتْ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ﴿پ ۲ سورة البقرة ۱۸۵﴾ ترجمہ اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرَ الْمُنْتَقِينَ ﴿پ ۷ سورة الانبياء ایت ۲۸﴾ ترجمہ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا اور روشنی اور متقیوں کو نصیحت۔ ان دونوں آیات میں فرقان فیصلہ کا معنی دے رہا ہے اس کو فرقان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ حضرت عکرمہ اور سدی فرماتے ہیں کہ فرقان کا معنی نجات ہے۔ خلقت گمراہیوں کی ظلمتوں میں پھنسی ہوئی تھی فرقان کے ذریعے اس نے نجات پائی اس لیے اس کا نام فرقان ہے۔

کتاب کا چوتھا نام الذکر، تذکرہ ہے۔ وَهَذَا ذِكْرُ مُبَرِّكٍ أَنْزَلْنَاهُ ترجمہ اور یہ ذکر برکت والا ہے جو ہم نے نازل کیا۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿پ ۱۲ سورة الحجر ایت ۹﴾ ترجمہ بے شک ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ اس ایت میں ذکر قرآن کا معنی دے رہا ہے۔ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿پ ۲۵ سورة الزخرف ایت ۴۴﴾ ترجمہ اور بے شک وہ شرف تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ہے اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا۔ وَذِكْرُ الْفَافِ الْذَّكَرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور سمجھاؤ کہ مسلمانوں کو سمجھانا فائدہ مند ہے۔ التذکرہ۔ وَإِنَّهُ لَتَذِكْرٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿پ ۲۹ سورة الحاقة﴾ ترجمہ اے بے شک یہ قرآن ڈر والوں کے لیے نصیحت ہے۔ اس ایت میں تذکرہ کا معنی قرآن ہے۔ کتاب کا پانچواں نام تنزیل ہے۔ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿پ ۲۹ سورة الحاقة ایت ۴۳﴾ ترجمہ اس نے نازل کیا ہے جو سب عالمین کا رب ہے۔ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْغَلَمِينَ ﴿پ ۱۹ سورة الشعراء ایت ۱۹۲﴾ ترجمہ اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ تَنْزِيلُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ۔ ﴿پ ۲۱ سورة يس ایت ۵﴾ ترجمہ عزت والے مہربان کا نازل کیا ہوا ہے۔ تنزیل کا معنی قرآن ہے۔ کتاب کا چھٹا نام الحدیث ہے۔ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا ﴿پ ۲۳ سورة الزمر ایت ۳۳﴾ ترجمہ اللہ نے نازل کی سب سے احسن کتاب۔ کتاب کا ساتواں نام مو عظة ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تِلْكَ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ﴿پ ۱۱ سورة يونس ایت ۸۷﴾ ترجمہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی۔ اصل میں قرآن مجید نصیحت و موعظت ہے۔

کتاب کا آٹھواں نام الحکم، والحکمة، الحکیم، المحکم ہے۔ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا وَعَرَبِيًّا ﴿پ ۳ سورة الرعد ایت ۳﴾ ترجمہ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ نازل کیا جس طرح گزشتہ نبیوں کی زبانوں میں جو ان پر کتابیں نازل ہوئیں ان کو احکام دیئے گئے تھے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی عربی زبان میں قرآن مجید عربی میں احکام دیئے گئے ہیں بعض نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کے احکام تمام خلقت کو قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے اس کا نام حکم ہے۔ حکمت مبینة الغیۃ فَمَا غَنَّيَ الشُّرُورُ ﴿پ ۲۷ سورة القمر ایت ۵﴾ ترجمہ حکمت انہما کو پہنچی ہوئی پھر کیا کام دیں ڈرسانے والے۔ وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحَكْمِ ﴿پ ۲۲ سورة الاحزاب ایت ۳۴﴾ ترجمہ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہیں۔ الحکیم۔ الرَّحْفَ تِلْكَ الْكِتَابُ الْحَكِيمِ ﴿پ ۱۱ سورة يونس ایت ۱﴾ ترجمہ الیہ حکمت والے قرآن کی قسم۔ دخیل کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں احکام والزام۔ الحکم۔ الرَّفَ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ﴿پ ۱۱ سورة هود ایت ۱﴾ ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت سے بھری ہوئی ہیں

کتاب کا نواں نام ہے الشفاء۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿پ ۱۵ سورة اسراء ایت ۸۲﴾ ترجمہ اور ہم قرآن میں وہ شے نازل کرتے ہیں کہ مومنین کے لیے شفاء اور رحمت ہے یہ سورتیں اور آیتیں ایسی ہیں کہ ان سے ظاہری اور باطنی ضلالت و جہالت وغیرہ دفع ہو جاتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے اعتقادات باطل و اخلاق رذیلہ دور ہو جاتے ہیں اور عقائد حقہ و معارف الہی صفا تو حمیدہ و اخلاق فاضلہ حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتاب مجید پر علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو وہابی و شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب بھاگ جاتے ہیں۔ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ﴿پ ۱۱ سورة يونس ایت ۵۷﴾ ترجمہ اور قلوب کی شفاء۔ شفاء کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ یہ بیماریوں کی شفاء ہے اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ مرض کفر سے شفاء دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مرض فرمایا ہے فَيَقْلُوبُهُمْ مَّرَضًا۔

کتاب کا دسواں نام الہدی، الہادی، ہدی ہے۔ ترجمہ ایمان والوں کے لیے ہدایت ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴿پ ۳ سورة آل عمران ایت ۴﴾ ترجمہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ الہادی ان ہذا القرآن یہدی لِّلنَّاسِ هُوَ أَفْهَمُ ﴿پ ۱۵ سورة اسراء ایت ۹﴾ ترجمہ بے شک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔ کتاب کا گیارواں نام صراط مستقیم ہے۔ الصراط المستقیم قال ابن عباس فی تفسیرہ انه القرآن وقال. وَأَنَّ غَدَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوا ﴿پ ۸ سورة الانعام ایت ۵۳﴾ ترجمہ اور یہ کہ یہ میری سیدھی راہ تو اس پر چلو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراط مستقیم کی تفسیر قرآن کی ہے (کبیر) هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿پ ۳ سورة آل عمران ایت ۵۱﴾ ترجمہ یہ سیدھا راستہ ہے۔

کتاب کا بارہواں نام اجل ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا ﴿پ ۴ سورة آل عمران ایت ۱۰۳﴾ ترجمہ سب سے رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو عصمہ فرمایا ہے۔ ان هذا القرآن عصمة لمن اعتصموا به ترجمہ بے شک یہ قرآن اے چانے والا ہے جو اس سے تمک کرے (المصدر رک ۱۲) ﴿پ ۱۲﴾ کتاب کا تیرھواں نام رحمت ہے۔ الرمة. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿پ ۱۵ سورة بنی اسرائیل ایت ۸۸﴾

کتاب کا پچیسواں نام **المھمن** ہے۔ **وَإِنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ** ﴿۲﴾ سورۃ المائدہ ایت ۴۸ ﴿ترجمہ اور اے میرے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب نازل کی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے اور ان پر محافظ و گواہ۔ مہیمن و ہو ماخوذ من الامین وانما وصف به لانه من تمسک بالقرآن امن الضرر فی الدنيا والاخرة والرب المھيمن انزل الكتاب المھيمن علی النبی الامین لاء جل قوم هم امناء الله تعالی علی خلقه کما قال۔ ترجمہ مھمن یہ امین سے ماخوذ ہے قرآن کا نام اسی وجہ سے ہے کہ جس نے بھی قرآن کا دامن پکڑ لیا وہ دنیا و آخرت کے نقصان سے امن پا جائے گا۔ رب مھمن نے کتاب مھمن نبی امین پہ ایسی امت کے لئے نازل فرمائی جو مخلوق پہ اللہ تعالیٰ کے آمین و شہداء ہیں (کبیر)

کتاب کا چھبیسواں نام **الھادی** ہے۔ **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ** ﴿۱﴾ سورۃ الاسراء ایت ۹ ﴿ترجمہ بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے یھدی الی الرشد﴾ پ ۲۹، الجن ۲ ﴿ترجمہ کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ہادی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے وہ نور و ہادی ہے۔ کتاب کا ستائیسواں نام **النور** ہے۔ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** ﴿۱۸﴾ سورۃ النور ایت ۳۵ ﴿کتاب کا اٹھائیسواں نام **الحق** ہے۔ **وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ** ﴿۲۹﴾ سورۃ الحاقۃ ایت ۵۱ ﴿ترجمہ اور بے شک وہ یقینی حق ہے۔ کتاب کا انیسواں نام **العزیز** ہے۔ **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** ﴿۱۹﴾ الشعراء ایت ۹ ﴿ترجمہ اور بے شک تمہارا رب وہی عزیز اور رحیم ہے۔ کتاب کا تیسواں نام **کریم** ہے۔ **إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ** ﴿۲۷﴾ سورۃ الواقعة۔ پ ۲۵ سورۃ الدخان ایت ۷ ﴿ترجمہ اور ان کے پاس ایک رسول کریم تشریف لائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے ثواب کو کریم فرمایا۔ **فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ** ﴿۲۲﴾ سورۃ الس ایت ۱۱ ﴿ترجمہ تو اسے مغفرت اور عزت کے ثواب کی بشارت دو۔ کتاب کا اکتیسواں نام **العظیم** ہے۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ** ﴿۱۴﴾ الحجر ۸۷ ﴿ترجمہ اور یقیناً ہم نے آپ کو سات آیات دیں جو دوہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم۔ اللہ تعالیٰ کا نام بھی عظیم ہے۔ **وَهُوَ الْعَظِيمُ** ﴿۳﴾ سورۃ البقرۃ ایت ۲۵۵ ﴿ترجمہ وہی ہے بلند بڑائی والا۔ **وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ** ﴿۱۱﴾ سورۃ التوبہ ایت ۱۲۹ ﴿ترجمہ اور عظمت والا قرآن ترجمہ بے شک یہ قرآن کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات اشیاء کو کریم فرمایا ہے۔ (۱) اس نے اپنے لیے کریم فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّسَافُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ** ﴿۳۰﴾ ایت ۳۰ ﴿ترجمہ اے انسان تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے کریم سے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی لیے فرمایا۔ **وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ عَظِيمٌ** ہے۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ** ﴿۱۲﴾ سورۃ ایت ۸۷ ﴿ترجمہ اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دوہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا

قرآن کتاب کا بتیسواں نام **مبارک** ہے۔ **وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ** ﴿۱﴾ سورۃ الانبیاء ایت ۵۰ ﴿ترجمہ اور یہ ہے مبارک ذکر ہم نے نازل کیا۔ یہ قرآن مجید کثیر الخیر ہے اور مومنین کے لئے اس میں بہت برکتیں ہیں ﴿کبیر﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے آپ کو تورات میں ایک ہزار سورتیں دیں اور ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں تو موسیٰ نے عرض کی یا اللہ اس کو کون پڑھے گا اور اسے کون حفظ کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بھی زیادہ صحیح کتاب رسول اللہ پر نازل کروں گا حضرت موسیٰ نے عرض کی یا اللہ اس کی امت اس کو کیسے پڑھے گی جبکہ ان کی عمریں کم ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے چھوٹے بچے بھی حفظ کر لیں گے۔ اے موسیٰ ایک سو تین کتابیں نازل فرماؤں گا پچاس صحیفے حضرت شیت علیہ السلام پر اور تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور تیس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ صحیفہ کی جمع صحائف ہے صحیفہ رسالہ کو کہتے ہیں۔ جیسے صحف ابراہیم و موسیٰ۔ ترجمہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ پر صحیفے نازل فرمائے۔ اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن مجید ﷺ پر نازل فرماؤں گا۔ اس میں سب کتابوں کے جملہ معانی اور ان میں تیس پارے اور ایک سو چودہ سورتیں اور ان کو سورۃ الفاتحہ میں جمع کروں گا اور فاتحہ کو ان کی سات آیتوں میں اور پھر ان کے معانی کو سات حرفوں میں اور وہ سات حرف بسم اور پھر ان سب حقائق کو الہم کے الف میں جمع کروں گا اور پھر اس کے بعد سورۃ البقرۃ کی ابتداء کروں گا پس جب تورات میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور پھر رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تو یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ وہ کتاب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ذَلِكَ يَوْمَئِذٍ هِيَ كِتَابٌ هُوَ فِيهِ حَقٌّ** ﴿۱﴾ روح البیان ﴿

الہم اور ذلک الكتاب کا اتصال۔ اگر الف، لام، میم کو البقرۃ کی جگہ اس کو سورۃ کا نام دیا جائے تو اس اتصال میں وجوہات ہیں ﴿۱﴾ الہم، مبتداء ذلک متبداً عانی اور کتاب خبر پھر یہ جملہ متبداً اول کی خبر ہے، معنی ہوگا یہ وہ کتاب کامل ہے گویا اس کے مقابل دیگر کتب ناقص ہیں اور یہی اس لائق ہے کہ اسے کتاب کہا جائے جیسے تم کسی کو کہتے ہو جو الرجل یعنی وہ آدمی اچھی خصال میں دوسروں سے کامل ہے۔ کتاب صفت بھی بن سکتی ہے یعنی وہ کتاب ہے جس کا وعدہ کیا گیا ﴿۲﴾ الہم، مبتداء محذوف کی خبر بھی ہو سکتی ہے یعنی ہذا الہم ایک جملہ جبکہ ذلک الکتاب دوسرا جملہ ہے۔ ﴿۳﴾ اگر الہم کو بمنزل صورت کھا جائے تو ذلک متبداً اور الکتاب اس کی خبر ہے یعنی وہ کتاب کامل کی صورت میں نازل کی گئی یا الکتاب صفت اور مابعد خبر ہے یا متبداً محذوف ہے جو یعنی ان حروف ہے وہ کتاب مرکب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت ہے الہم تنزیل الکتاب لا ریب فیہ اب ترکیب ظاہر ہے یہاں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ۔ ریب شک کے قریب بلکہ اس میں اضافہ ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے۔ را بنی امر فلاں مجھے فلاں معاملہ نے شک میں ڈالا تو اس میں سوہن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے وہ ما یریبک الہی ما لا یریبک ترجمہ جس میں شک ہے چھوڑ دو۔ اور اپناؤ جس میں شک نہیں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ریب تو حوادث کے مطلب میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ الہم ریب الزمان۔ زمانہ کے حوادث۔ **فَنَزَّلْنَا بِهِ زَيْبَ الْمُنُونِ** ﴿۲۷﴾ سورۃ الطور ایت ۳۰ ﴿ترجمہ ہم کو ان پہ حوادث زمانہ کا انتظار ہے۔ غصہ کی وجہ سے دلی اضطراب کو بھی ریب کہا جاتا ہے ان دونوں صورتوں میں معنی شک ہے کیونکہ جو ریب زمانہ سے ڈرتا ہے وہ اس میں مشکوک کی طرح ہے اسی طرح دل کا اختلاف بھی محل شک نہیں مقصود یہ ہے کہ اس کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں اس کے کلام اھی اور

معجزہ ہونے میں کوئی شک نہیں و ان کُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ﴿۲۳﴾ سورۃ البقرۃ آیت ۲۳ ترجمہ اور اگر تم کو اس میں کچھ شک و شبہ ہو تو جو ہم نے اپنے ﴿اس خاص محمد ﷺ﴾ بند پر ﴿قرآن﴾ نازل فرمایا تو اس جیسی ایک سورت تو لے کر آؤ۔ ﴿شکاف بروت۔ کبیر﴾ لا ریب فیہ لا ریب کے بعد فیہ کو اس لئے لایا گیا ہے۔ اصول یہ کہ سب سے اہم کو مودم کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد والے اہم کو اس مقام پر کتاب سے کلیہ شک کی نفی اہم ہے اگر یہاں لافیہ ریب کہا جاتا تو وہ ہم ہوتا شاید یہاں کوئی اور کتاب ہے جس میں شک ہے حالانکہ یہاں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے۔ جیسے لا فیہا غول ﴿پ ۲۳ سورۃ الصفات آیت ۴۷﴾ ترجمہ اس میں نشہ نہیں ہے۔ اس مقصود شراب جنت کو شراب دنیا سے فضیلت دینا ہے کہ وہ عقول کو اس طرح تباہ کرتی ہے جیسے شراب دنیا کرتی ہے یعنی قرآن مجید میں کوئی شک نہیں ہے۔ شک ہے تو کفار اور مشرکین لوگوں کو ہے۔ لا ریب فیہ ترجمہ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ کلام اھی ہے۔ لام نفی جنس کا ہے۔ نفی جنس اسے کہتے ہیں جو اصل شے کا انکار کر دے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قرآن مجید میں اصل ہی سے کچھ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ رَیْبٌ رَیْبَةٌ سے ماخوذ ہے۔ ریب کا معنی شک ہے۔ امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ الم اللہ تعالیٰ کے اسم کا حرف ہے الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے لا ریب فیہ کا مطلب ہے اس ﴿قرآن﴾ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ لا ریب مثلیہ کا مطلب ہے لا شک فیہ ترجمہ اس ﴿قرآن﴾ میں کچھ شک نہیں ہے۔ ﴿درمنثور﴾ امام احمد نے الزہری میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداء سے ہے کہ لا ریب کا مطلب الشک الکفر کفر کا شک نقل کیا ہے۔ اسی نے مسائل ابن عباس میں نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے لا ریب فیہ کے متعلق فرمائیے تو انہوں نے فرمایا لا شک فیہ اس میں کوئی شک نہیں۔ ابن نافع نے فرمایا کیا عرب ریب کا یہ مطلب جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں جانتے ہیں کیا تو نے ابن الزہری کا یہ قول نہیں سنا لَیْسَ فِي الْحَقِّ يَا اِمَامَةَ رَيْبٍ اِنَّمَا الرَّيْبُ مَا يَقُولُ الْكَرْبُ ترجمہ اے امام حق میں کوئی شک نہیں ہے ریب وہ ہوتا ہے جو کوئی جھوٹا آدمی بیان کرتا ہے۔ امام ابن جریر نے مجاہد سے اور عبد بن حمید نے قتادہ سے اسکی تفسیر کی ہے ﴿درمنثور﴾ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی عَلَیْكَ يَا لِرَایِبٍ مِنَ الْاُمُورِ ترجمہ جس شے میں کوئی شک نہ ہو اس کو لازم کرلو۔ لفظ ریب لا کا اسم ہے اور فیہ اس کی خبر ہے اور ریب اصل میں ریبی الی سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کہ بولنے والے کو کسی بات میں شک ہو اور نفس کے قلق و اضطراب کو بھی ریب بولتے ہیں اور شک کو ریب اس لئے بولتے ہیں کہ نفس کو اضطراب میں ڈال کر اس سے اطمینان ختم کر دیتا ہے ﴿روح البیان﴾ شک کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم۔ خود کلام مشکوک ہو۔ دوسری قسم۔ کلام لا ریب یعنی اس میں شک نہ ہو سچا ہو مگر لوگ اپنی بے علمی یا ضدی وجہ سے اس کلام میں شک کرتے ہوں۔ دوسرا معنی ریب کا حاجت ہے۔ رسول کریم ﷺ کے نزدیک سے چند یہودی گزرے کچھ یہودیوں نے آپس میں کہا کہ اس سے پوچھو کچھ یہودیوں نے کہا مَا رَاٰبِكُمْ اَلَيْهَ ترجمہ تم کو ان سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے۔

فِیْہِ پَرَوْقُف۔ زختری تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں۔ والوقف علی فیہ ہو المشہور۔ فیہ پَرَوْقُف مشہور ہے۔ وعن نافع و عاصم انہما وقلنا علی ﴿لا ریب﴾ لیکن امام نافع اور عاصم دونوں لا ریب پَرَوْقُف کرتے ہیں۔ ولا بدلوا الوقف من ان ینوی خبراً ونظیرہ لیکن وقف کرنے والوں کے عقل میں خبر کا ہونا لازمی ہے۔ اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ لا خَیْرَ ﴿پ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۵۰﴾ ترجمہ وہ بولے کچھ نقصان نہیں۔ وقول العرب: لا بناس، وہی کثیرۃ فی لسان اهل الحجاز، والتقدير لا ریب فیہ ﴿فیہ ہدی﴾ الہدی مصر علی فعل کالسری والبکی، وهو الدلاۃ الموصلة الی البغیۃ بدیل وقوع الضلالة فی مقابلة۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿اولئک الذین اشتروا الضلالة بالہدی﴾ وقال اللہ تعالیٰ ﴿لعلی ہدی و فی ضلال مبین﴾ اور عربوں کا قول ہے لا باس ترجمہ اس میں کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور یہ اہل جہاز کے نزدیک زیادہ ہے تقدیر یہ عبارت ہوئی لا ریب فیہ، فیہ ہدی۔ واضح رہے کہ اول قراءت فیہ پَرَوْقُف ہے اولی ہے کیونکہ اس قراءت پر خود کتاب سراپا ہدایت ہے جبکہ دوسری میں کتاب سراپا ہدایت نہیں ہے بلکہ اس میں ہدایت ہے پہلی اولی ہے کیونکہ قرآن میں بار بار آیا ہے کہ قرآن سراپا نور و ہدایت ہے۔

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ ترجمہ ہدایت پرہیزگاروں کے لئے۔ ہدایت کی حقیقت۔ ﴿۱﴾ دلالت درہنمائی ہے۔ ﴿۲﴾ الہدی، وہ رہنمائی ہے جو مطلوب تک پہنچادے ﴿۳﴾ ہدایت، رہنمائی اور علم کا نام ہے۔ اول قول۔ رہنمائی کی صحت اور دوسرے اور تیسرے قول کے فساد پر دلیل یہ ہے کہ اگر مطلوب تک پہنچانا، ہدی، میں معتبر ہو تو اگر مطلوب نہ ہو تو پھر ہدایت مشکل ہوگی۔ اس کہ منزل کی طرف رہنمائی، عدم، اعتدال، کی صورت میں مشکل ہو جائے گی۔ مگر یہ ایسا نہیں ہے۔ وَأَمَّا تَشَوُّوْا دُفْهَٰذِیْنََا عُمْ فَاسْتَخْبِیْوْا الْعُمًی عَلَی الْهُدًی۔ ﴿پ ۲۳ سورۃ فصلت آیت ۱۷﴾ ترجمہ اور رہے شہودان کو ہم نے راستہ دکھایا لیکن انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر چاہا۔ یہاں پر ہدایت درہنمائی ثابت ہے۔ لیکن اعتدال، ثابت نہیں ہے۔ ہدیہ فلم یہند ترجمہ میں نے ہدایت درہنمائی کی مگر وہ منزل نہ پاسکا۔ شَہُورُ مَضَانَ الَّذِیْ اَنْزَلَ فِیْہِ الْفُرَّانَ هُذًی لِّلنَّاسِ ترجمہ ماہ رمضان میں قرآن کو اتارا گیا ہے درآں کا لیکہ وہ سب لوگوں کیلئے ہدایت ہے۔ ﴿البقرۃ آیت ۱۸۵﴾

اس آیت میں ہدی کا معنی ہدایت ہے اور ناس کا معنی لوگ ہیں یعنی قرآن تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ یا ہدی مبتداء ہے اور اسکی خبر فیہ تو اس کے مصدری مطلب یہ ہوگا یہ کتاب متقین کو ہدایت دیتی ہے۔ متقین سے مراد راغبین الی التقوی ہیں۔ متقی کو اس کے نیک اعمال کی وجہ سے بہشت میں داخل کیا جائے گا۔ اس لئے اس کو متقی کہتے ہیں۔ الصابرین الی التقوی باہتثال الا وامروا اجتنب النہی لا تتناہم بذلك النار۔ امام وکیع نے اور ابن جریر نے شخصی سے ہدی کا مطلب گمراہی سے ہدایت پائے نقل کیا ہے ﴿درمنثور۔ طبری﴾ ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہدی کا معنی نور نقل کیا ہے اور فرمایا للمتقین سے مراد مومنین ہیں ﴿درمنثور۔ طبری﴾ ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ جن کو ہدایت نصیب ہو چکی ہے۔ وہ اس کو چھوڑنے پر عذاب اھی سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آیا ہے اس کی تصدیق کی وجہ سے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں ﴿درمنثور۔ طبری﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ہدایت ان مومنین کے لئے ہے جو شرک سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کے مطابق عمل کرتے ہیں ﴿درمنثور﴾ طبریؒ عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفسیر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہدایت اور روشن بنایا ہے ان کے لئے جو اس کی تصدیق کرتے ہیں اور قرآن متقین کے لئے نور ہے ﴿درمنثور﴾ امام ابن ابی حاتم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ایک کھلی زمین میں روک لیا جائے گا ایک منادی کہنے والا نداءے گا متقین کہاں ہیں پس وہ رحمن کی رحمت میں کھڑے ہونگے اللہ تعالیٰ ان سے پردہ نہیں کرے گا اور نہ ان سے وہ پوشیدہ ہوگا کہا جائے گا المنفقون کون ہیں؟ ارشاد ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک سے پرہیز کیا تھا اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہے اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے پس وہ بہشت کی طرف چلے جائیں گے ﴿درمنثور﴾ امام احمد، عبد بن حمید، البخاری نے التاریخ میں ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عطیہ السعدی سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ مومن اس وقت تک متقین کی صف میں شامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس چیز کو ترک کر دے جس میں حرج ہے اس وجہ سے کہ کہیں اس نے کہا جب میں کاٹنا دیکھتا تو اس سے ہٹ جاتا تھا یا اس سے بچ کر جاتا تھا اس سے نہیں گزرتا تھا فرمایا یہی تقویٰ ہے ﴿درمنثور﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا کیا آپ کانٹوں والے راستے سے گزر رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں پوچھا اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے پانچے اور پٹھالے اور ان سے بچ چکا ہے گزر گیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہی تقویٰ ہے۔ امام ابن شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم نے حضرت طلح بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا کیا آپ ہمارے لئے تقویٰ کی تحریفات میں ایک جامع اور مختصر کلام میں تعریف فرمادیں۔ انہوں نے فرمایا تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی رحمت الہی کی امید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعمال کرنا اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عزاب کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے نور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اعمال کرنا اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عزاب کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے نور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اعمال کرنا اور اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ مکمل تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے حتیٰ کہ رانگی کے ذرہ برابر خطا سے بھی اس سے خوف کھائے حتیٰ کہ بعض حلال امر کو بھی ترک کر دے اس ڈر سے کہ کہیں حرام نہ ہو، یہ شے اس کے اور حرام کے مابین حجاب بن جائے گی۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت الحسن سے روایت کی ہے کہ تقویٰ ہمیشہ متقین کے ساتھ رہتی ہے کہ انہوں نے زیادہ حلال اشیاء کو حرام کے ڈر سے چھوڑ دی۔ امام ابوالدینا نے سفیان الثوری سے روایت کی ہے کہ متقین کو اس نام سے اس لئے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس پر سے بھی پرہیز کرتے ہیں جس سے پرہیز نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ اگر ایک آدمی سواشیاء سے پرہیز کرے اور ایک شے سے پرہیز نہ کرے تو وہ متقین میں سے نہیں ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ مکمل تقویٰ یہ ہے کہ تو ان اشیاء کا علم حاصل کر جن کا تجھے خبر نہیں حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جائے۔ ابن ابی الدنیا نے رجاء سے روایت کی ہے کہ جس کو اپنا متقی ہونا پسند ہے تو وہ اونٹ کے بچے سے بھی زیادہ فروتر ہو جائے کہ جو بھی اس کے پاس آتا ہے وہ بلبل اٹھتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے مالک بن انس عن وہب بن کیسان کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عبد اللہ بن زبیر کی طرف نصیحت لکھی حمد صلوٰۃ کے بعد بے شک اہل تقویٰ کی کچھ علامات ہیں جن کی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ اپنے نفوس سے تقویٰ کی پہچان کراتے ہیں مثلاً مصیبت پر صبر کرنا قضاۃ الہی پر راضی ہونا نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور قرآن مجید کے حکم کی تابعداری کرنا۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن المبارک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو فرمایا تھا اے بیٹے تین چیزوں کے ذریعے انسان کے تقویٰ کا استدلال کیا جاتا ہے جو مصیبت اس پر اترے اس میں بحسن و خوبی اللہ پر توکل کریں جو اس پر عنایت ہوں ان پر راضی ہوا اور جو وصال فرم جائے اس میں دلچسپی نہ رکھے۔ ابن ابی الدنیا نے سہم بن صباح سے روایت کی ہے کہ تقویٰ کا معدن یہ ہے کہ تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔ احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے سعید بن ابی سعید المقمری سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے اچھا کی تعلیم دینے والے میں اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والا کیسے بن سکتا ہوں جیسا کہ اس سے خوف کھانا چاہیے انہوں نے فرمایا ایک ایک ادنیٰ عمل کے ساتھ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے محبت و مودت کرے دل کی گہرائیوں سے۔ اور جتنی تیری استطاعت ہے اس کو پوری طرح صرف کر کے عمل کر، اپنی جنس کے بیٹوں پر رحم کر جس طرح تو اپنے نفس پر رحم و کرم کرتا ہے، اس نے کہا میری جنس کے بیٹوں سے کیا مراد؟ اے بھلائی کے معلم۔ فرمایا سب اولاد آدم۔ جو تکلیف تو پسند نہیں کرتا کہ تجھے پہنچے تو کسی دوسرے کو وہ دکھ نہ پہنچا۔ اگر تو ان احکام بھلائی کے پر عمل کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ مودت کا معنی ہے دل اور جان سے اصلی محبت و مودت کرنا۔ جان قربان کر دینا۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ایاس بن معاویہ سے روایت کی ہے کہ تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کر پھر تو تقویٰ اور اجتہاد کے ساتھ لوگوں کو نصیحت دے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ تقویٰ کا آغاز حسن نیت سے اور اس کا خاتمہ توفیق الہی سے ہے بندہ ان کے مابین ہے وہ باکات اور شبہات کے درمیان ہے۔ نفس اپنی آسائش پر معاونت کرتا ہے۔ جبکہ دشمن بواکرا، بیدار مغز اور چاک و چوبند ہے۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حمز الطغفاری سے روایت کی ہے کہ وہ تقویٰ کی چابیوں کی کیسے امید رکھتا ہے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کی کہ دن کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا اور ان کے درمیان میں معاملات کو خلط ملط کرنا تقویٰ نہیں ہے

بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حرام کیا ہے اسے چھوڑ دے جو رب العزت نے فرض کیا ہے وہ ادا کرے اور جسے اس کے بعد نیکی کی توفیق دی گئی ہے وہ بھلائی ہی بھلائی ہے۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن یوسف الفریابی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سفیان الثوری کا ہر وقت تذکرہ کرتے ہیں اور جناب تو ساری رات سوئے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے فرمایا خاموش۔ اس شے کا دارود ارتقویٰ پر ہے۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت شعیب بن شبہ سے نقل کیا ہے کہ ایک حکیم عبد الملک بن مروان کے دربار میں متقی کا وصف بیان کر رہا تھا کہ وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر ترجیح دے آخرت کو دنیا پر ترجیح دے، خواہشات نفس اس کو غم میں مبتلا نہ کریں، لالچ اس کے لیے رکاوٹ نہ ہو، اپنے ارادہ کی بلند یوں کو اپنے دل کی نظیر سے دیکھے اور بلند یوں کا مثلاًشی ہو، اس کا زہد پوشیدہ ہو، جب لوگ سو جائیں تو وہ غم کی حالت

میں رات گزارے، دنیا میں مغموم، مجھون زندگی گزارے اس کے ارادے راحت کا تصور ختم ہو جائے لیکن وصال کا خیال دور نہ ہو، اس کی شفاء قرآن ہو اور اس کی دوا حکمت کا کلام اور موعظہ حسنہ ہے، اس وعظ و نصیحت پر غرض طلب نہ کرے، وعظ و نصیحت کے علاوہ اسے کسی چیز میں راحت و لذت نہ ملے۔ عبد الملک نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ہم سے زیادہ پر امید ہے اور اچھی زندگی والا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے اہلیہ میں حضرت میمون بن مہران سے نقل کیا ہے کہا انسان متقین سے نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے شریک کے محاسبہ کی نسبت اپنا محاسبہ زیادہ کرے حتیٰ کہ سمجھ لے کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا ہے، اس کا لباس کہاں سے آیا ہے، اس کا پینا کہاں سے آیا ہے۔ کیا یہ حلال ذرائع سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے آیا ہے۔ ترمذی۔ حلیۃ الاولیاء۔ درمنثور۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے زمام حکومت سنبھالی تو اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر فرمایا میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر شے کا خلف ہے لیکن اللہ کے ڈر کا کوئی خلف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو اسے کہا بات کر اس نے کہا متقین کے لئے مبارک ہے۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن دینار سے نقل کیا

ہے کہ قیامت متقین کی خوشی کا روز ہے۔ ابن ابی الدنیا نے محمد بن یزید الرحی سے روایت کی ہے کہ ابو درداء کو کہا گیا کہ انصار میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں شعر و شاعری نہ ہو لیکن آپ اشعار کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا میں نے اشعار کہے ہیں سنو؟ یُرِيدُ الْمَرْءُ أَنْ يُعْطِيَ مِنْهُ - وَيَأْتِي اللَّهَ إِلَّا مَا أَرَادَا - يَقُولُ الْمَرْءُ فَا بَذْتَنِي وَذُخْرِي - وَتَقْوَى اللَّهِ أَفْضَلُ مَا اسْتَقْتَا ذَا - ترجمہ انسان خواہش کرتا ہے کہ اس کی ہر امید پوری ہو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو پورا فرماتا ہے انسان کہتا ہے میرا فائدہ اور میرا ذخیرہ حالانکہ اس کے فائدہ سے اللہ تعالیٰ کا ڈر و تقویٰ افضل ہے۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العقیف سے روایت کیا ہے کہ یہ معاذ بن جبل کے ساتھیوں میں سے تھے۔ فرمایا اہل جنت چار طبقوں میں جنت میں جائیں گے پہلے متقین پھر شاکرین پھر خائفین پھر اصحاب الیمین۔ درمنثور۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمۃ التقویٰ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا لا اله الا الله۔ ترمذی۔ ابن نصر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ جس آدمی نے ایام تشریق کے وسط میں رسول کریم ﷺ سے خطبہ سنا اس نے یہ حدیث بیان کی، آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اے لوگو سنو تمہارا رب ایک ہے سنو کسی عربی کو نجی پر فضیلت نہیں ہے نہ نجی کو عربی پر فضیلت ہے نہ گورے کو سیاہ پر فضیلت ہے نہ سیاہ کو سفید پر فضیلت ہے مگر فضیلت صرف تقویٰ سے ہے۔ مسند احمد۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تمہارا رب یہ فرماتا ہے کہ میں ہی اس بات کا مستحق ہوں کہ مجھ سے خوف رکھا جائے سو جو آدمی مجھ سے خوف کھائے گا تو میری شان یہ ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں۔ سنن دارمی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میرے پاس ایک ایسی ایت مبارک کا علم ہے کہ اگر لوگ صرف اسی ایت مبارک پر عمل کریں تو ان کے لئے کافی ہوگی، جو آدمی رب سے ڈرتا ہے تو رب اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بتا دیتا ہے۔ سنن

دارمی۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ جانے اس برس کے بعد تم مجھ سے نکل سکو گے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے فراق محبت کے صدمہ میں رونے لگے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے سب سے نزدیک متقی و پرہیزگار ہونگے خواہ کوئی ہوں اور کہیں بھی رہتے ہوں۔ مسند احمد۔ تقویٰ کے معنی۔ تقویٰ کے معنی ہیں ۱۔ ایمان ۲۔ توبہ ۳۔ طاعت ۴۔ ترک معصیت ۵۔ اخلاص۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُم ۝ پ ۲ سورة النساء ایت ۱۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ نُوحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ پ ۱۹ سورة الشعراء ایت ۱۰۶ جب ان کے بھائی نوح نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ الشعراء ایت ۱۲۲ ترجمہ جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ پ ۱۹ سورة الشعراء ایت ۱۲۲ ترجمہ جب ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ لُوطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ الشعراء ایت ۱۶۱ جب ان کے بھائی لوط نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ الشعراء ایت ۷۷ ترجمہ جب شعیب نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ وَاٰتِيْهِمْ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۝ العنكبوت ایت ۱۶ ترجمہ اور جب ابراہیم نے اپنی قوم کو فرمایا: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو۔ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ ۝ آل عمران ایت ۱۰۲ اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ یہاں تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔ وَالَّذِيْ لَهُمْ كَلِمَةُ التَّقْوٰی ۝ النحل ایت ۲۶ ترجمہ اور اللہ نے ان کو کلمہ توحید پر مستحکم کر دیا۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ۝ الاعراف ایت ۹۶ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور توبہ کرتے۔ اَنْ اَنْزِلُوْا اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَتَتَّقُوْنَ ۝ النحل ایت ۲ لوگوں کو ڈراؤ کہ میرے بغیر اور کوئی عبادت کے لائق نہیں سو میری اطاعت کرو۔ یہاں تقویٰ سے مراد اطاعت ہے۔ وَاتَّقُوا النَّبٰیوْتُ مِنْ اٰبٰیہَا صَوَاتِنُ اللّٰهِ ۝ البقرة ایت ۱۸۹ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے اندر آؤ اور اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ یہاں تقویٰ سے مراد ترک معصیت ہے وَمَنْ يُّعْظَمْ شَعَابِرُ اللّٰهِ فَاَنْهٰ مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ ۝ الحج ایت ۳۲ ترجمہ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۝ النحل ایت ۱۲۸ ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۝ الحجرات ایت ۱۳ ترجمہ بیشک اللہ کے قریب تم میں سے کرم و معظم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔ وَاتَّقُوا يَوْهٰ مَا لَا تَجْزٰی نَفْسٌ شٰیْئًا ۝ پ ۳ البقرة ایت ۲۸ ترجمہ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان

دوسرے کا بدلہ نہ دے سکے گی۔ وَتَزُوْا فَاَنْ خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی ۝ پ ۳ سورة البقرة ایت ۱۹۷ توشہ ساتھ لو کہ سب سے اچھا توشہ پرہیزگاری ہے۔ اَوْ لِيْذِكِ الَّذِيْنَ اَمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ۝ پ ۲۶ سورة الحجرات ۳ ترجمہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے متقین کے لئے پرکھ رکھا ہے قَوْمٌ فَرَّغُوْنَ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ پ ۱۹ سورة الشعراء ایت ۱۱ ترجمہ جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہ خوف کھائیں گے۔ اَفَغٰیْبِرُ اللّٰهُ لِمَنْ يَّتَّقُوْنَ ۝ پ ۲ سورة النحل ایت ۵۲ ترجمہ تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کی طاعت کرتے ہو۔ وَاٰیٰی فَاَتَتَّقُوْنَ ۝ پ ۱ سورة البقرة ایت ۴۱ ترجمہ اور تمہیں سے ڈرو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ پ ۱۳ سورة النحل ایت ۲۸ ترجمہ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔

تقویٰ۔ تقویٰ اصل میں وقوی تھا اس کا وزن فعلی ہے اور اسم حاصل مصدر ہے اور وقیت سے بنا ہے واؤ کوتاہ سے بدل دیا گیا ہے اور یہ تقویٰ بن گیا ہے۔ جیسے نقاة اصل میں نقاة ہے۔ المقتی، اسم فاعل ہے، وقاہ فالتی سے ہے وقایہ ترجمہ زیادہ بچنا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہوں سے بچنا تقویٰ میں شامل ہے نہ کہا کہ شامل نہیں ہے۔ بندہ درجہ متقین تک نہیں پہنچتا جب تک وہ کام نہ چھوڑے۔ جن میں کوئی حرج نہیں اس سے ڈرتے کہیں یہ حرج والے کاموں سے ہو۔ ﴿ترجمہ﴾ المقتی، افتعال کے باب کا اسم فاعل وقایہ سے مشتق ہے بغوی فرماتے ہیں کہ انقاء سے ماخر ہے اور انقاء دراصل حاجز بین الشہیین کا نام ہے ﴿روح البیان﴾ یہ لفظ انقاء سے لیا گیا ہے جس کا اصل معنی ہے دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ۔ جیسے انتقی بئر سبۃ وہ ڈھال کور کاوٹ بنایا اور بچاؤ کیا اپنی ذات اور دشمن کے مقصود کے درمیان جو اس کو قتل کرنا تھا ﴿بغوی﴾ متقین کی تین صفات ہیں ﴿۱﴾ ایمان بالغیب ﴿۲﴾ نماز کا قائم کرنا ﴿۳﴾ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔ ﴿الَّذِينَ يُؤْءِ مِنْونَ بِالْغَيْبِ﴾ ترجمہ وہ جو ایمان لاتے ہیں بے دیکھے۔ ینو منون ایمان سے مشتق ہے۔

ایمان کے لغوی معنی۔ ایمان امن سے ماخر ہے۔ امن کا مطلب ہے امن دینا، نفس کا مطمئن ہو جانا، ڈر کا دور ہو جانا، امن، امان، امانت یہ اصل میں مصادر ہیں۔ انسان کی امن کی حالت کو امن کہتے ہیں۔ کسی کے پاس کوئی شے حفاظت کے طور پر رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخَوْا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخَوْا نُوا أَمْنَكُمْ﴾ ﴿سورة الانفال ایت ۲۷﴾ ترجمہ اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت مت کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ اس ایت میں امانت کا ذکر ہے۔ ﴿إِنَّا عَرَضْنَا لَآ مَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ ﴿سورة الاحزاب ایت ۷۲﴾ ترجمہ بے شک ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اپنی امانت پیش کی۔ یہاں پر بھی امانت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ ﴿ال عمران ایت ۹۷﴾ ترجمہ جو حرم میں آئے اس کو امان ہے۔ اس ایت میں امان کا لفظ آیا ہے۔ ﴿يُنْونَ مِنْونَ﴾، يُصَدِّقُونَ ترجمہ وہ تصدیق کرتے ہیں۔

ایمان کے معنی۔ ایمان امن سے ماخر ہے۔ امن کا مطلب ہے امن دینا، مومن نیک عقیدے کی وجہ سے اپنے آپ کو ہمیشہ جھنم کی آگ سے بچا لیتا ہے۔

نیک عقیدوں پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے نفس کا مطمئن ہو جانا، ڈر کا دور ہو جانا، امن، امان، امانت یہ اصل میں مصادر ہیں۔ انسان کی امن کی حالت کو امن کہتے ہیں۔ کسی کے پاس کوئی شے حفاظت کے طور پر رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخَوْا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخَوْا نُوا أَمْنَكُمْ﴾ ﴿سورة الانفال ایت ۲۷﴾ ترجمہ اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت مت کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ اس ایت میں امانت کا ذکر ہے۔ ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ ﴿ال عمران ایت ۹۷﴾ ترجمہ جو حرم میں آئے اس کو امان ہے۔ اس ایت میں امان کا لفظ آیا ہے۔ ﴿يُنْونَ مِنْونَ﴾، يُصَدِّقُونَ ترجمہ وہ تصدیق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام مومن ہے۔ اس لیے وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے ایمان والوں کو جھنم کی آگ سے امن دیتا ہے۔ مسلمان کو بھی مومن کہتے ہیں اس لیے کہ وہ نیک عقائد کی وجہ سے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے امن دیتا ہے یعنی بچا لیتا ہے۔ شریعت میں ایمان کا مطلب ہے جن کے متعلق یقین سے معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے دین سے ہیں ان تمام۔

بدکار مومن ہوتا ہے۔ ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿النور ایت ۳۱﴾ ترجمہ اے ایمان والو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔ جب مومن گناہ کرتا ہے تو اس پر توبہ واجب ہو جاتی ہے دل و قلب سے یقیناً ماننا اور اقرار لسانی کا نام ایمان ہے اگر کسی کا عقیدہ تو صحیح ہو مگر اعمال صحیح نہ ہوں وہ مومن ہے۔ کیونکہ ایمان کے بعد نماز کا بیان ہے۔

اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں۔ بنیادی طور پر اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدنی اور دوسری مالی۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ ﴿الکہف ایت ۱۰۷﴾ ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے جنت الفردوس کی مہمانی ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِمَّنْ ذَكَرُوا أَنْتَنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴿نحل ایت ۹۷﴾ ترجمہ جس نے نیک عمل کیے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ رکھیں گے وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِمَّنْ ذَكَرُوا أَنْتَنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ ﴿النساء ایت ۱۲۴﴾ اور جس نے نیک عمل کئے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو وہ لوگ بہشت میں جائیں گے۔ وَمَنْ جَاءَكَ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَحِبُّ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿طہ ایت ۱۱۲﴾ ترجمہ جس نے نیک عمل کئے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اس کو نہ ظلم کا ڈر ہوگا اور نہ کسی نقصان کا۔ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿الانفال ایت ۱﴾ اور اپنے باہمی معاملات صحیح رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو بشرطیکہ تم مومن ہو۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایمان میں اعمال داخل نہیں ہیں۔ اگر گنہگار کے عقیدے صحیح ہوں تو وہ مومن ہے۔ اگر پرہیزگار کے عقیدے درست نہ ہوں تو وہ کافر ہے۔ وَأَنْطَلَقْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْتَتَ لَوْ أَفْأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ﴿الحجرات ایت ۹﴾ ترجمہ اور اگر مومنین کی دو جماعتیں آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو۔ جب مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں جنگ کریں گی تو ایک حق پر ہوگی اور دوسری باطل پر ہوگی پھر مسلمانوں کا آپس میں لڑنا بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو مومنین فرمایا ہے۔ اگر کوئی تمام عمر نیکیاں کرتا رہے اور مرتے وقت اس کے عقیدے خراب ہو جائیں تو وہ بے ایمان ہے۔

﴿۱﴾ تصدیق قلب ﴿۲﴾ اقرار لسانی۔ تصدیق قلب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ﴿المجادلہ ایت ۲۲﴾ ترجمہ وہ لوگ جن کے قلوب میں اللہ نے ایمان ثبت فرمادیا۔ ایمان کا حقیقی مطلب تصدیق ہے۔ اس صورت میں یہ نفسہ متعدی ہوتا ہے اور جب اس کا مطلب اذعان اس کا معنی ہے ماننا ہو تو لام کے مع متعدی ہوتا ہے اور جب اس کا مطلب اعتراف ہو تو اس وقت بھی یہ لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے۔ جو بندہ سچے دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے وہ مومن ہے۔ جو بندہ ایمان کو دل سے تصدیق کرے اور لسان سے اقرار کرے اور نیک عمل کرے وہ متقی ہے۔ جو دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے وہ منافق ہے ﴿قَالُوا آمَنَّا﴾

بَا فَوَاهِهِمْ وَلَمْ تُنْمُو مِنْ قُلُوبِهِمْ ﴿۱۸﴾ المائدہ ایت ۲۱ ترجمہ انہوں اپنے منہ سے کہا ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ ان کے قلوب مومن نہیں ہیں۔ قَالَتِ الْغُرَابُ
 آمَنَّا طَقْلٌ لَّمْ تُنْمُو مِنْؤَا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ﴿۱۹﴾ الحجرات ایت ۱۳ ترجمہ دیہات کے لوگوں نے عرض کی ہم ایمان لائے
 آپ فرمائیں تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو ہم اطاعت کی ہے اور ابھی تک ایمان تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا۔ ایمان میں تصدیق قلبی ضروری ہے۔ ایمان میں صرف زبان کا
 اقرار کرنا صحیح نہیں ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ سَمٌ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾ البقرة ایت ۸ ترجمہ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ
 پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اِذْ جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ط
 وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۱﴾ المنافقون ایت ۱۔ منافقین کی سزا یہ ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ منافقین تفسیر
 دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں رہیں گے جو کوئی نہ دل سے تصدیق کرے اور نہ زبان سے اقرار کرے وہ کافر ہے۔ جو کوئی دل سے مانے اور زبان سے جان بوجھ کر انکار
 کرے وہ کافر ہے۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَ غُلُوبًا ترجمہ یہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے قلوب میں ان کا یقین کامل
 ہے۔ جو نیک عمل نہ کرے وہ فاسق ہے یہ عزاب کے بعد بہشت میں داخل ہوگا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ قِ صِلِ وَالشَّهَدَاءُ
 عِنْدَ رَبِّهِمْ طَلَّهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ﴿۲۲﴾ المائدہ ایت ۱۹ ترجمہ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی اپنے رب کی بارگاہ میں صدیق اور شہید ہیں ان کے
 لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اس کے ملائکہ پر اس سے ملنے پر، اس کے رسولوں پر اور موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لاؤ ﴿۲۳﴾ مسلم ﴿۲۴﴾ حضرت امام
 ابوحنیفہ رحمۃ علیہ اور تمام فقہاء فرماتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی یعنی معرفت قلبی اور اقرار باللسان کا نام ہے۔ لیکن اگر کہے کہ وقت زبان سے ایمان کا اقرار کرنا ساقط ہو جاتا ہے
 اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ماننے کے متعلق قرآن میں ہے۔ يَغْرِفُونَهُ كَمَا يَغْرِفُونَ آبْنًا نَّهُمْ ﴿۲۵﴾ سورة البقرة ایت ۱۴۶ ترجمہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب
 قرآن دی ہے وہ اس نبی کو ایسے پچھانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پچھانتے ہیں۔ کفار بھی رسول اللہ کو جانتے تھے لیکن ماننے نہیں تھے اس لیے وہ کافر رہے۔ ماننا ضروری ہے۔
 ماننے کی تین اقسام ہیں۔ محض خوف سے مان جانا یعنی کوئی کسی کو کہے کہ یہ مان جاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا وہ مان جاتا ہے یہ ایمان والا نہیں ہے ﴿۲۶﴾ محض لالچ سے
 مان جانا یعنی کسی کو کوئی چیز کا لالچ دے کر کہنا کہ یہ لے لو اور مان جاؤ وہ مان جاتا ہے یہ بھی ایمان والا نہیں ہے ﴿۲۷﴾ اس جگہ دل کی محبت سے ماننا اور محبت سے زبان سے اقرار کرنا
 ایمان ہے۔ بدکار، چور، شرابی، زانی، وغیرہ اگر ان کے عقیدے صحیح ہوں تو یہ مومن ہیں۔ ﴿۲۸﴾ ان کو گناہ کی سزا ہے ﴿۲۹﴾ جس وقت زانی زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا
 ﴿۳۰﴾ مسلم ﴿۳۱﴾ اس میں کامل ایمان کی نفی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد مبارک فرمایا جس آدمی نے لا الہ الا اللہ پڑھا پھر فوت ہو گیا وہ
 بہشت میں جائے گا، میں نے عرض کی خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو آپ ﷺ نے فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو ﴿۳۲﴾ مسلم ﴿۳۳﴾

قاتل مومن ہوتا ہے آيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ﴿۳۴﴾ البقرة ایت ۱۷ ترجمہ ایمانوں والوں تم پر ان کا قصاص
 بدلہ ﴿۳۵﴾ فرض کیا گیا ہے جس کو ناحق قتل کر دیا گیا ہو۔ کسی کو ناحق قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے اس کی سزا قصاص ہے۔ پھر بھی قاتل مومن ہوتا ہے۔ امنوا سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان
 والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مومن گناہ کے بعد بھی مومن رہتا ہے۔ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَوْتُوا
 نَصُوحًا ﴿۳۶﴾ التحريم ایت ۸ اے مومنو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو۔ حضرت جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
 مبارک فرمایا ﴿۳۷﴾ اللہ تعالیٰ پر ﴿۳۸﴾ ملائکہ پر ﴿۳۹﴾ اس کے صحیفوں پر ﴿۴۰﴾ اس کے رسولوں پر ﴿۴۱﴾ قیامت پر ﴿۴۲﴾ اچھی اور بری تقدیر کو ماننا ایمان ہے۔

اسلام اور ایمان میں فرق اسلام کا مطلب ہے اطاعت کرنا دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا۔ اسلام کی جگہ دل ہے اور ایمان کی جگہ بھی
 دل ہے۔ لغت میں ایمان کسی شے کی تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اسلام ایمان کے بغیر صحیح نہیں ہے اور ایمان بغیر اسلام کے صحیح نہیں ہے۔ ایمان قلب میں پوشیدہ ہوتا ہے اور اسلام
 زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔ لغت میں اسلام اور ایمان علیحدہ علیحدہ مفہوم رکھتے ہیں۔ کوئی ایمان لے آیا مگر اس کو اپنا ایمان ظاہر کرنے کا موقع نہ مل سکا وہ مومن ہے۔ اِنَّ الَّذِينَ
 عِنْدَ اللَّهِ لَا يَسْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ آل عمران ایت ۱۹ ترجمہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذِ اق طعم الاسلام من رضى بالله ربا و ربا
 لا سلام ديننا ترجمہ جس نے اللہ کو رب مانا اور اسلام کو دین مانا اس نے اسلام کا ذائقہ چکھ لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال
 کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو، ﴿۴۴﴾ بخاری۔ مسلم ﴿۴۵﴾ امام
 ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے کہ الَّذِينَ يَبْنُو مَنُونَ اِلٰحَ يَتَّقِينَ کی صفت ہے ﴿طبری﴾ ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مذکورہ آیت کا یہ طلب نقل کیا ہے کہ وہ اسکی تصدیق کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿۴۶﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کی ہے کہ اس آیت سے مراد عرب کے مومنین ہیں اور فرمایا ایمان کا مطلب تصدیق ہے۔ البزازی، ابو یعلیٰ، المرزبی نے فضل العلم میں، حاکم نے انہوں نے اسے درست کہا ہے
 ﴿۴۷﴾ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا مجھے بتاؤ کہ ایمان والوں میں
 سے از روئے ایمان افضل کون ہیں؟ اس کا جواب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ملائکہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسی طرح ہیں ان کے لئے ایمان قبول کرنا تھا اور ان کو ایمان لانے
 سے کوئی چیز مانع نہ تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مقام دیا جو اللہ نے انہیں عطا فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر انبیاء کا ایمان افضل ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات
 اور نبوت سے نوازا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسی طرح ہیں ان کے لئے ایمان قبول کرنا تھا اور انہیں کوئی چیز ایمان قبول کرنے سے مانع نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام دیا تھا
 جو انہیں فرمایا تھا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر شہداء کا ایمان افضل ہوگا جو انبیاء کے ساتھ شہید ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسی طرح تھے ان کے لئے ایمان قبول کرنا
 حق تھا اور کوئی چیز انہیں مانع نہ تھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کی شرف سے نوازا تھا بلکہ ان کے علاوہ اور لوگ ہیں جو از روئے ایمان کے افضل ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو انہی مردوں کی صلبوں میں ہیں، میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے جبکہ انہوں نے تجھے دیکھا نہیں، وہ میری تصدیق کریں گے حالانکہ انہوں نے تجھے دیکھا نہیں، وہ معلق کا غریباں گے اس میں جو ہوگا اس پر عمل پیرا ہوں گے یہ لوگ از روئے ایمان افضل ﴿متدرک﴾۔

حاکم۔ درمنثور ﴿حضرت حسن بن عروہ نے اپنے مشہور حزب میں بہیقی نے دلائل میں، اصحابی نے الترغیب میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تمہیں از روئے ایمان کون لوگ زیادہ عجیب لگتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کی ملائکہ۔ فرمایا ان کو کیا تھا کہ وہ ایمان نہ لاتے جبکہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں رہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر انبیاء فرمایا ان کو کیا تھا کہ وہ ایمان نہ لاتے ان پر وحی اترتی ہے۔ صحابہ نے عرض کی پھر ہمیں فرمایا تمہیں کیا تھا کہ تم ایمان نہ لاتے

میں تمہارے درمیان موجود ہوں خبردار تمام مخلوق سیاروئے ایمان عجیب وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ کتاب یعنی قرآن کو پائیں گے جو کچھ اس میں ہوگا اس پر ایمان لائیں گے ﴿درمنثور﴾ امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا کچھ پانی ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پانی نہیں ہے۔ پھر فرمایا کیا مشکیزہ ہے؟ صحابہ مشکیزہ لے آئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا گیا، آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر اپنی انگلیاں علیحدہ علیحدہ کر دیں۔

نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی اس طرح پھوٹنے لگا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے سے پھوٹا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو وضو کر لیں، لوگ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان وضو کرنے لگے حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ پانی پینے کا تھا۔ جب سب لوگوں نے وضو کر لیا تو آپ ﷺ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ لوگوں سے باتیں کرنے کے لیے بیٹھ گئے، فرمایا اے لوگو مخلوق میں تعجب انگیز ایمان کن لوگوں کا ہے؟ لوگوں نے کہا ملائکہ کا۔ فرمایا

ملائکہ کیسے ایمان نہ لاتے وہ تو ہر معاملہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! نبیوں کا! فرمایا انبیاء کیوں ایمان نہ لاتے ان پر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ کے اصحاب کا۔ فرمایا میرے صحابہ ایمان کیوں نہ لاتے وہ بھی ﴿معجزات﴾ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں لیکن سب سے زیادہ تعجب انگیز ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا وہ میری تصدیق کریں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں

ہوگا یہ میرے بھائی ہیں۔ ﴿درمنثور﴾ امام اسماعیل نے اپنی معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون لوگ از روئے ایمان تعجب خیز ہیں، عرض کی گئی کہ فرشتے فرمایا وہ کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ آسمان میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کا مشاہدہ کرتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ عرض کی گئی پھر انبیاء۔

فرمایا وہ کیسے ان کے پاس تو وحی آتی ہے صحابہ نے کہا ہم آپ ﷺ نے فرمایا تم کیسے تم پر اللہ کی آیات تلامذت کی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے لیکن ان لوگوں کا ایمان تعجب خیز ہے میرے بھائی ہیں اور تم میرے اصحاب ہو۔ البزاز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کون سی مخلوق از روئے ایمان تعجب خیز ہے، صحابہ نے عرض کیا انبیاء آپ نے فرمایا انبیاء کی طرف تو وحی آتی ہے وہ کیسے ایمان نہ لاتے تعجب خیز ایمان تو ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد

آئیں گے وحی پر مشتمل کتاب پائیں گے اور اس کی پیروی کریں گے یہ لوگ تمام لوگوں سے از روئے ایمان متعجب ہیں، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی اور اصحاب نہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے مجھ پر ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو اور تمہاری تصدیق کی طرح میری تصدیق کریں گے وہ تمہاری نصرت کی طرح

میری نصرت کریں گے کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ امام ابن عساکر نے الاربعین السبعیہ میں ابو ہدبہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور ابو ہدبہ کذاب شخص تھا۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ ایک صحابی نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ

تلاوت فرمائی الذین ینحون بالغیب انما ام احمد، دارمی، البادردی، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں بخاری نے تاریخ میں حاکم نے حضرت ابو جعفر الانصاری سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی قوم از روئے اجر ہم سے عظیم ہے؟ ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی اتباع کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں ان چیزوں سے کون سی چیز مانع تھی جبکہ اللہ کا رسول تمہارے درمیان تھا، تم پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ بلکہ وہ قوم زیادہ اجر کی مستحق ہے جو میرے بعد آئیں گے دوختیوں کے درمیان کتاب ان

کے پاس آئے وہ اس پر ایمان لائیں گے اور جو کچھ اس میں احکام ہوں گے اس پر عمل کریں گے یہ تم سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں ﴿مجمع الزوائد﴾ امام ابن شیبہ، ابن ابی عمر، احمد اور حاکم نے حضرت ابو عبد الرحمن الجبلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دوسرا ظاہر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کندیان اوندختیان، حتیٰ کہ وہ قریب آگئے تو وہ مزج قبیلہ کے دونوں شخص تھے۔ ایک ان میں سے قریب آیا تاکہ آپ ﷺ کی بیعت کرے جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو

اس نے عرض کی یا رسول اللہ جو آپ پر ایمان لایا، آپ کی اتباع کی اور آپ کی تصدیق کی اسے کیا ملے گا؟ فرمایا اس کے لیے سعادت ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے ہاتھوں کو مس کیا اور واپس چلا گیا۔ پھر دوسرا آیا حتیٰ کہ اس نے آپ کے ہاتھوں کو پکڑا تاکہ بیعت کرے تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ جو آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی

اتباع کرے حالانکہ اس نے آپ کو دیکھا نہ ہو اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اس کے لیے سعادت ہے، پھر اس کے لیے سعادت ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو مس کیا اور واپس چلا گیا ﴿مجمع الزوائد﴾ امام الطحاوی، احمد اور بخاری نے تاریخ میں الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کے لیے سعادت ہے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ سعادت ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ اس نے مجھے نہیں دیکھا ﴿مسند امام احمد﴾ امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ سعادت ہے اس شخص کے لیے جس نے آپ کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سعادت ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سعادت پھر سعادت پھر سعادت

ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری زیارت نہیں کی ﴿مسند امام احمد﴾ امام طحاوی اور عبد بن حمید نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عمر کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبد الرحمن! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا ہاں۔ فرمایا تمہارے لیے سعادت ہے۔ حضرت ابن عمر

نے فرمایا کیا میں تجھے خبر نہ دوں ایک ایسی بات کی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اس شخص نے کہا ضرور بتائیے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعادت ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور تین مرتبہ سعادت ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا نہیں۔ امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے حضرت انس سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعادت ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ سعادت ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا نہیں۔ مسند ابویعلیٰ ۱۰ امام حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ میری امت کے لوگ میرے بعد آئیں گے ان میں کوئی پسند کرے گا کاش اپنے اہل اور مال کے بدلے میری زیارت کو خرید لے۔ متدرک۔ حاکم۔ مسلم۔

ایمان مفصل۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرَ خَيْرِهٖ وَشَرِهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالنَّبْعَ بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور وحش پر اور اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔ ایمان تحمل۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَاۤئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَآءُ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيقٌ مَّبَا لِقَلْبِ ترجمہ میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے اسماء اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے سارے حکموں کو قبول کیا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے۔

بِالْغَيْبِ۔ غائب اس کو کہتے ہیں جو آپ سے پوشیدہ ہو۔ یہ لفظ اجوف یا ئی ہے۔ جیسے۔ غابت الشمس تغيب۔ الغيبة معروف ہے اَعَا بَتِ الْمَرْنَةُ یعنی وہ عورت جس کا خاوند غائب ہوتا ہے۔ و وقعن فی غيبة وغیابة یعنی ہم زمین کی گہرائی میں واقع ہوئے۔ الغیابة کا معنی ہے: الاجمۃ، یعنی گئے درخت جن میں چھپا جاتا ہے، ہموار زمین کو بھی الغیب کہتے ہیں کیونکہ وہ آنکھ سے غائب ہوتی ہے۔ وَمَا كُنَّا عَا نِبْنِیْنِ ﴿سورة اعراف﴾ اور ہم نہیں تھے ان سے غائب۔ اور فرمایا: الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ ﴿سورة انبیاء۔ ایت ۴۹﴾ ترجمہ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ رب العزت کی ذات ہماری چشموں سے غائب ہے۔ اس جہان میں دیکھی نہیں جاسکتی لیکن نظر واستدلال سے غائب نہیں ہے۔ ﴿قرطبی﴾ امام رازی فرماتے ہیں۔ قیل ﴿الغیب﴾ مصدر اقیم مقام اسم الفاعل، کا لصوم بمعنی الصائم، والزور بمعنی الزائر، الغیب یہ مصدر اور قائم مقام اسم فعل ہے جیسے صوم بمعنی صائم اور زور بمعنی زائر یؤمنون بالغیب کے متعلق دو اقوال ہیں ﴿ابن کثیر﴾ ابو مسلم اصفہانی کا یہ مختار قول ہے، بالغیب مؤمنین کی صفت ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پر غیب کی حالت میں بھی ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ وہ سامنے ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ منافقین کی طرح نہیں ہوتے۔ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں یعنی اپنے دوستوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں۔ ﴿پ سورة البقرة ایت ۱۴﴾ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اُخْنَهُ بِالْغَيْبِ۔ ترجمہ یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے خیانت نہیں کی ﴿پ سورة یوسف ایت ۵۲﴾ دوسرا قول۔ غیب اس کو کہتے ہیں جو جو اس سے غیب ہو۔ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ جس کے جاننے پر دلیل ہو۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ جس کے جاننے پر دلیل نہ ہو۔ جس کے جاننے پر دلیل نہیں ایسے غیب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کے سوا کسی کوئی نہیں جانتا اور جس کے جاننے پر دلیل ہے اس کے متعلق یہ کہنے کی کوئی ممانت نہیں نعلمن الغیب مالنا علیہ دلیل ترجمہ ہم وہ غیب جانتے ہیں جس پر ہمارے پاس دلیل ہے۔ ﴿کبیر﴾ ایک علم غیب سن کر جاننا دوسرا دیکھ کر جاننا۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ غیب مصدر ہے جسے اسم کی جگہ پر رکھا گیا ہے پس غیب کو غیب اس لیے کہتے ہیں کہ جیسے عادل کو عدل کہا گیا ہے۔ عادل عدل کرنے والا۔ اور زائر کو زور زیارت کرنے والا۔ غیب وہ ہوتا ہے جو آنکھوں سے غائب ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر غیب سے مراد ہر وہ شے ہے جس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تیری نظر سے غائب ہے خواہ وہ فرشتے ہوں۔ فوت ہونے کے بعد زندہ ہونا ہو۔ بہشت ہو دوزخ ہو، آتش ہو یعنی جہنم کی آگ۔ بل صراط ہو، میزان یعنی ترازو ہو، یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ غائب سے مراد اس جگہ اللہ تعالیٰ کی ذات الہی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد قرآن مجید ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ غیب سے مراد اس جگہ آخرت ہے۔ حضرت زبیر بن جیش اور ابن جریج فرماتے ہیں کہ وحی مراد ہے اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول مراد ہے۔ عنده علم الغیب، کیا اس کے پاس علم غیب ہے اور اس سے مراد وحی ہے۔ اور ابن کثیر نے فرمایا ہے غیب سے مراد تقدیر ہے عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انہوں نے اصحاب محمد ﷺ کا ذکر کیا اور ان فضائل کا تذکرہ فرمایا جن فضائل میں اصحاب رسول اللہ ﷺ نے سبقت کی۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ ہر دیکھنے والے کے لیے بالکل واضح تھا مجھے قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی آدمی بھی اس شخص سے افضل ایمان نہیں لایا جو کہ غائبانہ ایمان لایا۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ نے الم ذالک الکتاب سے لے کر ہم المفلحون تک پڑھا۔ یعنی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منشا یہ ہے کہ کئی طور پر ایمان بالغیب اس شخص کا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہیں کی اور محض غائبانہ ایمان لایا۔ ﴿بغوی﴾ امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی اپنی تفسیر در المنثور میں فرماتے ہیں کہ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ، رسل، یوم آخرت، جنت، دوزخ، آگ، اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور مرنے کے بعد حیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے، حساب، جنت، دوزخ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو وعدہ فرمایا اس کی تصدیق کی ﴿۳﴾ امام الطوسی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نافع بن الارزق نے ان سے پوچھا کہ ینو محنون بالغیب کے متعلق مجھے بتائیے انہوں نے فرمایا جو لوگوں کے حواس سے غائب ہے مثلاً جنت، دوزخ، نافع نے کہا کیا عرب اس مفہوم کو جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے ابوسفیان بن حارث کا یہ شعر نہیں سنا وہ بالغیب آمنٌ وَقَدْ كَانَ قَوْمًا یَصْلُوْنَ لِّلَّهِ لَآئِلًا وَثَانِ قَبْلُ مُحْضٍ ہم غیب پر ایمان لائے جبکہ ہماری قوم محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بتوں کی پوجا کرتی تھی۔

غائب کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ

مِنْ وَرَقَةٍ أَلَّا يَعْلَمَهَا وَلَا حَبَّةَ فِي ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ترجمہ اور اسی کے پاس ہیں کتبیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا کرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانشمندی زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تراور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ ﴿پ ۷۹ سورة الانعام بیت ۵۹﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ اے میرے محبوب فرما دو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا۔ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نَوْحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ترجمہ ہم تیری طرف یہ غیب کی خبریں وحی کرتے ہیں انھیں اس سے پہلے نہ تو جانتا تھا اور نہ تیری قوم ﴿جانتی تھی﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَأَى حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوقُوهُ حَيْثُ يَادُّنُهُمَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيُّ حَكِيمٌ ﴿پ ۲۵ سورة الشوری آیت ۵۱﴾ ترجمہ اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے ذریعے یا حجاب کے پیچھے ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

اطلاع علی الغیب۔ وَعَلَّمَ الْأَدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ ﴿پ ۳۱ سورة البقرة آیت ۳۱﴾ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر تمام اشیاء فرشتوں پر پیش کیں۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَّمَهُ اسْمَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الْقُصْعَةِ وَالْمَغْرَفَةِ ترجمہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ان کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھادیے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی ﴿مدارک﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے اسماء اور تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات اور تمام مخلوق کے اسماء بتادیے۔ عقلی وہمی، اشیاء کے اسماء بھی سکھادیے۔ ان اسماء کی قوم ان کے خاصے ان کی پہچان، علم تو اعدو انین الصنعات ہنروں کے قوانین ان کے اوزاروں کی تفصیل اور ان استعمال کے طریقے کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو الہام کے ذریعے فرمایا۔ دینی و دنیاوی جو نفع میں ہیں وہ بتادیے۔ حیوانات اور جمادات، شہروں اور گاؤں، پردوں، درختوں کے نام جو قیامت تک پیدا فرمائے گا۔ کھانے پینے کے اسماء بہشت کی تمام نعمتوں نام بتادیے۔ حدیث شریف میں ہے۔ عَلَّمَهُ سَبْعَ مِائَةِ أَلْفٍ لُغَاتِ حَضْرَتِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَسَاتِ لَا كَهَزَبَانِ سَكَّاهُ كُنَّ۔ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا۔ ان کو سب زبانیں بتادیں۔ ﴿خازن۔ کبیر۔ ان کو گزشتہ اور مستقبل کی چیزوں کے اسماء بتادیے﴾ ابوالسعود ﴿عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَخْذَالًا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾ پ ۲۵ سورة الجن آیت ۲۶، ۲۷ ﴿ترجمہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ وَعَلَّمَهُ مِنْ لَدُنَّا عَلَّمَا﴾ پ ۱۵ سورة الکہف آیت ۶۵ ﴿ترجمہ اور اس کو اپنا علم لدنی عطا کیا۔ وَقِيلَ لِلَّذِينَ مَا حَصَلَ لِلْعَبْدِ بِطَرِيقًا لَهَا۔﴾ کہا گیا ہے علم لدنی وہ ہو تا ہے جو بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو۔ ﴿مدارک﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿پ ۳۰ سورة التکویر آیت ۲۳﴾ ترجمہ اور یہ نبی ﴿محمّد ﷺ﴾ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس غیب کا علم آتا ہے۔ وہ تم کو سکھاتے ہیں اور بخل نہیں کرتے۔ ﴿معالم التنزیل﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنِ الْأَشْيَاءِ إِن تَبْذُلْكُمْ تَسْأَلُكُمْ تَرْجَمُ اے ایمان والو ایسے سوال میرے محبوب سے نہ کیا کرو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناپسند ہوں۔

علم غیب کے متعلق احادیث شریف۔ حضرت عبدالرحمن بن عائش روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے نے اپنا ہاتھ قدرت میرے سینہ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں پس سب آسمان اور زمین کی اشیاء کو میں نے سمجھ لیا۔ ﴿مشکوٰۃ باب المساجد﴾ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے تمام دنیا کو پیش کر دیا پس میں نے اس جہان اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس طرح دیکھ کر رہا ہوں جس طرح میں اپنے اس ہاتھ کو دیکھتا ہوں۔ ﴿شرح مواہب لدنیہ للزرقانی﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم میں ایک مقام پر پڑھے پس ہم کو ابتداء پیداؤں کی خبر سنادی۔ حتیٰ کہ بہشتی لوگ اپنے ٹھکانوں پہنچ گئے اور دوزخی اپنے ٹھکانوں میں پہنچ گئے۔ جس نے اس بات کو یاد رکھا تو اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ ﴿بخاری کتاب بدء الخلق۔ مشکوٰۃ بدء الخلق﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیت دی میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ ﴿مسلم۔ مشکوٰۃ باب سید المرسلین﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی فتنہ چلانے والے کو نہیں چھوڑا دنیا کے اختتام ہونے تک جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی مگر ہم کو اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلے کا نام بتادیا۔ ﴿بخاری۔ مشکوٰۃ باب ذکر الانیاء﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے کہ ان قبر والوں کو عزاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ان دونوں آدمیوں کو عزاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو کسی بڑی بات پر عزاب نہیں دیا جا رہا۔ تو ان میں سے ایک کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کے ٹانگوں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے تھے۔ جس طرح اونٹ پیشاب کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اونٹ بھی چراتا تھا۔ ﴿تو یہ پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ تو پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے پھر ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ نے کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جب تک یہ دونوں شاخص خشک نہ ہوگی تو ان دونوں آدمیوں سے عزاب کی کمی کی جائے گی۔ ﴿بخاری باب الجرید علی القبر۔ ابن ماجہ باب التثیید فی البول﴾ قَوْضَعُ الزُّرُودِ وَالرَّيَا حِينَ عَلَى الْقُبُورِ حَسَنٌ۔ ترجمہ قبور پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے۔ ﴿عالمگیری کتاب النکاح۔ ابنت باب زیات القبر۔ عین الہدایہ باب النکاح۔ مشکوٰۃ باب آداب الخلاء﴾ ہرے پھول اور اشجار وغیرہ یہ حمد باری تعالیٰ کرتے ہیں۔ اسی کی نسبت قبور کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے۔ وَيَسْتَحَبُّ إِذَا دَفِنَ الْمَيِّتَ أَنْ يَجْلِسُوا اسَاعَتِ عِنْدَ الْقَبْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ بِقَدَرِ مَا يَنْحَرُ جُزُورٍ وَيُقَسِّمُ لِحْمَهَا يَتَقَلُّونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ لِلْمَيِّتِ فَإِنْ سَنَّ ابْنِ دَاوُدَ كَانَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَى قَبْرِهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ لَا خِيَكُمْ وَاسْأَلُوا اللَّهَ لَهُ التَّنْبِيْهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْنُو وَكَانَ ابْنُ عَمْرٍ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُوْرَاءَ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَاتَمُهَا۔ الْجَوْهَرَةُ النِّيرَةُ بِابِ الْجَنَانِ۔ ترجمہ مستحب ہے بعد دفن میت کے پاس اس قدر بیٹھنا کہ اونٹ ذبح ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہو جائے قرآن پڑھتے رہیں اور میت کے لیے دعا کرتے رہیں۔ ابوداؤد میں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے تم اپنے بھائی کے لئے

استغفار کرو۔ اور اس کے لیے ثابت قدمی مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہو گئے۔ ویستحب جلوس ساعة بعد دفنه الدعاء وقرائة بقدر ما ينحدر الجذور ويفرق لحمه۔ ترجمہ اور مستحب ہے بعد دفن میت کے ایک ساعت توقف کرنا دعا اور قراءت کے لیے اس قدر کہ قربانی اونٹ کی ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہو جائے ﴿رد المحتار حاشیہ در مختار﴾ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے قیامت کا حال سنایا اس سے اول بڑے بڑے واقعات ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جو بھی مجھ سے سوال پوچھنا چاہے پوچھ سکتا ہے اللہ کی قسم جب تک میں اس منبر پر ہوں آپ جو بھی مجھ سے بات پوچھو گے میں آپ کو بتا دوں گا۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا میری جگہ کہاں ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ٹھکانا دوزخ ہے۔ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ۔ ترجمہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا میرا باپ کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرے باپ کا نام حذافہ ہے۔ ثُمَّ كَثُرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي۔ ﴿بخاری کتاب الاعتصام﴾ لا بأس بقراءة القرآن على القبور۔ ترجمہ قبور پر قرآن کریم پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ﴿احیاء العلوم﴾ قراءة القرآن عند القبور عند محمد رحمة الله لانكره ومشائخنا رحمهم الله اخذوا بقوله وهل ينفع والمختار انه ينفع۔ ﴿کذا فی المصنوعات۔ عالمگیری﴾ ترجمہ قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اس سے قبرستان والوں کو کوئی نفع ہو گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے مختاریہ ہے کہ نفع ہو گا جیسا مضمرات میں ہے۔ ﴿عالمگیری﴾ واختلف فی اجلاس القارئین لیغفر ثلث القرآن عند القرن والمختار عدم الكراهة۔ ترجمہ قراءت حضرات کا قبرستان میں بیٹھنا تاکہ قبر کے پاس قراءت قرآن کریں اس میں علماء کا اختلاف ہے مختاریہ کہ مکروہ نہیں ہے ﴿فتح القدیر﴾ حافظان را برائے قراءت قرآن نشانند نزد قبر دریں مسئلہ علماء را اختلاف است مختار میں است کہ جائز است الی آخرہ۔ ترجمہ حفاظ کا قراءت قرآن کے لیے قبر کے نزدیک بیٹھنا اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے مختاریہ ہے کہ جائز ہے آخرہ ﴿مائتہ مسائل سوال ہشتاد و سوم خزائنہ الروایات﴾ نے کتاب مفید المستفید سے لکھا ہے ﴿ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القرآن ویهدون ثوابه موتا تهم وعلى هذا اهل الصلاح والدیانة من كل مذهب من المالکیة والشافیة وعندهم ولا ینکر ذلك منکر فکان اجماعاً۔ ترجمہ بے شک مسلمان جمع ہوتے رہے ہیں۔ اور عصر زمانہ میں اور قرآن پڑھتے رہے اور اس کا ثواب اپنی موتی کو پہنچاتے رہے اور اسی بات پر متفق ہیں صلاح اور دیانت والے ہر مذہب کے مالکی اور شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر پس ہو گیا یہ اجماع﴾ یعنی شرح ہدایہ باب الحج ﴿ان احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن پڑھنا جائز ہے۔

علم غائب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم غیب کی قسم ذاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ اس کو غیب مطلق کہتے ہیں۔ یعنی تمام علم الغیب سب معلومات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ دوسری علم غیب کی قسم عطائی ہے۔ اس کو اطلاع الغیب کہتے ہیں۔ یعنی رب العزت کی جانب سے عطا کیا ہوا علم۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے مطابق اپنے بندوں پر حسب المراتب غیب کی خبریں بتاتا ہے۔ غیب کا اصطلاحی مطلب ہے چیز حواس خمسہ اور ہدایت عقل سے معلوم نہ ہو سکے جس غیب کی خبر دی جائے وہ پھر بھی غائب ہے۔ کیونکہ اس حواس خمسہ اور ہدایت عقل سے معلوم نہیں کیا جاسکتا مثلاً بہشت، جہنم، اور قیامت کی خبر دے دی گئی لیکن یہ چیزیں پھر بھی غائب ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں النبی هو المطلع على الغیب۔ نبی اسے کہتے ہیں جو غیب پر مطلع ہو۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، مجاہد، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ انه قال فی قوله تعالیٰ ولنن سنا لنهم ليقولن انما کذا وکذا وما یدیه بالغیب کسی آدمی کی اونٹنی گم ہو گئی اس کو ڈھونڈ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس بات پر ایک منافق نے کہا محمد ﷺ آپ کو بتاتے ہیں کہ اونٹنی کس جگہ ہے۔ محمد غیب جانتے ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے مزاق کرتے ہو بھانے نہ بناؤ اپنے ایمان کے بعد تم کافر ہو چکے ہو جو نفی مطلق کرے بیشک کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الہی سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر کلام بعینہ وہی ہے جو اس منافق نے کہا اور اللہ وجہ نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں کہ اس نے یہ کیوں نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کے سوا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ﴿احکام شریعت﴾

خبر دینے کی تین قسمیں ہیں۔ ﴿۱﴾ الہام کے واسطے سے قلب میں کوئی کلام ڈال دیا جائے۔ یا خواب میں دیکھا یا جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے فرمایا۔ ایک مرتبہ دو آدمیوں نے مجھے کہا کہ آؤ ہمارے ساتھ چلیں۔ میں تفسیر کرمانی کا مصنف کہتا ہوں کہ مجھے ان کی باتوں پر شک ہوا تو میں نے دو رکعت نماز نفل مسجد میں پڑھی اور دعا کی کہ میں ان کے ساتھ جاؤں یا نہ جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ٹھادی کہ ان کے ساتھ نہ جاؤ تو میں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ان کے ساتھ نہ جانا میرے لیے بہتر تھا اور جانا نقصان تھا۔ جب میری پہلی شادی ہوئی تو اس سے اللہ تعالیٰ نے دو لڑکے اور پانچ بیٹیاں دیں۔ رات کو خواب میں میرا بیٹا محمد جعفر حسین آیا اور اس نے کہا کہ میں دنیا میں آنا چاہتا ہوں تو میں نے کہا کہ آسمان پر رہو تو اس نے کہا کہ میں دنیا پر ابوضر آؤں گا۔ تو میں نے کہا آ جاؤ۔ اس کے بعد میرے دو لڑکے وصال فرما گئے۔ پھر میں نے دوسری شادی کی اس سے وہی لڑکا محمد جعفر حسین کرمانی پیدا ہوا تو ان کو میں اکثر یہ بات بتاتا رہتا ہوں۔ اس کے بعد پھر میری بیوی حاملہ ہوئی تو مجھے خواب میں اطلاع ہوئی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے تو میں نے یہ بات اپنی ماں صلیبہ کو بتائی تو اس نے میرے بیٹے کا نام محمد اکبر حسین کرمانی رکھا کچھ مہینے کے بعد میری والدہ صلیبہ وصال فرما گئیں۔ اس کے بعد میرے گھر میں بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی رکھا۔ اس کے بعد پھر مجھے اپنی بیٹی کی شکل خواب میں دکھائی گئی اور میں نے بیٹی پیدا ہونے سے پہلے یہ بات اپنے گھر والوں کو بتادی اور میری بیٹی ہی پیدا ہوئی۔ اسی طرح کے کئی مرتبہ خواب میں اخبار مطلع کیئے گئے۔ ایک بار مراقبہ میں بھی مستقبل کے حالات بتائے گئے۔ ﴿۲﴾ حجاب کے پیچھے سے کلام کی آواز سنی جائے مگر آواز دینے والا غائب ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے کے لیے ایک درخت پر اپنا عا صا مارا تو آواز آئی میں تیرا رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی آواز آئی مگر رب نظر نہیں آیا ﴿۳﴾ فرشتہ کے ذریعے خبر دی جائے۔

وحی کی تین قسمیں ہیں۔ ﴿۱﴾ وحی دلی۔ نبی کے دل میں اللہ کا کلام آجاتا ہے اور اس کو خبر ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ﴿۲﴾ کلام الہی۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے براہ راست کلام کرے۔ جیسے وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ﴿سورة النساء﴾ و اللہ نے موسیٰ سے خوب کلام کیا۔ ﴿۳﴾ وحی ملکی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کے پاس فرشتہ خبر لے کر آئے تو اس کو وحی کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ فرشتہ دکھائی نہیں دیتا پس آواز سنائی دیتی ہے۔ کسی وقت یہ فرشتہ انسان کی صورت میں آکر خبریں دیتا ہے۔ کبھی فرشتہ اپنی اصلی شکل میں نبی کو دکھائی دیتا ہے مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُخَوِّفُهُ بِأَذْنِهِ مَا يَشَاءُ ﴿سورة الشورى﴾ ترجمہ کسی بشر کے لیے یہ آسان نہیں ہے کہ اللہ ان سے کلام فرمائے مگر قلب میں کلام ڈال کر یا حجاب کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیج کر جو اللہ کی اجازت سے جو اللہ چاہتا ہے وحی اتارتا ہے۔ وحی قلب میں کلام ڈالنا۔ یعنی وحی قلبی۔ اور حجاب کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے فرشتہ بھیجنے سے مراد وحی ملکی ہے۔ غیب پر ایمان لانا متقیوں کی پہلی صفت ہے۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ۔ ترجمہ اور وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ یتقون۔ یہ جمع مضارع کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے۔ وہ پڑھتے ہیں۔ یہ متقیوں کی نماز پڑھنا دوسری صفت ہے۔ یتقون۔ اقامت سے ماخذ ہے۔ اس جگہ نماز ہمیشہ پڑھنا مراد ہے۔ متقین نماز کو بے جگہ نہ بیٹھنے سے پڑھتے ہیں۔ ان کے اوقات، فرائض، سنتیں، مستحبات، ظاہری اور باطنی آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿پ ۲۹ سورة المعارج آیت ۳۲﴾ ترجمہ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ ذَانِمُونَ ﴿پ ۲۹ سورة المعارج آیت ۳۳﴾ ترجمہ جو اپنی نماز کے پابند ہیں۔ ادا کو اقامت اس لیے کہتے ہیں کہ قیام اس کا رکن ہے۔ جیسے کہ اقامت کو رکوع اور سجود سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿پ ۲۳ سورة الصافات آیت ۴۳﴾ ترجمہ پس وہ اگر تسبیح نہ کہتا۔ صلاة کا لغوی معنی دعا ہے۔ وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ﴿سورة التوبة آیت ۱۰۳﴾ ترجمہ اور اے میرے محبوب ﷺ آپ ان کے لیے دعا فرمائیے بیشک آپ کی دعا ان کے لیے باعث تسکین ہے۔ صلاة کو اصطلاحی شریعت میں نماز کو کہتے ہیں۔ خازن نجی فرماتے ہیں کہ صلی کا معنی آگ ہے۔ جب ٹیڑھے ہنس کو آتش کے ذریعے سیدھا کیا جائے تو اس کو صلیت العصا کہتے ہیں۔ اسی طرح ٹیڑھا شخص بھی صلوٰۃ کی برکت سے سیدھا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ کا معنی لازم بھی ہیں۔ تَصَلُّی نَا زَا حَا مِیْنَهٗ ﴿پ ۳۰ سورة الغاشیة آیت ۴﴾ ترجمہ جا میں بھڑکتی آگ میں۔ سَتِیْسَلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿پ ۳۰ سورة الهب آیت ۳﴾ ترجمہ اب وہ دھنستا ہے لپیٹ مارتی آگ میں۔ وَاقِیْمُوا الصَّلَاةَ۔ ترجمہ اور وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ ﴿پ ۲۱ سورة العنکبوت آیت ۴۵﴾ ترجمہ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ الصَّلَاةُ عِمَا ذَالِذِیْنِ وَالَّذِیْ کُوْفُظَتْهُ الْاِسْلَامُ ترجمہ نماز دین کا ستون ہے اور زکوٰۃ اسلام کا پل ہے ﴿الحکم الاوسط للطنبرانی﴾ یعنی شرح ہدایہ میں ہے کہ صبح کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی۔ جب کہ آپ جنت سے نکلے اور زمین پر آئے تو اندر تھا جب صبح ہوئی تو آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا آپ اس امتحان سے پاس ہو گئے تو آپ نے ظہر کے وقت چار رکعت نماز نفل پڑھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو چھلی کے پیٹ سے نجات ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے چار رکعت نماز نفل ادا کی۔ اور مغرب کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے پڑھی۔ جلال الدین سیوطی نے انموذج میں لکھا ہے بعض علماء کرام نے فرمایا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے نکلے اور راستہ بھول گئے تو آپ نے سب سے پہلے عشاء کی نماز پڑھی۔ کذا فی الطحاوی۔ ان حضرات نے یہ نمازیں شکرانے کے نفل پڑھیں اور ہم پر یہ نمازیں فرض ہو گئیں ہیں ﴿غائۃ الاوطار﴾ محمد علاء الدین ہسکفی علیہ الرحمۃ در المختار کتاب الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ۔ واول من صلاة ادم واول الخمس وجوبا ﴿در مختار کتاب الصلوٰۃ﴾ اس لیے بچکانہ نماز فرض سے پہلے فجر کی نماز کو مقدم واجب کیا کہ آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے نماز فجر پڑھی۔ یعنی معراج کی رات کو ہم پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو اس رات کے بعد پہلے نماز فجر کی پڑھی۔ فرضت فی الا سراء لیلۃ السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة لسنة ونصف وکانت قبلہ صلواتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها۔ شمنی۔ ﴿در مختار کتاب الصلوٰۃ﴾ نماز فرض ہوئی معراج کی رات کو شنبہ ماہ رمضان کی سترہ تاریخ ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے۔ معراج سے پہلے دو نمازیں تھیں ایک تو سورج نکلنے سے پہلے ہی اور دوسری سورج ڈوبنے سے پہلے تھی۔ یعنی گزشتہ امتیں صبح کی نماز اور عصر کی نماز یہ دونوں نمازیں پڑھتے تھے۔ علامہ حربی فرماتے ہیں کہ پہلے دو نمازیں فرض تھیں۔ دو رکعت فجر کی نماز اور دو رکعت عصر کی نماز فرض تھی۔ امام نووی نے سیر روضہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج رجب میں ہوئی۔ اور یہی قول لوگوں میں مشہور ہے۔ ﴿غائۃ الاوطار﴾ نبوت کے بارہویں سال سید عالم ﷺ معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے۔ مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ آپ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے ﴿خزان العرفان﴾ حربی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ہجرت سے ایک سال قبل ماہ ربیع الثانی کی ستائیسویں شب کو معراج ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے سے ایک سال پہلے بیت المقدس کی طرف سفر اسراء لے جایا گیا۔ حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال نماز فرض ہونے سے پہلے ہوا۔ ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سات سال بعد پیش آیا۔ اور ان سے وقاصی نے یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی بعثت کے پانچ برس بعد آپ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا۔ یونس بن بکر نے روایت کی ہے انہوں نے کہا امام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی ہے۔ حضرت خدیجہ کا وصال ہجرت کے پانچ سال قبل ہوا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ تین سال پہلے ہوا۔ بعضوں نے کہا کہ چار سال قبل ہوا ﴿قرطبی﴾ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی اتری تو حضرت جبرائیل امین آئے اور وضو کرنے کا طریقہ بتھایا حضرت جبرائیل علیہ السلام وضو کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کو وضو کرتا دیکھتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح وضو کیا، اس کے بعد جبریل امین نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور رسول اللہ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی ﴿الروض الانف﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر معراج کی رات کو پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر کم ہوئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ ثم نو دی یا محمد انه لا یبدل القول لدی۔ پھر آواز آئی یا محمد ﷺ میرے نزدیک بات نہیں بدلتی وان لک بهذا الخمیس خمس۔ اور تجھے ان پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے۔ ﴿ترمذی ابواب

الصلوة۔ نائی کتاب الصلوة۔ مسند احمد۔ یعنی شرح ہدایہ ﴿

جماعت سے ظہر کی پہلی نماز۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میری امامت کعبہ کے نزدیک دو مرتبہ کی پہلی مرتبہ ظہر کی نماز پڑھی جب تھا ہر چیز کا سایہ مثل نعلین کے تہ کے برابر۔ پھر عصر پڑھی تو اس وقت ہر چیز کا سایہ تھا اس کے برابر۔ پھر مغرب پڑھی تو اس وقت سورج ڈوبا ہوا تھا۔ اور روزہ داروں نے روزہ افطار کیا۔ ثم صلی العشاء حین غاب الشفق پھر عشاء پڑھی جب شفق غائب ہوئی۔ دوسرے دن صبح کی نماز پڑھی تو اس وقت صبح صادق ظاہر ہوئی۔ اور روزہ داروں پر کھانا حرام ہوا۔ اور جب دوسری مرتبہ ظہر پڑھی تو ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ جس وقت عصر پڑھی تھی کل کے دن پھر عصر پڑھی جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہوا۔ پھر مغرب پڑھی پہلے دن کے وقت پر۔ پھر عشاء پڑھی جب گزر گئی تہائی رات۔ پھر صبح پڑھی جب زمین پر اجالا ہو گیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوئے اور عرض کی یا محمد ﷺ یہ وقت ہے تجھ سے پہلے انبیاء کا۔ اور وقت ہے درمیان ان دونوں وقتوں کے۔ یعنی ان دونوں دنوں کی نمازوں کے اوقات کے مابین میں تمہاری نماز کا وقت ہے۔ ﴿ترمزی ابواب الصلوة﴾ وقد م محمد الظہر لا نہ اولہا ظہوراً او بیانا ﴿در مختار﴾۔ اور امام محمد بن حسن شیبانی نے کتاب جامع الصغیر میں ظہر کو پہلے لکھا ہے اس لیے کہ وہ نماز پانچ نمازوں سے پہلے ہے۔ اعتبار اس بات پر ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہلے ظہر پڑھائی ہے اور صبح کی نماز کی امامت شب معراج کے دوسرے دن ہوئی تھی۔ شب معراج کے پہلے دن والی فجر کی نماز کی قضائی رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی اس لیے کہ طریقہ پانچوں نمازوں کی ادا کا آپ کو معلوم نہیں تھا۔ جو آدمی دار الحرب میں اسلام لایا اور شرائع کو اس مجملہ معلوم کیا تو اس پر وجوب ثابت ہوگا ادا کرنا بلا علم کیفیت واجب نہ ہوگا۔ کزانی الطحاوی ﴿غائۃ الاوطار﴾ نماز کے اوقات حضرت جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں میں عملاً بتائے جو بمنزلہ وحی ہے پہلے پانچوں نمازیں پہلے وقت میں ادا کیں اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے اس حساب سے فجر کا وقت صبح صادق طلوع ہونے سے سورج تک۔ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے ہر شے کا سایہ سواا صلی کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔ اس کے بعد سے غروب آفتاب تک عصر کا وقت ہے۔ مغرب کا وقت سے شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ نماز عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے سے نصف شب تک اور نصف رات سے صبح تک کراہت کے ساتھ باقی رہتا ہے مغرب کے سوا ہر نماز کے وقت کا نصف آخر مستحب وقت ہے۔ ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے ادا کی جائے۔ فجر کی نماز جتنی روشنی کر کے ادا کی جائے اتنا ہی اجر زیادہ ہے طلوع اور غروب سے تقریباً بیس منٹ پہلے نماز ادا کر لی جائے دانستہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے نماز جمعہ کا وقت بھی وہی ہے جو نماز کا ہے۔

احناف کے نزدیک احادیث مبارکہ سے نمازوں کے اوقات۔

نماز فجر روشنی میں ادا کرنا باعث اجر اور مستحب ہے۔ عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُصْبِحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ مَا أُعْطِيَ لَكُمْ أَوْ أُعْطِيَ لَكُمْ لَكُمْ ﴿ترمزی کتاب الصلوة﴾۔ ابو داؤد۔ کتاب الصلوة۔ ابن ماجہ۔ کتاب الصلوة۔ طحاوی کتاب الصلوة۔ یہی طبرانی ﴿حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ صبح کو خوب روشن کیا کرو کیونکہ اس میں تمہارے لیے اجر زیادہ ہے۔ یا اس کا اجر زیادہ ہے۔ قال حدثنی أبو ظریف أَنَّهُ كَانَ شَاهِدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَضَنَ الطَّائِفَ فَكَانَ يَصْلِي بِنَا صَلَوةَ الْفَجْرِ حَتَّى لَوْ أَنَّ إِنْسَانًا رَمَى جِبْلَهُ ابْصَرَ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ ﴿طحاوی﴾ ترجمہ ابو ظریف نے کہا کہ وہ حسن طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس دیکھا کہ آپ نماز فجر ایسے وقت پڑھتے تھے کہ اگر کوئی آدمی تیرے پھلتا تو موانع تیرے کو اچھی طرح دیکھ سکتا۔ جابر بن عبد اللہ یقول کان النبی ﷺ یواخا الفجر کاحا ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں بمطابق فجر کے نام کے تاخیر کرتے تھے۔ ابن سلامہ قال دخلت مع علی ابی ہریرۃ فسأله ابی عن صلوة رسول ﷺ فقال کان تبصر ف من صلوة الصبح والرجل یعرف وجه جلیسہ وکان یقرأ فیہا بالستین الی المائة ﴿طحاوی﴾ ترجمہ سلامہ سے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے والد نے آپ سے رسول کی نماز دریافت کی یعنی وقت نماز کے متعلق عرض کیا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نماز فجر ایسے وقت میں فارغ ہو جاتے تھے کہ ہر آدمی اپنے پاس والے کا منہ پہنچان سکتا تھا اور قراءت نماز فجر میں آپ ساٹھ سے سو آیتوں تک پڑھا کرتے تھے ﴿بخاری﴾۔ قتادہ عن رجال من قومه من الانصار من اصحاب رسول اللہ ﷺ قالوا قال النبی ﷺ اصبحوا بصلوة الصبح فما اصبحتم بها فهو اعظم الاجر ﴿طحاوی﴾ ترجمہ قتادہ سے وہ اپنی قوم میں گئے ایک انصاری آدمی سے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ تھے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز فجر صبح کر کے پڑھا کرو کیونکہ جس قدر تم نماز فجر صبح کر کے پڑھو گے تمہارا ثواب زیادہ بڑھانے والی ہوگی قال کان علی بن ابی طالب یصلی بنا الفجر ونحن نرا ای الشمس مخافة ان تكون قد طلعت ترجمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھتے تھے یعنی اس وقت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ ایسے وقت کہ ہم لوگ سورج دیکھنے لگتے تھے کہ کہیں سورج نکل نہ آیا ہو قال کان علی بنورہ بالفجر احیاناً ویغسل بها احیاناً ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی اسفار کرتے تھے اور کبھی تغلیس۔ فیجتمل تغلیبہ بها ان یکون تغلیساً یدرک بہ الاسفار قال کان عمر بن الخطاب بنور الفجر ویغسل ویغسل فیما بین ذلک ویوراء بسورة یوسف ویونس وقصار المثنائی والمفصل ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسفار کرتے تھے اور تغلیس بھی اور اکثر نماز فجر انہی دونوں وقتوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ اور سورت یوسف اور سورت یونس۔ قصار المثنائی اور مفصل قراءت کہا کرتے تھے اسفار جالہ اور تغلیس اندھیرے کو کہتے ہیں۔ عمر بن خطاب و صلوة الصبح فقراء فیہا بسورة یوسف وسورة الحج قرأنا بطنة فقللت واللہ اذا لقد کان یقوم حین یطلع الفجر قال اجل ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اس میں سورة یوسف اور سورة الحج قراءت کی آہستہ آہستہ۔ عروہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تو آپ اس وقت طلوع فجر ہوتے ہی نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہوں گے فرمایا ہاں۔ یعنی ان کے شیخ عامر بن ربیعہ نے۔ السائب بن یزید قال صلیت خلف عمر الصبح فقراء فیہا بالقرآن فلما انصرفوا استشر فوالشمس فقالوا طلعت فقال لو طلعت لم نجدنا غافلین ﴿طحاوی﴾ ترجمہ سائب بن یزید نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی تو آپ نے اس میں سورة البقرة کی قراءت کی جب فارغ ہوئے تو سورج نکل رہا تھا لوگوں کو کہا سورج تو طلوع ہو گیا آپ نے فرمایا اگر سورج طلوع ہو گیا تو اس نے ہم کو غافل تو نہیں پایا۔ قال صلی بنا عمر صلوة الصبح فقراء بنہ اسرائیل والکھف حتی حملت انظر الی جدر المسجد هل طلعت الشمس ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو اس میں سورة البقرة کی قراءت کی یہاں تک کہ میں نماز سے فارغ ہو کر مسجد کی دیواروں کی طرف دیکھنے لگا کہ کہیں سورج تو طلوع نہیں ہو گیا۔ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوة الصبح فقراء بسورة ال عمران فقالوا قد کان الشمس نطلع فقال لو طلعت لم نجدنا غافلین ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو اس میں سورة ال عمران کی قرات کی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا سورج تو نکلنے کے قریب ہے آپ نے فرمایا اگر سورج نکل آتا تو ہم کو غافل تو نہ پاتا۔ حارث بن جزء الزبیدی قال صلی بنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوة الصبح فقراء بسورة البقرة فی الركعتین جمیعاً فلما انصرف قال عمر کان الشمس تطلع فقال لو طلعت لم نجدنا غافلین ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حارث بن جزء الزبیدی نے کہا کہ ہم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو دونوں رکعتوں میں سورت بقرہ پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سورج تو نکلنے کے قریب ہے آپ نے فرمایا اگر نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔ عن الحارث ابن سويد انه کان یصلی مع امامهم فی التیم فبقراء بهم سورة من المثین ثم یاتی عبد اللہ فنجدہ فی صلوة ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حارث بن سويد سے کہ وہ قبیلہ تیم میں اپنے امام کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے اور ان کا امام مثنیٰ بن عوف کوئی سورت پڑھا کرتا تھا پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتے تو آپ کو نماز میں پاتے۔ عن عبد الرحمن بن یزید قال کنا نصلی مع ابن مسعود فکان یسفر بصلوة الصبح ﴿طحاوی﴾ ترجمہ عبدالرحمن بن یزید سے کہا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور آپ اسفار کیا کرتے تھے۔ اسفار کا معنی ہے روشنی۔ اجالا۔ جبیر بن نفیر قال صلی بنا معاویة الصبح بغلس فقال ابو الدرداء اسفر وابهذه الصلوة فانه افقه لکم انما تریدون ان فخلوا الحوائکم ﴿طحاوی﴾ ترجمہ جبیر بن نفیر سے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں غلس میں نماز صبح پڑھائی تو حضرت دردار رضی اللہ عنہ نے کہا اسفار کیا کرو آپ لوگ چاہتے ہیں کہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے کاموں میں لگ جائیں۔ غلس اندھیرے کو کہتے ہیں قال ماراثیت رسول اللہ ﷺ صلی صلوة بغير وقتها الا بجمع فانه جمع بین المغرب والعشاء بجمع ویصلی صلوة الصبح من الغد قبل وقتها ﴿بخاری﴾ ترجمہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے کوئی صلوة غیر وقت میں ادا کی ہو علاوہ مزدلفہ کے کہ وہاں رسول اللہ ﷺ مغرب اور عشاء جمع فرمائی اور اس کی صبح صلوة فجر اپنے وقت سے قبل ادا کی۔ قال قال رسول اللہ ﷺ لبلال یا بلال نور بصلوة الصبح حتی یبصر القوم موامح نبلمہم من الاسفار ﴿ابوداؤد﴾ ترجمہ حضرت ابن خدیج سے روایت کرتے ہیں کہ حکم دیار رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اے بلال نماز صبح میں روشنی کر لیا کرو یہاں تک کہ لوگ روشنی کی وجہ سے اپنے پھٹکے ہوئے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں۔ قال قال رسول اللہ ﷺ من نور بالفجر نور اللہ فی قبرہ وقبیہ وقیل فی صلوة ﴿ابو یوسف﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو نماز فجر اجالا میں ادا کرے تو رب العزت اس کی قبر اور اس کے قلب میں روشنی کرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی صلوة میں روشنی کرے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تزال امتی علی الفطرة ما اسفر بصلوة الفجر ﴿طبرانی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت دین فطرت پر رہے گی جب تک صلوة فجر روشنی میں ادا کرتے رہیں گے۔ عن ابراہیم قال ما اجتمع اصحاب محمد ﷺ علی شئ ما اجتمعوا علی التکویر فاخبر انہم کانوا قد اجتمعوا علی ذلک ترجمہ حضرت ابراہیم سے فرمایا اصحاب محمد ﷺ نے جتنا کہ اسفار پر اتفاق کیا ہے اور کسی چیز پر نہیں کیا عن عبد اللہ ابن عمرو عن النبی ﷺ انه قال وقت الظهر ما لم تحضر العصر ووقت العصر ما لم تصفر الشمس ووقت المغرب ما لم یسقط فورا لشفق ووقتا العشاء الی نصف الیل ووقت صلوة الفجر ما لم تطلع الشمس۔ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر نہ آئے اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق کا اجالا ختم نہ ہو اور عشاء کا وقت نصف شب تک ہے اور فجر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو۔ وهو قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی چاہیے احدیث مبارکہ سے ثبوت۔

کا ہے۔
ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتاباً مؤقوتاً ﴿پ ۵ سورة النساء آیت ۱۰۳﴾ بیشک نماز مومنوں پر وقت مقرر پر فرض ہے۔ مسلم بن ابراہیم نا شعبة عن سعد بن ابراہیم عن محمد بن عمرو وهو ابن الحسن قال سالنا جابرا عن وقت صلوة رسول اللہ ﷺ فقال کان یصلی الظهر بالہا جرة والعصر ولشمس حبة والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء اذا کثر الناس عجل واذا قلوا اخر و

الصبح بغللس ﴿۱﴾ ابوداؤد۔ کتاب الصلوات ﴿۲﴾ ترجمہ محمد بن عمر بن الحسن سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی نمازوں کے اوقات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دن ڈھلے پر ادا کرتے اور عصر اس وقت پڑھتے جبکہ آفتاب میں جان ہوتی اور مغرب آفتاب غروب ہونے پر اور عشاء کے وقت جب کافی لوگ آجاتے تو جلدی ادا کرتے اور تھوڑے ہوتے تو دیر کرتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ظہر اس وقت ادا کرتے جب آفتاب ڈھل جاتا اور عصر ادا کرتے کہ اگر کوئی ہم میں سے مدینہ منورہ کے آخری کنارے تک جا کر واپس آتا تو آفتاب میں ابھی جان ہوتی اور مغرب کے متعلق میں بھول گیا اور آپ عشاء کو تہائی شب تک مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے پھر فرمایا کہ نصف شب تک فرمایا اور آپ اس سے قبل سونے اور اس کے بعد کلام کرنے کو ناپسند فرماتے اور صبح کی نماز ادا کرتے کہ ہم اپنے جانے پہچانے ساتھی کو پہچان نہیں سکتے تھے اور اس میں آپ ساٹھ سے سو آیتوں تک ادا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ ایسے وقت میں نماز ادا کرتے کہ عورتیں جب اپنی چادریں لپیٹ کر واپس جاتیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہیں جاتی تھیں ﴿۳﴾ بخاری کتاب مواقیت الصلوة۔ ابوداؤد کتاب الصلوة ابن ماجہ ﴿۴﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن سے زید بن ثابت نے بیان کیا انہوں نے کہا حضرت رسول ﷺ کے ساتھ سحر کا کھانا کھایا پھر صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میں نے زید سے کہا سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ تھا انہوں نے کہا جتنی دیر میں پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھیں ﴿۵﴾ بخاری ﴿۶﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے کہ حضرت محمد ﷺ اور زید بن ثابت دونوں نے سحری کھائی جب سحری فارغ ہوئے تو حضرت محمد ﷺ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی، قتادہ نے کہا ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے جب فارغ ہوئے تو نماز اُس کی کتنی دیر کے شروع کی انہوں نے کہا اتنی دیر کے بعد جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھے۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے سنا وہ کہتے تھے میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھے یہ جلدی رہتی کہ صبح کی نماز حضرت محمد ﷺ کے پیچھے پڑھوں بشیر بن ابی مسعود دین بید ان رسول اللہ ﷺ العدة فغللس لہا تم صلاھا فاسفد لم بعد الی الا سفا رحتی صض اللہ عنہ وجل۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے بن ابی داؤد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن صالح نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے یزید بن ابی جیب نے وہ روایت کرتے ہیں اُس بن زید سے وہ ابن شہاب سے وہ عروہ ابن زبیر سے کہا خبر دی مجھ کو بشیر بن ابی مسعود نے وہ روایت حضرت عروہ بن زبیر نے ان سے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو نماز کے اوقات بتادیئے تھے حضرت عمر نے ان سے کہا کہ غور تو کیجیے آپ کہہ کیا رہے ہیں؟ عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے حضرت ابوسعود انصاری کو فرماتے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا حضرت جبرائیل نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بتائے پس میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنے انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کیں۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز ظہر زوال آفتاب کے بعد پڑھی اور کبھی اتنی مؤخر کی کہ گرمی میں خوب شدت آگئی اور میں نے آپ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ آفتاب خوب بلند اور سفید تھا اس میں یہ زردی آنے سے پہلے آدمی نماز سے فارغ ہو کر ذوالحلیفہ پہنچ جاتا اس سے پہلے کہ آفتاب غروب ہو اور آفتاب غائب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھی اور نماز عشاء اس وقت پڑھی جبکہ فاق میں سیاہ آگئی اور کبھی اس میں اتنی تاخیر لیتے کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری دفعہ جالا ہونے پر پڑھی۔ پھر آپ کی نماز اس کے بعد اندھیرے میں رہی یعنی وصال تک دوبارہ اجالے میں نہیں پڑھی ﴿۷﴾ ابوداؤد ﴿۸﴾ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بَغْلَسَ ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَىٰ فَاسْفَرَّ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ يَغْدُ ذَلِكَ التَّغْلِبِ حَتَّى مَاتَ لَا يَغْدُ إِلَىٰ أَنْ يُسْفَرَّ۔ ترجمہ اور صبح کی نماز ایک بار اندھیرے میں ادا کی۔ اور دوسری بار روشنی میں ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیشہ نماز اندھیرے میں ادا کرتے رہے۔ وصال تک دوبارہ روشنی میں نماز ادا نہیں کی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا مستحب ہے۔ مستحب اس کو کہتے ہیں کہ کام کر لو تو اجر و ثواب ملتا ہے۔ اور اگر نہ کیا جائے تو گناہ نہیں ہوتا۔ قالت ماصلی رسول اللہ ﷺ صلوۃ لوقتیھا الا خر مرتین حتی قبضہ اللہ۔ ﴿۹﴾ ترمذی ﴿۱۰﴾ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوبار بھی کوئی نماز آخری وقت میں نہیں ادا کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا وصال کیا۔ اس حدیث کی سند پر اعتراض ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ حضرت عائشہ سے اسحاق کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ ﷺ نے کئی مواقع پر دو نمازیں ادا کیں ہیں۔ تعریس کی شب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز قضا ادا کی۔ جنگ خندق میں آپ ﷺ نے کئی نمازیں قضا کر کے پڑھیں ﴿۱۱﴾ مشکوٰۃ ﴿۱۲﴾ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

عن ابی ہریرۃ ونافع مولی عبد اللہ بن عمر عن عبد اللہ بن عمر انہما حدثہ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال اذا اشتد الحر فا بردوا بالصلوۃ فان شدة الحر من فیح جہنم ﴿۱﴾ بخاری کتاب مواقیت الصلوة ﴿۲﴾ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس وقت گرمی کی شدت تیز ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے ﴿۳﴾ بخاری ﴿۴﴾ طحاوی ﴿۵﴾ عن ابی ذر قال اذن مؤذن النبی ﷺ الظہر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر وقال شدة الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة حتی التلول ﴿۶﴾ بخاری۔ مواقی الصلوة ﴿۷﴾ ترجمہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہر کی اذان دینے لگے آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ٹھنڈا ہونے دو یا اس طرح فرمایا انتظار کر انتظار کر اور ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے جب گرمی کی شدت ہو تو صلوۃ کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ہم نے دیکھا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز وقت کے آخر میں ادا کی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل سایے تک رہتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اور جہنم نے اپنے رب سے عرض کی یا رب میں اپنے آپ کو کھارہی ہوں اس وقت اس کو سال میں دو سانس لینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی ایک سردی میں اور ایک گرمی میں

اسی وجہ سے گرمیوں کے موسم میں سخت گرمی لگتی ہے اور سردیوں میں سخت سردی لگتی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جھنم کی بھاپ سے ہوتی ہے ﴿بخاری۔ طحاوی﴾ زید بن وہب نے حضرت ابو زرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ٹھنڈک ہونے دے پھر اس نے اذان کے کہنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھنڈک ہونے دو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا گرمی کی شدت جھنم کے جوش سے ہے جب سخت گرمی ہو تو صلوٰۃ کو ٹھنڈی کر کے ادا کرو ﴿بخاری۔ طحاوی﴾ کتاب مواقیات الصلوٰۃ۔ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ ﴿حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب گرمی کی شدت ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے ادا کرتے تھے۔ اور جب سردی ہوتی تھی تو جلدی ادا کر لیتے تھے﴾ ﴿نسائی۔ طحاوی﴾ عن مغیرہ ابن شعبہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الظهر بالهجیر ثم قال ان شدة الحر من فيح جهنم فابردوا بالصلوٰۃ ﴿طحاوی﴾ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا گرمی کی شدت جھنم کی بھڑک سے ہے نماز کو ٹھنڈی کر کے ادا کیا کرو۔ عن ابی مسعود انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یجعلها فی الشتاء ویؤخرها فی الصيف ﴿طحاوی﴾ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کو ہم نے دیکھا کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب آفتاب ڈھل جاتا اور بعض دفعہ گرمی کی شدت سے نماز کو دیر کر کے پڑھتے تھے۔ اور اس کی دوسری اسناد میں ہے کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سردیوں میں آپ ﷺ جلدی کرتے تھے اور گرمیوں میں تاخیر کرتے تھے۔ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے ہر شے کا سایہ سوا سایہ اصل کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔ و هذا قول ابی حنیفہ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ ترجمہ اور یہی قول حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ گرمیوں میں ظہر کی نماز کی تاخیر کرنا اور سردیوں میں جلدی کرنا مستحب ہے ﴿کافی﴾ خواہ تنہا نماز ادا کرتا ہو یا جماعت سے۔ شرح مجمع۔ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ

ظہر کی نماز سورج کے زوال کے وقت میں پڑھنی چاہیے۔

انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج حين زاغت الشمس فصلى الظهر ﴿بخاری﴾ ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آفتاب ڈھلے یعنی سورج کے زوال کے وقت تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی۔ طحاوی ﴿حضرت ابو زرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ویصلى الظهر اذا زالت الشمس﴾ ﴿بخاری﴾ ترجمہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھاتے جب آفتاب ڈھل جاتا۔ عن انس بن مالک قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با لظائر سجدنا علی ثیابنا انتقاء الحر ﴿بخاری﴾ ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دو پہر کو نماز ظہر ادا کرتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدے کرتے۔ محمد بن عمر بن حسن یقول سالنا جابر بن عبد اللہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظهر بالھا جرة وحين نزول الشمس ﴿ابوداؤد۔ طحاوی﴾ ترجمہ محمد بن عمر بن حسن سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتا تو ایک مٹھی کنکریاں لے لیتا تاکہ میرے ہاتھ میں ٹھنڈی ہو جائیں تاکہ گرمی کی تپش کی وجہ سے ان پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کر سکوں ﴿ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ طحاوی﴾ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نماز ظہر کے متعلق سورج کی تپش کی شکایت کی یعنی ہم نے کہا کہ ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت نہیں مانی۔ ﴿طحاوی﴾ حضرت ابواحق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر میں تعجیل یعنی جلدی کرتے تھے اس لیے لوگوں پر سورج کی تپش سخت ہوتی تھی ﴿طحاوی﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نماز ظہر میں جلدی کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا ﴿طحاوی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ دو پہر کی نماز جس کو تم لوگ نماز ظہر کہتے ہو سورج ڈھلے پڑھا کرتے تھے ﴿طحاوی﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ اترتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھتے کوچ نہیں کرتے تھے ایک آدمی نے کہا اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا تو فرمایا اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا ﴿طحاوی﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ظہر کی نماز کا عصر تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے گرمیوں میں اندازہ تین سے پانچ قدم تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک تھا ﴿ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ﴾ حضرت امام ثانی رحمہ اللہ کے نزدیک حضرت ظہر کی نماز سورج کے زوال کے وقت میں پڑھنی چاہیے۔

نماز عصر تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔

ابو ازی قال کنت اُصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر بامدینۃ ثم اتی الشجرة ذالحلیفۃ قبل ان تغرب الشمس وھی علی رأس فرسخین ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت ابو ازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں نماز عصر ادا کرتا تھا پھر نماز ادا کر کے زجرہ ذالحلیفہ آتا تھا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اور شجرہ ذالحلیفہ مدینہ سے دو فرسخ کی مسافت پر واقع ہے ﴿طحاوی﴾ ابو ازی قال کنت اُصلی العصر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم امثی الی ذی الحلیفۃ فاتیہم قبل ان تغیب الشمس ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت ابو ازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نماز عصر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور پھر چل کر ذالحلیفہ پہنچ جاتا تھا سورج غروب ہونے سے قبل۔ بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوٰۃ العصر و الشمس بیضاء مر تفعۃ یسیر الرجل حين ینصرف منها الی ذالحلیفۃ سنة امیال قبل غروب الشمس ﴿طحاوی﴾ ترجمہ بشیر بن ابی مسعود بیان کرتے ہیں اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ

ایسے وقت نماز پڑھتے تھے کہ سورج سفید اور انچا ہوتا تھا اور نماز فارغ ہو کر جانے والا چھ میل کے فاصلہ والا خلیفہ تک پہنچ سکتا تھا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر والشمس بیضاء محلقة ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نماز عصر ایسے وقت میں ادا کرتے تھے سورج سفید اور انچا ہوتا تھا۔ عن انس انہ سئل عن مواقیب الصلوۃ فقال کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر ما بین صلاتیکم ہا تیں ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ سے نمازوں کے اوقات پوچھے گئے تو نماز عصر کے متعلق فرمایا اے رسول اللہ ﷺ تمہاری ان دونوں نمازوں کے درمیان ادا کیا کرتے تھے۔ روى عن ابی قلابہ انہ قال انما سمیت العصر لتعصر ترجمہ ابو قلابہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے تھے نماز عصر کا نام عصر تعصر یعنی توخر کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ خالد عن ابی قلابہ قال انما سمیت العصر لتعصر فاخبر ابو قلابہ ان اسمها هذا انما هو لان سبيلها ان تعصر وهذا الذي استجبنا من تاخير العصر من غير ان يكون ذلك الى وقت قد تغيرت فيه الشمس او دخلتها صفرة وهو قول ابی حنیفہ وابی یوسف ومحمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالیٰ وبہ ناخذ ترجمہ۔ خالد ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں ابو قلابہ نے کہا کہ عصر کا نام عصر اس سبب سے ہوا کہ اس میں تاخیر کی جاتی ہے پس اس قدر تاخیر کو ہم مستحب جانتے ہیں کہ سورج نہ زرد ہو کر متغیر نہ ہو گیا ہو یہی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ کا قول ہے اور اسی کو ہم اخذ کرتے ہیں ﴿طحاوی﴾ محمد، ابو حنیفہ، حماد، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس نماز کا وقت پوچھنے کے لئے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ آپ کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام نمازیں پہلے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر دوسرے دن تمام نمازیں اخیر وقت میں پڑھیں۔ پھر فرمایا کہ نماز کے اوقات کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ ان دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے قال محمد وبہ ناخذ والمغرب وغير ما عندنا فی هذا غایت الشمس وهو قول ابی حنیفہ ﴿کتاب الآثار﴾ ترجمہ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور مغرب وغیرہ ہمارے نزدیک اس میں برابر ہے یہ کہ اس کی تاخیر کو ہم مکروہ سمجھتے ہیں جب کہ سورج غروب ہو جائے امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ عصر کی نماز میں ایسے وقت تک کہ سورج میں تغیر نہ ہو ہر زمانہ میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ سورج کے گردہ کے تغیر کا اعتبار ہے دھوپ کے بدلنے کا اعتبار نہیں پس جب آفتاب کا گردہ ایسا ہو جائے کہ اس کے دیکھنے سے آنکھ نہ چندھیائے تو اس وقت سورج میں تغیر ہو گیا اور جب تک ایسا نہیں تب تک تغیر نہیں ﴿کافی﴾ اور یہی صحیح ہے ﴿بدایہ﴾ اور اگر تغیر سے پہلے نماز شروع کی اور تغیر تک نماز لمبی ہو گئی تو مکروہ نہیں ہے ﴿بحر الرائق﴾ غایۃ البیان۔ عالمگیری

نماز عصر کو جلدی پڑھنا چاہیے

ان عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس تخرج من حبرتها ﴿بخاری﴾ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے کہ جب دھوپ ان کے حجرے میں رہتی اور نہ چڑھتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز عصر اس وقت ادا کی جب دھوپ ان کے حجرے میں تھی سایہ وہاں نہیں پھیلا تھا ﴿بخاری﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اس وقت ادا کرتے جب کہ دھوپ میرے حجرے میں رہتی اور ابھی سایہ چڑھنا نہ ہوتا ﴿بخاری﴾ کتاب الصلوۃ ابن ماجہ ترمذی ﴿انس بن مالک سے اس نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عصر کی نماز ادا کر لیتے پھر کوئی شخص بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں ان لوگوں کو نماز پڑھتا ہوا پاتا ﴿بخاری﴾ ابوامامہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ نماز ظہر ادا کی پھر ہم چل کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس گئے تو ان کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز ادا کر رہے تھے میں عرض کی اے چچا یہ کوئی نماز ہے جو آپ نے ادا کی ہے انہوں نے فرمایا عصر کی نماز۔ اور رسول اللہ ﷺ کی یہی نماز کا وقت تھا جس کو ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ادا کیا کرتے تھے ﴿بخاری﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے فرمایا ہم نماز عصر ادا کرتے تھے پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک پہنچا اور آفتاب کو انچا پاتا ﴿بخاری﴾ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ فرمایا اس نے رسول اللہ ﷺ تم سے ظہر کی نماز میں زیادہ جلدی کرتے تھے اور تم ان سے عصر کی نماز میں زیادہ جلدی کرتے ہو ﴿ترمذی﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا کرتے تو آفتاب بلند ہوتا اور اگر کوئی جانے والا عوالی کو جاتا جب پہنچ جاتا تو تب بھی آفتاب کو انچا پاتا ﴿ابن ماجہ ابوداؤد﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو وہ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے جلدی نماز ادا کرنے کے متعلق پوچھا یا اس بات کو کہا آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوا سنا ہے یہ منافقین کی نماز ہے جو بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب زرد ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے مابین ہوتا ہے یا دونوں سینگوں پر ہوتا ہے اس وقت کھڑا ہو چار نکریں مارے اور وہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا بہت ﴿ترمذی۔ ابوداؤد۔ طحاوی﴾ امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی اٹھنی اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاخیر کو مکروہ کہا ہے کہ تاخیر مکروہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ نماز عصر میں اتنی تاخیر کرے صرف اتنا وقت رہ جائے کہ پوری چار رکعتیں بھی نہ پڑھ سکے اور اس میں پوری طرح کا ذکر ادا کر بھی نہ کر سکے اب رہی وہ نماز کہ پوری چار رکعتیں اطمینان کے ساتھ پڑھے اور اطمینان کے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کا کر سکے اور آفتاب زرد بھی نہ ہو تو یہ نماز اس وعید میں داخل نہیں ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بہتر و مناسب یہ ہے کہ جب یہ تمام آثار اس طرح وارد ہوئے ہیں کہ بعض میں تعیل یعنی جلدی مذکور ہے بعض میں تاخیر تو ہم ان سب سے متفق معنی نکالتے ہیں کہ جو ایک دوسرے سے مختلف ومتضاد نہ ہو وہ یہ کہ تاخیر مکروہ کو اس وقت پر محدود ہے جب سورج زرد ہو جائے۔ حضرت امام ثنائی کے نزدیک عصر کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے۔

وقت نماز مغرب

محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم قال نظر ابن مسعود الى الشمس حين غوبت فقال هذا حين

دلک۔ کتاب الآثار ترجمہ محمد نے کہا مجھے حضرت ابو حنیفہ نے خبر دی ہے ابو حنیفہ نے حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورج کی طرف نظر کی جب ڈوب گیا تو اس نے کہا کہ دلوک شمس کا یہی وقت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلا وقت مغرب کا وہ ہے کہ جب کہ سورج غروب ہوا اور اس کے اخیر وقت میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیدی ڈوبنے تک وقت باقی رہتا ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سرخی ختم ہو جائے تو مغرب کا وقت نکل جاتا ہے۔ مغرب کی نماز کی تعمیل مستحب ہے۔ کافی۔ عالمگیری۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز مغرب ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد ہم تیر چلا تے تو ہم کو اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتے تھے۔ ابوداؤد۔ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے جب واپس آتے تو ہماری نظریں اتنی دور تک جاتی تھیں جتنی دور پر تیر جاتا ہے۔ بخاری۔ ابن ماجہ۔ سلمہ بن الاکوع نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے جب آفتاب غروب ہو جاتا تھا۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ابوداؤد۔ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت اس وقت تک فطرت میں رہے گی جب تک مغرب نماز تارے چمکنے سے اول ادا کرتی رہے گی۔ ابن ماجہ۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد کے ارادے سے ہمارے پاس آئے اور ان دنوں حضرت عقبہ بن عامر مصر کے حاکم تھے تو اس نے مغرب کی نماز میں دیر کی پس حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا عقبہ یہ کسی نماز ہے۔ اس نے کہا ہم مصروف تھے۔ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میری امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی یا فرمایا کہ فطرت پر رہے گی جب تک نماز مغرب میں اتنی تاخیر نہیں کرے گی کہ تارے چمکنے لگیں۔ ابوداؤد۔ عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نے فرمایا کہ جس وقت حجاج آیا تو ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دو پہر کو ادا کیا کرتے تھے اور عصر کی جس وقت آفتاب نقیہ اور مغرب کی نماز جب آفتاب ڈوب جاتا۔ اور عشاء کی نماز کبھی جلدی کبھی تاخیر سے آپ جب دیکھتے کہ لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں تو آپ نماز عشاء کو جلدی ادا کر لیتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں نے آنے میں تاخیر کی ہے تو آپ بھی تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ بخاری کتاب مواقیات الصلوۃ

عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا

عن النعمان بن بشیر قال انا اعلم الناس بوقت هذا الصلوة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليها لسقوط لقمر لثا لثة۔ ترمذی۔ ترجمہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا عشاء کی نماز کا وقت میں سب سے خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز رات گئے ادا کرتے تھے جس وقت تیسری رات کا چاند غروب ہو جاتا ہے۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ میری امت پریشان نہ ہوتی تو میں ان کو عشاء کی نماز تہائی شب تک تاخیر کرنے کا حکم دیتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں تہائی یا نصف شب تک عشاء کی نماز مؤخر کر دیتا۔ ابن ماجہ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز نصف شب کے قریب ادا کی نماز کے بعد ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیگر لوگ نمازیں پڑھ کر سو چکے اور تم اب تک نماز میں ہو کب تک نماز کا انتظار کرتے رہو گے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں گویا میں آپ کی انگوٹھی کے گنبد کی جانب دیکھ رہا ہوں۔ ابن ماجہ۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی پھر نصف شب تک باہر تشریف نہیں لائے نصف شب کو باہر تشریف لا کر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا لوگ تو نمازیں پڑھ کر سو چکے اور تم اس وقت تک نماز میں ہو کب تک نماز کا انتظار کرتے رہو گے اگر ضعیف اور مریض لوگوں کا خیال نہ ہوتا تو میں یہ نماز نصف شب تک مؤخر کر دیتا۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا پسند فرماتے اور اس سے پہلے سونے کو اور بعد میں بات چیت کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ ابن ماجہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شب ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے پس آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ تہائی شب گزر گئی تھی یا اس کے بعد بھی یہ ہم کو معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کسی کام میں مشغول رہے یا کوئی اور بات تھی جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس کا انتظار کر رہے ہو۔ اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اسی وقت پڑھایا کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم فرمایا تو نماز کی اقامت ہوئی۔ ابوداؤد۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں تھے تو آپ ﷺ نے کافی تاخیر کر دی یہاں تک کہ گمان ہوا ہوگا کہ آپ ﷺ تشریف ہی نہیں لائیں گے اور بعض ہم میں سے کہہ رہے تھے آپ پڑھ چکے ہوں گے۔ ہم یہی قیاس آرائیاں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگ جو کچھ کہہ رہے تھے وہ عرض کر دیا گیا۔ فرمایا تم اس نماز کو تاخیر کر کے پڑھا کرو کیونکہ تمام امتوں پر تم اس نماز کے ذریعے فضیلت دیئے گئے ہو اس سے اول کسی امت نے یہ نماز نہیں ادا کی۔ ابوداؤد۔ عشاء کی نماز میں تہائی شب تک تاخیر کرنا مستحب ہے اور وتر کی نماز میں جس کو جاگ جانے کا اعتماد ہو اس کو آخر رات تک تاخیر مستحب ہے۔ اور جس کو اعتماد نہ ہو وہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ تبین۔ اور بادل کے روز فجر کی نماز روٹنی میں ادا کرے جیسے بغیر بادل ادا کرتا ہے۔ اور ظہر کی نماز میں تاخیر کرے تاکہ زوال سے پہلے نہ ہو جائے اور عصر کی نماز میں جلدی کرے تاکہ مکروہ وقت نہ آجائے اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرے تاکہ غروب سے پہلے نہ واقع ہو اور عشاء کی نماز میں جلدی کرے تاکہ بارش یا برف یا جماعت سے مانع نہ ہو۔ محیط۔ عالمگیری۔ یہی حکم ہے سب زمانوں میں اور وہ نمازوں کو ایک وقت کسی عذر سے جمع نہ کرے نہ سقر میں نہ حضر میں سوائے عذر اور مزدلفہ کے۔ محیط۔ عالمگیری۔ ان کا نث علی المؤمنین کتبنا مؤقوتاً۔ انشاء۔ ترجمہ نماز مؤمنین پر وقت مقرر پر فرض ہے۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نماز کے اوقات فرض ہیں۔

نماز پڑھنے کے لیے لڑکے کی عمر سات سال سے لے کر دس سال ہونی چاہیے۔

حدثنا محمد بن عيسى يعنى ابن الطباع ثنا ابراهيم بن سعد عن عبد الملك بن الربيع بن سبرة عن ابيه عن جده قال قال النبي صلى الله عليه وسلم مروا اصبى بالصلوة اذا لغ سبع سنين واذا بلغ عشر سنين فاضربوا عليه ابوداود۔ کتاب الصلوة ترجمہ حدیث محمد بن عیسیٰ یعنی ابن الطباع نے نبی ابراہیم بن سعد سے اس نے عبد الملک بن ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ لڑکا جس وقت سات سال کا ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کا ہو جائے تو صلوٰۃ کے بارے میں اس کو مارو بیٹے۔ عمرو بن شعیب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا اولادكم بالصلوة وهم ابنا سبع سنين واضربوا هم عليها وهم ابنا عشر وفرقوا بينهم في المضاجع ابوداود۔ کتاب الصلوة ترجمہ عمر بن شعیب اپنے باپ سے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اپنی اولاد کو صلوٰۃ کا حکم کرو جس وقت وہ سات برس کے ہو جائیں۔ اور جب دس برس کے ہو جائیں تو اس پر ان کو مارو۔ اور ان کو الگ الگ سلا یا کرو۔ هشام بن سعد حدثنی معاذ بن عبد الله بن خبيب الجهني قال دخلنا عليه فقال لا مراة متى يصلي الصبي فقالت كان رجل منا يذكر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سئل عن ذلك فقال اذا عرف يمينه من شماله فمروه بالصلوة ابوداود ترجمہ هشام بن سعد سے روایت ہے کہ ہم معاذ بن عبد اللہ بن خبیب جہنی کے پاس گئے تو اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ بچہ کس عمر میں ہو نماز پڑھے؟ اس نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب وہ دائیں اور بائیں میں شناخت کرنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا زَكَاةَ الْمُسْرِكِينَ سورة الروم ایت ۳۱ ترجمہ اور نماز کو قائم رکھو اور تم مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

نمازوں کے پڑھنے کا حکم

مَا سَلَكُمُفِي سَفَرِهِ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ سورة المذثر ایت ۲۲ ترجمہ بہشت میں رہنے والے لوگ جہنمیوں سے پوچھیں گے تم کو کس شے نے جہنم میں بھیج دیا۔ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کر نیوالوں میں نہیں تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان اور کافر کے مابین فرق صلوٰۃ کا ترک کرنا ہے ابن ماجہ عبد اللہ بن بریدہ وہ اپنے باپ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں مابین نماز کا عہد ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا ابن ماجہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام اور شرک کے مابین نماز ترک کا فرق ہے جس نے نماز چھوڑ دی اس نے شرک کیا ابن ماجہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے خوب وضو کیا اور ان نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کیا اور ان کے رکوع اور خشوع کو مکمل کیا تو رب العزت نے اس کی بخشش کا ذمہ لے لیا ہے اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کا رب العزت پر کوئی ذمہ نہیں ہے۔ اگر چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے تو اس کو عذاب دے ابوداود احناف کے نزدیک تارک نماز فاسق ہے جو آدمی نماز کو جان بوجھ کر سستی سے نماز کو نہ پڑھے وہ فاسق ہے اس کو جیل خانہ میں قید کیا جائے حتیٰ کہ وہ نماز پڑھنے لگے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ اس کا خون بہنے لگے در مختار

نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَيْسٍ يَعْزِي ابْنِ كَلْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْأَصْلِيُّ بِكُمْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلُّوا فَصَلُّوا فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً ترجمہ عثمان بن ابوشیبہ، کعب، سفیان، عاصم بن کلب، عبد الرحمن بن الاسود، علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے صلوٰۃ پڑھائی اور ایک مرتبہ کے علاوہ اپنے ہاتھ نہ اٹھائے ترجمہ ابوباب الصلوٰۃ۔ ابوداود کتاب الصلوٰۃ۔ نسائی والی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اہل علم صحابہ اور تابعین، سفیان اور اہل کوفہ کا اس پر عمل ہے۔ عبد الرحمن بن ابولیلیٰ نے حضرت براء بن عازب طحاوی امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اہل علم صحابہ اور تابعین، سفیان اور اہل کوفہ کا اس پر عمل ہے۔ عبد الرحمن بن ابولیلیٰ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے اور پھر ایسا نہیں کرتے تھے۔ ابوداود۔ طحاوی سعید بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی ابتدا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے۔ ابوداود۔ اسود سمعان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی ابتدا کرتے تھے۔ طحاوی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ اگر حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا کرتے ہیں کہ آپ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ طحاوی اگر حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ طحاوی حصین نے روایت کی عمر بن مرہ سے فرمایا جب ہے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو پچاس مرتبہ رفع یدین نہیں کرتے ہوئے دیکھا۔ طحاوی کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے موت کی مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ علقمہ بن وائل بروایت اپنے والد سے حدیث روایت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے میں نے اس کا ذکر ابراہیم غنمی سے کیا تو وہ بہت غصے ہوئے اور فرمایا ہاں انہوں نے دیکھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب نے نہیں دیکھا۔ طحاوی عاصم بن کلب نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ نماز میں ہاتھ صرف تکبیر تحریمہ پر ہاتھ اٹھاتے تھے پھر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ طحاوی حصین سے وہ عبادہ سے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نماز پڑھی تو بجز تکبیر تحریمہ کے اور کسی موقع پر ہاتھ نہیں اٹھائے نہیں اٹھاتے تھے۔ طحاوی کہ میں نے حضرت ابی حنیفہ ترجمہ جہنوں نے کہا کہ اپنا ہاتھ صرف پہلی مرتبہ اٹھاؤ اور اس کے بعد نماز میں کسی وقت نہ اٹھاؤ۔ امام محمد نے کہا ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کتاب الا

ثار باب افتتاح الصلوة ورفع الايديين والسجود على العمامة ﴿تکبیر تحریمہ تو فرائض صلوٰۃ سے ہے تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز جائز نہیں ہے اور تکبیر سجدہ تین فرائض نماز سے نہیں ہے بلکہ سنن نماز سے ہیں تو ان کا حکم بھی وہی ہونا چاہیے سجدہ تین کی تکبیروں کا ہے پس جس طرح ان میں رفع الیدین نہیں ہے۔ ان کے درمیان ہی نہیں ہونا چاہیے حکم ہے اس رفع الیدین کا بطریق نظر و قیاس کے اور یہی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ابو بکر بن عیاش نے کہا میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ وہ نماز میں بجز تکبیر تحریمہ کے اور کسی تکبیر پر رفع الیدین کرتا ہو۔

نماز میں رفع الیدین کرنا چاہیے

عن ابن عمر قال قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فی الر کعتین کبر و رفع یدیہ ﴿ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ﴾ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ﴿ابن ماجہ۔ ابوداؤد﴾ عبد اللہ بن ابورافع نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے فرض کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تو اسی طرح کرتے جبکہ رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے اور نماز میں کسی اور جگہ پر نہ اٹھانے جبکہ بیٹھے ہوئے ہوتے اور جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح دونوں ہاتھ کو اٹھاتے اور تکبیر کہتے امام ابوداؤد نے فرمایا کہ حمید ساعدی کی حدیث میں ہے جب کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال سنایا کیا کہ جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جیسا کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہی تھی ﴿ابوداؤد۔ طحاوی۔ ابن ماجہ﴾

عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال راویت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا افتتح الصلوة یرفع یدیہ حتی یحاذی منبیبہ و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع ولا یرفع بین السجدتین ﴿طحاوی﴾ زہری روایت کرتے ہیں سالم سے وہ اپنے والد سے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اور سجدتین میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔ سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی ابتداء کرتے تو کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمد ہ ربنا لک الحمد کہتے اور سجدتین میں ہاتھ نہ اٹھاتے ﴿طحاوی۔ ترمذی﴾ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ دیکھا کہ وہ نماز میں تین موقعوں پر ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے سالم سے اس کے متعلق پوچھا کیا انہوں نے فرمایا کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے ﴿طحاوی﴾ محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید، عبد الحمید بن جعفر، محمد بن عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبد ساعدی سے دس اصحاب رسول اللہ ﷺ کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک حضرت ابوقحادہ ہیں محمد بن عمر فرماتے ہیں کہ ابوساعدی نے فرمایا میں آپ لوگوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی نماز زیادہ جانتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ کیونکر واللہ تم ہم لوگوں سے اقدام اور ہم لوگوں سے زیادہ تو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے والے نہیں تھے فرمایا کیوں نہیں تب ان لوگوں نے کہا اچھا پھر بیان تو کرو تو اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر کہہ کر قراءت کرتے پھر تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کرتے پھر سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ من حمد کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے زمین کی جانب جھکتے پھر جب دونوں رکعتوں کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ایسا ہی باقی نمازوں میں کرتے آپ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے ﴿ابن ماجہ طحاوی﴾ امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی انھیں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عبد الحمید بن جعفر سخت مجروح و ضیف ہیں۔ محمد بن عمر نے ساعدی سے ملاقات نہیں کی ﴿طحاوی﴾ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر دونوں ہاتھ اٹھاتے ﴿طحاوی﴾ مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے کانوں کے اوپر تک ﴿بخاری طحاوی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے جب نماز شروع کرتے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے ﴿طحاوی۔ ابن ماجہ﴾ عمیر بن صبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے ﴿ابن ماجہ﴾ ابو حنیفہ ساعدی اور ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلم ایک جگہ جمع ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کا آپس میں ذکر کرنے لگے۔ ابوحمید نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے رفع یدین کرتے، جب رکوع میں جاتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی ایسا ہی کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہر جوڑا اپنی جگہ پر آ جاتا ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت وائل بن حجر نے فرمایا کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا آپ کیسے پڑھتے ہیں آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کیا اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے جب رکوع فرمایا تب بھی ایسا ہی کیا اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی ایسا ہی کیا ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز شروع کرتے کہتے تو رفع یدین کرتے جب رکوع کرتے تب بھی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے بھی اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بتایا ﴿ابن ماجہ﴾ سالم بن عبد اللہ سے اس اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کرتے اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سبح اللہ من حمد رہنا دلک الحمد کہتے اور سجدوں کے درمیان میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ﴿بخاری﴾ امام العلام شیخ الاسلام ابی بکر بن علی بن محمد الحدادی جسی ﴿الحجۃ العمرہ﴾ ترجمہ رفع الیدین کا دوام کسی حدیث میں نہیں ہے اور نہ مدت مذکور ہے۔

نماز میں تکبیر تحریمہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جانا چاہیے

حد ثنا حفص بن عمرنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال راویت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع واذا رفع راسہ من الركوع حتی یبلغ بها فروع اذنیہ ﴿ابوداؤد﴾ ترجمہ حفص بن عمر نے شعبہ سے قتادہ سے یہ نصر بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے دیکھا ہے جب کہ تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے یہاں تک کہ وہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے ﴿بخاری﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی ابتداء کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے اور پھر ایسا نہیں کرتے تھے ﴿ابوداؤد۔ دارقطنی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے ﴿ابوداؤد۔ طحاوی﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر پڑھی اور اپنے انگوٹھے اپنے کانوں کے برابر کیئے ﴿حاکم۔ بیہقی﴾ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے چاہیے۔ ویرفع یدیه حتی یحاذی بابہا میہ شحمة اذنیہ ترجمہ اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کی لو کے برابر کر دے ﴿ہدایہ﴾ قنوت، عیدین، اور نماز جنازہ کی تکبیروں کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ والمرأة ترفع یدیهما حذاء منکبہما هو صحیح لانه استر بہا ﴿ہدایہ﴾ ترجمہ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھائے یہ صحیح ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ عورت کے واسطے زیادہ پردہ کا ہے۔ احناف اسی پر عمل کرتے ہیں۔

تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کر لیتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کیا کرتے اور جب سجدوں کے لیے اٹھتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے ﴿ابوداؤد﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے مقابل کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو انہیں اٹھاتے مگر ایسے نیچے رکھتے۔ امام ابوداؤد نے کہا کہ میرے علم کے مطابق مالک کے علاوہ ہاتھ نیچے اٹھانے کا ذکر کسی ایک نے بھی نہیں کیا ﴿ابوداؤد﴾ سالم ابن عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سیدہ النکاحہ ربنواؤلک الحمد پڑھتے اور سجدوں کے درمیان میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ﴿بخاری کتاب الاذان﴾ محمد بن عمر، عطاء، ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کے پاس تشریف فرما تھے جن میں ابوقادہ بن ربیع بھی موجود تھے ابو حمید نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تمام لوگوں سے میں زیادہ جانتا ہوں۔ آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہو تے پھر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے جب رکوع کا ارادہ کرتے تب بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے جب سمع اللہ الحمد کہتے تب بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب دوسری رکعت سے کھڑے ہوتے تب بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے ﴿ابن ماجہ﴾ عبید اللہ بن ابی رافع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے۔ رکوع میں جاتے وقت بھی ایسا ہی کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی اور جب دو نوں سجدوں سے اٹھتے تب بھی ایسا ہی کرتے تھے ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے۔

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں یہ سنت ہے

عن وائل ابن حجر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرة۔ حضرت وائل بن حجر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا سرہ یعنی ناف کے نیچے رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا سرہ کے نیچے سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ﴿دارقطنی﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے تحت یعنی نیچے رکھنا نبوت کے اخلاق میں سے ہے۔ حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ میں ہاتھ باندھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اور دونوں ہاتھوں کو سرہ یعنی ناف کے تحت رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرہ کے نیچے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا سنت ہے ﴿بیہقی۔ دارقطنی﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز ادا کرتے تھے پس انہوں نے اپنا بائیں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا ﴿ابوداؤد﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مثلہ اشیاء عادات نبوت میں سے ہیں پہلی عادت روزے کی افطاری میں جلدی کرنا۔ دوسری عادت سحری میں دیر کرنا تیسری عادت صلوٰۃ میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر سرہ یعنی ناف کے نیچے رکھنا۔ امام ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر تحت السرة ناف کے نیچے رکھتے تھے

﴿کتاب الامار﴾ قال ویعتمد بیدہ الیمنی علی الیسری تحت السرة لقوله علیہ السلام ان من السنة وضع الیمن علی الشمال تحت السرة ترجمہ امام قدوری نے فرمایا ہے کہ اور اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھ لے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ داہنا ہاتھ کا بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے ﴿ہدایہ﴾ رسول اللہ ﷺ نے اس پر مداومت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ انا معشر الانبیاء امرنا بان ناخذ شمالنا بایماننا فی الصلوٰۃ۔ ترجمہ ہم نبیوں کی جماعت کو حکم فرمایا گیا کہ ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑیں۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھٹلی انگلی سے بائیں ہاتھ کا گٹ پکڑے۔ ﴿عنایہ﴾ زین ناف ہاتھ باندھنا اقرب الی التعظیم وهو المقصود تعظیم کے زیادہ قریب ہے اور تعظیم ہی مقصود ہے ﴿ہدایہ﴾ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں اہل کتاب کے ساتھ تشبیہ سے بعد ہو جاتا ہے اور ستر عورت سے قرب

عن وائل ابن حجر انه قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فواضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره. بلوغ المرام ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صلوٰۃ ادا کی پس آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینہ پر رکھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہیے۔ کہتے ہیں کہ سینہ نور ایمان کی جگہ ہے لہذا نماز کے اندر اپنے ہاتھ سے اس کی حفاظت کرنا اولیٰ ہے۔

احناف کے نزدیک دونوں التحیات میں آدمی کے لیے سنت یہ ہے کہ داہنا پاؤں کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا سرایت اللہ کی جانب کرے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے اور زمین پر بیٹھے۔ عن عبد الله بن عبد الله انه اخبره انه كان يرى عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنهما يتربع في الصلوة اذا جلس ففعلته وانا ابو منذ حديث السن فنهانى عبد الله بن عمر وقال انما سنة الصلوة ان تنصب رجلك اليمنى وتثنى اليسرى فقلت انك تفعل ذلك فقال ان رجلى لا تحملا نبي ﷺ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ سے وہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں دو زانو ہو کر بیٹھا دیکھتے ہیں بھی اسی طرح بیٹھا ان دنوں میں کم سن تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ توالی عنہ نے مجھ کو سنے کیا اور فرمایا نماز میں اس طرح بیٹھنا سنت ہے کہ داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں کو بچھا دے یعنی موڈ دے میں نے کہا کہ تم تو چار زانوں بیٹھے ہو اس نے فرمایا میرے پاؤں میرا وزن نہیں اٹھا سکتے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کس طرح پڑھا کرتے ہیں پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے تکبیر پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ کانوں کے مقابل ہو گئے پھر بائیں ہاتھ کودائیں ہاتھ سے پکڑا جب رکوع کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ حسب سابق اٹھائے پھر بیٹھے تو بائیں پیرو بچھالیا اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور داہنی کہنی کو داہنی ران سے جدا رکھا اور دونوں انگلیاں بند کر لیں نیز حلقہ بنا لیا اور میں نے آپ کو اسی طرح فرماتے دیکھا اور بشر راوی نے انکو اٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا ﷺ ابوداؤد ﷺ نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھے تو اپنا بائیں پاؤں بچھاتے تھے حتیٰ کہ اس قدم کی پشت سیاہ ہو گئی تھی ﷺ ابوداؤد ﷺ عن وائل بن حجر قال قد مت المدينة قلت لا نظرن الی صکوة رسول اللہ ﷺ فلما جلس یعنی للتشهد افترش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى ونصب رجله اليمنى ﷺ ترمذی کتاب الصلوۃ باب کیف الجلس فی التشهد ﷺ ترجمہ حضرت ائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ میں مدینہ میں آیا رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں پھر جب آپ یعنی التحیات میں بیٹھے بچھایا پاؤں اور رکھا بائیں ہاتھ یعنی بائیں ران پر اور کھڑا رکھا داہنا پاؤں۔ ابوعبسی امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو دل میں خیال آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد کروں گا فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تشهد کیلئے بیٹھے تو بائیں پاؤں بچھایا اس کے بعد اسی پر بیٹھ گئے ﷺ طحاوی ﷺ واذا رفع راسه من السجدة الثانية فى الركعة الثانية افترش رجله اليسرى فجلس عليها ونصب اليمنى نصبا ووجه اصابعه نحو القبلة ﷺ ہدایہ ﷺ ترجمہ اور جب دوسری رکعت میں دوسرے سجدے سے اُپنسا اٹھائے تو اپنا بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں بل کل کھڑا رکھے اور اس پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز میں رسول اللہ ﷺ کا تشهد میں بیٹھنا بیان فرمایا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھے۔ اور اپنے ہاتھوں کی انگلیاں بچھا دیں اور التحیات پڑھے وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے اور اس لیے کہ اس میں ہاتھوں کی انگلیوں کا بیت اللہ شریف کی جانب متوجہ کرنا پایا جاتا ہے اور اگر وہ عورت ہو تو وہ اپنے بائیں چوڑے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکالے کیونکہ یہ عورت کے لئے زیادہ بہتر ہے ﷺ ہدایہ ﷺ

حدثنا احمد بن حنبل نا ابو عاصم الضحاك بن مخلد انا عبد الحميد يعنى ابن جعفر ونا مسدد نا يحيى نا عبد الحميد يعنى ابن جعفر حدثنى محمد بن عمر عن ابى حميد نا الساعدى قال سمعت فى عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال احمد قال اخبرنى محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حميد الساعدى فى عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابو قتاده قال ابو حميد اعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا فاعرض فذكر الحديث قال ويفتح اصابع رجليه اذا سجد ثم يقر ثم يقول الله اكبر ويرفع ويثنى رجليه اليسرى فيتعد عليها ثم يصنع فى الاخرى مثل ذلك فذكر الحديث قال حتى اذا كانت السجدة التى فيها التسليم اخر رجليه اليسرى وقعد متوركاً على شقه الايسر احمد قالوا صدقت هكذا كان يصلى ولم يذكر افى حديثها الجلوس فى اثنتين كيف جلس ﴿ابوداود﴾ كتاب الصلوة - باب من ذكر التورك فى الرابطة ﴿ترمذى﴾ احمد بن حنبل، ابو عاصم ضحاك بن مخلد، عبد الحميد بن جعفر مسدد، يحيى، عبد الحميد بن يعقوب، محمد بن عمرو، حضرت ابو حميد ساعدى رضى الله تعالى عنه نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے دس اصحاب میں سنا۔ احمد نے کہا کہ مجھے محمد بن عطاء بن عمرو نے بتایا کہ میں نے ابو حميد

ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے دس اصحاب میں فرماتے ہوئے سنا جن میں حضرت ابوقحافہ بھی تھے حضرت ابوجہد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ بتائیے تو حدیث سناتے ہوئے فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو کھلی ہوئی رکھتے پھر ٹھہرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور اٹھ جاتے اور بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے پھر دوسرے سجدے میں بھی اسی طرح کرتے۔ پھر حدیث فرماتے ہوئے فرمایا۔ یہاں تک کہ جب سلام والا سجدہ کرتے تو بائیں پاؤں کو نکال کر بائیں پہلو پر توڑ کر کے بیٹھتے۔ امام احمد کی روایت میں یہ بھی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ دونوں حضرات نے اپنی حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ دور کعت کے بعد کس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ محمد بن عمرو ابن عطاء سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے پھر مذکورہ حدیث بیان کی اور حضرت ابوقحافہ کا ذکر نہیں کیا۔ فرمایا کہ جب دور کعت بیٹھے تو بائیں پاؤں کو نکال کر زمین پر بیٹھ کر لگا کر بیٹھے۔ ابوداؤدؒ روایت ہے عباس بن سہل ساعدی سے کہا ابوجہد اور ابواسید اور سہل بن اور محمد بن مسلمہ کٹھے بیٹھے اور ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تو ابوجہد بولے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ جب تشہد کے لیے بیٹھے تو آپ نے اپنا بائیں پاؤں بچھا دیا اور داہنے پاؤں کا سینہ بیت اللہ کی جانب کر دیا اور اپنی داہنی ہتھیلی داہنے گھٹنے پر رکھ دی بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر رکھی اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ ترمذیؒ ابن جریر اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ درمنثور۔ طبریؒ

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ یقیمون الصلوة ومما رزقنہم ینفقون۔ کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ پانچوں نمازیں پڑھتے ہی امام ابن اخط، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نماز کو اس کے فرائض کے ساتھ قائم کرتے ہیں اور حساب کر کے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ درمنثور۔

وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ ترجمہ اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ مِمَّا میں مِنْ تَبْعِیْفِیْہ ہے۔ مِنْ کے نون کو اگر اس کی جگہ کیم کو، موصولہ میں ادغام کر دیا ہے، موصولہ، رَزَقْنَهُمْ، جملہ ہو کر صلہ ہے۔ رَزَقْنَاکَ۔ هُمْ مفعول پہلا اور مفعول دوسرا اِیَّاهُ محذوف ہے۔ اِیَّی مِمَّا رَزَقْنَهُمْ اِیَّاهُ يُنْفِقُونَ۔ اس میں تین جملے ہیں۔ ﴿۱﴾ مِمَّا ﴿۲﴾ رَزَقْنَهُمْ ﴿۳﴾ یُنْفِقُونَ۔ مِمَّا میں مِنْ تَبْعِیْفِیْہ کے واسطے ہے۔ اس کا مطلب ہے اپنے رزق میں سے کچھ حصہ خرچ کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھی خرچ کرو اور اپنی اولاد اور بیوی کو بھی دو۔ یعنی ہمارے عطا کردہ مال کو تمام میری راہ میں خرچ نہیں کرنا بلکہ اپنی روزی کا کچھ حصہ میرے راستہ میں خرچ کرنا ہے۔ جو تنگی و فقر پر صبر نہ کر سکے اس کے لیے تمام مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ کچھ ہو وی تاں پلے خرچ کریں راہ اللہ۔ اتنا وی نہ ڈیویں متاں اٹھا نوڑاں پوی پلا۔ بے سب کچھ ڈے ڈیسیں تے کم ہو سیا سولا۔ کرمانی صدیق دی سنت تے عمل ہوئی تے ول جائزیں اللہ۔ جو مال نہ ہونے پر صبر کر سکے اس کے لیے تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جائز ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دے دیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کے کل مال پر انکار نہیں کیا۔

رزق کے لغوی دو مطلب ہیں۔ عطاء، حصہ۔ جو حرام مال سے نفع حاصل کرے گا وہ حرام مال اس کے لیے حصہ اور نصیب بنے گا لہذا اس کے لیے اس کا رزق بننا ضروری ہے۔ و مِمَّا رَزَقْنَهُمْ اس کا مطلب ہے اعطینا ہم۔ یعنی جو کچھ ہم نے ان عطا کیا اور رزق ہر اس کا نام ہے جس سے نفع اٹھایا جائے۔ ﴿بنغوی﴾ وَتَجْعَلُونَ رَزَقَكُمْ اَنْتُمْ تُكْذِبُونَ ﴿پ ۲۷ سورة الواقعة آیت ۸۲﴾ ترجمہ اور یہ اپنا حصہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو اس آیت مبارکہ میں رزق حصہ کا معنی دے رہا ہے۔ وَانْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَكُمْ ﴿پ ۱۳ سورة الرعد آیت ۲۲﴾ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہمارے راستہ میں خرچ کرو۔ وَمَا مِنْ ذَاتِ بَرٍّ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴿پ ۱۲ سورة هود آیت ۶﴾ ترجمہ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ یعنی وہ اپنے فضل سے ہر جاندار کے رزق کا قائل ہے۔ قُلْ اَرَنْتُمْ مَا اَنْزَلَ لَكُمْ مِنْ رَزْقٍ فَجَعَلْنٰهُ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلٰلًا قُلْ اَللّٰهُ اِذْنَ لَكُمْ اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَتَفَكَّرُونَ ﴿پ ۱۱ سورة یونس آیت ۵۹﴾ ترجمہ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رزق نازل کیا اس میں تم نے اپنی جانب سے حرام و حلال ٹھہرایا تم فرماؤ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمہیں اجازت دی کیوں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ اس آیت سے معلوم ہو کہ کسی شے کو اپنی طرے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور اللہ تعالیٰ پر افتراء و جھوٹ ہے۔ اصطلاح میں رزق وہ ہے جو جاندار کھائیں اور پیئیں۔ الحظ و النصیب، یعنی حصہ۔ رزق۔ یہ متقین کی صفت ہے۔ اس آیت میں وہ خرچ کرنا بھی داخل ہے جو انسان پر واجب ہوتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ، منّت، اپنے آپ پر خرچ کرنا اور جن پر خرچ کرنا واجب ہے، جہاد میں خرچ کرنا۔ جب واجب ہو جائے۔ واجب، مستحب، نفلی، یہ تمام اقسام اس میں داخل ہیں۔ جیسے صدقہ فطر۔ قرض کا ادا کرنا۔ حج کا ادا کرنا وغیرہ۔ یُنْفِقُونَ اِنْفَاقًا۔ نَفَقَ سے ماخوذ ہے۔ اس کا لغوی مطلب ہے۔ الگ الگ ہونا۔ بکھیرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا مراد ہے۔ ﴿بنغوی﴾ درمنثور۔ جامع البیان ﴿یُنْفِقُونَ﴾ کا معنی ہے یُصَدِّقُونَ۔ یعنی صدقہ دیتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اور اس کی اطاعت میں خرچ کرتے ہیں۔ اِنْفَاقًا کا اصل مطلب ہے ہاتھ اور ملک سے نکالنا ہے۔ اسی سے نفاق السوق ہے۔ جب بازار میں لین دین خوب ہو کیونکہ اس میں سامان کو ہاتھ سے نکالنا ہوتا ہے اسی سے نَفَقَتْ الدابة۔ جب کہ اس کی روح نکل جائے۔ ﴿بنغوی﴾ اِنْفَاقًا واجب زکوٰۃ کے لیے۔ وَلَا یُنْفِقُوا اَنْهَا فِیْ سَبَبِیْلِ اللّٰهِ جَمَادِہ اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ﴿پ ۱۰ سورة التوبہ آیت ۳۴﴾ اِنْفَاقًا مستحب کیلئے۔ وَانْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدُکُمْ الْمَوْتُ۔ ترجمہ اور خرچ کرو اس سے جو ہم نے تمہیں دیا پہلے کے کہ تمہیں موت آئے۔ ﴿پ ۲۸ سورة الانفقون آیت ۱۰﴾ صدقہ کے لیے۔ فَاَصْدَقْ وَاَنْ اَمِّنَ الصَّالِحِیْنَ ترجمہ کہ صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔

حکایت اِنْفَاق کی فضیلت۔ ابو عبد اللہ الحارث الرازی کہتے ہیں کہ رب العزت نے کسی نبی علیہ السلام کی جانب وحی نازل فرمائی کہ میں فلاں آدمی کے لیے یہ فیصلہ کیا ہے کہ

اس کی آدھی عمر غریب و تنگ دستی و فقر میں گزرے گی اور آدھی دولت مندی میں بسر ہوگی اس نبی نے اسے بلا کر پوچھا کہ وہ کس طرح چاہتا ہے اسے بلایا گیا اور تمام قصہ اس کو سنایا گیا۔ اس آدمی نے سن کر عرض کی مجھے اجازت مرحمت فرماؤ کہ میں اپنی بیوی سے مشورہ کر لوں نبی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی سے مشورہ کر لو۔ وہ شخص اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس آدمی نے اپنی بیوی کو سب حال سنایا تو اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے دولت کی تمنا ظاہر کرو۔ اس آدمی نے اپنی بیوی کو کہا میرا سوچ و خیال ہے کہ پہلے فقر ہونا چاہئے کیونکہ سکھ کے بعد دکھ مصیبت عظیم ہے۔ اور دکھ کے بعد سکھ نعمت عظمیٰ اور موجب راحت ہے۔ عورت نے کہا کہ آپ صحیح کہتے ہیں مگر اس کے متعلق میرے کہنے پر عمل کر لو۔ اس شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر دولت مندی کی آرزو ظاہر کی۔ نبی علیہ السلام کی دعا سے وعدہ پورا ہوا اور وہ آدمی صاحب جائیداد ہو گیا۔ عورت نے کہا۔ اگر تو اس دولت کی پائیداری چاہتا ہے تو اسے خلق خدا پر خرچ کر۔ چنانچہ اس آدمی نے اس پر عمل کیا جب وہ کپڑا خریدتا تو دوسرا کسی مسکین کے لیے بھی خرید لیتا۔ جب آدھی عمر ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی اور فرمایا کہ اگر چہ اب اس کی باری فقر کی آگئی تھی مگر چونکہ اس نے میری نعمتوں کا حق ادا کیا لہذا اسے میرا فرمان سناؤ کہ اس کی باقی عمر بھر دولت مندی میں بسر ہوگی ﴿روح البیان﴾ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہر کہار در گردانبارش تہی۔ لیکش اندر مزرعہ باشد ہی۔ وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد۔ اسپش و موش حوادث ماش خورد۔ ترجمہ کھیتی بوتے وقت بندہ خالی ہاتھ ہو جاتا ہے لیکن اس کا شمرہ کھیتی پیدا ہو جانے کے وقت بہت ہوتا ہے اور اپنی گندم نہیں بوتا اسے گھر میں رکھ چھوڑتا ہے تو اسے جانور کھا جاتے ہیں یا جو ہے، یا دیمک کا شکار ہو جائے گی۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ احوال گنج قارون کا یام داد برباد۔ باغچہ گید تاز رہاں ندارد۔ ترجمہ قارون کے خزانے کے حالات سخاوت کے زمانے کی طرح برباد ہیں باغیچے سے کہو کہ وہ اپنا دینہ پوشیدہ نہ رکھے۔ بے ہووی تے الحمد للہ پڑھیں نا ہووی تے کریں شکر اللہ۔ کرمانی اوندی ہر بک رضادے راضی ہوویں و در رکھیں استغفر اللہ۔ حضرت شقیق بن ابراہیمؒ اپنا بھیس تبدیل کر کے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ کہاں سے آئے ہو اس نے کہا میں بلخ سے آیا ہوں آپ نے پوچھا کیا تم شقیق کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں میں اس کو جانتا ہوں آپ نے سوال کیا کہ ان کے اصحاب کا طریقہ کیا ہے؟ حضرت شقیق رحمۃ اللہ نے کہا جب ان کو کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں اور جمل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تو ہمارے علاقے کے کتوں کا طریقہ ہے حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ پھر کالمین کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کالمین وہ ہیں جن کو کچھ بھی نہ ملے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور مل جائے تو دوسروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ناں کچھ ہووی تے شکر کریں ہووی تے صبر فرماں ویں۔ کرمانی یتیم مسکیناں کوں کھا نواں خوب کھاویں۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۖ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ وَلِئِكَ عَلَىٰ

هٰذِهِ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ترجمہ اور یہ لوگ اس ﴿قرآن﴾ پر ایمان لاتے ہیں ﴿اے میرے محبوب﴾ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ جو آپ سے قبل اتارا گیا اور یہی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی ﴿کامل پرہیزگار لوگ﴾ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور وہی ﴿کامل پرہیزگار لوگ﴾ فلاح پانے والے ہیں۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت مذکورہ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ جو آپ ﷺ رب العزت کی جانب سے لائے ہیں وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور جو آپ سے قبل مرسلین لائے ہیں اس کی بھی تصدیق کرتے ہیں وہ ان کے مابین فرق نہیں کرتے جو رب کی جانب سے قبل رسول لے کر آئے ہیں اور اس کا وہ انکار نہیں کرتے اور وہ وصال کے بعد اٹھ کھڑا ہونے میں، قیامت قائم ہونے، بہشت، جہنم، حساب، میزان پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائے جو آپ سے قبل اترا اور اس کا انکار کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ اے میرے محبوب جو تم پر یہ نازل کیا گیا ہے۔ اس نازل سے مراد فرقان ہے اس فرقان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے مابین فرق فرمایا۔ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اے میرے محبوب اور جو تم سے پہلے کتابیں نازل کیں گئیں ہیں۔ یہی خوش نصیب لوگ ہیں جو ہدایت و فلاح کے حق دار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حق کو مقدر کر دیا ہے یہ ایمان والوں کی صفت ہے۔ مَا أُنْزِلَ اِس جملہ کے دو کلموں پر غور کریں پہلے مَا اور دوسرا اُنْزِلَ۔ مَا کا مطلب ہے وہ ہر شے۔ اُنْزِلَ کا مطلب ہے۔ جو نازل کیا گیا۔ اِلَیّی طرف۔ اِلَیّی تیری طرف۔ اِلَیّی تیری طرف۔ جو تیری طرف نازل کیا گیا۔ وحی کے ذریعے قرآن مجید۔ پوشیدہ وحی۔ الہام۔ حدیث۔ ان سب کا ماننا ایمان کے لیے اشد ضروری ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ اِنْهُوَ الْآخِیُّ یُوحِیٰ۔ ﴿پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳﴾ ترجمہ میرے حبیب ﷺ تو اپنی مرضی سے کلام ہی نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی ہوتی ہے۔ یعنی اپنی نورا نیت اور تجرد سے نزدیک ہوتے ہیں اور رب العزت کا کلام حاصل کرتے ہیں اور یا پھر لوح محفوظ سے اس کلام کو حاصل کرتے ہیں۔ انزال کا مطلب ہے ایک دم نازل کرنا اس لیے قرآن مجید کی آیت ایک دم نازل ہوئی تھی۔ اس لیے یہاں انزل فرمایا گیا۔ اِلَیّی۔ جو رسول اللہ کے دل پر الہام ہوا۔ جو جبرائیل امین لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کانوں سے سنا۔ اور جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چشموں سے دیکھا یا زمین پر یا عرش پر یہ تمام اس الیک میں شامل ہیں۔

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو تم سے پہلے نازل ہوئے۔ یعنی گزشتہ زمانہ میں جو کتابیں اور صحائف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مومنین متقین دو طرح کے تھے۔ ایک وہ جو پہلے مشرک تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور دوسرے وہ لوگ تھے کہ جو پہلے اہل کتاب یہودی یا نصرانی تھے بعد میں مشرک باسلام ہو گئے تھے اس سے قبل پہلے طبقہ کا ذکر تھا۔ اور اس آیت میں دوسرے طبقہ کا ذکر ہے اسی لئے اس آیت مبارکہ میں قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ گزشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی بھی تصریح فرمائی گئی کہ یہ حضرات دوہرے

اجر و ثواب کے مستحق ہیں سابقہ کتابوں پر عمل کرنے کا اجر اور قرآن مجید پر ایمان لانے اور عمل کرنے کا اجر گزشتہ آسمان کتابوں پر ایمان لانا آج بھی ہر مسلمان کے لیے لازم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ آج ان کتابوں پر صرف اجمالی ایمان اس طرح ہوگا کہ رب العزت نے ان کتابوں میں جو کچھ اتر تھا وہ تمام حق ہے اور اس زمانہ کے لیے ہی واجب العمل تھا، مگر قرآن مجید نازل ہونے کے بعد چونکہ یہ گزشتہ کتابی اور شریعتیں تمام منسوخ ہو گئیں اب عمل صرف قرآن مجید پر ہوگا۔

ختم نبوت۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ آخری نبی اور آپ کی وحی آخری وحی ہے اس لئے کہ اگر قرآن کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح اس آیت میں گزشتہ کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح آئندہ نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لانے کا بھی ذکر ہوتا مگر ایسا نہیں ہے قرآن نے جہاں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی کتاب پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے، وہیں سابقہ کتابوں پر بھی ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے مگر کسی آیت میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے کہ آئندہ بھی کوئی وحی آنے والی ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے زمین پر آئیں گے۔ اور شریعت محمد کی اتباع کریں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ اس وقت تمہاری کیا شان و شوکت ہوگی جب تم میں ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔ بخاری

﴿وَبَا لَّا خِرَّة﴾۔ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روز بیثاق میں تمام ارواح کو پیدا فرمایا اس کے بعد انسان دنیا میں آ رہا ہے اور اتار ہے گا۔ انسان کا تین جگہ رہنا ہے کچھ ایام اس دنیا میں رہنا ہے کچھ دن قبر میں اور ہمیشہ آخرت میں زندگی گزارنی ہے۔ انسان کی پیدائش ابتداء دنیا میں ہوتی ہے اور کچھ دن دنیا میں رہنے کے بعد انتہا وصال ہوتا ہے پھر اس کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے قبر میں کچھ دن گزرنے کے بعد قیامت کے دن انسان زندہ ہو گا پھر اس کی دوسری ابتداء ہوگی اور انتہا نہیں ہوگی۔ عالم برزخ اور قیامت دونوں حالتیں غیب ہیں۔ مومنین کی یہ بھی صفت ہے کہ ان پر ایمان و یقین رکھتے ہیں دنیا کو دنیا اس لیے کہتے ہیں کہ باعتبار آخرت کے نزدیک ہے اور آخرت کو اسی لیے آخرت کہتے ہیں کہ وہ مؤخر ہے اور دنیا کے بعد ہے۔ ﴿هُم يُوَفَّقُونَ﴾ کا پہلے لانا حصر کے واسطے ہے اس کا

معنی ہے مومنین و متیقن کو آخرت پر یقین ہے۔ یوفقون۔ ایک ان سے ہے اس کا مطلب علم ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک ان اور یقین اس علم کا نام ہے جو دلیل سے حاصل شدہ ہو اسی وجہ رب العزیز کو مؤقن نہیں کہا جاتا اور اللہ تعالیٰ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا کیونکہ علم الہی سے ماخذ نہیں ہے۔ ﴿روح البیان﴾ بغوی کہتے ہیں کہ بہشت میں صرف یہودی و نصاریٰ کے علاوہ کوئی اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو چند ایام کے لیے جہنم کا عذاب ہوگا۔ یا پھر کہتے ہیں کہ ہم کو دوزخ کی آگ کا اثر نہیں ہوگا۔ اور ان کا یہ بھی اختلاف ہے کہ بہشت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہیں یا وہ چند دن ہیں یا یہ بھی کہتے ہیں کہ بہشت میں کھانے پینے اور نکاح کی اشیاء کی لذتیں دنیا کی لذتوں کی طرح نہیں ہیں بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ یوں ہوگا کہ اس دنیا میں ان اشیاء کی محتاجی جسم کے مزید اور تناسل و تولد کی بنا پر ہے چونکہ اہل جنت ان باتوں سے مستغنی ہوں گے بنا بریں صرف وہ نسیم و

رواح عقیدہ اور سماع لیز و سرور کی لذتیں پائیں گے۔ ﴿روح البیان﴾ یوفقون۔ یقین سے ماخذ ہے اور یقین کے دو معنی ہیں ایک معنی ہیں۔ اس کا معنی ہے کہ جس میں کوئی شک نہ ہو اس کا جاننا پہلے شک ہو اور بعد میں نہ رہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ چیز کا ایسا علم جو شک و شبہ کے بعد ہو اسی وجہ سے شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اپنے بدن کا یقین ہے آسمان میرے اوپر ہے، کا یقین ہے کیونکہ ایسے علم سے ازالہ وہم نہیں ہو رہا تو یہ امور حادثہ کے علم کیلئے ہے خواہ وہ بدیہی ہوں یا نظری و استدلالی، قائل کہہ سکتا ہے میں اس کلام سے یقیناً یہی مراد لے رہا ہوں اگر چہ اس کی مراد کو اس نے مجبوراً جانا ہو۔ شخص کہہ سکتا ہے کہ مجھے یقین ہے الہ ایک ہے اگر چہ اس نے استدلال سے جانا ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے متعلق میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسے اشیاء کا یقین ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب تعجب و حیرانگی اس مخلوق پر ہے پھر اللہ تعالیٰ کے متعلق شک و شبہ کرتا ہے۔ حیرانگی اس شخص پر ہے جو ابتدائی تخلیق مانے مگر آخرت کا منکر ہو، تعجب اس پر ہے جو وہاں حشر و نشر کا انکار کرے حالانکہ لوگوں پر لیل و نہار مرنے جینے سوتے اور بیدار ہوتے دیکھتا ہے تعجب اس پر ہے کہ جو بہشت اور اس کی نعمتوں پر ایمان لایا پھر اس نے صرف دار و دنیا کے لیے کوشش کی، تعجب اس متکبر و فخر کرنے والے پر ہے جو جانتا ہے کہ اس کا پہلے بد و دار نطفہ اور اس آخر گندامردار ہے۔ ﴿کبیر﴾ حضرت ابولیت رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے کہ یقین تین قسم کا ہے۔ پہلا۔ یقین عیاں۔ دوسرا۔ یقین خبر۔ یقین دلالت۔ یقین عیاں وہ ہے جو مجر د کے دیکھنے سے شک و شبہ زائل ہو جائے۔ یقین دلالت وہ ہے کہ مثلاً کوئی دور سے دھواں دیکھے تو اسے آگ کا یقین ہو جائے اگر چہ اُسے آگ دکھائی اُسے آگ دکھائی بھی نہیں دے رہی۔ یقین خبر وہ ہے کہ کسی ایک کو مثلاً یقین ہے کہ اس عالم دنیا میں ایک شہر ہے جسے بستی یا سراں آباد چک مغل ملتان پاکستان کہا جاتا ہے اگر چہ وہ وہاں تک نہیں پہنچا اور آیت میں یقین خبر اور یقین ہے دلالت مراد ہیں کیونکہ آخرت حق ہے علاوہ ازیں خبر دیکھنے سے معائنہ ہو جاتی ہے۔ ظاہر شریعت کا نام علم عین یقین اور اس کے مشاہدہ کا نام حق یقین ہے علم یقین وہ علم ہے جو اور ایک باطنی کے ساتھ فکر صاحب و استدلال سے حاصل ہو اور یہ علم ان علماء کو حاصل ہے جو مومنین بالغیب ہیں اور یہ مرتبہ

علم بہار و اح قدسیہ کی مناسبت کے بغیر زائد نہیں ہوتا کہ دوئی دور نہ ہو پھر یہ مرتبہ حق ہو جائے گا اور اس مرتبہ یعنی حق یقین کی زیادتی اس وقت ہوتی ہے جب کہ اس کے بعد کو کجا بکا و رود نہ ہو۔ تیسرا۔ عین یقین اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے اور حق یقین انبیاء عظام کو۔ ﴿روح البیان﴾

دس قصص بہت بڑے دھوکے میں ہیں۔ ﴿پہلا﴾ جسے یقین ہے میرا خالق اللہ ہے مگر وہ اس کی عبادت سے قاصر ہے۔ ﴿دوسرا﴾ جسے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رازق ہے مگر وہ اس سے غیر مطمئن ہے۔ ﴿تیسرا﴾ جسے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ دنیا فانی ہے مگر اس پر سہارا کرتا ہے۔ ﴿چوتھا﴾ جسے یقین ہے کہ میرے ورثہ میرے دشمن ہیں مگر ان کے لیے مال جمع کر رہا ہے۔ تو بانو دیر تو شہ خوشن۔ کہ شفقت نیا بد فرزند و زن۔ ترجمہ تو اپنا زوارہ اپنے ساتھ لے جا مرنے کے بعد نہ تیری عورت تیری خبر گیری ہو گینہ تیرا لڑکا ﴿پانچواں﴾ جسے یقین ہے کہ موت ہرگز نہیں چھوڑے گی مگر اس کی تیاری نہیں کرتا ﴿چھواں﴾ جسے یقین ہے کہ اس کا رہنا سہنا قبر میں ہے مگر اس کی تعمیر نہیں کرتا ﴿ساتواں﴾ جسے یقین ہے کہ اس کا محاسب اس سے پائی پائی کا حساب لے گا مگر اپنے حساب کو درست نہیں رکھتا۔ ﴿آٹھواں﴾ جسے یقین ہے کہ پل صراط پر سے اس کا گزر ہونا ہے مگر اپنے گناہ کے بار کو ہانک نہیں کرتے۔ ﴿نانواں﴾ جسے یقین ہے کہ جہنم فیہ مقام ہے مگر اس سے نہیں بھاگ سکتا۔ ﴿دسواں﴾ جسے یقین ہے کہ جنت نیک لوگوں کی

قرار گاہ ہے مگر اس کے لیے نیک عمل نہیں کرتا۔ کذا فی التفسیر۔ ﴿روح البیان﴾

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۵۰ ترجمہ وہی ﴿پرہیزگار لوگ﴾ اپنے رب سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ

فلاح پانے والے ہیں۔ اُولَئِكَ وہی لوگ: عَلٰی: پر: هُدًى: ہدایت: مِّن: سے: رَّبِّهِمْ: و: اور: اُولَئِكَ: وہی لوگ: هُمْ: وہ: الْمُفْلِحُونَ

کامیاب۔ فلاح پانے والے۔ عَلٰی: اسم اشارہ ہے۔ اُولَئِكَ اسم اشارہ ہے۔ اگر یہ اشارہ متقین پر ہے اور متقین سے مراد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں تو پھر ان سے مراد یہ حضرات ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین اور انصار ہدایت پر ہیں۔ اور فلاح مراد پر ہیں۔ اگر یہ اُولَئِكَ کا اشارہ عام متقین پر ہے تو پھر آخرت تک جو متقین ہوں گے اور ان میں یہ صفات ہوں گی اور جو گزشتہ ہوئے اور جو مستقبل میں ہونگے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ تو پھر یہ اُولَئِكَ کا اشارہ ذہنی کہلائے گا۔ عَلٰی: ہُدًى۔ ہدیٰ نکرہ ہے۔ اس سے پہلے علی آیا ہے یہ غلبہ کیلئے ہے۔ اُولَئِكَ کا اشارہ ہدیٰ پر ہے کہ وہی لوگ ہدایت غالب پر ہیں۔ اگر ہدیٰ معارفہ ہوتا یعنی اس پر الف اور لام ہوتا تو متقین لوگ مخصوص ہوتے لیکن یہ ہدیٰ نکرہ ہے۔ اور یہ معنی دے رہا ہے کہ یہ متقین سب ہدایتوں پر ہیں۔ مِّن: سے: رَّبِّهِمْ: من: رب: اللہ تعالیٰ: مالک: مالک: ہم: وہ سب: جو کچھ بھی

ان متقین کو اپنے رب کے رحم و کرم سے ملا وہ ان کے اعمال کے سبب سے نصیب ہوا۔ وَأُولَئِكَ۔ پھر اس اسم کو دوبارہ فرمایا گیا کہ گزشتہ متقین کی دو حالتیں فرما۔ ان۔ غیب پر

تیں کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سب آسمانی کتب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ان

قبل صفات کی وجہ سے ہدایت پر ہیں۔ اور دوسری صفات کی وجہ سے کامیاب ہوئے قبل صفات عام مسلمانوں کی فرمائیں گئیں۔ اور دوسری صفات میں علماء کرام۔ اس کے معنی یہ

ہوئے کہ عام مسلمان ہدایت پر ہوئے اور خاص علماء کرام کامیاب و فلاح پانے والے ہیں۔ فَذَٰلِكَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿سورة الاعلیٰ﴾ جس نے اپنے دل کی صفائی کی وہ کامیاب

ہوا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهُمْ رَبُّهُمْ بِاَيِّمَا نَهْمُ تَرْجَمَہ بے شک جو ایمان لائے اور صالح عمل کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں

راستہ دے گا۔ رازی اس مقام پر فرماتے ہیں کہ اُولَئِكَ کا دوبارہ فرمانا اس تنبیہ کیلئے ہے کہ جس طرح ہدایت کا ان کے ساتھ اختصاص ہے اسی طرح فلاح کے ساتھ بھی

ان کا اختصاص ہے۔ یہ لوگ دوسروں سے انہی کی دو مخصوص صفات کی بنا پر ممتاز ہیں۔ اُولَئِكَ کا لَا نِعَامَ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولَئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ ترجمہ یہ

جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور غافل ہیں۔ اس آیت میں حرف عطف ہے زیرے مطالعہ آیت مبارک میں یہ علیحدہ علیحدہ خبریں ہیں اس لیے ان کے درمیان

عطف ہے۔ بخلاف اُولَئِكَ کا لَا نِعَامَ کے دونوں خبریں ایک اور متفق ہیں کیونکہ ان پر غفلت کی مہر اور چوپایوں کے ساتھ تشبیہ ایک ہی چیز ہے تو دوسرا جملہ پہلے کی تاکید

ہے اور عطف سے ان میں جدائی ہو جاتی ہے۔ یہودی، عسائی، مشرک، مجوسی، مرتد اور منافق لوگ اپنی کامیابی کے خواب دیکھتے دیکھتے مایوس ہو جائیں گے۔ جس طرح پیاسا

آدمی دو پہر میں ریت کو دریاد کچھ کر جب اس کے پاس جائے تو سخت مایوس ہو۔ ان سب لوگوں کا یہی حال ہے۔ الْمُفْلِحُونَ یہ جمع کا صیغہ ہے یہ فلاح سے ماخذ ہے۔ ان

کا لغوی مطلب ہے۔ چیرنا۔ کھانا۔ قطع کرنا۔ کسان کے لیے فلاح بولا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ زمین چیرتا ہے اور مشکلات کے بعد پھر اس کو اس کا پھل ملتا ہے۔ اس کا اصطلاح میں

مطلب ہے کامیابی۔ اگر کوئی فلاح پانے والوں کی صحبت میں رہے تو وہ بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔ رومی فرماتے ہیں کہ۔ یک زمانہ صحبت با اولیاء۔۔۔ بہتر از سالہ طاعت بے

ریا۔ ترجمہ۔ کچھ زمانہ وحدت اولیاء کی صحبت۔ سو سالہ طاعت بے ریا سے بہتر ہے۔ صحبت صالح ترا صالح کند۔۔۔ صحبت طالع ترا طالع کند۔ نیک کی صحبت سے نیک بن جاتا ہے

بُرے کی صحبت سے بُرا بن جاتا ہے۔ لڑکگ کہیں کامل مرشد دے بنز تو ولی و سیس۔۔۔ کرمانی ول میں میں والے قصے مک ویسں جداں تو رنگج و سیس۔ اکھ ٹھک ویسی میں ک۔

ویسی تو سیس نو لیسیں۔۔۔ کرمانی بھانویں تیڈے گل وچ پھندا پالیں تو من رضا لیسیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶۰ ترجمہ بیشک وہ لوگ کافر ہوئے یعنی جن کے مقدر میں

کفر ہے۔ برابر ہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اِنَّ: بیشک: الَّذِيْنَ: جن لوگوں: كَفَرُوْا: کفر کیا: سَوَآءٌ: برابر: عَلَيْهِمْ: اُن پر: ءَاَنْذَرْتَهُمْ: خواہ:

اَنْذَرْتَهُمْ: آپ انہیں ڈرائیں: اَمْ: یا: لَمْ: نہیں: يُؤْمِنُوْنَ: اِن کا معنی ہے بے شک۔ تحقیق۔ یہ تحقیق جملہ کے لیے آتا ہے۔ اس کو حرف مشبہ بفعل کہتے ہیں۔ اس کو مشبہ

بفعل اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اور اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ اِنَّ اور اَنَّ۔ کے استعمال میں یہ فرق ہے کہ اِنَّ مکسورہ۔ زیر۔ شروع

کلام میں آتا ہے۔ اور اپنے اسم و خبر سے مل کر کلام تام بن جاتا ہے۔ جیسے یا بسر اَقَانِمْ۔ یا سر کھڑا ہے۔ یا سر میرے بیٹے کا نام ہے۔ اس مقام پر اِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ ہے کیونکہ اسم۔ نام۔ یا سر پہلے ہے۔ اگر اِنَّ کے بعد اسم ہوگا تو یہ جملہ اسمیہ کہلائے گا۔ اَنَّ۔ الف زبر کے ساتھ یعنی مفتوحہ۔ کلام کے درمیان میں آتا ہے۔ اور اپنے

اسم و خبر سے مل کر مفرد کے کم میں ہوتا ہے۔ اور ایک فعل۔ کام۔ یا اسم کا اس کے قبل آنا ضروری ہوتا ہے۔ جس کا یہ اَنَّ فاعل یا مفعول یا کوئی اور جزو جملہ بن سکے بَلْغَنِيْ اَنَّ

جَعَفَرًا اَقَانِمْ وَ عَلِمْتُ اَنَّ جَعْفَرَ اَفَا ضِلَّ۔ پہلے مقام پر اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر بَلْغَ کا فاعل۔ اور دوسرے مقام پر عَلِمْتُ کا مفعول ہے۔ اِنَّ اس وقت کہا جاتا

ہے۔ جب کوئی بات نہ مان رہا ہو یا پھر کوئی بات اہم ہو جس کے نہ ماننے کا اندیشہ معلوم ہو رہا ہو۔ اس لیے یہ کلام بہت اہم تھا نا سمجھ لوگ اس کلام کو نہ ماننے والے تھے۔ اسی وجہ

سے اِنَّ کا استعمال ہوا۔ الَّذِيْنَ ترجمہ جن لوگوں نے۔ یہ اسم موصول ہے۔ اسم موصول وہ ہوتا ہے جس سے کسی خاص چیز کا پتہ چلتا ہو۔ اور جس کا مفہوم اس کے بعد آنے والے

جملہ سے مکمل تفسیر ہو بعد میں آنے والے جملہ کو صلہ کہتے ہیں۔ یہ جمع ہے۔ الَّذِيْ۔ حالت مرفوع مرکز واحد۔ اَلَّذَانِ۔ حالت مرفوع مرکز ثنیہ۔ اَلَّذِيْنَ۔ حالت مرفوع جمع

مركز۔ الَّذِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاص لوگ ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رؤسا۔ ابو جہل۔ اس کا اصل نام تھا عمر بن ہشام۔ ابو لہب۔ ولید بن مغیرہ

وغیرہ یا پھر اس سے عام کفار مراد ہیں۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ خاص اور عام پر مراد ہوتی ہے۔ اگر خاص لوگ مراد ہیں تو اس وقت کے ازیلی کفار ہیں۔ اگر عام لوگوں پر ہے۔ تو

شریعت میں مندر کہتے ہیں۔ لَا يُؤْمِنُونَ۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ایک خبر ہے۔ اس طرح ہوا وہ ایمان نہ لائے خبر صحیح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے ثابت ہوا کہ وہ اپنی مرضی و خوشی اور اپنے اختیار سے کافر ہوئے۔ اور رہیں گے۔ ان کا کافر رہنا یقینی ہے۔ اسی طرح ان کا مختار رہنا بھی یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مجبور کو عزاب نہیں دیتا۔

عمل جنون کو دفع کرنے کی لیے امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نیز وائد المسند، حاکم اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک اعرابی آیا اس نے کہا یا نبی اللہ۔ میرا ایک بھائی ہے اس کو تکلیف ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا تکلیف ہے اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کو تھوڑا سا جنون ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ وہ لے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے اس کو لٹا دیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ۔ سورۃ بقرہ کی چار آیتیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۶۳، آیۃ الکرسی، سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں، آل عمران کی آیت ۱۸، سورۃ الاعراف کی آیت ۵۴ سورۃ مؤمنون کی آیت ۱۱۶، سورۃ جن کی آیت ۳، سورۃ الصافات کی پہلی دس آیات اور سورۃ حشر کی خری تین آیتیں سورۃ غلاص۔ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس، پڑھ کر اس شخص پر دم فرمایا تو وہ اس طرح شخص کھڑا ہو گیا کہ اسے کبھی تکلیف ہوئی بھی نہیں تھی ﴿مستدرک حاکم﴾ دارمی اور ابن الضریس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں جس نے سورہ بقرہ کی پہلی آیات، آیۃ الکرسی کے بعد دو آیات سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات تلاوت کرے اس دن اس کے گھر والوں کے قریب نہ شیطان آئے گا اور نہ ہی کوئی ایسا امر لاحق ہوگا جو ناپسند ہوگا اور یہ آیات مبارکہ کسی مجنون۔ پاگل پر پڑھی جائیں تو وہ درست ہو جائے گا۔ امام دارمی، ابن المذر اور بطری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شب کو سورۃ البقرہ کی آیات پڑھیں تو صبح تک اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہ ہوگا یعنی پہلی چار آیات، آیات، آیۃ الکرسی اور کے آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیات، سورہ بقرہ کی آخری تین آیات جن کا آغاز لِلّٰہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے ہے۔

عمل قرآن کا نہ بھولنا

امام سعید بن منصور، دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مغیرہ بن سہب روایت کی ہے اویہ مغیرہ کے عبداللہ اصحاب میں سے فرماتے ہیں جو سورۃ البقرہ کی یہ دس آیات پڑھے گا وہ قرآن نہیں بھولے گا پہلی چار آیۃ اس کے بعد کی دو آیات اور آخری تین آیات ﴿سنن سعد بن منصور﴾

قبر کے سرہانے اور پانکتی پر آیات کا پڑھنا

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روک کر نہ رکھو اسے جلدی اپنی قبر کی طرف لے جاؤ، اور قبر پر اس کے سرہانے سورہ بقرہ کی پہلی آیات اور اس کی پانکتی سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں ﴿مجمع الزوائد﴾ امام طبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن العلاء بن جلالج سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا اے میرے بیٹے جب تو مجھے میری لحد میں رکھے تو یہ کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پھر مجھ پر مٹی ڈال دینا پھر قبر پر میرے سر کے قریب سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ﴿مجمع الزوائد﴾

عمل ڈاکو چور مال نہ لے جا سکیں

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں محمد بن علی اللطیفی سے خطاب بن سنان عن قیس بن ربیع عن ثابت بن میمون عن محمد بن سیرین کے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر کے دوران لیسری کی جگہ پر اترے تو وہاں کے لوگ آگے اور کہنے لگے کہ یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ہمارے پاس اس مقام پر جو بھی آتا ہے اس کا مال لے لیا جاتا ہے یعنی لوٹ لیتے ہیں۔ یہ بات سن کر میرے سب ساتھی چلے گئے لیکن میں اس حدیث پر بھروسہ کرتے ہوئے ٹھہرا ہوا جو مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو تینتیس آیات پڑھے گا اسے اس رات کوئی خونخوار درندہ، مال کو ہانک کر لے جانے والا چور نقصان نہیں پہنچائے گا اور صبح تک اس کی ذات اس کے اہل، اس کا مال سلامت رہے گا۔ جب شب ہوئی تو میں سوہتی تھی کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ میں سے زیادہ مرتبہ آئے جب کہ انہوں نے تلواریں سوپی ہوئی تھیں لیکن وہ مجھ تک نہ پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو میں روانہ ہو گیا۔ ان میں سے ایک آدمی مجھے ملا تو اس نے کہا جناب آپ انسان ہیں یا جن؟ میں نے کہا انسان۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ ہم تیری ستر مرتبہ آئے اور تیرے درمیان لوہے کی دیوار حائل ہو گئی۔ میں نے ان کو حدیث سنائی اور تینتیس آیات یہ ہیں سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات الْمُفْلِسُونَ تک، آیۃ الکرسی، اس کے بعد والی دو آیات خَلْدُونَ تک سورہ بقرہ کی آخری تین آیات یعنی لِلّٰہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک، سورۃ البقرہ، اعراف کی تین آیات اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ سے مَنْ الْمُخْسِنُونَ تک اعراف کی آیات ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰ اَقْلُ اِذْ عُوْا۟ اللّٰہُ اَوْ دَعُوْا۟ الرَّحْمٰنَ السَّخِیَّ، سورہ الصافات کی پہلی آیات طٰیْنٌ لَا رُبَّ، سورۃ الرحمن کی آیت ۳۳، ۳۵ یعنی یَغْمِشُ الْجِنَّ وَالْاَنْسَ سے فَلَا تَنْتَصِرُونَ تک، سورہ حشر کے آخر سے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ سے سورہ کے آخر تک، سورہ، جن دو آیات وَاِنَّہٗ تَعْلٰی جَذَّ سے عَلٰی اللّٰہِ شَطَطًا تک۔ میں نے یہ حدیث حضرت شعب بن حرب سے بیان کی تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ ہم ان آیات کو حرب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں ہر مرض کی دوا ہے۔ انہوں نے میرے سامنے، جنوں، جزام، برص وغیرہ کا ذکر کیا۔ حضرت محمد بن علی فرماتے ہیں میں نے آیات ایک مفلوج بزرگ پر پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ بیماری دور فرمادی۔

عمل جنات و شیاطین بھاگ جائیں

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جس نے سورۃ البقرہ کی پہلی دس آیتیں دن کے شروع میں پڑھیں شام تک

شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا اور اگر شام کے وقت پڑھے گا تو صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا اور کوئی ناپسندیدہ امر اپنے گھر والوں اور مال میں نہیں دیکھے گا اگر انہیں مجنوں پاگل پر پڑھے گا تو وہ صحیح ہو جائے گا۔ یعنی سورة البقرة کی پہلی چار آیتیں، آیۃ الکرسی، اور اس کے بعد والی دو آیتیں اور سورة البقرة کی آخری تین آیتیں۔ ﴿شعب الایمان﴾

تقدیر۔ امام بخاری اور امام مسلم: حضرت اعمش سے زید بن وہب سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے خلق کو طعن میں چالیس یوم نطفہ کی صورت میں پھر اسے علقہ کے طور پر چالیس ایام پھر مضغہ کے طور پر چالیس دن رکھتا ہے پھر رب العزت اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اسے چار امور کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس کا رزق، موت، عمل اور اس کا شقی یا سعید ہونا لکھ دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تمہیں کوئی اہل جنت والے عمل کرے حتیٰ کہ اس کے اور بہشت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ ہو تو تقدیر غالب آجائے گی تو اہل دوزخ والے عمل میں داخل ہو جائے گا، اگر تم میں کوئی اہل دوزخ والے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جائے تو اس پر تقدیر غالب آجائے تو وہ اہل جنت والے عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا + ﴿بخاری﴾

حضرت آدم علیہ السلام اور اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی گفتگو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا تم نے لوگوں کو بد بخت بنایا اور انہیں بہشت سے نکلوادیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور کلام سے نوازا، تم پر تو رات نازل کی، کیا تم مجھ پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں مانتے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مانتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے ﴿بخاری﴾

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَ عَلَى سَمْعِهِمْ وَ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۴۰ ترجمہ مہر لگادی ہے

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لیے پڑا عذاب ہے۔ ختم: مہر لگادی: اللہ: اللہ: علی: پر: قُلُوبِهِمْ: اُن کے دل: و: اور: علی: پر: سَمْعِهِمْ: ان کے کان: و: اور: علی: پر: أَبْصَارِهِمْ: اُن کی آنکھیں: غِشَاوَةٌ: پردہ: و: اور: لَّهُمْ ان کے لیے: عَذَابٌ: عذاب: عَظِيمٌ: عظیم، جب پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو اس آیت میں وہ سب فرمایا جس کی وجہ سے ایمان نہیں لائے اور وہ ہے مہر کا لگ جانا۔ ختم کا معنی ہے مہر لگانا و الختم کا معنی ڈھانپنا دونوں کا معنی ایک ہے۔ کسی چیز کو پختہ اور باعتماد کرنے کے لیے اسے ڈھانپ کر اسے مہر لگائی جاتی ہے تاکہ چھپی رہے اور اس تک کسی کی رسائی نہ ہو۔ یا اس کی کسی کو خبر نہ ہو جائے۔ اسی سے ختم علی الباب یعنی دروازہ پر تالا لگادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سابق کے مطابق ان کے قلوب پر کفر کا حکم کر دیا یعنی مہر لگادی۔ کفار پر مہر لگانے کا مطلب ہے کہ ان کے قلوب میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو انہیں کفر پسند اور گناہوں پر ہمت و جرأت کرنے اور ایمان اور طاعت کو قبیح سمجھنے پر مجبور کرتی ہے اس لیے کہ ان پر گمراہی سوار ہے اور تقلید کفر میں منہمک ہیں اور صحیح نظر کے استعمال سے دور پھرتے ہیں۔ بنا بریں ان کے قلوب نہ بانداز سے گھبراتے ہیں اور نہ ہی ان پر حق اثر انداز ہوتا ہے استعارۃً اسے ختم سے تعبیر کیا گیا۔ دوسری آیت میں ختم کو طبع سے تعبیر کیا گیا ہے۔ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگائی ہے۔ وَ جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ترجمہ اور ہم نے ان کے دل قسیتہ۔ کھوئے۔ بنادیے۔ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ترجمہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر لگائی اور فرمایا۔ بَأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ترجمہ بایں وجہ کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہدایت کی راہیں آسان کر دیں لیکن انہوں نے سیدھی راہ سے منہ موڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے قلوب کو دس اوصاف کے ساتھ موصوف فرمایا ہے۔ الختم، الطبع، الضيق، المرض، الرين، الموت، القساوة، الانصراف، الحية، الانكار، ﴿الختم﴾ ختم۔ اللہ علی قُلُوبِهِمْ ﴿پ ۱ سورة البقرة آیت ۷﴾ ﴿الطبع﴾ ﴿و طَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ ﴿سورة توبه آیت ۸﴾ ﴿بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ﴾ ﴿سورة النساء آیت ۱۵﴾ ﴿الضيق﴾ ﴿وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ ﴿سورة الانعام آیت ۱۲۵﴾ ﴿المرض﴾ ﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ﴿البقرة آیت ۱۰﴾ ﴿الرین﴾ ﴿كَلَّا بَلَسْكَتَ رَانَ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں نے ان کے دلوں پر رنگ چڑھا دیا ﴿سورة المطففين۔ آیت ۱۲﴾ ﴿وَمَنْ كَانَ مَنِيئًا فَآخِيئَةً﴾ ﴿سورة الانعام آیت ۲۲﴾ ﴿القساوة﴾ ﴿فَوَيْلٌ لِلنَّفْسِيَّةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ ﴿سورة الزمرد آیت ۲۲﴾ ﴿الانصراف﴾ ﴿ثُمَّ انْصَرَفُوا ط صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ﴾ ﴿سورة التوبة﴾ ﴿الحية﴾ ﴿إِزْجَعِلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَيَّةُ﴾ ﴿الانكار﴾ ﴿قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾ ﴿سورة النحل﴾ ﴿وَلَا تَطْعَمَنْ أَغْلُنَا قَلْبُهُ عَنْ ذِكْرِنَا﴾ اور اس کی اطاعت نہ کرو جس کے دل پر ہم نے اپنے ذکر سے غفلت کی مہر لگائی ہے۔ کبھی مہر کا لگانا محسوس ہوتا ہے اور کبھی معنوی ہوتا ہے اس آیت مبارکہ میں ختم معنوی معنی میں ہے۔ قلوب پر مہر لگانے کا مطلب ہے رب العزت کے پیغام کو یاد نہ کرنا۔ قرآن کی آیتوں میں غور و فکر نہ کرنا ہے اور کانوں پر مہر لگانے کا معنی ہے جب ان پر قرآن کی آیتیں تلاوت کی جائیں ان کو نہ سمجھنا یا انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی جانب بلایا جائے تو ان کا نہ سمجھنا ہے، علی قُلُوبِهِمْ ان کے دل۔ قلب کی جمع قلوب ہے، دل

ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اور یہ بائیں جانب لٹکا ہوا ہے۔ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ ﴿سورة ق آیت ۳۷﴾ ﴿فَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ ﴿سورة المنافقون آیت ۳﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن کوئی برائی کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نشان ہو جاتا ہے، پس اگر وہ توبہ

کر لے اس برائی سے باز آئے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ زیادہ برائی کرے تو وہ سیاہ نشان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ﴿ابن ماجہ﴾ آنکھ کے نور سے دیکھنے والا دیکھتا ہے اور ادراک کرتا ہے۔ جیسا کہ بصیرت نور قلب ہے جس کی وجہ سے غور و فکر کیا جاتا ہے۔ گویا یہ دونوں لطیف جوہر ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قلوب کو نئے نئے فتنے لاحق ہوتے ہیں جس طرح چٹائی ہوتی ہے، جس قلب میں یہ فتنے راسخ ہو گئے اس میں سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اور جو قلب ان فتنوں کا انکار کرتا ہے اس میں سفید نکتہ پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دو قلب ہو جاتے ہیں۔ ایک سفید جو صفا کی طرح ہوتا ہے اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں دے گا جب تک آسمان اور زمین قائم ہوں گی اور دوسرا سیاہ جس میں سیاہی ملی ہوئی ہے جیسے کوزہ ہوتا ہے جو ٹیڑھا ہوتا ہے وہ نیکی کو جانتا بھی نہیں وہ کسی برائی کا انکار نہیں کرتا، لیکن جو اس کے قلب میں برائی راسخ ہو چکی ہوتی ہے۔ وہ وہی کرتا ہے ﴿مسلم﴾ قلب کو نواد اور صدر بھی کہتے ہیں۔ کذلک لئن ثبت بہ فئذک ﴿سورۃ فرقان آیت ۳۲﴾ اس آیت میں دل کو صدر فرمایا گیا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴿سورۃ الم نشرح آیت ۱﴾ اس آیت میں قلب کو صدر کہا گیا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ

قَلْبٌ ﴿سورۃ ق آیت ۳۷﴾ اس آیت میں قلب سے مراد عقل ہے۔ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ اِن کفار کی سماعت پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ وَ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غَشَاوَةً ﴿جاثیہ آیت ۲۳﴾ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ دل اور کان پر مہر ہے اور آنکھوں پر پردہ ہے، وَ عَلٰی اَبْصَارِہُمْ ۔ یہ بصیر کی جمع البصار ہے۔ اس کا مطلب ہے دیکھنا۔ یعنی کفار کی آنکھوں میں پردے ہیں۔ کان چھ جہات، روشنی اور اندھیرے میں ادراک کرتے ہیں جبکہ چشم و آنکھ صرف سامنے کی جہت کا ادراک کرتی ہے اور روشنی کے ذریعے سے عقد اللسان ادراک کرتی ہیں۔ زیادہ متکلمین نے کانوں پر چشموں کو فضیلت دی ہے۔ کیونکہ کان صرف آوازوں اور کلام کا ادراک کرتے ہیں جبکہ آنکھیں جسموں، رنگوں اور تمام شکلوں کا ادراک کرتی ہیں۔ جب اس کے تعلقات زیادہ ہیں تو یہ افضل ہوئے انہوں نے آنکھ کے ساتھ چھ جہتوں سے ادراک کو جائز قرار دیا ہے۔ البصار جمع ہے۔ اور سمع مفرد ہے اور یہ مصدر ہے قلت و کثرت کے لیے واقع ہوتا ہے جیسے سمعت الشیء اسمہ سماع و سماء پس السمع، سمعت کا مصدر ہے اور السمع اس عضو کا اسم بھی ہے جس کے ساتھ سنا جاتا ہے اس کو مصدر کا نام دیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں جب سنف کی اضافت جماعت کی طرف کی جائے تو یہ اس پر دلیل ہوتی ہے اس سے مراد جماعت کے کان ہوتے ہیں ﴿قرطبی﴾ غَشَاوَةٌ۔ فراء نے کہا اس کی جمع غشاوی ہے جیسے ادواوی جمع ہے۔ غشاوا کا مطلب ڈھانپنا ہے۔ ابن کیسان نے کہا کہ اگر اس کی جمع بنائی جائے تو غشاوۃ کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ غشاوۃ کا معنی بھی ختم یعنی مہر ہے۔ اس حال میں وقف غشاوۃ پر ہوگا حسن نے غشاوۃ غین کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابو جیوہ نے غشاوۃ کو فتح زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابو عمرو نے غشاوۃ غین سے پڑھا ہے اس نے اسے مصدر کی اصل کی طرف لوٹایا ابن کیسان نے فرمایا: غَشَاوَةٌ اور غَشَاوَةٌ پڑھنا جائز ہے اور بہتر غشاوۃ پڑھنا ہے اسی طرح استعمال ہر لفظ کو اسی طرح استعمال کرتے ہیں جو کسی شے پر مشتمل ہونے پر دلالت کرے جیسے، کنانہ، قلابہ، عصابہ وغیرہ ﴿قرطبی﴾ غَشَاوَةٌ میں نصب یعنی زبر، کسب یعنی زبر، ضم و رفع یعنی پیش۔ فتح و نصب، غشاوۃ، کسر و رفع، فتح، رفع، نصب، اسے عین کے ساتھ غشاوۃ اور رفع پڑھا گیا ہے غشاوۃ، حجاب، اس غاثیہ ہے جب عقل زائل ہو جائے تو غشی علیہ، کہا، کہا جاتا ہے، جماع کو غشیان کہتے ہیں۔ ﴿کبیر﴾ امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری اور ابورجا۔ سے روایت کی ہے کہ ان میں سے ایک نے غشاوۃ اور دوسرے نے غَشَاوَةٌ پڑھا ہے۔ ﴿سنن سعید بن منصور﴾

غشاوۃ سے مراد وہ حجاب ہے کہ جو دوسرے لوگ دیکھیں مگر خود کے لیے آڑ ہو جائے۔ اس لیے کفار صحیح طور پر قرآن مجید کی آیات کو نہ سمجھ سکے۔ امام الطسٹی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ نافع نے کہا کیا ختم کا یہ مفہوم عرب جانتے ہیں فرمایا تو نے اعزی کا یہ قول نہیں سنا، صہباء طاف یہود بھا فا برزھا و علیہ ختم، ترجمہ یہود نے صہباء کا طواف کیا پس اس نے اس پر مہر لگا دی۔ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ ولہم ان کفار کے لیے ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو جھلاتے تھے۔ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ یعنی کفار کو عذاب عظیم ہے۔ یعنی بڑا عذاب۔ عظیم عذاب کی صفت ہے۔ عذاب دینے کے کئی طریقے ہیں مثلاً کوڑے مارنا، آتش کے ساتھ جلانا۔ لوہے سے کاٹنا اور مارنا۔ لاٹھی سے مارنا۔ پھٹھر سے مارنا۔ وغیرہ جو بھی انسان کو تکلیف دے وہی عذاب ہے وَلَیْسَ ہٰذَا عَذَابًا یَّذُوقُہٗ اِنَّ ہٰذَا لَیْسَ بِعَذَابٍ اَلَمٍ ﴿سورۃ النور ۲۰﴾ ترجمہ اور چاہیے کہ ان کی سزا ﴿دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو۔ عظیم کا معنی ہے جس اور منع، اس کا لغوی معنی ہے اعذبہ عن کذا، میں نے اسے روکا، اسی سے ہے۔ عذوبۃ الماء جو پانی کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ کیونکہ برتن میں پانی کو روکا جاتا ہے تاکہ صاف ہو جائے عذاب کا مطلب جدا بھی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ اعذبوا النساء۔ انفسکم۔ اپنے نفسوں کو اپنی عورتوں کے ذکر سے روکو کیونکہ ان کا ذکر تمہیں جہاد سے دور کر دے گا۔ اور وہ ہر شے جو کسی سے روکے اس کے لیے اعذبته استعمال ہوتا ہے یہ لازم اور متعدی دونوں طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔ عذاب غڈب سے ماخذ ہے عڈب کا مطلب ہے۔ روکنا۔ پیٹھ پانی اسی لئے عذاب کہتے ہیں کہ وہ پیاس کو روکتا ہے۔ سزا کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جرم سے روکتی ہے اللہ تعالیٰ نے عذاب کو سزا کے لیے فرمایا ہے عظیم کا معنی ہے بڑا۔ یعنی کفار کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اور ایک صغیر عذاب ہوتا ہے۔ یعنی ہلکا عذاب۔ عظیم عذاب یعنی بڑا عذاب۔ ان کفار کو بڑا عذاب ہے۔ جہنمی کو سب سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی۔ جس سے ان کی کھوپڑیاں کھولنے لگیں گی۔

عقد اللسان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اح درس ص ط ع ل م و ہ بستم زبان جملہ عالم بد گواہاں و بد خواہاں بحرمة الہی والہ الا محال الحمد للہ رب العالمین ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم لا تخف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون۔ صم بکم عسی فہم لا یریعون صم بکم عسی فہم لا یعقلون بل طبع اللہ علیہا بکفرہم ثم

عصوا و صموا کثیرا منهم قل ارتم ان احز الله سمعکم و ابصارکم موختم علی قلوبکم من اله غیر الله یا تیکم و من فعلیها و مانا علیکم بحفیظ و نطبع علی قلوبهم فکم لا یسمعون ذلك یطبع الله علی ولوب الکفرون لهم قلوب لا یفتقون بها و لهم اعین لا یبصرون بها املهم اذا ن یسمعون بها و ان تد عون هم الی الهدی لا یسمعون و ترهم ینظرون الیک و هم لا یبصرون و طبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون و طبع الله علی قلوبهم فهم لا یعقلون صراف الله قلوبهم بانهم قوم لا یفقهون افانت تسع الصم و لو کانوا لا یعلمون افانت تهدی العمی و لو کانوا لا یبصرون مثل الفریقین کا لا عمی والا صم و البصیر و السمع هل یتستون مثلا افلا تزکرون اولئک الذین طبع الله علی قلوبهم و معهم و ابصارهم و اولئک هم الغافلون و جعلنا علی قلوبهم اکنه یفقهون و هی اذان نهم و قرائط و لا یسع الصم الدعا لهم فیها زفیر و هم فیها لا یسمعون حسیبا و لکن تعمی القلوب الی فی صدور کذلک یطبع الله علی قلوبهم الذین لا یعلمون ان تقطع علی الارض الا باذنه و رد الله الذین کفروا یغیظهم لم ینالوا خیرا و کفی المؤمنین القتال و کان الله قویا عزیز و جعلنا من بین یدیهم سدو من خلفهم سدا غشیینهم فهم لا یبصرون ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة و لهم عذاب مهین اولئک الذین طبع الله علی قلوبهم و اولئک الذین لعنهم الله فصمهم و اعمی ابصارهم خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة فسیکفیهم الله و هو اسمیع العظیم عقدت لسانک بما عقد الله به اسموت السبع و بما عقد الله به السباع عن دانیال و بما عقد الله به ایدع العظیم ماتر من شئی انت علیه الا جعلته کا ارمیم عقدت السنة البشر من کل انثی و ذکر عن ولا و لاد بنات حوا سلام الله علیها فهم لا ینطقون صم بکم عمی فهم لا جتکلمون صم بکم عمی فهم لا یسمعون صم بکم عمی فهم لا یشعرون صم بکم عمی فهم لا یتزکرون صم بکم عمی فهم لا یبصرون صم بکم عمی فهم لا ینطقون صم بکم عمی فهم لا یغلبون صم بکم عمی فهم لا یقتلون صم بکم عمی فهم لا یقلبون صم بکم عمی فهم لا ینصرون صم بکم عمی فهم لا یغلبون صم بکم عمی فهم لا یقتلون صم بکم عمی و هذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنه اسفل سفلین الا الذین امنوا و عملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون فما یکذبک بعد بالذین الیس الله با حکم الحکمین یکاد البرق یخطف ابصارهم کلما اضاء لهم مشر افیه و اذا اظلم علیهم قاموا و لو شاء الله لذهب بسمعهم و ابصارهم ان الله علی کل شئی قذیر انا جعلنا فیاعنا قهم اغلا عهی الا ذقان فهم مقمھون و جعلنا من بین یدیهم سدا و من خلفهم سدا غشیینهم فهم لا یبصرون هذا عمل صحیح طالب حسین کرمانی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝۸۵ ترجمہ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ مؤمنین نہیں ہیں۔ وَ: اور: مِنْ: سے: النَّاسِ: لوگ: مَنْ: جو: يَقُولُ: کہتے ہیں: اٰمَنَّا: ہم ایمان لائے: بِاللّٰهِ: اللہ پر: وَ: اور: بِالْیَوْمِ الْآخِرِ: روز پر: الْاٰخِرِ: آخرت: وَ: اور: مَا: نہیں: هُمْ: وہ: بِمُؤْمِنِیْنَ: ایمان لانے والے: اللہ تعالیٰ نے تین لوگوں کا بیان فرمایا ہے۔ پہلے مؤمنین متقین کا اس کے بعد کفار کا اب اس آیت میں منافقین کا ذکر ہو رہا ہے جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر یہ دل سے نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ ان منافقین کی سزا فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴿پ ۵ سورة النساء آیت ۱۴۵﴾ ترجمہ اور منافقین جہنم کے سب سے نیچے حصے میں ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں رب العزت نے شروع کی چار آیتوں میں مؤمنین متقین کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد دو آیات میں کفار کا پھر اس کے بعد تیرہ آیتوں میں منافقین کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ منافق جرم میں اعظم ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انسان اسم کی وجہ سے کہ اس سے عہد لیا گیا لیکن اس پر نسیان آ گیا۔ یعنی بھول گیا۔ انسان ظاہر ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اَنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ﴿پ ۲۰ سورة القصص آیت ۲۹﴾ ترجمہ طور کی جانب سے آگ کی دکھائی دی۔ اَنَسَ دیکھنے کے معنی دے رہا ہے۔ جن کو پوشیدہ ہونے کی وجہ جن کہتے ہیں کیونکہ وہ دکھائی نہیں دیتا۔ اَلنَّاسُ۔ ناس یہ انسان کی جمع ہے۔ اس کو ناس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نَسِیَ۔ سے ماخذ ہے جس کا مطلب ہے بھولنا۔ نسیان۔ یہ بھی اپنے عہد میثاق کو بھول گیا اس لیے اس کو ناس کہتے ہیں۔ وَلَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ غُرْبًا۔ رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے اور مصیبتوں کو یاد رکھتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُودٌ۔ لَكَنُودٌ کا معنی ہے نعمتوں کو بھلا دینے والا اور مصائب کو بہت زیادہ یاد کرنے والا۔ دوسرا یہ کہ یا پھر اَنَسَ سے ماخذ ہے پھر اس کا معنی یہ ہوگا۔ دیکھنا اور ظاہر ہونا۔ اَنَسَ۔ کا معنی اَنَسَ سے مشتق ہے۔ انسان بھی دیکھنے میں زمین پر ظاہری دکھائی دیتا ہے اس لیے اس کو ناس اور انسان کہتے ہیں۔ اس کا تیسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اَنَسَ۔ سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے محبت۔ انسان بھی انسان سے بہت زیادہ محبت و انس کرتا ہے۔ اس لیے اس کو انسان کہتے ہیں ﴿خازن﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات منافقین اہل کتاب کے متعلق ہیں ان میں عبد اللہ بن ابی، محب بن قیس اور جد بن قیس شامل تھے۔ جب یہ مسلمانوں سے ملتے تو کہتے ہم مسلمان ہیں ہم نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے کتے و صفات پڑھیں ہیں۔ جب یہ اپنوں سے خلوت میں ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے مذہب پر اور تمہارے ساتھ ہیں۔ ﴿کبیر۔ بغوی﴾ مَنْ۔ واحد، متثنیٰ اور جمع کا معنی دیتا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَنْ یَسْتَمِعُ اَلِیْکَ۔ ﴿پ ۷ سورة الانعام آیت ۲۵﴾ ترجمہ اور ان میں جو تیری جانب لگتا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَنْ یَسْتَمِعُونَ اَلِیْکَ۔ ﴿پ ۶ سورة یونس آیت ۴۲﴾ ترجمہ اور ان میں وہ جو تیری طرف کان لگاتے۔۔۔

ہیں۔ اس آیت میں من جمع میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ واحد ہے مگر معنی میں جمع ہے۔ تو واحد کے وقت واحد کے معنی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور جمع کے وقت جمع کے معنی کا اعتبار کیا جائے گا۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں امور فرمائے ہیں۔ یَقُولُ لفظ واحد ہے۔ اور اٰمَنَّا لفظ جمع ہے۔ منافقین مشرکین اکثر اللہ تعالیٰ سے جاہل اور یوم بعثت و آخرت کے منکر تھے۔ جو منافقین اہل کتاب ہیں وہ یہود ہیں۔ رب العزت نے ان کی اس لئے تکذیب کی کہ یہ کہتے ہیں عزیر ابن اللہ، ترجمہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ اسی طرح ان کا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ ان میں اور بھی بہت خرابیاں تھیں۔ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ترجمہ اور وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ لفظ لیس کا نائب ہے۔ اسی وجہ سے اس کے بعد باز آئے ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ ظاہری باتیں تم کو کہتے ہیں ان کی باطنی باتیں ان کے متضاد ہیں۔ یہ منافق ہیں۔ سوال ہو سکتا ہے کہ۔ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ، اور اٰمَنَّا بِاللّٰهِ میں مطابقت کیسے ہوگی کیونکہ پہلے فعل کی تعریف کا ذکر ہے اور فاعل کا ذکر نہیں ہے اور دوسرے فاعل کی تعریف کا ذکر ہے اور فعل کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ۔ کسی شخص نے کہا: فلان ناظر فی المسألة الفلانیة۔ فلان نے فلاں مسئلہ میں مناظرہ کیا۔ اب اگر تم کہو اس عالم نے اس مقام پر مناظرہ نہیں کیا تو اب اس کی یہ تکذیب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم کہو کہ وہ مناظرہ کر ہی نہیں سکتا تو اس عالم کی تکذیب میں بہت مبالغہ ہے یعنی اس کا تعلق اس جنس سے ہی نہیں ہے لہذا اس کے متعلق میں ایسا وہم و خیال کیسے کیا جاسکتا ہے اس مقام پر بھی یہی بات ہے جب ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اب اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اٰمَنُوْا وہ ایمان نہیں لائے تو ان کی تکذیب تھی لیکن جب فرمایا، وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ، تو ان کی تکذیب میں خوب مبالغہ ہوا۔ یُرِيدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا۔ وہ نکلنے کا ارادہ کریں گے نار سے اور وہ اس سے نہیں نکل سکیں گے۔ تو یہ وما یخرجون منها سے زیادہ بلند ہے۔ آخرت سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ جس کی حد نہیں ہے اور وہ ابدی ودائی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے محدود وقت کا ذکر ہو یہاں تک کہ اہل بہشت، بہشت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے کیونکہ یہ اوقات محدودہ کا آخری وقت ہوگا اور اس کے بعد وقت کی کوئی حد نہیں ہے۔ امام ابن الحنفی، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ۔ اس سے مراد اوس اور خزرج کے منافقین ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار تھے۔ ﴿طبری﴾ امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورة البقرة کی پہلی سو آیتیں یہود کے علماء اور اوس و خزرج کے منافقین کے بارے میں ہیں۔ آپ نے ان کے نام اور نسب بھی فرمائے ہیں۔ حضرت ابن جریر نے کہا ایسی مخالفت کرتے ہو صبح ایک حالت پر ہو اور شام کو دوسری حالت پر ہو

۷۲

سورة

یٰٰحٰجی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حذیفہ سے پوچھا جب کہ میں ان کے پاس بیٹھا تھا اتفاق لیا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ۔ منافق زبان سے باتیں کرے اور ان کے مطابق عمل نہ کرے۔ حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں..... تا سیر و شود کہ غش باشد۔ ترجمہ اچھا ہے اگر پرکھنے اور امتحان کے لیے کوئی اور درمیان میں ہوتی ہے کہ جس کسی کے اندر کھوٹ ہو وہ سیر ہو جائے۔ منافق کا فرشتہ نالوں بہیڑا جیڑا ہاکنڈ پچھوں تیر چلاوے..... کرمانی اے شکلوں نظر نہ آوے میاں بڑ کے کھنڈ کھیر پلاوے۔ اس سونے کو لولوں ایویں چنگا جیڑا ہاکن چیر ہو دو گاوے۔ کرمانی منافق دی یاری کو لولوں ایویں چنگا جیڑا ہاوج بھاجاوے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کے وقت مخلوقات کو چار اقسام پر پیدا فرمایا۔ ﴿۱﴾ فرشتے ﴿۲﴾ جنات ﴿۳﴾ انسان ﴿۴﴾ شیاطین ﴿۵﴾ پھر ان کو دس حصوں میں تقسیم کیا جن میں جنات اور شیاطین کے نو حصے اور انسانوں کا ایک حصہ رکھا۔ پھر انسانوں کو ایک سو پچیس صفتوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک سو اقسام یا جوج ماجوج۔ ساتوج اور مالوق وغیرہ کی ہیں۔ یہ تمام کافر اور دوزخی ہیں اور بقیہ پچیس اصناف میں سے بارہ جوجہ روم، خز، سقلا، باور اس طرح کے دوسرے قبیلے اور چھ مشرق میں اور ان جیسے چھ مغرب میں ہیں زط، جش رنج، ترک، خاقان، غر، مغر، یماک اور میمک وغیرہ یہ سب کے سب دوزخی ہیں ماسوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک سو پچیس میں سے صرف ایک صنف مسلمانوں کو دوزخ سے نجات حاصل کیے ہوئے ہیں۔ پس ہر مسلمان مومن پر واجب ہے کہ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر ادا کرتا رہے۔ اور واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام مخلوقات سے جن کر مومنین میں سے بنایا ہے۔ پھر مسلمانوں کی اس ایک صنف کو بہتر مزید اقسام میں منقسم کر دیا۔ ان میں سے بہتر تو اپنی خواہشات میں مبتلا ہو کر گمراہی کے پھندے میں پھنس گئی اور صرف ایک ہی شاخ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کر رہے۔ ﴿تنبیہ الغافلین﴾

قصہ۔ صیغہ راز میں رکھیں

حضرت شیخ الاکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اُستاد کا شاگرد تھا جو استاد کے سامنے اپنی امانت کا دعویٰ کیا کرتا تھا یعنی میں اپنی بات کسی کو نہیں بتاتا۔ مگر استاد صاحب دل میں ان کی باتوں کو نہیں مانتے تھے۔ مگر شاگرد بہت اعتدال سے عرض کرتا کہ استاد صاحب مجھے اذما بیجئے۔ اصل میں شاگرد کا مقصد یہ تھا کہ مجھے اسرار الہیہ سے کسی ایک کا انکشاف بخشا جائے گا۔ مگر شیخ صاحب اس کی نیت سے خوب واقف تھے۔ ایک دن شیخ صاحب نے ایک دوسرے شاگرد کو لیا جو اس کا ساتھی تھا اس کو اپنے گھر میں کسی جگہ چھپا دیا۔ اور مینڈھے کو پکڑ کر ذبح کر کے ایک صندوق رکھ دیا اس اثنا میں وہی امانت کا مدعی تلمیذ آگیا۔ استاد صاحب کو دیکھا کہ وہ خون الودہ ہیں اور صندوق بھی سامنے پڑا ہے۔ اور پھری بھی ہاتھ میں ہے تو عرض کی کہ حضرت جی۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ استاد صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس کی خواہشات نفسانیہ کی ایسی بیخ کنی کر دی ہے۔ تاکہ وہ میری مخالفت نہ کرے۔ اس نابکار شاگرد نے سمجھا کہ وہ مقتول تلمیذ اسی صندوق میں ہے۔ پھر استاد صاحب نے اس شاگرد سے فرمایا کہ اے میرے عزیز۔ اس راز کو اپنے دل میں رکھنا اور اس مقتول تلمیذ کے صندوق جو میرے سامنے ہے میرے گھر دفن کر دو اس امر سے اصل میں نابکار شاگرد کی اذمائش کرنا مقصود تھا اور بعد ازاں اتنے میں اس گمشدہ تلمیذ کا باپ جو اپنے بیٹے کی تلاش میں تھا وہی نابکار شاگرد اس کے باپ سے کہنے لگا کہ تیرے بیٹے کو ہمارے استاد نے قتل کر کے اپنے گھر میں دفن کر دیا ہے۔ شدہ شدہ یعنی آہستہ آہستہ یہ بات سلطان زمان تک پہنچی

کے عقائد میں تھا۔ ابن فارس لغوی نے کہا مراد وہ ہر شے ہوتی ہے جو انسان کو صحت کی حد سے دور کر دے خواہ وہ مرض ہو یا نفاق ہو یا کسی امر میں کوتاہی ہو۔ مرض کا اصل کا معنی ضعف ہے۔ قراء حضرات کا مرض کی راء پر زبر کا اجماع ہے اصمعی نے ابو عمر سے بیان کیا ہے کہ اس نے راء کو ساکن پڑھا ہے۔ ﴿قرطبی﴾ مرض کا معنی غم بھی ہے۔ مرض قلبی من امر کذا افلاں معاملہ کی وجہ سے میرا دل غمگین ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ منافقین کے قلب دن بدن رسول اللہ ﷺ کی کامیابی و کامرانی و غلبہ کی وجہ سے حیران و پریشان ہو گئے۔ یہ ان کی ریاست کے زوال میں مؤثر تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے گدھا پر سوار تھا جب عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرا تو عبداللہ بن ابی نے کہا اپنے گدھا کو میرے پاس سے دور لے جا، اس گدھا کی بدبو نے ہم کو تنگ کر دیا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسے آپ معذور سمجھیں ہم اس کے غلبہ سے پہلے ریاست حاصل کر لیں گے۔ جب ان پر اس کا غم سخت ہوا تو فرمایا **فَرَّادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا**۔ یعنی رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم شان اور غلبہ کے ذریعے ان کے غم میں مزید اضافہ کر دیا۔ ان کی بیماری کفر اضافہ تکالیف کی وجہ زیادہ ہوتا گیا۔ **فَرَّادَهُمُ رَجَسًا إِلَى رَجْسِهِمْ** ﴿پ ۱۲۵﴾ سورة التوبة آیت ۱۲۵ ترجمہ ان کو اور ناپاکی پر ناپاکی کی زیادہ کر دی۔ امام ابن جریر، امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت مبارکہ میں مذکورہ مرض و بیماری کا معنی شک نقل کیا ہے۔ ﴿طبری﴾ ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مثل روایت کی ہے کہ ﴿طبری﴾ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کنی قلوبہم مرض کی وضاحت فرمائیں تو انہوں نے فرمایا مرض کا معنی نفاق ہے۔ حضرت نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں کیا تو نے یہ شعر نہیں سنا۔ اجامل اقواما حیا و قد اری صدورہم تغلی علی۔ میں نے ایک قوم سے حیا کی وجہ سے حسن و سلوک کا مظاہرہ کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل سینے مجھ پر منافقت کی وجہ سے کھولتے رہتے ہیں۔ الیم کی جمع الماء ہے آلام اس کی جمع اشراف جیسی ہے زختری کہتے ہیں کہ الم، الیم جیسے وجع وجع۔ اسے درد ہوا اور درد والا ہے۔ الیم بمعنی مولم فتح الام اسم مفعول از ایلام عذاب کو الیم سے موصوف کرنا مبالغہ کی بنا پر ہے وہ دراصل معذب بفتح الزال کی صفت ہے جیسا کہ اہل عرب کے قول جد جده میں جذ جاذ کی صفت ہے اور مبالغہ لانے میں وجہ یہ ہے کہ الم ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ معذب عذاب جو کہ اس کا متعلق بہ ہے کی طرف سرایت کر گیا ہے ﴿کشاف بیروت۔ کبیر۔ روح البیان﴾ **بِمَا كَانُوا يَتَّخِذُونَ**۔ ماصدر ہے رسل کی تکذیب کی وجہ سے۔

جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فحور برائی تک لے جاتی ہے اور فحور جہنم تک پہنچتا ہے ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ رب العزت کے قریب اس کو جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے ﴿ابوداؤد﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں نے شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مجھے ارض مقدسہ میں لے گئے، میں نے وہاں ایک شخص پر نظر کی تو وہ بیٹھا ہوا تھا اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا جو ساتھ ہی کھڑا تھا۔ پاس والے شخص نے وہ آنکڑا اس کی باجھ میں دے دیا اور آنکڑے نے ساتھ ہی اس کی باجھ کو گدی تک لے گیا۔ پھر اس آدمی نے وہ آنکڑا دوسری باجھ میں دے دیا اور اسی طرح وہ باجھ کو اس کی گدی تک لے گیا۔ اس عرصہ میں اس کی وہ باجھ چل گئی پھر اس شخص نے اس آنکڑا داخل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی جس آدمی کی باجھ میں وہ آنکڑا دیا جا رہا تھا۔ یہ وہ آدمی ہے جو جھوٹ بولتا تھا اس جھوٹے کے منہ سے جھوٹ پھیل کر تمام جہان میں پھیل جاتا تھا اس جھوٹے کو آخرت تک اسی طرح سزا ملتی رہے گی ﴿بخاری﴾ حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو لوگوں کو سنائے ﴿مسلم﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ بندے کا ایمان اس وقت مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ جھوٹ نہ دے حتیٰ کہ ہنسی و مزاق میں بھی جھوٹ نہ کہے۔ اور ریا کو چھوڑ دے خواہ اس میں سچا ہو ﴿مسند احمد﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے دجال اور جھوٹے ہونگے جو آپ کو ایسی حدیثیں سنائیں گے نہ آپ نے اور نہ ہی آپ کے ابا و اجداد نے سنی ہوگی تم نے ان سے دور رہنا ہے۔ اور وہ آپ سے دور ہیں وہ کہیں آپ کو گمراہ کر کے کسی فتنے میں نہ مبتلا کر دیں ﴿مسلم﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا منافقین جھوٹے ہیں ان کا یہ جھوٹ تھا کہ یہ بظاہر مسلمان تھے لیکن باطن سے یہودی، عسائی اور کافر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو میں دردنا ساز دوں گا۔

تین مواقع پر جھوٹ کہنے کی رخصت ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تین حالتوں کے علاوہ جھوٹ کہنا جائز نہیں ہے۔ ایک آدمی اپنی زوجہ کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بول سکتا ہے۔ دوسرا غزوہ میں جھوٹ بول سکتا ہے تیسرا و الکذب لیصلح بین الناس، لوگوں میں صلح کرانے کے واسطے جھوٹ بول سکتا ہے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین ﴿ظاہر﴾ جھوٹ بولے ہیں ﴿بخاری﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ بی بی ایک ظالم بادشاہ کی بادشاہی میں گئے تو ان لوگوں نے بادشاہ کو بتایا کہ ایک آدمی کے ساتھ ایک عورت ہے جو سب لوگوں سے بہت ہی خوب صورت ہے بادشاہ نے کہا کہ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ ان لوگوں نے ان دونوں کو اس ظالم بادشاہ کے پاس لے آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس ظالم بادشاہ نے پوچھا یہ عورت کون ہے آپ نے فرمایا میری بہن ہے ﴿بخاری﴾۔ بہن کے دو معنی ہیں۔ ایک نسبی بہن اور دوسرا دینی بہن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دینی اخت کا ارادہ فرمایا اخت کا معنی بہن ہے بہن کے دو معنی ہیں ایک نسبی بہن جو ایک ماں سے پٹی اور بچہ پیدا ہوئے ہوں۔ اور دوسری دینی بہن۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ بی بی کو دینی بہن سمجھ کر اس ظالم بادشاہ کو فرمایا۔ اور اس ظالم بادشاہ نے نسبی بہن سمجھا۔ اس کو تو یہ کہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں حق کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں فرماتا ﴿ترمذی﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کا وصال ہو گیا اس نے اپنی زوجہ سے کہا اپنے لڑکے کی طبیعت کا کیا حال ہے حضرت ام سلیم نے کہا اپنا بیٹا پرسکون ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ

ہے ارض زمین کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع میں اختلاف ہے۔ اصل میں اس کی جمع بنانے کا حق یہ تھا کہ ارضۃ ہوتی۔ لیکن ایسا نہیں ہے اس کی جمع ہے ارضات ہے کیونکہ عرب لوگ ایسی مؤنث کی جمع تاء کے ساتھ بناتے ہیں جس کے آخر میں تاء تانیث نہیں ہوتی جیسے عرسات۔ ارض کی جمع ارضون۔ یعنی واؤ اور نون کے ساتھ۔ اور مؤنث کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی مگر یہ وہ مقصود ہو جسے ثبۃ اور ظبۃ واؤ اور نون کو الف اور تاء جو حرف ہیں ان کے عوض کو ذکر کیا ہے اور را کی زبر کو اپنی حالت پر رکھا ہے اور کبھی ساکن کر کے پڑھا ہے۔ اس کی جمع ارض بھی آتی ہے۔ ابوالخطاب نے کہا ارض، اراض۔ جیسے اهل اہال، اور الاراضی بھی بغیر قیاس کے جمع آتی ہے گویا انہوں نے ارضاً کی جمع بنائی ہے تمام وہ شے جو نیچے ہو وہ ارض ہے ارض اریضۃ یعنی پاحزمین جس کی اراضت ظاہر ہے قد ارضت کا مطلب ہے، پاکیزہ عمدہ۔ ابو عمرو نے کہا نزلنا ارضا اریضۃ ہم ایسی زمین میں اترے جو اترے جو آنکھوں کو اچھی لگنے والی تھی۔ کہا جاتا ہے لا ارض لک۔ جیسے کہا جاتا ہے لا ام لک۔ الا رض جانور کے نیچے والے پاؤں کو کہتے ہیں نحن اس کی اصل نحن ہے حاء کی پیش نون کو دی اور حا کو ساکن کر دیا یہ ہشام بن معاویہ نحوی کا قول ہے الزجاج نے کہا نحن جمع کے لیے ہے اور جمع کی علامت میں سے واؤ اور ضمہ واؤ کی جنس سے ہے، جب نحن کو حرکت دینے طرف مجبور ہوئے تو انہوں نے ایسی حرکت دی جو جماعت کے لیے تھی زجاج نے کہا: اسی وجہ سے واؤ جمع کو اس ارشاد میں ضمہ ہے۔

اُولَئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوْا الضَّلٰلَةَ ﴿البقرة آیت ۱۶﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو خرید لیا محمد بن یزید نے کہا نحن قبل اور بعد کی مثل ہے کیونکہ یہ دو یا زائدہ کی خبر دینے کے لیے ہے انا واحد کے لیے ہے نحن تثنیہ اور جمع کے لیے ہے کبھی متکلم اس کے ساتھ اپنے متعلق خبر دیتا ہے جیسے نحن قمنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحن قَسَمْنَا بَبْنِیَّتِهِمْ مَّعِیْشَتَهُمْ ﴿الزخرف آیت ۳۲﴾ ہم نے تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیت کو۔ اور مؤنث اس صورت میں مزر کے قائم مقام ہوتی ہے جبکہ وہ کلام کرنے والی ہو عورت ہی رہتی ہے۔ قمت و ذهب، قمنا و ذهبنا۔ وانا فعلت ذالک، ونحن فعلن ایہ عربوں کا کلام ہے۔ مُصْلِحُونَ یہ صلح سے اسم فاعل کا صیغہ ہے الصلاح فساد کی ضد ہے صلح لام کے ضمہ اور فتح کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں یہ ابن سکیت نے کہا صلوح صاد کے ضمہ کے ساتھ صلح بضم لام کا مصدر ہے۔ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ۔ یہ مفسد، فساد کرنے والے منافقین تین طرح کے فساد کرنے والے تھے پہلا فساد۔ ان کا پہلا فساد کفر کے ذریعے زمین پر فساد کرتے ہیں۔ دوسرا فساد۔ ان منافقین کا دوسرا فساد یہ ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ تیسرا فساد۔ یہ تمام منافقین اپنی خواہشوں کے مطابق چلتے ہیں۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ﴿پ ۲۶﴾ سورۃ محمد آیت ۲۲ کیا تم چاہتے ہو کہ سربراہ بن کر زمین پر فساد پھیلاؤ۔

وَلٰكِنْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ اور لیکن ان کو شعور نہیں۔ ان منافقین کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہم زمین پر فساد کر رہے ہیں۔ منافقین کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو شعور نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان منافقین کو شعور نہیں ہے۔ محمود بن عمر بن محمد بن عمر کنیت ابو قاسم لقب جابر اللہ نسبت الخوارزمی الزمخشری و خوارزم بلدة فی العراق فرماتے ہیں لَا یَشْعُرُوْنَ تو ہم فیہ النصیحة من وجهین: احد هما تقبیح ما كانوا علیه لبعده من الصواب وجره الى الفساد والفتنة

والثانی: تبصیرهم الطريق الا سدا من اتباع نوى الاحلام ودخولهم فی عدادهم فکان من جوابهم ان سفھوهم لفرط سفھهم، وجھلوهم لتعادی جھلهم، وفی تلک تسلیمة للعالم مما یلقى من الجھلة فان قلت: کیف صح ان یسند قیل الی لا تفسدوا وامنوا، واسناد الفعل الی الفعل مما لا یصح؟ قلت: الذی لا یصح هو اسناد الفعل الی معنی الفعل وهذا اسناد له الی لفظه کا نہ قبل: واذا قیل لهم هذا القول وهذا الکلام فهو نحو قولک: الف ضرب من ثلثلة لحرف، ومثله: زعموا مطیة الکرب ﴿کشاف الجزء الاول﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ کَمَا اٰمَنَ

السُّفْهَاءُ طَا لَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفْهَاءُ وَلٰكِنْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۵ ترجمہ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ، تو وہ کہتے ہیں بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ ن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں ہیں۔ و: اور: اِذَا: جب: قِیْلَ: کہا جاتا ہے: لَهُمْ: انہیں: اٰمِنُوْا: تم ایمان لے آؤ: کَمَا: جیسے: اٰمَنَ: ایمان لائے: النَّاسُ: لوگ: قَالُوْا: وہ کہتے ہیں: اَنُؤْمِنُ: کیا ہم ایمان لے آئیں: کَمَا: جیسے: اٰمَنَ: ایمان لے آئے: السُّفْهَاءُ: بے وقوف: اَلَا: خبردار: اِنَّ: بیشک: هُمْ: وہی: السُّفْهَاءُ: بے وقوف: و: اور: لٰكِنْ: لیکن: لَا: نہیں: یَعْلَمُوْنَ: جانتے۔ جب منافقوں اور یہودیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لے آؤ جیسا کہ جو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے اصحابہ کرام آئے ہیں۔ یعنی مہاجر اور مدینہ منورہ کے رہنے والے انصار ایمان لائے ہیں۔ تم بھی ایمان لاؤ یا جس طرح عبد اللہ بن سلام اور ان کے دوسرے ساتھی پہلے یہودی تھے اب ایمان لائے ہیں۔ اور منافقوں کو کہا گیا کہ تم ایمان میں مخلص ہو جاؤ جس طرح ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایمان میں مخلص ہیں۔ تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں۔ یہاں بیوقوفی کا مطلب جہالت ہے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ منافقین نے السفہاء کہا انہوں نے اس سے مراد اہل کتاب کے مؤمنین لیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ جب یہودیوں کو کہا گیا ایمان لاؤ جیسے دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں جس طرح تمہارے یہودیوں سے عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں انہوں نے کہ ہم بیوقوف ہیں جاہلوں کی طرح ایمان لائیں۔ النَّاسُ کا الف اور لام عہد کا ہے یا جنسی ہے۔ اگر عہدی ہے تو جیسے نبی کریم ﷺ پر اور اسلام پر ان کے اصحاب ایمان لائے۔ اگر الناس کا الف اور لام جنسی ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی ﴿۱﴾ اوس اور خزرج، اکثر مسلمان ان میں سے تھے جیسے عبد اللہ بن سلام۔ ان میں سے کم منافق تھے تو عموم کا اطلاق زیادہ پر ہوتا ہے۔ ﴿۲﴾ حقیقت میں ایمان والے ہی انسان ہیں جو بے ایمان ہیں وہ جانور ہیں۔ السُّفْهَاءُ السُّفْہاء سے ماخوذ ہے۔ اس کا لغوی مطلب ہے ہلکا پن اس کا

تفسیر کرمانی
اصطلاح میں معنی بیوقوفی ہے۔ اس لیے کہ زیادہ مسلمان فقراء اور مسکین تھے جیسے حضرت مصیب، حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور منافقین مال دار تھے اس لیے انہوں نے ان کو بیوقوف کہا۔ منافقین اسلام کو باطل سمجھتے تھے۔ آپ کو سچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو جاہل اور بیوقوف فرمایا۔ جس نے اپنی آخرت دنیا کے بدلے فروخت کر دی وہ سفیہ و بیوقوف و پاگل ہے۔ اور جس نے رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کی اس نے رب العزت سے دشمنی کی وہ بیوقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیت میں لَا يَشْعُرُونَ فرمایا کہ تم کو شعور نہیں ہے اس آیت میں فرمایا کہ لَا يَعْلَمُونَ وہ علم نہیں رکھتے، وہ جانتے نہیں۔

میں جسے آپ کی مرضی و دل چاہے اختیار کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کو پسند فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے علم کو اور حیا کو کہا تم واپس اپنی اپنی جگہ پر چلے جاؤ انہوں نے کہا عالم ارواح میں ہم یکجا تھے اب عالم اشباح میں ایک دوسرے سے جدا کی گوارہ نہیں کرتے۔ ہم عقل کے پیچھے ہوتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا تم چلے جاؤ حضرت آدم علیہ السلام کے دماغ میں عقل ٹھہر گئی اور دل میں علم اور آنکھ میں حیا ﴿روح البیان﴾ وَأِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا بِإِذَا خَلَوْا

إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ يَقَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ لَا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَءُونَ ۝۱۵۰ اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۵۱ ترجمہ اور جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور یہ اپنے شیطانوں ﴿منافقین کے سرداروں﴾ کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں ﴿ان کے ساتھ تو﴾ ہم صرف مزاق کرتے ہیں۔ اللہ ان کے مزاق کی سزا دے رہا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔ وَ: اور: إِذَا: جب: لَقُوا: ملتے ہیں: الَّذِينَ: جو لوگ: آمَنُوا: ایمان لائے: قَالُوا: کہتے ہیں: آمَنَّا: ہم ایمان لائے: وَ: اور: إِذَا: جب: خَلَوْا: تنہا: اکیلے ہوتے ہیں: إِلَىٰ: پاس: شَيْطَانٍ: شیطان: هُمْ: اپنے: وَ: کہتے ہیں: إِنَّا: ہم: مَعُ: ساتھ: كُمْ: تمہارے: إِنَّمَا: محض: نَحْنُ: ہم: مُسْتَهْزَءُونَ: مزاق کرتے ہیں۔ اللّٰهُ: اللہ: يَسْتَهْزِئُ: مزاق کرتا ہے: بِهِمْ: ان سے: هُمْ: ان: وَيَمُدُّهُمْ: اور ان کو بڑھاتا ہے: فِي: میں: طُغْيَانِهِمْ: ان کی سرکشی: يَعْمَهُونَ: اندھے ہو رہے ہیں۔

﴿لَقُوا اصل میں لِقُوا تھا یا ع کا پیش یعنی ضمہ قاف کو دیا اور یا ع کو التقاء ساکنین کی وجہ سے گرا دیا سمیع یمانی نے اس کو لا قوا الذین آمنوا پڑھا ہے۔ اصل میں لا قوا تھا یا سردار ع کا ماقبل زیر یعنی فتح تھا اس لیے وہ الف سے بدل گئی اس کے بعد دو ساکن لا اور واؤ جمع ہوئے تو الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا پھر واؤ ضمہ کے ساتھ حرکت دی گئی۔ لَقُوا القوا سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے ملاقات کرنا اور سامنے آنا۔ ﴿قرطبی﴾ حضرت امام ابوحنیفہ نے اذا لا تو پڑھا ہے ﴿کبیر﴾ الَّذِينَ آمَنُوا میں مخلص مومنین مراد ہیں۔ آمَنَّا میں حقیقی ایمان مراد ہے۔ خَلَوْا سے ماخذ ہے۔ اس کا مطلب ہے تنہا، اکیلے، جب یہ منافق کافر خلوت میں ہوتے ہیں تو اسلام اور مسلمانوں کی توہین کرتے ہیں۔ شَيْطَانِهِمْ شیطان کی جمع مکسر شیطاں ہے۔ شیطان لغت میں سرکش کہتے ہیں۔ اور جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں۔ شیطاں سے مراد منافقین کے سردار اور پیشوا ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پانچ آدمی یہودیوں میں سے منافقین کے سردار اور پیشوا تھے۔ ﴿۱﴾ مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف ﴿۲﴾ قبیلہ بنی اسلم میں ابو بردہ ﴿۳﴾ قباء جھینہ میں عبدالدار بنی ﴿۴﴾ اسد میں عوف بن عامر ﴿۵﴾ شام میں عبداللہ بن اسود ﴿کبیر﴾ بغوی۔ مظہری﴾۔ اِنَّا مَعَكُمْ ہم تمہارے ساتھی ہیں۔ آمَنَّا ہم ایمان لے آئے۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَءُونَ وَنَ الْهَزَاءُ کا مطلب ہے مزاق کرنا، تمسخر کرنا ٹھٹھا کرنا۔ ہزاء ت اور استہزاء ان دونوں کا ایک معنی ہے۔ اصل استہزاء کے معنی ہفتہ کے ہیں۔ یَسْتَهْزِئُ۔ ابو جعفر نے

مستہزون اور یستہزون اور قل استہزون اور لیطفوا اور لیوا طوا اور یستنبونک اور خا طین اور خا طون اور متکن اور متکون اور فمالون اور والمنون ان سب میں ہمزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ﴿بغوی۔ مظہری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ استہزاء یعنی مزاق کا بدلہ اس طرح ہوگا کہ ان کے لیے بہشت کا دروازہ کھولا جائے گا پس جب اس کی طرف پہنچیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور جہنم کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور بعض نے کہا کہ استہزاء کا بدلہ اس طرح ہوگا کہ ایمان والوں کے لیے نور رکھا جائے گا جس سے وہ صراط پر چلیں گے جب منافق وہاں تک پہنچیں گے تو منافقوں اور مومنوں کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وحیل بینہم و بین ما یشتہون۔ کہ منافقوں اور ان کی چاہتوں کے مابین رکاوٹ قائم کر دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضر بینہم بسورہ باب۔ پھر ان کے مابین ایک دیوار بنا دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا ان کے درمیان ایک فیصل بنا دی جائے گی جس کا دروازہ ہوگا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں کا نفاق ظاہر کر دے گا۔ ﴿بغوی۔ مظہری﴾ استہزاء کا معنی توہین اور حقارت ہیں۔ منافقوں کے مزاق کی سزا۔ وَجَزَاؤُ سَنِيَّةٍ سَنِيَّةٍ مِّثْلُهَا پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۴۰ ﴿ترجمہ برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے۔ جیسا کرو گے۔ ویسا بھرو گے۔ فَمَنْ اغْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاغْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا غَتَدَىٰ عَلَيْكُمْ﴾ پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۴ ﴿ترجمہ اور جو تم پر زیادتی کرے اس پر اس کی مثل بنی زیادتی کرو جتنی تم پر کی۔ یُخَاذِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَاذِعُهُمْ﴾ پ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۴۲ ﴿ترجمہ وہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جبکہ وہ ان کو اس کی سزا دیتا ہے۔ وَمَكْرُؤًا مَّكَرَ اللّٰهَ پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۴ ﴿ترجمہ اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تیر کی۔ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ فَيَسْخَرُ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ سورۃ التوبہ آیت ۶۹ ﴿ترجمہ تو یہ ان کا بھی مزاق اڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس مزاق کی سزا دے گا۔ رب العزت کی جانب سے نہ کوئی کمر ہے نہ ہی استہزاء ہے اور نہ ہی کید ہے بلکہ ان کے کمر اور استہزاء کی جزا ہے اور ان کے کید کی جزا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ فَلَانَا هَجَانِي وَهُوَ يَعْلَمُ اَنِّي لَسْتُ بِشَاعِرٍ فَاَعْجِبْهُ

اللهم والعنه عدد ما هجاني ﴿مند الفردوس﴾ ترجمہ اے اللہ فلاں نے میری جھوکی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں تو اس کی مذمت فرما۔ اے اللہ جس قدر اس نے میری جھوکی ہے تو اس کے برابر اس پلعت فرما۔ امام الواعدی اور شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اتری واقعہ اس طرح ہے کہ وہ ایک دن لکھتے تو ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے ہوئی، عبداللہ بن ابی کہنے لگا دیکھو بیوقوفوں کو تم سے کس طرح دور کرتا

مستہزون اور یستہزون اور قل استہزون اور لیطفوا اور لیوا طوا اور یستنبونک اور خا طین اور خا طون اور متکن اور متکون اور فمالون اور والمنون ان سب میں ہمزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ﴿بغوی۔ مظہری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ استہزاء یعنی مزاق کا بدلہ اس طرح ہوگا کہ ان کے لیے بہشت کا دروازہ کھولا جائے گا پس جب اس کی طرف پہنچیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور جہنم کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور بعض نے کہا کہ استہزاء کا بدلہ اس طرح ہوگا کہ ایمان والوں کے لیے نور رکھا جائے گا جس سے وہ صراط پر چلیں گے جب منافق وہاں تک پہنچیں گے تو منافقوں اور مومنوں کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وحیل بینہم و بین ما یشتہون۔ کہ منافقوں اور ان کی چاہتوں کے مابین رکاوٹ قائم کر دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضر بینہم بسورہ باب۔ پھر ان کے مابین ایک دیوار بنا دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا ان کے درمیان ایک فیصل بنا دی جائے گی جس کا دروازہ ہوگا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں کا نفاق ظاہر کر دے گا۔ ﴿بغوی۔ مظہری﴾ استہزاء کا معنی توہین اور حقارت ہیں۔ منافقوں کے مزاق کی سزا۔ وَجَزَاؤُ سَنِيَّةٍ سَنِيَّةٍ مِّثْلُهَا پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۴۰ ﴿ترجمہ برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے۔ جیسا کرو گے۔ ویسا بھرو گے۔ فَمَنْ اغْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاغْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا غَتَدَىٰ عَلَيْكُمْ﴾ پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۴ ﴿ترجمہ اور جو تم پر زیادتی کرے اس پر اس کی مثل بنی زیادتی کرو جتنی تم پر کی۔ یُخَاذِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَاذِعُهُمْ﴾ پ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۴۲ ﴿ترجمہ وہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جبکہ وہ ان کو اس کی سزا دیتا ہے۔ وَمَكْرُؤًا مَّكَرَ اللّٰهَ پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۴ ﴿ترجمہ اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تیر کی۔ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ فَيَسْخَرُ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ سورۃ التوبہ آیت ۶۹ ﴿ترجمہ تو یہ ان کا بھی مزاق اڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس مزاق کی سزا دے گا۔ رب العزت کی جانب سے نہ کوئی کمر ہے نہ ہی استہزاء ہے اور نہ ہی کید ہے بلکہ ان کے کمر اور استہزاء کی جزا ہے اور ان کے کید کی جزا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ فَلَانَا هَجَانِي وَهُوَ يَعْلَمُ اَنِّي لَسْتُ بِشَاعِرٍ فَاَعْجِبْهُ

اللهم والعنه عدد ما هجاني ﴿مند الفردوس﴾ ترجمہ اے اللہ فلاں نے میری جھوکی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں تو اس کی مذمت فرما۔ اے اللہ جس قدر اس نے میری جھوکی ہے تو اس کے برابر اس پلعت فرما۔ امام الواعدی اور شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اتری واقعہ اس طرح ہے کہ وہ ایک دن لکھتے تو ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے ہوئی، عبداللہ بن ابی کہنے لگا دیکھو بیوقوفوں کو تم سے کس طرح دور کرتا

ہوں۔ وہ آگے بڑھا اور سیدھا صلیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور کہا خوش آمدید اے بنی تمیم کے سردار، اے شیخ الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں دوسری ذات رسول پر اپنی جان اور مال کو نثار کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور کہا خوش آمدید اے عدی بن کعب کے سردار حق و باطل میں فرق کرنے والے اللہ کے دین میں مضبوط، اللہ کے رسول کی خاطر اپنی جان و مال قربان کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور کہا خوش آمدید، اے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے اے اللہ کے رسول کے داماد اے اللہ کے رسول کے سوانہی ہاشم کے سردار پھر جب صحابہ کرام چلے گئے تو عبد اللہ بن ابی کعب نے دیکھا میں نے کیا کیا جب تم بھی انہیں دیکھو تو ایسا کیا کرو جیسا میں نے کیا ہے اور ان کی خبر کے ساتھ تعریف کرو۔ مسلمان جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور اس تمام گفتگو کے متعلق بتایا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿درمنثور۔ اسباب النزول۔ خازن﴾ سورۃ البقرۃ ہجرت کے شروع میں نازل ہوئی اور ہجرت کے دوسرے برس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا۔ اس حدیث میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا داماد کہا۔ ابن حجر نے اس حدیث کی سند بیان کر کے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ ﴿تبیان۔ عنایت لقاضی﴾ امام ابن جریر اور ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودی جب صحابہ کرام سے ملتے تھے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہیں اور جب اپنے ہم مسلکوں سے ملتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہیں، ہم اصحاب محمد سے استہزاء کرتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لینے کے لیے ان سے استہزاء کرتا ہے تاکہ اپنے کفر میں بھٹکتے رہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس آیت میں اہل کتاب کے منافقین کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا اور ان کے استہزاء کا ذکر فرمایا ہے وہ جب اپنے ہم مسلکوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور ہم محمد ﷺ کے اصحاب سے استہزاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں اس استہزاء کی سزا دے گا ان کے لیے بہشت سے جہنم میں ایک دروازہ کھولا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کہ جنت کی طرف آؤ جب وہ ادھر آئیں گے تو دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے اس وقت مومنین عروسی پلنگوں پر مسند آراء ہونگے۔ اور ان کی حالت زار کا مشاہدہ کر رہی ہوگی جب وہ کافر دروازہ جنت پر پہنچیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ مسلمان کی اس رسوائی کو دیکھ کر انہیں گے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اللہ یستہزیئ بہم آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں اس استہزاء کی سزا دے گا اس کا یہی معنی ہے جب ان پر دروازہ بند ہوگا تو مسلمان قبضہ لگائیں گے۔ ﴿فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ﴾ ﴿سورۃ المطففین آیت ۲۵﴾ ترجمہ مومنین جہنمیوں کو دیکھ رہے ہونگے۔ استہزاء و مزاق کا یہی معنی ہے ﴿ثَوَّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ ﴿سورۃ المطففین﴾ ترجمہ کس طرح بدلہ ملا کفار کو اپنے کرتوتوں کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا کی نعمتوں کے ذریعے آہستہ آہستہ یہ جہنم کے طرف جارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا میں احسان ظاہر کرتا ہے جب کہ عذاب آخرت ان سے مخفی ہے یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے جب کہ رب العزت ان پر حتیٰ فیصلہ عذاب کا کرچکا ہے۔ امام ابن الحنفی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھی اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ خاص تمہاری طرف مبعوث ہوا ہے اور جب وہ یہود سے ملتے ہیں جو انہیں تکزیب کرنے کا حکم دیتے تھے تمہارے ساتھ ہیں یعنی تمہارے دین پر ہیں ہم مسلمان قوم سے استہزاء کرتے ہیں۔ حضرت عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس کا یہ مطلب روایت کیا ہے کہ جب منافقین اور مشرکین اپنے ساتھی کے ساتھ علیحدہ ہوتے ہیں ﴿تو کہتے ہیں ہم مسلمانوں سے استہزاء یعنی مزاق کرتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں﴾ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ مشرک بھائیوں اور اپنے قائدین اور شرارتی سرغنوں کے ساتھ علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس مسلمان قوم سے استہزاء کرتے ہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ ﴿وَيُؤْمَدُ هُمْ﴾ ان کے لیے ڈھیل۔ مہلت۔ مدت بڑھا دیتا ہے۔ ﴿إِنَّمَا نُمَلِّئُ لَهُمْ لَبِيزًا دَاذُوا﴾ ﴿آل عمران آیت ۱۷۸﴾ ترجمہ صرف ہم اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ گمراہی کریں۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مددہم کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ وہ انہیں ڈھیل و مہلت دیتا ہے تاکہ وہ کفر میں سرکشی کرتے رہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام القرطبی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر ابن المنز نے حضرت مجاہد سے یہ مددہم کا معنی یہ مددہم نقل کیا ہے یعنی وہ ان میں اضافہ کرتا ہے تاکہ وہ گمراہی میں بھٹکتے رہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ قرطبی، قاضی عبد الجبار نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ طویل عمر سے اللہ تعالیٰ کی غرض سرکشی کی طرف لے جانا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہربانی فرماتے ہوئے باقی رکھا تاکہ وہ اطاعت بجالائیں مگر وہ انکار کرتے ہوئے بہک گئے ﴿کبیر﴾ یونس بن حبیب کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ شر کے لیے مدد اور خیر کے لیے امد استعمال ہوتا ہے۔ ﴿وَأَمَذُّكُمْ بَأْمُوَالٍ وَبَنِينَ﴾ ﴿سورۃ الاسراء آیت ۶﴾ ترجمہ اور ہم مسلسل تمہیں دیتے رہیں گے مال اور بیٹوں سے۔ اس آیت میں امد خیر و اچھائی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ﴿وَأَمَذُّكُمْ بَفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ﴾ ﴿سورۃ الطور آیت ۲۲﴾ ترجمہ اور ہم مسلسل انہیں دیتے رہیں گے میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے۔ اس آیت میں بھی امد خیر و بھلائی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

انفخ فرماتے ہیں کہ جب تو اس کو چھوڑ دے تو مدت بولا جاتا ہے۔ جب تو اس کو دے تو امدتہ کہا جاتا ہے۔ فراء اور لحياني کہتے ہیں کہ جس کی زیادت اس کی مثل ہو اس صورت مدت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں مدت الذہر۔ ﴿وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ مَبْعَدِهِ سَبْعَةُ أَنْجَارٍ﴾ ﴿سورۃ لقمان آیت ۲۷﴾ اور مسند رسیا بنی جائے اور اس سوا سات مسند۔ مدت اس صورت مستعمل ہوتا ہے جب اس میں کثرت اس غیر میں ہو۔ جیسے مدت الخبش بدو میں نے لشکر کی کمک کے ساتھ مدد کی۔ جیسے ﴿يَمُدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْفِ مِّنَ الْمَلَكَةِ﴾ ﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵﴾ ترجمہ مدد فرمائے گا آپ کی تمہارا رب پانچ ہزار ملائکہ سے۔ ﴿فِي طُعْيَانِهِمْ﴾ کفر و گمراہی میں۔ طغیان کا اصل معنی ہے حد سے تجاوز کرنا۔ ﴿إِنَّا لَطَاطِعُ الْمَاءِ﴾ ﴿سورۃ الحاقۃ آیت ۱۱﴾ ترجمہ پانی اوپر ہوا اور چڑھ گیا رب العزت نے فرعون کے متعلق فرمایا ﴿إِنَّهُ طَغَى﴾ سورۃ طاس نے دعویٰ میں اسراف کیا کہ جب اس نے کہا: ﴿إِنَّا رَبُّكُمْ﴾ ﴿سورۃ النازعات﴾ میں آپ کا سب سے بڑا رب ہوں ﴿يَعْمَهُونَ﴾۔ امام ابن جریر، ابن الزہر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ معہون کا مطلب یہ تھا دون یعنی سرکشی کرنا۔ نقل کیا ہے ﴿طبری﴾ حضرت الطسٹی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھے یہ معہون کے متعلق بتائیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ معہون، بیر دون، کھینا اور بھگنا۔ حضرت نافع نے کہا کیا عرب یہ معہون کا یہ معنی جانتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں۔ تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔ اراہی قد۔

عیہت و شاب راسی.... وهذا اللعب هن بالكبير - میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں کھیل رہا ہوں اور میرے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں اور اس وقت کا کھیل بزرگ شخص کے لیے عیب ہے۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مجاہد نے اس کا معنی کیا ہے وہ کفر میں متحیر ہیں اور بھٹک رہے ہیں۔ اہل لغت نے فرمایا ہے عمہ الرجل یعمہ عموها وعمها فهو عمہ وعامہ۔ شخص حیران ہو گیا۔ رجل عامہ وعمہ۔ متردد اور حیران آدمی۔ اس کی جرعمہ ہے عرب والے بولتے ہیں ذہبت ابلہ العمہی جب معلوم نہ ہو کہ اونٹ کہا چلا گیا۔ اعمی آنکھ کے۔ اندھے۔ پن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور العمہ قلب کے اندھے پن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فأنھا لا تعمی الا بصار و لكن تعمی القلوب التي فی الصدور ﴿سورة الحج آیت ۴۱﴾ حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ قلب اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔ ﴿طبری﴾ اُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبَحَتُ تَبَارَ تَهُمْ وَمَا كَانُوا

مُهْتَدِينَ ۱۶۰ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت و گمراہی کو خریدی لیکن ان کی تجارت نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا اور نہ وہ ہدایت یاب ہوئے۔ اُولَئِكَ وہ لوگ: اَلَّذِينَ: جنہوں نے: اَشْتَرُوا: پسند خریدی: الضَّلَالَةُ: ضلالت و گمراہی: بِالْهُدَىٰ: ہدایت کے بدلے: فَمَا: نہ تو: رَبَحَتُ: نفع دیا:

تَبَارَتْ: تجارت: هُمْ: ان کی: وَ: اور: مَا: نہیں: كَانُوا: تھے: مُهْتَدِينَ: وہ ہدایت پانیا والے۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے۔ اولئک کا اشارہ۔ اس طرف ہے جو پہلے مسلمان تھے بعد میں کافر ہو گئے۔ یا منافقین کی جانب ہے۔ یا کفار کی طرف ہے۔ منافق وہ ہوتا ہے ظاہر مسلمانوں کی طرح کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، شکل و صورت بنا کر رکھتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں کفر ہوتا ہے۔ اس کو یہ دنیاوی لالچ ہوتا ہے کہ مجھے مال غنیمت ملے اور زکوٰۃ کا پیسہ ملے اور مسلمانوں سے فائدہ حاصل ہو۔ کافر وہ ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو نہ مانے اور اسلام کا انکاری ہو۔ کافر کی کئی قسمیں ہیں جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اَشْتَرَاء کا معنی یہاں پر مستحب میں ہے یعنی پسند۔ کسائی واؤ کے ہمزہ اور اس ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ ادور، اشتراء، شراء سے مشتق ہے اور الشراء اس مقام پر مستعار کے معنی میں ہے۔ انہوں نے ایمان پر کفر کو پسند کیا۔ فَاَسْتَهْبُوا النُّعْمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ﴿سورة فصلت آیت ۷﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا انہوں نے گمراہی کو لیا اور ہدایت ترک کر دیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ فَمَا رَبَحَتُ تَبَارَ تَهُمْ۔ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ اور انہوں نے گمراہی کو پسند کیا اور ہدایت پانے والے نہ تھے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ہدایت سے گمراہی اطاعت سے معصیت، جماعت سے فرقہ، امن سے خوف اور سنت سے بدعت کی طرف منتقل ہو گئے ﴿کبیر طبری۔ درمنثور﴾ مجاہد نے یہ معنی نقل فرمائے ہیں کہ وہ ایمان لائے

اس کے بعد کفر کیا۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ الضَّلَالَةُ سے کفر اور حق و صواب کرنا مراد ہے۔ بالہدی، ہدی سے ایمان اور سلوک فی الصراط المستقیم اور اس پر استقامت پکڑنا مراد ہے۔ اس میں استعار کیا گیا ہے یعنی ضلالت میں رغبت کرنے سے ایمان کی بجائے گمراہی لینا ہے اور پھر ایمان سے روگردانی کرنے کا معنی لیا گیا ہے۔ یعنی انہوں نے ایمان کی بجائے گمراہی کو پسند کیا اور ایمان کو گمراہی سے تبدیل کر لیا اور ایمان کی بجائے گمراہی لے لی۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ۔ ترجمہ یہ لوگ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے پس ان کے قلوب پر مہر لگا دی گئی مَثَلُ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ

ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۱۷۰ ترجمہ ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے ﴿اندھیری رات میں﴾ آتش جلائی جب آتش نے اس کے چاروں طرف کی چیزیں روشن کیں تو اللہ نے ان لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ مَثَلُ: مثال: هُمْ: ان کی: لَكَ: جیسے: مَثَلُ: مثال: الَّذِي: جس نے وہ: اسْتَوْقَدَ: آتش جلائی: نَارًا: آگ: فَلَمَّا: جب پھر: أَضَاءَتْ: روشن کیا: مَا حَوْلَهُ: چاروں طرف: ذَهَبَ: جھین: اللَّهُ: اللہ: بِنُورِهِمْ: ان کی روشنی: وَ: اور: تَرَكَهُمْ: انہیں ترک کر دیا: فِي: میں: ظُلُمَاتٍ: اندھیرے: لَا: نہیں: يُبْصِرُونَ: وہ دیکھتے۔

مَثَلُ: مثال کو عربی زبان میں مَثَل بھی کہتے ہیں اس کی جمع امثال ہے۔ مثال کے شروع اور آخر میں الف لگائی تو امثال بن گئی۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ۔ اور یہ امثال۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ جن کی یہ مثال بیان کی گئی ہے انہیں کسی وقت بھی ایمان نصیب ہی نہیں ہوا تھا۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ۔ کَمَثَلِ الَّذِي۔ ان لوگوں کی عجیب مثال ہے۔ اس جگہ الذی کا مطلب ہے الذین جیسے وَخَضْتُمْ كَمَا الَّذِي خَاضُوا ﴿سورة توبہ آیت ۶۹﴾ اور تم بھی فضول کاموں میں مشغول ہو گئے جیسے ﴿پہلے وقت کے کافر﴾ ہو گئے تھے انجیل میں ایک سورة کا نام سورة الامثال ہے وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ النَّمْلُ، آیت ۵۰ اور اللہ تعالیٰ کی شان سب سے بلند مَثَلُهُمْ فِي النُّورَةِ ﴿فتح﴾ آیت ۲۹ ﴿ان کی صفت تورات میں ہے۔ الذی کا معنی ہے الذین یعنی یہ واحد ہے اور اس کا معنی جمع ہے اور یہ جائز ہے۔ استوقد۔ یہ وقود سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے آتش کا پھڑکنا آتش نے کہا ہے کہ استوقد۔ اس کا معنی ہے اوقد جیسے استجاب بمعنی اجاب سین اور تازا زندہ ہے۔ نارایہ نور سے بنا ہے۔ نارمونث ہے۔ اس کا الف اصل میں واؤ کو یا سے بدلا گیا ہے کیونکہ اس سے پہلے زیر ہے۔ اس کا مطلب ہے ترپنا۔ آتش میں بھی حرکت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو نار بولا گیا ہے۔ آگ جلانے روشنی ہوتی ہے اس لیے اس کو نور کہتے ہیں فَلَمَّا أَضَاءَتْ ضَوْءًا سے ماخذ ہے جس کا مطلب تیز روشنی ہے نور ہلکی روشنی کو کہتے ہیں۔ اور ضَوْءٌ تیز روشنی کو کہتے ہیں ما حوله مازائدہ اور موكده ہے۔ وترکھم آگ بجھادی گئی وہ مکمل طور پر اندھیرے میں رہ گئے۔ فِي ظُلُمَاتٍ۔ ظلمت کی جمع ظلمات ہے اس کا معنی ہے نیکیاں برباد ہو کر تھوڑی ہو جاتی ہیں۔ اعش نے لام کے سکون کے ساتھ ظلمات پڑھا ہے۔ اشہب عقیل نے لام کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ بھریوں نے کہا کہ ضمہ کو فتح سے بدلا گیا ہے کیونکہ یہ خفیف ہے۔ کسائی نے کہا

ظلمات، جمع الجمع ہے یہ ظلم کی جمع ہے۔ لَا يُبْصِرُونَ۔ ان کو اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا کہ ان کو کچھ نظر آتا ہی نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کے متعلق نازل ہوئی ہے ﴿خازن﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد کچھ لوگ مسلمان ہو گئے مگر اس کے بعد منافق ہو گئے ان منافقین کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اندھیرے میں ہو پھر آتش جلا کر روشنی کرے اور چاروں طرف کا راستہ دیکھنے لگے اور معلوم کرے کہ راستہ کہاں ہے۔ اچانک آگ بجھ جائے روشنی ختم ہو جائے۔ اب معلوم نہیں ہو سکتا کہ راستہ کہاں ہے ان منا

فقوں کی مثال یہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور سے مراد ایمان اور ظلمات سے مراد کفر ہے۔ یہ لوگ مسلمان تھے ہدایت پر تھے اس کے پھر کافر ہو گئے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ ایمان لائے ہدایت یافتہ ہو گئے پھر کافر ہو گئے ان کی مثال چاروں طرف روشنی کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ منافق کبھی کبھی بھلائی کو دیکھ لیتا ہے اور سمجھ بھی لیتا ہے پھر کافر ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مثال منافقوں کی ہے وہ اسلام کی وجہ سے عزت پالیتے ہیں مسلمان عورتوں سے نکاح، ورثہ اور تقسیم مال غنیمت میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن مرتے ہی یہ عزت ختم ہو جاتی ہے جیسے آتش کی روشنی آگ بجھتے ہی ختم ہو جاتی ہے ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ جب منافق لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے تو قلب میں نور پیدا ہوتا ہے پھر جس جگہ شک کیا اس کا نور چلا گیا جس طرح کڑیاں جلتی رہیں تو روشنی رہی اگر ختم ہو گئیں تو روشنی چلی گئی۔ ﴿روح البیان۔ مظہری۔ کبیر۔ ابن کثیر﴾

صُمٌّ بُكْمٌ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَرُ جَعُونَ ۱۸۵ ترجمہ ﴿یہ منافق لوگ﴾ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں ﴿منافقت کی وجہ سے سیدھے راستے پر﴾ رجوع نہیں کریں گے۔ صُمٌّ: بہرے، بُكْمٌ: گونگے، عُمَىٰ: اندھے، ف: سو۔ پس: ہُمْ: وہ: لَا: نہیں: يَرُ جَعُونَ: رجوع کریں گے۔ صُمٌّ: صُمٌّ سے ماخذ ہے اس کا معنی ہے سنتے ہی نہیں۔ یعنی صرف حق کی بات کو سننے کے لیے بہرے ہیں۔ بُكْمٌ: گونگے۔ یہ لوگ صرف حق کو بولنے سے گونگے ہیں غمی۔ اندھے۔ صرف حق دیکھنے سے اندھے ہیں۔ لَا يَرُ جَعُونَ۔ یہ اس دین پر نہیں آئیں گے۔ ابن عباس صم بکم عمی عن الخیر ﴿طبری﴾ ابن عباس یقول۔ لا یسمعون الہدی، ولا یبصرونہ، ولا یعقلونہ۔ عن ابن مسعود وعن ناس من اصحاب النبی ﷺ بکم: ہم الخرس۔ عن قتادہ قولہ۔ صم بکم عمی، صم عن الحق فلا یسمعونہ، بکم۔ عن الحق فلا ینطقون۔ عمی۔ عن الحق فلا یبصرونہ۔ عن قتادہ۔ فَهُمْ لَا يَرُ جَعُونَ۔ ای لا یتوبون ولا یذکرون۔ عن ابن مسعود، وعن ناس من اصحاب النبی ﷺ فہم لا یرجعون۔ ﴿طبری﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيْهِ ظُلُمٌ وَّرَعْدٌ وَّ بَرْقٌ جِيْعُلُوْنَ اَصَا بَعَهُمْ فِيْ اَذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ ۱۹۰ ترجمہ یا جیسے آسمان سے بارش کا پانی برسا کہ اس میں تاریکیاں ہیں اور گرج اور چمک ہو تو یہ کڑک سے موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں گے۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اَوْ: یا: كَ: جیسے: كَصَيِّبٍ: بارش: مِّنَ: سے: السَّمَاءِ: آسمان: فِيْ: میں: فِيْ: اَذْنِ: کان: ہُمْ: وہ: اپنے: مِّنَ: سبب: الصَّوَاعِقِ: کڑک: حَذَرَ: خوف: الْمَوْتِ: موت: وَّ: اور: اللّٰهُ: اللہ: مُحِيْطٌ: گھیرے ہوئے: بِالْكَافِرِيْنَ: کفار

اللہ تعالیٰ منافقین کی دوسری مثال فرما رہے ہیں۔ شان نزول مدینہ منورہ کے دو منافق رسول اللہ ﷺ سے بھاگ کر مشرکین سے جا ملے۔ ان منافقوں کو اس بارش سے واسطہ پڑا تھا جو اس آیت میں ذکر ہے۔ اس بارش میں سخت گرج اور چمک تھی اور بجلی تھی۔ جب انہیں کڑک سنا دی تو وہ خوف کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونٹے کہ کہیں کڑک کی وجہ سے ہمارے کان نہ پھٹ جائیں جب بجلی چمکتی تو وہ اس کی روشنی میں چلنے لگتے جب بجلی نہ چمکتی تو اندھیرا چھا جاتا تو وہ کھڑے رہتے۔ دونوں منافق آپس میں کہنے لگے کہ شاید اس گناہ کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے۔ آپس میں کہتے کاش صبح ہو جائے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچ کر اور اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دیں گے۔ پس صبح ہوئی تو وہ دونوں منافق واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں رکھ دیے اور اسلام کے تقاضوں کو خوب نبھایا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے والے منافقوں کی حالت کی مثال بیان فرمائی ہے۔ ﴿در منثور۔ خزائن العرفان۔ نعیمی﴾ اَوْ: کا معنی یا ہے۔ شک و شبہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے طالب حسین آیا ہے یا جعفر حسین آیا ہے۔ اس کا دوسرا معنی ہے۔ اختیار و مرضی۔ جیسے آپ کی مرضی ہے قرآن پڑھو یا حدیث۔ اس آیت میں بھی اسی طرح فرمایا جا رہا ہے اے مسلمانوں آپ کی مرضی و اختیار ہے چاہے پہلی مثال بیان کرو یا دوسری مثال بیان کرو۔ یادوؤں مثالیں سناؤ تو پھر بھی صحیح ہے۔ یعنی آگ والوں کی مثال یا بارش والوں کی مثال۔ منافقین دو طرح کے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دو مثالیں فرمائیں۔ صیب اصل میں صوب تھا و اَوّ اور یا اکٹھے ہوئے پہلا ان میں ساکن ہے اس لیے و اَوّ کو یا سے بدل دیا گیا اور پھر مدغم ہو گئی۔ صیب کی جمع صیاب ہے۔ ﴿قرطبی﴾ صیب صوب سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے اترنا، تیز بارش۔ ﴿نعیمی﴾ سماء: سمو سے ماخذ ہے۔ اس کا معنی ہے اونچا۔ آسمان کو سماء اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اونچا ہے۔ اور بادل کو بھی سماء کہتے ہیں۔ سماء مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ سماء کی جمع اسمیہ، سموات اور سماء بنائی جاتی ہے۔ تمام وہ چیزیں جو اوپر سائیہ کریں وہ سماء ہے جیسے چھت، بارش کیونکہ وہ آسمان سے اترتی ہے قرطبی۔ کبیر ﴿ظُلُمْتُ﴾ جمع ہے اس کا واحد ظُلْمَةٌ ہے۔ اس کا مطلب ہے اندھیرے، تاریکیاں۔ ظلمات جمع فرمایا بادل کا اندھیرا شب کی تاریکی۔ تہہ در تہہ اندھیرے۔ رَعْدٌ کا معنی کڑک ہے۔ جو بادل سے نکلتی ہے۔ برق جو بادل سے چمک نکلتی ہے اس کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رَعْدٌ اس فرشتہ کا نام ہے جو بادل کو ادھر ادھر سے بھیجتا ہے اور برق اس کوڑے کی چمک ہے جو نور کا ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ فرشتہ بادلوں کو کڑکاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے رعد کے متعلق عرض کیا کہ یہ کڑک کیا ہے آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن کے ساتھ وہ بادل کو ہانک کر لے جاتا ہے جہاں اللہ چاہتا ہے۔ یہودیوں نے عرض کیا یہ برق آواز کیا ہے جو ہم سنتے ہیں آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتہ بادل کو جھڑکتا ہے جب وہ اسے جھڑکتا ہے حتیٰ کہ وہ وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رعد ایک ہوا ہے جو بادل کے درمیان چھا جاتی ہے تو آواز پیدا کرتی ہے ﴿آخر الوجیز﴾ براق وہ سواری جس پر معراج کی رات رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ رعد، جو آواز بادلوں سے سنی جاتی ہے اجرامِ حباب آپس میں ٹکراتے ہیں

بخارات وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور گاڑھے پن کی وجہ سے ان بخارات میں جو وزن ہوتا ہے اس کی وجہ سے وہ ٹپکنے لگتے ہیں پس بخارات جب جمع ہوں تو وہ بادل ہیں اور جب ٹپنے لگیں تو بارش ہے۔ ﴿روح المعانی﴾ آبی چکر میں عمل تبخیر اور عمل تکثیف کا کردار۔ تمام سمندر، دریا یا جمیلیں، نہریں اور تالاب وغیرہ پانی کے ذخائر ﴿watr Bodies﴾ کہلاتے ہیں۔ پانی کا اس کے ذخائر سے فضا میں منتقل ہونا اور واپس اکٹھا ہونا ایک قدرتی عمل ہے۔ اسے آبی چکر کہا جاتا ہے۔ سورج پانی کے ذخائر پر چمکتا ہے اور عمل تبخیر کے باعث پانی بخارات کی شکل میں فضا میں شامل ہوتا رہتا ہے۔ مانع کے گیس میں تبدیل ہونے کے عمل تبخیر کہتے ہیں۔ پودوں کے پتوں سے پانی کے خضیاں یا تبخیر کو ٹرانسپائریشن کہتے ہیں پودوں اور پہاڑوں پر برف کی سطح سے بھی عمل تبخیر ہوتا ہے۔ فضا میں آبی بخارات جب اوپر جاتے ہیں تو حرارت خارج کر کے پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ خاصی بلندی پر پہنچ کر پانی کے یہ چھوٹے قطرے ہوا میں سورۃ البقرۃ اکٹھے ہو کر بادل بناتے ہیں۔ بادلوں میں پانی کے قطرے جب بھاری ہو جاتے ہیں تو ہوا ان کو مزید سہارا نہیں دے سکتی۔ لہذا بارش یا برف کی شکل میں یہ پانی نیچے گرتا ہے۔ بارش کا یہ پانی دوبارہ دریاؤں، ندیوں، جمیلوں، نہروں اور سمندر کی جانب بہہ جاتا ہے۔ اس طرح پانی ہمیشہ ایک چکر میں حرکت پر زیر رہتا ہے۔ عمل تبخیر اور تکثیف آبی چکر کو جاری رکھتے ہیں۔ کسی گیس کے مانع حالت میں تبدیل ہو جانے کے عمل کو تکثیف کہتے ہیں۔ زمین کے نظام میں پانی اپنی تین اشکال یعنی ٹھوس، مانع اور گیس اشکال میں سے گزر کر یہ عمل کرتا ہے۔ یہ پودوں، زمین اور سطح سمندر سے عمل تبخیر کے ذریعے بخارات کی شکل میں فضا میں شامل ہوتا ہے اور پھر بادلوں میں مانع میں تبدیل ہونے کے بعد زمین پر بارش یا برف کی شکل میں واپس آتا ہے۔ پانی ہوا میں ہمیشہ آبی بخارات کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔ جب دھوئیں یا مٹی کے ذرات ٹھنڈی آب و ہوا میں موجود ہوں تو یہ آبی بخارات دھند کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں صبح کے وقت جب درجہ حرارت گرتا ہے تو ہوا میں موجود آبی بخارات اکٹھے ہو کر پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے بناتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے پانی کے قطرے پتوں اور پھولوں پر شبنم کی شکل میں دیکھے جاسکتے ہیں ہوا میں موجود پانی کے بخارات پانی کی گسی حالت ہے۔ کافی بلندی پر آبی بخارات ہوا کا درجہ حرارت کم ہونے کی وجہ سے دوبارہ پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پانی کے ان چھوٹے قطروں کے ہوا میں موجود ہونے سے بادل بنتے ہیں۔ سخت سردی کے دوران فضا میں موجود پانی برف کی شکل میں تالابوں اور جمیلوں کی سطح پر تھیں بنا لیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی بادل کی کڑک اور گرج سن کر یہ پڑھے سُبْحَانَ الَّذِي يَسْبُحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ انشاء اللہ وہ آدمی بجلی کے گرنے سے محفوظ رہے گا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر اس پر بجلی گرجائے تو اس کی دیت دینے کو تیار ہوں اور یہ عمل نہایت مجرب ہے۔ ﴿روح البیان - نعیمی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کڑک کی آواز سنتے تو یہ پڑھتے۔ سُبْحَانَ مَنْ يَسْبُحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ جس نے یہ پڑھا اگر اس کے اوپر گرجے تو اس کی دیت مجھ پر ہے ﴿قرطبی﴾ خطیب بغدادی نے سلیمان بن علی کی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابیہ عن جدہ بیان کی ہے کہ آپ نے کہا ہم ایک سفر میں ۱۰۰ مہینہ اور شام کے درمیان میں ﴿حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے کہ ہمیں کڑک اور بادلوں کی ہوائ نے آیا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں فرمایا کہ جس شخص نے کڑک کی آواز سن کر یہ پڑھا۔ سُبْحَانَ الَّذِي يَسْبُحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ۔ کے کلمات تین بار پڑھے تو اس کڑک میں موجود نقصان سے اسے معافی مل گئی، تو ہم نے ایسا ہی کیا تو ہم بچ گئے، پھر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو بادلوں کی ہوا آپ کے ناک کو لگی اور اثر انداز ہو گئی، میں نے کہا اے امیر المومنین یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بادلوں کی ہوا میرے ناک کو لگی اور اثر انداز ہو گئی تو میں نے کہا کڑک کی آواز سن کر حضرت کعب نے ہمیں فرمایا تھا جس نے کڑک کی آواز سن کر یہ پڑھا تین مرتبہ کہا تو اس کڑک میں موجود نقصان سے نجات مل گئی تو ہم نے یہ کلمات پڑھے تو ہمیں نجات مل گئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ کہا تھا کہ ہم بھی پڑھ لیتے ﴿قرطبی﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ افق سے بادل آتا دیکھتے تو تمام کام چھوڑ دیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهِ اور اگر بارش شروع ہو جاتی تو یہ پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا دو یا تین مرتبہ یہی کلمات دھراتے اور اگر اللہ تعالیٰ بادل بنا دیتا اور بارش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی حمد پڑھتے ﴿ابن ماجہ ابواب الدعاء﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادل دیکھتے تو یہ پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا خَيْرِيْنَا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب بادل آتا دیکھتے تو آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا کبھی اندر تحریف لے جاتے اور کبھی باہر کبھی آگے کبھی پیچھے اگر بارش ہو جاتی تو آپ کو اطمینان ہو جاتا ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس بے چینی کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہیں نہیں معلوم تو مہود پر بادل آیا تھا انہوں نے اسے دیکھ کر کہا یہ بادل بر سے گا حالانکہ یہ وہی عذاب تھا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا ﴿ابن ماجہ ابواب الدعوات﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کڑک اور بجلیوں کی آواز کو سنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بِغَضَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ ترجمہ اے اللہ تو ہمیں اپنے غضب کے ساتھ ہلاک نہ کر اور تو ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے۔ ﴿ترمذی ابواب الدعوات۔ روح البیان۔ کذاتی تفسیر اشع و شرح الشرح﴾ صواعق۔ صاعقہ کی جمع ہے۔ جس جگہ بجلی گر کر کسی چیز کو جلا ڈالے اس کو صاعقہ کہتے ہیں۔ اسی کے ذرے یا کانوں میں اگلیاں ٹھونسے ہیں کہ کہیں ہمارے کان پھٹ نہ جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجاہد نے کہا جب رعد فرشتہ زیادہ غضبناک ہوتا ہے تو اس

کے منہ سے آگ نکلتی ہے یہی صوائق ہے۔ اسی طرح غلیل نے کہا فرمایا یہ رعد کی آواز سے شدید ہوتی ہے اس کے ساتھ کبھی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہے جس پر وہ گرتا ہے اسے جلا دیتا ہے ابو زید نے کہا الصائق آگ ہے جو سخت کڑک میں آسمان سے گرتی ہے فَأَخَذَتْهُمْ صُعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ۔ ﴿سورة فصلت آیت ۷﴾ ترجمہ تو انہیں پکڑ لیا اس عذاب کی کڑک نے جو سواکن ہے۔ وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ﴿اعراف آیت ۱۴۳﴾ حَزَرَ الْمَوْتِ مَوْتِ کے ڈر یا موت سے بچنے کے لیے۔ مُخِيطٌ احاطہ سے ماخذ ہے۔ اصل میں مُخِيطٌ تھا یا کی حرکت حا کی طرف نکل کی گئی اور یا کوساکن کیا گیا۔ وان الله قد احاط بكل شئ علمًا ﴿الطلاق آیت ۱۲﴾ ترجمہ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیز کا اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْتَفُ ابْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ قَرِيبًا وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا طَوَلُوا شَاءَ اللَّهِ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ ۲۰۰ ترجمہ

قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے اور جب بجلی اور ان پر روشنی ڈالتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب تاریکی ہو جاتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں چھین لیتا بیشک اللہ تمام چیز پر قادر ہے۔ يَكَادُ: نزدیک و قریب: الْبَرْقُ: بجلی: يَخْتَفُ: اُچک لے: أَبْصَارُهُمْ: ان کی نگاہیں: كُلَّمَا: جب بھی: أَضَاءَ: وہ چمکی: لَهُمْ: ان پر: مَشَوْا: چلنے لگے: فِيهِ: اس میں: وَ: اور: إِذَا: جب: أَظْلَمَ: تاریکی ہوئی: عَلَيْهِمْ: ان پر: قَامُوا: وہ کھڑے ہوئے: وَ: اور: لَوْ: اگر: شَاءَ: چاہتا: اللَّهُ: اللہ: لَذَهَبَ: چھین لیتا: بِسَمْعِهِمْ: ان کی سماعت: وَ: ابْصَارِهِمْ: آنکھیں: هُمْ: ان کی: إِنَّ: بلاشبہ: بِشَكِّ: اللہ: اللہ: عَلَى: پر: كُلِّ: تمام: سَبَّ: ہر: شَيْءٍ: چیز: قَدِيرٌ: قادر: يَكَادُ: کُوڈ سے ماخذ ہے۔ اس کا مطلب قریب ہے۔ کا دیکھنا و لم

يفعل۔ وہ آدمی فلاں کام کرنے کے قریب ہو لیکن اس نے کیا نہیں۔ یعنی ان منافقوں کو بجلی نے اندھا تو نہیں کیا مگر اس نے ان کو سخت خطر معلوم ہوا۔ يَخْتَفُ: خُطِفَ سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے تیزی سے اُچک لینا۔ ابْصَارُ بصر کی جمع ہے۔ آنکھ کی روشنی۔ مَشَوْا مَشًی سے ماخذ ہے و آہستہ آہستہ چلنا۔ یعنی روشنی میں و آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔ قَامُوا۔ قیام سے ماخذ ہے اس کا مطلب ہے کھڑا ہونا منافق لوگ بجلی کی روشنی ختم ہوتے ہی یہ کھڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قدیر، قادر اور مقتدر ہے قدیر میں قادر کی نسبت زیادہ

مبالغہ ہے۔ کو فیوں کی تعداد کے مطابق۔ چار آیات مومنین کی شان میں پھر دو آیات کافروں کے متعلق ہیں اور بقیہ منافقین کے متعلق ہیں ﴿قرطبی﴾ يَأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ۲۱۵ ترجمہ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے قبل لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ يَأَيُّهَا: اے: النَّاسُ: لوگو: اعْبُدُوا: تم عبادت کرو: رَبَّ: رب: كُمْ: تم: الَّذِي: جس نے:

خَلَقَ: پیدا کیا: كُمْ: تمہیں: وَ: اور: الَّذِينَ: لوگ: مِنْ: سے: قَبْلُ: پہلے: كُمْ: تم: لَعَلَّ: تاکہ: كُمْ: تم: تَتَّقُونَ: متقی ہو جاؤ۔ یا حرف ندا ہے۔ اس سے کسی کو پکارا جاتا ہے۔ اُی منادی مفرودنی برضہ ہے۔ کیونکہ لفظ میں وہ منادی ہے ہاتھ تہیہ کے لیے ہے۔ ندا قریب کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن اس کے سبب کا اہم ہونا ضروری ہے۔ جب یہ حرف قریب کے لیے بولا جاتا ہے تو اُی کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ ان لوگوں کے لیے بولا جاتا ہے جو غافل ہوں۔ اگرچہ قریب ہوں پھر بھی ان کو دور سمجھا جاتا ہے۔ حرف ندا کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی کی محبت، عظمت، رتبہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں پر یا۔ غافلوں کو تنبیہ کے لیے اور پھر غافل ہوں حاضر کے لیے اور عتاب کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ناس کا لغوی مطلب ہے بھول جانے والے اس کا یہ معنی ہوا کہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بھولنے والو میری جانب آؤ۔ امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عون بن عبد اللہ بن غنیمہ سے روایت کیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے لعل استعمال ہو وہاں وجوب کے معنی ہوتا ہے ﴿درمنثور﴾ اس مقام پر ناس سے تمام لوگ مومنین، منافقین۔ کفار قیامت تک پیدا ہونے والوں کو فرمایا گیا ہے۔ يَأَيُّهَا النَّاسُ۔ عن ابن عباس قال، للمفريقين جميعا من الكفار

والمنافقين ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا خطاب کفار اور مومنین دونوں فریقین کے لیے ہے۔ ﴿طبری﴾ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے رب کو ایک مانو۔ وَجِدُوا۔ ﴿خازن طبری﴾ درمنثور ﴿یہ عبادت سے ماخذ ہے اس کا معنی ہے طاعت۔ مومنین کو فرمایا کہ تم اپنی تمام زندگی بھر ہمیشہ کثرت سے میری عبادت کرو منافقین کو فرمایا کہ تم نفاق کو ختم کرو یا دو کھلا دے والی میری عبادت نہ کرو۔ خلوص سے میری عبادت کرو۔ کفار کو حکم فرمایا کہ تم لا الہ الا اللہ پر ایمان لاؤ تو حید کا اقرار کرو۔ دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ پھر میری عبادت کرو۔ جیسے جتنی پہلے طہارت کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ کفار اعتقاد اور اداء کے مخاطب ہیں ﴿رد المحتار﴾ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْكِرِ كَيْفَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَفَرُونَ اور مشرکین کے لیے عذاب ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہی آخرت کے انکاری ہیں۔ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی پچھلی کفر کے زمانے کی نمازوں اور روزوں کی قضا نہیں ہے۔ خَلَقَكُمْ۔ خَلَقَ سے ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم سب کو پیدا کیا ہے اور اگر آپ ان ﴿کافر﴾ لوگوں سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا

کیا ہے تو یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پھر یہ کہاں بھٹک رہے ہیں ﴿الزخرف آیت ۸۷﴾ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور جو تم سے پہلے لوگ پیدا ہوئے ان کو بھی رب نے پیدا کیا ہے۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جس نے پہلے لوگوں کو پیدا کر کے موت دی ہے تم کو بھی اس طرح موت دے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح پہلے لوگوں نے بُرے کام کیے اور ہلاک ہو گئے یہی غور و فکر کریں ان کو بھی جتنا کیا جائے گا۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ یہاں ہر لَعَلَّ یقین کی امید کے معنی میں ہے۔ اس کا مطلب ہو گا کہ تم پر ہمیشہ گارن ہوا۔ تَتَّقُونَ یہ تقویٰ سے ماخذ ہے۔ اس کا یہ بھی معنی ہے تاکہ تم امر الہی کی قبولیت کو اپنے اور آگ کے درمیان بچاؤ کا ذریعہ بناؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَاسُ اتَّقَيْنَا بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ جب جنگ سخت ہو جاتی تو ہم نبی کریم ﷺ کی ذات کو دشمن سے بچاؤ کا ذریعہ

بناتے ﴿مسلم﴾ کتاب الجہاد ﴿وکان مجاہد یقول فی تاء ویل قوله: تَتَّقُونَ: تُطِيعُونَ﴾ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ تَتَّقُونَ کا مطلب ہے تُطِيعُونَ اطاعت کرو ﴿طبری﴾ امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے ان الفاظ کا معنی یہ کیا ہے کہ تم آگ سے بچو ﴿درمنثور﴾ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ، لَعَلَّكُمْ تَزَكَّرُونَ، لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ ﴿طبری﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرْشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۲۲۵ ترجمہ جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا اور پھر اس سے نکالے تمہارے رزق کے لیے کچھ پھل لہذا تم اللہ کے برابر شرکاء نہ بناؤ جب کہ تم جانتے ہو۔ الَّذِي: الَّذِي نے: جَعَلَ: بنایا: لَكُمْ: تمہارے لیے: الْأَرْضَ: زمین: فِرْشًا: فرش: بچھونا: وَ: اور: السَّمَاءَ: آسمان: بِنَاءً: چھت: وَ: اور: أَنْزَلَ: اس نے اتارا: مِنَ: سے: السَّمَاءَ: آسمان: مَاءً: پانی: فَأَخْرَجَ: پھر نکالا: بِهِ: اس کے ذریعے: مِنَ: سے: الثَّمَرَاتِ: پھل: رِزْقًا: رزق: لَكُمْ: تمہارے لیے: فَلَا: سو نہیں: تَجْعَلُوا بُرْءًا: اللہ کے لیے: أَنْدَادًا: اذ بکوی شریک: وَ: اور: أَنْتُمْ: تم: تَعْلَمُونَ: جانتے ہو۔ الَّذِي جَعَلَ۔ اس جگہ

جَعَلَ کا معنی صیر ہے۔ بنانا۔ یہ دو مفعولوں کی جانب متعدی ہے ﴿طبری﴾۔ بعض نے کہا کہ جَعَلَ کا معنی خَلَق بھی ہے۔ پیدا کرنا ﴿بغوی﴾۔ جیسے مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَبْجِرَةٍ وَلَا سَآئِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ﴿المائدہ آیت ۱۰۳﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چیرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ﴿سورة الانعام آیت ۱﴾ اور پیدا کیا اندھیرا اور روشنی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں جَعَلَ زائدہ ہے۔ جَعَلَ۔ سَمی۔ نام رکھنا۔ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ حَمَّ ۱۰ وَ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲۵ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا۔ ترجمہ ہم نے اس کا نام قرآن عربی رکھا۔ جَعَلَ۔ اخذ، اور زائدہ بھی ہوتا ہے۔ لَكُمْ الْأَرْضَ۔ لَكُمْ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کا نظام صرف انسانوں کے فائدے کے لیے بنایا ہے۔ اَرْض کا معنی ہے کھا جانا۔ زمین کے اوپر جو ہے وہ فنا ہو کر زمین اس کو کھا جاتی ہے۔ فِرَاشًا۔ بچھونا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے زمین کو بچھونا بنادیا ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهْدًا ﴿النبا آیت ۶﴾ کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنادیا۔ پہاڑ انسانوں کے بچھونے نہیں ہیں۔ بلکہ نفع لینے کے لیے ہیں۔ انسان پہاڑوں پر رہائش پزیر ہیں۔ پہاڑ یہ زمین کے اوپر میخیں ہیں تاکہ زمین ٹھری رہے اور اس کے اوپر تمام اشیاء رہ سکیں۔ وَالْجِبَالِ أَوْتَادًا اور پہاڑوں کو میخیں۔ سمندر انسانوں کا بچھونا نہیں ہیں۔ بلکہ اس پر جہازوں اور کشتیوں کے ذریعے سفر کیا جاتا ہے اور اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ ﴿البقرة آیت ۱۶۴﴾ اور کشتی کہ بحریں لوگوں کے فائدے کے لیے کر چلتی ہیں۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ جَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا۔ یادہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں۔ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مِهْدًا ﴿پ ۲۵ سورة الزخرف آیت ۱۰﴾ وہ جس نے تمہارے لیے زمین کا بچھونا بنایا۔ اَللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو قرار بنایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اُمْسِكْهُمَا مِمَّا مِنْ اَخِذٍ مِّنْ مَّ بَعْدِهِ ﴿پ ۲۲ سورة فاطر آیت ۴﴾ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ ٹھرائے ہوئے ہے زمین اور آسمان کو کہ کہیں جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کون روکے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے زمین اور آسمان اپنے محور پر گردش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے محور سے ہٹنے نہیں دیتا۔ عن الربيع بن انس قال: الذي جعل لكم الارض فراشا: اي

مهادا۔ ﴿طبری﴾ ربيع بن انس فرماتے ہیں کہ زمین بچھونا ہے عن ابن عباس، وعن مرة، عن ابن مسعود وعن ناس من اصحاب النبي ﷺ الذي جعل لكم الارض: فهي فراش يمشي عليها وهي المهاد والقرا ﴿طبری﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے مذکورہ آیت میں فراش کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس پر چلا جائے، بچھونا اور ٹھرا۔ عن قتادة: الذي جعل لكم الارض فراشا: قال مهادا لكم ﴿طبری﴾ حضرت قتادہ اس آیت کا معنی فرماتے ہیں کہ مهادا لکم زمین تمہارے لیے بچھونا ہے زمین کا بعض حصہ نرم، بعض سخت، بعض ریتلی، بعض پتھریلی ہے۔ وَفِي الْأَرْضِ قُطْعٌ مُّتَجَاوِزَاتٍ ﴿پ ۱۳ سورة الرعد آیت ۴﴾ ترجمہ اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور پاس پاس ہیں۔ اَلْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتًا بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبَثًا لُّرُجُ الْأَنْكَادِ ﴿پ ۸ سورة الاعراف آیت ۵۸﴾ ترجمہ اور جو اچھی یعنی ذرخیز زمین ہے اس سے سبزہ اللہ کے حکم سے اچھا نکلتا ہے۔ اور جو خراب ہے اس سے قہوڑا ہی سبزہ نکلتا ہے۔ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةٌ حَبَّةٍ ﴿پ ۳ سورة البقرة آیت ۲۶۱﴾ ترجمہ اس دانے کی طرح جس نے سات بالیاں اگائیں اور ہر بالی میں سو دانے ہیں۔ اَوْ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا ﴿پ ۲۱ سورة السجدة آیت ۲۷﴾ ترجمہ اور کیا وہ نہیں دیکھتے ہم خشک زمین کی طرف پانی بھیجتے ہیں پھر اس سے کھیتی کھیتی نکالتے ہیں۔ وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿پ ۲۳ سورة النحل آیت ۳۳﴾ ترجمہ اور ان کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا تو اس میں سے وہ کھاتے ہیں۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَقَالِ فِي الْاَرْضِ رَوْسِيْنِ اَنْ تُسَيِّدَ بِكُمْ وَبَشَ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ﴿پ ۲۱ سورة لقمان آیت ۱۰﴾ ترجمہ اس نے آسمان بے ستونوں کے بنائے جو تم کو نظر آتے ہیں اور زمین میں لنگر ڈالے کہ تمہیں لے کر نہ گرنے اور اس میں تمام قسم کے جانور پیدا کیے اور غَوَا اَنْعَامَكُمْ

جَعَلَ کا معنی صیر ہے۔ بنانا۔ یہ دو مفعولوں کی جانب متعدی ہے ﴿پ ۱۶ سورة طہ آیت ۵۴﴾ ترجمہ تم کھاؤ اور اپنے جانوروں کو چراؤ۔ وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَامًا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاءٍ لِّلنَّاسِ لِيْلِنِ ﴿پ ۲۴ سورة فصلت آیت ۱۰﴾ ترجمہ اور اس میں رزق مقرر کیا چار دن میں سب جواب پوچھنے والوں کے لیے۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ترجمہ اور پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كَفًا تَاْخِيَاً وَّامْوَانًا ﴿پ ۲۹ سورة المرسلات آیت ۲۶، ۲۵﴾ ترجمہ اور کیا ہم نے تمہارے

زندوں اور جو مر گئے ہیں ان کے لیے زمین کو جمع کرنے والی نہ بنایا۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ ﴿پ ۱۶﴾ سورۃ طہ آیت ۵۵ ﴿ترجمہ ہم نے تم کو زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تم کو پھر لے جائیں گے۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ﴿پ ۲۵﴾ سورۃ الجاثیہ آیت ۱۳ ﴿ترجمہ اور تمہارے تابع کر دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلْ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ زَوْجَيْنِ الثَّنَيْنِ ﴿پ ۱۳﴾ سورۃ الرعد آیت ۳ ﴿ترجمہ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دودو طرح کے پیدا کئے۔ ان آیات مبارکہ میں تو حید بیان فرمائی گئی ہے کہ کفار یہ سن کر اسلام قبول کر لیں۔

آسمان کی فضیلت۔ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ﴿۳۷﴾ سورة الانبياء آیت ۳۲ ﴿ترجمہ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرْجًا ﴿۳۸﴾ سورة الفرقان ﴿ترجمہ وہ بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ﴿۳۹﴾ سورة الملک آیت ۵ ﴿ترجمہ اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا ﴿۴۰﴾ سورة نوح آیت ۱۶ ﴿اور ان میں چاند و قمر کو روشن کیا۔ وَجَعَلَ الشَّمْسُ سَبِيحًا ﴿۴۱﴾ سورة نوح آیت ۱۶ ﴿ترجمہ اور سورج و قمر کو چراغ بنایا۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۴۲﴾ سورة التوبہ آیت ۲۹ ﴿ترجمہ رب عرش عظیم کا وسیع کُرْسِيُّہُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ ﴿۴۳﴾ سورة البقرة آیت ۲۵۵ ﴿ترجمہ اور وسیع ہے اس کی کرسی زمین و آسمان پر۔ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ﴿۴۴﴾ سورة البروج آیت ۲۲ ﴿ترجمہ لوح محفوظ میں۔ ن وَالْقَلَمِ ﴿۴۵﴾ سورة القلم آیت ۱ ﴿ترجمہ نوں اور قلم۔

زمین کی فضیلت۔ اِنْ اَوَّلَ بَنِيَتْ وَضَعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِ بَنِيَتْ مَبَارَكًا ﴿پ ۴﴾ سورۃ ال عمران آیت ۹۶ ﴿ترجمہ یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ ﴿۱۵﴾ سورۃ الاسراء آیت ۱﴾ ﴿ترجمہ ہم نے مسجد حرام تک جس کے چاروں طرف برکت رکھی ہے۔ فِی الْبُقْعَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ ﴿پ ۲۰﴾ سورۃ القصص آیت ۳۰﴾ ﴿ترجمہ برکت والی جگہ میں درخت سے۔ مَشَارِقِ الْاَضْ وَمَغَارِبِهَا الْبَنٰی بَارَكْنَا فِیْهَا ﴿پ ۹﴾ سورۃ الاعراف آیت ۱۳﴾ ﴿ترجمہ زمین کے مشارق اور مغارب جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ قُلْ اِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِیْنِ ﴿پ ۲۴﴾ سورۃ فصلت آیت ۹﴾ ﴿ترجمہ فرمائیے کیا تم اس کے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا۔ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِیْهَا ﴿پ ۲۴﴾ سورۃ فصلت آیت ۱۰﴾ ﴿ترجمہ اور اس میں اس کے اوپر سے لگژڈالے اور اس میں برکت رکھی۔ وَفِی الْاَرْضِ اٰیَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿پ ۲۶﴾ سورۃ الزاریات آیت ۲۰﴾ ﴿ترجمہ اور یقین والوں کے لیے زمین میں نشانیاں ہیں۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْذُكُمْ ﴿پ ۱۶﴾ سورۃ طہ آیت ۵۵﴾ ﴿ترجمہ ہم نے زمین سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو پھر لے جائیں گے۔ رَبِّ الْعَزْزِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کو یہی عزت بخشی کہ آپ کے لیے اور آپ کی امت کیلئے تمام زمین کو سجدہ گاہ بنادیا اور مٹی کو پاک کرنے والی بنادیا۔ السَّمَاءُ بِنَاءِ آسْمَانِ سَمَاءٍ سَمَاءٍ سے بنا ہے جو بھی چیز بلند ہو اور سایہ کرے اس کو سماء کہتے ہیں وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ﴿سورۃ الانبیاء آیت ۳۲﴾ ﴿ترجمہ اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا۔ بِنَاءِ اس جگہ چھت یا عمارت کے معنی میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسمان کو چھت بنایا۔ وَانْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً تَرْمِہُ اور آسمان سے پانی اتار یعنی آسمان سے بارش برساتا ہے فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ اِسْ زَمِیْنِ سے ثمرات اُگاتا ہے۔ ثمرات ثمر کی جمع ہے۔

۳۲۰ رزقاً لکم زمین میں جو کچھ اگتا ہے وہ تمہاری غزائے جو تم نہیں کھاتے ان گھاس وغیرہ کو حلال جانور کھاتے ہیں تم اس کا دودھ اور گوشت کھاتے ہو۔ اور جڑی بوٹیوں سے تم امراض کی شفاء کے لیے کھاتے ہو۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ انسان کے فائدے کے لیے ہے۔ اَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۲۵۰ ثُمَّ شَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۲۶۰ فَاَمْنَبْنَا فِيهَا حَبًّا ۲۷۰ وَعَبًّا ۲۸۰ وَقُضْبًا ۲۹۰ وَحَدَّائِقْ غُلْبًا ۳۰۰ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۳۱۰ مَتَّا عَالَمُكُمْ وَلَا نَعَامُكُمْ ۳۲۰ سورة عبس ترجمہ بیشک ہم نے تیز بارش برساتی پھر اچھی طرح زمین کو پھاڑا۔ اور پھر ہم نے اس میں غلہ اگایا۔ اور انگور اور سبزیاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے

باغات اور طرح طرح کے پھل اور گھاس سامان زبست تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے۔ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا۔ انداد۔ ندی جمع ہے۔ ندی کا معنی ہے ہمسر، برابر۔ ہم پہلہ۔ رب العزت نے فرمایا کسی کو بھی اللہ کے برابر، ہمسر اور ہم پہلہ۔ مد مقابل کا شریک نہ بناؤ۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جو واجب وجود اور عبادت کا مستحق مانتا ہے وہ مشرک ہے۔ ابن فورک نے کہا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ مومنین کو کہا گیا ہو۔ تم مرتد نہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مد مقابل نہ بنالینا۔ ﴿طبرانی میں امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوف بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر نکلے آپ ﷺ بے مؤذن کی آواز سنی اس نے پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر تو آپ ﷺ نے فرمایا فطر پر ہے اس نے کہا اھ ان لا الہ الا اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے الانداد یعنی بتوں کی غلامی کا پٹا اتار کر پھینک دیا ہے۔ امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے انداد کا مطلب شرک نقل کیا ہے۔ ﴿درمنثور﴾ امام ابن اسحق، ابن جریر اور ابن حاتم نے اس کی تفسیر ابن عباس سے نقل کی ہے اور چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر شرک نہ کرو جو نہ نفع دے سکتی ہیں اور نہ نقصان اور تم جانتے ہو کہ تمہارے لیے کوئی اور رب نہیں ہے جو اس کے علاوہ تمہیں رزق عطا کرے۔ ﴿طبری﴾ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔

جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ تخلیق کے کائنات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ارض و سما کی پیدائش کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے جواب فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا فرمایا۔ اور پہاڑوں کو جمعہ ان کی معدنیات اخراش کے منگل کے دن پیدا فرمایا۔ اور درخت، پانی، ویران جہاں یہ سب بدھ کے دن پیدا کیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دلیل کے طور پر یہ آیت مبارک تلاوت فرمائیں۔ کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا اور تم اس کے لیے شرکاء قرار دیتے ہو حالانکہ وہی رب العالمین ہے اور اس نے زمین کے اوپر پہاڑ بنادئیے اور اس کے اندر نفع بخش چیز پیدا کر رکھیں اور اسی زمین کے اندر لوگوں کی غنائیں مقرر کیں اور یہ سب کام چار دن میں مکمل ہوا ﴿سورۃ حم سجدہ آیت ۹، ۱۰﴾ اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جھمکرات کے دن اللہ

تعالیٰ نے آسمان کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ستارے، سورج، چاند اور فرشتوں کو پیدا کیا یہاں تک کہ جمعہ کے دن تین گھنٹیاں باقی رہ گئیں تھیں پھر ان تین گھنٹوں میں سے پہلی گھنٹی میں لوگوں کی عمریں اور دوسری گھنٹی میں آفات و مصائب کو پیدا فرمایا اور تیسری اور آخری گھنٹی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان کو جنت ربانیش عطا فرمائی اور ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا انکار پر اسے جنت سے نکال دیا گیا یہ سب آخری گھنٹی کے ختم تک ہوا۔ یہود کہنے لگے پھر کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ثم استنوی علی النعوش پھر وہ اپنی شان کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ یہود نے کہا اگر آپ اختتام صحیح کرتے تو آپ کی بات بالکل صحیح قرار پاتی اور پھر انہوں نے کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آرام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر انتہائی ناراض اور غضبناک ہوئے پھر اس آیت کا نزول ہوا۔ بیشک ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ہمیں تھکاوٹ نہ ہوئی۔ پس آپ ان کی باتوں پر صبر کرتے ہیں ﴿سورۃ ق آیت ۳۸، ۳۹﴾ پیدا آتش حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن اور رختوں کو پیر کے دن اور مکروہ ناپسندیدہ جگہوں کو منگل کے دن اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن حیوانات کو زمین پر پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہ آخری گھنٹی میں سورۃ البقرۃ عصر و مغرب کے درمیان پیدا ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن سلام اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں جمعہ کی اس مخصوص ساعت کے متعلق تکرار کر رہے تھے جس کی فضیلت رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ اس ساعت فراغت ہوئی پس وہ ساعت کو میں زیادہ جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی تخلیق کی ابتداء اتوار کے دن فرمائی تھی اور جمعہ کے دن آخری ساعت میں فراغت ہوئی پس وہ ساعت بھی جمعہ کی آخری ساعت ہی ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا اتوار کے دن کیا چیز پیدا ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن زمین کو پیدا فرمایا اور اس کو پھیلایا پھر یہود نے پیر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر یہود نے منگل کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پانی کو اور بہت سی چیزوں کو پیدا فرمایا پھر یہود نے بدھ کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن غزا اور خوراک کو پیدا کیا گیا پھر یہود نے جمعرات کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن آسمان کو پیدا فرمایا پھر یہود نے ہفتہ کے متعلق پوچھا اور پھر خود ہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آرام کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ بلاشبہ ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ہمیں کچھ تھکاوٹ نہ ہوئی۔ ﴿سورۃ ق آیت ۳۸﴾ زمانہ کی پیدا آتش اور وقت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو روایات خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کی پیدا آتش سے پہلے ہی بہت سی چیزوں کو پیدا فرمایا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سورج اور چاند کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن رات اور دن کی ساعات کو پیدا کیا گیا اور ان سے پہلے آسمان، زمین، درخت، پتھر، چرند، پرند، پہاڑ اور پانی وغیرہ اور بہت سی چیزیں پیدا ہو چکی تھیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ سب چیزیں موجود تھیں لیکن رات اور دن ابھی تک نہیں تھے۔ اور زمانہ چونکہ رات دن کی ساعات کا نام ہے سو یہ کہنا صحیح ہے کہ تخلیق زمانہ سے پہلے بہت سی چیزیں تخلیق ہو چکی تھیں اور اسی کا اثبات یہاں موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو روایت پہلے گزری ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن نور کو پیدا فرمایا تھا اور اس نور سے مراد نور نور امتس ہی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ دن طلوع فجر سے غروب سورج تک کا نام ہے اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ سورج اور چاند کو اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق سے چند دن کے بعد پیدا فرمایا تھا جیسا کہ سورج اور چاند کی روایت میں گزرا ﴿تاریخ طبری﴾

بت پرستی کی ابتدا

﴿۱﴾ صائبہ۔ یہ لوگ ستاروں کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ ستاروں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور یہ خود ستارے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ﴿۲﴾ نصاریٰ عسائی یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ﴿۳﴾ بتوں کی عبادت کرنے والے لوگ۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے۔ وَقَالُوا لَا تَنْزُرُنَا وَدَّآؤًا لَا سَمْعًا وَلَا يَعْقُوتُ وَيَعْقُوتُ وَنَسُوا ﴿پ ۲۹ سورۃ نوح آیت ۲۳﴾ ترجمہ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا دود، سواع، یعقوت، یعقوت اور نسر کو۔ عروہ بن زبیر اور دوسرے علماء نے کہا حضرت آدم علیہ السلام بیمار ہوئے جبکہ آپ کے یہ بیٹے آپ کے پاس موجود تھے۔ دود، سواع، یعقوت، یعقوت، اور نسر۔ ودان سے بڑا اور سب سے نیک تھا ﴿قرطبی﴾ محمد بن کعب نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے دود، سواع، یعقوت، یعقوت، اور نسر۔ یہ سب بڑے عبادت گزار تھے ان میں سے ایک فوت ہو گیا تو وہ اس پر غمگین ہوئے۔ شیطان نے کہا میں اس جیسی تمہارے لیے تصویر بنادیتا ہوں۔ جب تم اسے دیکھو گے تو تم اسے یاد کرو گے۔ انہوں نے کہا اس طرح بنادو۔ شیطان نے پتیل اور سسکے سے مسجد میں اس کی تصویر بنادی۔ پھر دوسرا فوت ہوا تو شیطان نے اس کی تصویر بھی بنادی یہاں تک کہ وہ سب فوت ہو گئے تو اس نے ان سب کی تصویریں بنادیں اشیاء میں کمی آتی رہی جس طرح آج اشیاء میں کمی آتی ہے یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے ان سے کہا کیا وجہ ہے تم کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا ہم کسی کی عبادت کریں؟ اس نے کہا اپنے معبودوں کی اور اپنے آباء کے معبودوں کی کیا تم نماز پڑھنے کی جگہ میں نہیں دیکھتے تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا آپ نے فرمایا ان بتوں کو چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا اپنے ساتھیوں کو تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور تم وادور سواع کو نہ چھوڑنا ﴿قرطبی﴾ محمد بن کعب اور محمد بن قیس نے کہا وہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان صالح لوگ تھے ان کے کچھ لوگ پیچھا کرتے تھے جو ان کی اقتداء کیا کرتے تھے جب وہ وصال فرما گئے تو شیطان نے ان کے لیے اس امر کو مزین کیا کہ وہ ان کی صورتیں بنائیں تاکہ ان تصویروں کی مدد سے ان کی کاوشوں کو یاد کرتے رہیں اور انہیں دیکھ کر تسلی حاصل کرتے رہیں تو انہوں نے شیطان سے پوچھا کہ وہ ان کی تصویروں کے ساتھ کیا کچھ کرتے تھے؟ شیطان نے کہا ان کے آباء ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو یہ ان پر دم کرتے اور ان پر بارش برساتے۔ ان لوگوں نے ان تصویروں کی عبادت کی تو بتوں کی عبادت اس وقت سے شروع ہو گئی ﴿یعنی۔ قرطبی﴾ ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بت حضرت نوح علیہ السلام کے نیک افراد کے نام ہیں جب فوت ہو گئے تو شیطان نے

تفسیر کرمانی
ان کی قوم کی طرف الہام کیا جب مجلسوں میں وہ بیٹھا کرتے تھے کہ ان مجلسوں میں کوئی نشان کھڑا کر دو اور انہیں ان کے نام دے دو۔ ان کے ذریعے تم انہیں یاد رکھو گے انہوں نے ایسا کیا۔ ان کی عبادت نہ کی گئی یہاں تک کہ یہ لوگ ہلاک ہو گئے اور علم ناپید ہو گیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کی عبادت کی جانے لگی۔ ﴿قرطبی﴾ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بت جو قوم نوح میں معبود تھے وہی عرب میں ان کے معبود بنے، بہر حال وہ یہ کلب کا تھا دومۃ الجندل میں اور سواع ہزیل کا تھا اور یغوث مراد کا تھا پھر بنو غطفان کے پنا جو سباء کے پاس جرف مقام میں ہیں اور یعوق یہ ہمدان کا تھا اور نسر یہ حمیر آل ذی الکلاع کا تھا اور یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ پس جب یہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو الہام کیا کہ تم خصوصی نشت گاہوں میں ان کے بت گاڑ دو اور ان کو ان نیک لوگوں کے نام دے دو تو انہوں نے ایسا کیا لیکن ان کی عبادت نہیں کی گئی۔ پھر یہ لوگ مر گئے اور علم ختم ہو گیا تو ان کی عبادت کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان بتوں کو طوفان نوح نے ذبح کر دیا تھا اور ان پر مٹی آ گئی۔ پس یہ دفن ہی رہے کہ ان کو شیطان نے مشرکین عرب کے لیے نکالا اور عرب کے دوسرے بت تھے پس لاثقیف کا تھا اور عزنی سلیم، غطفان اور حشم کا اور مناة قدیر کا اور ایساف اور نائلہ اور ہبل اہل مکہ کے تھے۔ ﴿بغوی﴾ حضرت ابن عباس اور عروہ وہ اور عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ بت وہ پہلا بت ہے جس کی عبادت کی گئی اسے وہ کا نام دیا گیا کیونکہ لوگ اس سے محبت کرتے تھے قوم نوح کے یہ دومۃ الجندل میں بنو کلب کا بت تھا یہ مرد کی شکل میں تھا۔

بت سواع یہ ساحل سمندر پر بنو ہزہل کا بت تھا واقدی کہتے ہیں کہ یہ عورت کی شکل میں تھا۔ بت یغوث - یہ مراد میں سے غطف کا بت تھا جو سباء کے علاقہ میں بنو انعم جو طے سے تعلق رکھتے تھے اور اہل جرہ نے مزحج سے یغوث کو لیا اور اسے مراد قبیلہ کی طرف لے گئے اور طویل زمانہ تک اس کی عبادت کرتے رہے۔ پھر بنو جہہ نے اعلیٰ اور انعم سے یہ بت چھیننے کا ارادہ کیا اور اسے حصین کی طرف لے گئے جو خزاعہ سے بنی حارث بن کلاب سے تعلق رکھتا تھے۔ ابو عثمان بہدی نے کہا میں نے یغوث کو دیکھا جو سکے سے بنا ہوا تھا وہ اسے ایسے اونٹ پر لادتے جس میں حرد کی بیماری ہوتی۔ وہ اس کے ساتھ چلتے وہ اسے جھڑکتے نہیں تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی بیٹھ جاتا۔ جب وہ بیٹھ جاتا تو وہاں ڈیرہ ڈال لیتے اور کہتے اس نے تمہارے لیے منزل کو پسند کر لیا ہے۔ وہ اس پر عمارت بنا لیتے اور خود اس کے ارد گرد پڑاؤ ڈال لیتے واقدی کہتے ہیں کہ یغوث شیر کی شکل میں تھا۔

بت یعوق۔ عکرمہ اور قدادہ اور عطاء کہتے ہیں کہ یعوق بلخ کے مقام پر ہمدان کا بت تھا غلبی نے کہا کہ یعوق یہ سباء کے کیلان قبیلہ کا تھا پھر ان کی اولاد اس کی وارث بنتی رہی۔ بڑا پھر بڑا یہاں تک کہ یہ ہمدان تک سلسلہ پہنچا و اقدی کہتے ہیں کہ بت یعوق گھوڑے کی شکل میں تھا۔ بت نسر۔ قدادہ فرماتے ہیں کہ بت نسر یہ حمیر قبیلہ کی ذی الکلاع شاخ کا بت تھا۔ و اقدی نے کہا نسر گدھ یعنی نرگس کی شکل میں تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت ان سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کینہ کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جسے ماریہ کہتے تھے پس میں تصاویر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب ان میں کوئی صالح شخص ہوتا تو اس کی قبر پر وہ مسجد بنا دیتے اور اس میں وہ تصویریں بنا دیتے تھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ سب مخلوق سے بُرے لوگ ہونگے ﴿مسلم کتاب المساجد﴾

وَأَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ ۲۳۰ ترجمہ اور ہم نے اپنے ﴿محب رسول اللہ ﷺ﴾ بندے پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنالو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو تمہارے حمایتی ہیں اُن کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ و : اور اِنْ : اگر : كُنْتُمْ : تم ہو : فِی : میں : رَيْبٍ : شک : مِمَّا : سے جو : نَزَّلْنَا : ہم نے نازل کیا : اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو تمہارے حمایتی ہیں اُن کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ و : اور اِنْ : اگر : كُنْتُمْ : تم ہو : فِی : میں : رَيْبٍ : شک : مِمَّا : سے جو : نَزَّلْنَا : ہم نے نازل کیا : اُعلیٰ پر : عَبْدِنَا : اپنا بندہ : فَأْتُوا : تو لے آؤ : بِسُورَةٍ : اس سورۃ : مِّنْ : سے : مِثْلِهِ : اس کی مثل : وَ : اور : اَدْعُوا : بلا لو : شُهَدَاءَ : مددگار : كُمْ : اپنے : مِّنْ : سے : دُونِ : علاوہ : اللہ : اللہ : اِنْ : اگر : كُنْ : ہو : تُمْ : تم : صَادِقِينَ : سچے ۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا أَفَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۚ ترجمہ پھر اگر تم نہ کر سکو اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن شخص اور پتھر ہو گئے جس کو کفار کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فَإِنْ : پھر اگر : لَمْ : نہیں : تَفْعَلُوا : تم کر سکو : وَ : اور : لَنْ : ہرگز نہ : تَفْعَلُوا : کر سکو گے : فَاتَّقُوا : تو ڈرو : النَّارَ : آگ : الَّتِي : جس کا : وَقُودُهَا : اس کا ایندھن : النَّاسُ : انسان : وَ : اور : الْحِجَارَةُ : پتھر : أَعِدَّتْ : بنائی گئی : لِلْكَافِرِينَ : کافروں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی توحید اور صفات بیان فرمائیں اور اس کے بعد اپنے محبوب محمد ﷺ کی شان بیان فرمائی کہ میں نے یہ آپ پر رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اگر تم کو اس قرآن مجید پر شک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بھیجا گیا اور اس نے اپنی طرف سے بنالیا ہے تو پھر اس قرآن مجید کی سورۃ جیسی اور کوئی سورۃ آپ اور اپنے حمایتی، بت اور علماء کو بلا کر لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ اس قرآن جیسی سورۃ تم اور تمہارے۔ بت۔ اور مددگار علماء ہرگز نہیں لاسکتے جب نہیں لاسکتے تو پھر اسلام قبول کرلو۔ اگر مسلمان نہ ہوئے تو پھر جہنم کی آگ سے بچو دوزخ کا ایندھن آدمی، عورتیں اور یہ تمہارے بت پتھر ہو گئے جس کو کفار کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَانْ كُنْتُمْ اِنْ شَكَّ وَشَبَّہ پراسعمال ہوتا ہے۔ کفار کو شک یقینی تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان فرمایا۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے وَانْ كُنْتُمْ اِنْ شَكَّ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان کفار کے بارے میں ہے جو اس چیز یعنی قرآن میں شک کرتے تھے جو محمد ﷺ لائے تھے ﴿درمنثور﴾ فَيُرِيَبُ اگر تمہارے قلب میں شبہ ہو۔ امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مذکورہ آیت میں ریب کا مطلب شک ہے۔ اور مثلاً میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے یعنی ایسا کلام پیش کرو جو قرآن کی مثل حق اور سچ ہو اس میں باطل اور جھوٹ کی امیزش نہ ہو۔ فحد ثنا قال حدثنا يزيد ، قال : حدثنا سعيد ، عن قتادة . فاتوا بسورة من مثله ، يعني بذلك : من مثل هذا القرآن حقا وصدقا ، لا باطل فيه لكذب ﴿طبری﴾ مِمَّا نَزَّلْنَا ۔ تمہارے ہاتھ ہے جس کا مطلب ہے آیت آیت نازل ہوا تا قرآن مجید بھی اسی طرح نازل ہوا ہے ۔ عَلَيَّ عَبْدُنَا ۔ ہمارا

بندہ محمد ﷺ بعد تعبد سے ماخوذ ہے۔ فَأَتُوا بِسُورَةٍ۔ فاء جواب شرط ہے تو لے آؤ ایک سورة کیونکہ یہ مجیب کے باب سے ہے۔ یہ ابن کیسان نے کہا ہے، سورة کی جمع سورہ ہے۔ سورة یا سور سے ماخذ ہے۔ یا سور سے۔ یہ امر کا صیغہ ہے اور اس جگہ اس کا مطلب ہے عاجز کرنا اللہ تعالیٰ نے یہ سورة نازل فرما کر ان کو عاجز کر دیا۔ مَثَلِهِ۔ اس کی مثل۔ قتادہ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ مثله کا مرجع قرآن ہے۔ عن مجاہد فاتوا بسورة من مثله، قال۔ مثل القرآن۔ ﴿طبری﴾ قتادہ فی قوله۔ فاتوا بسورة من مثله۔ یقول بسورة من مثل هذا القرآن ﴿طبری﴾ نَشْهَدُ آء۔ شہید کی جمع ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شَہَدَ آء سے مراد عقیدہ میں حمایتی ہیں اگر تم اس کا مقابل پیش نہ کرو سکو اور ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے تو پھر تمہارے لیے حق واضح ہو گیا۔ ﴿درمنثور﴾ عن مجاہد۔ وادعوا شہداء کم۔ ناس بیشہدون لکم مجاہد نے کہا اس کا مطلب ہے لوگوں کو بلاؤ جو تمہارے لیے گواہی دیں کہ تم نے قرآن کا مقابلہ پیش کر دیا ﴿طبری﴾ فرما نے کہا کہ اس سے مراد ان کے بت ہیں ﴿قرطبی﴾ نحاس نے کہا کہ شہداء شہید کی جمع ہے۔ شاہد و شہید۔ حاضر و گواہ جیسے۔ قادر و قدیر۔ شہداء کم فعل کے ساتھ اس کو نصب دی گئی ہے۔ قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْاَنْسُ الْجِنَّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿سورة بنی اسرائیل آیت ۸۸﴾ فرمائیے۔ اگر سب انسان اور جن اس قرآن کی مثل لانے پر اکٹھے ہو جائیں تو اس کی مثل نہیں لائیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کا تعاون بھی کریں۔ فَأَتُوا بِعَشْرِ سُوْرَةٍ مِّثْلِهِ ﴿سورة ہود آیت ۱۳﴾ سو تم اس کی مثل دس سورتیں لے آؤ۔ قُلْ فَأَتُوا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهِ ﴿سورة یونس آیت ۳۸﴾ آپ فرمائیے۔ تم اس کی مثل کوئی ایک سورة لے آؤ۔ فَلْيَأْتُوا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهِ ﴿سورة الطور آیت ۳۴﴾ یہ اس کی مثل ایک آیت ہی لے آئیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ علاوہ دوسروں سے۔ دون کا مطلب ہے قریب ہے۔ هذا دون ذلك۔ یہ اس کے زیادہ قریب ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اٰگرم صادقین ہو۔ مشرکین نے کہا کہ لو نشاء الخ لنا مثل هذا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم اس کی مثل کی یعنی بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم قرآن کی مثل بنا سکتے ہو۔ اس بات پر سچے ہو تو ایک سورة بنا کر لاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے چیلنج فرمادیا کہ تم نہیں بنا کر لا سکتے۔ صادق سچ بولنے والا۔ صدیق۔ ہمیشہ سچ بولنے والا۔ صدق۔ سچائی۔ صدق یہ جھوٹ کا متضاد ہے۔ ﴿قرطبی﴾ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا سے مراد ہے کہ اگر تم گزشتہ میں قرآن مجید کی ایک آیت نہیں لاسکے ہو۔ وَلَنْ تَفْعَلُوْا سے مراد ہے کہ تم مستقبل میں بھی ایک آیت نہیں بنا کر لا سکو گے۔ اس سے قرآن مجید ایک معجزہ ثابت ہوا۔ اور کفار اس کی مثل لانے سے عاجز ہو گئے۔

جہنم کا بیان

فَاِتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُ النَّاسِ وَالْحِجَارَةِ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ۔ فاتقوا یہ وَقِی سے ماخذ ہے۔ اس کا مطلب ہے ڈرنا۔ بچنا۔ یعنی بُرے اعمال سے بچو یہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ النَّارُ الَّتِيْ۔ نار۔ جہنم میں آگ ہے۔ آگ کا اس لیے ذکر فرمایا کہ جہنم میں زیادہ آتش ہے۔ جہنم ایسے طبقے بھی ہیں جو بہت شدید ٹھنڈک ہے۔ النّٰی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان کفار اور جن کفار اور پھر جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور مسلمان گنہگار کچھ ایام جہنم میں رہیں گے لیکن ایندھن اس کے بُرے اعمال ہونگے۔ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلے گا جس دل میں ذرہ بھرا ایمان ہوگا حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو اس میں شک ہو تو یہ آیت پڑھ لے ان اللہ لا یظلم متقال ذرۃ ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا ﴿ترمذی﴾ وَقُوْدٌ۔ ایندھن ہے۔ حِجَارَةٌ۔ حجارہ۔ حجر پتھر کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد پتھر کے بت ہیں اکثریت پتھر کے بتوں کی زیادہ تھی اور ان کو پوجتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ پتھر کے بتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اَنْكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴿سورة الانبیاء آیت ۹۸﴾ ترجمہ بے شک تم خود اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو وہ تمام جہنم کا ایندھن ہیں۔ یعنی ان کفار اور مشرکین کے ساتھ ان کے بے پتھر کے بت بھی ساتھ جہنم میں جائیں گے جن کو یہ پوجتے تھے۔ یہی نے الشعب میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جن پتھروں کا ذکر فرمایا ہے ان سے مراد کبریت کے پتھر ہیں ﴿طبری﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ سیاہ کبریت کے پتھر ہیں ان کے ساتھ کفار کو آگ میں سزا دی جائے گی ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿عن عمرو بن میسون﴾ عن عبد اللہ فی قوله وقعودھا الناس والحجارة قال ھی حجارة من کبریت خلقھا اللہ یوم خلق السموت والارض فی السماء الدنیا یعدھا للکافرین ﴿طبری﴾ امام ابن جریر نے عمرو بن میسون سے نقل کیا ہے کہ اس آیت میں الحجارة سے مراد کبریت کے پتھر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن پہلے آسمان میں تخلیق کر رکھا ہے ان کو کفار کے لیے تیار کر رکھا ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہزار سال آگ جلائی تھی کہ وہ سرخ ہو گئی اور پھر ہزار سال جلائی کہ وہ سفید ہو گئی اور پھر ہزار سال جلائی کہ وہ سیاہ ہو گئی اور یہ بالکل سیاہ ہے اس کا شعلہ نہیں بجھے گا۔ ﴿درمنثور﴾ امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ ہزار سال آگ جلائی گئی تھی کہ وہ سرخ ہو گئی اور پھر ہزار سال جلائی گئی کہ وہ سفید ہو گئی اور پھر ہزار سال آگ جلائی گئی کہ وہ سیاہ ہو گئی پس اب یہ سیاہ تاریک ہے ﴿ترمذی﴾ درمنثور ﴿امام احمد، مالک، بخاری، بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ بنی آدم کی آگ جہنم کی سے ۱/۶۹ جزء ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آگ بھی کافی تھی آپ نے فرمایا دوزخ کی

آگ ۶۹ جزء زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر جز اس آگ کی مثل ہے ﴿ترمزی﴾۔ موطا امام مالک ﴿امام مالک نے موطا میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کیا تم دوزخ کی آگ کو اپنی اس آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو جو تم خود جلاتے ہو۔ دوزخ کی آگ تو تارکول سے بھی زیادہ کالی ہے﴾ موطا امام مالک ﴿امام ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا ۱/۷۰ جزء اس آگ کی مثل ہے﴾۔ ﴿ترمزی﴾ امام ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا ۱/۷۰ جزء ہے اگر یہ آگ پانی کے ساتھ دو مرتبہ بھجائی نہ جاتی تو تم اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھاتے اور یہ تمہاری یہ آگ اللہ سے دعا مانگتی ہے کہ اسے اس آگ میں دوبارہ نہ واپس کیا جائے ﴿ابن ماجہ﴾ امام بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا ۱/۷۰ جزء ہے اگر اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ نہ دیا جاتا تو تم اس سے نفع نہ حاصل کر سکتے تھے۔ امام ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے ﴿مصنف ابن ابی شیبہ﴾ امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ یہ ان کافروں کے لیے تیار کی گئی جو تمہاری مثل کفر کی روش اختیار کی ہے ﴿طبری﴾ جن کو اللہ تعالیٰ چاہا بنا رکھا اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿جہنم﴾ کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اچانک آپ ﷺ نے آواز سنیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کس کی تھی ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ یہ ایک پتھر کی آواز تھی جو ستر سال قبل سے جہنم کی آگ میں پھینکا گیا تھا وہ اب آگ میں گر رہا ہے حتیٰ کہ اس جہنم کی گہرائی تک پہنچ گیا ہے۔ ﴿مسلم﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث ہوئی دوزخ نے کہا میرے اندر جابر اور متکبر لوگ داخل ہونگے اور جنت نے کہا میرے اندر ضعیف اور مسکین لوگ داخل ہونگے اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جس کو چاہوں گا تیرے ساتھ اس پر رحمت کروں گا تم میں سے ہر ایک سے بھرنا ہے۔ ﴿بخاری﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اور اس دن یعنی قیامت کے دن جہنم لائی جائے گی اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کو کھینچ رہے ہوں گے ﴿ترمزی ابواب صفۃ جہنم﴾ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی اس کی دوا آنکھیں ہونگی اس سے دیکھے گی اور دوکان ہونگے اس سے سنے گی اور ایک زبان ہونگی اس سے بولے گی اور کہے گی کہ میں تین آدمیوں کے ننگے کے لیے مقرر کی گئی ہوں ایک جبار عنید کے لیے اور دوسرا جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارا یعنی شریک کیا اور تیسرا وہ بالصورین مصور لوگ ﴿ترمزی﴾ فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر ایک بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے ڈالا جائے تو ستر سال گزر جائیں تو پھر بھی اس کی تہ تک نہ پہنچے گا ﴿ترمزی﴾ ابی سعید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ صودا ایک آگ کا پہاڑ ہے کافراں پر ستر سال اوپر چڑھے گا اور پھر ستر سال نیچے اترے گا اسی طرح اس کو ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا ﴿ترمزی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں زیادہ لوگ فقراء ہیں۔ اور جب میں دوزخ کو جھانکا تو اس میں زیادہ غوریں تھیں ﴿ترمزی﴾ حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ دوزخ میں ایک آدمی کو اتنا ہلکا عذاب ہوگا کہ اس کے دونوں پیروں کے تلووں میں دو چنگاریاں ہونگی اس سے اس کا دماغ جوش کرتا ہوگا ﴿ترمزی﴾

جنت کا بیان

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا لَهَا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ لَا وَاتُّوا بِهِ مُتَشَبِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ ۲۵۰

ترجمہ اور ان کو خوشخبری سنادو جو لوگ ایمان لائے اور صالح و نیک عمل کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب ان کو ان میں سے کسی قسم کا شکر کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو قبل دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیے جائیں گے۔ اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہونگی اور وہ بہشتوں میں رہیں گی۔ و : اور : بَشِّرِ : خوشخبری دو : الَّذِينَ : جو لوگ : آمَنُوا : ایمان لائے : وَ : اور : عَمِلُوا : انہوں نے عمل کیے : الصَّالِحَاتِ : نیک : أَنَّ : کہ : لَهُمْ : ان کے لیے : جَنَّاتٍ : باغات : تَجْرِي : جاری ہیں : مِنْ : سے : تَحْتِهَا : ان کے نیچے : الْأَنْهَارُ : نہریں : كُلَّمَا : جب بھی : رُزِقُوا : رزق دیا جائے گا : مِنْ : سے : ثَمَرَةٍ : پھل : رَزَقُوا : رزق : قَالُوا : وہ کہیں گے : هَذَا : یہ : الَّذِي : وہ جو کہ : رَزَقْنَا : ہمیں رزق دیا گیا : مِنْ : سے : قَبْلُ : پہلے : وَ : اور : اتُّوا : انہیں دیا گیا : بِهِ : اس سے : مُتَشَبِهًا : ملتا جلتا : وَ : اور : لَهُمْ : ان کے لیے : فِيهَا : اس میں : أَزْوَاجٌ : بیویاں : مُطَهَّرَةٌ : پاکیزہ : وَ : اور : هُمْ : وہ : فِيهَا : اس میں : خَالِدُونَ : ہمیشہ رہیں گے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - اے میرے محبوب تو ان مومنین کو خوشخبری سنادے جو صالح اعمال کرتے ہیں۔ بَشِّرِ : خوشخبری۔ یہ بشارت سے ماخوذ ہے۔ یہ خیر اور شریں استعمال ہوتا ہے۔ فَبَشِّرْهُمْ بِعِزِّ الْبَلَدِ ﴿آل عمران آیت ۲۱﴾۔ الانشاق آیت ۲۲۔ تو آپ انہیں خوشخبری دردناک عذاب کی سنادیجیے۔ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ عمل صالح وہ ہوتا ہے جس میں یہ چار چیزیں موجود ہوں ایک۔ علم۔ دوسری۔ نیت۔ تیسرا۔ صبر۔ چوتھا۔ اخلاص۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مومنین جو ریاست اپنے اعمال کو خالص رکھتے ہیں۔ اَنْ هُمْ۔ یہ بشری وجہ سے محل نصب میں ہے ایمان والوں کو بشارت سنادوان کے لیے جنت

ہے۔ یعنی اس سے قبل بایلام تھا جب حرف جر ساقط ہو گیا تو فعل نے عمل کیا۔ کسائی اور اکثر بصری علماء نے کہا کہ ان باء کے اضافہ کے ساتھ حالت جری میں ہے

جَنَّتْ۔ ان کے اسم کی حیثیت سے محل نصب میں ہے۔ ان اور اس کا معمول ثانی ہے۔ جنت سے مراد باغات ہیں۔ ﴿قرطبی﴾ جنة کی جمع جنات ہے۔ جنت اصل لغت میں اس کے معنی چھپانے کے ہیں۔ جنت اصطلاح شرع میں دارالثواب کا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جنات جمع کے صیغہ ساتھ اس لیے فرمایا کہ جنتیں سات ہیں۔ ﴿۱﴾ جنت الفردوس ﴿۲﴾ جنت عدن ﴿۳﴾ جنت النعیم ﴿۴﴾ دارالخلد ﴿۵﴾ جنت الماویٰ ﴿۶﴾ دارالسلام ﴿۷﴾ عِلِّین۔

جنین بھی اسی سے مشتق ہے۔ کیونکہ بیطن مادر میں پوشیدہ ہے جنون بھی اسی سے نکلا ہے کہ وہ عقل کو چھپانے والا ہے۔ جنان بمعنی دل ہے وہ سینہ میں پوشیدہ ہے اور جنت اپنے درختوں کے ساتھ جو کچھ ان کے اندر ہوتا ہے اسے چھپالیتے ہیں۔ جنت کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی نظر خلاق سے پوشیدہ ہے۔ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد مبارک فرمایا کہ جنت میں ایسے درخت ہیں کہ سواران کے سایہ میں سو سال چلتا رہے ان کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد اظہل ممدود سے جو قرآن میں مذکور ہے یہ وہی سایہ ہے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں ہے کہ جس کا تنہ سونے کا نہ ہو۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں غرے ہیں ان کا باہران کے اندر سے اور ان کا اندر اس کے باہر سے نظر آتا ہے ایک اعرابی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا نبی اللہ ﷺ وہ کن لوگوں کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ان لوگوں کے لیے ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور کھانا کھلایا اور متواتر روزے رکھے اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھے جب لوگ سو جاتے ہوں۔ یعنی نماز تہجد ﴿ترمذی﴾ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں دو باغ ہیں ایک چاندی کا اور دوسرا سونے کا ﴿جو چاندی کا باغ ہے اس میں سب برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہیں۔ اور دوسرا باغ سونے کا ہے اس میں تمام برتن اور سب چیزیں سونے کی ہیں۔ اور جنت لوگوں میں اور ان رب میں نظر کریں تو کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ مگر چادر اس کی بڑائی کی کہ اس کے مبارک منہ پر جنت عدن ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ آپ ﷺ نے جنت میں ایک خیمہ ہے ایک موتی کا اندر سے ترشا ہوا کہ چوڑائی اس کی ساٹھ میل ہے اس کے ہر کونے میں کچھ لوگ ہیں مومن ایک دوسرے کو طواف کرتے نہیں دیکھیں گے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے تک سو سال کا فاصلہ ہے ﴿ترمذی﴾ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جنت کے سو درجے ہیں ہر درجہ میں اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے اور فردوس سب سے اوپر کا درجہ ہے کہ اسی سے چاروں طرف جنت کی نہریں بہتیں ہیں۔ اور اس کے اوپر عرش ہے جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد مبارک فرمایا جنت کے سو درجے ہیں کہ اگر تمام جہاں کے لوگ اکٹھے ہو جائیں تو ایک درجہ میں سب جا سکیں گے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اہل جنت کی عورتوں سے ہر ایک عورت کی بیاض ساق دکھائی دیتی ہے ستر حلوں سے یہاں تک کہ گودا ان کی ہڈیوں کا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گویا وہ یا قوت اور مونگا ہیں سو یا قوت ایک پتھر ہے اگر اس میں ڈورا ڈالا جائے اور اس کو صاف کیا جائے تو وہ ڈورا باہر سے دکھائی دے گا دکھائی دے گا ﴿ترمذی﴾ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کی شکل چودھویں شب کے چاند کی سی ہوگی اور دوسرا گروہ بہتر ستارہ چمکتا ہوا جو آسمان میں ہے اس کے رنگ پر ہے ہر آدمی کو ان میں سے دو بیویاں ہیں ہر بیوی پر ستر حلے ہیں اس کی ہڈی کا مغز باہر سے دکھائی دیتا ہے ﴿ترمذی﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو جنت میں اتنی اتنی طاقت جماع کی دی جائے گی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کو کتنی طاقت دی جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کو سو آدمی کی طاقت دی جائے گی۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو پہلا گروہ جنت میں جائے گا اس کی شکلیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گیں نہ وہ تھوکیں گے اور نہ وہ ناک سکیں گے اور نہ وہ پاخانہ کریں گے جنت میں ان کے برتن سونے کے ہیں اور کنکیاں ان کی سونے اور چاندی کی ہیں اور انکے ٹھیاں ان کی عود کی ہیں اور پسینہ ان کا کستوی ہے اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہیں۔ اتنی

خوب صورت ہیں کہ ان کا گودا انوں کے گوشت سے باہر دکھائی دیتا ہے۔ ان میں نہ اختلاف اور نہ عداوت ہے۔ ان کے دل ایک دوسرے کے لیے ایک ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں صبح اور شام۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جنت کی چیزوں میں سے کوئی ایک ناخن کے برابر ظاہر ہوں تو جو کچھ ہے آسمان اور زمین کے کناروں میں تمام روشن ہو جائے گا۔ اور اگر ایک آدمی اہل جنت سے جھانکے اور ان کے نگن ظاہر ہوں تو چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ جیسے سورج تاروں کی روشنی ختم کر دیتا ہے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اهل الجنة جرد مرد

كحل لا یفتنی شبابہم ولا تنبلی ثیابہم۔ جنت کے لوگ جرد مرد ہیں۔ جرد اس آدمی کہ جس کے جسم پر بال نہ ہوں اور جرد اس کو کہتے ہیں کہ جس کے بغل اور زیرے ناف کے بال ہوں اور داڑھی مونچھ ابھی تک نہ آئی ہو۔ اور عالم شباب میں جوان ہو۔ یہ خوب صورتی کی علامت ہے۔ ان کا سرمہ کبھی ختم نہیں ہوگا نہ بوڑھے ہو گئے اور نہ ان کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنتی لوگ جنت میں داخل ہونگے ان کے جسم پر بال نہیں ہوں گے اور نہ داڑھی مونچھ ہوگی ان کی آنکھیں بغیر سرمہ لگائے ہوئے سرمہ گوں گوں ہوگی۔ ان کی عمریں تیس یا پینتیس سال کے ہو گئے۔ ﴿ترمذی﴾

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے سارے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہی کا ذکر کیا اور فرمایا سوار اس کی شاخ کے سایہ میں سو سال تک چلتا رہے۔ اس میں تجلی نے شک کیا۔ سونے کے پتے ہیں گویا کہ اس کے پھل بڑے بڑے ملتے ہیں۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کوڑ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ وہ ایک جنت میں نہر ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس میں چڑیاں ہیں ان کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہیں۔ عمر نے عرض کیا کہ وہ تو بڑی نعمت میں ہیں آپ نے فرمایا ان کے کھانے والے ان سے زیادہ نعمت میں ہیں۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ایوب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں

گھوڑوں سے بہت شوک رکھتا ہوں کیا جنت میں گھوڑے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو جنت میں گیا تو تجھے وہاں جنت میں گھوڑا یا قوت کا دو پروں والا ملے گا تو اس پر سوار ہو گا جہاں آپ کی مرضی ہوگی وہ تجھے لے کر اڑے گا۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جتنی لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی اسی صفیں رسول اللہ ﷺ کی امت کی ہونگی اور چالیس صفیں اور امتوں کی ہوں گی۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جس دروازہ سے میری امت داخل ہوگی اس دروازہ کی چوڑائی سو اربعین دن چلے پھر بھی ختم نہیں ہوگی قریب ہے کہ ان کے بازو تر جائیں۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے اس میں خرید و فروخت نہیں ہے اس میں مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہیں جب آدمی کسی صورت کو پسند کرے گا وہی صورت اس کی ہو جائے گی۔ ﴿ترمذی﴾ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تم اللہ تعالیٰ کو ایسے دیکھو گے جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو اور دیکھنے میں کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہیں ہوگی اور آپ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دیکھنے میں تکلیف نہ ہو تو پھر نماز فجر اور عصر پڑھو آپ نے پھر یہ آیت پڑھی فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جنت میں ادنیٰ درجہ والا وہ ہوگا کہ نظر کرے گا اپنے باغوں اور بیویوں اور نعمتوں اور خدمتگاروں اور تختوں کی طرف تو وہ ایک ہزار سال کی مسافت تک ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زیادہ بزرگ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو صبح اور شام دیکھے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وجوہ مہذ۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائے گا یا اہل الجنتہ اے اہل جنت والوہ عرض کریں گے لبیک ربنا وسعدیک اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے وہ عرض کریں گے کہ کیا ہم کو ہوا ہم راضی نہ ہوں اور تو نے ہم کو ایسی چیزیں عنایت فرمائی کہ کسی کو اپنی مخلوقات سے نہیں دیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس سے بھی تم کو افضل دوں گا وہ عرض کریں گے کہ وہ کیا چیز ہے جو اس سے بھی افضل ہے اللہ تعالیٰ فرمایا گا وہ میری رضا مندی ہے آپ پر کبھی بھی ناراض نہ ہوں گا۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کو غروں میں دیکھیں گے جیسے تارہ شرقی یا غری غروب ہونے والا آسمان کے کنارہ میں یا طلوع کرنے والا قاضل درجات میں دکھائی دیتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ انبیاء ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا موت کو چت کبرے بیٹھ کر مثل لائیں گے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑی کر کے ذبح کر دی جائے گی جنتی اور دوزخی اس کو دیکھتے ہوئے۔ جنت والے خوش ہو گئے اور دوزخ والے غم سے مریں گے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کو چار اطراف سے تکلیفوں سے گھیرا گیا ہے۔ اور دوزخ کو چاروں طرف سے شہوتوں سے گھیرا گیا ہے۔ ﴿ترمذی﴾

جنت اور جھنم کا تکرار

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان میں تکرار ہوئی۔ جنت نے دوزخ کو کہا کہ مجھ میں ضعیف اور مسکین داخل ہونگے۔ اور دوزخ نے کہا مجھ میں ظالم اور متکبر داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کروں گا دوزخ کو کہا تو میرا عذاب ہے جس سے بدلہ لوں گا تجھ میں ڈالوں گا۔ جنت کو کہا تو میری رحمت ہے جن پر میں رحم کروں گا تجھ میں داخل کروں گا۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ادنیٰ جنتی وہ ہے کہ جس کی کسی ہزار خادم ہونگے اور بہتر بیویاں ہونگی اور اس کے لیے ایک خیمہ موتی اور زمرہ اور یاقوت سے جابیہ سے صنعا تک لگایا جائیگا۔ اسی اسناد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو وصال فرماتا ہے جنت سے چھوٹا ہو یا بزرگ یعنی دنیا میں ہو جائے گا تینتیس سال کا جنت میں کبھی بھی اس سے زیادہ عمر کے نہیں ہونگے۔ اور یہی عمر دوزخیوں کی ہوگی۔ اسی اسناد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنتیوں کے سر پر تاج ہونگے ان میں ایسے موتی ہونگے جن کی چمک مشرق اور مغرب کے درمیان جائے گی۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک ساعت میں حمل اور جننا اور عمر جنتیوں کے برابر ہو جائے گی۔ جیسے کہ اس کی مرضی ہوگی۔ ﴿ترمذی﴾ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں حور عین اکٹھی ہوتی ہیں اور بلند آواز سے کہتی ہیں کہ خلافت نے کبھی بھی ایسی آواز نہیں سنی وہ کہتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی بھی مرنے والی نہیں ہیں اور ہم ناز و نعمت میں رہنے والی ہیں کبھی بھی تکلیف اٹھانے والی نہیں ہیں اور ہم اپنے خاوندوں سے راضی رہنے والی ہیں کبھی بھی ناراض ہونے والی نہیں ہیں ان کو مبارک باد ہو جو ہمارے لیے ہوا اور ہم ان کے لیے ہوئیں۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں پانی کا دریا ہے۔ اور شہد کا دریا ہے۔ اور دودھ کا دریا ہے۔ اور شراب کا دریا ہے۔ اور اس میں نہریں نکل رہی ہیں یا پھر نکلیں گی جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت مانگی تو جنت عرض کرتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما۔ اور جس نے تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگی تو دوزخ عرض کرتی ہے یا اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دے۔ ﴿ترمذی﴾ اس حدیث سے تین کے عدد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں علی کہان المسک پر ہونگے راوی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اگلے اور پچھلے لوگ ان پر رشک کریں گے۔ ایک وہ آدمی جو بچکانہ نمازی اذان دیتا ہے ہر رات اور دن میں۔ سدوسرا وہ آدمی جو امامت کرتا ہے اور اس پر لوگ راضی ہیں تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے۔ ﴿ترمذی﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ آدمی جو صدقہ دیتا ہے اور داہنے ہاتھ سے غنمی۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے چھپا کر دیتا ہے۔ تیسرا وہ آدمی کہ ایک چھوٹے لشکر

میں تھا اور اس کے اصحاب نے شکست کھائی اس نے دشمن کا مقابلہ کیا ﴿ترمزی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ دریا فرات ایک سونے کا خزانہ باہر نکال دے گا جو اس وقت موجود ہو اس سے نہ لے ﴿ترمزی﴾ امام ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیاء نے صفۃ الجنۃ میں، البرار، ابن ابی حاتم، حبان، ابن ابی وداور، یحییٰ دونوں نے البث میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار کیا جنت کیلئے کوئی تیار ہے؟ کیونکہ جنت کی ہلاکت کا کوئی تصور نہیں ہے، رب کعبہ کی قسم! جنت چمکتا ہوا نور، مہکتی ہوئی خوشبو، نچتے گل، جاری نہر، پکا ہوا پھل، حسین شکیل بیوی، بہت سے لباس، ابدی مقام جہاں پھل ہیں اور سلامتی کا گھر ہے، سبز پھل خیر اور نعمت ہے، بلند اور خوشگوار جگہ میں ہے۔ صحابہ کرام نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ہم تیار ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم ان شاء اللہ کہو۔ تو تمام نے کہا ان شاء اللہ! امام ابن ماجہ، احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، یحییٰ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیں جنت کی تعمیر کیسی ہے فرمایا اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور قوت ہیں، اس کی لپائی کستوری کی مٹی زعفران ہے جو اس میں داخل ہوگا خوش و خرم رہے گا، کبھی مایوس نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا کبھی موت کی تلخی سے دوچار نہ ہوگا، نہ اس کا لباس بوسیدہ ہوگا اور نہ اس کی جوانی پر زوال آئے گا ﴿ترمزی﴾ امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیاء، الطبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے جنت کی کیفیت پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں۔ خوش رہے گا کبھی مایوس نہ ہوگا، اس کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے اور اس کا غضوان شباب ختم ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ اس کی تعمیر کیسی ہے؟ فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اس کی لمبائی عمدہ کستوری سے ہے اس کی کنکریاں موتی اور قوت ہیں، اس کی مٹی زعفران ہے ﴿مصنف ابن ابی شیبہ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جنت کی دیواریں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے ان انگیٹھوں میں عود ہندی جلتے، جنتیوں کی کنکھیاں سونے کی ہوں گی اس کی مٹی مٹی زعفران اور اس کی خوشبو کستوری ہے۔ ابن المبارک نے الزہد میں ابن ابی الدنیاء نے صفۃ الجنۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی دیواریں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اس کے درے موتی اور قوت ہیں اس کے سنگریزے موتی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ امام ابن ابی الدنیاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی زمین سفید ہے اور اس کا مچھن کا فور کی چٹائیں ہیں، اس کی ارد گرد ریت کے ٹیلوں کی طرح کستوری کے نیلے ہیں۔ اس میں جاری نہریں ہیں، اہل جنت پہلے اور آخری اس میں جمع ہوں گے ایک دوسرے کو پہچانیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی ہوا بھیجے گا جو کستوری کی خوشبو ان کے اوپر بکھیرے گی پس مرد جب اپنی بیوی کے پاس آئے گا تو اس کا حسن اور خوشبو زیادہ ہو چکی ہوگی۔ بیوی امام ابو نعیم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جنت زمین چاندی کی ہے۔ امام البرار، الطبرانی، ابن مردویہ اور یحییٰ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ارد گرد دیواریں بنائی ہیں جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے پھر اس میں نہریں نکالی ہیں اور اس میں ﴿پھلدار﴾ درخت لگائے ہیں جب ملائکہ جنت کے حسن اور رونق کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں تو بادشاہوں کی منازل سے زیادہ پاکیزہ ہے ﴿جمع الزوائد﴾ امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ سے ابن صائد نے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مٹی سفید خالص کستوری ہے ﴿مسلم﴾ ابن ابی الدنیاء نے صفۃ الجنۃ میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو زمیل سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جنت کی زمین کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا چاندی کا سفید مرمر ہے گویا شیشہ ہے۔ پھر پوچھا اس کا نور کیسا ہے؟ فرمایا شمس کے طلوع ہونے کے وقت جو کیفیت ہوتی ہے اس قسم کی روشنی جنت میں ہے لیکن اس میں نہ زیادہ گرمی اور زیادہ ٹھنڈک ہے، پھر پوچھا اس کی نہریں کیسی ہیں کیا وہ نالیوں میں چلتی ہیں فرمایا نہیں وہ سطح زمین پر چلتی ہیں لیکن نادھر پھیلتی ہیں نادھر۔ پھر پوچھا اس کا لباس کیسا ہے فرمایا جنت میں ایک شجر ہے اس پر اناج جیسا پھل لگتا ہے، جب اللہ کا ولی لباس کا ارادہ کرے گا تو اس درخت کی ٹہنیاں اس کی طرف جھک آئیں گی پھر اس کے لیے ستر جوڑے کپڑوں کے نکل آئیں گے جو رنگ برنگ ہوں گے پھر وہ مل جائے گا اور اپنی پہلی کیفیت پر لوٹ جائے گا ﴿معجم اوسط الطبرانی﴾ امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اس میں اس کے پھل لگائے اور اس میں نہریں نکالی ہیں، پھر جنت کی طرف دیکھا اور بولا! تو جنت نے کہا قد افلح المنو منون ﴿سورة المؤمنین﴾ پھر فرمایا میری عزت و جلال! کی قسم تیرے اندر نخل میرا قرب نہیں پائے گا۔ البرار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو سفید پیدا فرمایا۔ امام احمد، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت سہل سعد الساعدی سے کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ﴿جامع ترمذی مع عاصۃ الاحوذی﴾، باب فضل البغدادی و الرومی سمیل اللہ ﷺ امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی کمان کی مقدار جنت میں جگہ اس کی جگہ سے بہتر ہے جس پر شمس طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے ﴿بخاری باب بدء الخلق﴾ امام ابن شیبہ اور ہناد بن السری نے الزہد میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جنت ایک بالشت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ﴿مصنف ابن ابی شیبہ﴾ کتاب الاجتہاد۔ ترمذی مع عاصۃ الاحوذی ﴿امام ترمذی اور ابن ابی الدنیاء نے حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں جو نعمتیں ہیں ان میں سے اگر اتنی مقدار ظاہر ہو جائے جو ایک ناخن اٹھاتا ہے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو آراستہ کر دے، اگر کوئی جنتی مرد جگائے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو سورج کی روشنی اس طرح ختم ہو جائے جیسے سورج ستاروں کی روشنی ختم کر دیتا ہے ﴿جامع ترمذی مع عاصۃ الاحوذی﴾ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کی والدہ حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے حارثہ کے مقام کے متعلق بتایا جائے اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کسی جگہ پر ہے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں فرمایا وہ جنت میں نہیں کئی جنتوں میں ہے اور وہ فردوس اعلیٰ میں ہے ﴿بخاری﴾ امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ رات کے آخری حصہ میں سفر کرے، جس نے رات کے آخری حصہ میں سفر کیا وہ منزل پر پہنچ گیا خبردار اللہ تعالیٰ کا سفر سامان بہت مہنگا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ امام حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ رات کے آخری حصہ میں سفر کرے اور جس نے رات کے آخری حصہ میں سفر کیا وہ منزل پر پہنچ گیا خبردار! اللہ تعالیٰ کا سامان بہت مہنگا ہے۔ خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔ تھر تھرانے وای آگئی اور اس کے پیچھے ایک اور جھکا اور موت اپنی ہولنا کیوں کے ساتھ آرہی ہے۔ مستدرک حاکم کتاب الرقاق رحمہ اللہ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ پر کتاب نازل فرمائی ہے بے شک اہل جنت کا دل بدن حسن و جمال زیادہ ہوتا جائے گا جیسا کہ دنیا میں قباحت اور بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے۔ مصنف ابن شیبہ کتاب الجنۃ رحمہ اللہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ تَحْتِہَا میں ہاضمیر کا مرجع جنتیوں کی رہائش گاہ ہیں اس کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ابن مردودہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑوں کے نیچے سے پھوٹی ہیں۔ مصنف عبدالرزاق رحمہ اللہ امام ابن ابی شیبہ، ابن حاتم، ابوالشیخ ابن حبان نے التفسیر میں، بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی نہریں کستور کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ احمد اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان، جحان، الفرات اور اللیل یہ تمام جنت کی نہریں ہیں۔ مسلم کتاب الجنۃ رحمہ اللہ امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جسے البیدخ کہا جاتا ہے اس کے اوپر یا قوت کے قبة ہیں اور اس کے نیچے آگے والی عورتیں ہوں گی۔ اہل جنت کہیں گے ہم البیدخ چلیں وہ وہاں پہنچیں گے تو ان عورتوں سے مصافحہ کریں گے۔ جب کسی مرد کو کوئی عورت پسند آئے گی تو وہ اس کی کلائی کو پکڑے گا وہ اس کے پیچھے چل پڑے گی اور اس کی جگہ ایک اور پیدا ہو جائے گی۔ امام احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں نسائی، ابویعلیٰ، بیہقی نے الدلائل میں الضیاء المقدسی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اچھا خواب پسند تھا۔ ایک عورت آگئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نکالی گئی ہوں اور جنت میں داخل کی گئی ہوں پھر میں نے ایک دھماکہ خیز آواز سنی جو اس جنت سے آئی تھی میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا حتیٰ کہ اس نے بارہ شخص شمار کیے جن کو رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ایک جنگی ہم پر روانہ کر چکے تھے، ان کو لایا گیا تو ان پر ریشی لباس تھے اور ان کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا پھر حکم ہوا انہیں البیدخ کی نہر کی طرف لے جاؤ اور اس میں نہلاؤ پس جب وہ غسل کر کے نکلے تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھے۔ پھر انہیں سونے کی کرسیوں کے پاس لایا گیا وہ ان کے اوپر بیٹھ گئے پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جس میں تازہ پھل تھے انہوں نے ان میں سے جو چاہا کھا یا وہ ان پھلوں کو ادھر ادھر کرتے اور جوجی میں آتا وہ کھاتے، خوشخبری دینے والا آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنگ میں یہ صورت حال پیش آئی ہے فلاں فلاں شہید ہو گئے ہیں حتیٰ کہ اس نے بارہ افراد کے نام لیے آپ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس بلاؤ وہ عورت آئی تو فرمایا اس شخص کے سامنے اپنا خواب بیان کر اس آدمی نے کہا بالکل اسی طرح ہوا جیسا اس عورت نے کہا ہے فلاں فلاں شہید ہو چکے ہیں۔ مسلم کتاب الجنۃ رحمہ اللہ امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جسے البیدخ کہا جاتا ہے، اس کے اوپر یا قوت کے قبة ہیں اور اس کے نیچے آگے والی عورتیں ہوں گی۔ اہل جنت کہیں گے ہم البیدخ چلیں وہ وہاں پہنچیں گے تو ان عورتوں سے مصافحہ کریں گے۔ جب کسی مرد کو کوئی عورت پسند آئے گی تو وہ اس کی کلائی کو پکڑے گا۔ وہ اس کے پیچھے چل پڑے گی اور اس کی جگہ ایک اور پیدا ہو جائے گی۔ امام بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت کی طرح ہے اس کے کناروں پر کنواری عورتیں آئے سامنے کھڑی خوب صورت آواز میں گارہی ہیں جن کو لوگ سنیں گے حتیٰ کہ وہ یہ خیال کریں گے کہ جنت میں اس کی مثل لذت کہیں نہیں ہے۔ ہم نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ گانا کیا ہوگا فرمایا انشاء اللہ، اللہ کی تسبیح، تحمید، تقدیس اور اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی۔ امام احمد بن حنبل نے الزہد میں دارقطنی المدنی میں حضرت امیر بن عبد بن جعفر نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جو کنواری عورتیں آگاتی ہے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جسے ریان کہا جاتا ہے اس کے اوپر ایک شہر ہے جو مرجان کا بنا ہوا ہے اس کے سونے سے تیار شدہ ہزار دروازے ہیں وہ حامل قرآن کے لیے امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، ہناد بن جریر، ابن حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے البعث میں مسروق سے روایت کیا ہے کہ جنت کی نہریں جائے گا اور کچھ بارہ ہاتھ لے رہے ہیں۔ تفسیر طبری رحمہ اللہ امام ابن مردودہ، ابونعیم، الضیاء المقدسی ان دونوں نے صفۃ الجنۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تم یہ خیال کرتے ہو گے کہ جنت کی نہریں کھائیوں میں زمین کے اندر چلتی ہیں، بخدا نہیں وہ سطح زمین پر چلتی ہیں اس کے کنارے موتیوں کے خیمے ہیں، اور اس کی مٹی اذ فرستوری ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہیں۔ ابن ابی الدنیا اور الضیاء اور ابن مردودہ نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی نہریں جنت عدن سے اکھٹی نکلتی ہیں پھر مختلف نہروں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب انہیں اس سے عطا کیا جائے گا۔ ﴿آلایہ﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے کَلَّمَا رُزِقُوا مِنْهُ مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا کی تفسیر روایت کی ہے کہ جب انہیں جنت میں پھل دیا جائے گا تو اس کو دیکھ کر کہیں گے یہ تو ہمیں اس سے پہلے دنیا میں دیا گیا ہے ان کو جو جنت میں پھل ملے گا وہ رنگ اور دیکھنے میں دنیا کے پھل کے مشابہ ہوگا لیکن ذائقہ میں اس کے مشابہ نہیں ہوگا۔ (طبری۔ درمنثور) امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن عبد اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہیں گے کہ جنت میں آنے سے پہلے دنیا کے پھلوں میں سے ہمیں ایسا پھل دیا گیا تھا۔ امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہیں گے ہمیں دنیا میں یہ پھل دیا گیا تھا فرماتے ہیں جنت کا پھل شکل میں دنیا کے پھل کے مشابہ ہوگا لیکن جنت کے پھل کا ذائقہ انتہائی عمدہ اور پاکیزہ ہوگا۔ (طبری۔ درمنثور) امام مسدد، ہناد بن عبد بن جعفر، ابن الزہد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ دنیا میں جنت کی چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے سوائے اسماء کے یعنی دنیا اور جنت کی چیزیں حقیقت میں مختلف ہیں اسماء کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں امام ویلی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے شادی کے کھانے میں جنت کی خوشبو کا ایک مشقال ہوتا ہے۔ درمنثور الف

دوسرے بھائی اور خطاب تفسیر طبری۔ درمنثور۔ عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد سے اس ارشاد کے متعلق روایت کیا ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں دنیا کی چیزوں کو آخرت کی چیزوں سے کیا مشابہت ہے فرمایا ہر صنف کی ایک مثل ہے۔ درمنثور۔ طبری۔ امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ من قبل کا مطلب ہے کہ یہ تو اس پھل کی مثل ہے جو ہمیں کل دیا گیا تھا ابن جریر نے یحییٰ بن کثیر سے فرماتے ہیں ایک آدمی کے پاس ایک تھال لایا جائے گا وہ اس میں سیکھائے گا پھر دوسرا تھال لایا جائے گا تو وہ کہے گا یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا ہے فرشتہ کہے گا رنگ ایک ہے اور ذائقہ مختلف ہے۔ درمنثور۔ طبری۔ وکیع، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد سے وَاَتُوا بِهِ مَثَلًا بِهَا تَفْسِيرُ نَقْلِ کی ہے کہ وہ رنگ میں مشابہ اور ذائقہ میں مختلف ہو گئے جیسے کھیرے لکڑیاں۔ طبری۔ امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت قتادہ سے مذکورہ الفاظ کی یہ تفسیر روایت کی ہے کہ جنت کے پھل عمدہ اور بہترین ہونگے ان میں کوئی گھٹیا اور خراب نہ ہوگا۔ طبری۔ امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت حسن سے روایت کی ہے کہ سب پھل جنت میں ایک دوسرے کے مثل و مشابہ ہونگے کوئی ان میں خراب اور ذلیل نہیں ہوگا کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ دنیا کے پھلوں میں بعض خراب ہوتے ہیں۔ طبری۔ درمنثور۔ امام بزار اور طبرانی نے ثوبان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب جنت میں جنتی ایک پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ اسی طرح کا دوسرا ہو جائے گا امام ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن حیوہ عن خالد بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں الجزیرہ کی زمین میں سفر کر رہا تھا جب کہ میرا گزر چند راہبوں اور علماء کے پاس سے ہوا میں نے ان پر سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم اس گرجا کے راہب کے پاس جا رہے ہیں اور ہم اس کے پاس ہر سال آتے ہیں، وہ ہمیں آئندہ سال ہونے والے واقعات کے متعلق خبر دیتا ہے۔ میں نے کہا میں بھی اس راہب کے پاس چلتا ہوں تاکہ میں دیکھوں کہ اس کے پاس کیا ہے۔ میری مراد یہ تھی کہ اس کے پاس کوئی کتب ہیں۔ میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گرجا کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا پھر اس نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا مسلمان ہوں۔ اس نے پوچھا کیا محمد ﷺ کی امت سے ہے؟ میں نے کہا۔ اس نے پوچھا ان کے علماء سے ہے یا جہلاء سے ہے؟ میں نے کہا میں نہ ان کے علماء سے ہوں اور نہ میں ان کے جہلاء سے ہوں۔ اس نے کہا کیا تم جنت میں داخل ہونگے؟ اس کے کھانے کھاو گے اور اس کے مشروبات پیو گے اور بول و براز نہیں کرو گے؟ میں نے کہاں ہم یہی کہتے ہیں اور بات ہے اسی طرح۔ اس نے کہا دنیا میں کوئی اس کی مثال ہے تو بیان کرو۔ میں نے کہا اس کی مثال، جنین کی ہے جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اللہ کی طرف اس کو رزق ماں کے پیٹ میں ملتا ہے لیکن وہ پیشاب اور پاخانہ نہیں کرتا فرماتے ہیں یہ بات سن کر کہ اس راہب کا رنگ فک ہو گیا۔ پھر راہب نے مجھے کہا گیا تو نے مجھے کہا نہیں تھا کہ میں ان کے علماء سے نہیں ہوں۔ میں نے کہا میں نے تجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ پھر راہب نے کہا تمہارا راگمان ہے کہ جنت میں داخل ہو گے، اس کا کھانا کھاؤ گے، اس کے مشروب پیو گے لیکن اس میں کچھ کی نہیں آئے گی۔ میں نے کہا ہم یہی کہتے ہیں اور بات بھی اسی طرح۔ اس نے کہا دنیا میں اس کی کوئی مثال؟ میں نے کہا اس کی دنیا میں مشابہت ہے اگر تمام لوگ بھی جان لیں اس میں کچھ نہیں آتی، راہب کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر کہا تو نے تو کہا تھا کہ میں ان کے علماء سے نہیں ہوں؟ میں نے کہا میں نے تجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا واقعی میں نہیں ان کے علماء سے ہوں اور نہ ان کے جہلاء سے ہوں۔ تاریخ مدینہ۔ امام حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنتیوں کی بیویاں حیض، خانہ، ریخت اور تھوک سے پاک ہوں گی۔ امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اہل جنت کی بیویاں غلاظت اور اذیت سے پاک ہوں گی۔ تفسیر طبری۔ امام ابن جریر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نہ ان کو حیض آئے گا اور ان کو حدث لاحق ہوگا اور نہ ان کو ریخت آئے گا۔ درمنثور۔ طبری۔ وکیع، عبد الرزاق اور ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ اہل جنت کی بیویاں حیض، بول، براز، ریخت، کھنگار، تھوک، منی اور بچے سے پاک ہوں گی۔ ایضاً۔ امام وکیع اور ہناد نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان کی بیویوں کو نہ حیض آئے گا، نہ منی آئے گی، نہ بچے جنم دیں گی، نہ پاخانہ کریں گی نہ پیشاب کریں گی اور نہ تھوکیں گی۔ امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بول و براز، غلاظت اور گناہ سے پاک فرمایا ہے۔ طبری۔ درمنثور۔ امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی صورت پر ہوں گی، نہ وہ جنت میں تھوکیں گے اور نہ کھنگار پھینکیں گے، نہ پاخانہ کریں گے، ان کے برتن اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کی انٹلیھیوں میں عود ہندی جلے گی۔ ان کی کنکریاں کستوری کی ہوں گی۔ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی اتنی حسین ہوں گی کہ گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، اہل جنت کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا اور نہ بغض ہوگا، ان کے دل ایک دل کی مانند ہوں گے، وہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح پیا کریں گے۔ امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی نے قلیعہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے اور دوسرا گروہ آسمان میں چمکنے والے ستارے سے خوبصورت ہوگا اور ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر کپڑوں کے ستر سوٹ ہوں گے لیکن اس کے باوجود سوٹ کے پیچھے کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا۔ جامع ترمذی مع عاصمۃ الاحوذی۔ امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ادنیٰ درجہ والے آدمی کے لیے بھی اسی بزرگ خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کی رہائش کا قہر، موتیوں، یاقوت اور زبرجد سے تیار کیا گیا ہوگا اور اتنا بڑا ہوگا جتنی مسافت جاہلیہ اور ارضاء کے درمیان ہے۔ جامع ترمذی مع عاصمۃ الاحوذی۔ امام احمد، بخاری، اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے صحابہ کرام آپس میں تکررہ کر رہے تھے کہ جنت میں مرد زیادہ ہونگے یا عورتیں؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی اور ستر جوڑوں کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا۔ اور جنت میں کنوارا کوئی نہیں ہوگا۔ ترمذی نے معاصمۃ الاحوذی۔ امام احمد، بخاری، اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک آدمی کا نکاح ستر عورتوں سے ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ اس کا قادر ہوگا؟ فرمایا اس کو ستر مردوں کی قوت عطا کی جائے گی۔ ترمذی مع عاصمۃ الاحوذی۔ ابن اسکن نے المعرفہ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ اپنی تاریخ میں عاتب بن ابی بلتعہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں مومن کا بہتر عورتوں سے نکاح ہوگا ستر آخرت کی عورتیں ہوں گی اور دودنیا کی عورتیں ہوں گی امام ابن ماجہ اور ابن

عدی نے الکامل میں بھیجی نے البعث میں حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا اس کا بہتر بیویوں سے نکاح کرے گا دو آہو چشم موٹی موٹی آنکھوں والیاں ہوں گی اور ستر اس کی میراث سے اہل جنت سے ہوں گی۔ اور کوئی جنتی عورت نہیں ہوگی مگر اس کی مرغوب فرج ہوگی اور جنتی مرد کے لیے ایسا ذکر ہوگا جو دو ہر نہ ہوگا ﴿ابن ماجہ﴾ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جنت میں ادنیٰ مرتبہ کا آدمی وہ ہوگا جس کے سات درجات ہوں گے وہ چھٹے درجہ پر ہوگا اور اس کے اوپر ساتواں درجہ اور اس جنتی کے لیے تین سو خادم ہوں گے صبح اور شام اس کے پاس سونے کے تین سوتھال لائے جائیں گے اور ہر تھال میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا وہ پہلے سے جس طرح لذت اٹھائے گا اسی طرح آخری سے لذت اٹھائے گا وہ کہے گا اے میرے اللہ تعالیٰ اگر مجھے اجازت ہو تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں پھر بھی جو کچھ میرے پاس ہے اس میں کمی نہ ہو۔ اور اس جنتی کے لیے موٹی موٹی آنکھوں والی آہو چشم بہتر بیویاں ہوں گی ان میں سے ایک میل زمین گھیرے گی ﴿مسند امام احمد﴾ امام بیہقی نیالبعث میں حضرت ابو عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر جنتی مرد کا چار ہزار کنواری اور آٹھ ہزار شہید اور ایک سو حوروں سے نکاح کیا جائے گا وہ ہر سات دنوں میں جمع ہوں گی اور ایسی خوبصورتی سے یہ نعمت گائیں گی جس کی مثل مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوگی۔ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ہلاک نہ ہوں گی ہم نرم و نازک ہیں ہم کبھی سخت مزاج نہ ہوں گی ہم خوش رہنے والیاں ہیں ہم ناراض نہ ہوں گی ہم اپنے مقام پر ٹھہرنے والیاں ہیں کبھی سفر نہ کریں گی مبارک ہو اسے جو ہمارے لیے ہیں اور ہم اس کے لیے ہیں۔ امام احمد اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت لوٹنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں سے کسی کے لیے کمان کی مقدار ہو نا دنیا مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی عورتوں میں کوئی عورت زمین پر جھانکے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے اور زمین و آسمان کے درمیان خوشبو بھرجائے اور اس کے سر کا دوہہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ﴿بخاری﴾ ابن ابی الدنیانے صفۃ الجنۃ میں امام ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت سات سمندروں میں تھوک دے تو وہ سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین پر جھانکے تو ساری زمین کستوری کی خوشبو سے بھر جائے۔ ابن ابی جائے۔ ابن ابی شیبہ اور ہناد بن السری نے کعب سے روایت کیا ہے کہ اگر جنت کی کوئی عورت اپنی تھیلی ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے ﴿مصنف ابن ابی شیبہ باب صفۃ الجنۃ﴾ امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ہناد بن السری نے الزہد میں، نسائی، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابن المنزیج اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے ابو القاسم تمہارا خیال ہے کہ اہل جنت کھاتے پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی کو کھانے، پینے، جماع کرنے اور شہوت میں تم جیسے سمر دلوں کی طاقت عطا کی جائے گی فرمایا جو آدمی کھانا پیتا ہے اس کو حاجت ہوتی ہے جبکہ جنت پاک ہے اس میں کسی قسم کی غلاظت اور گندگی نہ ہوگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی حاجت پسینہ کی شکل میں کستوری کی مہک کی طرح بہہ جائے گی، جب وہ پسینہ نکل جائے گا تو اس کا پیٹ خود بخود باریک ہو جائے گا ﴿مصنف ابن ابی شیبہ﴾ امام ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا اہل جنت نکاح کریں گے فرمایا پھر پے جماع کریں گے نہ منی ختم ہوگی نہ خواہش ﴿مجموع کبیر از طبرانی۔ درمنثور﴾ امام بزار، الطبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے اپنی حاجت پوری کریں گے جیسا کہ ہم دنیا میں ان سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک آدمی ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کرے گا۔ امام ابویعلیٰ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے اپنی حاجت پوری کریں گے جیسا کہ ہم دنیا میں ان سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک آدمی ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرے گا ﴿در المنثور﴾ امام بزار، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا اہل جنت نکاح کریں گے فرمایا ہاں۔ ایسی فرج کے ساتھ جو نہ اکتائے گی اور ایسے ذکر کے ساتھ جو دو ہر نہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا اہل جنت نکاح کریں گے۔ امام عبد بن حمید، ابن الدنیاء اور البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا اہل جنت اپنی بیویوں کو چھوئیں گے؟ فرمایا ہاں، ایسے ذکر کے ساتھ جو اکتائے گا نہیں۔ اور ایسی فرج کے ساتھ جس کی خواہش ختم نہیں ہوگی اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہوگی۔ الحرث بن ابی اسامہ اور ابن حاتم نے حضرات سلیم بن عامر اور ایشیم الطائی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت میں جماع کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مرغوب فرج کے ساتھ اور نہ اکتانے والے ذکر کے ساتھ اور ایک آدمی جنت میں چالیس سال کی مقدار اپنا تکیہ لگا کر بیٹھا رہے گا، اس سے گھوے گا نہیں اور نہ اس سے اکتائے گا اور اس مقام پر وہی کچھ اسے ملے گا جس کی اس کا نفس خواہش کرے گا اور جس سے اس کی آنکھیں لذت محسوس کریں گی۔ امام بیہقی نے البعث میں ابن عباس نے اپنی تاریخ میں خارجہ العزری سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے تبوک کے مقام پر ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا یا رسول اللہ ﷺ کیا اہل جنت جماع کریں گے فرمایا ان میں سے ہر شخص کو ایک دن میں تمہارے ستر آدمیوں سے زیادہ قوت دی جائے گی۔ امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بولا اور جناب پسینہ کی شکل میں کستوری کی خوشبو کے ساتھ ان کی مینڈھیوں کے نیچے سے بہہ جائے گا۔ امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت داود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں منی اور موت نہیں ہوگی جنتی عورتوں سے متواتر صحبت کرتے رہیں گے ﴿مصنف عبد الرزاق۔ در المنثور﴾ امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل جنت عورتوں سے صحبت کریں گے لیکن وہ بچہ نہ دیں گی۔ جنت میں منی اور موت نہیں ہے ﴿عبد الرزاق﴾ امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں خواہش کے مطابق جماع ہوگا لیکن بچہ نہ ہوگا فرمایا جنتی متوجہ ہوگا پس وہ نظر کرے گا تو اس کی شہوت پیدا ہو جائے گی پھر وہ دیکھے گا تو اس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں خواہش کے مطابق جماع ہوگا لیکن بچہ نہ ہوگا فرمایا جنتی متوجہ ہوگا پس وہ نظر کرے گا تو اس کی شہوت پیدا ہو جائے گی پھر وہ دیکھے گا تو اس کے لیے دوسری شہوت پیدا ہو جائے گی ﴿مجموع غیر از طبرانی۔ در المنثور﴾ امام بیہقی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پوچھا گیا کیا

پس مری جوڑ سے لھو۔ پھر ایک بھور کے درخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے اڑنے کا ارادہ کیا تو اس نے بھور سے کہا کہ میں اب اڑنے لگا ہوں تو مجھے اڑنے سے روک لے۔ بھور نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم جب تو میرے اوپر بیٹھا تھا تو مجھے آپ کے بیٹھے کا پتہ نہیں چلا۔ تو اب تیرے اڑنے کا مجھے کیسے پتہ چلے گا۔ ﴿کبیر﴾

ضرب اللہ ہذا من المثلین للمناقین ﴿طبری﴾ امام عبد الغنی اشقی نے اپنی تفسیر اور الواحی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خداؤں کا ذکر فرمایا وَاِنْ يَسْأَلُكَ الذُّبَابُ شَيْئًا اَنْ تَكُنَّ مِنْهُمْ لَبَاسًا ﴿الحج آیت ۷۳﴾ ترجمہ اگر کبھی ان سے کوئی چیز چھین لے گی اسی نے ان کے خداؤں کے مکر کا ذکر فرمایا کہ وہ عنکبوت ﴿مکڑی﴾ کے جالے کی طرح ہے۔ تو انہوں نے کہا کیا دیکھا تو نے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اور مکڑی کا ذکر فرما رہا ہے اس قرآن میں جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان مثالوں سے کیا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُسْحَىٰ ﴿۷۴﴾ - امام عبدالرزاق، حمید، ابن جریر، ابن المنذر و اور ابن ابی حاتم نے قنادہ

نازل کیا گیا ہے وہ ان مثالوں سے کیا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ ﴿۱﴾ امام عبدالرزاق، حمید، ابن جریر، ابن المذہب اور ابن ابی حاتم نے قتادہ روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مکئی اور مکھی کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے کہا مکئی اور مکھی کو کیوں ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں ﴿۳﴾ امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ ﴿۳﴾ تو مشرکین نے کہا یہ امثال کیا ہیں۔ وہ یہ اور اس قسم کی دوسری مثالیں کیوں نہیں بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ مجھ پر مفسد نہیں بلکہ مثال مراد لی ہے۔ امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھ پر اللہ کی مخلوق سے کمزور ترین ہے۔ امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمتہ میں اوردی یلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں نہ رہو اگر وہ کسی سے بے پرواہ ہوتا تو مجھ پر، چیونٹی اور رائی البقرۃ سے ہوتا ﴿۱﴾ مسند الفردوس۔ درالمشور ﴿۱﴾ امام ابن جریر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ سے فرمایا الذین امنوا فیعلمون انه الحق الخ کی تفسیر نقل فرمائی ہے کہ یہ مثال حق ہے اور یہاں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی طرف سے آیا ہے ﴿۱﴾ درالمشور ﴿۱﴾ عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ امام عبد بن جریر نے حضرت مجاہد سے اس آیت سے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ مومنین اس مثال پر ایمان لاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ ان کے کی طرف سے حق ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ایسی مثالوں کے ذریعے ہدایت دیتا ہے اور فاسق اس کو جانتے ہیں پھر کفر کرتے ہیں ﴿۱﴾ طبری۔ درالمشور ﴿۱﴾ ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ سے روایت کی ہے کہ بیضل بہ کثیر الخ کا معنی یہ ہے وہ منافقین کو اس کے ساتھ گمراہ کرتا ہے اور مومنین کو اس کے ساتھ ہدایت دیتا ہے۔ اور فاسقین سے مراد منافقین ہیں ﴿۱﴾ مشور۔ طبری ﴿۱﴾ الذّٰیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ

بَعْدَ مِيتَاتِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

الخُسِرُونَ ۲۷۰ جو اللہ تعالیٰ کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس شے کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو قطع کیے ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ الذین : جو لوگ : یَتَّقُضُونَ - توڑتے ہیں : عَهْدٌ : وعدہ : اللہ : اللہ : من : سے : بَعْدُ : بعد میثاقہ : پختہ اقرار : وَ : اور : يَتَّقُضُونَ : قطع کرتے ہیں : مَا : جس : أَمَرَ : حکم دیا : اللہ : اللہ : به : اس سے : أَنْ : کہ : يُؤْصَلُ : وہ جوڑتے ہیں : وَ : اور : يُفْسِدُونَ فساد پھیلاتے ہیں : فِي : میں : الْأَرْضِ : زمین : أَوْ لَيْكَ : وہی لوگ : هُمْ : وہ : الْخُسِرُونَ : خسارہ اٹھانے والے۔

یَتَقُضُونَ - یہ نقص سے بنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کھولنا۔ الَّذِینَ یَنْقُضُونَ اَلْحَکْمَ کے متعلق فرمایا کہ وہ پہلے اس کا اقرار کرتے ہیں پھر کفر کر کے اس عہد کو توڑتے ہیں ﴿درمنثور۔ طبری﴾ عہد اللہ - عہد کا مطلب ہے حفاظت۔ امام عبد بن جریر، اور ابی حاتم اور ابوشخ نے اور حضرت قتادہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ عہد توڑنے سے بچو اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے کو ناپسند فرمایا ہے اور اس پر وعید سنائی ہے اور قرآن کی کئی آیات میں بطور نصیحت، موعظت اور محبت عہد کو ذکر فرمایا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ ایسی وعید کسی دوسرے گناہ پر فرمائی ہو جو اس نے عہد کو توڑنے پر فرمائی جو اللہ تعالیٰ کا عہد اور وعدہ دے اسے چاہیے کہ اسے ضرور پورا کرے ﴿درمنثور۔ طبری﴾ امام احمد، ابی ہریرہ، ابی ہریرہ نے اور اوسط میں یہ بھی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ خبردار اس کا ایمان نہیں

جس کے لیے امانت نہیں، اس کا دین نہیں جس کے لیے عہد کی پاسداری نہیں ﴿درمنثور﴾ شعب الایمان ﴿طبرانی نے الکبیر میں عبادہ بن الصامت اور ابوامامہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ طبرانی نے الاوسط میں ابن عمر سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن عہد، ایمان کی علامت۔ ہے ﴿درمنثور﴾

اللہ تعالیٰ کے تین عہد۔ اس عہد میں اختلاف ہے کہ یہ کون سا عہد مراد ہے ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط فَالْوَابِلٰی﴾ اعراف آیت ۱۷۲ ﴿عہد یشاق ہے۔ یشاق کے دن اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے تین عہد لئے۔ رب العزت نے سب اولاد آدم سے عہد لیا یہ اس کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ وَاِذَا اخَذَ رَبُّكَ مِنْهُمْ بَنِي اٰدَمَ ﴿پ ۹ سورة الاعراف آیت ۱۷۲﴾ ترجمہ اور جب تیرے رب نے اولاد آدم سے عہد لیا۔ ﴿۲﴾ یہ حضرات انبیاء علیہ السلام سے مخصوص ہیں کہ وہ رسالت و پیغام پہنچاتے ہوئے دین کو غالب کریں اور اس میں تفرقہ نہ پڑنے دیں۔ وَاِذَا اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْهُمْ مِّيثَاقَهُمْ ﴿پ ۲۱ سورة الاحزاب آیت ۷﴾ ترجمہ اور جب ہم نے انبیاء سے پختہ عہد لیا ﴿۳﴾ یہ علماء کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِنْهُمْ مِّيثَاقَ الَّذِيْنَ اَوْتُوا الْكِتَابَ لَنُنَبِّئَنَّهُ لِنَاسٍ وَّلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ﴿پ ۱۲۱ عمران آیت ۸۷﴾ ترجمہ اور لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا۔ زختری کہتے ہیں۔ والضمیر فی میثاہ العہد، وهو ما وثقوا به عہد اللہ من قبولہ والزامہ انفسہم، ویجوز ان یکون بمعنی تو ثقته کما ان الميعاد والميعاد الميلا د بمعنی الوعد والولادة، ویجوز ان یرجع الضمیر الی اللہ تعالیٰ ای من بعد تو ثقته علیہم او من بعد ما وثق به عہد من آیاتہ، وکتبہ، عانزار رسلہ، ومعنی قطعہم ﴿کشاف بیروت﴾ ترجمہ یشاق کی خمیر عہد کی طرف ہے جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ انہوں نے قبول کر کے پختہ عہد کیا تو یشاق کے معنی یہی صحیح ہے جیسا کہ میعاد و میلا د کا معنی وعدہ و ولادت ہے۔ وَيَقْطَعُوْنَ۔ قطع سے بنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کاٹنا۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وَيَقْطَعُوْنَ مَآمَرَ اللّٰهِ یہ کی ہے ہر وہ اسم جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے علاوہ کی طرف کی ہے مثلاً خاسر، مسرف اور ظالم، فاسق تو اس سے مراد کفر ہوتا ہے جس اسم کو اہل اسلام کے لیے استعمال فرمایا ہے اس سے مراد گناہ ہوتا ہے ﴿درمنثور﴾ تاریخ کبیر از بخاری ﴿اَنْ يُّوَصَّلَ﴾ سے مراد رحم اور قربت ہے ﴿درمنثور﴾ طبری ﴿ابن ابی حاتم نے، سدی سے وَيُفْسِدُ فِي الْاَرْضِ۔ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ وہ اس میں معصیت اور گناہ کے عمل کرتے ہیں۔ ابن منزر نے مقاتل سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کے متعلق روایت کی ہے کہ اس سے مراد دوزخی ہیں ﴿درمنثور﴾ شیخ قتال کہتے ہیں کہ الغرض خاسر عام ہے اس کا اطلاق ہر اس عمل پہ ہے جس پر جزانہ ہو جس طرح آدمی محنت و تصرف کرے مگر کچھ حاصل نہ ہو تو اسے خاب و خسر کہا جاتا ہے یہی طرح ہے کہ آدمی نے دوسرے کو شئی دی اور اس کے مقابل کچھ نہ لیا جو اس کے قائم مقام بننا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کو کفار کو خاسرین کو قرار دیتے ہوئے فرمایا ان الانسان لفس خسر الا الذين امنوا و عملوا الصلحات ﴿پ ۳۰ سورة العصر آیت ۳۱﴾ یقیناً انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ﴿کبیر﴾ کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تَرْجَعُوْنَ ۲۸۵ ترجمہ تم اللہ تعالیٰ سے کیونکر انکار کرتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے۔ پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف واپس جاؤ گے۔ کَیْفَ : کس طرح : تَكْفُرُوْنَ : تم کفر کرتے ہو : بِاللّٰهِ : اللہ کا : وَ اَحْيَاكُمْ : تم نے : اَمْوَاتًا : بے جان : فَاَحْيَاكُمْ : تو اس نے تمہیں زندگی دی : ثُمَّ : پھر : يُمِيتُكُمْ : تمہیں موت دے گا : ثُمَّ : پھر : يُحْيِيْكُمْ : تمہیں زندہ کرے گا : ثُمَّ : پھر : اِلَيْهِ : اس کی طرف : تَرْجَعُوْنَ : تم رجوع کرو گے۔ کَیْفَ بصورت سوال خبر ہے مگر مراد الزاماً جواب اور خاموش کروانا ہے یعنی تمہیں زندہ کرے گا : ثُمَّ : پھر : اِلَيْهِ : اس کی طرف : تَرْجَعُوْنَ : تم رجوع کرو گے۔ کَیْفَ بصورت سوال خبر ہے مگر مراد الزاماً جواب اور خاموش کروانا ہے یعنی

تعب دلانے کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر عظیم نعمتوں کا ذکر فرمایا تاکہ ایمان لے آئیں۔ تَكْفُرُوْنَ جمع مضارع کا صیغہ ہے۔ تا اور واؤ نون کو گرایا تو یہ کفر بن گیا۔ یہ کفر سے بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے انکار کرنا۔ بِاللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے انکاری۔ قیامت کے انکاری وغیرہ۔ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا۔ موت کی جمع اموات ہے۔ یا میت کی جمع ہے۔ یا میتہ کی جمع ہے۔ فراء نے کہا اَمْوَاتًا، كُنْتُمْ کی خبر ہے۔ یعنی اس سے پہلے تم مردہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے زندہ کیا۔ اگر موت کا مطلب زندہ ہو کر فنا ہونا ہے تو اس حالت کو موت فرمانا مجاز ہے اور اگر اس سے بے جان ہونا ہے تو یہ حقیقت ہے۔ تم مٹی اور نطفہ تھے کیونکہ پیدائش آدم علیہ السلام کی مٹی سے ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ کر باقی سب حضرات آدم علیہ السلام کی اولاد کی خلقت نطفہ سے ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا یہ اپنے آباء کے اسباب میں اموات و مردہ تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا پھر پیدا کیا پھر لازمی موت انہیں دی پھر موت کے بعد زندہ کیا تو یہ دو حیات و زندگیاں آورد و اموات ہوئیں۔ ﴿کبیر﴾ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ غنلا اس نے موت اور زندگی کو تمہاری جانچ کیلئے پیدا کیا تم میں ﴿پ ۲۹﴾ الملک ۲: کسی کا کام زیادہ اچھا ہے تو موت، حیات سے مقدم ہے اور یہی اموات ہے تو شاید ہے کہ میت کا اطلاق اموات یہ بطور حقیقت ہے۔ جماد کو اموات کہا جاتا ہے نہ کہ میت تو ایک کا دوسرے کی جگہ استعمال بطور تشبیہ ہے۔ هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مزل کوراً ﴿پ ۲۹ سورة الانسان آیت ۱﴾ ترجمہ بیشک انسان پر ایک وقت وہ نزل را کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔ حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ، سے مراد عموم و اکثریت ہے ورنہ بعض کی تین بار موت ہوتی ہے۔ بعض اشخاص کی اس دنیا میں دو مرتبہ موت ہوتی

حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے۔ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرْوَتِهَا قَالَ اُنِّیْ یُحْيِیْ هٰذِهِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِہَا

فَأَمَّا اللَّهُ فَمِائَةٌ عَامٌ ثُمَّ بَعَثَهُ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتُ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضُ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَبِثْتُ مِائَةَ عَامٍ ﴿۳﴾ سورة البقرة آیت ۲۵۹ ﴿ترجمہ﴾ یا اس کی طرح جو گزرے ایک بستی پر اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی ﴿حضرت عزیر علیہ السلام﴾ نے کہا کیونکر زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی موت ہونے کے بعد تو اللہ تعالیٰ نے اسے مردہ رکھا سو سال پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا ہوا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گایا کچھ کم فرمایا نہیں تھے سو سال گزر گئے۔ الخ تر الی الذین خرّجوا من دینا ربهم و هم أئوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أخياهم ﴿۲﴾ سورة البقرة آیت ۲۴۳ ﴿ترجمہ﴾ اے میرے محبوب کیا تو نے نہ دیکھا تھا جو اپنے گھروں سے نکلے تھے اور ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کیا۔ فَأَخَذْنَاكُمْ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ بَعَثْنَا كُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ ﴿۱﴾ سورة البقرة آیت ۵۶، ۵۵ ﴿ترجمہ﴾ تو تم کو کڑک نے اکیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کیا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى ﴿۲﴾ سورة البقرة آیت ۷۳ ﴿ترجمہ﴾ ہم نے فرمایا اس مقتول کو لگائے گا ایک ٹکڑا مارو اللہ تعالیٰ اس طرح مردے کو زندہ کرے گا وَكَذَلِكَ أَعِشْرُنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ﴿۱﴾ سورة الكهف آیت ۳۱ ﴿ترجمہ﴾ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور روز محشر میں کچھ شک نہیں۔ وَاتَّبَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ ﴿۲﴾ سورة الانبياء آیت ۸۴ ﴿ترجمہ﴾ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور اتنے ہی ساتھ عطا کیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد زندہ کر کے ان کے اہل کو واپس کر دیا۔ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ يَدْعُو بِصُرَتِهَا كَمَا تَدْعُو لِبَعْضِكُمْ تَكْفُرُ بِهَا ﴿۱﴾ سورة البقرة آیت ۱۰۰ ﴿ترجمہ﴾ تم گناہ تھے۔ فَأَخْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ﴿۲﴾ سورة البقرة آیت ۱۰۱ ﴿ترجمہ﴾ تم کو زندہ کیا پھر موت دے گا پھر تمہیں زندہ کریگا۔ جب انسان کو موت آتی ہے اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور عالم برزخ میں چلا جاتا ہے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ وَرَّأَيْهِمْ بَرَزَخٌ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴿۱۸﴾ سورة المؤمنون آیت ۱۰۰ ﴿ترجمہ﴾ اور ان کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔

میت سے قبر میں منکر اور نکیر کے سوالوں کے جواب

﴿۱﴾ قبر میں سوال کا ہونا ثابت ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ساتھ جیسے مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یثبت اللہ الزین امنوا بالقول الثابت نزلت فی عذاب القبر یقال لہ من ربک فیقول ربی اللہ ونبی محمد ﷺ متفق علیہ ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آیت یثبت اللہ الزین امنوا بالقول الثابت ترجمہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت پر قائم رکھے گا قبر کے عذاب سوال میں نازل ہوئی وہ سوال یہ ہے کہ میت کو کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے تیرا نبی کون ہے اگر مومن ہو تو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا نبی محمد ﷺ ہے وعن البراء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال المسلم اذا سئل فی القبر یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد ارسل اللہ فذلک قوله یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت متفق علیہ ترجمہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب مسلمان آدمی سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پس آیت یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت پر محکم رکھتا ہے اس سے مراد قبر کے سوال ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر میں میت زندہ ہوتا ہے۔

میت سے سوال ان تین امروں کے متعلق ہوتا ہے

﴿۲﴾ مگر کبر قبر میں میت سے پوچھتے ہیں من ربک تیرا رب کون ہے۔ من نبیک۔ تیرا نبی کون ہے۔ ما دینک تیرا دین کیا ہے۔ عن البراء ابن عازب عن رسول اللہ ﷺ قال یا تہیہ ملکاً فی مجلسانہ فیقولان لہ من ربک فیقول ربی اللہ فیقولان ما دینک فیقول دینی الاسلام فیقولان ما هذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول هو رسول اللہ ﷺ فیقولان وما یدریک فیقول قرئت کتاب اللہ فامنت بہ وصدقتم فذلک قولہ یتثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت الا یت قال فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی فافر شوہ من الجنة والبسوہ من الجنة وافتحوالہ بابا من الجنة یفتح قال فیا تہیا من روحها وطیبہا ویفسح لہ مد بصرہ واما الکافر فذکر موتہ قال ویعاد رروحہ فی جسدہ ویا تہیہ ملکاً فی مجلسانہ فیقولان من ربک فیقول ہا ہا ہا لا ادری فیقولان لہ ما دینک فیقول ہا ہا ہا لا ادری فیقولان ما هذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول ہا ہا ہا لا ادری فینادی مناد من السماء ان کذب فافر شوہ من النار والبسوہ من النار وافتحوالہ بابا من النار ﴿ابوداؤد۔ احمد۔ ترمذی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ مومن کے پاس قبر میں دو فرشتے آکر اس کو بٹھلاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر سوال کرتے ہیں یہ آدمی محمد ﷺ جو تمہاری طرف مبعوث ہوا کون ہے تو وہ کہتا ہے محمد ﷺ وہ کہتے ہیں تجھے کس طرح معلوم ہوا وہ کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا اس میں یہ سب کچھ پایا پس میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور اس کو سچا جانا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک سے یہی مراد ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے یتثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس واسطے جنتی فرشوں سے فرش بناؤ اور جنتی ملوں سے اسے کپڑے پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو پس جنتی دروازہ اس پر کھول دیا جاتا ہے اور وہاں سے ٹھنڈی ہوا اس کو آتی رہتی ہے اور نظر کی انتہا تک اس کی قبر فراخ کی جاتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کافر کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مرنے کے بعد اس کا روح اس کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور فرشتے آکر اس کو بٹھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں تو نہیں جانتا پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا پھر پوچھتے یہ آدمی جو تمہاری طرف مبعوث ہوا تو اس کے متعلق میں کیا کہتا ہے تو پھر بھی کہتا ہے ہائے افسوس

میں نہیں جانتا پس آسمان سے آواز آتی ہے اس نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ کا دین اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت جہاں میں ظاہر تھی اور ہر شخص تک پہنچ چکی تھی اس نے دنیا میں انکار کیا اور سرکشی کر کے اس کو قبول نہ کیا پس اس کو دوزخ کا فرش بنا دیا اور آگ کا لباس پہنا دیا اور اس پر دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دیا ﴿احمد۔ ابو داؤد﴾ وفی شرح الصدور اخرج البہیقی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع المومن فی قبرہ اتاہ ملکان فانتهراہ فتنام یہب کما یہب النائم فیکال لہ من ربک وما دینک ومن نبیک فیکول اللہ ربی والا سلام دینی ومحمد نبی فینادی منادان صدق فافر شوہ من الجنة والبسوہ من الجنة ترجمہ البہیقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے پس مومن کہتا ہے اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں پس پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے سچ کہا اسے جنت کا کچھونا بچھا دیا اور جنتی کپڑے پہنا دیے۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع بغالہم اتاہ ملکان فیکعد انہ فیکولان ما کنت تقول فی هذا الرجل فلما المومن فیکول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیکالہ انظر متعذک من النار قد ابد لک اللہ بہ مقعدا من الجنة فیراہما جمیعا واما الکافر والمنافق فیکال لہ ما کنت تقول فی هذا الرجل فیکول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیکال لہ لا ادریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حديد فیصیح صیحۃ یسمعہا من بلیہ غیر التقلین ﴿بخاری﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب آدمی کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس آتے ہیں بے شک وہ میت ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سن رہا ہوتا ہے تو وہ فرشتے آکر اس کو بٹھادیے اور کہتے ہیں تو اس آدمی محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا تھا پس مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پس اس کو کہا جاتا ہے اگر تو مومن نہ ہوتا اور سچ جواب نہ دیتا تو دیکھ تیری جگہ دوزخ تھی لیکن تیرے ایمان کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تیری جگہ جنت میں تجھے عطا فرمائی ہے پس وہ دوزخ پہلے دیکھ کر اور اس کے بعد جنت کو دیکھتا ہے تاکہ اس کی خوشی زیادہ ہو جائے لیکن کافر و منافق کو جب کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے حق میں کیا کہتا تھا پس کافر کہتا ہے میں نہیں جانتا اور منافق کہتا ہے جو کچھ دوسرے لوگ اس کو دنیا میں کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا پس اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نے حق کو نہ خود جانا اور نہ کسی سے پڑھا سمجھا پھر اس کافر و منافق کو لوہے کی گرزوں سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنا روتا چلاتا ہے کہ اس کے چلانے کو اس کے پاس ہاہر کوئی نہیں سنتا ہے

بغیر جنوں اور انسانوں کے ﴿بخاری﴾ ما کنت تقول فی هذا الرجل

﴿۳﴾ اس کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے یکشف للمیت حتی یرى النبی ﷺ ترجمہ میت سے پردہ اٹھایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عین وجود باوجود دیکھتا ہے ویل ان کی یہ ہے کہ اس میں لفظ ہذا اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کے خاص وجود کی طرف نیز ان کے نزدیک عین وجود مبارک کے دکھائی دینے کی یہ وجہ بھی ہے کہ آدمی کو آپ کی صورت مثالی پر ایمان لانے کی تکلیف نہیں دی گئی پس اس میں مومن کیلئے عظیم خوشخبری ہے دوسرا قول یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت مثالی قبر والے پر ظاہر کی جاتی ہے۔ تیسرا قول یہ کہ لفظ ہذا اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف جو آپ کی ذات بابرکت کا ایمان و یقین دلوں میں ہے۔ اور آپ ﷺ کی رسالت کا علم ہر ایک کو ہے پس تقدیر کلام یوں ہوگی کہ فرشتے سوال کرتے ہیں تیرا کیا عقیدہ ہے اس نبی کے بارے میں جس کا علم تیرے ذہن میں ہے۔ ﴿۴﴾ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کہ منکر و نکیر کا سوال ہر فوت ہوئے شخص سے ہوتا ہے خواہ وہ قبر میں دفن کیا جائے یا اس کو درندے کھا جائیں یا جل کر راکھ ہو جائے یا غرق ہو جائے۔ وفی شرح الصدور من لم یدفن یقع لہم السؤال والعذاب ویحجب اللہ ابصار المکلفین عن رویۃ ذلک کما حجبہا عن رویۃ الملئکۃ والشا طین ترجمہ شرح الصدور میں ہے کہ جو شخص دفن نہ کیا جائے اس سے بھی قبر کا سوال و عذاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نظروں سے قبر کا سوال و عذاب کا دیکھنا پوشیدہ کر دیا ہے جس طرح فرشتوں اور شیاطین کی رویت اور دیکھنے کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا ﴿۵﴾ مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ احادیث شریفہ میں صراحت کے ساتھ بیان ہے کہ سوال کے وقت روح بدن کی طرف لوٹ آتی ہے لیکن اس وقت روح کے لوٹنے سے وہ حیاتی بدن میں حاصل نہیں ہوتی جس سے بدن کو اپنی تدبیریں اور حاجتیں دنیاوی محسوس ہوں بلکہ اس سے بدن کو ایک ایسی حیاتی حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے فرشتوں کے سوالوں کا امتحان دے سکتا ہے اور درد یا خوشی کو معلوم کر سکتا ہے پس یہ ایک قسم کی علیحدہ حیاتی ہے جس سے موت کا لفظ زائل نہیں ہو سکتا جیسے نیند بھی اگرچہ ایک قسم کی موت ہے لیکن اس سے حیاتی کا لفظ دور نہیں ہو سکتا مگر یہ ظاہر ہے کہ سوتے شخص کی حیاتی جاگتے شخص کی حیاتی سے الگ ہے پس جس طرح نیند حیاتی اور موت کے درمیان ایک متوسط امر ہے اسی طرح یہ بھی متوسط امر ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ روح کو بدن کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے جس کے سبب سے وہ فرشتوں کے سوال کا جواب دے سکتا ہے اور درد یا لذت کو معلوم کر سکتا ہے خواہ روح ساتویں آسمان پر ہے یا سجین میں جیسے سورج چوتھے آسمان پر ہے لیکن شعاعوں کے ذریعے اس کا زمین پر ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کے سبب سے زمین والے سورج سے پورے نفع مند ہو سکتے ہیں اسی طرح روح اگرچہ علین یا جہنم میں ہوتے ہیں لیکن اپنی قبروں کے ساتھ ان کو ایک خاص تعلق رہتا ہے ﴿۶﴾ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے اگر سوال کیا جائے کہ منکر و نکیر دو فرشتے تمام جہاں کیلئے کس طرح کافی ہو سکتے ہیں تو اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ نے تمام جہاں کو ان کی نظروں میں کھول دیا ہے اور ان کے متعلق کئی فرشتے مددگار ہیں پس وہ عزرائیل فرشتے کی طرح ان اپنے فرشتوں سے کام لیتے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ جس طرح ہر آدمی کیساتھ کرامات تین دو فرشتے الگ الگ مقرر ہیں اسی طرح منکر و نکیر بھی بہت فرشتے ہیں جو اس امر کیلئے مقرر ہیں کذا قالہ السیوطی فی شرح الصدور ملا علی قاری نے فرمایا ویسکن ان یقال حکمة الاثنین لا نہما بمنزلۃ الشاہدین ترجمہ ممکن ہے کہ منکر و نکیر دو فرشتوں کے مقرر کرنے میں یہ حکمت ہو کہ ہر دو فرشتے اس میت کے دو گواہ ہو جائیں۔

سچ یہ ہے کہ نبیوں اور بچوں سے سوال نہیں ہوں گے

﴿۷﴾ فی النباس قال السیوطی هو الصحیح وبہ افتنی شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی وقال النفسی فی بحر الکلام

اطفال المؤمنین علیہم عزاب القبر ولا سوال منکر و نکیر۔ ترجمہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح ہے اور شیخ الاسلام ابن حجر نے بھی اسی کے ساتھ فتویٰ دیا اور نفی نے بحر الکلام میں فرمایا مومنوں کے بچوں پر عزاب قبر نہیں ہے، اور نہ ان سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں اور مؤطا میں جو حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکے کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لئے یہ دعا کی اللھم قہر العزاب اے اللہ اس کو قبر کے عزاب سے بچائیو۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قبر کی وحشت اور آداسی سے بچائیو غرض بچوں سے قبر کا سوال نہیں ہوتا کیونکہ وہ مکلف شریعت کے نہیں اور نبیوں سے بھی سوال نہیں ہوگا فقہ اکبر میں ہے وفی الکفایة لا سوال لہا نبیاء ترجمہ اور کفایہ میں ہے کہ نبیوں سے سوال نہیں ہوگا۔

میت سے سوال عربی زبان میں ہوگا

﴿۸﴾ سوال عربی زبان میں ہوگا اور میت کو بھی اس کی سمجھ آجائے گی اور عربی میں میت اس کا جواب دے گا جیسے مراقاة میں ہے۔ ولو کانالمیت اعجمیا صار عربیا ترجمہ خواہ میت عرب کے سوائے کسی اور ملک کی زبان رکھتا ہو لیکن مرنے کے بعد اس کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔ وسئل ابن حجر عن ذلک فقال ظاہر الحدیث انه با اعرابی کذانی شرح الصدور۔ ترجمہ شرح الصدور میں ہے کہ ابن حجر اس مسئلہ میں سوال کئے گئے تو آپ نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ ظاہر حدیث یہی ہے کہ قبر کا سوال وجوب عربی میں ہوگا۔ عربی زبان کے علاوہ اور زبان کو بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی عجمی کہتے ہیں۔

جن اعمال سے قبر کے سوال آسان ہو جاتے ہیں

﴿۹﴾ مولانا جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں وہ اعمال بیان فرمائے ہیں جن کے سبب سے قبر کے سوال آسان ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اللہ کے راستہ میں جنگ کرنا یعنی جہاد کرنا۔ حدیث میں ہے اخرج النسائی والطیبرانی عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العدو اقصبر حتی یقتل او یغلب لم یفتن فی قبرہ۔ ترجمہ نسائی اور طبرانی نے ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص جنگ میں اپنے دشمن سے ملا اور اس نے لڑائی میں دلیری اور استقلال کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا یا غالب آ گیا وہ قبر میں آزمائش کیا جائے گا۔ یعنی اس کو قبر کے سوال آسان ہو جائیں گے یا بالکل نہیں ہونگے۔

جومومن یا مومنہ اسہال یا استسقی کی مرض سے فوت ہوا اس سے قبر کا سوال آسان ہوگا

اخرج البیہقی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات مریضا۔ وفی رواية النسائی من قتله بطنه وقی فتنۃ القبر۔ یعنی نبی بہہیقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص مریض ہو کر فوت ہو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو شخص پیٹ کی مرض سے فوت ہو قبر کے امتحان سے امن میں آ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ مرض اسہال کے مریض کا عقل و ہوش قائم رہتا ہے کیونکہ مواد فاسدہ کا رجوع نیچے کی طرف کے اور دماغ جو جائے عقل ہے سلامت اور امن میں رہتا ہے پس آدمی اپنے عقل و ہوش سے ایمان کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوتا ہے۔

ہر رات سورہ ملک کا پڑھنا قبر کے سوالوں کو آسان کر دیتا ہے

كما اخرج جویبر عن عاصم عن ذرین عن ابن مسعود قال من قرء سورة الملک عصم من فتنۃ القبر ومن واطلب علی قوله تعالیٰ انی امننت ببرکم فاستمعون سئل اللہ علیہ سوال منکر و نکیر ترجمہ جو میر نے سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ ملک کو پڑھا وہ قبر کی آزمائش سے امن میں رہے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ آیت شریف پڑھے انی امننت ببرکم فاستمعون۔ اللہ تعالیٰ اس پر منکر و نکیر کا سوال آسان کر دیتا ہے۔

جمعرات یا جمعہ کو فوت ہونا قبر کی آسانی سوالوں کا باعث ہوگا

اخرج احمد والترمذی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یموت یوم الجمعة او لیلة الجمعة الا وقاه اللہ فتنۃ القبر ترجمہ امام احمد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ قبر کی آزمائش سے امان میں رکھتا ہے۔

قرآن مجید کا پڑھنا قبر کے سوالوں کے آسان ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے

كما فی روض الریا حین للیا فعی عن شقیق البلخی انه قال طلبنا خمساً فوجدناها فی خمس طلبنا ترك الذنوب فوجدناها فی صلوة الضحیٰ و طلبنا ضیاء فوجدناها فی صلوة الیل و طلبنا جواب منکر و نکیر فوجدناها فی قرءة القران و طلبنا عبور الصراط فوجدناها فی الصوم و الصدقة و طلبنا ظل العرش فوجدناها فی الخلوة ترجمہ کتاب روض الریاض میں ہے شقیق بلخی فرماتے ہیں ہم نے پانچ چیزیں طلب کیں تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا گیا گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ڈھونڈنا تو وہ ہم نے سحیٰ کے پڑھنے میں پایا ﴿۲﴾ قبر کی روشنی کا وسیلہ طلب کیا تو اس کو ہم نے نماز تہجد میں پایا ﴿۳﴾ منکر نکیر کی سوالوں کی آسانی کا مل ڈھونڈنا تو قرآن مجید کی تلاوت میں پایا ﴿۴﴾ صراط سے گزرنے کا ذریعہ طلب کیا تو روزے

رکھنے اور صدقہ کے دینے میں پایا ﴿۵﴾ عرش مجید کے سائے نصیب ہونے کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ خلقت سے خلوت اور علیحدگی اختیار کرنے سے عرش مجید کا سائے نصیب ہوگا۔ میں کرمانی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرنی چاہیے۔ اور روزگار بھی کرنا چاہیے۔ اور ملک کی حفاظت کے لیے جہاد بھی کرنا چاہیے اور اپنے ملک کی سیاست بھی کرنی چاہیے۔ اور دین اسلام کو پہلانے کے لیے جگہ جگہ تبلیغ بھی جا کر کرنی چاہیے۔ بچوں کو پڑھانا بھی چاہیے۔ مگر ایک جگہ بیٹھ جانا اور ریگستان یا پہاڑوں میں جا کر خلوت اختیار کر لینا اور بیوی بچوں کو چھوڑ دینا اور ان کو نان نفقہ نہ دینا یہ شریعت کے خلاف ہے۔ اگر ہر شخص اسی طرح کریں تو اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں کس کے لیے ہیں۔ اور جہان کو کس کے لیے بنایا گیا ہے۔

بداغالیوں کی وجہ سے قبر میں عزاب ہوگا

اخرج الديلمی عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الضحك في المسجد ظلمة في القبر ترجمہ دلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا مسجد میں ہنسنے سے قبر میں تاریکی اور اندھیرا ہوگا۔

پیشاب کے چھینٹوں سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج ابن ابی شیبہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تنزهوا من البول فان عامة عزاب القبر منه ترجمہ ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا بول سے پرہیز کیا کرو۔ یعنی اکثر قبر کا عزاب پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

غیبت کرنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج البيهقي عن ميمونة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلميا ميمونة تعوذی بالله من عزاب القبر وان من اشد عزاب القبر الغيبة والبول ترجمہ حضرت ميمونة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ميمونة قبر کے عزاب سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پناہ مانگتی رہ اور قبر کا عزاب سخت غیبت کرنے اور بول ﴿۳﴾ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ ﴿۱﴾ سے ہوتا ہے۔

لوگوں کی چغلی کرنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج البيهقي عن ابی ہریرۃ عن النبی صلى الله عليه وسلم قال ان عزاب القبر من ثلاثة من الغيبة والنميمة والبول فاياكم و ذلك ترجمہ بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق قبر کا عزاب تین سبب سے ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾ لوگوں کی غیبت کرنے سے ﴿۲﴾ چغل خوری کرنے سے ﴿۳﴾ بول و پیشاب سے پرہیز نہ کرنے سے

امانت میں خیانت کرنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج احمد والنسائی عن ابی رافع قال مررت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبقيع قال اف اف فظننت انه يريد نى فقلت يا رسول الله احد ثنت شيئا قال وما ذاك قال اففت به قال ولكن صاحب هذا القبر فلان بعثته سا عيا على بنى فلان فغل ذراع الان مثلها من النار ترجمہ ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان بقیع میں گیا آپ نے فرمایا اُف اُف میں نے یخن کیا کہ شاید آپ مجھے ہی فرما رہے ہیں تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے کوئی نئی بات کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہے۔ عرض کی کہ آپ نے جو اُف اُف کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ قبر والا فلاں شخص اس کو میں نے زکوٰۃ دینے کے لیے فلاں قبیلے کی طرف بھیجا تھا پس اس نے ایک ذراع چھپالی پس اب اس کو آگ کی ذرع پہنائی گئی ہے۔

جو مظلوم کی فریاد رسی نہ کرے اس کو قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج ابن ابی شیبہ عن عمرو ابن شرجیل قال مات رجل يرون ان عنده ورع فأتى في قبره فقيل انا جالد وك مائة جلدۃ من عزاب الله فقال فيم تجلدوني فقد كنت اتوقى واتورع فقيل خمسون فلم يزلوا ينادون حتى صالى جلدۃ فخلد فالتهب القبر عليه نارا واهلك الرجل ثم اعيد فقال فيهم جلد تموني قالوا اصليت يو ما وانت على غير وضوء و مررت ب مظلوم لستغث فلم تغثه ترجمہ ابن ابی شیبہ نے عمرو ابن شرجیل سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور وہ پرہیزگار معلوم ہوتا تھا اس کو وہم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عزاب سے تجھے سو کوڑے مارے جائیں گے اس نے کہا مجھے کیوں مارتے ہو میں تو دنیا میں بہت بچتا تھا اور بہت پرہیزگاری کرتا تھا تو حکم ہوا پچاس درے مارے جائیں۔ اس نے پھر عرض کی پھر کچھ کم ہوا یہاں تک کہ تھوڑا ہوتے ہوتے ایک درہ مارنے کا حکم ہوا پس جب اس کو ایک درہ لگایا گیا تو قبر آگ سے بھڑک اُٹھی اور وہ آدمی نیست و نابود ہو گیا۔ پھر اس کو اصلی حالت پر کیا گیا تو اس نے عرض کی تم نے یہ درہ مجھے کس سبب سے مارا ہے حکم ہوا کہ تو نے ایک دن بے وضو نماز پڑھی تھی نیز تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس نے تجھ سے فریاد رسی طلب کی پس تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی

لباس میں ایسی زینت کرنی جو شریعت میں جائز نہیں وہ بھی عزاب قبر ہے

اخرج الخطيب من حديث ابی موسى اشعري ان رسول الله ﷺ قال رايت رجلا يمشي في جلودهم يسقار يرض من ناد قلت ما شان هو قال هو الذي يبتذ يبتذ الى ما يحل لهم ورايت جبا خبيث الريح فيه صياح قلت ما هذا قال هن

نسایتذ بین الی ماہ یحل لهن ترجمہ خطیب نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میں نے ﴿معراج﴾ میں چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے جسم آگ کی قینچیوں کے ساتھ کئے جا رہے تھے میں نے (جبرائیل کو) کہا یہ کون لوگ ہیں اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ایسی زینت کرتے تھے جو شریعت میں ان کو حلال اور جائز نہیں تھی۔ پر میں نے ایک گڑھا دیکھا۔ جس سے بدبو آ رہی تھی اور اس سے چلانے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں جبرائیل نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو ایسے کپڑوں کے ساتھ زینت کرتی تھیں جو ان کیلئے ناجائز تھے۔

اصحابوں کے حق میں بے ادبی کے الفاظ بولنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج ابن ابی الدنيا عن الحسن مرفوعاً من خرج فی الدنيا شاتماً لا حد من اصحابی سلط الله علیه دابة تنقرص لحمه یجد الممہ الی یوم القیمة ترجمہ حضرت حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں سے نکلا اور وہ بدگوئی کرنے والا تھا دنیا میں میرے اصحابوں سے کسی کے حق میں تو اللہ اس پر ایک ایسا جانور مقرر کرتا ہے۔ جو اس کے گوشت کو نوچتا رہتا ہے اس عزاب کا درد وہ قیامت تک اٹھاتا رہیگا نیز شرح الصدور میں ہے اخرج عن ابی اسحق قال دعیت الی میت لا غسله فلما کشف الثوب عن وجهه فاذا انا بحیة قد تطوقت علی حلقه فذکر والانت کان یسب الصحابة ترجمہ ابی اسحق فرماتے ہیں ایک میت کو غسل دینے کیلئے بلایا گیا جب میں نے اس میت کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو اچانک ایک سانپ دیکھا اس میت کی گردن پر لپٹا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا) پس لوگوں نے کہا۔ کہ یہ اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دیا کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت کی بے ادبی کرنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

عن یزید ابن زیاد و عمارة بن عمیر قال لما قتل عبید الله ابن زیاد اتی براسه ورؤس اصحابها لقیقت فی الرحبة فجاءت حبة عظیمة تنفرق الناس من فزعها فتخلک الرؤس حتی دخلت فی منخری عبید الله ابن زیاد ثم خرجت من فمه ثم دخلت فی فیہ وخرجت من انفه ففعلت ذلک به مرر اثم ذهبت ثم عادت ففعلت مثل ذلک به مرر ابین الرؤس ولا یدری من ابین ضانت ولا الی این ذهبت ترجمہ یزید ابن ابی زیاد اور عمارہ ابن عمیر کہتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کو جب قتل کیا گیا تو اس کا سر اور اس کے دوسرے تمام ساتھیوں کے سر لاکر ایک گڑھے میں رکھ دیئے گئے پس ایک بڑا سانپ آیا جس کی ہیبت اور دہشت سے تمام لوگ متفرق ہو گئے اور وہ سانپ عبید اللہ ابن زیاد کے ناک سے داخل ہوا اس کے منہ سے نکلا پھر منہ سے داخل ہوا اور ناک سے نکلا پس وہ سانپ اس کے ساتھ اسی طرح کرتا رہا اور بہت دیر تک اس کو اسی طرح تکلیف دیتا رہا پھر عبید اللہ ابن زیاد کے سر سے نکل کر دوسرے سروں میں داخل ہوتا رہا پس کئی بار اس نے اسی طرح کیا پھر معلوم نہیں وہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا ﴿شرح الصدور﴾

قبر پر بول و براز کرنا عزاب قبر ہے

اخرج ابن عساکر عن الاعمش قال تغوذ دجل علی قبر الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما فجبن فجعل ینج کما تنج الکلاب ثم انه مات فسمع فی قبره یعوی ویصیح ترجمہ ابن عساکر نے اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر پر پاخانہ کیا تو اُس شخص کو جنون ہو گیا۔ اور اس دیوانگی کی حالت میں وہ کتوں کی مانند بھونکتا تھا پھر وہ اسی حال میں مر گیا۔ پس اس کی قبر میں سے چلانے اور چیخنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

حرام کھانے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

اخرج البیهقی فی الدلائل عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسری ثم قال مضیت ہنیئة فاذا انا باخونة علیہا اللهم مشرح لبس یقبہ احد واذ انا باخونة علیہا لحم قد اروح وتنن عندہا اناس یا کلون منها قلت یا جبرائیل من هو لاء قال هو لاء قوم من امتک یترون الحلال ویاتون الحرام ترجمہ بیهقی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے معراج شریف کی حدیث میں فرمایا کہ پھر میں تھوڑا سا آگے گیا تو ناگاہ ایک خواجہ نظر آیا کہ جس پر مونگا گوشت ایسا خراب تھا کہ اس کے قریب بھی کوئی نہ جاسکتا اور ناگاہ ایک خواجہ دیکھا کہ جس پر بدبودار گندہ گوشت تھا اس کے پاس لوگ بیٹھے اس کو کھا رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل کو کہا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرائیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کھاتے تھے

سود کھانے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

ثم مضیت ہنیئة فاذا انا باقوام بطونہم کا مثال البیوت کلما نهض احد ہم خر یقول اللهم لا تقم الساعة و ہم علی سابلة ال فرعون فتجنی السابلة فتنطوہم فسمعتہم یضجون الی اللہ تعالیٰ قلت یا جبرائیل من هو لاء قال هو لاء من امتک الذین یا کلون الریاء ترجمہ رب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں تھوڑا سا آگے گیا تو اچانک میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ گھڑوں جیسے بڑے بڑے تھے جب ان میں سے کوئی کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا تو بڑے پیٹ ہونے کے باعث اسی وقت گر پڑتا اور دعا مانگتا اے اللہ قیامت کو قائم نہ کچھو ﴿﴾ کیونکہ قیامت کا عزاب ان کو اس عزاب سے بھی بہت سخت معلوم ہو رہا تھا ﴿﴾ وہ فرعونوں کے راستے پر تھے جب فرعونوں وہاں سے گزرتے تو یہ لوگ ان کے پاؤں کے نیچے لٹرتے تھے تو میں نے ان کی آواز کو سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف فریاد کرتے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل نے کہا یہ تیری امت کے وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے

تیبوں کا مال ظلم سے کھانا عزاب قبر ہے

ثم مضيت هيبة فاذا انا باقوام مشافروهم كسشافر الا بل ففتحت افواههم و يلقمون ذلك لجمد ثم خيد ج من اسفلهم قلت من هو قال هو من اميتك الزين يا كلون اموال اليتسى ظلما ترجمه رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تھوڑا سا میں اور آگے بڑھا تو اچانک ایسے لوگ نظر آئے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے۔ اور ان کے منہ کھول کر فرشتے ان میں انگارے ڈال رہے تھے اور وہ انگارے ان کے نچلے راستے سے نکلتے تھے۔ تو میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا یہ تیری امت سے وہ لوگ ہیں۔ جو تیسوں کا مال ظلم سے کھاتے تھے

جو عورتیں دنیا میں زنا کرتی تھیں ان کو عزاب قبر ہوگا

ثم مضيت منية فابنساء معلقات بثديهن قلت من هو ه قال الزناة ترجمه رسول اللہ فرماتے ہیں پھر میں تھوڑا سا چلا تو اچانک ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنے سینوں کے ساتھ باندھی ہوئی لوگ رہی تھیں میں نے کہا یہ کون ہیں جبرائیل نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں زنا کرتی تھیں

عیب اور غیبت کرنے سے قبر کا عزاب ہوتا ہے

ثم مضيت هيبة فاذا انا باقوام يقطع من جنوبهم اللهم فيقال له كل كما كنت تاكل من لحم اخيك قلت من هو لاء قال الهما زون السما زون ترجمه رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا پھر میں تھوڑا سا آگے چلا تو ایک قوم سے گزرا جو اپنے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اور ان کو کھاتا تھا آج کے دن تو اپنا گوشت کھا جس طرح اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتا تھا میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کے عیب ظاہر کرتے اور ان کی غیبت کرتے تھے۔

جو لوطی عمل کرتا ہے قیامت کے دن ان کا لوطیوں کے ساتھ حشر ہوگا

في الفردوس الديلمي عن انس مر فوعا من مات من امتي يعمل عمل قوم لوط نقله الله اليهم حتى يحشر معهم ترجمه حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص میری امت سے قوم لوط کا عمل کرتا ہے اس شخص کو اللہ تعالیٰ انہیں کی طرف پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن انہی لوطیوں کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔ شرح الصدور میں ہے کہ تاریخ ابن عساکر میں باسند مسطور ہے عمر ابن اسلم فرماتے ہیں ہمارے پاس ایک شخص فوت ہو گیا ہم اس کو دفن کر کے آگے تو تیسرے دن کسی عز کے باعث جب اس کی قبر کھودی گئی تو اس کی تمام قبر ویسے ہی تھی جتنی کہ لحد کی اینٹیں بھی اس طرح برابر تھیں لیکن لحد میں وہ مردہ کوئی نہیں تھا تو لوگوں نے کعب ابن جراح سے اس امر کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہم نے یہ حدیث سنی ہوئی ہے کہ جو شخص دنیا میں قوم لوط کی طرح بد عمل کرتا ہے اس کو قبر ہی میں ان لوطیوں کے ساتھ ملایا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔

جو اپنی والدہ کو تکلیف دے یا نافرمانی کرے یا ناراض کرے اس کو عزاب قبر ہوگا

واخرج الا صبھانی فی الترغیب عن العوام ابن حوشب قال نزلت مرة حيا والى جانب ذلك الحى مقبرة فلما كان بعد العصر انشق منها رجل راسه رأس الحمار وجسد جسد انسان فنهق ثلث نهقات ثم انطق عليه القبر فسننا لت عنه فقيل انه كان يشرب الخمر فاذا راح فيقول امه اتق الله فيقول انما انت تنهقين كما ينهق الحمار فمات بعد العصر فهو ينشق عنه القبر كل يوم بعد العصر فينهق ثلث نهقات ثم ينطبق عليه القبر ترجمه ترغیب میں لکھا ہے کہ عوم ابن حوشب فرماتے ہیں کہ میں ایک قبیلہ کے پاس ٹھہرا اور وہاں قریب ایک قبرستان تھا تو جب عصر کا وقت ہوا تو اس قبرستان میں سے ایک قبر پھٹ گئی اور اس سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کے سر کی طرح اور دوسرا جسم انسان کے جسم کی طرح تھا پس وہ شخص تین دفعہ گدھے کی طرح بیگ پھروہ قبر میں داخل ہو گیا اور قبر اس پر برابر ہو گئی تو میں نے اس کا حال لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا یہ شخص شراب پیا کرتا تھا۔ جب اس کو نشہ سے افادہ ہوتا تو اس کی ماں نصیحت کرتی کہ اے لڑکے اللہ تعالیٰ کے عزاب سے ڈر جا تو یہ اس کے جواب میں کہتا تو گدھے کی طرح کیوں تپتی ہے۔ پس یہ شخص عصر کے بعد مر گیا پس ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور یہ شخص گدھے کی طرح ہینکتا ہے پھر قبر اس پر برابر ہو جاتی ہے پس یہ بد عملیاں ہیں جن سے عزاب قبر ہوتا ہے آدمی کو چاہیے ان سے پرہیز کرے اور قبر کے عزاب سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا رہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَزَابِ الْقَبْرِ۔

﴿شرح الصدور﴾

نیک اعمال کرنے سے قبر کے عزاب سے خلاصی اور قبر میں روشنی عطا ہوتی ہے

وضو کامل کرنے سے بھی عزاب قبر نہیں ہوتا

اخرج الطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمن ابن سمرہ قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فقال و رایت رجلا من امتی قد بسط الله عليه عذاب القبر فجاء وضوء فاستنقذه من ذلك ترجمه طبرانی نے عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا میں نے اپنی امت سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب قبر کھول دیا۔ پس اس کا وضو آیا اور اس کی شفاعت کر کے اس کو عزاب قبر سے خلاصی دلائی۔

زیادہ سجدے کرنے سے قبر کے عذاب سے خلاصی نصیب ہوگی

سورت ملک زیادہ پڑھنے سے قبر کے عذاب سے خلاصی نصیب ہوتی ہے

الم تنزل پڑھنے والا قبر کے عذاب سے خلاصی پائے گا

سورت یس پڑھنے سے قبر کے عذاب نجات حاصل ہو جاتی ہے

شرح الصدور میں ہے کہ امام یافعی نے کتاب روض الرایحین میں بیان فرمایا یمن سے ایک بزرگ نے کہا ہم نے ایک میت کو دفن کیا جب لوگ چلے گئے میں نے قبر میں سخت ماری آواز کو سنا تھوڑی دیر بعد قبر سے ایک سیاہ کتا نکلا میں نے اس کو کہا تو کیا چیز ہے وہ کہنے لگا میں اس میت کے بدل عمل ہوں تو کہا قبر مار پیٹ کس کو ہو رہی تھی اس نے کہا مجھے ہی مار پیٹ پڑ رہی تھی اس میت کے پاس سورت یس اور دوسری سورتوں نے آکر گھیرا کر لیا اور مجھے مار کر باہر نکال دیا ﴿ شرح الصدور ﴾

یہ عمل عذاب قبر سے خلاصی نصیب ہونے کے لیے ہے

کوئی جمعرات کو دو رکعت نماز پڑھے اس کی ہر رکعت میں ایک بار سورت فاتحہ پڑھ کر پندرہ بار سورت اذان زلزلت پڑھے حدیث شریف میں ہے۔ اخرج الاصبہانی عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى بعد المغرب ركعتين في ليلة الجمعة يقرأ في كل ركعة منهما بفاتحة الكتاب مرة و اذا زلزلت الارض خمسة عشر مرة هون الله عليه سكرات الموت و اعاده الله من عذاب القبر و يسره الله الجواز على الصراط يوم القيمة ترجمہ اصہبانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعرات کو بعد مغرب کے دو رکعت نماز پڑھے ہر ایک رکعت میں فاتحہ ایک دفعہ اور اذان زلزلت پندرہ دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سكرات کو آسان کر دیتا ہے اور اس کو قبر کے عذاب سے پناہ اور خلاصی بخشتا ہے اور قیامت کے دن پل صراط سے گزرنا اس کے لئے آسان فرمادیتا ہے۔

جمعہ کے دن فوت ہونا عذاب قبر سے نجات کا باعث ہوتا ہے

اخرج ابو يعلى عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات يوم الجمعة و قى عذاب القبر ترجمہ ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے وہ عذاب قبر سے بچایا جائے گا۔ کوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور اس کو عذاب قبر سے نجات ہوتی ہے اخرج البهيقي عن عكرمة ابن خالد المخزومي قال من مات يوم الجمعة او ليلة الجمعة ختم بخاتم الايمان و وقى عذاب القبر ترجمہ بہیقی نے عکرمہ ابن خالد سے روایت کی ہے جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور اس کو عذاب قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

ماہ رمضان کے روزے رکھنا عذاب قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے

قال الحافظ ابن رجب عن انس ابن مالك ان عذاب القبر يرفع عن الموتى في شهر رمضان ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک عذاب قبر میتوں سے رمضان شریف کے مہینے میں اٹھایا جاتا ہے

عمل قبر کے عذاب سے نجات اور فاقہ سے امان اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں

عمل یہ ہے کہ ہر روز یہ پڑھے۔ لا اله الا الله الملك الحق المبين۔ اخرج الديلمي عن علي ابن طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في كل يوم مائة مرة لا اله الا الله الملك الحق المبين كان له امان من الفقر و انسا في وحشة القبر و فتحت له ابواب الجنة ترجمہ دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر ایک دن میں سو بار یہ پڑھے۔ لا اله الا الله الملك الحق المبين تو اس کو فاقہ و تنگدستی سے امان ہوگی اور یہ کلمہ شریف قبر میں اس کا ساتھی ہوگا اور اس کے واسطے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دینی علم پڑھنے سے قبر کی وحشت سے امن رہے گا

اخرج الديلمي عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات العالم صور الله في قلبه يؤنسه الى يوم القيمة و يد رء عنه هو ام الاض ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عالم فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کی وجہ سے خوبصورت شکل بنا دیتا ہے جو قبر میں قیامت تک اس کا منوں اور ساتھی رہتا ہے اور اسی علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس عالم کی قبر میں سے کیڑوں کوڑوں اور ہر ایزادینے والی چیزوں کو دور کر دیتا ہے۔ و اخرج الامام حمد في الزاهدي عن عن كعب قال او حي الله عز وجل الى موسى عليه السلام تعلم الخير و علمه الناس فاني منور لمعلم و متعلمه قبور هم حتى لا يستوحشوا لمكانهم ترجمہ امام احمد نے روایت کی ہے کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ نیکی کا علم حاصل کر اور لوگوں کو نیکی کی تعلیم دے تحقیق میں علم پڑھا نیوالے اور پڑھنے والے کی قبر کو نورانی کر دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ اپنی قبروں میں کوئی خوف اور وحشت نہیں پاتے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کو محکم پکڑنا قبر کے عذاب سے نجات دینے والا ہے

شرح الصدور میں ہے ابراہیم ابن ادہم فرماتے ہیں میں ایک جنازے پر گیا تو وہاں دعا طلب کی کہ اے اللہ تعالیٰ میری موت میں برکت کر پس جنازے سے آواز آئی اے ابراہیم تم یہ بھی دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد بھی برکت کر۔ اس آواز کے سننے سے مجھ پر رعب پیدا ہوا۔ پس جب وہ میت دفن کیا گیا اور لوگ چلے گئے تو میں قبر کے پاس فکر مند ہو کر بیٹھ گیا اچانک قبر سے ایک خوبصورت شخص نکلا جس کے کپڑے عمدہ سفید اور اس سے خوشبو آتی تھی وہ کہنے لگا اے ابراہیم میں نے جواب میں کہا تو کون ہے اس نے کہا میں وہی ہوں جس نے جنازے سے آواز دی تھی پھر دوبارہ سوال کیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوں جو شخص مجھ کو قائم کرے اور مجھ پر عمل کرے میں اس کی حفاظت کرتی ہوں اور قبر میں اس کے لیے نور بنتی ہوں اور حشر تک اس کے ساتھ رہوں گی یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو جنت میں لے جاؤں گی۔

مومن کے دل کو خوش کرنا قبر کے عذاب سے نجات ہے

اخرج محمد ابن لال عن جعفر ابن محمد عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ادخل رجل على

مومن سرور الا خلق الله له من ذلك السرور ملكا يعبد الله ويوحده فاذا صار العبد في قبره اتاه ذلك السرور فيقول له انت فنى فيقول له من انت فيقول انا السرور الذى ادخلتني على فلان انا اليوم اونس وحشتك والقنتك حجتك واثبتك بالقول الثابت واشهدك مشاهد يوم القيمة واشفع لك واريك منزلك فى الجنة ترجمہ محمد ابن لال نے جعفر ابن محمد سے اس اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مومن کو خوش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سرور یعنی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے پس جب وہ خوش کرنے والا شخص قبر میں جاتا ہے تو اس کے پاس وہ فرشتہ آکر کہتا ہے کیا تو نے مجھے پہچانا ہے تو وہ شخص کہتا ہے تو کون ہے جواب دیتا ہے میں وہ سرور ہوں جس کو تو نے فلا نے شخص کے دل میں داخل کیا تھا پس آج کے دن میں تیری وحشت میں انیس ہوں گا اور تجھے فرشتوں کے سوال کا جواب سکھاؤں گا اور تجھے کلمہ شریف پر ثابت رکھوں گا اور تیری شفاعت کروں گا اور تیرا گھر جنت میں دکھاؤں گا۔

لوگوں کی تکلیف دور کرنا قبر کے عزاب سے نجات ہے

اخرج ابن مندة عن ابى كاهل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلمن يا ابا كاهل انه من كف اذاه عن الناس كما حقا على الله ان يكف عنه اذى القبر ترجمہ ابن مندہ نے ابی کاہل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو کاہل کو فرمایا تحقیق جس آدمی نے لوگوں سے تکلیف کو روکا اللہ تعالیٰ ضرور ہی اس سے قبر کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے

مسجد میں چراغ جلانا قبر کے عزاب سے نجات ہے

اخرج ابو الفضل الطوسي عن عمر مرفوعا من نور في مساجد الله نورا نور الله في قبره ومن راح فيه راحة طيبة ادخل الله عليه في قبره من روح الجنة ترجمہ ابو فضل طوسی نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد میں روشنی کرے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں روشنی کرے گا اور جو شخص مسجد میں خوشبو لگائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں جنت سے خوشبو کرے گا۔

مریضوں کی بیمار پرسی کرنا عزاب قبر سے نجات ہے

اخرج الديلمی عن ابى بكر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال موسى يا رب ما لمن عاد مريضا قال يؤكل به ملكان يعود انه في قبره حتى يبعث ترجمہ دیلمی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اے پروردگار جو شخص مریض کی بیمار پرسی کرے اس کی کیا جزا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص کو قبر میں تسلی کیلئے دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کی خبر گیری رکھتے ہیں سب نیک اعمال ہیں جن کی برکت سے اللہ قبر کے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

ایصال ثواب الاعمال الارواح الاموات

قرآن مجید سے ایصال ثواب کا ثبوت

وَمَا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ آیت ۳ سورة البقرة ترجمہ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اپنے حلال رزق میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینا اجر و ثواب ہے۔ طعام، پانی، لباس، زمین، تمام حلال غرائز، پھل، دنیا کی تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کا رزق بنایا ہے۔ اس میں سے مستحق کو دینا ثواب ہے۔ یتیموں کی پرورش کرنا۔ قرض درار کے قرض کی ادائیگی کرنا۔ محفل میلاد منانا۔ گیارویں منانا۔ مسکینوں کو کھانا کھلانا یہ سب کام ثواب کے ہیں۔ مسجدیں بنوانا، دینی مدرسے تعمیر کرنا اور اس میں مال دینا، کنویں اور پل بنوانا، سرائے تعمیر کروانا۔ جہاد میں خرچ کرنا، اہل قرابت پر خرچ کرنا یہ تمام اجر و ثواب ہیں۔

اپنے لئے اور والدین اور تمام مومنین کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قُلْ دُعَاءُ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِذِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ پ ۱۳ سورة ابراہیم آیات ۴۱، ۴۲ ترجمہ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، اور میری اولاد کو بھی، اے ہمارے رب ہماری دعا قبول فرما، مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور تمام مومنین کو اور جس دن حساب قائم ہوگا۔ یہ دعا ہر مسلمان نماز میں مانگتا ہے۔ اور یہ دعا نماز کے سوا بھی مانگی جائے تو جائز ہے۔ اور اگر ماں باپ وصال فرما جائیں یا کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس وقت بھی مغفرت کی دعا مانگنا جائز ہے۔ اگر تعزیت کے لیے جائیں تو اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگنا جائز ہے۔ یا ایصال ثواب کی محفل میں جائیں تو وہاں بھی اس کی مغفرت کی دعا مانگنا صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ ان کے لیے مغفرت کی دعائیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتا ہے۔ اَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ۔ جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ عزیزان محترم۔ دعا مانگنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جب چاہیں جس مقام پر چاہیں رب العزت سے عاجز و انکساری سے دعائیں انشاء اللہ قبول ہوگی۔ برکت والی جگہ پر دعا جلدی قبول ہوتی۔ جیسے بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، ہر مسجد اور تمام

مفسرِ کرامی
مساجد کے مہراب کی جگہ پر دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ ہر نماز کے بعد۔ جمعہ کے خطبہ کے بعد خلوص دل میں دعا مانگیں۔ کعبہ شریف کو پہلی مرتبہ دیکھنے پر جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ کعبہ شریف میں دعا قبول ہوتی ہے۔

مومنین کے لیے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ أَجْرُكَ الْكَافِيَ ۝ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ طَوْدَ لِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ سورة المؤمن آيات ۷، ۸، ۹ ترجمہ جو ﴿فرشتے﴾ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ملائکہ۔ اس کے چاروں طرف ہیں۔ وہ فرشتے اپنے رب کی حمد و تسبیح کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ ایمان والوں کے لیے مغفرت و بخشش مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے رحمت اور علم سے تمام شے کو گھیر رکھا ہے۔ تو ان کی مغفرت فرما دے جنہوں نے ﴿اپنے گناہوں سے﴾ توبہ کر لی اور تیرے راستہ پر چلے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے اے ہمارے رب اور ان کو ہمیشہ بسنے کے بہشتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو جو صالح و نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور ان کی اولاد میں سے بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے اور ان کو گناہوں سے بھی محفوظ رکھ اس دن جس کو گناہوں سے بچالیں تو بیشک تو نے اس پر رحمت فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ عزیزان محترم اس آیات مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے رب کی پاکی بولتے ہیں اس کی حمد کرتے ہیں اس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا پڑھے فرشتے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ پھر وہ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ ان کو بخش دے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ توبہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بُرے کاموں سے توبہ کر لے۔ یعنی بُرے کام ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے۔ اور اس کے بعد فرشتے مسلمانوں کے لیے دعا مانگتے ہیں یا اللہ ان مسلمانوں کے ابا و اجداد اور ان کی بیویوں کو اور ان مسلمانوں کی اولاد کو بخش دے۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی مسلمان کسی مومن ولی اللہ سے دعا منگوائے تو جائز ہے۔ ولی کی نشانی یہ ہے کہ اس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔ ان آیات سے یہ معلوم ہوا کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اس کے بعد پھر دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے انشاء اللہ قبول ہوگی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جو مسلمان مرد یا مسلمان عورتیں وصال فرما گئیں ہیں ان کے لیے بخشش کی دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ یہ اس آیات مبارکہ سے ثابت ہے۔

ہے۔
وَأَسْتَغْفِرُ لِدُنْبِكَ وَالْأَمْوُئِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۶﴾ سورة محمد آیت ۱۹ ﴿ترجمہ اور اے میرے محبوب اپنے خاص اور عام مومن اور مومنات کے لیے گناہوں کی
﴿مجھ سے﴾ مغفرت مانگو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے اپنے امتیوں کی بخشش کی دعا مانگو میں بخش دوں گا، اگر کوئی دوسرے کے لیے
بخشش کی دعا مانگے تو جائز ہے۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ ستر مرتبہ اپنے لیے مغفرت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ یہ دعا تلقین امت کے لیے تھی۔ یعنی امت کو سمجھانے کے
لیے کہ تم اسی طرح روزانہ ستر بار پڑھا کرو۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ آپ گناہگار تھے معاذ اللہ اس لیے آپ ﷺ روزانہ ستر مرتبہ اپنے لیے بخشش کی دعا مانگا کرتے تھے۔ تو وہ مرتد ہو
جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مرتد کے متعلق فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيُمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآ
خِرَةِ جَ وَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۱۴﴾ البقرة ﴿ترجمہ اور تم میں سے جو کوئی مرتد ہو جائے پھر کافر ہو کر مر جائے تو ان لوگوں کے اعمال
ضائع ہو گئے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور وہ جہنمی ہیں ان کو وہیں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اگر وہ مرتد اس سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت مہربان ہے۔ اور اگر توبہ نہیں
کرے گا تو جہنم میں جائے گا۔ شریعت ایسے قتل کا حکم دیتی ہے۔ مرتد کی عورت اس پر حلال نہیں رہتی۔ وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا اس کی مدح و ثناء و امداد جائز
نہیں ہے۔ ﴿روح البیان۔ خزائن العرفان﴾۔ اور اس نے توبہ کر لی تو جتنے دن وہ مرتد رہا ان نمازوں کی ادائیگی ضرور کرنی ہوگی۔ اگر امام مسجد ہے تو مقتدیوں کو بھی ان نماز کی
ادائیگی کرنی ہوگی۔ مرتد اپنی بیوی سے نکاح دوبارہ کرے۔ ﴿در مختار﴾

مسلمان ارواح کے لیے مغفرت کی دعاء کرنا

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأُولَئِكَ الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ۖ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ ۝۱۰ ﴿سورة الحشر آیت ۱۰﴾ ترجمہ اے ہمارے رب ہماری بخشش فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی۔ بخشش فرما۔ جو ہم سے پہلے ایمان میں سبقت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی مغفرت کی دعا فرماتے ہیں۔ اگر کوئی فوت ہو جائے تو دوسرے مسلمان بھائی اس کی مغفرت کی دعا مانگیں یہ ان تمام آیات سے ثابت ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَلَدِي وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مَوْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ ۝۱۱ ﴿سورة البقرة آیت ۱۱﴾ ترجمہ اے میرے رب میری بخشش فرما۔ اور میرے ماں باپ کی بھی بخشش فرما دے۔ اور وہ جو مسلمان میرے گھر میں رہائش پذیر ہیں۔ اور جو تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کی مغفرت فرما دے۔ یہ دعا حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی تھی۔ اس دعا سے ثابت ہوا کہ جو زندہ ہیں ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا اور جو وصال فرما گئے ہیں ان کے لیے بخشش کی دعا مانگنا جائز ہے۔

ایصال ثواب کے ثبوت میں احادیث مبارکہ

۱۱۰) وَفِي فِتَاوَى الْأَوْزْجَنْدَى لِمَلَا عَلِيٍّ النَّقَارِيِّ الْحَنْفِيِّ وَكَانَ يَوْمَ الثَّلَاثِ مِنْ وَفَاتِ ابْنِ هَيْمٍ ابْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ جَاءَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عِنْدَ النَّبِيِّ بِتَمَرَةٍ يَا بَسَةً وَلَبَنٍ فِيهِ خُبْذٌ مِنْ شَعِيرٍ فَوَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَاتِحَةَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَتْ هَذِهِ لَابْنِي الْبَرْهَمِ فَاتَّخَذَ وَسُورَةَ الْإِخْلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى أَنْ

قَالَ رَفَعَ يَدَيْهِ لِلدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِوَجْهِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو ذَرٍّ أَنْ يُقَسِّمَهَا بَيْنَ النَّاسِ وَأَيْضاً فِيهِ تَرْجَمَ حَضْرَتِ مَلَأَ عَلَى قَارِي حَنَفِي رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كِتَابَ فَتَاوِي أَوْ جَنْدِي مِیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اطہر ماریہ قطبی کے لطن سے محمد ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا اور وفات کو تین دن ہو چکے تھے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد ﷺ کے پاس خشک کھجوریں اور دودھ اور جو کی روٹی لا کر رکھ دی نبی ﷺ نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاخلاص تین مرتبہ پڑھی حضرت محمد ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور دعا مانگ کر اپنے منہ مبارک پر پھیرے پس حکم فرمایا محمد ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دے دعائیں نبی ﷺ نے فرمایا جو میں نے پڑھا اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشا ﴿ہدیۃ الحرمین شریفین صفحہ ۲۰﴾ فائدہ۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ کسی کی وفات کے تیسرے دن بعد لوگوں کو کھانا کھلایا جائے تو جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دن تک میت کے گھر کا طعام کھانا حرام ہے۔ اگر اکیلا گھر ہو یا اس گھر والوں کو کوئی کھانا پکا کر نہ دے تو پھر اس مجبوری میں گھر میں کھانا پکا کر کھا سکتے ہیں۔ اور ایصالِ ثواب کے لیے کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اور پھر یتیم مسکین فقراء وغیرہ کو کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ اور قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اور طعام کا ثواب ارواح کو بخشا جائز ہے۔ اور پھر دعا مغفرت میت کے لیے مانگی اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیرنے جائز ہیں۔ ہاتھ اٹھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں منت و ساجت اور عجز و انکساری کرنا ہے۔

میت کے گھر دعوت کھانا

﴿۲﴾ وَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ يَقُولُ أَوْ سَعٍ مِنْ قَبْلِ رَجُلِيهِ أَوْ سَعٍ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ ذَاعِي أَمْرَتِهِ فَأَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجَنَى بِأَلْطَعَامٍ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَنَظَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِيهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدْ لَحْمَ شَاةٍ أَخْزَتْ بِغَيْرِ إِذْنٍ أَهْلُهَا فَأَرْسَلَتْ الْمَرْأَةُ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرْسِلْتُ إِلَى التَّقْيِيعِ وَهُوَ مَوْضِعُ يَبَاعَ فِيهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِي شَاةً أَنْ يُرْسِلَ بِهَا إِلَيَّ بِتَمِينِهَا فَلَمْ يُوجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَمْرَتِهِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهَا بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْعِمِي هَذَا لَطْعَامَ الْأَسْرَى ﴿دلائل نبوة﴾ مشکوٰۃ باب فی المعجزات الفصل الثالث ﴿ترجمہ عاصم بن کلب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک صحابی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ پر میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو قبر پر فرما رہے تھے حافر۔ گور کن۔ قبر کھودنے والا۔ سے کہ پاؤں اور سر کی طرف سے قبر کو کشادہ کر پھر جب آپ ﷺ دفن کے بعد واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے ایک آدمی کو بھیجا کہ کھانا تیار ہے نوش جان فرمائیے آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور ہم جماعت آپ ﷺ کے ساتھ وہاں گئے کھانا سامنے آیا آپ ﷺ نے اپنا دہنا ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑھایا پھر سب جماعت قوم نے اپنے اپنے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھائے اور کھانا کھایا پھر ہم نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ ﷺ لقمہ چہا رہے تھے اپنے منہ مبارک میں نگلتے نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو مالک کے اذن کے بغیر لی گئی ہے عورت نے نوکر کے ہاتھ یہ کہہ کر بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آدمی بیچ میں بھیجا تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں تاکہ بکری خریدوں لیکن بکری وہاں سے نہیں ملی پھر میں نے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جو اس نے بکری خریدی ہے وہ مجھے بقیہ بکری بھیج دی اتفاق سے وہ ہمسائیہ بھی گھر میں نہیں تھا پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا اس نے بے اذن خاوند کے میرے پاس بکری بھیج دی تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ فائدہ۔ شیخ عبدالحق وغیرہ اور محدثین کہتے ہیں کہ وہ قیدی لوگ کفار تھے اور کہا حضرت علامہ ابراہیم حلبي نے شرح کبیر مینیہ میں کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ۔ اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنی جائز ہے اور اگر کوئی غنی بھی جو مستحق صدقہ نہیں ہے ایسی دعوت میں شریک ہو جائے تو جائز ہے۔

میت کی نسبت کنواں وقف کرنا

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَا تَتَّ فَأَيَّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ قَالَ فَحَفَرْنَا بَيْراً وَقَالَ هَذِهِ لَأُمِّ سَعْدٍ ﴿ابوداؤد۔ کتاب الزکوٰۃ باب فی فضل سقی الماء﴾ مشکوٰۃ ﴿ترجمہ ابواسحاق نے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیشک حضرت ام سعد کا وصال ہو چکا ہے۔ اس مائی کا نام عمرہ بی بی تھا۔ پس کون سا صدقہ و خیرات افضل ہے نبی ﷺ نے فرمایا پانی بس انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کی طرف سے ہے فائدہ یہ حدیث مبارکہ ایصالِ ثواب کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ زندوں کا کیا ہوا صدقہ و خیرات وغیرہ کا ثواب ارواح کو پہنچ جاتا ہے۔ جس طرح اپنے لواحقین کے ساتھ دنیا میں حسن سلوک کیا جاتا تھا مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کے ذریعے ان کی امداد جاری رکھنی چاہیے آن اگر ہم انہیں ہمسادیں گے تو ہمارے مرنے کے بعد ہمارے لواحقین بھی ہمیں فراموش کر دیں گے۔

میت کی نسبت باغ وقف کرنا

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَ۔ هُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي لَيْلِيَانَةُ سَمِعَتْ عِكْرَمَةَ مَوْلَى

ابن عباس یَقُولُ اُنْبَاْنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوْفِيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ فَالْتَمَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّي تُوْفِيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اَتَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّي اُشْهَدُكَ اَنْ حَاطِي الْمَخْرَافَ صَدَقَةً عَلَيْهَا ﴿بخاری﴾ کتاب الوصایا اور کتاب الجنائز۔ ابوداؤد کتاب الوصایا۔ موطا امام مالک کتاب النذور ﴿ترجمہ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے فرمایا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلمہ نے خبر دی اسے مکرہ سے سنا جو ابن عباس کے غلام تھے وہ فرماتے تھے ہمیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سعد بن عبادہ جو بنی ساعد میں سے تھے اس کی والدہ محترمہ اس وقت وصال فرما گئیں جب وہ گھر پر موجود نہ تھے پس وہ آئے نبی ﷺ کے پاس پس اس نے کہا یا رسول اللہ علیہ وسلم میری والدہ محترمہ وصال فرما گئی ہیں۔ اور میں غائب تھا پس کیا اس کو نفع ہوگا اگر میں کوئی چیز اس کی طرف سے صدقہ کروں نبی ﷺ نے فرمایا ہاں سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا پس میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ بیشک میرا یہ باغ خراف ان کی طرف سے خیرات ہے۔ فائدہ وہ خراف باغ کھجوروں سے لدا ہوا تھا اور اس وقت کھجوریں پک کر تیار تھیں تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خراف باغ اپنی ماں عمرہ بی بی کے ایصال ثواب میں خیرات کر دیا اس باغ کی کھجوریں لوگوں نے کھائیں اور ثواب اس مائی صاحبہ کو ہوا اگر اب بھی کوئی اسی طرح عمل کرے تو میت کو ثواب ہوتا رہے گا جب تک لوگ باغ کی کھجوریں کھاتے رہیں گے۔ اگر کوئی میت کے ایصال ثواب کی نیت سے کھجوریں یا پھل وغیرہ لوگوں کو کھلائے تو میت کو ثواب ہوگا۔ اس حدیث سے اور بھی ایصال ثواب کے مسائل نکلنے ہیں۔

میت کی وصیت غلام آزاد کرنا

﴿۵﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَرَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّهُ أَرَدَتْ أَنْ تُوَصِّيَ ثُمَّ أَخَّرَتْ ذَلِكَ إِلَى أَنْ تَصْبِيحَ فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تَعْتِقَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيْتَقَفَعْنَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ أُمَّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ﴿موطاء امام مالک کتاب العتق والولاء باب عتق الحی عن میت﴾ ترجمہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری کی والدہ نے وصیت فرمانے کا عزم کیا پس فجر تک دیر کی رات کو فوت ہو گئیں اور اس کا ارادہ غلام آزاد کرنے کا تھا عبدالرحمن نے فرمایا میں نے پوچھا قاسم بن محمد سے کیا ان کو نفع ہوگا اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کروں پھر قاسم نے فرمایا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بیشک میری والدہ فوت ہو گئیں پس کہا ان کو نفع ہوگا اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کروں پس ارشاد فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے ہاں۔ فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو وصیت کر جائے اس کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ شریعت میں جس کو واجب کہتے ہیں۔ جب میت کی وصیت کو پورا کریں گے تو اس کی روح کو ثواب ہوگا۔ امام محمد، امام ابو حنیفہ، حماد سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نے کہا کہ جب کوئی آدمی وصیت میں کہے کہ فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں کو ہزار درہم دو تو پہلے غلام آزاد کیا جائے اور اگر کہے کہ فلاں کو آزاد اور فلاں کو اتنا مال دو تو پہلے مال دیا جائے اور اگر کہے کہ فلاں کو یہ غلام دے دو اور فلاں کو اتنا مال دو تو پہلے تھائی میں سے غلام دیا جائے امام محمد نے کہا اسی کو ہم لیتے اس چیز میں جو میان کی آزاد کرنے سے پھر اس کے بعد اگر کچھ تھائی سے بچے تو دوسری وصیت جاری کی جائے اور اگر کہے کہ فلاں کو بعینہ یہ غلام دے دو اور فلاں کو اتنا مال دو تو دونوں تھائی میں خاص ہوں گے اس کو حصہ دیا جائے تھائی سے زیادہ درست نہیں ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ﴿کتاب الاثار﴾

﴿۶﴾ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ تَوَفَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ فَاغْتَنَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَابًا كَثِيرَةً ﴿موطاء امام محمد﴾ ترجمہ یحییٰ بن سعید نے کہا عبدالرحمن بن ابوبکر بنید میں وصال فرمایا گئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عبدالرحمن کی طرف سے بہت سے غلام آزاد کئے فائدہ اگر کوئی اچانک فوت ہو جائے۔ اس کی طرف سے غلام آزاد کریں اور کھجوریں، پھل وغیرہ لوگوں میں تقسیم کریں تو اس کی روح کو ثواب اور راحت و سکون پہنچتا ہے۔

چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے عزاب قبر ہوتا ہے

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يُمَشِّي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيذَةً رَطْبَةً فَشَقَّ بِبَصْفَيْنِ ثُمَّ فَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرِ وَاحِدَةٍ فَقَالَ لَوْ آيَا رَسُولُ اللَّهِ لَمْ صُنْعَتِ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يَخْفَفَ مِنْهُمَا مَا لَمْ يَسْبِيْسَا ﴿بخاری، ابن ماجہ﴾ ترجمہ ہم سے یحییٰ نے کہا ہم سے ابو معاویہ نے اس نے عمش سے انہوں نے مجاہد سے اسے طاووس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا حضرت نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے تشریف فرما ہوئے جن کو عزاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عزاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر عزاب نہیں ہو رہا ہے ایک تو ان دونوں میں پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پس آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ترشہ لی اور چیر کر اس کے دو حصے کئے ایک حصہ اس قبر پر اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر گاڑ دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ کام کیوں کیا آپ ﷺ نے فرمایا شاید جب تک یہ ڈالیاں خشک نہ ہوں ان دونوں کے عزاب میں کمی رہے۔ فائدہ ہر مسلمان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ جو مسلمان مرد یا مسلمان عورتیں اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے ہیں اس کی روح کو سکون ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے۔ کبھی باغ خراف تقسیم کرنے سے، کبھی کنواں وقف کرنے سے کبھی دعا کرنے سے کسی نہ کسی وسیلے سے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے۔ رسول اللہ ﷺ جب دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عزاب ہو رہا ہے ایک کو چغل خوری کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب کی چھینٹوں کی وجہ سے۔ وہ آدمی اونٹ چرانے والا تھا جس طرح اونٹ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتا تھا جس کی وجہ

سے ان کی ٹانگوں پر پیشاب کی چھینٹیں پڑتی تھیں ان کی وجہ سے اس کو عزاب ہو رہا تھا۔ ایک تو آپ ﷺ نے قبروں کے پاس کھڑے ہو کر فرمادیا کہ ان دونوں کو عزاب ہو رہا ہے یہ بھی فرمادیا کہ اس گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے یہ بھی آپ ﷺ کو معلوم تھا اس ترنہی سے شاید عزاب میں کمی ہو۔ اس حدیث میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ حضرت جبریل امین نے بتایا تھا۔ ترنہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے جس وقت تک چھڑی تر رہے گی اس وقت تک میت کو راحت ملے گی اگر قرآن مجید قبر کے پاس پڑھا جائے تو میت کی روح کو ثواب ہوگا۔

میت کے سامنے اس کی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے

﴿۸﴾ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ فَصَبَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِبَنِي سَلَمَةَ وَارْزُقْ ذَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدَيْنِ وَاخْلُقْهُ فِي عَقِبِهِ فَالْعَابِرِينَ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ أَفْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ ﴿۹﴾ ابوداؤد کتاب الجنائز باب تفضیض المیت۔ مسلم کتاب الجنائز۔ ترجمہ قیصر بن زویب سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو آپ نے انہیں بند کر دیں ان کے گھر والے چیخنے چلانے لگے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے لیے بھلائی مانگو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں آپ ﷺ نے پھر دعا کی اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور راہ پانے والوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور ان کے پس ماندگان میں ان کا جانشین بنائیز

ہماری اور ان کی مغفرت فرمائے تمام جہانوں کے پالنے والے اے اللہ ان کی قبر کو کشادہ فرما اور ان کے لیے اسے نورانی فرما۔ فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اس میت کے پاس ان کی بخشش کی دعا مانگنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے جب میت کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں تو ان کے گھر جا کر ان کے لواحقین کے ساتھ بیٹھ کر اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا جائز ہے۔ کوئی بھی فوت ہو جائے جب بھی آپ کو ان کے فوت ہونے کی خبر ملے تو آپ ان کی مغفرت کی دعا کر سکتے ہیں۔ آپ اس کی قبر پر بھی جا کر مغفرت کی دعا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم ہر جگہ نماز میں بھی اپنے لیے اور ماں باپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کی مغفرت کے لیے دعا مانگتے رہتے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو پھر بھی ان کے لیے دعا مانگتے ہیں یا وصال فرما گئے ہیں تو پھر بھی ان کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ جب بھی آپ کسی کے گھر میں تعزیت کے لیے جائیں تو اس کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا ضرور مانگیں یہ جائز ہے۔

﴿۹﴾ عَنْ حَنْشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصْحِي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أَصْحِيَ عَنْهُ فَأَنَا أَصْحِيصُ عَنْهُ ﴿۱۰﴾ ابوداؤد۔ کتاب الضایا باب الاضحی عن المیت۔ ترجمہ حنشل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودبے قربانی کرتے دیکھا تو عرض گزار ہوا کہ یہ کیا بات ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی اپنی طرف سے قربانی کرنے کی چنانچہ ارشاد عالی

کے تحت ایک قربانی میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیش کر رہا ہوں فائدہ ایصال ثواب کی دو اقسام ہیں ایک وہ جو بزرگان دین کے لیے کیا جاتا ہے۔ دوسرا جو عام مسلمانوں کے لیے کیا جاتا ہے کہ دعاؤں اور ایصال ثواب کے ذریعے ان کی نیکیوں میں اضافہ ہو اور ان کی آخری زندگی سنور جائے۔ جب کہ بزرگان دین کے لئے ایصال ثواب کرنے کا یہ مقصد نہیں ہوتا بلکہ اس بزرگ سے اپنی نسبت ثابت کرنا زیادہ مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے کی طرح اس بات کے محتاج نہیں ہوتے کہ کوئی دعا اور ایصال ثواب کر کے ان کی عافیت سنوارنے کی کوشش کرے رسول اللہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی کی وصیت کرنا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرنا ایصال ثواب کی اسی پہلی قسم سے ہے۔ ﴿۱۰﴾ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ فَأَتَى بِهِ فَصَحَّى بِهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلِمِي الْمَذْيَةَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَرُ يَهَا بِجَبْرِ فَعَلْتُ فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَصْبَحَهُ فَذَبَحَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَعَى بِهِ ﴿۱۱﴾ ابوداؤد کتاب الضایا۔ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے سیگوں والے مینڈھے کے لیے حکم فرمایا جس کے سینک سیاہ آنکھیں سیاہ اور جسمانی اعضاء سیاہ ہوں پس وہ دیا گیا تو اس کی قربانی دینے لگے فرمایا کہ اے عائشہ چھری تولاؤ پھر فرمایا کہ اُسے پتھر پر تیز کر لینا پس میں نے ایسا ہی کیا تو مجھ سے لے لی اور مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور ذبح کرنے لگے تو کہا اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ اسے قبول فرما محمد کی طرف سے ال محمد ﷺ کی طرف سے اور امت محمدی کی طرف سے پھر اس کی قربانی پیش

کر دی۔ فائدہ۔ نبی کریم ﷺ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت بھی ال محمد ﷺ کی طرف منسوب فرمادیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتے تھے معلوم ہوا جو جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو ثواب میں شریک کرنے یا ایصال ثواب کی غرض سے اللہ والوں کی جانب منسوب کر دینے سے ما اہل بہ لغير اللہ میں شریک نہیں ہوتا جو جانور بزرگوں کی جانب منسوب کیا جائے کہ ان کے لیے ایصال ثواب کرنا ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو اُسے حرام اور مردانہ نہیں ٹھہرا جاسکتا۔

﴿۱۱﴾ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الدَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْنَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ صَلَوَتِي وَمَخْيَايَ وَمَا تَنِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبَذَلَكَ أَمْرَتْ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ ﴿۱۲﴾ ابوداؤد۔ کتاب الضایا۔ ترجمہ ابوعباس سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن دو بڑے سیگوں والے چتکے بھڑکی ذبح کئے جب انہیں قبلہ رو کیا تو کہا بیشک میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر ہے ایک اللہ تعالیٰ کا ہو کر اور اس میں شرکوں میں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز میری عبادتیں میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں

مسلمانوں سے ہوں اے اللہ تعالیٰ یہ تیری طرف سے اور تیری لیے ہے محمد ﷺ اور اس کی امت کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے پھر ذکر فرمایا۔ فائدہ۔ یہ رحمت دو عالم ﷺ کا اپنی امت پر لطف و کرم تھا اپنی قربانی میں امت کو بھی شامل فرمایا کرتے تھے اس حدیث کے مطابق آپ بسم اللہ اللہ اکبر کہنے سے پہلے متصل ہی کہا کرتے اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اَمَّتِهِ امت کی جانب بھی منسوب کرنے سے معلوم ہوا کہ بوقت ذکر بھی اگر جانور کو کسی اللہ والے کی طرف منسوب جائے تو اس کی حلت میں کوئی فرق نہیں آتا جب کہ اللہ کا نام لے کر اللہ کے لیے ذکر کیا جائے ایسی نسبت کو حرام نہیں کہنا چاہیے

﴿۱۲﴾ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامٌ غَنَهُ وَلِيَّهُ أَبُو دَاوُدَ كِتَابُ الصِّيَامِ بَابُ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ بِخَارِی كِتَابُ الصَّوْمِ ترجمہ احمد بن صالح ابن وہب عمرو بن حارث عبید اللہ بن ابوجعفر بن زبیر عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو فوت ہو جائے اور اس کے اوپر روزے ہوں تو ولی اس کی طرف سے روزے رکھے ﴿فائدہ﴾ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذهب ہے اگر کوئی وصال فرما جائے اور اس کے ذمہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی ان روزوں کو رکھے گا لیکن اہل حق کے باقی تینوں آئمہ مجتہدین کا مذهب دیگر احادیث کی بنا پر یہ ہے کہ ان کے نزدیک اسکے ولی پر ان روزوں کا رکھنا لازم نہیں ہے بلکہ وہ مال سے دوران علالت فدیہ دیتا یا ورثہ اس کے مال سے فدیہ ادا کریں۔

میت کی منت و نذر ادا کرنا

﴿۱۳﴾ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا رَمَضَ الرَّجُلُ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصِحَّ أَطْعَمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنْ نَزَرَ قَضَى عَنْهُ وَلِيَّهُ ﴿ابوداود کتاب الصیام﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی آدمی ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے پھر صحت یاب ہو بلکہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے اور اس کے اوپر قضا نہیں ہے اور اگر اس نے نذر و منت مانی ہو تو ولی اسے پورا کرے۔ کسی شخص کا ماہ رمضان میں وصال ہو جاتا ہے۔ فوت ہونے کے بعد کے جو بھی روزے ہونگے اس میت کی طرف سے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے گا۔ ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا یا پھر مکمل اس نے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھے تو پورے روزوں کا کھانا لوگوں کو کھلانا ہوگا یا اس فوت شدہ نے اس دنیا میں کوئی شریعت کے مطابق منت مانی تھی تو اس کے ولی اس منت کو ادا کریں گے ﴿فائدہ﴾ لوگوں کو کھانا کھلانا ایصال ثواب ہے۔ میت کی روح کو ثواب پہنچے گا۔ منت ادا کریں گے تو اس کی روح کو اجر و ثواب ملے گا۔ اور اس کی نذر و منت بھی ادا ہو جائے گی۔

﴿۱۴﴾ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَعْنَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَزْرِ كَانَتْ عَلَى أُمِّهِ تَوَقُّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْضِيهِ عَنْهَا ﴿ترمذی ابواب الجہاد باب قضاء النذر عن میت﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ سے میری ماں نے منت و نذر مانی تھی۔ منت ادا کرنے سے پہلے وفات فرما گئیں۔ اس منت کا کیا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم ان کی طرف سے ادا کرو۔

﴿۱۵﴾ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٌ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٍ ﴿ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الصیام﴾ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اگر کسی کا انتقال ہو جائے اور اس پر ماہ رمضان کے روزے باقی ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے

﴿۱۶﴾ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ ذَيْنِ أَكُنْتَ تَقْضِيْنَهُ قَالَتْ بَلَى مِنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ ﴿ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الصیام باب من مات وعليه صیام من نذر۔ بخاری۔ ترمذی باب ما جاء فی الصوم عن المیت﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری بہن کا انتقال ہو گیا اور اس پر دو مہینے کے روزے باقی تھے آپ نے فرمایا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا ادا کرتی اس نے عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ادا کرنے کے لائق ہے ﴿فائدہ﴾ یعنی اگر کسی کے اوپر ماہ رمضان کے جتنے بھی روزے ہوں وہ فوت ہو جائے اس کے وارث ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین، یتیم یا فقراء کو کھانا کھلائیں اور اس کا ثواب اس مرحوم کو ہوگا

﴿۱۷﴾ بُرَيْزَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ فَاصْوْمُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ﴿ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الصیام باب من مات وعليه صیام من نذر بخاری کتاب الصوم﴾ ترجمہ بریرہ نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری ماں کا انتقال ہو گیا اور اس پر روزے تھے میں اس کی جانب سے روزے رکھوں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ﴿۱۸﴾ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمٌ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا ﴿بخاری کتاب الصوم﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر پندرہ روزے تھے۔

اگر کوئی کسی کی طرف سے حج ادا کرے تو پہلے اپنا حج کا فرض ادا کرے اور اس کے بعد اس محروم کاج ادا کرے اس کی روح کو ثواب پہنچے گا ﴿۲۱﴾ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَجُّ عَنْ أَبِي قَالَ نَعَمْ حَجٌّ عَنْ أَبِيكَ فَإِنْ لَمْ يَزِدْهُ خَيْرًا لَمْ يَزِدْهُ شَرًّا (ابن ماجہ ابواب المناسک) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے والد کی جانب سے صدقہ کر سکتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر تم اس کی بھلائی میں اضافہ نہیں کر سکتے تو اس سے اس کی برائی میں اضافہ تو نہ ہوگا۔

﴿۲۲﴾ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي لَفُوفٍ بْنِ حُصَيْنٍ رَجُلٍ مِنَ الْفَرَعِ أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حُجَّةٍ كَانَتْ عَلَى أَبِيهِ مَا تَوَلَّى يُحَجُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَزَا بِمَيْكَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ الصِّيَامُ فَإِلَّا نَزَرَ يَقْضَى عَنْهُ ﴿ابن ماجہ ابواب المناک باب الحج عن میت﴾ ترجمہ ہشام بن عمار ولید بن مسلم سے عثمان بن عطاء عطاء ابولوف بن حصین نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے والد کے حج کے متعلق میں دریافت کیا جو ان کے ذمہ تھا اور وہ فوت ہو گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے باپ کی جانب سے حج کرو نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کسی میت کے ذمہ زرو منت کے روزے ہوں تو اس کے وارث وہ روزے رکھیں۔ فائدہ۔ اگر کوئی فوت ہو جاتا ہے اس کے ذمہ حج اور روزے ہیں تو ان کے وارث ان کے طرف سے حج ادا کریں اور روزے رکھیں۔ حج اور روزوں کا ثواب اس کی روح کو پہنچے گا۔ احناف کے نزدیک وارث حج ادا کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس کی طرف حج کرنے والا پہلے اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو۔ روزوں کے متعلق احناف کا یہ مسئلہ ہے کہ میت کے وارث ہر ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ تمام روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھانا ہوگا۔ روزانہ ایک مسکین کو کھلائیں یا ایک وقت میں تمام مسکینوں کو کھانا کھلائیں تو جائز ہے۔ اس کھانے کا ایصال ثواب اس کی روح کو پہنچے گا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص دوسرے شخص کے لیے نہ روزہ رکھے نہ ہی نماز پڑھے مگر دوسرے کو کھانا کھلائے۔ یہ حدیث آگے آئے گی۔

﴿۲۳﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَشْيَاءَ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ ﴿ابوداؤد کتاب الوصایا اب ماجاء فی الصدقة عن لمیت۔ جامع الصغیر﴾ ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا سلسلہ رہتا ہے ایک وہ صدقہ جس کا نفع جاری رہے دوسرے وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے تیسرے نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے ﴿فائدہ﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الذَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَا عِلْمِهِ كَتَحْتَ لَوِ كُوْنُ كَعِلْمِ پڑھایا یا نیکی کی باتیں بتائیں تو جب تک ان پر عمل ہوگا اور جتنا ان عمل کرنے والوں کو ثواب ملے گا اتنا اس بتانے والے کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے گا خواہ اسے وفات پائے ہوئے کتنا ہی عرصہ ہی کیوں نہ گزر گیا ہو اسی طرح صدقہ جاریہ کا ثواب بھی مرنے کے بعد جاری رہتا ہے اور دعا صرف بیٹے پر ہی موقوف نہیں بلکہ جو بھی اس کے حق میں دعائے خیر کرے گا اس سے متوفی کو فائدہ پہنچے گا اور ایصالِ ثواب کرے تو اسے پہنچے گا۔

(۲۴) مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَلَاثَةُ يَوْمٍ جَزَّ فِيهِمُ الْمَيِّتُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَلَدَيْدُ عَوْلُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ فَهُوَ يُوجِرُ فِي دُعَائِهِ وَرَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا يَعْمَلُ بِهِ وَيُعَلِّمُهُ النَّاسَ فَهُوَ يُوجِرُ عَلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَوْ عَلَّمَ وَرَجُلٌ تَرَكَ آرَضَ صِدْقَةٍ ﴿كتاب الآثار - باب الامارة ومن اس سب سے حدیث عمل بھانیں بعدہ﴾ ترجمہ محمد ابوحنیفہ نے حماد سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؒ نے کہا کہ تین چیزیں ہیں کہ جن کے باعث میت کفوت ہونے کے بعد کوٹا ب دیا جاتا ہے ایک تو وہ لڑکا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کرے پس وہ اس کو ٹوٹا ب دیا جاتا ہے اس کی دعا کے سبب سے اور دوسرا وہ مرد ہے کہ علم سکھائے اور اس پر عمل کرنے یا سکھانے کے سبب سے اور تیسرا وہ مرد ہے کہ زمین خیرات کر جائے ﴿فائدہ﴾ ہم بخجگانہ نماز میں ماں باپ کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اگر اس میت کا لڑکا ماں باپ کے لیے دعا کرتا رہے گا تو اس دعا کے سبب سے اس کے ماں باپ کو ٹوٹا ب ملتا رہے گا دوسرا وہ مرد یا عورت حافظ، حافظہ، قاری، قاریہ، عالم یا عالمہ ہے وہ لڑکوں یا لڑکیوں کو پڑھاتا یا پڑھاتی ہے تو اس کو ٹوٹا ب ملتا ہے جب استاد یا استانی فوت ہو جائیں تو اس کے شاگرد علم پڑھیں گے یا پڑھائیں تو استاد یا

استانی کو ثواب ہوتا رہے گا۔ تیسرا وہ ہے جو اپنی زندگی میں زمین صدقہ و خیرات کر جائے۔ اپنی زمین میں مسجد یا مدرسہ بنوا جائے۔ یا مسجد یا مدرسہ کوئی تعمیر کروا رہا ہو اس میں اس نے حصہ ملایا تو اس کا ثواب اس کو ہوتا رہے گا۔ یا اس نے کنواں خرید کر یا بنوا کر اللہ کے نام پر وقف کر دیا۔ یا سڑک بنوائی۔ یا سرائے یا کتابوں کے ذریعے دین پھلایا جب تک لوگ اس کی کتابیں پڑھتے رہیں گے اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر آپ کو علم حاصل کرنے کے لیے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہوا کہ علم پڑھنا بہت ضروری ہے۔ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ ترجمہ اے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

﴿۲۴﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبِ ابْنِ عَطِيَّةٍ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا مَرْزُوقُ بْنُ أَبِي الْفَزَائِلِ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَخَذَ ثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا يُلْحَقُ الْمَوْتُ مِنْ مَنْ عَمِلَهُ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَثَتَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لَا بَنِي السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ لَبِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يُلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ ﴿ابن ماجہ ثواب معلم الناس الخیر﴾ ترجمہ محمد بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ۔ ولید بن مسلم۔ مرزوق بن ابی الہزیل زہری ابو عبد اللہ الاغز۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی وفات کے بعد اس کی نیکیوں اور اعمال میں سے جو چیزیں اسے فائدہ و نفع دیتی ہیں ایک تو ان میں سے علم ہے جسکی وہ تعلیم دے اور پھیلانے دوسرا ایک لڑکا ہے جسے وہ چھوڑ کر فوت ہوا تیسرا قرآن ہے اس نے کسی کو اس کا وارث بنایا ہو چوتھی مسجد ہے جس کی اس نے تعمیر کی ہو پانچواں وہ مکان ہے جو اس نے مسافروں کے مقام کیلئے بنایا ہے چھٹی نہر ہے جو اس نے جاری کی ہو سوا تو اس کو وہ صدقہ ہے جو اس نے اپنی زندگی اور بحالت صحت اللہ کی راہ میں دیا ہو یہ وہ چیزیں ہیں جو موت کے بعد بھی اس سے ملتی رہتی ہیں ﴿فائدہ﴾ اس حدیث کی شرح میں اوپر کر چکا ہوں۔

ان چیزوں کا ایصال ثواب مسلمان کی وصال کے بعد قیامت تک ملتا رہے گا۔ ﴿۲۵﴾ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي افْتَلَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَتَصَدَّقْتُ وَاعْطَيْتُ أَفِيحْزِي أَنْ اتَّصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَتَصَدَّقْ عَنْهَا ﴿ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی من مات من غیر وصیۃ یتصدق عنه﴾ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی ہے اگر ایسا نہ ہوتا وہ ضرور خیرات کرتی۔ اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پس اس عورت نے

اپنی ماں کی طرف سے خیرات کی ﴿ابوداؤد کتاب الوصایا﴾ ﴿فائدہ﴾ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے خیرات کی جائے تو جائز ہے۔ اس کو ثواب ہوگا۔ اس خیرات میں گھر والے، رشتہ دار، ہمسائے، مسکین، فقیر، یتیم، غنی و امیر کھائیں تو اس کی روح کو ثواب پہنچے گا۔ اس خیرات میں کسی عالم حافظ کو بلا کر واعظ و تقریر کرائی جائے۔ لوگوں کو توحید اور رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرائی جائے۔ دین کے مسائل بیان کئے جائیں

مسائل بیان کیئے جائیں۔ جہنم کا بیان سنایا جائے۔ بہشت کی فضیلت سنائی جائے۔ حقوق العباد بتائے جائیں۔ اور آخر میں مغفرت کی دعا کریں اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اور خاص اس کے لیے جس کے لیے خیرات پکائی گئی ہے تو اس کی روح کو خیرات اور جو قرآن پڑھا گیا ہے اور لوگوں کو دین کی باتیں بتائیں گئیں اور اس کے لیے جو دعا مغفرت کی مانگی گئی ہے اس کا اس کی روح کو ایصال ثواب پہنچے گا۔ اس کا نام جو بھی اپنی مرضی کے مطابق رکھ لیں جائز ہے۔

﴿۲۶﴾ أَنَّ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ أَوْ صِي أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مَا ثَنَتْ رَقَبَةً فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعَتَقِ مَا ثَنَتْ رَقَبَةً وَإِنْ هِشَامٌ أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً أَفَأَعْتَبُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ بَلَّغْتُمْ ذَلِكَ ﴿ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی وصیۃ الحر بے سلم و لیہ الیزمہ ان یخیرھا﴾ ترجمہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو گردنیں ازاد کی جائیں پس اس کے بیٹے ہشام نے پچاس گردنیں ازاد کیں پھر اس کے بیٹے حضرت عمر نے باقی پچاس گردنیں ازاد کرنے کا ارادہ کیا پس دل میں خیال کیا کہ کیوں نہ میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں پس یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ نے سو گردنیں ازاد کرنے کی وصیت کی تو ہشام نے ان کی طرف سے پچاس گردنیں ازاد کر دیں اور پچاس گردنیں ان کی طرف سے باقی رہ گئیں پس کیا میں انکی طرف سے ازاد کروں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہونے اور تم انکی طرف سے غلام ازاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اس کا ثواب انہیں پہنچ جاتا ﴿فائدہ﴾ اگر ایسے آدمی کیلئے ثواب بھیجا جائے جو مسلمان ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو تو ثواب اُسے ضرور پہنچتا ہے لیکن جو مسلمان نہیں یا اس کا ایمان پر خاتمہ نہیں ہوا تو اس کے وہ اعمال جو بظاہر نیک نظر آئیں وہ بھی ضائع ہو گئے آخرت میں ان کا اس کوئی اجر نہیں ملے گا اور نہ کسی کا ایصال ثواب کرنا اُسے پہنچے گا کافر کیلئے ایصال ثواب کرنا بے سود اور دانستہ ایسا کرنا سخت گناہ اور جہالت ہے۔ اگر کافر یا منافق قرآن مجید پڑھے یا نماز پڑھے یا کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کو اس کا ثواب نہیں ملے گا وہ جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔

﴿۲۷﴾ أَخْبَرَنَا هَذَا لَكَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ أَنَّ الرَّجُلَ لَبِزَ قَعْبُ عَاءٍ وَلَدَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَقَالَ بَيْدَهُ فَرَفَعَهَا إِلَى السَّمَاءِ ﴿موطأ امام محمد﴾ ترجمہ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا مکی بن سعید نے کہ انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ فوت ہونے کے بعد کی دعا سے باپ کے درجات بلند ہوتے ہیں اور بلندی کے اظہار کے لیے آپ نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ فائدہ۔ یعنی بیٹا باپ کے لیے مغفرت کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے باپ کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ جیسے زمین سے آسمان بلند ہے۔ اسی طرح اس کے باپ کے درجات بھی بلند فرما دیتا ہے۔

میت کے وارث اس کی وصیت ادا کریں

﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَا أَوْصَى بِهِ الْمَيِّتُ مِنْ وَصِيَّةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ أَوْ صَا مَا أَوْ نَزَرَأَوْ كَفَّارَةً يَمِينٍ فَهُوَ مِنَ الثَّلَاثِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْوَرَثَةُ ﴿۲۹﴾ كتاب الآثار - باب الرجل يوصي بالوصايا أو بالعقبة ترجمہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے خبر دی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حماد نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ اگر میت کسی چیز کی وصیت کرے جو اس پر لازم ہو یا روزہ ہو یا نذر و منت ہو یا کفارہ کی قسم ہو تو وہ تہائی مال میں سے جاری ہوگی مگر وارث چاہیں تو زیادہ میں بھی جاری ہو جائے گی۔

﴿۲۹﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَا أَوْصَى بِهِ الْمَيِّتُ مِنْ نَزَرٍ أَوْ رَقَبَةٍ فَمِنْ ثَلَاثَةٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ﴿۳۰﴾ كتاب الآثار - باب الرجل يوصي بالوصايا أو بالعقبة ترجمہ محمد نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے وہ حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے کہا کہ جو میت نذر یا غلام آزاد کرنے کی وصیت کرے تو وہ تہائی مال میں جاری ہوگی امام محمد نے کہا کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا۔

﴿۳۰﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ عَنْ غَامِرِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ هَٰؤُلَاءِ إِنَّهُ يَمُوتُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ وَلَا يُشْرِكُ وَارثًا فَلْيَجْعَلْ مَا لَهُ حَبِثٌ أَحَبُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخُذُ إِذَا لَمْ يَدْعُ وَارثًا فَأَوْصَى بِمَا لَهُ كَلِّهِ جَا زَ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ﴿۳۱﴾ كتاب الآثار - باب من مات ولم يترك وارثًا مسلمًا ترجمہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس نے ہشیم سے اور اس نے ثعبی سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے ہمدان کے گروہ کوئی مرد تم میں فوت ہو جاتا ہے اور کوئی وارث نہیں چھوڑتا تو چاہیے کہ رکھے مال اس کا جس جگہ چاہے۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اس کو لیتے ہیں جب کوئی وارث نہ چھوڑے اور اپنے سب مال کی خیرات کرنے کی وصیت کر جائے تو جائز ہے۔ اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

﴿۳۱﴾ فائدة ﴿۳۲﴾ اگر کسی کی اولاد یا وارث نہ ہوں تو وہ فوت ہونے سے پہلے اپنی تمام جائیداد کی خیرات کی وصیت کر جائے تو جائز ہے۔ اس کے تمام مال کی خیرات کی جائے۔ اس مال کا اس کو ثواب ہوگا۔

دعا مانگنا اور قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے

﴿۳۱﴾ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهَذَا كَلِّهِ نَاخُذُ لَا بَأْسَ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ وَلِذِكْرِ الْآخِرَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ﴿۳۲﴾ كتاب الآثار - باب زیارت القبور ﴿۳۳﴾ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم ان تمام پر عمل کرتے ہیں کہ میت کے حق میں دعا اور آخرت کی یاد کے لیے قبروں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں ہے حضرت امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔

میت کا مال وقف کرنا

﴿۳۲﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا جَعَلَ الرَّجُلُ مَا لَهُ فِي الْمَسَاكِينِ صَدَقَةً فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَا يَسْعُهُ وَيَسْخُ عِيَالَهُ فَلْيَمْسِكْهُ وَلْيَتَصَدَّقْ بِالْفَضْلِ فَإِذَا أَيْسَرَتْ صَدَقٌ بِمِثْلِ مَا أَمْسَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَنَا عَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ مِنْ مَا لَهُ بِأَمْوَالِ زَكَاةِ الرَّهْبِ وَالْفِضَّةِ وَالْمَتَاعِ لِلتَّجَارَةِ وَالْأَبْلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ السَّائِمَةِ فَإِنَّمَا الْمَتَاعُ وَالرَّقِيقُ وَالذُّورُ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا لَيْسَ لِلتَّجَارَةِ اِيصَالٌ فَلْيَسْ عَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَنْهُ فِي يَمِينِهِ ﴿۳۳﴾ كتاب الآثار باب الرجل يجعل ماله للمساكين ﴿۳۴﴾ ترجمہ محمد نے ابو حنیفہ سے اس نے حماد سے اس نے ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نے کہا کہ جب کوئی مرد اپنا مال مسکینوں میں وقف کر جائے تو دیکھنا چاہیے جس قدر اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو اس قدر روک رکھے اور جو زیادہ ہو اس کو خیرات کرے جب مال دار ہو جائے تو جس قدر روکا تھا اسی قدر خیرات کرے امام محمد نے کہا کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا مال خیرات کرے یعنی سونا اور چاندی اور جو اسباب اور غلام اور گھر وغیرہ جو تجارت کے لیے ہوں تو ان کا خیرات کرنا واجب نہیں مگر یہ کہ اپنی قسم میں اس کو مراد لیا ہے۔ ﴿۳۵﴾ كتاب الآثار - باب الرجل يجعل ماله للمساكين ﴿۳۶﴾

فائدہ۔ میت کا مال جو بقایا روکا گیا تھا میت کی وصیت کے مطابق بعد میں خیرات کی گئی تو اس مال کا ثواب اس میت کی روح کو ضرور پہنچے گا۔ ﴿۳۳﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَعْقُوبَ لِي قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصَى بِسَالِي كَلِّهِ قَالَ لَا فَقُلْتُ بِنِصْفٍ قَالَ لَا فَقُلْتُ بِالثَّلَاثِ كَبِيرٌ لَا تَدْعُ أَفْئَكَ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخُذُ ﴿۳۴﴾ كتاب الآثار، باب ما يجوز من الوصية ﴿۳۵﴾ ترجمہ محمد نے ابو حنیفہ سے اس نے عطاء بن سائب سے اس نے سائب سے اس نے سعد بن وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو آئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت میں اپنے سب مال کی وصیت کا ارادہ کرتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کی کہ آدھا مال خیرات کروں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے عرض کی کہ تھائی مال خیرات کرنے کی وصیت کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھائی مال میں سے وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے تو اپنے وارثوں کو محتاج نہ چھوڑو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کریں امام محمد نے کہا کہ اس اسی کو ہم لیتے ہیں۔ ﴿۳۴﴾ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْهَبْلَى إِذَا وَصَّتْ وَهِيَ تَطْلُقُ ثُمَّ مَا تَلَتْ فَوَصِيَّتُهَا مِنْ..

الثَّلَاثُ يَقُولُ مَا وَهَبْتُ أَوْ تَصَدَّقْتُ بِهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ فَهُوَ مِنَ الثَّلَاثِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ﴿كَتَابُ الْأَثَرِ بِابِ الرَّجُلِ يَوْصَى بِالْوَصَايَا أَوْ بِالْعَقِّ﴾ ترجمہ محمد نے ابو حنیفہ سے اس نے حماد سے روایت کی ہے ابراہیم نے کہا حاملہ عورت جب وصیت کرے اور وہ جننے کے درد میں مبتلا ہو پھر فوت ہو جائے تو وصیت اس کی تہائی میں جاری ہوگی امام محمد نے کہا کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور مراد رہائی مال میں وصیت جاری کرنے سے یہ ہے کہ جو بہہ کرے یا خیرات کرے اس حال میں تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا ﴿۳۵﴾ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصُومُ أَحَرُّ مِنْ أَخَذَ لَا يُصَلِّي أَخَذَ عَنْ أَحَدٍ وَلَكِنْ يَطْعَمُ عَنْهُ نَسَائِي، یعنی بخاری مجموعہ رسائل شامی۔ مجمع الانهار صوم مشکل الاثار، واسن الکبریٰ ثم جوہر النشی جلد رابع زیلعی جلد ثانی ﴿ترجمہ اور روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ روزہ رکھے ایک آدمی دوسرے کے لیے اور نہ نماز پڑھے ایک دوسرے کے لیے مگر طعام دے ایک دوسرے کیلئے اسی پر امام ابو حنیفہ نے فتویٰ دیا ہے۔

﴿۳۶﴾ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَا مُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا ﴿ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فوت ہو جائے اور اس کے اوپر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اس

کا وارث ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ حدیث حسن ہے فائدہ اس کھانے کا ثواب اس میت کو پہنچے گا

﴿۳۷﴾ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّنِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَيَسَّ بِالنَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ وَهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ يَعْزِي يَسَّ۔ ابن ماجہ باب ما جاء في ما قال عند المریض اذا حضر۔ ابوداود باب القرعة عند الموت ﴿ترجمہ ابوبکر بن ابی شیبہ علی بن الحسن بن شقیق ابن المبارک سلیمان التیمی ابو عثمان عن ابی معقل بن یسار سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے میتوں کے نزدیک لیٹیں پڑھا کرو فائدہ جب کوئی فوت ہونے لگے تو اس کے پاس سورۃ یسین پڑھنا چاہیے۔

﴿۳۸﴾ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْوَغَ فِي الْقَبْرِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ ﴿ابوداود کتاب الجنائز باب فی الدعاء لمیت اذا وضع فی القبر ہرمز ابواب الجنائز باب ماجاء ما یقول اذا ادخل لمیت قبرہ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول کی سنت کے مطابق یہ الفاظ حدیث مسلم بن ابراہیم کے ہیں ﴿۳۹﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدَّعَاءَ ﴿ابوداود کتاب الجنائز۔ باب الدعاء للمیت، ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنائز﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو خلوص دل سے اس کے لیے دعاء کرو۔ ﴿۴۰﴾ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُكَ يَا خَلِيقَ اللَّهِ وَأَسْأَلُكَ يَا لِنَتَائِبِي فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ قَالَ أَبُو دُوْدٌ بَحِيرُ بْنُ رَيْسَانَ ﴿ابوداود کتاب الجنائز باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف﴾ ترجمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے اپنے بھائی کے لیے اَسْتَغْفِرُكَ پڑھو اور اس کے لیے ثابت قدمی مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہونگے امام ابوداود نے فرمایا کہ اسے بحیر بن ريسان نے روایت کی ہے۔ ﴿الجوہرۃ النیرۃ باب الجنائز۔ رد المحتار علی در المختار الجزء الاول باب صلاۃ الجنائز غائیۃ الاوطار باب صلوۃ الجنائز﴾

زیارت القبور

﴿۴۱﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقْنُونَ ﴿ابوداود کتاب الجنائز باب ما یقول اذا مر بالقبور۔ ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی ما یقال اذا دخل المقابر﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا اے اہل ایمان کے گھر والو تم پر سلامتی ہو اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں ﴿۴۲﴾ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ هَكَذَا يَنْغَلُونَ ﴿کبیر۔ درمنثور﴾ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ تشریف لا کرتے تھے قبور شہداء پر برسویں دن ہر سال اور فرماتے تھے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور بعد آپ کے چاروں خلفاء راشدین بھی اسی طرح کرتے تھے۔

﴿۴۳﴾ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ بِأَحَدٍ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ ﴿رد المحتار باب زیارت القبور﴾ ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر برس شہداء احد کی قبور پر جاتے تھے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔ ﴿مسلم﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبور کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ پڑھیں السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء الله بکم لا حقون نسال الله ولكم العفیه ﴿مسلم﴾ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قبور کے پاس گزرے تو ادھر کو منہ کر لیا اور یہ فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ ولکم انتم سلفنا ونحن با لاثر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کو بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما تو عدون غدا موء جلون وانا ان شا اللہ بکم لا حقون اللہم اغفر لاہل بقیع الفرقد ﴿مسلم﴾ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا ﴿بہیقی شعب الایمان﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ایسے کی قبر کے پاس سے گزرے جسے دنیا میں پہنچاتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہنچاتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے ﴿خطیب﴾ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف فرما ہیں یعنی روضہ اطہر میں داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اتار دیتی یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کیلئے ضروری ہیں۔ اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہراو میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیا کی وجہ سے اللہ کی قسم میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔ جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تھا تو جتنا نزدیک یاد دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے ﴿عالمگیری۔ بہار شریعت﴾ چار دن زیارت کے لئے بہترین ہیں دوشنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ، جمعہ کے دن بعد نماز افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنجشنبہ کو دن کے اوّل وقت میں اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ پچھلے وقت میں افضل ہے متروک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے مثلاً شب برات شب قدر اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بہتر ہے ﴿عالمگیری۔ بہار شریعت﴾

روحیں اپنے گھروں کو آتی ہیں

﴿۴۴﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمٌ عِيدٌ أَوْ يَوْمٌ جُمُعَةٌ أَوْ يَوْمٌ غَا شُورًا أَوْ لَيْلَةٌ نِصْفٍ مِنْ شُعْبَانَ تَأْتِي أَرْوَاحُ الْأَمْوَاتِ وَقَوْمُونَ عَلَى أَبْوَابِ بَيْوتِهِمْ فَيَقُولُونَ هَلْ مِنْ أَحَدٍ ذَكَرَ مَا هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَتَرَحَّمُ عَلَيْنَا هَلْ مِنْ أَحَدٍ ذَكَرَ بَتْنَا يَا مَنْ سَكَنْتُمْ بَيْوتَنَا وَيَا مَنْ سَعَدْتُمْ بِمَا شَقِينَا وَيَا مَنْ أَقَمْتُمْ فِي أَوْسَعِ قُصُورِنَا وَنَحْنُ فِي ضَيْقٍ قُبُورِنَا يَا مَنْ اسْتَرْزَلْتُمْ أَيْتَانَا مِنَّا وَيَا مَنْ لَكَحْتُمْ نَسَانَا هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَتَفَكَّرُ فِي غَرَبَتِنَا وَفَقْرِنَا كَتَبْنَا مَطْوِيَةً وَكُتِبْنَا مَنْشُورَةً ﴿خزانة الروایات﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید، جمعہ، عاشورہ، محرم، شب برات، ہوتی ہے تو تب روحیں اپنے گھر کو آتی ہیں اور اپنے دروازے پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ کوئی ہے ہمارا جو ہم کو یاد کرے اور ہم پر رحم کرے اور ہماری غربت کو یاد کرے تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو ہمارے مال سے چین کرتے ہو تم ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھا ہے اور ہماری بیویوں سے تم نے نکاح کر لیا ہے تم میں کوئی ہے جو فکر کرے دھیان کرے ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے نامہ اعمال لپٹ چکے تمہارے نامہ اعمال کھلے ہیں۔ ﴿اتھی کنز العباد۔ وقائق الاخبار﴾

دعا مانگتے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھانا

﴿۴۵﴾ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ خَلْفِ ثَنَا ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ رَبَّكُمْ حَيَّنِي كَرَامًا يَسْتَنْجِي مِنْ غَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا صَفْرًا أَوْ قَالَ خَائِبِينَ ﴿ابن ماجہ۔ ابواب الدعاء، رفع الیدین فی الدعاء﴾ ترجمہ ابو بشر بن خلف، ابن ابی عدی، جعفر بن میمون، ابو عثمان سلمان سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا رب زندہ اور کرم کرنے والا ہے اس بات سے شرماتا ہے کہ بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے وہ انہیں خالی ہاتھ مایوس واپس کر دے۔

﴿۴۶﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَائِدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَمَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتَ اللَّهَ فَادْعُ بِبُطُونِ كَفَّيَاتٍ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا فَإِذَا فَرَعْتَ فَأَمْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ ﴿ابن ماجہ۔ ابواب الدعاء﴾ ترجمہ محمد بن الصباح، عائد بن حبیب، صالح بن حمان، محمد بن کعب القرظی، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اپنے ہاتھ کی تھیلیوں سے دعا کیا کر نہ کہ ان کی پشت سے اور جب دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھوں کو منہ پر مل دیا کر۔ ﴿۴۷﴾ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمَتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلْحِقُهُ مِنْ ابٍ أَوْ اخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ﴿البہیقی﴾ ترجمہ قبر میں میت غرق ہونے والے فریادی کی طرح منتظر ہوتا ہے کہ باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچے جب دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

ایصال ثواب کے ثبوت میں فقہاء و علماء کے اقوال

﴿۱﴾ وَيَنْفَرُ مِنَ الْفَرَانِ مَا تَنْفِرُ لَهُ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَأَوَّلُ الْبَقْرَةِ إِلَى الْمُلْحُونَ وَأَيَّةُ الْكُرْسِيِّ وَأَمِّنَ الرَّسُولُ وَسُورَةُ يَسَّ وَتَبَارَكَ الْمَلِكُ وَسُورَةُ التَّكْوِيْنِ وَالْأَخْلَاصِ اثْنِي عَشَرَ مَرَّةً أَوْ أَحَدَى عَشَرَ أَوْ سَبْعًا أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَوْ صَلِّ ثَوَابَ مَا قَرَأَ نَاهُ إِلَى فَلَانٍ أَوْ إِلَيْهِمْ ﴿رد المحتار﴾ جو اسان ہو قرآن مجید پڑھے۔ سورہ فاتحہ الم ذلک الکتاب سے لے کر الی المفلحون

تک اور ایہ الکرسی اور امن الرسول اور سورة الملك تبارک الذی اور سورة تکاثر اور سورة اخلاص قل هو اللہ احد بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھے پھر دعا مانگے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔ فائدہ۔ اس سے قرآن مجید پڑھ کر ارواح کو ایصال ثواب کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔

﴿۲﴾ وَفِي الْخُدَيْثِ مَنْ قَرَأَ الْخُلَاصَ أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً وَهَبَ أَجْرَ هَذَا لَيْلًا مَوَاتٍ ﴿۱﴾ رد المحتار حاشیہ در المختار باب صلاة الجنائز۔ غائیۃ الاوطار باب صلاة الجنائز ﴿۲﴾ ترجمہ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورة اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اموات یعنی ارواح کو بخش دے تو ان ارواح کے شمار کے موافق اس کو ثواب دیا جائے گا۔

﴿۳﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لَغَيْرِهِ صَلَوةٌ اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَةٌ اَوْ غَيْرُ هُمَا عِنْدَ اَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ ﴿الْهَدِيَّةِ﴾ ترجمہ بیشک آدمی کو مناسب ہے کہ یہ بات کرے تو ثواب دوسرے کو اپنے نیک کام نماز یا روزہ یا صدقہ خیرات یا اور کچھ یعنی یہی اہل السنۃ الجماعت کے نزدیک ہے۔

﴿۴﴾ وَفِي دَعَا الْاَحْيَاءِ لِّاِلَافِ مَوَاتٍ وَصَدَقْتُهُمْ نَهَمُ نَفْعٍ لَّهُمْ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ ﴿شرح عقائد نسفی﴾ ترجمہ جو زندہ انسان دعا مانگیں میت کے لیے یا ان کی طرف سے خیرات دیں تو موتی کو فائدہ نفع ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کی مخالفت کرتے ہیں بدعتی معتزلی لوگ۔ ﴿۵﴾ لَهْذَاجُھُو رَهْضَاءُ حَکْمُ کَرْدِہ اند ثَوَابُ ہر عِبَادَتِ بِمِثْلِ رِسْدِ ترجمہ لہذا جمہور فقہاء کرام کا حکم ہے کہ ثواب ہر عبادت کا میت کو پہنچتا ہے۔ ﴿۶﴾ فَزَهَبَ اَبُو حَنِيفَةَ وَاحِدٌ وَجَمْهُورُ السَّلَفِ اِلٰی وَصُولِهَا الْخِ ترجمہ پس کہا گیا ہے ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور سلف ایصال ثواب کی طرف ﴿فقہ اکبر﴾ طعام میکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایندہ برآں قل فاتحہ درود خواند معتبر کے شود خوردن آں بسیر خوب است ﴿ترجمہ﴾ جس طعام پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دیں اس کا کھانا ہوتا ہے۔ فتاویٰ عزیزہ ﴿۸﴾ اِگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشان بخیرت جائز است مضا نقہ نیست۔ ترجمہ اگر دودھ مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ایصال کی نیت سے پکا رکھلا دے تو جائز است کوئی مضا نقہ نہیں۔ فتاویٰ عزیزہ ﴿۹﴾ روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود کہ بہروں از حساب است ہشتادویک کلام اللہ بشمار آمد زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را خصر نیست۔ ملفوظات عزیز ترجمہ تیسرے دن آدمیوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیسویں ۸۱ ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہونگے کلمہ طیبہ کا اندازہ نہیں عبدالعزیز صاحب نے شاہ ولی اللہ صاحب کے تیسرے دن کے متعلق اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں۔ ﴿۱۰﴾ مولانا عبداللہ گجراتی وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔ تخصیصات در اوضاع و تراکیب ماکولات تعینات و مفردات بفاتحہ و نیاز ہائے بزرگان از سوم صالح است انتہی۔ جامع الاوراد۔ ﴿۱۱﴾ چون قرآن ختم کند اول پنج آیت خواندہ ست برائے فاتحہ بردارد و ثواب ختم بارواح ہر کہ خورید بطیفل آں حضرت ﷺ۔ جامع الاوراد ﴿۱۲﴾ اگر۔ زبدۃ الناصح ﴿۱۳﴾ اگر ملیدہ و شیر برنج بنافاتحہ بزرگے بقصد ایصال بروح ایشان بزرخورد خواند مضا نقہ نیست و طعام نزار اللہ اغنیاء خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد بس اغنیاء را ہم خوردن جائز است انتہی کلامہ۔ زبدۃ الناصح ﴿۱۵﴾ پس وہ مرتبہ درود خواندہ ختم تمام کنند بر قدرے شیرنی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخواند و حاجت از خائے تعالیٰ سوال نمایند الخ۔ کتاب فی سلاسل اولیاء ﴿۱۶﴾ و سرش آں کہ نزد عوام طریق زنج جانور بہرگونہ کہ مقدر است متعین است برائے رسانیدن جان جانور برائے ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ و قلود درود خواندن طریق متعین است برائے رسانیدن ماکولات و مشروبات

بارواح۔ تفسیر عزیزی سورة البقرہ ﴿۱۷﴾ ایں طعن مبنی است بر چہل احوال مطوعات علیہ زیرا کہ غیر از فرض شرعیہ مقررہ را بچکس فرض نمی داننداری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بامداد ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر تقسیم طعام و شیرینی امر سخت و خواست با جماع علماء و تعین روز عرس برائے آں کہ روز مژکور انتقال ایشان می باشد از در العمل

بدر الثبوت۔ زبۃ الناصح ﴿۱۸﴾ وصول القراءة للمیت اذا کانت بحضرته او دعویٰ له عقبہا ولو غائبا لان محل القراءة تنزل الرحمة والبکة والدعا عقبہا ارجی للقبول ترجمہ ثابت ہے کہ پہنچنا قرأت کا میت کو جب میت کے سامنے قرأت ہو یا اگر سامنے نہ ہو اور میت غائب ہو تو پڑھ کر دعا کہہ دی جائے اس واسطے کہ وقت قرأت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے بنا علیہ بعد قرأت دعا کرنے میں بہت امید قبولیت کی ہے انتہی کلامہ ﴿۱۹﴾ و در بعض روایات آمدہ ست کہ روح میت سے آمد خانہ خورشید جمعہ پس نظر سے کند کہ تصدق سے کند ازوے یا نہ۔ اشعت اللمعات ﴿۲۰﴾ عن بعض العلماء العلماء محققین ان الارواح

تتخلص لیلۃ الجمعة وتنشر فجاء الی مقابر ہم ثم جاؤ افی بیوتہم ترجمہ بعض علماء محققین سے ہے کہ روحیں چھوٹی ہیں جمعہ کی رات کو پھیل جاتی ہیں قبروں کی طرف آتی ہیں یعنی جہاں ان کے جسم دفن ہیں پھر اپنے گھروں کی طرف آتی ہیں یعنی جہاں حالت حیات دنیا میں مقیم تھیں۔ خزائن الروایات ﴿۲۱﴾ باید کہ ہر گاہ

صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آں سرور علیہ علی آلہ الصلاۃ والسلام ہدیہ جدا سازد و بعد از آں تصدق کند کہ حقوق آں سرور علیہ علی آلہ الصلوۃ والسلام فوق حقوق دیگر است و نیز بریں تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطیل آں سرور علیہ علی آلہ الصلوۃ والتحیات انتہی ترجمہ جب میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو اولاً سرور و جہاں ﷺ کے نام بطور ہدیہ پیش کرنا چاہئے اس کے بعد صدقہ کرے کیونکہ سرکار و جہاں ﷺ کے حقوق دوسرے لوگوں سے زیادہ ہیں نیز اس تقدیر پر سرور و جہاں ﷺ کے طفیل جلد صدقہ کی قبولیت کا احتمال ہے انھیں اکتوبات جلد ثالث ﴿۲۲﴾ لا باس بقراءة القرآن علی القبور۔ ترجمہ قبور پر قرآن مجید پڑھتے ہیں کوئی مضا نقہ نہیں ہے احیاء

العلوم ﴿۲۳﴾ قراءة القرآن عند القبور عند محمد رحمة الله عليه لانكره ومشائخنا رحمهم الله اخذوا بقوله وهل ينفع والمختار انه ينفع۔ کذا فی المصممرات ترجمہ قبرستان میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا امام محمد کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اس سے قبرستان والوں کو کوئی نفع ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے مختار یہ ہے کہ نفع ہوگا۔ مضمرات۔ فتاویٰ عالمگیری ﴿۲۴﴾ واختلف فی اجلاس القارئین لقرآن عند القرا

ن والمختار عدم الکمره۔ ترجمہ قراء حضرات کا قبرستان میں بیٹھنا تاکہ قبر کے پاس قرأت قرآن کریں اس میں علماء کا اختلاف ہے مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ فتح القدیر ﴿۲۵﴾ حافظان را برائے قرأت قرآن نشانندن نزد قبر دریں مسئلہ علماء کا اختلاف است مختار ہمیں است کہ جائز است الی آخر ہترجمہ حافظ کرام کا قرأت قرآن کے لیے قبر کے نزدیک بیٹھنا اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے مختار یہی ہے کہ جائز ہے الی آخرہ۔ مائے مسائل سوال ہشتاد و سوم۔ خزائن الروایات۔ کتاب مفید المستفید ﴿۲۶﴾ بدیں عبارت

در سپارہ خواندن اختلاف است اگر خوانند چنان خوانند کہ یکہ گز نشوند۔ ترجمہ اس عبارت میں سپارہ پڑھنے میں اختلاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر پڑھیں تو اس طرح پڑھیں کہ ایک دوسرے کا نہ سنے۔ ﴿۲۷﴾ حافظ شمس الدین بن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمان جمع می شوند و برائے اموات قرآن می خوانند پس اجماع شدہ انتہی ترجمہ حافظ شمس الدین بن عبد الواحد نے فرمایا زمانہ سے ہر شہر میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور اموات کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں ہر اجماع ہو گیا انتہی تر کرۃ الموتی والقبور۔ ﴿۲۸﴾ یجتمعون ویقرؤن القرآن لموتنا ہممن غیر نکیر فکان ذلک اجماعاً۔ ترجمہ آدمی جمع ہوتے ہیں اور پڑھتے ہیں قرآن اپنے موتی کے واسطے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا یہ اجماع ہو گیا اہل اسلام کا ﴿۲۹﴾ ان المسلمین یجتمعون فی کل عصور و زمان ویقرؤن القرآن ویبھدون ثوابہ موتنا تھم و علی هذا اهل الصلاح والديانة من كل مذهب من المالكية و اشافعية وغيرهم ولا ينكر ذلك منكر فكان اجماعاً ترجمہ بے شک مسلمان جمع ہوتے ہیں ہرے ہیں اور عصر زمانہ میں قرآن پڑھتے رہے اور پہنچاتے رہے ثواب اس کا اپنی موتی کو اور انہی بات پر جمع ہیں صلاح اور دیانت والے ہر مذهب کے مالکی اور شافعی وغیرہ اور انہیں کا کوئی منکر انکار نہیں کرتا پس اس کا اجماع ہو گیا۔ ﴿۳۰﴾ مستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام والی سبعة ایام والی اربعین۔ ترجمہ یعنی مستحب ہے صدقہ دیا جائے میت کی طرف سے تین دن بعض نے لکھا ہے سات دن تک اور بعضوں نے چالیس دن تک لکھا ہے ﴿۳۱﴾ ینبغی ان یواظب علی الصدقة الی سبعة ایام وقبل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیئہ۔ ترجمہ چاہئے کہ سات دن تک ہمیشہ خیرات دی جائے میت کی طرف سے اور بعضوں نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ میت آرزو مند اور مائل ہوتی ہے اپنے گھر کی طرف۔ خزائنہ الروایات۔ شرح برزخ۔ ﴿۳۲﴾ واما صبغة الطعام من اهل المیت اذ کان للقرءاء فلا بأس به لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوة المرأة النتی مات زوجها کما فی سننسن ابی داود ترجمہ اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کے لئے ہو کچھ مضافاً نہیں اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے قبول کی دعوت اس عورت کی کہ جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا سنن ابی داود میں ہے۔ کتاب انجاء الحلیہ شرح ابن ماجہ ﴿۳۳﴾ نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تین دن اور دسویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور برسوں دن صدقہ دیا۔ مجموع الروایات۔ خزائنہ الروایات۔ ﴿۳۴﴾ اول حالت کے بحیرہ جدا شدن روح از بدن خواہ شدنی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن و دیگر معروفان از اہل باقی است و آں وقت گویا برزخ است کہ چیزے از اں طرف و چیزے از طرف وندزدنگاں لمبردگاں دریں حالت زود ترمی رسد و مرگنا منتظر لحوق مدتیرا بھلا کرے مجھ کو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا ہے میں نے کہا تم مجھ کو پہنچا پہنچاتے ہیں نئے ہو اس نے کہا ہم جانور تک۔

طعام فاتحہ کردہ بفقرء وید البتہ ثواب میرسد ﴿۱۳﴾ ہمیں است مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب درود و الحمد و قل وہم ثواب بزل طعام منزور روح آں جناب خواہد رسید ازیں طرف می باشد صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار آد میآید و ازیں است کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں ناس امداد و کوشش تمام امی نمایند انتہی۔ تفسیر عزیزی ایصال فارسی۔ ترجمہ پہلی حالت محض روح کا جسم سے جدا ہونا ہے اس حالت میں فی الجملہ سابقہ زندگی کا اثر بدن کی الفت اور دیگر اپنی جنس کی اشیاء کا تعلق اور رابطہ باقی رہتا ہے گویا یہ وقت دنیاوی زندگی اور قبر کی زندگی کے درمیان آڑ ہے کہ ایک چیز دنیاوی زندگی کی موجود اور ایک چیز قبر کی زندگی کی حاصل زندوں کی مدد ایسے وقت میں ارواح کو جلد پہنچتی ہے اور مرنے والے ان کی طرف سے صدقہ دعا اور فاتحہ کے ذریعے مدد کے منتظر ہوتے ہیں وقت میں آدمی کے بہت سارے کام فائدہ دیتے ہیں اسی وجہ سے آیا ہے کہ نبی آدم کی موت کے بعد ایک سال تک گھر کا طواف کرتے ہیں اور بالخصوص ایک چلہ تک امداد اور کوشش کا پہنچانا اس نوع سے ہے۔ ﴿۳۵﴾ ویستحب اذا دفن

المیت ان یجلسوا اساعته عبد القبر بعد الا نفراغ بقدر ما ینحر جرور ویقسم لحمها یتلون القرآن وید عوناً للمیت الجوہرۃ النیرۃ بجز اول ترجمہ مستحب ہے بعد دفن میت اس قدر بٹھکانا کہ اونٹ زنج ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہو جائے پڑھتے رہیں قرآن اور دعاء کریں میت کے لیے۔ ﴿۳۶﴾ ویستحب جلوس ساعة بعد دفنه الدعاء وقراءة بقدر ما ینحر الجرور ویفرق لحمه ترجمہ اور مستحب ہے بعد دفن مردہ کے ایک ساعت توقف کرنا دعا اور قرأت کے لئے اس قدر کہ قربانی اونٹ کی ہو کر اس کا گوشت بٹ جائے۔ رد المحتار حاشیہ در مختار جلد اول۔ ﴿۳۷﴾ وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسناً ترجمہ اگر اہل میت نے فقراء کے لیے کھانا پکایا تو اچھا ہے۔ رد المحتار فتاویٰ عالمگیری ﴿۳۸﴾ حضرت صدر الفاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واذ احضر القسمة اولو القربی والیتیمی والمسکین فزرؤ قوہم منہ وقولوا لہم قولاً معروفاً ترجمہ پھر بانٹتے۔ وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں کچھ دوا اور آں سے اچھی بات کہو۔ نقل تقسیم اور یہ دینا مستحب ہے اس میں عز و جلیل وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ صدقہ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکایا رشتہ داروں اور یتیموں و مسکینوں کو کھانا کھلایا اور یہ آیت پڑھی ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا تجھے جس کو سوگم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معلوم ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں پر تصدیق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں نے جاہل ہوا ہے جو بزرگوں کے اس میں عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکنے کے باوجود یکہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں داخل کر دیا اور عمل خیر روکنے پر مصروف ہو گئے اللہ ان کو ہدایت دے تفسیر خزائن العرفان ﴿۳۹﴾ ویقال روح الاقرباء من اموات المؤمنین یقولون ربنا انذن

لنا بانزول منا لبا حتی نری اولادنا وعبا لنا فیبرزولون فی لیلۃ القدر انتہی ترجمہ مؤمن اموات کی ارواح کہتی ہیں اے ہمارے رب ہم کو اپنے گھروں میں جانے کی اجازت فرما دے تاکہ ہم اپنے اہل و عیال کو دیکھیں تو وہ رو میں لیلۃ القدر میں آتی ہیں۔ وقائق الاخبار ﴿۴۰﴾ فردوسے آئند ملائکہ از آسمانہا و ارواح از مقام علیین در آں شب۔ ترجمہ اس رات یعنی لیلۃ القدر میں ملائکہ آسمانوں سے اور ارواح مقام علیین سے اترتے ہیں۔ اس کے بعد میں لکھا ہے کہ ہمراہ جبریل علیہ السلام جمیع ملائکہ و ارواح نزول می کنند۔ ترجمہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ سب ملائکہ اور رو میں بھی اترتی ہیں۔ شرح تفسیر عزیزی۔ ﴿۴۱﴾ محمد الف ثانی فرماتے ہیں کہ باید کہ ہر

گاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت سرور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ جدا سازد و بعد ازاں تصدیق کند کہ حقوق آل سرور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فوق حقوق دیگران است و نیز بریں تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آل سرور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتحمیات انتہی ترجمہ میت کی جانب سے صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے سرور دو جہاں علیہ علیہ کے نام بطور ہدیہ پیش کرنا چاہئے اس کے بعد صدقہ کرے کیونکہ سرکار دو جہاں علیہ علیہ کے حقوق دوسرے لوگوں سے زیادہ ہیں فی اس تقدیر پر سرور دو جہاں علیہ علیہ کے طفیل جلد صدقہ کی قبولیت کا احتمال ہے۔ مکتوبات جلد ثالث۔

صالح مزی کا قصہ

حضرت نصر بن محمد فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنبیہ الغافلین باب فصل جمعة المبارک کی فضیلت میں صالح مزی کا قصہ لکھتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ اپنے والد سے سنا اور وہ فرماتے تھے کہ یہ قصہ صالح مزی کا مجھے پہنچا۔ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد میں آئے کہ نماز فجر وہاں پڑھیں راستہ میں ایک مقبرہ ملا دل میں خیال آیا کہ صحیح صادق ہو جائے گی اس وقت مسجد کو چلیں گے مقبرہ میں ٹھہر گئے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگایا نیند آنکھوں میں بھر آئی دیکھتے کیا ہیں تمام اصحاب قبروں سے نکل کر حلقہ حلقہ بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا اس کے کپڑے میلے اور اس مغموں بیٹھا ہے اتنے میں بہت خوان ڈھکے ہوئے خوان پوشوں سے آئے ان میں ہر ایک شخص اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان رہ گیا اس کے پاس کچھ نہ آیا وہ اداس غم کا مارا اٹھ کھڑا ہوا جب قبر میں داخل ہونے لگا صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے تو کیوں اداس ہے اس نے کہا کہ تم نے دیکھا نہیں ہے کس قدر خوان آئے تھے میں نے کہا ہاں وہ بولا یہ تحفہ تحائف تھے جوان کے واسطے خیر خواہوں نے بھیجے تھے جو وہ صدقہ دعا وغیرہ کرتے ہیں ان کو پہنچتا ہے جمعہ کی رات کو اور میں رہنے والا ملک سندھ کا ہوں اپنی ماں کو لے کر واسطے حج کرنے کے آیا تھا جب بصرہ میں پہنچا میں فوت ہو گیا میری ماں نے میرے بعد نکاح کر لیا اور دنیا میں مشغول ہو کر مجھ کو بھول گئی نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے نہ زبان سے دعا کرتی ہے اب میں غمگین نہ ہوں تو کیا کروں میرا کوئی نہیں جو یاد کرے۔ تب صالح مزی کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تیری ماں کہاں ہے اس نے بتہ دیا پھر صبح ہوئی نماز پڑھی اور اس کا گھر ڈھونڈتا ہوا گیا اس نے اندر سے آواز دی تو کون ہے میں نے کہا صالح مزی اس نے بلایا میں گیا میں نے کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنے تب میں اس سے نزدیک ہو گیا فقط ایک پردہ بیچ میں رہ گیا میں کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کوئی تیرا بیٹا ہے وہ بولی کوئی نہیں ہے میں نے کہا کبھی ہوا تھا تب وہ سانس بھرنے لگی اور بولی ایک جوان بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا ہے تب میں نے وہ قصہ مقبرہ کا اس کو سنایا اس کے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی اے صالح مزی وہ میرا بیٹا میرا کچھ تھا پھر اس عورت نے مجھ کو ہزار درم دیے اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سے خیرات کر دیجیے اور اب سے میں اس کو دعا اور خیرات سے نہیں بھولوں گی جب تک دم میں دم ہے صالح مزی فرماتے ہیں کہ پھر میں نے وہ ہزار درم خیرات کر دیے اگلے جمعہ کی رات اس مقبرہ میں گیا دو رکعت پڑھیں ایک قبر سہارے بیٹھ گیا سر جھکا کر پھر میں ان لوگوں کو قبروں سے نکلتے دیکھا اور اس جوان کو دیکھا سفید کپڑے نہایت خوش و خرم وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح مزی اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے مجھ کو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا ہے میں نے کہا تم جمعہ کو پہنچاتے ہو اس نے کہا ہم جانور تک پہنچاتے ہیں۔

قصہ حافظ قاری عبد الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ کا

میں حافظ عبد الرحمن شہید کا بھائی طالب حسین کرمانی کہتا ہوں کہ میں رات کو خواب میں اپنے بھائی حافظ عبد الرحمن شہید کے مقبرہ میں چلا گیا جب میں مقبرہ کے اندر جانے لگا تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں وہ مجھے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے مقبرے سے باہر نکل کر چلنے لگا میں نے پوچھا بھائی کہاں جاتے ہو اس نے فرمایا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے وہ مسجد کی طرف چلے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا وہ اسی قبرستان کی مسجد میں پہنچ گیا۔ اس قبرستان کا نام حافظ پیر ہے حافظ عبد اللہ جھنڈیرا اسی قبرستان میں مدفون ہیں اسی نسبت سے لوگ اس کو حافظ پیر کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا بھائی آپ اس مسجد میں آئے ہیں کوئی نماز تو نہیں ہے آپ نے فرمایا بھائی نماز کو کچھ دیر ہے اس قبرستان میں جو لوگ مدفون ہیں وہ لوگ آئیں گے آذان اور جماعت ہوگی نماز پڑھیں گے اب تم اپنے گھر چلے جاؤ تو میں واپس گھر آ گیا۔ میرے بھائی شہید نے مجھے بے شمار باتیں بتائیں اور وہ سچ ثابت ہوئیں۔ آیت کا ترجمہ ہے کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ دھریے بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے۔ پاکستان میں نواب شاہ اور کراچی میں اب بھی ڈھری قوم کے ہیں۔ یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ مگر ان سے میری بات ہوئی ہے۔ اس آیت میں دو موتیں اور دو زندگیاں ثابت ہیں۔ پہلے موت اور بعد میں زندگی فرمائی گئی ہے۔ الذی خلق الموت والحیوة ﴿۲۹﴾ سورة الملک آیت ۲ ﴿۲﴾ ترجمہ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔ اس آیت میں بھی پہلے موت اور بعد میں زندگی فرمائی گئی ہے۔

عالم برزخ کا بیان

عالم برزخ۔ لغت میں برزخ کا مطلب ہے دو چیزوں کے مابین کی حد۔ روک۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْنِ ﴿۲۷﴾ سورة الرحمن آیت ۲۷ ﴿۲۷﴾ ترجمہ اور ان پر روک ہے کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحُجْرًا مَّخْجُورًا ﴿۲۸﴾ سورة الفرقان آیت ۲۸ ﴿۲۸﴾ ترجمہ اور ان کے درمیان میں حجاب رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔ ان آیات مبارکہ میں بیٹھا اور کڑوا دریاؤں کے مابین میں حجاب کو برزخ فرمایا گیا۔ شریعت کی اصطلاح میں موت سے قیامت تک کی مدت کا نام برزخ ہے۔ وَهِيَ وَرَأْيُهُمْ بَرْزَخٌ اِلَىٰ يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴿۱۰۰﴾ سورة المؤمنین آیت ۱۰۰ ﴿۱۰۰﴾ ترجمہ اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔ اس آیت میں برزخ اسی کہ کچھ نہ تھے اس نے برزخ کے معنی میں ہے۔ قبر کی زندگی کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد ہر انسان اسی عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ انسان کو قبر میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلا کر رکھا گیا جائے۔ یا دریا میں ڈوب جائے اور چھلیاں کھا جائیں۔ یا اس دنیا میں اس کو جانور رکھا جائیں۔ ہر حالت میں انسان عالم برزخ میں جاتا ہے۔ اس انسان کا تعلق اس دنیا میں کم اور آخرت میں زیادہ ہوتا ہے۔ یا ایک دنیا کے عالم سے نکل کر عالم قبر میں اپنی زندگی گزارتا ہے۔ تمام اہل سنت کا یہی مذهب ہے کہ عالم برزخ کی زندگی یعنی قبر کی

زندگی حق ہے اور متعدد احادیث صحیح جوحد تو اتر کو پہنچی ہوئی ہیں حیات قبر کو ثابت کرتی ہیں۔ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر میں انسان کو زندہ کر دیا جاتا ہے۔ جب انسان کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو منکر و نکیر کے سوالوں کے جواب میں اگر کامیاب ہو جاتا ہے تو منکر نکیر کہتے ہیں۔ لَمْ كُنْزُ مِذَّ الْعُرُوسِ تَرْجَمَةً لِّدَلْنِ كِطْرَحِ آرَامٍ وَسُكُونٍ سَ سَوجا۔ تو جنت کے دروازوں سے ایک دروازہ اس کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ بہشت کی خوشبوئیں اور ٹھنڈی ہوائیں اس تک پہنچتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس راحت سے مومن کو نیند آ جاتی ہے۔ جب کافر کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو کہے گا قُلُوا يٰوَيْلَنَا مَنْ مَّ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ﴿پ ۲۳ سورة یس آیت ۵۲﴾ ترجمہ کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں نیند سے جگا دیا؟ اس سے ثابت ہوا کہ عالم برزخ میں دوزخیوں کی کیفیت نیند جیسی ہوگی۔ اور روح کا تعلق جسم سے ہوگا۔ انبیاء اور اولیاء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ عالم برزخ میں پوری جزاء اور سزا نہیں ہوگی۔ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ترجمہ پھر اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ ترجمہ جوعن۔ مضارع حاضر جمع کا صیغہ ہے۔ تاء اور آخر کی واؤ نون گرا دیا تو رجوع بن گیا۔ اسی سے رجوع ہے۔ کما بدانا اول خلق نعیدہ ﴿سورة الانبیاء آیت ۱۰۴﴾ ترجمہ پس ان کا دوبارہ زندہ کرنا ان کے ابتدا میں زندہ کرنے کی طرف ہے۔ اور یہی رجوع ہے۔ ترجمہ جوعن زیادہ قراء کی قراءت ہے۔ یحییٰ بن یحیر، ابن ابی اسحق، مجاہد، ابن حصن، سلام بن یعقوب نے حرف مضارع کو فتح اور جیم کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے ﴿قرطبی﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے روایت کی ہے کہ مذکورہ آیت کا معنی یہ ہے کہ تم کچھ بھی نہیں تھے اس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں قیامت کے دن زندہ کرے گا۔ ﴿درمنثور۔ طبری﴾ امام ابن جریر، ابن المنز، راو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے آباء کی صلوٰں میں مردہ تھے اور کچھ بھی نہیں تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ حق کی موت مارے گا تمہیں زندگی کے ساتھ زندہ کرے گا جب وہ تمہیں اٹھائے گا ﴿درمنثور۔ طبری﴾ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے وہ اپنے آباء کی صلوٰں میں مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا، پھر انہیں باہر نکالا پھر وہ انہیں ایسی موت دے گا جو یقینی ہے پھر انہیں قیامت کے روز زندہ کرے گا، ان دو موتوں اور زندگیوں کا ذکر اس آیت میں ہے ﴿شعب الایمان۔ درمنثور﴾ وکیع اور ابن جریر نے ابوصالح سے نقل کیا ہے کہ وہ قبر میں تمہیں زندہ کرے گا پھر وہ تمہیں موت دے گا ﴿تاریخ کبیر۔ درمنثور﴾ امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے متعلق روایت فرمایا ہے کہ تم کچھ نہ تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر وہ تمہیں حق کی موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رَبَّنَا اٰمَنَّا اِثْنَتَيْنِ وَ اٰمَنَّا اِثْنَتَيْنِ (المومن: ۱۱) اس آیت کی مثل ہے ﴿تفسیر طبری۔ درمنثور﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ انہیں موت دی پھر زندہ کیا پھر زندگی کے بعد قیامت کے روز اس کی بارگاہ میں وہ لوٹیں گے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا دوزخی جو دوزخ والے ہیں اس میں نہ مرے گا نہ زندہ ہوگا لیکن کچھ لوگ ہونگے جنہیں آگ لگے گی ان کے گناہوں کے سبب پھر اللہ تعالیٰ ان کو موت دے گا حتیٰ کہ جب وہ کوئلہ ہو جائیں گے تو اذن شفاعت ہوگا انہیں گروں کی صورت میں لایا جائے گا پھر بہشت کی نہروں پر ان کو بکھیر دیا جائے گا۔ کہا جائے گا اے اہل جنت ان پر پانی بہاؤ پس اس طرح ان پر گوشت پیدا ہو جائے گا جیسے سیلاب کی مٹی پر بوٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی نے کہا گویا رسول اللہ ﷺ جنگل میں بکریاں چراتے تھے۔ ﴿مسلم کتاب الایمان﴾

شہید عالم برزخ میں زندہ ہوتا ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ حَيًّا ؕ وَلَٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ﴿پ ۲ سورة البقرة آیت ۱۵۴﴾ ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ حَيًّا ؕ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿لا فَرَجَيْنَ بِمَا أَتَتْهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَسْتَنْبِشُونَ﴾ يَا لَذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿پ سورة آل عمران آیت ۱۶۹، ۱۷۰﴾ ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے گئے ان کو ہرگز مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و رحمت سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں اور اپنے بعد کے مسلمانوں کے بارے میں جو ان سے ابھی نہیں ملے یہ بشارت پاکر خوش ہوتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بَلْ حَيًّا ؕ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بہشت کا پھل بطور رزق دیا جاتا ہے وہ بہشت کی خوشبو پاتے ہیں جب کہ وہ جنت میں نہیں ہوتے۔ ﴿در المنثور﴾

قیامت کے دن سب قبروں سے نکلیں گے

فَصَعَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ترجمہ تو بہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں اور جتنے زمینوں میں مگر جسے اللہ چاہے گا پھر وہ دوبارہ صور پھونکا جائے گا وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ﴿پ ۲۳ سورة الزمر آیت ۲۸﴾ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرًّا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿پ ۲۹ سورة المعارج آیت ۴۳﴾ جس دن قبروں سے چھٹے ہوئے نکلیں گے گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہوں گے۔ وَ عَرَضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا ﴿پ ۱۵ سورة الکہف آیت ۴۸﴾ ترجمہ اور تمام تمہارے رب کے حضور صف در صف پیش ہو گئے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿پ ۲۹۰ ترجمہ وہی تو ہے جس نے تمام شے جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں۔ پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کو درست سات آسمان بناے اور وہ تمام شے جانے والا ہے۔ هُوَ : وہ : الَّذِي : جس نے خَلَقَ : پیدا کیا : لَكُمْ : تمہارے لیے : مَّا : جو : فِي : میں : الْأَرْضِ : زمین : جَمِيعًا : تمام : ثُمَّ : پھر : اسْتَوَى : ارادہ کیا : إِلَى : طرف : السَّمَاءِ : آسمان : فَسَوَّاهُنَّ : پھر ان کو سچ بنایا : سَبْعَ : سات : سَمَوَاتٍ : آسمان : وَ :

اور ھُوَ : وہ : بِكُلِّ : تمام : شَيْءٍ : چیز : عَلَيْنِمْ : جانے والا۔ اس زمین میں جو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء پیدا کیں ہیں وہ سب انسان کے فائدے کے لیے ہیں خلق۔ کا مطلب ہے عدم سے وجود میں لانا ابن کیسان نے کہا خَلَقَ لَكُمْ کا مطلب ہے من اجلکم تمہارے لیے پیدا کیا۔ بعض نے فرمایا اس کا معنی ہے جو کچھ زمین میں ہے تم پر انعام کیا گیا ہے، وہ تمام تمہارے لیے ہے۔ ﴿قرطبی﴾۔ لَكُمْ کلام انتفاع یعنی نفع کے لیے ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے انسان کے نفع کے لیے ہے۔

مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا تمام چیزیں زمین کے اوپر ہوں یا زمین کے نیچے یہ سب انسان کے لیے پیدا کیں گئی ہیں۔ بعض نے کہا خلق۔ بسخر کے معنی میں ہے۔ وَنَسَخَرْ لَكُمْ مَا فِي السَّمُوتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ (پ ۲۵ سورة الجاثیہ آیت ۱۳) ترجمہ اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔

زمین میں اشیاء کی ابتداء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو ان کے ساتھ بہشت کی ہوائی جس کا تعلق جنت کے اشجار اورادیوں سے جڑا ہوا تھا۔ پس اس ہوا کی وجہ سے جنت کی خوشبودنیاں آتی ہے لہذا دنیا میں موجود خوشبو جنت کی ہوا کی وجہ سے ہے۔

﴿۱﴾ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حجر اسود بھی اتر اچھا اس وقت برف سے بھی زیادہ سفید تھا۔

﴿۲﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو بہشت کے درخت ریحان کی لکڑی کا تھا اور اس کی لمبائی دس زراع کی تھی۔

﴿۳﴾ اشجار سے نکلنے والی گوند۔ اس کے بعد لوہے کی سل، ہتھوڑا اور چمنا اتر ا۔ جب آدم علیہ السلام پہاڑ پر اترے لوہے کی ایک شاخ دیکھی جو پہاڑ پر اگی ہوئی تھی۔ جس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہتھوڑا اسی کی جنس سے ہے۔ پس وہ ہتھوڑے کے ساتھ اس شاخ کو توڑنا شروع ہوئے وہ شاخ (لوہے کی) بوسیدہ اور کمزور ہو چکی تو اس پر آگ روشن کی یہاں تک کہ وہ پگھل گئی اس کے بعد انہوں نے اس سے چھری بنائی جو کہ انسان کی صنعت کاری کا پہلا شاہکار ہے اس چھری کے ساتھ وہ بہت سے کام کیا کرتے تھے پھر ایک تور بنایا یہ وہی تور وراثت میں نوح علیہ السلام کو ملا تھا اور ہند میں پانی حضرت نوح علیہ السلام کے عذاب کے وقت یہی تور ابلا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو اس وقت ان کا سر آسمان کی رگڑ سے آدم علیہ السلام کی پیشانی کے بال گر گئے جس کے بعد آدم علیہ السلام کی اولاد بھی ننگی پیشانی کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے طور پر القامت ہونے کی وجہ سے جنگل کے جانور ان سے بدکتے تھے اور آج تک انسان سے ڈرتے اور بدکتے اور وحشت کھاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام جس پہاڑ پر اترے تھے اس پر کھڑے ہو کر فرشتوں کی آوازیں سنتے تھے اور جنت کی ہوا سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ پھر انہیں پست قامت (ساٹھ زراع) کر دیا گیا اور پھر وفات تک آپ کا قد بقی رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں آدم علیہ السلام جیسا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو نہیں ملا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اترے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیس قسم کے پھل انہیں توشہ کے طور پر دیئے جن میں سے دس چھلکے والے۔ دس گٹھلی والے۔ اور دس ایسے جن کا نہ چھلکا نہ گٹھلی۔

چھلکے والے پھل (۱) آڑو، خوبانی، آلو بخارا، کھجور، غنیمیر، بیر، شفتالو، عناب، گولر، شاہ لوج۔

چھلکے اور بغیر گٹھلی والے پھل۔ سیب، بہی، ناشپاتی، انگور، شہوت، انجیر، لیموں، خربوز، یعنی کھیرا تر، خربوزہ۔

بہشت کی گندم۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے آئے تو ان کے ساتھ گندم کی ایک تھیلی تھی بعض کہتے ہیں کہ گندم حضرت جبریل علیہ السلام لائے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو بھوک لگی اور انہوں نے اپنے رب سے کھانا مانگا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس تھیلی میں سے سات دانے نکال کر حضرت آدم علیہ السلام کی تھیلی پر رکھے حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ وہی ہے جو آپ کے جنت سے نکالنے کا سبب ہوا۔ ان دانوں میں سے ایک دانہ کا وزن ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم کے برابر تھا۔ کھیتی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان دانوں کو کیا کروں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا ان کو زمین میں پھیلا دو۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی میں اس کو اگا دیا اور کھیتی اگنے کا یہ طریقہ ان کی اولاد میں بھی جاری ہے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا فصل کو کاٹو پس انہوں نے اسے کاٹا۔ پھر کہا اس کو جمع کر اور اپنے ہاتھوں سے رگڑ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا پھونک مار کر اس کا بھوسہ اڑا دو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پھونک مار کر اس کا بھوسہ اڑا دیا جس کے بعد صرف دانے باقی رہ گئے۔ پھر اس کے بعد وہ دونوں پتھروں دو پتھروں کے پاس آئے اور ایک کو دوسرے پر رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان دانوں کو پیسا پھر حکم کے مطابق اس آٹے میں پانی ڈال کر گوندھا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام ایک پتھر اور لوہا یعنی توالا لے کر حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کو رگڑا تو آگ نکلی پھر حکم کے مطابق روٹی بنائی۔ یہ آگ پر تیار ہونے والی سب سے پہلی روٹی تھی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے اسے معلوم ہوا ﴿تاریخ طبری﴾

اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہلے بنایا اور آسمان کو بعد میں بنایا

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے سات آسمان ہموار بنائے۔ استوی کا لغوی معنی ہے کسی چیز پر بلند ہونا۔ ارتفع۔ بلند ہوا۔ ثم کا معنی پھر ہے۔ ایک کام کر کے پھر جب دوسرا کام کرتے ہیں تو اس وقت عربی میں ثَمَّ اور اردو میں پھر استعمال ہوتا ہے۔ یعنی میں پہلے کھڑا ہوا اور پھر بیٹھ گیا۔ اسی طرح یہاں پھر بعد کا معنی دے رہا ہے۔ یعنی پہلے زمین بنائی پھر آسمانوں کو بنایا۔ صحیح ہے۔

قُلْ اَنْتُمْ لَكُمْ كُنُوزٌ فِي الْاَرْضِ وَ تَجْعَلُونَ لَهَا اَنْذَادًا لِّكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَ جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بَرَكَ فِيهَا وَقَدْ رَفَعَهَا فِي اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۝ سَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

لَا رُضَ اَنْتِنَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طًا بُعَيْنَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَاَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا وَرَزَقْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِمَّا بَيْنَ وَجْهِهَا وَجِوْفِهَا ذَلِكُمْ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ (تم السجدة: ۱۲-۹) ترجمہ آپ کیجیے: کیا تم واقعی اس ذات کے ساتھ کفر کرتے ہو جس نے دودن میں زمین کو بنایا اور اس کے لیے شریک بناتے ہو وہ (عظیم) رب ہے تمام جہانوں کا اور اس نے زمین میں بھاری پہاڑوں کو گاڑ دیا اور اس میں برکت رکھی اور زمین میں رہنے والوں کی غذا بھی چار دنوں میں مقدر کی جو طلب کرنے والوں کے لیے مساوی ہے پھر آسمان کی طرف قصد کیا تو وہ دھواں تھا پھر آسمان اور زمین سے فرمایا: تم دونوں خوشی یا ناخوشی سے حاضر ہو ان دونوں نے کہا: ہم خوشی سے حاضر ہوئے پھر دودن میں سات آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں ان کے موقف حکم بھیجا اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چھ انگوٹوں سے مزین کیا اور اس کی حفاظت کی یہ بہت زبردست ذات بڑے علم والے کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مجاہد نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو خشک کیا جس پر اس کا عرش تھا اور اسے زمین بنادیا اس میں دھواں اٹھا اور بلند ہوا تو اس سے آسمان بنادیا۔ زمین کی تخلیق آسمان کی تخلیق سے پہلے ہوئی پھر اس امر نے آسمانوں کا قصد کیا اور انہیں سات آسمان بنائے پھر اس کے بعد زمین کو پھیلا یا۔ جب پہلے فرمایا تھا تو یہ پھیل ہی نہ تھی ﴿قرطبی﴾ ان آیات مبارکہ میں ہے ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ۔ پھر آسمان کی طرف قصد کیا تو وہ دھواں تھا۔ یعنی پہلے زمین بنائی پھر آسمان بنائے۔ زمین کو بنانے میں دودن لگے۔ اُس وقت چاند سورج نہیں تھا لیکن یہ اس دنیا کے حساب کا وقت فرمایا گیا ہے۔ وَالْاَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دُخَانٌ ﴿سورة النازعات آیت ۳۰﴾ اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا۔ دُخُو۔ دحیہ کا معنی ہے۔ پھیلا نا، بچھنا، یعنی پہلے زمین بنائی اور پھر آسمانوں کو بنانے کا قصد کیا تو وہ پہلے دھواں تھا تو پھر ان آسمانوں کو بنایا اور اس کے بعد زمین کو پھیلا یا۔ زمین کے پھیلنے کی ابتدا بیت اللہ شریف سے شروع ہوئی اور دودن میں مکمل ہوئی۔ کعبہ شریف زمین کے درمیان میں ہے۔ اور زمین کے اوپر تمام اشجار، سبزیاں، پودے، فصلیں، جڑی بوٹیاں، پوہلی، لہلیسی یا بکریٹیل، باتھو، بوگھاٹ، بیاز، اٹسٹ، کھبل، گھاس، ڈیلا، بھکوا یعنی گوکھرو، سوانک، دھرل بوٹی، خرو، گھونیس، ڈھڑن وغیرہ۔ پیدا فرمائیں۔ یعنی زمین پہلے ہی سے بن چکی تھی۔ بعد میں پھیلا یا گیا۔ مٹی کی مختلف اقسام اللہ تعالیٰ نے بنائیں۔ ریتلی مٹی، بچنی مٹی، میرا زمین۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴿پ ۲۸ سورة الطلاق آیت ۱۲﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے سات آسمانوں کو بنایا۔ اور انہیں کی مثل زمینیں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے ایک بالشت کسی کی زمین ظلماً لے لی اسے سات زمینوں تک اس کا طوق پہنایا جائے گا ﴿قرطبی﴾ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سات زمینیں ہیں۔ چاند، مریخ، زہرہ، عطارد، زحل، مشتری وغیرہ یہ سب زمینیں ہیں اللہ تعالیٰ تمام غیب کا جاننے والا ہے۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ

پھر وہ اوپر کی جانب متوجہ ہوا تو صحیح ہموار سات آسمانوں کو بنایا۔ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ پ ۹ سورة الاعراف آیت ۵۴ ﴿ترجمہ اس نے سات آسمانوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب اشیاء کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کا عرش پانی پر تھا اور نہ کوئی زمین اور نہ کوئی آسمان تھا تو پہلے ہوا کو پیدا کیا پھر ہوا کو پانی پر مسلط کیا حتیٰ کہ پانی کی موجوں میں اضطراب آگیا اور ٹیلوں کی طرح ابھرنے لگیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانی سے دھواں مٹی اور جھاگ نکالی دھویں کو حکم دیا تو وہ بلند ہو گیا اور بڑھ گیا پھر اس سے آسمانوں کو پیدا کیا اور مٹی سے زمینیں پیدا کیں اور جھاگ سے پہاڑ بنائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پانی پر آگ جاری کیا۔ پس سمندر سے بخارات اُٹھے ہوا کی طرف بلند ہوئے پھر اس سے آسمان بنادیئے۔ کل شئی خلق من الماء۔ ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اور آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کے مسافت ہے۔ پھر کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے عرش پانی پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور وہ جانتا ہے کہ جس جگہ تم ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں آسمان دنیا ایک رکی ہوئی موج ہے اور دوسرا آسمان سفید سنگ مرمر ہے۔ تیسرا آسمان لوہے کا ہے اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچواں آسمان چاندی کا ہے چھواں آسمان سونے کا ہے۔ اور ساتواں آسمان سرخ یا قوت کا ہے اور اس کے اوپر نور کے صحرا ہیں اس کے اوپر کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک فرشتہ ہے جس کے سپرد پردے ہیں اس کو میطاطروں کہا جاتا ہے ﴿در المنثور۔ طبری﴾ ہر آسمان کے اوپر فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا کرتے ہیں۔ اَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا۔

زمین ہوا میں معلق ہے

زمین ہوا میں معلق ہے۔ اس کے اوپر کرہ قمر ہے اور اس کے اوپر کرہ عطارد ہے۔ اور اس کے اوپر کرہ زہرہ ہے پھر اس کے اوپر کرہ شمس ہے پھر اس کے اوپر کرہ مریخ ہے پھر اس کے اوپر کرہ مشتری ہے پھر اس کے اوپر زحل ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ترجمہ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز جانتا ہے۔ زمین میں انسانوں، جنوں، جانوروں، کیڑوں، مکوڑوں وغیرہ کو اور آسمانوں میں فرشتوں اور حوروں وغیرہ کو۔ وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری شرگ کے نزدیک ہے۔ میں نے رات کو خواب میں زمین کے اوپر چڑھ کر دیکھا تو زمین معلق تھی اور جس حصہ میں رات تھی اس میں بجلی کے بلبوں کی روشنی تھی ﴿کرمانی﴾

حضرت آدم علیہ السلام کا بیان

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۚ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۳۰ ﴿ترجمہ اور جب تمہارے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے آدمی کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد کرے گا اور خون ریزی کرتا پھرے اور ہم تیری حمد کے

ساتھ تسبیح و تقدیس پڑھتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ و : اور : اذ : جب : قال : کہا : رَبُّكَ : تمہارا رب :
لِلْمَلٰئِكَةِ : ملائکہ سے : اِنِّیْ : کہ میں : جَاعِلٌ : بنانے والا : فِیْ : میں : الْاَرْضِ : زمین : خَلِیْفَةً : نائب : قَالُوْا : انہوں نے کہا : اَنْتَجْعَلُ : کیا تو
بنائے گا : فِیْہَا : اس میں : مَنْ : جو : یُفْسِدُ : خرابی کرے گا : فِیْہَا : اس میں : وَ : اور : یَسْفِكُ : بہائے گا : الدِّمَآءَ : خون : وَ : اور : نَحْنُ : ہم :
نُسَبِّحُ : ہم تسبیح پڑھتے ہیں : بِحَدِّكَ : تیری حمد کے ساتھ : وَ : اور : تَقْدِسُ : پاکی بیان کرتے ہیں : لَكَ : تیری : قال : کہا : اِنِّیْ : بیشک
میں : اَعْلَمُ : جانتا ہوں : مَا : جو : لَا : نہیں : تَعْلَمُوْنَ : تم جانتے ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلٰی

الْمَلٰئِكَةِ لَا فَقَالَ اَنْبِیُّوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۳۱۵ ترجمہ اور اس نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے اسماء سکھائے۔ پھر ان کو ملائکہ کے روبرو کیا اور فرمایا اگر سچے ہو تو مجھے ان کے اسماء بیان کرو۔ و : اور : عَلَّمَ : سکھائے : اٰدَمَ : آدم : الْاَسْمَآءَ : اسماء : اَسْمَآءَ : نام : كُلَّہَا : تمام اشیاء : ثُمَّ : پھر : عَرَضَ : پیش : روبرو کیا : هُمْ : وہ : اَنْھِیْ : علی : پر : الْمَلٰئِكَةَ : ملائکہ : فَرَشْتِہ : فرشتے : فَآ : پس : قَالَ : کہا :
- فرمایا : اَنْبِیُّوْنِیْ : مجھے بتاؤ : ب : ساتھ : مَح : اسماء : نام : هٰؤُلَآءِ : ان : اِس : ان : کُن : ہو تم : تَم : صٰدِقِیْنَ : صادقین - سچے :
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۳۲۰ ترجمہ انھوں نے عرض کیا تو پاک ہے تو نے جو علم ہم کو دیا اس کے علاوہ ہمیں کچھ پتہ نہیں بیشک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ قَالُوْا : انہوں نے کیا : سُبْحٰنَكَ : تو پاک ہے : لَا : نہیں : عَلَّمَ : خبر
- پتہ - علم : لَنَا : ہمیں - ہم کو : اِلَّا : مگر : مَا : جو : عَلَّمْتَنَا : تو نے ہمیں سکھایا - تو نے ہم کو سکھائے : اِنْ : بیشک بلاشبہ : اَنْتَ : تو : الْعَلِیْمُ : علیم : علم والا جاننے والا : الْحَكِیْمُ : حکیم : دانہ - حکمت والا ۔ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْبِیْہُمْ بِاَسْمَآئِہُمْ فَلَمَّا اَنْبَاہُمْ بِاَسْمَآئِہُمْ فَلَمَّا

اَنْبَاہُمْ بِاَسْمَآئِہُمْ لَقَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غِیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۳۲۰ ترجمہ اس نے فرمایا اے آدم تو ان کو ان کے اسماء بتا دو۔ جب انہوں نے ان کو ان کے اسماء بتائے تو فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ
میں آسمانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور مخفی کرتے ہو مجھے خبر ہے۔ قَالَ : اس نے فرمایا۔ کہا : یٰۤاٰدَمُ : اے آدم : اَنْبِیْ : بتا دے : هُمْ : انہیں : ان کو بِاَسْمَآءِ : کے نام : هُمْ : ان : وہ : فَلَمَّا : سو جب : اَنْبَاہُمْ : اس نے انہیں بتا دیے : بِاَسْمَآئِہُمْ : ان کے نام - اسماء : قَالَ : فرمایا : اَلَمْ : کیا نہیں : اَقُلْ : میں نے فرمایا : لَّكُمْ : تمہیں - تمہارے لیے : اِنِّیْ : میں : اَعْلَمُ : علم رکھتا ہوں - جانتا ہوں : غِیْبَ : پوشیدہ - مخفی : السَّمٰوٰتِ : آسمان : وَ : اور : الْاَرْضِ : اَرْضِ : زمین : وَ : اور : اَعْلَمُ : میں جانتا ہوں - میں علم رکھتا ہوں : مَا : جو : تُبْدُوْنَ : تم ظاہر کرتے ہو : وَ : اور : مَا
: جو : کُن : ہو : تُمْ : تم : تَكْتُمُوْنَ : مخفی رکھتے ہو ۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ وَاِذْکَرِیَا مُحَمَّدٌ - اے محمد ﷺ آپ وہ وقت یاد کیجیے۔ جب آپ

کے رب نے فرشتوں کو فرمایا۔ اذ ظرف زماں ہے یہ کسی گزرا ہوا واقعہ کی یاد دلانے کے موقع پر استعمال ہوتے ہے۔ یہ محضوف اذکر ترجمہ یاد کر۔ کی وجہ سے منصوب ہے۔ یہ دو
امور کی وجہ سے محضوف ہے۔ وَاِذْکَرِ اٰخَا عَادٍ اِذْ اَنْزَرْنَا قَوْمَہٗ بِاَلْحَقَافِ ﴿۲۶﴾ الاحقاف آیت ۲۶ ﴿۲۶﴾ ترجمہ اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو جب اس نے ان کو سرزمین
احقاف میں ڈرایا۔ وَاِذْکَرِ عَبْدَنَا دَاوُدَ ﴿۲۷﴾ پ ۲۶ سورۃ ص آیت ۱۷ ﴿۱۷﴾ ترجمہ اور ہمارے بندے داود کو یاد کرو۔ وَاِضْرِبْ لَّہُمْ مَّثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَاؤُہَا
تَفِیْرِ الْمُرْسَلُوْنَ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْہِمَّا ثٰنِیْنِ ﴿۲۸﴾ پ ۲۲ سورۃ یس آیت ۱۳ ﴿۱۳﴾ اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر کی جب ان کے پاس فرستادے آئے جب ہم نے ان
کی طرف دو بھیجے۔ ویجوز ان یتنصب بقالوا۔ اس کا قالوا کی وجہ سے منصوب ہونا بھی ممکن ہے ﴿کشاف بیروت﴾ ملائکہ۔ جمع ملائکہ علی
الاصل کا لشمال فی جمع شمائل والحق التاء لتانیث الجمع۔ الملائک۔ اصل ملائک کی جمع ہے جیسے شمال کی جمع شمال ہے۔ تانیث جمع کی
وجہ سے ہے۔ ﴿کشاف بیروت﴾ مَلٰئِکَۃٌ یَّہِ مَلٰئِکَۃٌ یہ ملک کی جمع ہے یہ اصل ملک بروزن مفعول تھا۔ ہمزہ کو تخفیفاً گرا دیا مَلٰئِکَۃٌ یہ اَلْوٰکَۃ سے مشتق ہے اَلْوٰکَۃ کا
مطلب ہے پیغام رسانی۔ قاصد۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام مخلوق کی جانب پہنچاتے ہیں اس لیے ان کو ملائکہ کہتے ہیں۔

فرشتوں کی اقسام۔ چار بڑے فرشتے۔ (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ
السلام۔ قرآن مجید میں ہے۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ وَجِبْرِیْلِ وَمِیْکَلٍ ﴿۹۸﴾ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ
وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہُمْ وَبِیَوْمِ مَنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَرَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّ عَلٰمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ
تَابُوْا وَاتَّبِعُوْا سَبِیْلَکَ وَقَہْمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۵۰ رَبَّنَا وَاَدْخِلْہُمْ جَنَّۃً عٰدِنَ نَالِقٰی وَغَدَّ ثَہُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِہُمْ وَاَزْوَاجِہُمْ ذُرِّیَّۃً
رَّیْبَہُمْ اَنْتَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۵۰ وَقَہْمُ السَّیِّاۃُ ۵۰ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاۃُ یَوْمَ مَیْذَنَہٗ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۵۰ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۵۰ سورۃ
المومن آیات ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵

سے بھی محفوظ رکھ اس دن جس کو گناہوں سے بچالیں تو بیشک تو نے اس پر رحمت فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ حاملین عرش۔ وَيَخْمَلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةَ ۞ پ ۲۹ سورة الحاقة آیت ۱۷ اور اس دن (روز محشر) تمہارے رب کا عرش آٹھ ملائکہ اپنے اوپر اٹھائیں گے۔ حافین عرش۔ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ خَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۞ پ ۲۳ سورة الزمر آیت ۷۵ اور تم ملائکہ کو دیکھو گے عرش کے ارد گرد حلقہ کئے اپنے رب کی حمد کیساتھ اس کی پاکی بولتے۔ بہشت کے ملائکہ۔ وَالْمَلَائِكَةُ يَذْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَبِنِعْمِ عُقْبَى الدَّارِ ۞ پ ۱۳ سورة الرعد آیت ۲۳، ۲۴ ترجمہ اور ملائکہ ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ دوزخ کے ملائکہ۔ غَلِيظَاتُ سَعَةِ عَشَرَ ۞ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۞ پ ۲۹ سورة المدثر آیت ۳۰، ۳۱ ترجمہ اس (جہنم) پر انیس داروغہ (فرشتے) ہیں اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کئے مگر ملائکہ۔ ان کے سردار کا نام مالک ہے۔ وَنَاذُوا يَمْلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۞ پ ۲۵ سورة الزخرف آیت ۷۷ ترجمہ اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں موت دے دے۔ کراما کا تین۔ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۞ پ ۳۰ سورة الانفطار آیت ۱۰، ۱۱ اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں۔ معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

انسان پر محافظ فرشتے

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۞ پ ۲۶ سورة ق آیت ۱۷، ۱۸ ترجمہ ایک دائیں جانب بیٹھا ہے ایک بائیں کوئی بات وہ زبان سے نہیں کہتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ مَّيْمَنٍ يَدْرِئُهُ وَفِي خَلْفِهِ يَحْفَظُنَّهُ ۞ پ ۱۳ سورة الرعد آیت ۱۱ ترجمہ ہر شخص کے لیے بدلی والے ملائکہ ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ حکم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرتے ہیں۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ رَحِيفَةً ۞ پ ۷ سورة الانعام آیت ۶۱ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر محافظ و نگہبان بھیجتا ہے۔

وہ فرشتے جن کے سپرد اس جہان کے انتظامات ہیں

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ۞ پ ۲۳ سورة الصافات آیت ۱ ترجمہ قسم ان کی باقاعدہ صف باندھیں۔ وَالزَّرِّيَّاتِ ذُرًّا ۞ پ ۲۶ سورة الزريات آیت ۴ ترجمہ قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں۔ وَالنَّازِغَاتِ غَرَقًا ۞ پ ۳۰ سورة النازعات آیت ۱ ترجمہ قسم ان کی کہ جان بھینچیں۔ انسان کے مددگار ملائکہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کراما کا تین کے علاوہ کچھ ملائکہ ہیں جو درختوں کے پتوں کا گرنا بھی لکھتے ہیں جب کسی کو جنگل میں کوئی پریشانی لاحق ہو تو یوں کہے۔ اَعَيْنُوا عِبَادَ اللَّهِ يَزُحْمُكُمُ اللَّهُ ۞ مجمع الزوائد ۞ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے بند و میری مدد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ کبیر ۞ ابو عالیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ ابن کثیر ۞

فرشتوں کے اوصاف

جَاعِلِ الْمَلَائِكَةَ رُسُلًا ۞ پ ۲۲ سورة فاطر آیت ۱ ترجمہ فرشتوں کو رسول بنانے والا۔ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا ۞ پ ۷ سورة الحج آیت ۷۵ ترجمہ اللہ تعالیٰ جن لیتا ہے ملائکہ میں سے رسول۔ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ ۞ پ ۱۷ سورة الانبياء آیت ۱۹ ترجمہ اور اس کے پاس والے اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۞ پ ۱۷ سورة الانبياء آیت ۲۶ ترجمہ بلکہ عزت والے بندے ہیں۔ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۞ پ ۷ سورة الانبياء آیت ۲۰ ترجمہ دن رات اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر

رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کو بازار میں ملائکہ کو ایک دوسرے کی پیچھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں نہیں جانتا البتہ انہیں تخلیق وقت سے دیکھ رہا ہوں ان میں سے کسی کو بھی میں نے پہلے نہیں دیکھا۔ پوچھا تمہاری تخلیق کب ہوئی؟ میں نہیں جانتا ہاں اس قدر جانتا ہوں اللہ تعالیٰ ہر چار لاکھ سال بعد ایک ستارہ پیدا فرماتا ہے، جب سے میں پیدا ہوں وہ ستارہ چار لاکھ دفعہ پیدا ہو چکا ہے جو پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت اتنی عظیم اور اس کا کمال اس قدر بالا ہے۔ نعیمی۔ کبیر ۞

ملائکہ کے حقائق اور تعداد

فرشتوں کے جسم نوری ہے۔ جب یہ اپنی صورت تبدیل کرتے ہیں تو ان کو انسانی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ اور ان کو دیکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت وحیہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آئے تو اس کا ہر کرام کو نظر آتے تھے۔ انہا اجسام لطیفہ قادریۃ علی التشکل با شکل مختلفہ ترجمہ یہ وہ لطیف اور نورانی جسم ہیں جو مختلف صورتیں بدل سکتے ہیں۔ یہ بے شمار ہیں۔ انسان جنات کا دسواں حصہ اور جن وانس ذیلی کے جانوروں کے دسواں حصہ اور یہ تمام مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ تمام مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر آسمان اول کے ملائکہ کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر دوسرے آسمان کے ملائکہ کا دسواں حصہ ساتویں آسمان تک اسی طرح ترتیب ہے۔ پھر یہ فرشتے کرسی کے ملائکہ سے بہت تھوڑے ہیں وہ تمام اکٹھے ہو کر عرش کے ایک پردہ کے

ملائکہ کے مقابلے میں۔ عرش کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے پر اسی قدر فرشتے ہیں پھر یہ سب مخلوق ان ملائکہ کے مقابلے میں جو عرش کے ارد گرد چکر لگاتے رہتے ہیں اس طرح ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ۔ یہ تمام فرشتے نوری اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں۔ اور یہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (سورة المدثر آیت ۳۱) ترجمہ رب کے لشکر کو وہی جانتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچراتا ہے اور اس حق ہے کہ وہ چرچرائے اس میں چار دہلیوں جتنی جگہ بھی ایسی نہیں ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی کو رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔ ﴿ترمزی۔ کبیر۔ نعیمی﴾

اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنانا

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ جاعل۔ من جعل الذي له مفعولان دخل على المبتدأ والخبر ومما قوله في الأرض خليفة فكنا، ومعناه مصير في الأرض خليفة ﴿كشاف بیروت﴾ ترجمہ جَاعِلٌ جعل سے بنا ہے جس کے دو مفعول اور یہ مبتدأ خبر پر آتا ہے اور وہ فی الأرض خلیفہ ہیں اس کا مفہوم ہے مصیر فی الأرض۔ خلیفہ۔ خَلِيفَةً خَلَفَ سے بنا ہے۔ بعد میں آنے والے کو خلیفہ کہتے ہیں۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ﴿پ ۱۱ سورة یونس آیت ۱۲﴾ ترجمہ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا۔ وَاذْكُرْ وَاذْكُرْ وَاذْكُرْ إِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ ﴿پ ۸ سورة الاعراف آیت ۶۹﴾ ترجمہ اور یاد کرو جب اس نے تمہیں جانشین کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ساٹھ ہزار سال قبل ملائکہ کو آسمانوں میں بسایا اور جنات کو زمین میں۔ جنات زمین میں سات ہزار سال تک آباد رہے۔ جنات نے آپس میں قتل و غارت کی اس وقت ابلیس کا نام عزرا زیل تھا۔ یہ بہت بڑا عابد زاهد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عزرا زیل کو حکم فرمایا کہ ملائکہ کی جماعت لے کر زمین پر جاؤ اور جنات کو جزیروں اور پہاڑوں میں ٹھراؤ۔ اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر وہ ملائکہ زمین پر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو زمین اور آسمان دنیا کا سردار بنایا ابلیس سب ملائکہ کا سردار اور ان کا رہبر بنایا۔ یہ فرشتوں کا سردار اور رہبر تھا اور فرشتوں سے زیادہ علم والا تھا۔ یہ کبھی زمین پر اور کبھی آسمان پر اور کبھی جنت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے دل میں تکبر و غرور آ گیا تھا۔ خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ﴿کبیر۔ نعیمی﴾ کبیر ﴿حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے زمین پر جن رہتے تھے انہوں نے زمین میں فساد برپا کیا خونریزی کی۔ جب انہوں نے فساد فی الارض کو اپنا وطیرہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتوں کے لشکر مسلط فرمائے۔ انہوں نے انہیں مارا اور سمندری جزیروں تک بھگادیا﴾ درالمثور ﴿

تخلیق حضرت آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ترجمہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اس کے جواب میں ملائکہ نے عرض کیا قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ترجمہ کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیوں کرے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فرشتوں نے یہ جواب اس وجہ سے دیا تھا کہ زمین پر اس سے پہلے رہائش پذیر جنوں نے فساد پر پا کر دیا خون بہایا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ لہذا اب بھی جو خلیفہ بنے گا وہ بھی تو ویسا ہی کرے گا لہذا کہنے لگے۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ترجمہ آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ اور آپ کی تقدیس تو ہم کر رہے ہیں۔ دوسرے مقام پر ہے۔ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿پ ۲۳ سورة الصافات آیات ۱۶۵، ۱۶۶﴾ اور بیشک ہم پر پھیلائے (آپ کے) حکم کے منتظر ہیں اور ہم اس کی تسبیح پڑھنے والے ہیں۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح پڑھتے ہیں

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جماعت پڑھا رہے تھے ایک مسلمان نے دیکھا تو کہا رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے ہیں اور تو ادھر بیٹھا ہے نماز نہیں پڑھتا تو منافق نے کہا: جا تو اپنا کام کر۔ مسلمان نے کہا: میں محسوس کرتا ہوں تجھ پہ ایسا آدمی گزرے گا جو تجھے سیدھا کر دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ فرمایا: تو ادھر بیٹھا ہے، رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے ہیں۔ تو اس نے وہی سابقہ جملہ دہرایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مرمت کی اور کہا: میرا طریقہ یہی ہے۔ پھر مسجد میں جا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ میں ابھی فلاں پر گزرا۔ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے میں اور وہ بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے ہیں اور تو ادھر بیٹھا ہے۔ کہنے لگا: جا اپنا کام کر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کی گردن تو نہیں اڑادی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر اسے قتل کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر واپس آؤ، تمہارا غضب عزیز اور تمہاری رضا حکمت ہے، آسمان پر کچھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ایسے ہیں جن کی نماز کی وجہ سے وہ فلاں کی نماز سے نفی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی نماز کونسی ہے؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی تو حضرت جبریل علیہ السلام آگئے۔ بتایا: یا نبی اللہ ﷺ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سما کی نماز کے بارے میں تم سے پوچھا؟ فرمایا: ہاں کہنے لگے انہیں میری طرف سے سلام کہو اور بتاؤ اہل سما دنیا تا قیامت حالت سجدہ میں یہ کہہ رہے ہیں: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ پاک ہے وہ ملک و ملکوت کا مالک ہے دوسرے آسمان والے تا قیامت میں کہہ رہے ہیں۔ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ پاک ہے جو عزت و جبروت کا مالک ہے تیسرے آسمان والے تا قیامت حالت رکوع میں رہے ہیں۔ سُبْحَانَ الْخَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ زندہ جاوید ہے تو یہ ملائکہ کی تسبیح ہے نُسَبِّحُ کا معنی نُسَلِّی "تسبیح بمعنی صلاۃ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عند اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مروی ہے۔ تقدیس کا معنی ہے تطہیر اس سے ہے ارض مقدسہ یعنی پاک سرزمین۔ تقدیس مراد ہے تقدس لک نظرہک۔ یعنی ہم تیرے وہی اوصاف بیان کرتے ہیں جو تیرے علو و عزت کے لائق ہیں۔ فرشتوں نے کہا آپ کی حمد و تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر رہے ہیں۔ یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا۔ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ یعنی میں ابلیس کے غرور و تکبر اور اس کی سرکشی کو جانتا ہوں اور اس بات کو بھی جانتا ہوں کہ اس کے نفس میں باطل گھر کر گیا ہے اور اسے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں آدم کو پیدا کر کے ابلیس کی سرکشی کو ظاہر کر دوں گا تاکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو بنانے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر حکم فرمایا جاؤ زمین کی طرف سے تمام اقسام کی

مٹی۔ سفید، سیاہ، سرخ، کھاری، میٹھی، نرم، خشک، ایک مٹھی خاک اٹھلاؤ میں آدم کو بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین کی طرف آئے اور خاک اٹھانی چاہی تو زمین نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل امین اس خاک کو کیا کرنا چاہتے ہو تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے زمین اس خاک سے اللہ تعالیٰ آدم کو بنانا چاہتا ہے۔ تو زمین نے کہا۔ اعود بعبزة الله الذي ارسلك الي ان لا تاخذمني شيئا ترجمہ جس اللہ تعالیٰ نے تجھے میری طرف بھیجا ہے اس کی عزت کی میں پناہ مانگتی ہوں تاکہ تو مجھ سے کچھ نہ لے۔ ﴿خازن﴾ تو زمین کی یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ کر عرض کیا یا رب العزت زمین نے مجھ سے تیری پناہ مانگی ہے۔ میں تیرے نام اور عزت کے ادب سے اس زمین سے خاک کو نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل اور حضرت میکائیل کو باری باری بھیجا مگر ان سے بھی زمین نے یہی کہا وہ بھی خالی واپس آ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا جب وہ زمین سے خاک اٹھانے لگے تو زمین نے وہی کلمات کہے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے عرض کئے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا وانا اعود بعبذته ان اعصی له امر ترجمہ اور میں اس کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں اس کے کسی حکم کی نافرمانی کروں۔ اس کے بعد اس نے زمین سے نمکین شیریں، کڑوی، پاک اور ناپاک جگہ سے ایک مشت خاک لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا تو زمین کی گریزاری اور آپ کی بات عرض کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد مبارک فرمایا و عزتی وجلالی لا خلقن مما جنت به خلقا ولا سلطنک علی قبض ارواحهم لقلۃ رحمتک ترجمہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو کچھ تم لے کر آئے ہو اس سے میں ضرور ایک مخلوق پیدا کروں گا کیونکہ تمہارے اندر نرمی کا مادہ تھوڑا ہے میں ان کو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ یعنی تم نے ان کی روح قبض کرنی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کا نام اس لیے پڑا کہ وہ زمین کا اوپر والا حصہ یعنی ادیم سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو زمین کے ادیم سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس میں عمدہ اور ردی ہر قسم کی مٹی شامل تھی۔ اس لیے تو ان کی اولاد میں اچھے اور بُرے ہر طرح کے لوگ ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا جس کو تمام مٹی زمین سے لگی گئی تھی پس بنی آدم زمین کی اس مٹی کے موافق پیدا ہوئے ہیں بعض ان میں سے سرخ۔ بعض سیاہ بعض سفید اور بعض گندی رنگ کے ہیں اسی طرح خوش اخلاق اور بد اخلاق اور نیک و بد ہر قسم کے لوگ ہیں ﴿ترمذی﴾۔ ابوداؤد۔ تاریخ طبری۔ تفسیر طبری۔ در المنثور ﴿﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان دنیا پر پیدائش

حضرت ابن جریج سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا میں پیدا کیا۔ آسمان دنیا کے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا اور دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا ﴿در المنثور﴾ امام ابوالشیخ نے العظمہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابونضر سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے جسم کو بغیر روح کے آسمان میں ڈال دیا پھر جب فرشتوں نے ان کو دیکھا تو اس کی تخلیق دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے پس ابلیس آیا اور قریب گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر مزید قریب آیا پاؤں کے ساتھ ٹھوکر ماری تو آدم کے جسم سے آواز آئی۔ ابلیس کہنے لگا یہ تو خالی ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں چت لیٹے ہوئے تھے جب روح کو محسوس کیا تو بیٹھ گئے ﴿در المنثور﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رب العزت نے جنت میں حضرت آدم کی شکل بنائی اور انہیں جب تک جاہا اسی حالت پر رہنے دیا تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے ارد گرد پچر لگانے لگا اور دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہے جب اس نے ان کے جسم کو خالی پایا تو وہ جان گیا کہ ایک ایسی مخلوق پیدا کی گئی ہے جو اپنے آپ پر قابو رکھنے والی نہیں ہے ﴿مسلم﴾۔ مسند احمد۔ طبری ﴿﴾۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم فرمایا مختلف پانیوں سے اس خاک کا گارا بناؤ۔ جب گارا بن چکا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر چالیس دن بارش برسائی۔ انتالیس روز تو غم کی بارش برسی۔ اور ایک روز خوشی و سرور کی بارش برسی۔ اسی لیے انسان کو رنج و غم زیادہ اور تھوڑی سی خوشی نصیب ہوتی ہے پھر اس گارے کو مختلف ہواؤں سے اتنا خشک کیا کہ کھٹکھارنے لگا۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿پ ۲۷﴾ سورۃ الرحمن آیت ۱۴ ﴿ترجمہ﴾ اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے شیکری۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَآءٍ مَّسْنُونٍ ﴿النجر﴾ آیت ۲۶ ﴿ترجمہ﴾ ہم نے انسان کو مٹی سے جیسے شیکری کے پتلے سے بنایا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو تین اقسام کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ صلصال، جما، اور طین، لازم سے پس لازم تر اب عمدہ مٹی ہے اور جما مراد گارا اور کیچڑ اور صلصال سے مراد ایسی مٹی ہے جسے کوٹ کر باریک کر لیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں صلصال کا معنی یہی ہے کہ ایسی خشک مٹی جو کھٹکھاتی ہو۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لانے کا حکم دیا پس وہ مٹی آسمان کی طرف لے جاتی گئی پھر آدم علیہ السلام کو لیس دار مٹی یعنی طین لازم سے بنایا گیا جو کہ اس سے قبل بودا مٹی یعنی جما مسنون۔ کی شکل میں تھی اور اس سے قبل وہ خشک مٹی یعنی تراب تھی۔ پس آدم علیہ السلام کو طین لازم سے اپنے دست قدرت سے بنایا اور چالیس راتوں تک ان کے پتلے کو ایسے ہی پڑا رہنے دیا۔ اس دوران ابلیس اس پتلے کے پاس آیا اور اپنے پاؤں سے اس کو ٹھوکر ماری جس سے اس میں آواز پیدا ہوئی اور وہ بجنے لگا۔ ﴿تاریخ طبری﴾ اس کے بعد ابلیس آدم علیہ السلام کے پتلے کے منہ میں داخل ہو کر اس کے دبر کے راستے سے باہر نکل گیا اور کہنے لگا اس آواز اور مٹی کی وجہ سے جس سے تو پیدا کیا گیا ہے تیری کوئی حیثیت نہیں ہے اگر مجھے تجھ پر قبضہ و تصرف دے دیا گیا تو تجھے ہلاک کر دوں گا اور اگر تجھے میرے اوپر مسلط کیا گیا تو میں تیری حکم عدولی کروں گا۔ امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن اور جنوں کو جمعرات کو اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کو (عصر کے بعد) پیدا فرمایا۔ پس جنوں کی ایک قوم نے کفر کیا پس فرشتے ان کی طرف زمین پر آئے اور ان سے جنگ کی، زمین پر اس وقت فساد اور خون

ریزی تھی۔ اسی وجہ سے فرشتوں نے کہا کیا تو اسے خلیفہ مقرر کرتا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا ﴿در المثنور۔ طبری﴾ امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں وہ ایک دوسرے سے حسد کرنے والے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور زمین میں فساد پھیلانے لگیں گے ملائکہ نے عرض کی کیا تو اس کو خلیفہ مقرر کر رہا ہے جو فساد برپا کرے گا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابلیس آسمان دنیا کے ملائکہ کا امیر تھا پس اس نے تکبر کیا اور معصیت و نافرمانی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تکبر و سرکشی کو جان لیا تو فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کہ ابلیس کے نفس میں بغاوت ہے۔ ﴿در المثنور۔ طبری﴾ امام احمد، بخاری، مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور آپ کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ فرمایا ملائکہ کے اس گروہ کے پاس جاؤ اور سنو کہ وہ تجھے کیسے سلام دیتے ہیں وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے آدم علیہ السلام تشریف لائے اور کہا السلام علیکم فرشتوں نے کہا و علیکم السلام و رحمۃ اللہ فرشتوں نے رحمۃ اللہ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا پھر انسانیت اس وقت سے اب تک چھوٹی ہوتی گئی۔ امام مسلم، ابو داؤد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا وہ جمعہ کا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق کی اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اسی دن جنت سے نیچے اتارے گئے اسی دن ان کا وصال ہوا اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ابن زید فرماتے ہیں کہ جمعہ کی آخری گھڑی میں آدم علیہ السلام کو جلدی میں پیدا کیا گیا اور ان کو جلد باز بنادیا گیا ﴿تاریخ طبری﴾

مومنوں کے ہاں کافر اولاد اور کافروں کے ہاں مومن اولاد

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دن تک خمیرہ بننے دیا پھر اسے اپنے دونوں دست قدرت میں جمع کیا اور اس کے اچھے حصہ کو دائیں ہاتھ اور بُرے حصہ کو بائیں ہاتھ میں الگ الگ کر دیا پھر دونوں ہاتھوں کی مٹی کو آپس میں خلط ملط کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نیک لوگوں کے ہاں بد اولاد اور بد لوگوں کے ہاں نیک اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ﴿تاریخ طبری﴾ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنایا پھر اسے چھوڑ دیا اور اسے چالیس دن تک دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ مٹی ٹھیکرے کی طرح آواز دینے لگا اور بغیر پکائے پختہ ہو گئی جب یہ یعنی آدم کا پتلا اچھی طرح پختہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے کو فرشتوں کے سامنے کیا اور کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر اصحابہ کرام سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں کو فرمایا کہ جب میں اس کے اندر روح پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر روح پھونکی تو روح سر میں داخل ہوئی جس کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو چھینک آئی جس پر فرشتوں نے کہا الحمد للہ کہیں۔ الحمد للہ کہنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا رحمکم ربک تمہارا رب تم پر رحمت کرے اس کے بعد روح آنکھوں میں داخل ہوئی تو آدم علیہ السلام نے جنت کے پھل اور میوؤں کو دیکھا جب پیٹ میں پیچنی تو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور آدم کے ٹانگوں میں روح پیچنے سے پہلے ہی ان پھلوں اور میوؤں کی طرف کود پڑا خَلِيقُ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴿سورہ الانبیاء آیت ۳۷﴾ انسان جلد باز مخلوق ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر اپنی روح پھونکی تو وہ روح ان کے سر کی طرف سے داخل ہوئی اور جسم کے جس حصہ میں پیچنی وہ گوشت اور خون میں تبدیل ہو جاتا جب روح ناف کے مقام پر پہنچی تو آدم علیہ السلام نے اپنے جسم کو دیکھا تو وہ بہت خوبصورت معلوم ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھنا چاہا مگر اس پر قادر نہ ہوسکا۔ ﴿تاریخ طبری﴾ محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ روح جب آدم کے سر تک پہنچی تو انہیں چھینک آئی جس پر انہوں نے کہا الحمد للہ کہا اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تیرا رب تم پر رحم کرے اور فرشتے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کے مطابق آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے فرشتے اللہ تعالیٰ کا حکم کو بجالائے لیکن ابلیس ان کے درمیان اکثر اکھڑا رہا اس اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا اور سجدہ نہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا اے ابلیس تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روک رکھا جب کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ یہ مٹی سے ہے اور میں آگ سے ہوں آگ مٹی سے بہتر اور قوی ہے۔ لہذا میں اس کو سجدہ نہیں کروں گا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی یہ گستاخی سن کر اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور جنت سے نکلوا دیا۔ ﴿قرطبی۔ تاریخ طبری﴾ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ ان فی

الانسان صورة من عالم الشهادة المحسوسة وروحا من عالم الغيب الملکوتی غیر المحسوس وسرا مستعمد القبول

فیض الانوار الالهية فبالترقية لیترقی من عالم الشهادة الی عالم الغیب ومن سر المتابعة انوار الجمال والبحال ترجمہ انسان مختلف عناصر سے مرکب ہے۔ اس کی صورت کا تعلق عالم محسوس سے ہے اور اس کی روح کا تعلق عالم غیب ملکوتی سے ہے۔ صورت و روح کے علاوہ اس میں ایک پوشیدہ قوت

ہے جو انوار بانی کے فیض کو قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔ ﴿ضیاء القرآن﴾ وَ عَلَّمَ اَدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ

فَقَالَ اَنْبِئُونِي بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ ۳۱ ترجمہ اور (اللہ تعالیٰ نے) آدم کو تمام (اشیاء) کے اسماء سکھادیے پھر انہیں ملائکہ کے پیش کر کے فرمایا ان چیزوں کے نام مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ واور: عَلَّمَ: سکھائے: اَدَمَ: آدم: الْاَسْمَاءَ: اسماء۔ نام: كُلُّ: تمام: هٰؤُلَاءِ: چیزیں: ثُمَّ: پھر:

عَرَضَ: سامنے پیش کیا: هُمْ: انہیں: عَلٰی: پر: الْمَلٰئِكَةِ: ملائکہ: فرشتے: ف: پھر: اَنْبِئُونِي: مجھے بتاؤ: بِاَسْمَاءِ: اسماء۔ نام: هٰؤُلَاءِ: ان: اَنْ: اگر: كُنْتُمْ: تم ہو: صٰدِقِیْنَ: سچے: عَلَّمَ: تعلیم سے ماخوذ ہے۔ تعلیم سے مراد اپنا علم خاص الہام کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علم

خاص کا الہام عطا کر دیا تھا۔ علم باب تفصیل سے ہے۔ آدم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو آدم اس لیے کہتے ہیں کہ ان ادم الارض یعنی زمین کے اوپر والی سطح سے بنایا گیا ہے۔ سرخ، سفید اور سیاہ مٹی سے اس لیے انسانوں کے رنگ مختلف ہیں۔ سرخ، سفید اور پاک اور جس ﴿طبری﴾ حضرت سعید بن

جبر سے روایت ہے کہ فرمایا کیا تم جانتے ہو آدم کو آدم کا نام کیوں دیا گیا آدم کو آدم اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی تخلیق ادم الارض یعنی زمین کی سطح سے ہوئی ﴿طبری۔ در المنثور۔ قرطبی﴾۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ انسان کو انسان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھولا تھا۔ حضرت آدم کی کنیت ابوالبشر ہے۔ بعض نے کہا ابو محمد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کنیت خاتم الانبیاء ہے۔ سہیل کہتے ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں کنیت ابو محمد اور زمین میں ابوالبشر ہے۔ ﴿قرطبی﴾ آپ کا رنگ گندمی تھا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد کو اس لیے آدمی کہتے ہیں کہ وہ آدم کی اولاد ہے۔ آدم، ادم اور الادم سے مشتق ہے نہ کہ الادمة سے مشتق ہے ہو سکتا ہے دونوں سے مشتق ہو۔ ادم یہ غیر منصرف ہے ابو جعفر نحاس نے کہا ادم معرفہ ہونے کی صورت میں غیر منصرف ہے اس پر نحو یوں کا اجماع ہے۔ کیونکہ فعل کے وزن پر یہ معرفہ ہے اور بصریوں کے نزدیک اس کو منصرف ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں مگر دو علتیں اگر تو اسے نکرہ بنا دے اور یہ نعت نہ ہو خلیل اور سیبویہ اسے غیر منصرف بناتے ہیں انفس سعید اس کو منصرف بناتا ہے کہ یہ نعت ہے اور یہ فعل کے وزن پر ہے اگر نعت نہ ہو تو منصرف ہوگا ابواسحاق زجاج نے کہا قول تو سیبویہ کا ہے۔ وہ نعت اور غیر میں فرق نہیں کرتے کیونکہ بعینہ وہی ہے۔ ﴿قرطبی﴾ اَلْاَسْمَاءُ زَمَخْشَرِی کہتے ہیں کہ وعلم ادم الاسماء کلھا۔ ادم من الادمة ومن ادم الارض نحو اشتقاقہم یعقوب

من العقب وا دریس من الدرس، وابلیس من ابلاسل وما ادم الا اسم اعجمی واقرب امرہ ان یکون علی فاعل کازر قعازر وعابر وشالغ وفالغ واشباہ ذلک ﴿کشاف بیروت﴾ محی الدین کہتے ہیں آدم اسم علم سے اور محی ہے جیسے آذر عابر اور عاذر ہے اور یہ علمیت اور نجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ ادمة (گندم گوں رنگ) سے مشتق ہے یا ادم الارض (زمین کی سطح) سے مشتق ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اشتقاق عربی زبان کا خاصہ ہے محی لفظ کا مادہ اشتقاق عربی الفاظ کیسے ہو سکتا ہے ﴿تبیان القرآن۔ اعراب القرآن﴾ اَلْاَسْمَاءُ کُلُّهَا لکھا ہر چیز کے ساتھ سب یا تمام کا لفظ ضرور لکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام ذات و صفات اور نام، تمام چیزوں کے اسماء۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علم سکھا دیا تھا۔ تمام علوم، دنیا کی اور آسمانوں کی تمام زبانیں عربی، فارسی، سرائیکی، میری زبان سرائیکی ہے وغیرہ۔ تمام فرشتوں کے نام، تمام آسمانوں کے نام۔ تمام اولاد آدم کے نام، تمام جنات کے نام، تمام حیوانات کے نام، تمام جمادات کے نام، تمام پرندوں کے نام، تمام چرندوں کے نام، تمام درندوں کے نام، تمام پانیوں کے نام ٹھنڈا، گرم، نیم گرم، جوس، میلا پانی، کھار پانی، بیٹھا پانی، بھاری پانی، ہلکا پانی، گاڑھا پانی، پتلا پانی، سفید پانی، سیاہ پانی، پٹرول، مٹی کا تیل، ڈیزل، مبلائل وغیرہ۔ تمام پیشوں کے نام اور کھیتی باڑی میں آپ ماہر تھے۔ دنیا کے تمام شہر، تمام جنت اور جنت کی نعمتیں، دوزخ اور ان میں سزائیں، حوریں، غلمان، اور ان کی صفات، ہر بڑی اور چھوٹی چیزیں، تلوار، ڈھال، مشک، مشکیزہ، ہر جانور کا دودھ، تمام نقصان اور فائدہ، تمام

برتنوں کے نام اللہ تعالیٰ نے القاء کے ذریعہ سے بتا دیے۔ علامہ راغب فرماتے ہیں۔ ان معرفة الاسماء لا تحصل الا بمعرفة المسمى وحصول صورته فی المسمى۔ کہ اسم کی معرفت بغیر مسمی کی معرفت کے اور ذہن کے میں اس تصویر کے ہو نہیں سکتی۔ محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ۔ اور علم دے دیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (ان کو پیدا کر کے) سب چیزوں کے اسماء کا (یعنی سب چیزوں کے نام اور ان کے خواص و آثار سب کا علم آدم کو دیدیا گیا) حضرت مولانا محمود الحسن اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمان تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں کہ۔ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے نفع اور نقصان کی تعلیم فرمادی اور یہ علم ان کے دل میں بلا واسطہ کلام القاء کر دیا کیوں کہ بدون اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیوں کر ممکن ہے۔ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔ و علم ادم الاسماء ای اسماء المسمیات۔ کلھا حتی القصعة والقصبعة والفسوة والفسیة وامغرة بان القی فی قلبہ علمہا۔ اور آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے حتی کہ پیالہ، پیالی، اور پاد اور پھسکی اور ڈوٹی باس طور کہ آدم کے قلب پر ان کا علم القاء والہام فرمادیا۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عکرمہ، قتادہ، مجاہد، ابن جبر نے کہا۔ علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلھا جلیلہا وحقیقہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمیع تمام بڑی چھوٹی اشیاء کے اسماء سکھادیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اسماء سکھادیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے نام اور ان کو اپنی اولاد کے اسماء سکھائے۔ ﴿طبری﴾ ابن زید نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام ان کی اولاد کے اسماء سکھائے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کلھا بھی اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کیونکہ کلھا یہ احاطہ اور عموم کے لیے وضع کیا گیا

ہے۔ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ۔ الاسماء کلھا۔ ای اسماء المسمیات فحذف المضاف الیہ لکونه معلوما ملولا علیہ بذكر الاسماء لان الاسم لا بد له من مسمى، و عوض منه الکلام مکثوله۔ واشتعلال لراس۔ فان قلت ملا زعت انه حذف المضاف واقیم المضاف الیہ مقامہ، وان الاصل وعلم ادم مسمیات الاسماء؟ قلت الان التعلیم وجب تلیقہ بالاسماء لا بالمسمیات ﴿کشاف بیروت﴾ وکیع نے تاریخ میں ابن عساکر اور دیلمی نے عطیہ بن یسر سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان اسماء میں ہزار پیشوں کے نام بھی بتا دیے اور فرمایا کہ آدم اپنی اولاد کو کہہ دو کہ اگر وہ دنیا سے اعراض نہ کیں تو دنیا کو ان پیشوں کے ذریعے طلب کریں، دین کے ذریعے دنیا طلب نہ کریں کیونکہ دین فقط میرے لئے ہے۔ بلاکت ہے اس کے لئے جو دین کے ذریعے دنیا طلب کرے اس کے لئے بربادی ہے۔ ﴿طبری﴾ ابن جریر نے ابن زید سے مذکورہ جملہ کے

تحت نقل کیا ہے کہ الاسماء سے مراد تمام اولاد کے اسماء ہیں ﴿طبری﴾ تمام علم حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی تمام علم عطا ہوا میں کرمانی کہتا ہوں کہ کلھا سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علم عطا کر دیا۔ اور فرشتے سن کر حیران ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ جو انبیاء کے سردار ہیں ان کے علم کا کیا کمال ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت وسیع علم دیا یہ علم میرے نبی ﷺ کے علم سمندر کا ایک قطرہ سے بھی کم ہے۔ امام دیلمی نے حضرت ابورافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے میری امت کی مٹی اور پانی میں مثال پیش کی گئی اور میں نے تمام اسماء جان لئے جو آدم علیہ السلام نے جان لئے تھے ﴿طبری۔ در المنثور﴾ اس سے ثابت ہوا کہ جتنا علم حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دیا

تھا اتنا ہی علم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عطا کر دیا ہے۔ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ﴿۵﴾ سورۃ النساء آیت ۱۱۳ ﴿ترجمہ اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت نعیم الدین مرآبادی رحمہ اللہ کنز الایمان میں فرماتے ہیں۔ امور دین و احکام شرع و علوم غیب۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔ عن طارق بن شہاب قال سمعت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی داخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظه ونسیه من نسیه﴾ بخاری کتاب الانبیاء ﴿ترجمہ طارق بن شہاب نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرمایا نبی کریم ﷺ ممبر اقدس پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے آفرینش عالم سے خبر دینی شروع فرمائی یہاں تک کہ جتنی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو گئے۔ اس بیان کو جس نے (جتنا) یاد رکھا یاد رکھا اور اسے جو بھول گیا وہ سو بھول گیا۔ اس حدیث کی شرح علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والغرض انہ اخبر عن المبدء والمعاش والمعاد جمیعا ترجمہ غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مخلوقات کے مبدء اور معاش اور معاد تمام کی خبر دے دی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ وفيہ دلالة علی انہ اخبر فی المجلس الواحد جمیع احوال المخلوقات من ابتداءها الی انتہائها وفي ایراد ذلک کله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادة وکیف وقد اعطی جوامع الکلمہ مع ذلک انتہی۔ ترجمہ اور اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات کے احوال کی خبر دے دی۔ ابتداء سے انتہا تک اور ایک ہی مجلس میں اس کا دار فرماتا خوارق عادت سے امر عظیم ہے اور کیوں نہ ہو اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ جوامع الکلمہ بھی دیئے گئے ہیں ﴿یعنی شرح بخاری﴾ حضرت عمر و بن الخطاب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سے شمس غروب ہونے تک سب گزرے ہوئے اور آنے والے حالات بیان فرمادیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ مبارک میں پائی پس میں نے زمین و آسمان کی تمام چیز کو جان لیا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میرے لیے زمین و آسمان کی تمام چیز روشن ہو گئی ﴿مشکوٰۃ۔ دارمی۔ ترمذی﴾ انہی لا را کم من خلفی کما را کم من بین یدی ﴿بخاری۔ مسلم﴾ ترجمہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں تمہیں اپنے پیچھے سے اسی طرح دکھاتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ میں کرمانی کہتا ہوں کہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کا تمام علم اور رسول اللہ ﷺ کا تمام علم نہ اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی مرضی کے مطابق علم دیا ہے۔ ان کا یہ علم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ نہ کہ ان کا اپنا ذاتی علم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جب علم سکھایا گیا تو اس سے پہلے علم تھا

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتے بھی تھے اور جنات بھی تھے۔ فرشتے بھی آپس میں کلام کرتے تھے اور جنات بھی آپس میں بولتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلے زبانیں بولی جاتی تھیں۔ ہر زبان کی چیزوں کے نام ہوتے ہیں اور اس کے معنی ہوتے ہیں۔ سمجھنے کے لیے صرف اور نحو یعنی گرامر بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت آدم سے پہلے علم تھا۔ اور اس کو یہ سکھایا گیا۔ ہر آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے رب زدنی علما۔ یارب مجھے علم عطا کر۔ امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ۔ جبائی رحمۃ اللہ علیہ اور اور کسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام زبانیں اور لغات تو قیفی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ اور معانی کا علم ضروری تخلیق کیا اور ان معانی کے لیے وضع کیا۔ شیخ ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لغت اصطلاحی کا پہلے ہونا ضروری ہے۔ ﴿کبیر﴾ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اے ملائکہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کیا یا اللہ اس کو نہ بنایہ زمین میں قتل و غارت کریں گے اور ہم تیری حمد و ثنا کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملائکہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور ان کو علم دینے سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کلام فرمایا وہ ایک زبان تھی فرشتوں کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور وہ اس بات کو سن کر سمجھ گئے۔ اور سمجھ کر پھر عرض کیا یا اللہ زمین پر خلیفہ نہ بنا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں وہ بھی ایک زبان ہے اس کے معنی ہیں۔ آسمان دنیا والے فرشتے یہ حمد و ثنا پڑھتے ہیں۔ سبحان ذی الملک والملكوت ترجمہ پاک ہے وہ ملک و ملکوت کا مالک ہے۔ دیکھو یہ ایک زبان ہے اس کے معنی ہیں۔ اور یہ قیامت تک پڑھتے رہیں گے۔ تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور فرشتوں کو فرمایا زمین پر جنات قتل و غارت کر رہے ہیں ان کو پہاڑوں اور جزیروں میں دھکیل دو تو انہوں نے ان کو دھکیل دیا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھے اور اس پر عمل کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم سے پہلے علم تھا۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ اٰی عَرَضَ الْمَسْمِيَّاتِ، وَاِنَّمَا نَكَرَ لَانَ فِي الْمَسْمِيَّاتِ الْعُقْلَاءُ فَعَلِبَهُمْ، وَاِنَّمَا اسْتَنْبَاهُمْ، وَقَدْ عِلْمَ عَجَزَهُمْ عَنِ الْاَنْبَاءِ عَلَى سَبِيلِ التَّبَكُّيَّتِ ﴿کشف بیروت﴾ عَرَضَهُمْ ترجمہ انہیں پیش کیا۔ جن اسماء کے نام سکھائے گئے تھے ان میں عقل والی اور بے عقل والی دونوں اشیاء شامل تھیں لیکن عقل والی اشیاء کثرت سے تھیں اس لئے ان کا اعتبار کرتے ہوئے عرضہم فرمایا یہ مرکز اور مونس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان میں فرشتے، انسان اور جنات عقل والے ہیں۔ فرشتوں اور جنات سے انسان زیادہ عقل والا ہے۔ اسی طرح جبریل نے فرشتوں میں سے سب سے پہلے عربی زبان بولی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے عربی زبان سکھائی۔ ﴿قرطبی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسماء کو پیش کیا۔ عرضہم سے مراد اسماء اشخاص پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے لئے عرضہم کہنا جائز ہے۔ اسماء وغیرہ غائب تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام حاضر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عربی زبان میں فرمایا۔ اَنْبِئُونِي بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اگر تم سچے ہو (۱) حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ مخلوق میں ایسی کوئی عبادت نہیں کر سکتا جس کی تمہارے اندر صلاحیت و استعداد ہے۔ تو پھر ان کے اسماء مجھے بتاؤ (۲) اگر تم اس بات پر سچے ہو کہ تم ہر مخلوق سے زیادہ علم والے ہو تو مجھے ان کے اسماء کی خبر دو۔ مجھے نام بتاؤ یہ ان کے قصور و عجز پر پر بیان کردہ تنبیہ میں تاکید ہے۔

قرآن مجید سے علم کے فضائل

رب العزت نے علم کو حکمت فرمایا۔ پھر حکمت کو عظمت دی جو شان علم کی عظمت پر دلیل ہے۔ حضرت مقاتل فرماتے ہیں قرآن مجید میں حکمت کی تفسیر چار معانی پر ہے۔ (۱) مواظ - وما أنزل علیکم من الكتاب والحكمة ﴿پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۱﴾ اور جو نازل کیا گیا تمہاری طرف کتاب (قرآن) اور دانائی۔ وأنزل اللہ علیک الكتاب والحكمة ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳﴾ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور دانائی نازل کی (۲) فہم - واثیناہ الحکم صبیبا ترجمہ اور ہم نے اسے بچپن میں ہی حکمت و علم فہم دیا۔ ولقد اثیناہ لقمان الحکمہ ﴿پ ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۱۲﴾ ترجمہ اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی۔ أولئک الذین اثیناہم الكتاب والحکمہ ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۴﴾ ترجمہ تو ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت و نبوت عطا کی۔ (۳) نبوت - فقد اثیناہ آل ابرہیم الكتاب والحکمہ ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۴﴾ ترجمہ اور ہم نے حکمت عطا کی۔ واتاہ اللہ الملک والحکمہ ﴿پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۱﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہی عطا کی (۴) قرآن - ومن یؤت الحکمہ فقد اتی خیرا کثیرا ﴿پ ۳ سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۹﴾ ترجمہ جس کو دانائی عطا کی اس کو بھلائی زیادہ عطا کی

علم اور عالم کی فضیلت

وما أوتیتُم من العلم الا قلیلاً ﴿پ ۵ سورۃ الاسراء آیت ۸۵﴾ ترجمہ اور جو تمہیں علم دیا گیا وہ قلیل ہے۔ قل متاع الدنیا قلیل ﴿پ ۳ سورۃ النساء آیت ۷۷﴾ ترجمہ کہہ دیں دنیا کا فائدہ قلیل ہے۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب ﴿پ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰﴾ ترجمہ اور کہہ دیجئے پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں۔ قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ﴿پ ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۹﴾ ترجمہ کہہ دیں کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔ قل هل یستوی الا غمی والبصیر ﴿پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۰﴾ ترجمہ کہہ دیں کیا آنکھوں والے اور نابینا برابر ہیں۔ ام هل تستوی الظلمات والنور ﴿پ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۱۶﴾ ترجمہ کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وأولی الامر منکم ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹﴾ ترجمہ علم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکمران ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ اولوالامر سے مراد احکمران اہل علم والے ہیں۔ ان کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور جو جاہل حکمران ہوں گے وہ جہالت پہلائیں گے ان کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ شہد اللہ انہ لا إله الا هو والملیکة وأولوا العلم ﴿پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۱۸﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود اور فرشتے اور عالموں نے۔ وما یعلم تاءیلہ الا اللہ والریسخون فی العلم ﴿پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۷﴾ ترجمہ اور اس کا صحیح پہلو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے۔ قل کفی باللہ شہیدا بینکم ومن عنده علم الكتاب ﴿پ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۱۱﴾ بلند فرمائے درجات اللہ ایمان والوں اور جن کو علم عطا کیا گیا ان کے انما المؤمنون الذین اذکر اللہ و جلث قلوبہم ﴿پ ۹ سورۃ الانفال آیت ۲﴾ لہم درجات عند ربہم ﴿پ ۹ سورۃ الانفال آیت ۴﴾ بیشک مومنین وہ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں ان کیلئے درجات ہیں ان کے رب کے پاس وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۹۵﴾ فضیلت دی اللہ مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر ومن یاتہ مؤمنا قذ عمل الصالحات فاولئک لہم اللہ درجات العلی (۱۶، ط: ۵۷) اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے اور اچھے کام کیے تو انہیں کیلئے درجے اونچے ہیں والذین اوتوا العلم درجات ﴿پ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۱۱﴾ جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے، دیگر اہل ایمان پر درجات، مجاہدین کے گھروں میں رہ جانے والوں پر درجات، صالحین کے درجات ذکر کیے اور پھر اہل علم تمام اصناف پر درجات میں فضیلت دی۔ لہذا اہل علم کا تمام لوگوں سے افضل ہونا لازم ہے۔ ارشاد الہی ہے: انما ینحش اللہ من عبادہ العلماء ﴿پ ۲۳ سورۃ فاطر آیت ۲۸﴾ بیشک بندوں میں سے علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں والریسخون فی العلم ﴿پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۷﴾ اور پختہ علم والے اس پر ایمان لائے شہد اللہ انہ لا إله الا هو والملیکة وأولوا العلم ﴿پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۱۸﴾ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ملائکہ اور علم والوں نے ولایفقان ینکون ﴿پ ۵ سورۃ الاسراء آیت ۱۰۹﴾ اور روتے ہوٹھوڑی کے بل۔ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذ یتلی علیہم ینجرون لیلادقان سجدا ﴿پ ۵ سورۃ الاسراء آیت ۱۰۷﴾ ترجمہ بیشک وہ جنہیں اس کے نازل ہونے سے قبل علم ملا جب ان پر تلاوت کی جاتی ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درجات بلند ہیں۔

آحادیث مبارکہ سے علم کے فضائل

﴿پ ۱﴾ حضرت ثابث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوزخ کی آگ سے آزاد کردہ کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ طالب علموں کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جب طالب علم باب علم کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے بہشت میں ایک شہر آباد کیا جاتا ہے۔ وہ زمین پر چلتا ہے تو اس کے لیے زمین استغفار کرتی ہے۔ وہ شب و روز اس حالت گزارتا ہے کہ اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا پروانہ ملنے پر ملائکہ گواہ ہیں ﴿پ ۲﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جو غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو دنیا سے جانے سے قبل اس کے پاس ایسا علم آجاتا ہے جو رب العزت کے لیے ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے علم حاصل کرے تو وہ روزہ دار اور شب قیام کرنے والے کی طرح ہے اگر کوئی آدمی علم کا ایک باب سیکھے تو اس کے لیے اللہ کے راستے میں جبل البقیس کے برابر سونا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ ﴿پ ۳﴾ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس کو احیاء اسلام کی خاطر علم حاصل کرتے ہوئے موت آجائے تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہے ﴿سنن دارمی﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روزِ محشر میں اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور ان میں علماء کو الگ اور ممتاز فرمائے گا اور حکم دے گا کہ میں تمہارے سینوں میں اپنا نور اس لیے رکھا ہے کہ میں تمہیں جانتا ہوں اور تمہیں علم کی دولت سے اس لیے سرفراز نہیں کیا کہ تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تمہیں

تفسیر کر مائی بخش دیا۔ ﴿۵﴾ مسند الفردوس ﴿۵﴾ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب معلم خیر کا وصال ہو جاتا ہے۔ تو اس پر آسمان کے پرندے اور زمین کے جانور اور پانی کی مچھلیاں روتی ہیں۔ (ترمذی) ﴿۶﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس آدمی نے عالم کی اقتداء میں نماز پڑھی گویا اس نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی ﴿۷﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ابد محض پر ستر درجے افضل ہے اور ہر درجے کے درمیان گھوڑے سوار کی ستر سالہ مسافت کا فرق ہے اس لیے کہ شیطان لوگوں کے درمیان بدعت پھیلا ناچاہتا ہے تو عالم اسے دیکھ کر زائل کر دیتا ہے اور عباد اپنی عبادت میں مصروف رہتا ہے اور بدعت کی طرف عدم توجہ سے اس کو نہیں پہچانتا (الترغیب والترہیب) ﴿۸﴾ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ عرض کیا گیا آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں ﴿۹﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس خیال سے گھر سے نکلے کہ علم کا ایک باب یاد کر کے لوگوں کو باطل سے حق کی جانب اور ضلالت سے ہدایت کی طرف بلائے تو اس کا یہ عمل چالیس سالہ عبادت کے برابر ہوگا۔ ﴿۱۰﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر رب العزت تیری وجہ سے کسی ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تیری لیے پورے روئے زمین سے افضل ہے (بخاری) ﴿۱۱﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اس نیت سے علم حاصل کرے کہ اسے رضائے اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں میں بیان کرے گا تو اسے ستر انبیاء کرام کے برابر ثواب ملے گا ﴿۱۲﴾ حضرت عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا روز محشر میں طالب علم کی سیاہی اور شہید کا خون تولایا جائے گا تو دونوں برابر ہونگے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ علماء کی سیاہی راجح اور روزنی ہوگی۔ ﴿۱۳﴾ حضرت ابو اقدی لیشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے تین اشخاص آئے ایک نے مجلس میں جگہ دیکھی وہیں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا واپس چلا گیا۔ جب آپ نے خطاب کیا فرمایا میں تمہیں تین اشخاص کے متعلق میں خبر دیتا ہوں ایک نے رب العزت سے پناہ طلب کی اسے پناہ مل گئی دوسرے نے رب العزت سے حیاء کی اس سے حیاء کی گئی تیسرے نے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض کیا (مسلم)

علوم کا مطالعہ تین طریقے سے ہوتا ہے۔ پہلا۔ متفکر دل۔ دوسرا۔ تعبیر کرنے والی زبان۔ تیسرا۔ تصویر کشی کرنے والا بیان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لفظ علم میں عین علو کی، علم کا لام لطف کا، اور میم مروت کی ہے۔

علم دس طرح کے ہیں

(۱) علم توحید، ادیان کے لیے۔ (۲) علم ہر، رد شیطان کے لیے (۳) علم شریعت، ارکان کے لیے (۴) علم فراست، برہان کے لیے (۵) علم سیاست، سلطان کے لیے (۶) طب، ابدان کے لیے (۷) علم رؤ، بہان کے لیے (۸) علم نجوم، ازمان کے لیے (۹) علم مبارزت، فرسان کے لیے (۱۰) علم حقیقت رحمن کے لیے

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ٣٢٥ قَالَ يَا أَدَمُ أَنْبِئْهُمْ

تفسیر کرمانی

154

سورة البقرة

بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ ۳۵ ترجمہ (فرشتوں نے) عرض کی (یا اللہ) تو پاک ہے۔ جتنا علم تو نے ہم کو سکھایا ہے اس کے علاوہ ہمیں کچھ علم نہیں بیشک تو ہی علم ودانا اور حکمت والا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے آدم انہیں بتادے (تمام اشیاء کے) اسماء جب اس (آدم) نے انہیں تمام (چیزوں) نام بتادیے تو (اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو) فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی تمام چھپی اشیاء اور میں جانتا ہوں اور جو کچھ (تم) ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ (تم) چھپا کے کرتے ہو۔ قَالُوا: اَنْصُرْنَا فِي عَرَضِكَ: تو پا کیزہ ہے: لَا: نہیں: عَلِمَ: علم: لَنَا: ہمیں: الْاَبْرَارُ: ما: جو: عَلِمْتُنا: بتونے ہم کو بتایا: اِنْ: بیشک: كُنْتَ: تو: اَنْتَ: تو: الْعَلِيمُ: جاننے والا: الْحَكِيمُ: حکمت والا۔ قَالَ: اس نے کہا: يَا اَدَمُ: اے آدم: اَنْهِيَكَ عَنْ هَذِهِ: انہیں کہہ دے: بِأَسْمَاءِهَا: ان کے اسماء: فَلَمَّا: پس جب: اَنْبَأَهُمْ: انہیں بتائیے: بِأَسْمَاءِهَا: ان کے اسماء: قَالَ: اس (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اَيُّهَا النَّاسُ: کیا: لَمْ: نہیں: اَقُلْ: میں نے فرمایا: لَكُمْ: اِنِّي: میں: اَعْلَمُ: جانتا ہوں: غَيْبُ: پوشیدہ کلام: السَّمَوَاتِ: آسمان: وَ: اور: الْأَرْضِ: زمین: وَ: اور: اَعْلَمُ: میں جانتا ہوں: مَا: جو: تُبْدُونَ: تم ظاہر کرتے ہو: وَ: اور: مَا: جو: كُنْتُمْ: تھے: تَكْتُمُونَ: پوشیدہ کرتے ہو۔ قَالُوا: سب فرشتوں نے عرض کیا۔ سُبْحَانَ يَه سُبْحًا یہ سنخ سے بنایا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے تیرا۔ كُلٌّ فِي فَلَک یَسْبَحُون ﴿پ ۷﴾ سورۃ الانبیاء آیت ۲۱ ﴿ترجمہ ہر ایک ایک گھرے میں تیر رہا ہے سُبْحَانَک ثُبْتُ الذِّک ﴿پ ۹﴾ سورۃ الاعراف آیت ۴۳﴾ ترجمہ تو پاک ہے میں تیری طرف رجوع لایا سُبْحَانَک اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِین ﴿پ ۷﴾ سورۃ الانبیاء آیت ۸۷﴾ ترجمہ تو پاک ہے بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں معذرت کی۔ اسی طرح ملائکہ بھی اپنے سوال سے معذرت کر رہے ہیں کہ یا اللہ بیشک ہم میں اس قدر علمی استعداد نہیں ہے کہی ہمارے لینے میں ہے نہ کہ تیری عطائیں۔ لا عَلِمَ لَنَا الا مَا عَلَّمْتَنَا فرشتوں نے عرض کی یا اللہ جتنا علم تو نے ہمیں عطا کیا ہے اس کے علاوہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ شیطان بھی چیزوں کے نام نہیں بتا سکا۔ بلکہ کہا قال رَبِّمَا اغْوَيْتَنِي۔ ﴿پ ۱۲﴾ سورۃ الحجر آیت ۳۹﴾ ترجمہ (شیطان نے) کہا اے میرے رب اس کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ جو کوئی کہے کہ شیطان کے پاس جو علم ہے رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے تو وہ اس آیت مبارکہ کا انکاری ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جو علم تھا رسول اللہ ﷺ کے علم سمندر کے ایک قطرہ کے برابر ہے۔ اِنَّک انت العَلِیمُ الحَکِیمُ علیم و علم والا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ حکیم و حکمت والا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے کہ علیم وہ ہوتا ہے جس کا علم کامل ہوتا ہے اور حکیم وہ ہوتا ہے جو اپنے حکم میں کامل ہوتا ہے ﴿طبری، درالمشور﴾ اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام کے لیے منبر بچھوایا اور اس پر حضرت آدم علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کے سامنے فرشتے بیٹھ گئے۔ قَالَ يَا آدَمُ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد مبارک فرمایا اے آدم علیہ السلام۔ اَنْبَهُمْ بِاَسْمَاءِ نُهُمْ ان سب فرشتوں کو تمام اسماء کے نام بتادو، فَلَمَّا اَنْبَاهُمْ بِاَسْمَاءِ هُمْ۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام بتادیے۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کیا میں نے تم کو نہیں فرمایا تھا آسمانوں اور زمین کا غیب جانتا ہوں۔ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور میں وہ تمام کچھ جانتا ہوں جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو تم پوشیدہ کرتے ہو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اس سے مراد ملائکہ کی تابع داری ہے۔ اور جو کچھ تم پوشیدہ کرتے ہو اس سے شیطان کا انکار کرنا مراد ہے۔ ﴿در المنثور﴾۔ خازن ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شیطان کا تکبر ہے جو اپنے نفس میں چھپائے ہوئے تھا﴾ ﴿در المنثور﴾۔ طبری ﴿قادر اور حسن سے روایت کی ہے کہ ما تبدون سے مراد اتجعل فیہا من یفسد فیہا ہے اور وما کنتم تکتمون سے مراد ان کا ایک دوسرے کو یہ کہنا ہے کہ ہم اس سے بہتر ہیں﴾ ﴿در المنثور﴾۔ طبری ﴿امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مہدی بن میمون سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری سے سنا ہے، حسن بن دینار نے ان سے سوال کیا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ نے جو فرشتوں سے و انتم ما تبدون وما کنتم تکتمون فرمایا ہے اس کا کیا معنی ہے فرشتوں نے کون سی بات پوشیدہ رکھی ہوئی تھی حضرت حسن بصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ملائکہ نے ایک عجیب مخلوق دیکھی تو ان کے ذہنوں میں کچھ خیال آیا وہ ایک دوسرے سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے بعض نے کہا تم اس مخلوق کے بارے میں اتنے کیوں پریشان ہو اللہ تعالیٰ ہم سے کوئی معزز مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا یہی بات تھی جو چھپا رکھی تھی﴾ ﴿در المنثور﴾۔ طبری ﴿کرمانی دل دی گل پوشیدہ رب با جھوں کا خز جائز یں سب علم نجوم تے جفروں لکھ نہ لکھیا یو یں مار دہا خریں۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا ابْلِیْسَ ط اَبٰی وَ اسْتَكْبَرَ ۚ وَ كَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝۲۰ ترجمہ اور جب ہم نے ملائکہ کو حکم دیا آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں ہو گیا۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا : تم سجدہ کرو : لَا اَدَمَ : آدم کو : فَسَجَدُوْا : تو انھوں نے سجدہ کیا، فرشتوں نے سجدہ کیا : اِلَّا : مگر، سوائے : ابْلِیْسَ : ابلیس : اَبٰی : وہ منکر ہو گیا، اس نے انکار کر دیا : وَ : اور : اسْتَكْبَرَ : تکبر و غرور کیا : ۚ : اور : كَانَ : تھا : مِنَ : سے : الْکٰفِرِیْنَ : کفار۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش سے قبل سجدہ کا حکم دیا اور سجدہ کروایا

فَاِذَا سُوِّيْتُمْ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿الحجرات آیت ۲۹﴾ ترجمہ میں میں مٹی سے انسان بناؤں گا جب میں اسے صحیح و مکمل بنا لوں اور اس میں اپنی

پسندیدہ روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونک دی تو فرمایا۔ وَ اِذْ قُلْنَا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا ابْلِیْسَ۔ اور جب ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے۔ فَسَجَدَ

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰخِعُوْنَ پس تمام ملائکہ اٹھے ہو کر سر بسجود ہو گئے۔ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی وسعت علم اور اپنے عجز کو مان لیا۔ مَلٰٓئِكَةُ۔ ملک کی جمع

ہے۔ اس کا معنی ہے فرشتے۔ اسْجُدُوْا۔ سجدہ کا لغوی معنی ہے ترنل اور خضوع اور شریعت میں اس کا مطلب ہے۔ وَضْعُ الْجَبْهَةِ عَلٰی الْاَرْضِ ماتھے کا زمین پر

رکھنا۔ سجدہ کی دو جہیں ہیں۔ پہلی وجہ سجدہ اختیاری یہ ہے۔ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿سورة النجم آیت ۶۲﴾ ترجمہ پس اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔

دوسری وجہ سجدہ تسخیری یہ ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا ﴿پ ۱۳ سورة الرعد آیت ۱۵﴾ ترجمہ اور جو آسمانوں اور زمین میں

ہیں تمام خوشی یا مجبوری کے تحت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام

پھر تمام ملائکہ نے سجدہ کیا۔ ﴿خزائن العرفان﴾ امام ابن عساکر نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے الضمیر سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب

ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم کیا تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آدم کو سجدہ کیا اس کے بدلے میں رب العزت نے اس کی پیشانی پر

قرآن مجید تحریر فرمادیا ﴿در المنثور﴾۔ طبری۔ روح البیان ﴿جب فرشتوں نے سجدہ کر کے دیکھا تو شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طرف پیچہ کر کے کھڑا تھا۔ تو انہوں نے

دوسرا سجدہ فکرا کا ادا کیا۔ پہلے ان کی صورت خوبصورت تھی اب ان کی شکل مخ ہو کر جسم خنزیر کا اور چہرہ بندر کا ہو گیا۔ تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر یہ تیسرا سجدہ حضرت آدم علیہ

السلام کو کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ اور سجدہ بھی جمعہ کے دن ہوا۔ اور جنت سے باہر جمعہ کے دن تشریف لائے۔ اور تو پہلی جمعہ کے دن قبول ہوئی۔ دنیا

میں بہت بڑے کام جمعہ کے دن رونما ہوئے۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہوگی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا تعظیمی و تحیہ تھا

سجدہ تعظیمی گزشتہ شریعتوں میں ہوتا تھا۔ وَخَرُّوا لَهٗ سٰجِدًا ﴿سورة یوسف آیت ۱۰۰﴾ ترجمہ اور وہ تمام یوسف کے لیے سجدہ میں گر گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا اس کے بعد یہ

منوع ہو گیا۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴿پ ۲۷ سورة الرحمن آیت ۶﴾ ترجمہ اور ستارے اور درخت (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت بجالاتے ہیں۔ امام ابن حاتم نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ الامام کی تفسیر نقل فرمائی ہے کہ سجدہ آدم علیہ السلام کے لیے تھا اور اطاعت اللہ تعالیٰ کے لیے تھی ﴿در المنثور﴾۔ طبری ﴿ابن ابی

حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تو ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا اس کی

کرامت و بزرگی کی وجہ سے جس کے ساتھ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو عزت بخشی تھی۔ وَكَانَ سَجْدَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ لِاٰدَمَ تَسْكِرَةً لِاٰدَمَ ط طاعة اللہ

لاعبادة لادم ﴿طبری﴾ عن قتادة قوله واذقلنا للملئكة اسجدوا لادم فكانت الطاعة لله واسجدوا لادم اكرم الله ان اسجد له ملائكة ﴿طبری﴾ حضرت قتاده رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ یہ سجدہ آدم کو تھا اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو شرف و عزت بخشی تھی اس پر ابلیس نے حسد کیا اور عرض کی میں ناری ہوں اور یہ طینی ہے۔ یعنی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ گناہ کی شروعات تکبر و غرور سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر و غرور کیا ﴿در المنثور۔ طبری﴾ سجدہ تحیہ کا معنی ہے سجدہ عزت۔

اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کرنا حرام ہے

زحمری فرماتے ہیں کہ۔ السجود لله تعالى على سبيل العبادة، ولغيره على وجه التكرمة، كما سجدت الملائكة لادم، وابو يوسف واخوانه له، ويجوز ان تختلف الاحوال والاقاات فيه، وقرأ ابو جعفر للملائكة اسجدوا، بضم القاء لالتباع ولا يجوز استهلاك الحركة الاعرابية بحركة الاكتاباع الا في لغة ضعيفة كقولهم الحمد لله ﴿كشاف بیروت﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اگر اس کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر ڈھونڈ کر لے جائے تو اس پر اس کی تعمیل واجب ہوگی۔ جب حضرت معاذ بن جبل شام سے آئے تو رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اے معاذ یہ کیا ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں ملک شام پہنچا تو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے علماء اور حکام کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے بھی یہ خواہش ہوئی کہ ہم آپ کو سجدہ کیوں نہ کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ایسا مت کرو اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی حتیٰ کہ اپنے خاوند کا حق ادا کرے حتیٰ کہ اگر عورت کا خاوند اس سے خواہش پوری کرنے کا اظہار کرے اور وہ پالان پر سوار ہو تو اسے منع نہ کرے ﴿ابن ماجہ ابواب الزکاح باب حق الزوج علی المرأة﴾ جاہل صوفیوں نے سماع اور مشائخ کے پاس جاتے وقت اور ان سے دعا طلب کرتے وقت وہ ان مشائخ کو سجدہ کرتے ہیں۔ کسی کو ان کے خیال کے مطابق حال آجاتا ہے تو وہ سجدہ کرتے ہیں۔ یہ ان کی جہالت ہے خواہ وہ خانہ کعبہ کی طرف ہوں یا دوسری طرف ہوں یہ ان صوفیوں کی جہالت ہے اور یہ حرام ہے۔ میں ایسی سماء میں کبھی بھی نہیں جاتا۔ بچپن میں مجھے اس معاملے میں کوئی سوچ بوجھ نہیں تھی۔ میں ایک ایسی سماع میں گیا تو وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں کہا ایک سیاہ دھاڑی والا شخص کو بناوٹی حال آیا ہوا ہے وہ ادھر ادھر سر مار رہا تھا اور کبھی زمین پر ادھر گر جاتا اور کبھی ادھر گر جاتا اور باقی لوگ بھی سر مار رہے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیاہ دھاڑی والا ہر سال اسی طرح کرتا ہے۔ میں ایک عرس پر گیا تو ایک تعویذ لکھنے والا پیر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جب عالم صاحب تقریر کرنے کے لیے سامنے نمودار ہوئے تو وہ پیر صاحب اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔

سجدہ سہو کا بیان

نماز میں سجدہ سہو واجب ہے۔ ﴿متین۔ ہدایہ عالمگیری﴾ یہی صحیح یہ ہے ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ سجدہ سہو اس وقت واجب ہوتا ہے کہ جب وقت میں اس کی گنجائش ہو پس اگر کسی آدمی پر صبح کی نماز سہو کا سجدہ تھا اور اس نے ابھی سجدہ نہیں ادا کیا اور پہلے سلام کے بعد سورج طلوع ہو گیا تو سجدہ سہو اس سے ساقط ہو جائے گا اور اسی طرح اگر کوئی آدمی عصر کے بعد قضا نماز پڑھتا تھا اور اس میں سہو ہوا اور سجدہ کرنے سے قبل سورج سرخ ہو گیا تو سجدہ سہو ساقط ہو جائے گا اور جن چیزوں سے نماز کے بعد اور نماز کا بنا کر ناسخ ہو جاتا ہے وہ چیزیں اگر سلام کے بعد واقع ہوں تو سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے ﴿بحر الرائق﴾ اگر کسی فرض نماز میں سہو ہوا اور اس پر نفل کی بنا کر لے تو سجدہ سہو نہ کرے ﴿عالمگیری﴾ سجدہ سہو کا موقع بعد سلام کے ہے خواہ وہ سہو نماز کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا کسی کی اور سلام سے قبل سجدہ کرے تو ہمارے نزدیک جائز ہے اصول کی روایت یہی ہے دو سلام پھیرے یہی صحیح ہے ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ اور صحیح یہ ہے کہ ایک سلام پھیرے جمہور کا قول یہی ہے اور اصل میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ﴿کافی۔ عالمگیری﴾ اور دہنی طرف سلام پھیرے ﴿زاہدی۔ عالمگیری﴾ اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے سلام کے بعد اللہ اکبر کہے اور سجدہ کو جھک جائے اور سجدہ میں تسبیح پڑھے پھر دوسرا سجدہ اسی طرح کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے ﴿محیط﴾ اور درود اور دعا سہو کے قعدہ میں پڑھے یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہے پہلے قعدہ میں پڑھے ﴿متین۔ عالمگیری﴾ اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں قعدوں میں پڑھے ﴿فتاویٰ قاضیخان۔ عالمگیری﴾ اور یہ بھی اختیار ہے کہ سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف پڑھے ﴿بہار شریعت﴾ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات ﴿بہار شریعت﴾ سہو کا حکم فرض اور نفل میں برابر ہے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد قعدہ کرنا نماز کا رکن نہیں ہے اور اس قعدہ کا حکم سہو کے سجدوں کے بعد اس واسطے ہوا ہے کہ نماز کا ختم قعدہ پر ہوا اگر کسی نے وہ قعدہ چھوڑ دیا اور کھڑا ہو گیا اور چل دیا تو نماز اس کی فاسد نہ ہوگی حلوانی نے یہی کہا ہے ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ دوا وجہ میں ہے کہ اصل یہ ہے کہ نماز میں جو افعال چھوٹ جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں فرض اور سنت اور واجب پس اگر فرض چھوٹا ہے اور قضا میں اس کا عوض ممکن ہے تو قضا کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نفل سنت چھوٹا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ نماز کا قیام ارکان نماز سے ہے اور وہ ادا ہو گئے اور اس پر سجدہ سہو کا جبر نہیں کیا جاتا اور اگر واجب چھوٹا ہے تو اگر چھوٹے سے چھوٹا ہے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ اس نقصان کا عوض کرنے کے لیے نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ اور مجملہ ان کے پہلا قعدہ ہے پس اگر اس کو چھوڑے گا تو سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿متین۔ عالمگیری﴾ مجملہ ان کے تشہد ہے اگر پہلے قعدہ یا دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کچھ تشہد پڑھا تو کچھ نہ پڑھا تو بھی سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿متین۔ عالمگیری﴾ خواہ فرض میں ہو یا نفل میں ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ اگر قیام میں تشہد پڑھا تو اگر پہلی رکعت میں پڑھا ہے تو کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر دوسری رکعت میں پڑھا ہے تو اس میں مشائخ کرام کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ﴿ظہریہ۔ عالمگیری﴾ اگر الحمد پڑھنے سے پہلے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر بعد اس کے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہی اصح

اس لیے کہ الحمد پڑھنے کے بعد سورۃ پڑھنے کا محل ہے اور جب اس وقت تشہد پڑھتا تو واجب میں تاخیر ہوئی اور الحمد سے پہلے شاکل ہے ﴿تین۔ عالمگیری﴾ اور اگر اخیر کی دونوں رکعتوں میں قیام میں تشہد پڑھتا تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ﴿محیط سرحی۔ عالمگیری﴾ اگر تشہد کی جگہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اگر پہلے قعدہ میں دوبار تشہد پڑھتا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسی طرح اگر پہلے قعدہ میں تشہد پر زیادتی کر کے درود بھی پڑھتا تو سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿متین۔ عالمگیری﴾ اور اسی پر فتویٰ ہے ﴿مضمرات﴾ اور اس زیادتی کی مقدار میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ اگر اللھم صل علی محمد پڑھتا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب تک علی آل محمد نہ پڑھے گا سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور پہلا قول اصح ہے اور اگر دوسرے قعدہ میں دوبار تشہد پڑھتا تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ﴿متین۔ عالمگیری﴾ اگر تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹے اور تشہد پڑھے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے قول کے بموجب اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اگر کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا اور بیٹھن کی جگہ کھڑا ہو گیا تو اگر امام یا منفرد ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا قیام سے مراد ہے کھڑا ہو جانا یا قیام سے قریب ہو جانا اس لیے کہ وہ قعدہ کی طرف کو و نہیں کر سکتا ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور اگر قعدہ کی طرف کو و نہ کرے گا تو موافق صحیح قول کے نماز فاسد ہو جائے گی ﴿متین۔ عالمگیری﴾ اور اگر قیام سے قریب نہیں ہوا ہے تو بیٹھ جائے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور یہی اصح ہے ﴿ہدایہ۔ متین۔ عالمگیری﴾ اور اس کا اعتبار آدمی کے نیچے کے آدھے دھڑے سے ہوتا ہے اگر نیچے کا آدھا دھڑا سیدھا ہو گیا تو قیام سے قریب ہے ورنہ قریب نہیں ﴿کافی۔ عالمگیری﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی آدمی قعدہ کو بھول کر کھڑے ہونے کے ارادہ سے اپنے گھٹنوں پر کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آیا تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو واجب ہوگا پہلا قعدہ اور دوسرا اس حکم میں برابر ہیں اور اسی پر اعتماد ہے اور اگر اپنے دونوں سرین اٹھالے اور دونوں گھٹنے زمین پر ہیں اور اس وقت یاد آیا تو اس پر سجدہ نہیں امام ابو یوسف سے اسی طرح مروی ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اسی طرح اگر رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی رکن کو دوبار کیا یا کسی رکن کو اس کے موقع سے قبل ادا کیا یا پیچھے کیا تو ان صورتوں میں سہو کا سجدہ واجب ہوگا اور قدوری میں ہے کہ اگر نماز میں کوئی ایسا فعل چھوڑا جس میں کوئی ذکر مقرر ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اس لیے کہ کسی فعل میں کوئی ذکر مقرر کیا گیا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ وہ فعل فی نفسہ مقصود ہے پس اس کے چھوٹنے سے نماز میں نقصان آجائے گا پس اس کا عوض سجدہ سہو سے واجب ہے اور اگر ایسا فعل ہے کہ اس کے لیے کوئی ذکر مقرر نہیں کیا گیا تو اس کے لیے سہو کا سجدہ نہیں جیسے داہنا ہاتھ یا بائیں ہاتھ پر رکھنا اور تومہ جو رکوع اور سجود کے درمیان میں ہے اور اگر نماز میں بقدر تشہد بیٹھ گیا پھر اس کو یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور اس تامل کی وجہ سے نماز میں دیر ہوئی پھر یقین ہوا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو نماز اس کی پوری ہے اور سجدہ سہو واجب ہے اور ایک سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا تو سجدہ سہو نہیں اور اگر نماز میں حدث ہوا اور وضو کرنے کے لیے گیا اور اس وقت یہ شک ہوا اور اس فکر کی وجہ سے وضو میں کچھ دیر ہوئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ منجملہ ان کے قنوت ہے اگر قنوت کو چھوڑے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا قنوت کا چھوڑنا اس وقت ثابت ہوتا ہے جب رکوع سے سر اٹھالیا اور اگر وہ تکبیر چھوڑ دی جو قرات سے بعد اور قنوت سے پہلے ہے تو سہو کا سجدہ کرے اس لیے کہ وہ بمنزلہ عید کی تکبیروں کے ہے ﴿متین۔ عالمگیری﴾ منجملہ ان کے عیدین کی تکبیریں ہیں بدائع میں ہے کہ اگر تکبیروں کو چھوڑ دیا یا کم کیا یا زیادہ کیا یا ان کو دوسری جگہ دیا تو سہو کا سجدہ واجب ہوگا ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ کی اور زیادتی تھوڑی یا اور بہت برابر ہے جس نے امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ اگر امام عید کی نماز میں ایک تکبیر بھی بھولتا تو سہو کا سجدہ کرے ﴿ذخیرہ، عالمگیری﴾ اگر امام تکبیریں بھول گیا اور اس نے رکوع کر دیا تو پھر قیام کی طرف لوٹے برخلاف اس کے مسبوق نے جو امام کو رکوع میں پایا تو وہ تکبیریں رکوع میں کہہ لے ﴿کشف الاسرار۔ بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ اگر عید کی نماز میں دوسرے رکوع کی تکبیر چھوڑی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اس لیے کہ وہ بھی عید کی تکبیروں کے ساتھ ملکر واجب ہے مگر برخلاف اس کے پہلے رکوع کی تکبیر واجب نہیں اس لیے کہ وہ عید کی تکبیروں سے ملحق نہیں ﴿متین۔ عالمگیری﴾ سہو جمعہ عیدین اور فرض نفل میں ایک سا ہے مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ جمعہ اور عیدین میں سہو کا سجدہ نہ کرے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں ﴿محیط مضمرات، عالمگیری﴾ اور منجملہ ان کے جہر اور آہستہ پڑھنا ہے اگر آہستہ پڑھنے کی جگہ جہر کیا یا جہر کی جگہ آہستہ پڑھتا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اس میں اختلاف ہے کہ جہر اور اخفا کس قدر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا بعضوں نے کہا ہے کہ جس قدر قرات سے نماز جائز ہو جاتی ہے ان دونوں صورتوں میں اس قدر کا اعتبار ہے یہی اصح ہے اور الحمد اور غیر الحمد میں فرق نہیں اور اکیلے نماز پڑھنے والے پر جہر یا اخفا سے سہو کا سجدہ واجب نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ دونوں جماعت کے خصائص سے ہیں ﴿متین۔ عالمگیری﴾ اگر اعوذ یا بسم اللہ یا آمین میں جہر کیا تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور مقتدی کے واسطے یہ شرط نہیں کہ امام کے سہو کے وقت بھی نماز میں شریک ہو پس اگر کوئی آدمی امام کے بھولنے کے بعد نماز میں شریک ہو تو امام کے متابعت سے اس پر بھی سجدہ سہو واجب ہو گا اور اگر کوئی آدمی ایسے وقت میں شریک ہوا کہ امام ایک سجدہ سہو کا کر چکا ہے تو دوسرے سجدہ میں اس کی متابعت کرے اور پہلے سجدہ کو قضا نہ کرے اور امام کے ساتھ ایسے وقت میں ملا جب وہ سہو کے دونوں سجدے کر چکا ہے ان دونوں کو قضا نہ کرے ﴿متین۔ عالمگیری﴾ مقتدی کے سہو سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اگر امام نے سجدہ سہو نہ کیا تو مقتدی پر واجب نہیں ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور مسبوق سجدہ سہو امام متابعت کرے اس کے بعد اپنی بقیہ نماز کی قضا کرنے پر کھڑا ہوا اور پھر اپنی نماز کے آخر میں اور سجدہ کرے مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرے اس لیے کہ امام پر شاہد سہو ہو ﴿محیط سرحی۔ عالمگیری﴾ اور اگر مقتدی نے سہو کا سجدہ امام کے ساتھ نہیں کیا اور اپنی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو گیا تو سہو کا سجدہ اس سے ساتھ نہ ہوگا اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ کرے اور اگر امام نے سلام پھیرا اور مسبوق کھڑا ہو گیا پھر امام کو یاد آیا کہ اس پر سہو کا سجدہ ہے اور اس نے سہو کا سجدہ کیا تو اگر مسبوق نے ابھی تک اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس رکعت کو چھوڑ دے اور امام کی متابعت کی طرف کو لوٹے جب امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز کو قضا کرے اور قیام و قرات اور رکوع جو پہلے کر چکا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اور اگر امام کی متابعت کی طرف کو نہ لوٹا اور اسی طرح اپنی نماز پڑھتا رہا تو اس کی نماز جائز ہو جائے گی اور احتیاج ان کے آخر میں سجدہ سہو کا کہ امام نے اس وقت سجدہ کیا جب مسبوق اپنی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تو امام کی متابعت کی طرف کو نہ لوٹے اور اگر امام کی متابعت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی ﴿سراج الوہاب﴾ اور اگر امام نے خوف کی نماز میں سہو کا سجدہ کیا اور دوسرے گروہ نے امام کی متابعت کی تو پہلے گروہ کے لوگ جب اپنی نماز تمام کر چکیں اس وقت سہو کا سجدہ کریں ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ لاحق کو جو اپنی نماز قضا کرنے میں سہو ہو تو اس کا سجدہ نہ کرے اور مسبوق کو جو اپنی نماز ادا کرنے میں سہو ہو تو اس کا سجدہ سہو واجب

ہو نماز پڑھے تو اس کو سہو کے سجدہ میں حکم مسبوق کا ہے امام کو سہو ہوا پھر اس کو حدیث ہو گیا اور اس نے ایک مسبوق کو مقدم کر دیا تو مسبوق اس نماز کو تمام کرے مگر سلام نہ پھیرے اور کسی اور ایسے آدمی کو پڑھادے جو اول سے نماز میں شریک پہلے وہ آدمی سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ ہے اور مسبوق اپنی باقی نمازوں کی قضا کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں اور ہر آدمی اپنی نماز کے آخر میں سہو کا سجدہ کر لے ﴿محیط سرخی۔ عالمگیری﴾ کسی آدمی نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں اور چوتھی رکعت میں بقدر تشہد قعدہ کر لیا تھا تو اگر اس کو پانچویں رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ گیا کہ وہ پانچویں رکعت میں ہے تو قعدہ کی طرف کو عود کر لے اور سلام پھیرے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور سہو کا سجدہ کرے ﴿سراج الوہاب۔ عالمگیری﴾ اور اگر اس وقت یاد آیا کہ جب پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو قعدہ کی طرف کو عود نہ کرے اور سلام نہ پھیرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو گانہ پورا کر لے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور تحکم استحسان سہو کا سجدہ کر لے ﴿ہدایہ۔ کفایہ۔ عالمگیری﴾ پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور وہ دونوں رکعتیں نفل ہوگی اور صحیح قول کے بموجب ظہر کی سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں ﴿الوجہۃ البیضاء۔ فقہانہ﴾ یہ کہا ہے کہ عصر کی نماز میں چھٹی رکعت نہ ملاو یا اور بعضوں نے کہا ہے ملا لے اور یہی اصح ہے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور اسی پر اعتماد ہے اس لیے کہ نفل عصر کے بعد اپنے اختیار سے پڑھے تو مکروہ ہے اور واجب اختیار سے نہ ہو تو مکروہ نہیں ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور فجر کی نماز میں اگر دوسری رکعت میں بقدر تشہد قعدہ کیا اور پھر تیسری رکعت کو کھڑا ہو گیا اور اس کا سجدہ کر لیا تو چوتھی رکعت اس میں نہ ملاوے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور تحمیں میں تصریح کی ہے کہ فتوے ہشام کا اس روایت پر ہے کہ ایک رکعت اور ملانے میں صبح اور عصر میں کچھ فرق نہیں اور صبح اور عصر میں بھی رکعت ملانا مکروہ نہیں ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ اور اگر فجر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بقدر تشہد قعدہ نہیں کیا تھا تو فرض اس کے باطل ہو گئے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے برخلاف اس کے اگر عصر کی نماز میں چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کیا اور پانچویں رکعت کو کھڑا ہو گیا اور ابھی سجدہ نہیں کیا قعدہ کی طرف کو عود کر لے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور پہلے نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عصر کی نماز میں چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت کو کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت میں قعدہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت کو کھڑا ہو گیا اور خلاصہ خانیہ میں ہے کہ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کر لے ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اگر ظہر کی نماز میں چوتھی رکعت میں قعدہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت کو کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو ہمارے نزدیک اس کی ظہر فاسد ہوگی ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ پھر امام ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ جس وقت اس نے سجدہ کے لیے سر رکھا اسی وقت نماز اس کی فاسد ہوگی اور ملالے اور اگر نہ ملاوے تو اس پر کچھ واجب نہیں ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ پھر امام ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ جس وقت اس نے سجدہ کے لیے سر رکھا اسی وقت نماز اس کی فاسد ہوگی اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ جب سجدہ سے سر اٹھادے گا اس وقت فاسد ہوگی وجہ اس کی یہ ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک سر زمین پر رکھتے ہی سجدہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور امام محمد کے نزدیک سر رکھ کر پھر اٹھانے سے سجدہ کا فرض ادا ہوتا ہے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ فخر الاسلام نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ فتوے کے واسطے قول امام محمد کا مختار ہے ﴿نہایہ۔ عالمگیری﴾ اور فائدہ اختلاف کا اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اگر سجدہ میں حدیث ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس نماز کی درستی ممکن نہیں اور امام محمد کے نزدیک ممکن ہی کی جائے اور وضو کرے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور قعدہ کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ﴿فتح القدیر۔ عالمگیری﴾ اور واضح یہ ہے کہ وہ سہو کا سجدہ نہ کرے ﴿نہایہ۔ عالمگیری﴾ اگر کسی آدمی پر سجدہ سہو کا واجب ہے تو اگر وہ نماز کے قطع کرنے کے لیے سلام پھیرے تو وہ سلام کے بعد بھی داخل صلوٰۃ رہتا ہے اگر اس وقت سہو کا سجدہ کرے اور سجدہ نہ کرے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نماز میں داخل نہیں اور یہی اصح ہے اور امام محمد اور زفر کے نزدیک وہ داخل صلوٰۃ ہے اگر چہ وہ سہو کا سجدہ نہ کرے پس بعد سلام کے اگر کسی شخص نے اس کے ساتھ اقتدا کیا تو امام محمد کے نزدیک ہر صورت میں صحیح ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک وہ سجدہ سہو کا کرے تو صحیح ہے ورنہ صحیح نہیں اور اگر اس وقت قہقہہ مارا تو امام محمد کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک وضو نہ ٹوٹے گا اور نماز اس کی بالا جماع پوری ہوگی اور سجدہ سہو اس سے ساقط ہو گیا اور اگر اس وقت مسافر نے اقامت کی نیت کر لی تو امام محمد کے نزدیک اب اس کے فرض چار رکعت ہو جائیں گے اور نماز کے آخر میں سہو کا سجدہ کرے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک فرض اس کے چار نہ ہوں گے اور سجدہ سہو اس سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس کا ایجاب موجب البطلان ہے ﴿شرح نقایہ۔ عالمگیری﴾ ابو الکلام کی تصنیف ہے کسی آدمی نے دو رکعت نفل پڑھی اور ان میں سہو ہوا اور سہو کا سجدہ کیا اس کے بعد اور نماز اس پر بنا نہ کرے ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ اور اگر نماز بنا کر لی تو صحیح ہو جائے گی اس لئے تحریر یہ باقی ہے اور مختار یہ کہ سجدہ سہو کا عادیہ کرے اگر مسافر نے سجدہ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو اب چار رکعتیں اس پر لازم ہو جائیں گی سجدہ سہو کا عادیہ کرے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ کسی شخص نے عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں سہو ہوا اور اسی نماز میں آیت سجدہ پڑھی تھی اس کا سجدہ بھی نہیں کیا اور ایک رکعت کا ایک سجدہ چھوڑ دیا پھر سلام پھیر دیا تو اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں یا تو سب نفل بھولے سے کیے یا سب عمدائے یا تلاوت کا سجدہ بھول کر چھوڑا اور نماز کا سجدہ جان کر چھوڑا یا نماز کا سجدہ بھول کر چھوڑا اور تلاوت کا جان کر چھوڑا پہلی صورت میں بالاتفاق اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ یہ سلام سہو ہے اور سہو سے سلام ہونے میں نماز کے اندر تحریر یہ سے خارج نہیں ہوتا اور دوسری اور تیسری صورت میں نماز اس کی بالاتفاق فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ عدا سلام پھیرنے سے تحریر یہ سے خارج ہو جاتا ہے اور چوتھی صورت میں ظاہری روایت کے بموجب جب نماز اس کی فاسد ہو جائے گی ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اگر سہو کے سجدہ میں سہو ہو تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اس لیے کہ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا ﴿ہزب۔ عالمگیری﴾ اگر سجدہ سہو ہوا تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر نماز میں بہت بار سہو ہوا تو وہ سجدہ سے کافی ہیں ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر رات میں نفل نماز کی امامت کی تو اگر جان کر قراءت آہستہ پڑھی تو برا کیا اور جو بھولے سے پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اگر تراویح اور وتر میں امام نے جہر نہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اگر امام کو سجدہ سہو ہوا پھر حدیث ہو اور اس نے کسی شخص کو خلیفہ کر دیا تو خلیفہ سلام کے بعد سہو کا سجدہ کرے اور اگر خلیفہ کو اپنی نماز میں سہو ہوا تو وہ سجدہ سہو کے امام اور خلیفہ دونوں سہو کو کافی ہیں جیسے امام کو دو مرتبہ کے سہو میں ہوتے ہیں اور اگر پہلے امام کو سہو نہیں ہوا تھا خلیفہ کو ہوا تو خلیفہ کے سہو سے پہلے امام پر بھی سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر پہلے امام کو خلیفہ کرنے کے بعد سہو ہوا تو اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا ﴿ذخیرہ۔ عالمگیری﴾ صل میں ہے کہ چوتھی رکعت میں بقدر تشہد قعدہ کر کے بھولے سے سلام پھیر دیا اور تشہد نہیں پڑھا تو اس پر سہو واجب ہے تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے اور پھر سہو کا سجدہ کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ جس آدمی کو نماز میں شک ہو اور یہ نہ معلوم ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور ایسا اتفاق پہلی ہی مرتبہ ہوا تھا تو اسے نماز پڑھے ﴿سراج الوہاب۔ عالمگیری﴾ پھر اسے نماز پڑھنا اس صورت میں ہو سکتا ہے پہلی نماز سے خارج ہو اور یہ سلام سے ہوگا یا کلام سے

یا کسی اور عمل سے جو نماز کے منافی ہیں بیٹھ کر سلام پھیرنا اولیٰ اور فقط نیت کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس سے نماز سے خارج نہیں ہوتا ﴿متین﴾ عالمگیری ﴿مشائخ﴾ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ پہلی مرتبہ شک ہونے کے کیا معنی ہیں بعض فقہانے کہا ہے کہ بھولنا اس کی عادت نہ ہو یہ معنی نہیں کہ کبھی اپنی عمر میں سہونہ ہوا ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں اس نماز میں وہ پہلا سہواً واقع ہوا ہے اور پہلا قول صحیح ہے ﴿محیط﴾ اور اگر زیادہ شک ہوتا ہے تو ظن غالب پر عمل کرے ﴿متین﴾ اور اگر فکر کے بعد بھی کوئی جانب اس کی اس کے نزدیک غالب نہیں ہوتی تو کسی کی جانب کو مقرر کر لے مثلاً اگر اس کو یہ شک ہو کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو پہلی رکعت مقرر کر لے اور اگر یہ شک ہو کہ دوسری ہے یا تیسری تو دوسری مقرر کر لے اور اگر یہ شک ہو کہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو تیسری مقرر کر لے لیکن جہاں جہاں قعدہ کا شک ہے ان سب جگہ قعدہ کرے خواہ وہ فرض ہو یا واجب تاکہ قعدہ کا فرض و واجب ترک نہ ہو اگر چار رکعتوں کی نماز میں شک ہو کہ پہلی رکعت میں ہے یا دوسری میں تو اس کو پہلی رکعت مقرر کرے اور اس میں قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے تیسرا اور چوتھا قعدہ فرض ہے اور باقی واجب ﴿بحر الرائق﴾ اور اگر کسی آدمی کو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد سلام سے پہلے یا سلام کے بعد شک ہو تو جواز کا حکم دیا جائے گا اور شک کا اعتبار نہ ہوگا ﴿خلاصہ﴾ کسی آدمی کو شک ہو کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اگر وقت باقی ہے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے اور اگر وقت نکل گیا پھر کچھ واجب نہیں ﴿محیط﴾ اگر فجر کی نماز میں قیام کی حالت میں یہ شک ہو کہ تیسری رکعت ہے یا پہلی تو رکعت پوری نہ کریں بقدر تشہد قعدہ کرے اور قیام کو چھوڑ دے پھر قیام کر کے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر سہو کے دونوں سجدے کرے اور اگر سجدہ کے اندر شک ہو واپس اگر یہ شک ہو کہ پہلی رکعت ہے تب تو اسی طرح پڑھتا رہنا واجب ہے اور اگر دوسری رکعت ہے تو بھی اس کی تکمیل واجب ہے اور جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھالے تو بقدر تشہد قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھے لے اگر فجر کی نماز کے سجدہ میں شک ہو کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو اگر پہلے سجدہ میں ہے تو اس کو نماز کا صحیح کر لینا ممکن ہے اس لیے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دوسری رکعت ہے اس کا تمام کرنا اس پر واجب ہے پس نماز جائز ہوگی اور تیسری رکعت ہے تو بھی امام محمد کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ جب اس کو پہلے سجدہ میں یاد آ گیا تو وہ سجدہ کا عدم ہو گیا جیسے کہ پانچویں رکعت کے پہلے سجدہ میں حدث ہونے سے کالعدم ہو جاتا تھا اور یہ مسئلہ مسئلہ کہلاتا ہے۔ یعنی یہ محل عجب ہے۔ اور اگر یہ شک دوسرے سجدہ میں ہو تو نماز اس کی فاسد ہوگی اگر فجر کی نماز میں یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری پس اگر کسی صورت پر گمان غالب نہیں ہے تو اگر قیام میں ہے تو فوراً بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے اور اگر قعدہ میں ہے اور یہی شک ہو تو گمان غالب اس کا یہ ہے کہ وہ دوسری رکعت ہے تو اسی طرح نماز پڑھے اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ تیسری رکعت ہے تو اپنے قعدہ کو سوچے اگر اس کو گمان غالب اس کا یہ ہے کہ وہ دوسری رکعت ہے تو اسی طرح نماز پڑھے اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ تیسری رکعت ہے تو اپنے قعدہ کو میں یہ شک ہو کہ وہ چوتھی یا پانچویں ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ شک ہو کہ تیسری یا پانچویں ہے تو اسی طرح عمل کرے جیسے ہم فجر کی نماز کی بابت ذکر کر چکے ہیں یعنی قعدہ کی طرف عود کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے اور سہو کا سجدہ کرے اگر وتر کی نماز میں حالت قیام میں یہ شک ہو کہ وہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس رکعت کو قنوت پڑھ کر تمام کرے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے یہی مختار ہے یہاں تک عبارت خلاصہ کی تھی اور اس کا سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ شک کی سب صورتوں میں سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہے خواہ گمان غالب پر عمل کرے خواہ کسی کی جانب کو اختیار کرے ﴿بحر الرائق﴾ فتح القدیر ﴿اور اگر نماز میں شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور اس میں بہت دیر تک فکر کرتا رہا پھر یقین ہو گیا کہ اسے تین رکعتیں پڑھیں ہیں پس اگر اس تفکر کی وجہ سے کسی رکن کے ادا کرنے میں یہ نقصان ہوا کہ نماز پڑھتا رہا اور فکر کرتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر اس کا تفکر بہت دیر تک رہا یہاں تک کہ ایک رکعت میں یا سجدہ میں خلل پڑا یا روع و سجدہ میں تھا اور دیر تک اس میں سوچتا رہا اس کا تفکر کی وجہ سے اس کے حال میں تغیر ہوا تو بحکم استحسان سجدہ سہو واجب ہوگا ﴿محیط﴾ اور اگر نماز میں اس کو یہ گمان غالب ہو کہ اس کو حدث ہوا ہے یا اس نے مسح نہیں کیا تھا پھر اس کا یقین ہوا اور کچھ شک نہ ہوا اس کے بعد پھر اس کو یقین ہوا کہ اس کو حدث نہیں ہوا یا پیشک اس نے مسح کر لیا ہے تو ابوبکر نے کہا ہے اس نے حدث یا مسح نہ کرنے کی یقین کی حالت میں کوئی رکن ادا کر لیا تھا تو پھر اسے نماز پڑھتا رہا تو پھر اسے نماز پڑھتا رہا ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور اگر جانتا ہے کہ ایک رکن ادا ہوا چکا پھر یہ شک ہو کہ اس نے شروع کی تکبیر کبھی تھی یا نہ کبھی تھی یا یہ شک ہو کہ حدث ہوا ہے یا نہیں یا یہ شک ہو کہ کپڑے کو نجاست لگی ہے یا نہیں یا یہ شک ہو کہ سر کا مسح کیا ہے یا نہیں تو اگر یہ شک پہلی ہی بار ہوا ہے تو اسے نماز پڑھتا رہا ہے ورنہ نماز پڑھتا رہا ہے اور اس پر وضو کرنا یا کپڑا دھونا واجب نہ ہوگا ﴿فتح القدیر﴾ فتویٰ عتاییہ میں ہے کہ اگر نماز کے اندر یہ شک ہو کہ مسافر ہے یا مقیم ہے تو چار رکعتیں پڑھے اور احتیاطاً دوسری رکعت میں قعدہ کرے ﴿تاتارخانیہ﴾ کوئی آدمی امامت کرتا تھا اور جب دو رکعتیں پڑھے چکا اور دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا پھر اس کو شک ہو کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری یا چوتھی یا تیسری تو اپنے مقتدیوں کی طرف لحاظ کرے اگر وہ کھڑے ہوئیں تو کھڑا ہو جائے اور وہ بیٹھ جائیں تو بیٹھ جائے اس پر اعتماد کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور اس پر سہو نہ ہوگا ﴿محیط﴾ اگر امام کو شک ہو اور دو معتبر آدمیوں نے اس کو خبر دی تو ان کا قول اختیار کرے کوئی تنہا نماز پڑھتا تھا یا امام تھا اور جب اس نے سلام پھیرا تو ایک معتبر شخص نے خبر دی کہ تو نیت ظہر کی تین رکعتیں پڑھیں ہیں تو فقہانے کہا کہ اگر نماز پڑھنے والے نے اپنی رائے میں چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اس خبر دینے والے کے قول کا کچھ اعتبار نہ کرے ﴿محیط﴾ اور ظہیر یہ میں ہے کہ امام محمد بن حسن نے کہا کہ میں ایک معتبر شخص کے خبر دینے سے ہر صورت میں نماز کا اعادہ کر لیتا ہوں ﴿تاتارخانیہ﴾ اگر نماز پڑھنے والے کو خبر دینے میں شک ہو کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا تو امام محمد سے روایت ہے کہ وہ احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے اور اگر دو معتبر آدمیوں کے قول میں شک کیا تو بھی نماز کا اعادہ کرے اور اگر خبر دینے والا معتبر نہیں تو اس کے قول پر اعتبار نہ کرے ﴿عالمگیری﴾ ﴿محیط﴾

سجدہ تلاوت

فی القرآن اربعة عشر سجدة فی اخر الاعراف وفي الرعد وفي النحل وفي بنی اسرائیل و مریم والا ولی فی الحج والفرقان والنحل والم تنزیل و ص و حم السجدة والنجم والانشق والعلق والسجود واجب ﴿قدوری﴾ ہدایہ ﴿(۱) سورہ اعراف کے آخر میں

آیت ۲۰۶ (۲) سورہ رعد میں آیت ۱۵ (۳) سورہ نحل میں آیت ۵۰ (۴) سورہ بنی اسرائیل میں ۱۰۹ (۵) سورہ مریم میں آیت ۵۸ (۶) سورہ حج میں آیت ۱۸ (۷) سورہ فرقان میں آیت ۴۰ (۸) سورہ نمل میں ۲۶ (۹) الم تنزيل (سورہ مجیدہ) آیت ۱۵ (۱۰) سورہ ص میں آیت ۲۴ (۱۱) سورہ حم سجده میں آیت ۳۸ (۱۲) سورہ نجم ۶۲ (۱۳) سورہ انشقاق میں آیت ۲۱ (۱۴) سورہ علق میں آیت ۱۹۔ ان تمام جگہوں میں پڑھنے والے اور سننے والے (دونوں) پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ خواہ قرآن سننے کا قصد کرے یا نہ کرے ﴿ہدایہ﴾ اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اس پر صرف ہونٹوں کے ہلانے سے سجدہ واجب نہ ہوگا اور اسی وقت واجب ہوگا جب وہ صحیح حروف نکالے اور اس سے ایک آواز پیدا ہو کہ جس کو مرد خود سن پڑھا جس پر سجدہ ہوتا ہے تو بھی سجدہ نہ کرے لیکن آدھی سے زیادہ آیت سجدہ کے حرف سجدہ کے ساتھ پڑھے تو سجدہ واجب ہوگا اور مختصر الحرف میں ہے کہ اگر سجدہ پڑھا اور خاموش ہو گیا اور اقتراب نہ پڑھا تو سجدہ واجب ہو گیا ﴿متین﴾ کسی شخص نے مکمل آیت سجدہ کی ایک جماعت سے اسی طرح سنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سنا تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا اس لیے کہ اس نے کسی تلاوت کرنے والے سے نہیں سنا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ عالمگیری ﴿کسی آدمی نے مکمل آیت سجدہ کی ایک جماعت سے اسی طرح سنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سنا تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا اس لیے کہ اس نے کسی تلاوت کرنے والے سے نہیں سنا﴾ ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ عالمگیری ﴿اور سجدہ کے واجب ہونے میں اصل یہ ہے کہ جس شخص نے میں نماز واجب ہونے کی اہلیت ہو خواہ بطور ادا کے خواہ بطور قضا کے اس میں اہلیت سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کی بھی ہے ورنہ نہیں﴾ خلاصہ۔ عالمگیری ﴿حتیٰ کہ اگر تلاوت کرنے والا کافر ہو یا مجنون یا طفل یا ایسی عورت حیض یا نفاس میں ہے یا اس نے دس دن سے کم حیض یا چالیس دن سے کم نفاس سے ظاہر ہو کر تلاوت کی تو سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا ایسے ہی سننے والے پر بھی لازم نہ ہوگا اور اگر ان سے کوئی مسلمان عاقل یا بالغ سننے تو اس پر سجدہ واجب اور اگر بے وضو یا جنبی سجدہ کی آیتیں پڑھیں یا سنیں تو ان پر بھی سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا اور مرلیض کا بھی یہی حکم ہے اگر کسی جانور سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ واجب نہ ہوگا یہی مختار ہے اور اگر سوتے گا﴾ خلاصہ۔ عالمگیری ﴿جو شخص سویا تھا اور اسے خبر دی جائے کہ اس نے سوتے میں آیت سجدہ پڑھی تھی تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔ اور نصاب میں لکھا ہے کہ یہی اصح ہے﴾ تاتار خانہ۔ عالمگیری ﴿اور اگر نشہ کی حالت میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو اس پر اور اس کے سننے والوں پر سجدہ واجب ہوگا﴾ محیط نحسی ﴿عالمگیری﴾ عورت نے اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تھا کہ اس کو حیض ہو گیا تو وہ سجدہ اس سے ساقط ہو گیا﴾ محیط ﴿عالمگیری﴾ اگر کسی شخص نے نفل کی نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور اس کا سجدہ کر لیا پھر اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اس کی قضا واجب ہوئی تو سجدہ کا عاودہ لازم نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی مسلمان نے آیت سجدہ پڑھی پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو اس پر وہ سجدہ واجب نہ ہوگا قرآن کے لکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اگر سجدہ کی آیت فارسی میں پڑھی تو پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا خواہ سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب سننے والے کو خبر دی جائے کہ سجدہ کی آیت پڑھی ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر سننے والا جانتا ہے کہ وہ قرآن پڑھتا ہے تو سجدہ لازم ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا﴾ خلاصہ عالمگیری ﴿اور بعضوں نے کہا ہے کہ بالا جماع واجب ہوگا یہی صحیح ہے﴾ محیط نحسی ﴿اور اگر عربی میں قرآن پڑھا تو ہر صورت میں سجدہ لازم ہوگا لیکن جب تک معلوم نہیں ہے اس وقت تک تاخیر کرنے میں معذور ہوگا اور اگر بہرے نے آیت سجدہ کی پڑھی اور خواہ اس کو نہ سنا تو اس پر سجدہ واجب ہوگا﴾ خلاصہ عالمگیری ﴿اگر پیچھے کر کے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ واجب نہ ہوگا﴾ سراجیہ۔ عالمگیری ﴿اگر امام سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کرے اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں خواہ سنیں یا نہ سنیں خواہ جہر کی نماز میں ہو خواہ آہستہ کی نماز میں ہو مگر مستحب یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے کی نماز میں سجدہ کی آیت نہ پڑھے اگر امام سے کسی اجنبی شخص نے آیت سجدہ سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہیں ہے اور بعد کو بھی نہیں داخل ہوا اس پر بھی سجدہ لازم ہوگا یہ الجوهرة النيرة میں ہے یہی صحیح ہے﴾ ہدایہ ﴿کسی شخص نے ایک امام سے آیت سجدہ سنی اور اس کے سجدہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا تو اس کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اس کے کرنے کے بعد نماز میں داخل ہوا تو سجدہ نہ کرے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اسی رکعت کے آخر میں شامل ہو جائے لیکن اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے﴾ کافی۔ نہایہ۔ عالمگیری ﴿اگر کسی مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو امام پر اور مقتدیوں پر سجدہ واجب نہ ہوگا نہ نماز میں نہ بعد نماز میں شریک نہیں ہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے اور اگر نماز کے اندر سجدہ کیا تو کافی نہ ہوگا اور نماز اس کی فاسد نہ ہوگی۔ یہ تہذیب میں لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں بھی ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب خود نماز پڑھنے والے نے جو آیت سجدہ غیر شخص سے سنی اور خود مقتدی نہ ہو اس آیت کو پہلے نہ پڑھ لیا ہو اور اگر پہلے خود بھی اس آیت کو پڑھ چکا ہے پھر سنا پھر سجدہ کیا تو ظاہر روایت کے بموجب دوسرا سجدہ نہ کرے اور اگر پہلے سن چکا ہے پھر خود اس کی تلاوت کی تو اس میں دو روایتیں ہیں سراج الوباح میں اس پر یقین کیا ہے کہ دوسرا سجدہ نہ کرے﴾ منہر الفائق۔ عالمگیری ﴿اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر پڑھی تو اگر وہ سورۃ کے درمیان میں ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کرے پھر کھڑا ہو اور سورہ ختم کرے اور رکوع کرے اور سجدہ نہیں کیا اور اسی رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی تو از روئے قیاس جائز ہے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں اگر رکوع و سجدہ نہ کیا اور سورہ تمام کرنے کے بعد رکوع کیا اور نیت سجدہ کی کی تو کافی نہیں اور اس رکوع سے سجدہ تلاوت ساقط نہ ہوگا اور جب تک وہ نماز میں ہے اس سجدہ کا ادا کرنا اس پر واجب ہوگا﴾ شیخ امام خواہر زادہ نے کہا ہے کہ اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتیں پڑھ لیں تو فوراً سجدہ کرنے کا حکم جاتا رہا اور رکوع قائم سجدہ کا نہیں ہو سکتا اور شمس الانوار حلوئی نے کہا ہے کہ جب تک تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھے یہ حکم منقطع نہیں ہوتا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ عالمگیری ﴿اور اگر آیت سجدہ آخر سورہ میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اس کے عوض میں رکوع کرے اور اگر سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا تو ضروری ہے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد تھوڑی سورۃ اور پڑھے اور اگر سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ اور نہ پڑھا اور رکوع کر دیا تو جائز ہے اور اگر رکوع نہ کیا اور سجدہ بھی نہ کیا اور نماز میں آگے کو پہل دیا تو پھر رکوع سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور جب تک نماز میں سجدہ ادا کرنا اس پر واجب ہوگا اور اگر سجدہ آخر سورۃ میں ہو اور بعد اس کے دو یا تین آیتیں ہوں تو اس کو اختیار ہے اس کا رکوع کر لے اور چاہے سجدہ کرے اور اگر اس کا رکوع کر لے تو اس سورۃ ختم کر کے رکوع کرے تو جائز ہے اور اگر اس کا سجدہ کیا تو پھر کھڑا ہو کر سورۃ ختم کرے اور رکوع کرے اور اگر اس کے ساتھ میں دوسری سورۃ بھی ملائے تو افضل ہے﴾ مضمرات۔ عالمگیری ﴿اور اگر فوراً اس کے لیے علیحدہ رکوع یا سجدہ کیا تو پھر کھڑا ہو جائے اور یہ مستحب ہے کہ اس کے بعد بھی رکوع نہ کرے بلکہ دو یا تین آیتیں پڑھ کر رکوع کرے شرح منیۃ المصلیٰ جو امیر الحاج کی تصنیف

﴿عالمگیری﴾ اور اگر آیت سجدہ کی نماز میں پڑھی اور یہ ارادہ کیا کہ اس کا رکوع کرے تو رکوع کرتے وقت اس کی نیت ضروری ہے اور اگر رکوع کرتے وقت اس کی نیت نہ کی تو کافی نہیں اور اگر رکوع کے اندر نیت کی تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کافی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کافی نہیں ﴿مضمرات﴾۔ عالمگیری ﴿اور ظہر یہ ہے کہ﴾ کا فی نہیں ﴿شرح ابوالکارم﴾ اور بدائع میں ہے کہ اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد نیت کی تو بالاجماع کافی نہیں ﴿بحر الرائق﴾ اور اگر امام نے رکوع کے اندر تلاوت کی نیت کی اور مقتدی نے نیت نہ کی تو وہ اس کی طرف سے کافی نہ ہوگا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کرے اور قعدہ کا اعادہ کرے اور اگر قعدہ چھوڑ دیا تو نماز اس کی طرف سے کافی نہ ہوگی ﴿قدیہ﴾۔ عالمگیری ﴿اس امر پر اجماع ہے کہ سجدہ تلاوت کا نماز کے سجدہ سے ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت تلاوت کے سجدہ کی نہ کرے﴾ خلاصہ۔ عالمگیری ﴿نماز پڑھنے والا اگر تلاوت کا سجدہ اس کے موقع پر بھول گیا پھر اس کا رکوع یا سجدہ قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کرے پھر جس رکن میں تھا اسی رکن میں آجائے اور از روئے احتسان یہ حکم ہے کہ اس رکن کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا تو نماز اس کی جائز ہوگی ﴿ظہر یہ﴾۔ عالمگیری ﴿امام نے آیت سجدہ کی پڑھی اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد کے صحن میں تھے امام نے سجدہ تلاوت میں جانے کے واسطے تکبیر کہی اور ان لوگوں نے جو صحن میں تھے یہ گمان کیا کہ رکوع نے رکوع کیا اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ سے اٹھا تو ان لوگوں نے یہ گمان کیا کہ امام رکوع سے اٹھا پس انہوں نے بھی رکوع سے تکبیر کہہ کر رکوع سے سر اٹھایا اگر پھر اور کچھ زیادتی نہیں کی تو نماز ان کی فاسد نہ ہوگی نماز پڑھنے والے نے اگر کسی غیر شخص سے آیت سجدہ کی سنی اور اس تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اگر اس کی متابعت کا ارادہ کیا نماز فاسد ہو جائے گی نماز سے باہر مستحب یہ ہے کہ سننے والا تلاوت کر نیوالے کے ساتھ سجدہ کرے اور اس سے پہلے سر نہ اٹھائے ﴿خلاصہ﴾ مستحب ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے پڑھ جائے اور باقی لوگ اس کے پیچھے صف باندھ کر سجدہ کریں ابو بکر نے ذکر کیا ہے کہ اس سجدہ میں عورت مرد کی امام ہو سکتی ہے ﴿بحر الرائق﴾ اس سجدہ کے لیے تدخل کا بھی حکم ہے پس تلاوت کرنے والا اگر پڑھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے تو وہ دونوں کے عوض ایک ہی سجدہ کافی ہے کئی سجدوں کا ایک سجدہ ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ ایک آیت اور ایک ہی مجلس ہو پس اگر مجلس مختلف ہو اور آیت ایک ہو یا مجلس ایک ہو اور آیتیں مختلف ہوں تو کئی سجدوں کے بدلے ایک سجدہ کافی نہ ہوگا ﴿محیط﴾ اگر سننے والے کی مجلس بدلی پڑھنے والے کی نہ بدلی تو سننے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا اور پڑھنے والے کی مجلس بدلی سننے والے کی نہ بدلی تو پڑھنے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا سننے والے پر اکثر مشائخ کے قول کے بموجب مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں ﴿عمابیہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور بہت دیر ایک حالت میں رہنے یا ایک لقمہ کھالینے یا ایک مرتبہ پانی پی نے یا کھڑا ہوجانے یا ایک دو قدم لے یا گھر یا مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے مجلس ایک ہی رہتی ہے بدلتی نہیں لیکن اگر گھر بڑا ہے جیسے بادشاہ کا گھر تو مجلس بدل جائے گی اور اگر جامع مسجد میں ایک کونہ سے دوسرے کونہ میں چلا گیا تو مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اور اگر جامع مسجد میں ایک گھر سے دوسرے گھر میں گیا تو جہاں تک مسجد کے امام کے ساتھ اقتدا صحیح ہو سکتا سو وہاں تک ایک ہی مکان سمجھا جائے گا کشتی کے چلنے سے مجلس قطع نہیں ہوتی اور سواری کے جانور کے چلنے سے اگر اس کا سوار نماز میں نہ ہو تو مجلس قطع ہو جاتی ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اگر تسبیح یا تہلیل یا قراءت میں مشغول ہو تو مجلس نہیں بدلتی اور اگر آیت سجدہ کی پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا پھر اس کے چلنے سے قبل اتر آیا تو مجلس قطع نہ ہوگی اور اگر آیت سجدہ کی پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا پھر اس کے چلنے سے پہلے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کر لے اور اگر جانور چل دیا پھر اس آیت کی تلاوت کی تو دو سجدے واجب ہونگے اسی طرح جانور کے اور سوار ہو کر آیت سجدہ کی پڑھی اور اس کے چلنے سے پہلے اتر آیا پھر اس کو دوبارہ پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کر لے ﴿الجوهرة النيرة﴾ مجلس بدلنے کا اعتبار ہے اعراض کے بدلنے کا اعتبار نہیں یہاں ک کہ اگر کسی نے کہا کہ دوبارہ نہ پڑھوں گا پھر اسی مجلس میں پڑھا تو ایک سجدہ کا ہوگا اور کپڑے کا تانا کرنے میں اور کسی چیز کو کود کر یا پاؤں سے کوٹنے میں اور زمین کے جوتے میں سجدہ مکرر واجب ہوگا ﴿کافی﴾۔ عالمگیری ﴿اور ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلے جانے میں اصح ہے کہ سجدہ واجب ہوگا ﴿مضمرات﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر چلنے میں آیت سجدہ کی پڑھی تو ہر مرتبہ کے پڑھنے میں سجدہ واجب ہوگا اور اسی طرح گرد یا یا بڑی نہر کے اندر پانی میں تیرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی ایسے حوض یا چشمے میں تیرتا ہو جس کی حد معلوم ہے تو بھی صحیح یہ ہے کہ سجدہ مکرر ہوگا اگر چکی گرد چکی گھر میں آیت سجدہ کی پڑھی تو بھی صحیح یہ ہے کہ سجدہ مکرر ہوگا ﴿خلاصہ﴾ اگر عمل کثیر کیا مثلاً بہت سا کھایا یا لیٹ کر سویا یا کچھ بچا یا کسی طرح کا کچھ اور کام کیا تو از روئے احتسان دوسرا سجدہ واجب ہوگا اس لیے کہ ان کاموں سے مجلس کا نام بدل جاتا ہے پس عرف کے موافق سجدہ بھی اسی کی طرف مضاف ہوگا مجلس بھی بدل جائے گی ﴿محیط سرخسی﴾۔ عالمگیری ﴿جو سجدہ نماز میں واجب ہوا ہے وہ نماز سے باہر ادا نہ ہوگا ﴿سراجیہ﴾۔ کانی۔ عالمگیری ﴿اس کے چھوڑنے میں گنہگار ہوتا ہے ﴿بحر الرائق﴾۔ عالمگیری ﴿یہ حکم اس صورت میں ہے کہ سجدہ سے پہلے نماز فاسد نہ کرے اور اگر سجدہ سے پہلے نماز کو فاسد کر دے تو سجدہ کو نماز سے باہر ادا کرے اور اگر سجدہ کے بعد نماز کو فاسد کیا تو دوبارہ سجدہ نہ کرے ﴿قدیہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر رکوع میں یا سجدہ میں قرآن پڑھا تو تلاوت کا سجدہ لازم ہوگا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک سجدہ واجب ہوگا لیکن رکوع یا سجدہ کے اندر ادا ہو جائے گا ﴿ظہر یہ﴾۔ عالمگیری ﴿اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا پھر اسی جگہ نماز شروع کر دی اور اس میں بھی وہی آیت پڑھی تو اس پر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور اگر پہلا سجدہ نہیں کیا تھا تو ایک ہی سجدہ کافی ہے پہلا سجدہ ساقط ہو جائے گا اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدہ کی پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی رکعت میں اس کا اعادہ کیا تو دوبارہ سجدہ واجب نہ ہوگا ﴿محیط سرخسی﴾۔ عالمگیری ﴿اگر نماز کی پہلی رکعت میں آیت سجدہ کی پڑھی اور اس کا سجدہ کر لیا اور پھر دوسری اور تیسری رکعت میں اس کا اعادہ کیا تو اس کا سجدہ واجب نہیں ہے اصح ہے ﴿خلاصہ﴾۔ عالمگیری ﴿اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام پھیرنے کے بعد اسی جگہ دوبارہ وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ بموجب ظاہر روایت کے کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب سلام کے بعد کلام کیا ہو اور اگر نماز میں آیت سجدہ کی پڑھی اور اس کا سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ سلام پھیر دیا اس کے بعد پھر وہی سجدہ کی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے اور پہلا سجدہ اس سے ساقط ہو گیا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾۔ عالمگیری ﴿سجدہ کی آیت کسی رکعت میں پڑھی پھر حدیث ہو گیا اور وضو کرنے کو چلا گیا پھر آیا اور کسی غیر سے اسی سجدہ کی آیت کو سنا تو اس پر دو سجدے واجب ہونگے ﴿محیط سرخسی﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر آیت سجدہ کی نماز میں پڑھی یا دوسرے سے سنی اور اس کا سجدہ کر لیا پھر حدیث ہو اور وضو کر کے اس پر نماز بنا کی اور پھر اسی کو کو کسی اور سے سنا تو اس پر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور نماز سے خارج ہو کے بعد سجدہ کرے بخلاف اس کے اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر

پڑھی پھر حدیث ہوا اور وضو کے اس پر نماز بنا کی اور پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوگا ﴿ظہریہ۔ عالمگیری﴾ اگر وقت مباح میں آیت سجدہ کی پڑھی اور وقت مکروہ میں سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا اور اگر وقت مکروہ میں آیت سجدہ کی پڑھی پھر اس کو خوف پیدا ہوا اس وجہ سے سوار ہو گیا اور اسی طرح سجدہ کیا تو خوف کی حالت میں جائز ہے امن کی حالت میں جائز نہیں ہے ﴿محیط سرحی۔ عالمگیری﴾ اور تحریمہ کے سوا سجدہ تلاوت کی سب شرطیں وہی ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں اور فرض اس کا پیشانی زمین پر رکھنا ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو مثلاً رکوع یا مریض کے لیے اشارہ یا سفر میں جانور پر سوار ہونا جو سجدہ زمین پر واجب ہوگا وہ جانور پر سوار ہو کر ادا نہ ہوگا اور جو جانور پر سوار ہو جائے گا اور جن چیزوں سے نماز فاسد ہوتی ہے انہیں چیزوں سے یہ سجدہ بھی فاسد ہو جاتا ہے مثلاً عمدہ احدث کر لے اور کلام سے اور قہقہہ سے اور اگر یہ چیزیں سجدہ کے اندر واقع ہوں تو اعادہ سجدہ کا واجب ہوگا جیسے نماز کے سجدہ کا حکم ہے کہ اس سجدہ میں ہے مگر اتنا قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹا اور عورت کے برابر آجانے سے یہ سجدہ فاسد نہیں ہوتا اگر سجدہ تلاوت میں سو گیا تو صحیح قول کے بموجب وضو نہ ٹوٹے گا ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ اور سنت اس میں پہلی اور آخری تکبیر کہنا ہے ﴿محیط سرحی۔ عالمگیری﴾ یہی ظاہر ہے ﴿متین﴾ اور جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ اٹھایا سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہے اور سر اٹھائے تشہد اور سلام واجب نہیں ﴿ہدایہ﴾ سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے تین بار سے کم نہ پڑھے جس طرح فرض میں اس سے کمی نہیں کی جاتی ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اور یہی صحیح ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور اگر سجدہ میں کچھ نہ پڑھا تو بھی جائز ہے جیسے کہ فرض نماز کے سجدہ میں جائز ہے ﴿خلاصہ عالمگیری﴾ اور اللہ اکبر بلند آواز سے کہے اور مستحب یہ ہے کہ جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد پھر کھڑا ہو جائے پھر بیٹھے ﴿ظہریہ عالمگیری﴾ پھر جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اس کی نیت دل سے کر لے اور زبان سے کہے کہ اللہ کے لیے سجدہ تلاوت کرتا ہوں اللہ اکبر ﴿سراج الوہاج﴾ اور غیاثیہ میں ہے کہ ادا کرنا اس کا کافی الفور واجب نہیں پس اگر اس کو کسی وقت میں ادا کرے گا تو ادا ہے قضا نہیں ﴿تاتارخانیہ﴾ یہ حکم اس سجدہ کا ہے جو نماز میں واجب نہ ہو اور جو سجدہ نماز میں واجب ہو اس میں اگر تاخیر کی یہاں تک کہ اگر اس کے بعد بہت دیر تک قراءت کی تو قضا ہو جائے گا اور گنہگار ہوگا ﴿بحر الرائق﴾ اگر قاری کے پاس ایسے لوگ ہوں کہ سجدہ کرنے کی ان کو عادت ہو اور وہ اپنے دل میں یہ سمجھ لیں کہ ان پر سجدہ کرنا شاق نہ ہوگا تو اس کو چاہی کہ جہر سے پڑھے اور اگر وہ لوگ بے وضو ہوں یا اگر اس کو یہ گمان ہو کہ وہ سنیں گے اور سجدہ نہ کریں گے یا ان پر سجدہ کرنا شاق ہوگا تو چاہے کہ آہستہ پڑھ لے خواہ نماز میں ہو خواہ نماز سے باہر ہو ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اور یہ مکروہ ہے کہ سورۃ پڑھے اور سجدہ کی آیت چھوڑ دے اور اگر صرف سجدہ کی آیت نماز سے باہر پڑھے تو مکروہ نہیں اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں اور پڑھے ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور اگر اس کے ساتھ اور نہ پڑھا تو کچھ نقصان نہیں ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾

سجدہ شکر

سجدة الشکر مکروہۃ عند الامام لا یتاب علیہا وقالا ہی قرۃ یتاب علیہا وھیئتھا مثل سجدة التلاوة ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس پر ثواب نہیں ملتا جب کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ یہ بھی عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کی صورت وہی ہے جو سجدہ تلاوت کی ہے۔ ﴿نور الایضاح﴾ اور یہ طریقہ اس کا ان دونوں کے نزدیک یہ ہے کہ جس شخص پر کوئی نعمت ظاہر ہو یا اللہ اس کو فرزند دے یا مال دے یا کوئی گم شدہ چیز اس کو مل جائے یا کوئی مصیبت اس سے دور ہو جائے یا اس کے مریض کو شفا ہو جائے یا کوئی شخص غائب ہو گیا تھا آجائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اللہ کے لیے قبلہ کی طرف کو شکر کا سجدہ کرے اس میں اللہ کی حمد اور تسبیح پڑھے پھر دوسری تکبیر کہہ کر سر اٹھائے جیسے سجدہ تلاوت کا قاعدہ ہے ﴿سراج الوہاج﴾ حجتہ میں ہے کہ لوگوں کو سجدہ شکر سے منع نہ کریں اس لیے کہ اس میں عاجزی اور عبادت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ نماز کے بعد ان وقتوں میں جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے سجدہ شکر بھی مکروہ ہے اور وقتوں میں مکروہ نہیں ﴿قدیہ۔ عالمگیری﴾ بغیر سب سجدہ کرنا عبادت نہیں اور مکروہ بھی نہیں نماز کے بعد جو سجدہ کیا کرتے ہیں وہ مکروہ ہے اس لیے کہ یہاں اس کو سنت یا واجب سمجھ لیتے ہیں اور جس مباح کا یہ حال ہو وہ مکروہ ہے ﴿زاہدی

ابلیس جن ہے

اَلَا اِبْلِیْس ابلیس کا وزن افعیل سے بنا ہے۔ یا پھر بلاس سے ماخوذ ہے۔ ابلیس کا مطلب ہے رب العزت کی رحمت سے ناامید ہونا۔ اَلَا اِبْلِیْس ۛ کان من الجن ۛ ۱۵ سورة الکہف آیت ۵۰ ﴿ترجمہ سوا ابلیس کے قوم جن سے تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابلیس جن تھا۔ نہ کہ فرشتہ ملائکہ کی نسل نہیں چلتی۔ فرشتے نہ اور مادہ نہیں ہیں۔ ابلیس کی نسل ہے جن مادہ بھی ہوتے ہیں اور زبھی ہوتے ہیں۔ اَفْتَنَّا جَدُّوْنَہٗ وَ ذُرِّیَّتَہٗ اَوْ لِبِیْآءِ مِنْ دُوْنِیْ ۛ ۱۵ سورة الکہف آیت ۵۰ ﴿بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنات کی نسل ہوتی ہے۔ ابلیس نے خود کہا تھا۔ خَلَقْتَنیْ مِنْ نَّارٍ ۛ ۸ سورة اعراف آیت ۱۲ ﴿ترجمہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا۔ وَالْجَنّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ۛ ۱۳ سورة حجر آیت ۲۷ ﴿اور جن کو اس سے پہلے پیدا کیا بے دھوئی کی آگ سے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے جن کو آتش کی چنگاری سے پیدا کیا۔ کیونکہ آگ کی چنگاری میں دھواں نہیں ہوتا۔ وَ خَلَقَ الْجَنّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ ۛ ۲۷ سورة الرحمن آیت ۱۵ ﴿ترجمہ اور جن کو بنایا آگ کی لو سے۔ وَ جَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَ بَیْنِ الْجَنَّةِ نَسْبًا ۛ ۲۳ سورة الصف آیت ۱۵۸ ﴿ترجمہ اور اس میں اور جنوں میں رشتہ ٹھہرایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ ابلیس فرشتوں کے قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جو آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان کو جن کہا جاتا تھا۔ اور فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابو عبیدہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ابلیس کا وزن افعیل ہے اور یہ بلاس سے مشتق ہے۔ یا پھر بلاس سے مشتق ہے۔ ابلیس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ اور یہ غیر منصرف ہے کیونکہ یہ معرّفہ ہے اسماء میں اس کی مثال نہیں ہے اسے بحیثیت کے ساتھ مشابہ کیا گیا ہے۔ ز جان وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ عجی ہے اس کا اشتقاق نہیں ہے۔ عجمہ اور تعریف کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سریانی زبان میں ابلیس کا نام عزازیل تھا اور عربی میں

اس کو حادث کہتے ہیں اس کے چار پرستے۔ یہ معزز ملائکہ میں سے تھا۔ جنت کے دربانوں میں سے تھا۔ دنیا کے آسمان کے فرشتوں کا سردار تھا۔ اس کو زمین اور دنیا کے آسمان کی سلطانی دی گئی تھی۔ اس کے پاس فرشتوں سے زیادہ علم تھا۔ ابن زید، حسن اور قادم نے کہا ہے کہ ابلیس ابوالجین ہے اور حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں۔ شہر بن حوشب اور بعض اصولیوں نے کہا ہے کہ ابلیس ان جنوں میں سے تھا جو زمین میں رہتے تھے فرشتوں نے ان جنوں کو قتل کیا تھا۔ ابلیس اس وقت چھوٹا تھا تو اسے ملائکہ نے قید کر لیا تھا۔ اس کے بعد یہ فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا اور اسے خطاب کیا گیا ﴿الْحَرُّ الرَّالْوَجِزُ﴾ قرطبی مہدی نے ان کے مقابلہ میں یہ بھی روایت کی ہے کہ ابلیس نے فرشتوں کے ساتھ مل کر جنوں سے جنگ کی اور ان کو پہاڑوں اور جزایروں میں مار بیچا گیا۔ ابلیس نے اپنا شرف اور عظمت دیکھی تو یہی چیز اس کی اعنت کا باعث بنی۔ جب انسان کی خطا کبریٰ وجہ سے ہو تو اس کی امید نہ رکھو اور جب خطا معصیت کی وجہ سے ہو تو پھر اس کی امید رکھو۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معصیت تھی اور ابلیس کی خطا تکبر تھی۔ ﴿قرطبی﴾

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ترجمہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ نیک عمل کرنے سے انسان فرشتوں سے بھی بلند درجہ اور بزرگ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ میں خواہش نفسانی نہیں ہے اور آدمی میں خواہش نفسانی رکھی گئی ہے۔ پس جب آدمی خواہش نفسانی کی مخالفت کر کے عبادت احمیٰ میں مشغول ہو جائے گا تو بیشک ملائکہ سے بھی عالی درجہ ہو جائے گا۔ شرح عقائد کے حاشیہ پر محیط سے نقل کیا ہے کہ۔ عَنِ الْإِمَامِ الْحَلَوَانِيِّ مَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ شَهْوَتُهُ فَهُوَ خَيْرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَ شَهْوَتُهُ عَقْلُهُ فَهُوَ شَرٌّ مِنَ النَّبِيِّمَةِ ترجمہ امام حلوانی نے فرمایا ہے کہ جس کا عقل خواہشوں پر غالب ہو وہ ملائکہ سے بہتر ہے اور جس کی خواہش عقل پر غالب آجائیں وہ چار پاؤں سے بدتر ہے۔ تفسیر خازن میں تحت آیت اَوِ النَّكَالِ الْإِنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ تَفْسِيرٌ میں فرمایا لان الانعام تعرف

ما يضرها وما ينفعها والكافر لا يعرف ذلك فصار اضل من الانعام ولان الانعام لم تعط القوة العقلية والانسان قد اعطيها فاذا لم يستعمل العقل فبما ينفعه صار خسراناً لا من الانعام ترجمہ بے فرمان لوگ چارپائیوں سے اسلئے بُرے ہیں کہ چارپائے اپنے عقل کے موافق اپنے نفع اور نقصان کو پہچانتے ہیں اور بے فرمان لوگ اپنے نفع اور نقصان کو نہیں سمجھتے اس لیے یہ چارپائیوں سے بدتر ہیں۔ اگر مسلمان جنوں نے اللہ تعالیٰ کی سے فرمانی کی تو یہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ امام ابن ابی الدنیانے مکاید الشیطان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو اس نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے چن لیا اور جب تو نے اس کی طرف توبہ کی تو اس نے تیرے ساتھ کام فرمایا میں اب توبہ کرنا چاہتا ہوں تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری سفارش کرو کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا صحیح ہے میں سفارش کرتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے اپنا کام پورا کر دیا ہے (تو شیطان کو کہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر لے میں بخش دوں گا) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی تو فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر تیری توبہ قبول کی جائے گی۔ پھر ابلیس نے تکبر کیا اور غصے کا اظہار کیا۔ کہنے لگا میں اسے اس کی زندگی میں سجدہ نہیں کیا تھا تو اب اس کے مرنے کے بعد سجدہ کروں (یہ ممکن نہیں) پھر ابلیس نے کہا اے موسیٰ تیرا مجھ پر حق ہے کیونکہ تو نے میری رب کی بارگاہ میں شفاعت کی ہے پس تو مجھے تین جگہ ذکر کرنا میں تجھے ان مقامات پر ہلاک نہیں کروں گا۔ جب تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کرنا کیونکہ میں تیرے اندر خون کی طرح چلتا ہوں اور جب میدان جنگ میں دشمن کی طرف بڑھنے کا موقع آتا ہے تو میں ابن آدم کے پاس آتا ہوں اور میں اسے اس کا بیٹا اور اس کی بیوی یاد دلاتا ہوں یہاں تک کہ وہ پیٹھ پھیر لیتا ہے اور عورت کے پاس بیٹھنے سے جو محرّمہ نہیں ہے کیونکہ میں اس کی طرف سے تجھے پیغام پہنچانے والا ہوں گا اور تیری طرف سے اسے پیغام پہنچانے والا ہوں گا۔ امام ابن منزر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے ابلیس آگیا حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ پوچھا کیسے آیا ہے؟ کہنے لگا میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ تم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے پوچھو کہ کیا میری کوئی توبہ کی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی توبہ کی فقط ایک صورت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر آکر اسے سجدہ کرے۔ ابلیس نے کہا میں نے جسے زندگی میں سجدہ نہیں کیا اس کے وصال کے بعد اسے سجدہ کروں (یہ محال ہے) پس اس نے تکبر کیا اور کافروں میں ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کافر پیدا فرمایا تھا وہ ایمان لانے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا تھا ﴿درالمثور﴾ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شیطان کو جہنم میں ڈال دے گا پھر ایک لاکھ سال کے بعد نکال کر فرمائے گا تو اب بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لے شیطان کہے گا میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ اس وقت نہیں کیا اب بھی نہیں کروں گا شیطان کو دوبارہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ﴿روح البیان﴾

أَبْجَى إِبَاهٍ سَ مَاخُذَ هَ۔ اس کا معنی ہے جان بوجھ کر انکار کرنا۔ اسی کے متعلق صحیح حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ (فسجد) اعتزل الشيطان يبكي يقول يا ويلته في رواية يباويلي امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة وامرت بالسجود فابيت فلي النار ﴿مسلم کتاب الایمان﴾ جب انسان آیت سجدہ پڑھتا ہے اس کے بعد سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہو کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے سجدہ نہیں کیا تو میرے لئے جہنم ہے۔ ابی یابی ابابہ یہ نادر حرف ہے جو لعل بفعل کے وزن پر ہے حالانکہ اس میں حرف حلقی کوئی نہیں ہے۔

استكبر۔ استکبار سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے استعظام۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ شیطان نے بھی اپنے آپ کو تین وجہوں سے تکبر کیا افضل سمجھا۔ پہلا۔ میں آتش سے بنایا گیا ہوں یہ خاک سے ہے۔ دوسرا میں کئی عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اس نے ابھی تک کوئی عبادت نہیں کی۔ تیسرا میں نے بڑے بڑے امور سرانجام دیئے ہیں اس نے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ یعنی بذلك انه تكبر وتعظم عن طاعته الله في السجود لادم ﴿طبری﴾

تکبر کا بیان

عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من خردل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من خردل النار من كان في قلبه مثقال حبة من خردل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من خردل النار

ابوداؤد۔ کتاب اللباس ﴿ترجمہ﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اور وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ عن ابی ہریرۃ قال ہناد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ الکبیر یاء ردائی والعظمتۃ ازاری فمن ناز عنی واحدا منهما قد فته فی النار ﴿ابوداؤد کتاب اللباس﴾ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہناد راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر اور عظمت میری ازار ہے۔ جو ان دونوں میں سے ایک چیز بھی مجھ سے چھینے گا اسے میں جھٹھنم میں ڈال دوں گا۔ تکبر عزایل راخوار کر دے۔ بزدلان لعنت گرفتار کر دے۔

تکبر کی تین قسمیں ہیں (۱)۔ سب سے بڑی تکبر کی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تکبر کرنا۔ اللہ کا کہنا جان بوجھ کر نہ ماننا، غرور کرنا، انکار کرنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے کہنے کے باوجود ابلیس نے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا، نمرود، شداد اور فرعون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تکبر کیا۔ اللہ کا انکار کیا اور کہا ہم اللہ ہیں۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں ابو جہل، ابی لہب، مشرکین کفار نے تکبر کیا۔ اور ہر زمانہ میں مشرکین کفار نے اپنے اپنے انبیاء کے ساتھ تکبر و غرور کیا اکڑ گئے اور اپنے انبیاء کا کہنا نہ مانا۔

(۳) علماء اور مومنین کے ساتھ تکبر کرنا۔ اور ان کا کہنا نہ ماننا۔ اور ان سے اپنے آپ کو بہتر جاننا۔ یہ تکبر زیادہ مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی شناخت کے لیے میں آپ کو اس کی دس شناختیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) غریبوں اور فقیروں سے کنارہ کرنا۔ اور ان کو حقیر و ادنیٰ سمجھنا۔ اور آپ کو ان سے معزز اور بڑا جاننا

(۲) شلوار یا چادر کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا۔ میں نے اکثر ڈھول بجانے والوں کو دیکھا ہے جو اپنی چادر زمین پر گھٹیتے پھرتے ہیں کہ مٹی اور غلاظت سے بھری ہوئی ہوتی ہے

- عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبظر اللہ یوم القیمۃ الی من جازاہ بطرا

تفسیر کرمانی

۱۶۶

سورۃ البقرۃ

میں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت کی نہیں فرمائیگا۔ مسلم، مشکوٰۃ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت کی نہیں فرمائیگا۔ جو دنیا میں اپنی تہ بند کو تکبر اور فخر سے گھینتا ہو۔ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سفل من العبین من الا زار وفی النار ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ازارۃ المؤمنین الی انصاف ساقیۃ لا جناح علیہ فیما بیتہ و بین الکعبین ما اسفل من ذلک ففی النار قال ذلک ثلاثا مرات (ابوداؤد) ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مومن کا ازار نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے آپ نے یہ لفظ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کرنے والا ضرور آگ میں جائے گا (ابوداؤد) عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جر ثوبہ خیلا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ فقال ابوبکر ان احد جانبی ازاری یسترخی الا ان تعاهد ذلک منہ قال لست ممن یفعلہ خیلاء (ابوداؤد کتاب اللباس) ترجمہ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ازار تہ تکبر اپنے کپڑے کو گھینے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے کہ مضبوطی سے باندھنے کے باوجود میری ازار چادر کا ایک سرانگ جاتا ہے آپ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو ازار تہ تکبر ایسا کرتے ہیں۔ عن ابی ہریرۃ قال بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضا فذهب فتوضا ثم جاء فقال اذهب فتوضا فقال لہ رجل یا رسول اللہ مالک امرتہ ان یتوضا ثم سکت عنہ ثم قال انہ کان یصلی و هو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوة رجل مسبل (ابوداؤد کتاب اللباس) ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک شخص اپنی ازار کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا جاؤ وضو کرو اس نے جا کر وضو کیا پھر آگیا فرمایا جاؤ وضو کرو ایک شخص عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے اسے وضو کا حکم فرما رہے ہیں؟ چنانچہ آپ خاموش رہے پھر فرمایا کہ یہ اپنی ازار چادر کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ کیونکہ وہ تو خراب ہوئے اور خسارے میں رہے۔ تیسری بار میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں کیونکہ وہ تو خراب ہوئے اور خسارے میں رہے آپ نے فرمایا ازار لٹکانے والا احسان بتانے والا اور اپنے مال کو جھوٹی قسم کے ذریعے بیچنے والا (ابوداؤد کتاب اللباس)

چادر لولتنا چھے رہنا چاہیے

عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه قال سألت ابا سعيد الخدري عن الازار فقال على الخبير سقطت قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم ازارۃ المسلم الی نصف الساق ولا حرج او لا جناح فیما بینہ و بین الکعبین وما کان اسفل من الکعبین فهو فی النار من جر ازارہ بطرالم ینظر اللہ الیہ ﴿ابوداؤد﴾ علاء بن عبد الرحمن کے والد ماجد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ازار کے متعلق پوچھا تو فرمایا تم نے کیسے خبردار پر ذمہ داری ڈال دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی ازار نصف پنڈلی تک ہے اور کوئی مضائقہ نہیں یا کوئی گناہ نہیں کہ وہ ٹخنوں تک ہو اور جتنی ٹخنوں سے نیچے ہے وہ جہنم میں ہے جواز راہ تکبر ازار کو لٹکائے تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ نگاہ کرم نہیں فرمائے گا۔ سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ازار قمیص اور عمامہ کا لٹکانا جس نے ان میں سے کوئی چیز ازار راہ تکبر لٹکائی تو قیامت کے دن اس کی طرف نگاہ لطف و کرم نہیں فرمائے گا۔ ﴿ابوداؤد﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ازار کے متعلق جو فرمایا وہی حکم قمیص کا ہے ﴿ابوداؤد﴾ عکرمہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ازار باندھے ہوئے دیکھا کہ اپنی ازار کے کنارے آگے لٹکائے رکھتے اور پیچھے سے اٹھائے رکھتے۔ میں عرض گزار ہوں کہ آپ اس طرح ازار کیوں باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے ﴿ابوداؤد﴾

(۳) اکڑ کر چلنا۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا تُنْكِلُنْ تَخْرِقَ الْآ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ترجمہ اور زمین میں اکڑ کر نہ چل تحقیق تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکے گا۔

(۴) باہر یا بازار سے کوئی چیز گھر میں لے آنے کو حقیر اور مکروہ جاننا۔ یہ بھی تکبر و غرور کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

(۵) بڑائی اور مشہوری کی نیت سے بہت عمدہ عمدہ فاخرات لباس پہننے اور کم قیمت لباس سے نفرت کرنی۔

عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس ثوب شهرة في الدنيا البسه الله ثوب مذلة يو القیمة ﴿مسند احمد﴾ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس شخص نے دنیا میں اپنی مشہوری کے لیے فاخرانہ لباس پہنا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو خواری کا لباس پہنائے گا۔ وعن سلمة ابن الاكوع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال الرجل يزهد بنفسه حتى يكتب في الجبارين فيصيبه ما اصابهم ﴿ترمذی﴾ ترجمہ حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے آپ کو بڑا بناتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام متکبروں میں لکھ دیا جاتا ہے پس روز محشر میں اس کو متکبروں کا ساعزاب ہوگا۔ وعن عمر وابن شعيب عن ابيه عن جده عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يحشر المتكبرون امثال الزريوم القیمة ﴿مشکوٰۃ﴾ ترجمہ ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن متکبر لوگ ذروں کی طرح اٹھائے جائیں گے ذلت کا لباس پہنائے گا ﴿ابن ماجہ﴾

مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو نعمت و قوت دے اور اس کو اسراف و ضائع اور فخر کا خیال نہ ہو تو اس کو طاقت کے موافق اچھا لباس پہننا جائز ہے۔

عن ابی رجا قال خرج علينا عمران ابن حصين وعليه مطراف من خيز وقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من انعم الله عليه نعمة فان الله تعالى يحب ان يرى اثر نعمته على عبده ﴿مشکوٰۃ﴾ ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان پر کناری دار چادر تھی تو فرمانے لگے تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی پر اللہ تعالیٰ انعام فرمائے پس وہ بندہ اپنے مالک کے انعام کو ظاہر کر کے اپنے پروردگار کو خوش کرے کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنے نعمت کے اثر کو دیکھے۔ وعن عمر ابن شعيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا واشربوا و تصدقوا و لبسوا مالم يخالف اسراف ولا مخيلة ﴿مسند احمد﴾ ترجمہ حضرت ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کھاؤ پیو پہنو سب کچھ تم کو معاف ہے جب تک اس میں اسراف اور فخر و بڑائی نہ ملے۔ عن قتادة عن عمران بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا واشربوا و تصدقوا و لبسوا مالم يخالف اسراف او مخيلة ترجمہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھاؤ پیو صدقہ کرو اور پہن لو لیکن اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو ﴿ابن ماجہ﴾ کتاب اللباس

(۶) پیوند والے لباس کو حقیر و بڑا جاننا اور اس کے پہننے سے اس لئے نفرت کرنی کہ اس سے میری شان میں کمی آتی ہے یعنی شہرت کے لیے

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس ثوب شهرة في الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القیمة ثم الهب فيه ناراً ﴿ابن ماجہ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی دنیا میں شہرت اور ناموری کے لئے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا پھر اس میں آگ لگا دے گا۔ عن ابی ذر عن النبی صلى الله عليه وسلم قال من لبس ثوب شهرة اعرض الله عنه حتى يضع منی يضعه ﴿ابن ماجہ﴾ ترجمہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو دنیا میں شہرت کی خاطر لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنا کر جہاں جی چاہے رکھے گا۔ زید ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن بازار میں تشریف لائے اور آپ کے ایک ہاتھ میں درہ تھا اور ازار میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جن میں سے بعض پیوند چمڑے کے تھے ﴿احیاء العلوم﴾ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم ﴿ابوداؤد کتاب لباس﴾ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جس کام کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہوگا۔

(۷) بازار جاتے وقت اپنے ساتھ چند خادم تکبر و غرور کی وجہ سے لے جائے۔ مسئلہ۔ اگر تکبر و غرور کی وجہ سے لے جائے تو پھر ناجائز ہے اگر حفاظت کی وجہ سے لے جائے تو پھر جائز ہے۔ یا کام کی وجہ سے لے جائے تو پھر بھی جائز ہے یہاں پر شریعت اجازت دے گی وہاں پر جائز ہوگا۔

(۸) اپنے خادم کے ساتھ مل کر کھانا کھانے سے نفرت کرنی۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صنع لاحد کم خادمہ طعاما ثم جاءہ بہ وقد ولی حرہ ودخانہ فلیقعہ معہ فلیاکل فان کان الطعام مشفوا فلیضع فی جدہ منہ اکلۃ او اکلتین ﴿ابوداؤد کتاب الطعام﴾ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم و ملازم اس کے لئے کھانا تیار کرے اور پھر اسے لے کر آئے جس کی خاطر وہ گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہے تو اسے اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلائے۔ اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے کم از کم ایک دو لقمے ہی اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ وحشی بن حرب کے والد ماجد نے ان کے جد امجد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں شکم سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا تم اکیلے اکیلے کھاتے ہو؟ عرض گزار ہوئے ہاں فرمایا کہ کھانا مل جل کر کھایا کرو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو تو تمہیں اس میں برکت ہو گی ﴿ابوداؤد کتاب الطعام﴾ مسئلہ۔ اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھانے میں نفرت کرنی یہ ناجائز ہے۔ خادم کے ساتھ کھانا کھانے میں نفرت نہ کرنی ویسے اکیلے کھانا جائز ہے۔ یا خادم خادموں کے ساتھ کھانا کھائے اور خادم کا مالک اپنے گھر پر کھانا کھائے یہ جائز ہے۔

(۹) کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چوسنے سے نفرت کرنی اور اس فعل کو حقیر جاننا اذا اکل احدکم فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ایتھن البرکۃ ترجمہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے (اگر اس کی انگلی پر کچھ کھانا لگا ہو) تو اس کو چوس لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ کون سے کھانے میں برکت ہے۔ ﴿ترمذی﴾

(۱۰) پینے کی چیز میں مکھی پڑ جائے تو اس کو فخر سے نہ پینا

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فاملقوہ فان فی احد جناحیہ الذی فیہ الداء فلیغمسہ کلہ ﴿ابوداؤد کتاب الطعام﴾ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو کیونکہ اس کے اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے وہ اپنے اسی پر کو کھانے میں ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے تو تم اس پوری کو نہلا دو۔

خودی حرام ہے

خودی کے معنی یہ ہیں اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا۔ الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء ترجمہ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک گمان کرتے ہیں حقیقت میں پاک وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ پاک بنائے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث منجیات وثلاث مہلکات فاما المنجات فتقوی اللہ فی السر والعلانیۃ والقول بالحقیقی الوضو والسخت والقصد فی الغنا والفقر واما المہلکات فہو ی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ وہی اشدھن ﴿بیہقی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تین چیزیں خلاصی دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں پس خلاصی دینے والی چیزیں یہ ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ظاہر و پوشیدہ ڈرتے رہنا۔ دوسری جب بات کرنی سچی کرنی خواہ غصہ میں ہو یا خوشی میں تیسرا درمیانہ خرچ کرنا دولت مند میں ہو یا مفلسی میں اور ہلاک کرنے والی یہ تین چیزیں ہیں ایک اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونا۔ دوسرا بخیلی کرنی تیسرا اپنے آپ کو بہتر اور اچھا جاننا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیسری برائی یعنی خودی آدمی کو سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ عجب یعنی خودی سے ہمیشہ بچتا رہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ تو واضح اختیار کرے اور ہر ایک نعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سمجھے اور نعت کے زوال کا ہمیشہ دل میں خوف رکھے۔

عاجزی و انکساری

خشش جتنا قدر نہ میرا اس نوں سبھ وڈیا یاں... میں گلیاں داروڑ اکوڑا محل چڑھایا سایاں... سایاں رب وڈیا یاں دیوے جس میرا تھ پھڑیا... عاجز رہڑ داڈباجا ندایڑی تیری چڑھیا وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ اور وہ (ابلیس) کافروں میں سے تھا۔ جیسے فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ وہ غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا۔ اس کے دو مطلب ہیں پہلا معنی کان سارا کے معنی میں ہے شیطان انکار کر کے کافروں میں داخل ہو گیا یعنی پہلے مومن تھا۔ اس کا دوسرا معنی ہے۔ کان اپنے معنی دے رہا ہے۔ یعنی وہ پہلے ہی سے کافروں میں داخل تھا ابلیس کو مایوسی ہوئی وہ آدم کو سجدہ کرنے سے اس نے انکار کر دیا رب العزت کے علم میں وہ پہلے ہی کافر تھا۔ ابن فورک نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس جگہ کان بمعنی صاڑ۔ کرنا خطا ہے۔ اصول اس قول کا رد کرتا ہے۔ جمہور متاویلین نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ رب العزت کے علم میں تھا کہ وہ کفر کرے گا۔ کیونکہ کافر اور حقیر مومن وہی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ یہ آخر میں کفر اختیار کرے گا یا ایمان اختیار کرے گا ﴿قرطبی﴾ آخر رالوجیز۔ یعنی اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے ﴿بخاری﴾ اگر ایمان کی حالت میں وصال فرمائے گا تو جنتی ہوگا۔ اگر کافر ہو کر مرے گا تو جہنمی ہوگا۔ اما ابن المنز نے جہاد بن ابی امیہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے کہا میری سب سے پہلی خطا حدیثی ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حد کیا۔ اسے جب سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اسی حد نے اسے معصیت پر برہنہ کیا تھا۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی تخلیق ابتدا مگر ای اور ضلالت پر فرمائی تھی پھر وہ ملائکہ جیسے اعمال کرتا رہا پھر وہ اپنی جبلت پر لوٹ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کافروں میں سے تھا۔ امام ابن المنز نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کافر پیدا

فرمایا تھا وہ ایمان لانے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا تھا ﴿درالمثور﴾۔ وکان من الکفرین۔ کان منهم فی الکفر بالله، ولمخالفة لاهمه، وان کان مخالفاً جنسه اجناسهم، ونسبته نسبتهم۔ ومعنی قوله وکان من الکفرین۔ ای انه کان حسن ابی السجود من الکفرین خینذ۔ وقدری عن الربیع بن انس، عن ای العالیة انه کان یقول فی تاویل قوله وکان من الکفرین۔ فی هذا الموضع: وکان من العاصین۔ حدثنی المثنی بن ابراهیم، قال حدثنا ادم العسقلانی، قال حدثنا ابو جعفر، عن الربیع، عن العالیة فی قوله: وکان من الکفرین۔ یعنی: من العاصین۔ ﴿طبری﴾

وَقُلْنَا يَا دَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ

الشَّجَرَةَ فَتَكُونَنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ۳۵۰ ترجمہ اور ہم نے فرمایا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور اس سے دونوں کھاؤ جتنا چاہو جہاں سے چاہو اور اس درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ تم حد سے بڑھنے والوں سے ہو جاؤ گے۔ واور: قُلْنَا: ہم نے فرمایا: يَا دَمُ: اے آدم: اسْكُنْ: تم رہو: أَنْتَ: تم: وَ: زَوْجُكَ: تمہاری بیوی: الْجَنَّةَ: جنت و بہشت: وَ: کُلَا: تم دونوں کھاؤ: مِنْ: سے: هَا: اس: رَغَدًا: اطمینان سے: حَيْثُ: شِئْتُمَا: تم چاہو: وَ: اور: لَا: نہ: قَرِيبَ وَزَدِیک جانا: هَذِهِ: اس: الشَّجَرَةَ: درخت: فَتَكُونَنَّ: ہو جاؤ گے: مِنَ: سے: الظَّالِمِينَ: حد سے بڑھنے والے۔ وَ: قُلْنَا يَا دَمُ اسْكُنْ۔ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا اسْكُنْ۔ ٹھہرے رہو اور بہشت کو اپنا مسکن بناؤ۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہاں وہ رسول اور نبی تھے رب العزت نے ان سے بالمشافہ کلام فرمائی اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں ٹھہرو ﴿درالمثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں نماز عصر کے وقت سے سورج کے غروب تک کے وقت کی مقدار ٹھہرے رہے۔ حضرت حسن سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ جنت میں دن کا کچھ وقت ٹھہرے اور یہ گھڑی اس وقت دنیا کے ایام میں ایک سو تین سال ہے ﴿درالمثور﴾ حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی مقدار ٹھہرے۔ عبد اللہ نے زوائد میں موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں دن کا چوتھائی حصہ ٹھہرے اور یہ دو گھڑیاں اور نصف ہے اور یہ دو سو پچاس سال ہیں پھر آپ بہشت میں سو سال روتے رہے۔ ﴿درالمثور﴾ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رب العزت نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں ٹھہرا کر اسی طرح فرمایا جیسے فرشتوں کو سجدہ کی آزمائش میں ڈالا اور انہیں اس بات کا مکلف ٹھہرایا کہ بہشت میں جو چاہیں کھائیں مگر ایک درخت سے کھانا منع کر دیا۔ ان پر اتارا ہا یہاں تک کہ انہوں نے ممنوع شے سے کھایا تو ان سے جنت کا لباس چھن گیا اور انہیں جنت سے اتار کر وہاں ٹھہرایا جہاں ان کی تمنا کے مطابق حاصل باوجودیکہ اس تناول کے ممنوع ہونے کے وہ شدید مکلف تھے ﴿درالمثور﴾ کبیر

حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بنایا گیا اور جنت میں ٹھہرایا گیا

ابن عساکر نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد زمین کی سطح سے پیدا فرمایا تو اس کا نام آدم رکھا پھر ان سے ایک عہد لیا پھر وہ اس عہد کو بھول گئے تو ان کا نام الانسان رکھا۔ انسان کا معنی ہے بھولنے والا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم سورج غروب نہ ہوا تھا کہ آپ جنت سے زمین کی طرف اتار دیئے گئے ﴿تاریخ مدینہ دمشق﴾۔ ﴿درالمثور﴾ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا اس خاک کو بیت اللہ شریف کے مقام پر رکھو ملائکہ کو حکم فرمایا کہ مختلف پانیوں سے اس خاک کا گار بناؤ۔ چالیس دن بارش برتی رہی۔ انتالیس روز غم کی بارش برسی۔ اور ایک روز خوشی کی بارش برسی اس لیے انسان پر غم زیادہ اور مسرتیں کم نصیب ہوتی ہیں۔ اس گارے کو مختلف ہواؤں سے اتنا خشک کیا گیا کہ کھٹکھٹانے لگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ اس گارے کو کٹے اور طائف کے درمیان وادی نعمان میں عرفات پہاڑ کے قریب رکھو۔ پھر رب العزت نے خاص اپنے دست قدرت سے اس گارے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تیار کیا اور اس کی صورت بنائی۔ ملائکہ نے بھی ایسی شکل نہیں دیکھی تھی۔ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو خوب صورت دیکھ کر حیران تھے۔ ابلیس بھی یہ تمام بات سمجھ چکا تھا۔ ابلیس بھی حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کو دیکھنے آیا اور اس کے گرد چکر لگا کر فرشتوں کو کہا کہ اس قالب پر حیران ہو یہ تو اندر سے خالی ہے اور بدن میں جگہ جگہ سوراخ ہیں اور یہ اتنا کمزور ہے کہ بھوکا پیاسا ہو تو زمین پر گر پڑے۔ اور اگر زیادہ کھالے تو چلنے سے قاصر ہو جائے۔ یہ کچھ بھی نہیں کر سکتا ہاں اس قالب کے سینے میں ایک بند کو ٹھہری ہے یعنی دل یہ معلوم نہیں کہ یہ کیا چیز ہے ہو سکتا ہے یہ لطیفہ ربانی کا مقام ہو جس کی وجہ سے یہ خلافت کا حقدار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم فرمایا کہ اس قالب میں چلی جاوہ جب روح قالب کے قریب پہنچی تو قالب میں تنگ اور اندھیرا دیکھا تو ٹھہر گئی (اسی طرح جب روح جسم سے پاہر آتی ہے تو پھر بھی ڈرتی ہے) قالب کے اندر میرے نبی ﷺ کے نور نے اجالا کر دیا اور پیشانی میں نور امانت رکھا گیا۔ قالب میں روح آہستہ آہستہ روح داخل ہونے لگی روح سر میں گئی تو حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی تو آپ نے الحمد للہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے رحمہ اللہ فرمایا۔ یہ پہلی چھینک تھی۔ اگر کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور سننے والا رحمہ اللہ کہے یہ سنت ہے جب روح کمر تک پہنچی تو وہ آپ نے اٹھنے کی کوشش کی مگر گر پڑے۔ رب العزت نے فرمایا انسان جلد باز بنایا گیا ہے جب روح تمام جسم میں پہنچ گئی تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملائکہ کو سلام کرو جب آپ نے ان کو کہا السلام علیکم اس کے جواب میں ملائکہ نے کہا علیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی سلام تیری اور تیری اولاد کیلئے سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ میری اولاد کیسے اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آدم کی پشت پر پھیرا تو تمام روئیں نکل کر آگئیں حضرت آدم علیہ السلام نے سب دیکھ لیں اور آپ کو انبیاء، اولیاء، مومن، منافق اور کافر سب دکھائے اور سمجھائے گئے ﴿روح البیان﴾

نعمی۔ عزیزی۔ مظہری۔ اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق زمین پر بنائی اور اس میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ انہیں آسمان پر لے جا یا گیا اگر ایسا ہوتا تو اس کا تذکرہ بطریق اولیٰ کیا جاتا کیونکہ ان کا زمین سے آسمان پر منتقل ہونا عظیم و بڑے انعامات میں سے تھا یہ واضح کر رہا ہے کہ وہ آسمان پر نہیں گئے اس بات کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے ارشاد گرامی اُسکُنْ انت وزوجک الجنة میں جنت خلد کے علاوہ جنت مراد لی جائے گی ﴿فضل قدیر﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا سب سے بہتر دن جس پر شمس طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا یوم ہے اس میں رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اسی یوم وہ جنت میں داخل کیے گئے ﴿درلمشور﴾ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا اور جمعہ کے یوم انہیں جنت میں داخل کیا اور انہیں جنت الفردوس میں ٹھرایا۔ لفظ داخل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت کے باہر بنائے گئے۔ امام عبد بن حمید، حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں نماز عصر کے وقت سے سورج کے غروب تک کے وقت کی مقدار ٹھہرے رہے ﴿درلمشور﴾

حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں بنایا گیا

امام ابن جریر، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو زمین پر بھیجا کہ اس کی مٹی لے آؤ زمین نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کہ تو مجھ سے کچھ کی کرے، جبرائیل امین واپس چلے گئے اور کچھ لے کر نہیں گئے۔ جبرائیل نے کہا اے میرے رب زمین نے تیری پناہ طلب کی تو میں نے اسے بنا دے دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میکائیل فرشتے کو بھیجا اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا زمین نے پناہ طلب کی تو ملک الموت نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں واپس لوٹ جاؤں اور اس کے حکم پر عمل نہ کروں پس ملک الموت نے سطح زمین سے مٹی اٹھالی آپ نے ایک جگہ سے مٹی نہیں اٹھائی بلکہ ملی جلی مٹی اٹھائی سرخ، سفید، سیاہ ہر قسم کی مٹی اٹھائی اسی وجہ سے بنی آدم کی صورتیں اور مزاج مختلف ہیں۔ ملک الموت مٹی اٹھا کر اوپر لے گئے پھر اسے پانی سے تر کیا حتیٰ کہ وہ لیس دار مٹی بن گئی پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں مٹی سے انسان کی تخلیق کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بشری تخلیق کی تاکہ شیطان اس پر بڑائی کا اظہار نہ کر سکے پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی متناسب اعضاء کے ساتھ تخلیق فرمائی پس مٹی کے جسم کی حیثیت سے چالیس سال آپ علیہ السلام جمعہ کے دن کی مقدار پڑے رہے فرشتے آدم کے قالب کے پاس سے گزرے تو دیکھ کر گھبرا گئے سب سے پریشان ہونے والا ابلیس تھا وہ حضرت آدم علیہ السلام سے گزرتا تو اسے مارتا پس آدم کے جسم سے آواز نکلتی جس طرح کھنک دار مٹی سے آواز نکلتی ہے ابلیس کہتا اسے کس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر وہ آدم کے سامنے داخل ہوتا اور دبر سے نکل جاتا اور اس نے فرشتوں سے کہا اس سے مت ڈرو کیونکہ تمہارا رب بے نیاز ہے اور یہ کھوکھلا ہے۔ اگر مجھے اس پر غلبہ دیا گیا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا پھر جب وہ وقت آ گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا جب میں اس میں روح پھونک دوں تو تم سجدہ کرنا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی اور وہ آدم کے سر میں داخل ہوئی تو فرشتوں نے کہا الحمد للہ آدم نے کہا الحمد للہ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمک ربک پھر جب روح آدم علیہ السلام کی گردن میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھلوں کی طرف دیکھا جب روح آپ کے پیٹ میں پہنچی تو آپ کو کھانے کا شوق ہوا تو روح آپ کی ٹانگوں میں پہنچنے سے قبل تو پھلوں کی طرف لپکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خلق الانسان من عجل ﴿سورۃ الانبیاء آیت ۳۷﴾ امام ابو شیح نے حضرت ابن جریج سے روایت کہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو آسمان دنیا میں پیدا فرمایا آسمان دنیا کے فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا اور دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا ﴿درلمشور﴾ امام طحاوی، ابن سعد، احمد بن حمید، مسلم، ابویعلیٰ، ابن حبان، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کا قالب تیار فرمایا تو پھر اسے کچھ مدت چھوڑے رکھا ابلیس اس جسم کے ارد گرد چکر لگاتا اور دیکھتا کہ یہ ہے کیا جب اس نے دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو اسے علم ہوا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو کسی چیز کی مالک نہیں ہے ﴿مسلم﴾ درلمشور ﴿اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس مٹی سے ایسی مخلوق تیار کروں گا جو تیرے چہرے کو برا کر دے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو جنت کی نہروں میں سے ڈال دیا حتیٰ کہ وہ گوندھی ہوئی مٹی بن گئی۔ یہ پہلی گوندھی ہوئی مٹی تھی پھر رب العزت نے اسے چھوڑے رکھا حتیٰ کہ وہ بدبودار سیاہ مٹی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے آدم کے جسم کی تخلیق کی پھر اسے چالیس سال جنت میں چھوڑے رکھا حتیٰ کہ وہ ٹھیکری کی طرح بننے والی مٹی بن گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی۔ رب العزت نے ملائکہ کو وحی فرمائی کہ جب میں آدم میں روح پھونکوں تو تم اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر جانا آدم جنت میں چت لیٹے ہوئے تھے۔ جب روح کو محسوس کیا تو بیٹھ گئے پھر چھٹک آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے رب کی حمد کر آپ نے الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمک ربک۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے سبقت رحمۃ غضبہ۔ ابلیس کے سوا سب ملائکہ نے سجدہ کیا وہ کھڑا رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما منعک الا تسجد اذا امرتک کس چیز نے تجھے روکا اس سے کہ تو سجدہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھے ﴿درلمشور﴾ امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں بیہقی نے الشعب میں، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب آدم تیرے احسان کا شکر کیسے ادا کر سکتے تھے تو نے اسے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا پھر اس میں تو نے اپنی روح پھونکی تو نے اسے جنت میں ٹھرایا تو نے ملائکہ کو اس کے سامنے سجدہ کرنے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے یہ تمام احسانات میری طرف سے جان لئے تھے اور میری ان پر حمد کی پس یہ میرے احسان کا شکر تھا ﴿درلمشور﴾

جنت سے شیطان کا خروج

قال فاخرج منها فانک رجیم ﴿سورۃ البقرۃ آیت ۳۶﴾ ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا (شیطان) تو بہشت سے نکل جا سو بے شک تو رجیم و مردود ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْكَ الْغَنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿سورۃ البقرۃ آیت ۳۷﴾ ترجمہ اور بلاشبہ روز محشر تک تجھ پر لعنت ہے۔ جب اس کا جنت میں داخل ہونا ممنوع کیا گیا تو پھر یہ جنت میں کیسے

داخل ہو گیا۔

حضرت حواء علیہما السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے ہوئی

حوا کی پیدائش جنت میں ہوئی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ﴿۱۸۹﴾ (پ ۹ سورة الاعراف آیت ۱۸۹) ترجمہ (وہی اللہ تعالیٰ ہے) جس نے پیدا کیا تمہیں

ایک جان سے اور بنایا اسی سے اس کا جوڑا تاکہ اطمینان حاصل کرے۔ اَلَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ﴿۲﴾ (پ ۴ سورة النساء آیت ۲) ترجمہ (وہی اللہ تعالیٰ ہے) جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے اور بنایا اسی سے اس کا جوڑا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رب العزت نے جنت کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام اس میں رہنے سہنے لگے تو اس وقت یہ اکیلے تھے ان پر نیند طاری ہو گئی۔ ان کی بائیں پسلی سے ایک ٹکڑا لیا گیا۔ اس کے بجائے گوشت بھرا گیا اس سے حواء پیدا کی گئی ﴿فیوض الرحمن﴾۔ روح البیان ﴿حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حواء کا پیدا ہونا حضرت آدم میں کوئی نقص نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے ﴿مسلم کتاب النکاح﴾ پسلی میں سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا حصہ ہے یہ تیرے لئے ایک طریقہ پر سیدھی نہیں ہوگی اگر تو اس سے فائدہ اٹھائے تو فائدہ اٹھالے جبکہ اس میں ٹیڑھا پن ہوگا اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو تو اسے توڑ دے گا اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے ﴿مسلم کتاب النکاح﴾ فقال ابن عباس بما حدثني به موسى بن هارون قال حدثنا عمر قال حدثنا اسباط عن السدي في خبر ذكره عن ابى مالك وعن ابى صالح عن ابن عباس وعنه مرة، عن ابن مسعود، وعن ناس من اصحاب النبي ﷺ فاخرج ابليس من الجنة حين لعن، واسكن ادم الجنة، فكان يمشي فيها وخشا، ليس له زوج يسكن اليها، فنام نومه فاستيقظ واذا عند راسه امرأة قائدة، خلقها الله من ضلعه، فسنالها، من انت قالت امرأة قال ولم خلقت قالت تسكن الى قالت له الملائكة ينظرون ما بلغ علمه ما اسمها يا ادم قال حواء قالوا ولم سميت حواء قال لانها خلقت من شئني حتى فقال الله له ﴿طبری الجز الاول صفة ۵۲۸﴾ ابن عباس بما حدثني به موسى بن هارون قال حدثنا عمر قال حدثنا اسباط سدي عن ابى مالك اور عن صالح عن ابن عباس اور عن ابن مسعود ونا من الصحابة رضي الله تعالى عنهم کی طرف سے روایت کیا ہے کہ جب ابلیس کو لعنت کر کے جنت سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھرایا تو وہ جنت میں چلتے تو وحشت و خوف محسوس کرتے ان کے لیے کوئی ساتھی نہیں تھا جس سے وہ انس و محبت کرتے پس وہ سوئے پھر جاگے تو ان کے سر کے قریب ایک عورت بیٹھی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا عورت پوچھا تجھے کس لیے پیدا کیا گیا ہے اس نے کہا تاکہ تو مجھ سے چین حاصل کرے۔ ملائکہ نے کہا اے آدم اس عورت کا کیا نام ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا حوا یہ سوال ملائکہ نے آپ کے علم کو پررکھنے کیلئے کہا تھا۔ ملائکہ نے سوال کیا اس کا نام حوا کیوں رکھا گیا ہے فرمایا کیونکہ یہ زندہ آدمی سے پیدا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں ٹھہر رہو ﴿کبیر۔ درالمشور﴾ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام کو بہشت میں ٹھہرا کر اسی طرح فرمایا جیسے فرشتوں کو جبکہ امتحان میں ڈالا اور انہیں اس بات کا مکلف ٹھہرایا کہ جنت میں جو چاہیں کھائیں مگر ایک شجر سے منع فرمایا ﴿کبیر﴾ سفیان بن عیینہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سو گئے تو حضرت حواء ان کی پسلی سے پیدا کی گئی حضرت آدم نے اٹھ کر دیکھا تو پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا انا اساعینی سریانی زبان میں بتایا کہ میں عورت ہوں۔ ابوالشیخ اور ابن عساکر نے ایک دوسرے طریقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ عورت کو مرامہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہر زندہ آدمی کی ماں ہے ﴿درالمشور﴾ امام ابن حاتم نے حضرت اشعث الحدانی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت حواء جنت کی عورتوں میں سے ہیں اور جب حاملہ ہوتی تھیں مزرک سے یا منون سے تو بچہ ان کے پیٹ میں نظر آتا تھا۔ امام ابن عدی اور عساکر نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب رب العزت نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے لئے ان کی زوجہ کو بھی پیدا فرمایا پھر ایک فرشتہ بھیج کر انہیں ہم بستری کا حکم فرمایا آدم علیہ السلام نے ہم بستری کی جب فارغ ہوئے تو حضرت حواء نے کہا اے آدم یہ خوشبو ہے ہم اس سے اضافہ کریں ﴿درالمشور﴾ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد حواء سات سال سات مہینے زندہ رہیں حواء کی عمر نو سو ستانوے سال تھی ﴿فیوض الرحمن﴾۔ روح البیان ﴿

حضرت حواء زین پر پیدا ہوئی

اس میں اختلاف ہے کہ حواء کی پیدائش جنت میں ہوئی یا زمین پر پہلے میں نے جنت سے حواء کی پیدائش کے ثبوت دیے اور اب میں زمین پر حواء کی پیدائش کے ثبوت دوں گا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں اکیلے رہنے لگے اور اپنے دل میں آرزو کرتے تھے کہ کوئی میری جنس سے پیدا ہو کہ اس کی صحبت سے انس حاصل کروں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش پر رحمت فرمائی۔ اور جمعہ کے دن ان کی خواب کی حالت میں فرشتوں سے فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے ان کے بائیں پہلو کو چاک کیا اور وہاں سے ایک خوبصورت عورت نکالی کہ ایک لمحہ میں اس کا قد و قامت درست ہو گیا پھر آپ کے چاک شدہ پہلو کو جوڑ دیا گیا اور اس دوران حضرت آدم علیہ السلام کو کوئی تکلیف اور درد محسوس نہیں ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام جب خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تو اس کے پہلو میں ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ یہ ہماری کنیز ہے اس کا نام حواء ہے۔ آپ کو مانوس کرنے کیلئے ہم نے اسے پیدا کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ کیا

کہ اس کو اپنا ہاتھ لگاؤں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا کہ اس کو بغیر مہر کے ہاتھ نہیں لگانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اس کا مہر کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر دس مرتبہ درود بھیج۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ محمد ﷺ کون ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی اولاد سے مرسلین کے خاتم ہونگے۔ اور اگر اس میرے محبوب کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دس مرتبہ حضرت محمد ﷺ پر اور اس کی آل پر درود بھیجا۔ ملائکہ گواہ ہوئے۔ اور ان دونوں کے درمیان عقد نکاح منعقد ہوا۔ حضرت عمر اور دیگر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسی جمعہ کے دن کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھیجا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت حواء کو قسم قسم کے زیور اور زینت کے ساتھ سونے کے بازو بند، کمر بند، پازیب اور یاقوت و مرادریہ سے جڑاؤ کئے ہوئے دستارے اور دیگر زینتوں سے سجا سنوار کر سونے کے تخت پر بیٹھا کر بادشاہوں کی طرح ان کو جنت میں داخل کر دیا۔ ﴿عزیزی۔ کبیر۔ روح البیان﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حواء کو جنت سے باہر پیدا کیا گیا۔ کرمانی غفرلہ۔ اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ تَرَجَمَہِ تم اور تمہاری زوجہ جنت میں ٹھہرے رہو۔ اُسْکُنْ سے سکون کا مکمل مراد ہے۔ یعنی جنت میں سکون۔ چین و قرار، لبث و استقرار گاہ بناؤ۔ وَزَوْجُکَ۔ تیری زوجہ۔

زوج زوجہ کے معنی میں ہے۔ زوج اور زوجہ دونوں صحیح ہیں لیکن زوج زیادہ فصیح ہے۔ (تفسیر ابی لیث) اور زوج سے حواء مراد ہے۔ الْجَنَّة۔ جنت سے مراد دارالشفاب ہے۔ وَکَلَّا مِنْهَا جَنَّتَ سے کھاؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہما السلام دونوں کو فرمایا گیا ہے۔ رَغَدًا۔ جنت میں وسیع طور پر جہاں سے چاہو کھاؤ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حَيْثُ نَشِئْتُمَا۔ حَيْثُ ظرف مبہم ہے یعنی بہشت کی جس جگہ سے چاہو۔ تَمَّا تَشْنِیْہِ کَا صَغِیْہِ ہے دونوں جنت سے جہاں سے چاہو۔

سورة

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ اور اس شجر کے قریب نہیں جانا کہ حد سے پڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ ظالم کی جمع ظالمین ہے۔ ظلم کے معنی۔ کفر و شرک، ستانا، فسق و فجور، حد سے آگے بڑھنا وغیرہ۔ اس آیت میں ظلم کے معنی حد سے نکلنا یا کسی چیز کو بے موقع استعمال کرنا ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا۔ میں ظلم سے مراد خطا لغزش ہو جانا۔ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ۔ میں ظلم سے مراد بدکاری فسق و فجور ہے۔ یعنی بدکاروں فاسقوں کو نبوت نہیں ملے گی۔ قرآن کریم نے سیدنا آدم علیہ السلام کی پاک دامنی کا ہر جگہ اعلان فرمایا کہ وہ بھول گئے کہیں فرمایا کہ ان کو شیطان نے بہکا دیا وغیرہ ﴿نعمی﴾ ہل یجوز وصف الانبیاء علیہم السلام بانہم کانوں ظالمین او کانوں ظالمی انفسہم؟ سوال۔ کیا حضرات الانبیاء کو ظالم یا اپنے نفوس پر ظلم کرنے والا کہنا جائز ہے۔ والجواب۔ ان الا ولی انہ لا یطلق ذلک لما فیہ من ابہام الذم جواب یہی اولیٰ ہے کہ ایسی بات نہ کی جائے جس میں ذم کا وہم ہو۔ ﴿کبیر﴾ انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے۔ جو کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے اس میں ان کی عزت ہے۔ دوسرے کی کیا مجال ہے کہ خلاف ادب زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی جرات کے لیے سند بنائے ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و اطاعت کا حکم فرمایا ہم پر یہی لازم ہے ﴿خزائن العرفان﴾

سورة

دیوبندیوں کی عبارات اور بریلویوں کے جوابات

﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے ﴿بلغۃ الخیر ان﴾ جواب۔ من اعتقد ان اللہ لا یعلم الا شئیاء قبل وقوعہا فهو کافر وان هو قائلہ من اصل البدعة ترجمہ جس آدمی کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو ﴿فقہ اکبر﴾ (۲) الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے ﴿ضمیمہ براہین قاطعہ﴾ جواب۔ ایسا عقیدہ رکھنا کفر خالص ہے۔ (۳) یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں ﴿بلغۃ الخیر ان﴾ جواب۔ ایسی بات کہنے والا دشمن قرآن ہے دین خارج از اسلام ہے۔ (۴) شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے ﴿براہین قاطعہ﴾ جواب۔ کسی مخلوق کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے لیے علم کی کمی ثابت کرنا رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے ﴿۵﴾ رسول اللہ ﷺ کو نہ اپنی عاقبت کا علم ہے۔ نہ دیوار کے پیچھے حضور جانتے ہیں ﴿براہین قاطعہ﴾ جواب۔ رسول اللہ ﷺ صرف اپنی ہی نہیں بلکہ تمام مومنین و کفار کی بھی عاقبت کا حال جانتے ہیں اور زمین و آسمان کا کوئی گوشہ نگاہ رسالت سے مخفی نہیں ہے ﴿۶﴾ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے ﴿حفظ الایمان﴾ جواب۔ رسول اللہ ﷺ کا علم تمام کائنات کے علم سے ممتاز ہے اور اس قسم کی تشبیہ شان نبوت کی شدید ترین توہین و تنقیص ہے ﴿۷﴾ از سوسنہر نا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں اعظمین گو جناب رسالت مآب باشند چند یں مرتبہ از استغراق در صورت کا و خر خود است ﴿صراط مستقیم﴾ جواب۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے اور حضور ﷺ کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصد عبادت حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے اور حضور ﷺ کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر کہنا رسول اللہ ﷺ کی وہ توہین شدید ہے جس کے

تصور سے مومن کے بدن پر رو نگئے کھڑے ہو جاتے ہیں ﴿۷﴾ لفظ رحمۃ اللعالمین رسول اللہ ﷺ کی صفت خاصہ نہیں ﴿۸﴾ فتاویٰ رشیدیہ ﴿۹﴾ جواب۔ رحمۃ اللعالمین خاص رسول اللہ ﷺ کا وصف جمیل ہے اس میں دوسرے کو شریک کرنا حضور ﷺ کی شان کو گھٹانا ہے (۹) اول معنی خاتم النبیین کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ﴿تحریر الناس﴾ ﴿۱۰﴾ جواب۔ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں۔ جو شخص اس کو عوام کا خیال قرار دیتا ہے وہ قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے ﴿۱۰﴾ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے ﴿تحریر الناس﴾ ﴿۱۱﴾ جواب۔ اگر بالفرض محال بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ جیسا کہ بفرض محال دوسرا اللہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضرور فرق آئے گا جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھنا ختم نبوت پر ایمان لایا ﴿۱۱﴾ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہے کہ صد ہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات و ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا ہوا ﴿تحریر الناس﴾ ﴿۱۲﴾ جواب۔ رسول اللہ ﷺ ازل امر سے ہر زبان کے عالم ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کے لیے کسی زبان کے علم کو اس اہل زبان اس وقت آگئی جب اس زبان والوں سے حضور کا معاملہ ہوا۔ یعنی اس سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زبان کے عالم نہ تھے۔ وہ شخص کلمات رسالت کو مجروح کر رہا ہے۔ میں طالب حسین کرمانی اس تفسیر کرمانی کا مصنف عرض کرتا ہوں کہ ماہ رمضان میں میں نے ایک مخصوص درود شریف رات کو پڑھنا شروع کیا۔ جب تین جمعرات نہیں گزرے تھے کہ میں گھر میں روزے میں تھا اور سویا ہوا تھا جب میں سویا تو مجھ پر سایہ تھا اور سورج اوپر آنے کی وجہ سے مجھ پر دھوپ آگئی گرمی کا موسم تھا۔ اور میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب کرام نے مجھے زیارت فرمائی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سرائیکی زبان میں فرمایا آپ کے اوپر سورج کی دھوپ ہے آپ ادھر سایہ میں ہو جائیں۔ اور میری مادری زبان بھی سرائیکی ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو دیکھا مجھ پر سورج کی دھوپ ہے اور سورج کی گرمی کی شدت سے مجھے پسینہ آیا ہوا ہے۔ اور پھر میں سایہ میں ہو گیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس کو زیارت فرماتے ہیں اس کو اسی زبان میں کلام فرماتے ہیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کا کلام سمجھ سکے آپ تمام زبانیں اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی جانتے ہیں۔ ﴿۱۲﴾ وراثت انہ یسقط فامسکتہ واعصمته من السقوط ترجمہ اور میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور گرہے ہیں تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچالیا ﴿بلغۃ الحیران﴾ ﴿۱۳﴾ جواب۔ ذات جناب رسالت ﷺ کو خواب میں دیکھ کر حضور ﷺ کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی جس نے حضور ﷺ کو دیکھا اس نے لاریب حضور ﷺ کو دیکھا۔ ایسی صورت میں جو شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ میں نے حضور ﷺ کو گرتا ہوا دیکھ کر حضور کو گرنے سے بچالیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں دریدہ دہن نہایت گستاخ ہے ﴿۱۳﴾ مولانا اشرف علی تھانوی کے مقتداء کہتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر توبہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے۔ لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو علم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقی بدستور تھا۔ لیکن جب حالت بیداری میں کلمہ شریف غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تذکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہ صلی علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس نے یہ واقعہ خط کے ذریعے اشرف علی کو بھیجا اس کے جواب میں انہوں لکھا۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعون تعالیٰ متبع سنت ہے ﴿روادۃ مناظرہ گیا الفرقان﴾ ﴿۱۴﴾ جواب۔ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللہ صلی علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی کے خبیث اور ناپاک الفاظ کلمات کفر ہیں۔ خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا پڑھنے والے کے مغضوب الہی ہونے کی دلیل ہے۔ جو شخص بے اختیار ان کو ادا کرتا ہے وہ غلبہ شیطانی سے مغلوب ہو کر بے اختیار ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس سلب اختیار کی نسبت کرنا اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف علی تھانوی کے متبع سنت ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اس کے اختیار کو سلب کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمات کفر یہ اس کی زبان پر جاری کرائے گئے تھے۔ مزید غضب الہی اور عزاب خداوندی کا موجب ہے۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اہل سنت کے نزدیک حالت مذکورہ اغوا اور اضلال شیطان سے ہے جس سے توبہ کرنا فرض ہے اگر خدا نخواستہ قائل ایسی حالت میں توبہ سے پہلے مر جائے تو ناری اور جہنمی قرار پائے گا۔ ﴿۱۴﴾ حسین علی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مطلقہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بغیر عدت گزارے نکاح کر لیا ﴿بلغۃ الحیران﴾ ﴿۱۵﴾ اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی۔ جیسا زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بلا عدت نکاح کر لیا۔ جواب۔ رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عدت گزارنے سے پہلے پیغام نکاح کر لیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عدت گزارنے سے پہلے پیغام نکاح تک نہیں بھیجا۔ جیسا کہ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۴۶ پر حدیث وارد ہے۔ لما انتقضت عدۃ زینب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزیید فا ذکر ما علی الحدیث۔ یعنی جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو لہذا جو شخص رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتا ہے وہ بارگاہ رسالت کا سخت ترین دشمن اور بدترین گستاخ ہے ﴿۱۵﴾ حضور ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ سب انسان آپس میں بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ

بڑا بھائی ہے۔ سواس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے ﴿تقویۃ الایمان﴾ جواب۔ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے روحانی باپ ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی اپنی امت کے روحانی باپ ہیں۔ اور اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین فرمایا۔ لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت محمد ﷺ کی تعظیم و تکریم ان کی نبوت و رسالت اور ابوة روحانیہ کے موافق کی جاوے گی۔ بڑے بھائی کی طرح ان کی تعظیم کرنا ان کی شان کو گھٹانا اور ان کے حق میں بدترین قسم کی توہین و تنقیص کا مرتکب ہونا ہے ﴿۱۶﴾ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرمرٹی ہو گئے ﴿تقویۃ الایمان﴾ جواب۔ انبیاء علیہم السلام باوجود موت عادی طاری ہونے کے حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے اجسام کریمہ صحیح و سالم رہتے ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الارض الانبیاء فننبی اللہ حی یر

زق (مشکوٰۃ)

فَاَزَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۚ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِينٍ ۚ ۳۱۵ ترجمہ پس شیطان نے ان دونوں (آدم اور حوا) کو بہشت سے پھسلا دیا اور ان نعمتوں سے انہیں علیحدہ کر دیا جن میں وہ تھے اور ہم نے فرمایا کہ نیچے اتر دو تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ایک خاص وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ فَاَزَلَهُمَا: پھر ان دونوں (آدم اور حوا) کو پھسلا دیا: الشَّيْطَانُ: عَن: سے

ہما: اس: فَاَخْرَجَ: پس خارج کروادیا۔ نکلوا دیا: هُمَا: دونوں: مِمَّا: جو۔ سے: كَانَا: وہ تھے: فِيهِ: اس میں: وَ: اور: قُلْنَا: ہم نے فرمایا: اهْبِطُوا: تم اتر جاؤ: بَعْضُ: بعض: لِبَعْضٍ: کُف: تمہارے: ل: کے: بَعْضُ: بعض: عَدُوٌّ: دشمن: وَ: اور: ل: لیے: كُمْ: تمہارے: فِي: میں: الْاَرْضِ: زمین: مُسْتَقَرٌّ: ٹھکانہ قرار گاہ: ٹھہرنا: وَ: اور: مَتَاعٌ: نفع۔ سامان: اِلٰی: تک: حِينٍ: وقت۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو شیطان نے درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر پھسلا دیا

فَاَزَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام اور جہاں رہتے تھے تو شیطان نے اس سے یعنی بہشت سے انہیں لغزش دی ان دونوں کو وہاں سے نکلوا دیا۔ بہشت میں سانپ اور طاؤس یعنی مور یہ دونوں خوبصورت تھے۔ یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کی ہر وقت خدمت میں رہتے تھے۔ شیطان بہشت کے دروازہ پر گیا اور جنت سے مور بھی دروازہ پر پہنچا۔ ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اس اس جنت عدن کے دروازہ پر لایا جائے۔ ادھر شیطان نے سانپ کو کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت کے دروازہ پر آئے تو مجھے اپنے منہ میں لے کر بہشت کے دیوار پر لے جانا۔ اس کے بعد طاؤس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ناچنے لگا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا اس کو دیکھنے لگے اور یہ طاؤس قص کرتا ہوا بہشت کے دروازہ پر پہنچا اور یہ بھی دونوں اس کے پیچھے جنت کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ ادھر شیطان سانپ کے منہ میں تھا ان کی وہاں آپس میں گفتگو ہوئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے کہ اس واقعہ میں کتنی سچائی ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فَاَزَلَهُمَا کا معنی فَاَعْوَا هُمَا نقل کیا ہے۔ ﴿درالمشور﴾ ابن عباس قولہ فازلہما الشیطان۔ قال اغواہم ﴿طبری﴾ امام ابن ابی حاتم نے عاصم بن بہدلہ سے اس کا معنی نحاحما روایت کیا ہے۔ یعنی ان سے ان دونوں کو ہٹا دیا۔ ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاثم سے روایت کی ہے کہ سورة البقرة میں ہماری قراءت میں فَاَزَلَهُمَا کی جگہ فوسوس ہے ﴿درالمشور﴾ زل عنی کذا اذا ذهب۔ از لال بمعنی از لاق اور زلۃ بالفتح بمعنی خطاء۔ یعنی قصد کے بغیر راہ صواب سے ہٹ جانا۔ مقصد یہ ہے کہ شیطان نے انہیں وسوسہ دھوکا اور دعا سے خطا پراکسایا۔ ﴿فیوض الرحمن۔ روح البیان﴾ ای حملہا علی الزلۃ بسببہا (روح العانی۔ بیروت لبنان) زَلَّتْ عربی لغت میں لغزش کو کہتے ہیں

از لال کر معنی میں لغزش دینا۔ یعنی شیطان نے آدم اور حوا کو لغزش دی۔ الزلۃ فی الاصل استرسال الرجل من غیر قصد۔ (راغب) اراد کے بغیر پاؤں کا پھسل جانا۔ والضمیر فی عنہا للشجرۃ ای فحملہما الشیطان علی الزلۃ بسببہا (اکشاف۔ بیروت) تمام انبیاء علیہم السلام نبوت کے بعد تمام کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ نبوت سے پہلے جو کوئی گناہ بھول کر ہو جائے تو اسے گناہ نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر درگزر فرمایا ہے۔ انہم معصومون من الصغائر کلہا کعصمتہم من الکبائر اجمعہا (قرطبی) وَلَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَتَنَّبٰی وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿پ ۱۶ سورة طہ﴾

طہ آیت ۱۶ ترجمہ اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے قبل ایک تاکید کی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔ وہ تاکید یہ تھا۔ فَقُلْنَا يَا اٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجُکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَنَّبٰی ﴿پ ۱۶ سورة طہ آیت ۱۷﴾ ترجمہ تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ (شیطان) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے۔ اِنَّ لَّكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْہَا وَلَا تَغْرٰی ۝۱۸۵ وَاَنْتَ لَا تَظْمَؤُا فِیْہَا وَلَا تَصْحٰی ۝۱۸۶ فوسوس الیہ الشیطان قال یٰاٰدَمُ هٰلَاکُکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْکَ لَا یَبْلٰی ۝۱۲۰ فَاَکَلَا مِنْہَا فَبَدَتْ لَہُمَا سَوَا

تُہمَا وَطَفْنَا یُحْصِنُ عَلَیْہِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَغَصٰی اٰدَمُ رَبُّہُ فَعُو ۝۱۲۱ ترجمہ بے شک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اور نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ تو شیطان نے اُسے وسوسہ دیا یو اے آدم کیا میں تمہیں بتاؤں ہمیشہ جینے کا درخت اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ ہو تو ان دونوں نے اس میں سے کھایا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں اور جنت کے (درخت انجیر کے) پتے اپنے جسم پر چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ کام بھول سے ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کے پاس شیطان گیا۔ اور ان کو کہنے لگا کہ آپ کچھ جانتے ہیں کہ

آپ کے کام کا انجام کیا ہے؟ اس تکریم و تعظیم سے دھوکا نہ کھائیں آخر آپ کے کام کا انجام موت ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا موت کیا ہے؟ شیطان نے اپنے آپ کو مردہ جانور کی صورت میں ان کے سامنے ڈال دیا اور تنگی نزع، روح کا ٹکنا اور نزع کے وقت ہاتھ پاؤں مارنا انہیں کر کے دکھایا۔ صرف اس حال کو دیکھ کر ان پر خوف اور غالب ہوا پوچھا کہ اس سے بچنے کی تدبیر کیا ہے تاکہ ہم اس حالت سے محفوظ رہیں۔ شیطان نے کہا اہل اولئک علی شجرة الخلد و ملک لا یبلی ﴿سورة طہ آیت ۱۲۰﴾ کیا میں آپ کو ہمیشگی کے درخت اور نہ ختم ہونے والی بادشاہی پر دلالت نہ کروں۔ یعنی میں آپ کو ایک درخت کا نشان دیتا ہوں کہ جس نے اس سے کچھ کھالیا وہ نہیں مرے گا اور اس کی بادشاہی فنا نہیں ہوگی۔ حضرت آدم نے فرمایا وہ درخت کونسا ہے شیطان نے اسی درخت کی طرف اشارہ کیا جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا۔ اور کہا کہ یہی درخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درخت فنا کا ہے ہمیشگی کا درخت نہیں ہے۔ اور ملک کے زوال کا سبب ہے۔ سبب دوام نہیں ہے۔ بلکہ رسوائی اور دربار الہی سے دوری کا سبب ہے۔ اور قرب و عزت کا سبب نہیں ہے کیونکہ رب العزت نے ہمیں اس درخت کے نزدیک جانے سے روکا ہے اگر اس درخت میں یہ فائدے تھے تو ہمیں اس کے قریب جانے سے کیوں منع فرمایا۔ وہ تو اب رحم الرحیمین ہے۔ شیطان نے کہا ما نہ کما ربکما عن هذه الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدين ﴿سورة الاعراف آیت ۲۰﴾ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس درخت سے اس لیے منع فرمایا کہ آپ اس کا پھل کھانے سے آپ کو نقصان پہنچے گا بلکہ اس لیے منع فرمایا کہ اسے کھا کر فرشتوں کی طرح ہو جائیں گے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور کھانے پینے اور اہل و عیال کی فکر میں نہیں رہتے اور جب آپ کو حالت ملکیت مل جائے گی تو آپ روئے زمین کی خلافت کا قیام نہیں کر سکیں گے لہذا وہ چاہتا ہے کہ آپ کو کھانے پینے اور اہل و عیال کے فکر میں مصروف رکھے۔ کچھ وقت آپ کو اپنی یاد سے غافل کر دے تاکہ آپ کے ذریعے سے خلافت کا سرانجام دے۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ اس سے دور رہیں۔ اور اس درخت کا میوہ کھانا قرب و اتصال کا سبب ہے۔ پس یہ منع فرمانا اس کی مانند ہے کہ بادشاہ کسی کو ہم کی تدبیر کے لیے دور بھیجتے ہیں تو دربار کی خدمتوں کا حکم نہیں دیتے یا اس لئے ہے کہ آپ اس درخت کا میوہ کھانے کی وجہ سے بہشت سے نکالے جانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اور بہشت میں موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ جنت کی سکونت سے خلافت کا طریقہ اور آئین یاد کر کے دنیا میں جائیں اور وہاں آپ کو موت لاحق ہوتا کہ آپ کی نسل صدیوں تک روئے زمین کی خلافت برپا رکھے۔ اور رہائش کا یہ قرب جو اللہ تعالیٰ کے دربار کے ساتھ آپ کو حاصل ہے فوت ہو جاتا ہے۔ قصہ مختصر یہ نبی الہی تنزیہی اور ارشادی ہے اس نبی کی تعمیل سے ملنے والے مرتبہ سے زیادہ بلند مرتبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی مخالفت کا کوئی ڈر نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو اس کی فریب والی گفتگو سن کر تر دلائق ہوا اور اس وقت شیطان نے تاکید کی قسمیں کھائیں کہ میں صرف آپ کی خیر خواہی کا خوبی کا ارادہ رکھتا ہوں کیونکہ میری طرف سے آپ کے حق میں بے ادبی واقع ہوئی کہ میں نے سجدہ نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ سے ملعون ہوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس بے ادبی کی آلاش کو اپنے سے دھوواں اور آپ کو ایسے مرتبہ پر پہنچاؤں کہ عمر بھر آپ میرا شکر یہ ادا کرتے رہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ بات آئی کہ مخلوق میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں کہ اپنے خالق کی قسم اس تاکید سے کھائے بے شک اس نے سچ کہا ہوگا۔ امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اسکن أنت وزوجک الجنة ﴿البقرة: ۳۵﴾ تو ابلیس نے آدم و حواء کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ تو وہ ایک سانپ کے پاس آیا جو ایک چارناگوں والا اونٹ کی مانند بڑا جانور تھا اور یہ تمام جانوروں سے خوبصورت تھا، پس ابلیس نے سانپ سے کہا کہ وہ اسے اپنے منہ میں لے جائے حتیٰ کہ وہ اسے آدم تک پہنچا دے، پس سانپ نے اس کو اپنے منہ میں داخل کیا اور پھر وہ سانپ جنت کے داروغوں کے پاس سے گزر گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ فرشتوں کو معلوم نہیں تھا جو اللہ نے ارادہ فرمایا تھا۔ پس شیطان نے سانپ کے منہ سے بات کی اور اس کے کلام کی پرواہ نہ کی پس ابلیس آدم کے پاس پہنچا اور کہا اے آدم کیا میں تیری رہنمائی اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی پرانی نہ ہوگی۔ اور اس نے ان کے سامنے قسمیں اٹھائیں کہ میں تمہارا مخلص ہوں، آدم علیہ السلام نے وہ درخت کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حواء بیٹھ گئی اور وہ دانہ کھالیا پھر اس نے آدم سے کہا اے آدم کھالے میں نے بھی کھالیا ہے مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی پس جب آدم علیہ السلام نے کھالیا تو دونوں کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں نے جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنا شروع کر دیا ﴿در المنثور﴾ لابی جعفر محمد بن جریر الطبری (۶۶۴ھ - ۳۱۰ھ) تفسیر طبری میں لکھتے ہیں کہ - حدثنی موسیٰ، قال حدثنا عمر و قال حدثنا أسباط عن السدی فی خبر ذکرہ عن ابی مالک وعن ابی صالح عن ابن عباس وعن مرة عن ابن مسعود وعن ناس من اصحاب النبی ﷺ لما قال اللہ لادم (اسکن أنت وزوجک الجنة وکلامها رغدا حیث شئتما ولا تکربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین (طہ) أراد ابلیس ان یدخل علیهما الجنة فمنعه الخزنة فاتی الحیة وهی دابة لها اربع قوائم کانها البعیر وهی کاحسن الدواب فکلما ان تدخله فی فمها حتی تدخل به الی فادخلته فی فمها قال ابو جعفر والفقم جانب الشدق فمرت الحیة علی الخزنة فدخلت ولا یعلمون لما اراد اللہ من الامر فکلمه من فمها فلم یبال کلمه فخرج الیه فقال (یادم هل ادلك علی شجرة الخلد و ملک لا یبلی (طہ) یقول هل ادلك علی شجرة ان اکلت منها کنت ملکا مثل اللہ عز وجل او تکونا من الخالدين فلا تموتان ابدا وحلف لهما باللہ (انی لکما لمن النصحین الاعراف [آیت ۲۱] وانما أراد بذلك لیبدی لهما ماتوری عنهما من سوء اتهمما بهتک لباسهما وکان قد علم ان لهما سوءا لما کان یقرأ من کتب الملائكة ولم یکن ادم یعلم ذلك وکان لباسهما الظفر فاتی ادم أن یأکل منها فتقدمت حواء فأکلت ثم قالت یا ادم کل فانی قد أکلت فلم یضرنی فلما أکل ادم بدت لهما سوء اتهمما وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة ﴿طبری. الجزء الاول صفحہ ۳۶ مرکز البحوث والدراسات العربیة والاسلامیة بدار هجر، هجر للطباعة والنشر والتوزیع والاعلان﴾ میں کرمانی کہتا ہوں کہ شیطان کا جنت میں جانا اور حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسہ دینا۔ اور ان سے گفتگو کرنا۔ اور قسمیں کھانا۔ حواء اس کے تابع ہے۔ یہ تو قرآن سے ثابت ہے۔ باقی سانپ، مور اور شیطان کا قصہ پر سکوت ہونا چاہیے۔ بحث نہیں کرنی چاہیے یہ تورات میں سے لی گئیں ہیں۔ یہودیوں نے تورات میں رد و بدل کر دیا ہے۔ اب اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اسرائیلی روایات ہیں۔ اعلم ان هذا وامثاله مما یجب ان لا یلتفت الیه کبیر﴾ وقد اکثر المفسرون فی نقل قصص کثیرة فی قصة ادم وحواء والجنة واللہ اعلم بذلك ﴿بحر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رب العزت نے فرمایا اے آدم میں نے تجھے جس درخت کے کھانے سے منع فرمایا تھا اس کو تو نے کیوں کھایا؟ اس نے کہا اے رب حواء نے میرے لیے وہ خوشنما کر کے پیش کیا تھا رب العزت نے ارشاد فرمایا میں اس کو یہ سزا دیتا ہوں کہ وہ حاملہ ہوگی تو تکلیف سے ہوگی۔ بچہ جنم دے گی تب بھی تکلیف سے ہوگی اور ہر مہینہ میں اسے دو مرتبہ خون آئے گا (ایک مہینہ میں ایک مرتبہ عورتوں کو حیض کا خون آتا ہے اگر دو مرتبہ عورتوں کو حیض کا خون آئے گا تو وہ خون استحاضہ ہوگا) فرمایا ہمیشہ کے درخت سے نہ کروں حضرت حواء یہ سن کر رونے لگی تو ارشاد ہوا تجھ پر اور تیری بیٹیوں پر رونا ہے ﴿درالمعشور﴾ شیطان۔ شیطان برون فیعال۔ شطن سے مشتق ہے۔ یعنی شیطان خیر اور رحمت سے دور ہوا اسی وجہ سے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ تَرْجَمَ يَسْ دُونِ اس سے خارج ہو جاؤ۔ شیطان کا مقصد دونوں کو جنت سے نکلوانا نہیں تھا بلکہ ان کو مرتبہ علیا سے گرانا مقصود تھا۔ وہ اس کی کوشش ناکام ہوئی۔ یہ دونوں زمین پر تو آگئے مگر درجات اور زیادہ ہو گئے۔ اس نے توبہ کی۔ فَنَابَ عَلَيْهِ۔ اس کی توبہ قبول ہو گئی۔

واقعہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہما السلام، شیطان، مور اور سانپ کے زمین پر اترنے کا

وَقُلْنَا اهْبِطُوا۔ ترجمہ اور ہم نے فرمایا تم سب نیچے زمین پر اتر جاؤ۔ اِهْبِطُوا۔ یہ جمع کا صیغہ ہے۔ یہ تمام خطاب ہے اہبطوا۔ سے لفظ الف گر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ الف وصلی ہے اور قلنا سے لفظ الف گر دیا گیا ہے۔ اس کے اور اس کے بعد ہا کے سکون کی وجہ ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے ہند کی زمین پر اتارا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہند میں وجنا کے علاقہ میں اتارا گیا۔ امام ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے البعث میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب نے فرمایا بہترین اب و ہوا کا علاقہ ہند ہے اس میں آدم علیہ السلام کو اتارا گیا اور اس کی ہوا کو جنت کے درختوں سے معلق کیا گیا۔ امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو ہند میں اور حواء کو جدہ میں اتارا گیا پھر حضرت حوا کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ مزدلفہ میں جمع ہوئے۔ حضرت حواء مزدلفہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے قریب ہوئیں اسی وجہ سے اس کو مزدلفہ کہا جاتا ہے ازدلف کا معنی قریب ہونا ہے۔ اور دونوں یہاں جمع ہوئے اس لیے اس جمع بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے رجاء بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو آپ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے تھے اور اٹلیس کو اتارا گیا تو وہ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے تھا۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حمید بن ہلال سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ شیطان اسی کیفیت میں زمین پر اتارا گیا تھا۔ امام طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام ہند میں اترے تو انہوں نے وحشت محسوس کی پھر جبریل علیہ السلام اترے اور اذان دی اللہ اکبر اللہ اکبر ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہا پھر اشہد ان محمد رسول اللہ دو مرتبہ کہا آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ حضرت جبریل امین کہاتیری اولاد سے آخری نبی ہے ﴿تہذیب تاریخ دمشق﴾ الدرالمعشور ﴿جب ان سب کو بہشت سے نکال کر زمین پر اتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام ہند میں سرانند پک کے پہاڑوں پر اترے۔ ان کی وجہ سے وہاں کے درخت خوشبو سے مہک گئے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت کی خوشبو سانس لائے تھے اور اس وقت بادل آپ کے سر مبارک کو مس کرتا تھا اس سے آپ کے بال گر گئے۔ آپ کی اولاد کو اسی سے گنجان کی بیماری میں مبتلا کیا گیا۔ اس کو کھیتی باڑی کرنے اور معاش میں آزمائش دی گئی۔ امام بیہقی نے الدلائل میں الخطیب نے التاریخ میں الدلیلی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے ایک کمزور سند کے ساتھ ابن عمر سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت آدم علیہ السلام پر دو اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے میرا شیطان کافر تھا اللہ تعالیٰ نے میری اعانت فرمائی حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا اور میری ازواج مطہرات نے بھی میری معاونت کی حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی حواء نے ان کی خطا پر معاونت کی۔ امام ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن بن زید سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا ذکر کیا اور فرمایا میرے بیٹے اونٹ والے کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے کیونکہ اس کی بیوی اس کے دین کے معاملہ میں اس کی معاون تھی اور میری بیوی خطا پر میری معاون تھی ﴿درالمعشور﴾

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک مدد کی دعا اور جو قبول ہوئی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو وہ ہند میں اترے اور ان کا سر آسمان کو چھو رہا تھا زمین نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ آدم بھاری ہے۔ پس رب العزت نے اپنا دست قدرت حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر رکھا تو وہ ستر ہاتھ نیچے ہو گئے اور آدم علیہ السلام کے ساتھ عجوبہ کجھور، ترنج اور کیلے اترے۔ جب آپ کو زمین پر اتارا گیا تو عرض گزار ہوئے اس بندے کے رب جس کے اوپر میرے درمیان تو نے دشمنی پیدا فرمائی ہے اگر تو اس کو زمین پر میری مدد نہیں کرے گا تو میں اس پر طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا لیکن اس میں اس پر ایک فرشتہ مقرر کروں گا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی رب زدنی۔ اے میرے رب میرے لئے اس میں اضافہ فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ایک برائی کے بدلے ایک سزا دوں گا اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دوں گا حتیٰ کی اس پر اضافہ کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پھر عرض کی رب زدنی۔ اے میرے رب میرے لیے اس میں اضافہ فرما پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب جسم میں روح باقی ہوگی توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے شیطان نے قیامت تک کی مہلت لی

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۝ ۱۳ سورة الحجر آیت ۳۶ ترجمہ (شیطان) عرض کی اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں

یعنی قیامت کے دن تک کی مجھے مہلت دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ ۱۳۷ الی یَوْمَ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ ترجمہ فرمایا تو ان میں سے ہے جن کو اس معلوم وقت کے دن مہلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور فرمایا قیامت کے دن تک تجھے مہلت ہے۔ جس میں تمام خلق مرجائے گی اور وہ نچے اویں گے تو شیطان کے مردہ رہنے کی مدت نچے اویں سے نچے ثانیہ تک چالیس سال ہے اور اس قدر مہلت دینا اس کے اکرام کے لئے نہیں بلکہ اس کی بلا و شقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لئے ہے۔ اور نچے ثانیہ کے بعد کوئی نہیں مرے گا۔ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أَغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ۳۹۰ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ ۳۹۰ ترجمہ (شیطان) نے عرض کی اے میرے رب قسم اس کی تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلا دے دوں گا اور ضرور میں ان سب کو بے راہ کروں گا۔ یعنی شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ ۳۹۰ ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ ۳۹۰ ترجمہ بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے نیک بندے ہیں ان پر تیرا کوئی بھی کنٹرول نہیں چلے گا۔ مگر جو گمراہ ہونگے وہ تیرے ساتھی ہونگے۔ شیطان کہنے لگا اے اس بندے کے رب جس کو تو نے عزت بخشی ہے اگر تو میری اس کے خلاف مدد نہ کرے گا تو میں اس پر قادر نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا بچہ پیدا ہوا تو تیرا بھی بچہ پیدا ہوگا۔ اس نے کہا اے اللہ میرے لئے اس میں اضافہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس میں اس طرح گردش کرے گا جیسے خون گردش کرتا ہے۔ اور تو ان کے سینوں میں گھربنائے گا پھر اس نے عرض کی یا اللہ میرے لئے اس میں اضافہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخِيْلِكَ وَرَجِّلْكَ وَشَا رَكْهُمُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ﴿۱۵﴾ سورة بنی اسرائیل آیت ۶۳ ﴿۶۳﴾ ترجمہ اور ان پر فوج چڑھا لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ طٰغٰنًا الشَّيْطٰنُ كَانَ لِيْلًا نٰسٰنًا عٰذُوْا مَّ بَيْنَا ﴿۱۵﴾ سورة بنی اسرائیل آیت ۵۳ ﴿۵۳﴾ ترجمہ بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ ﴿الدرا المثور۔ تاریخ مدینہ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان﴾

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو ان کے پاس کچھ اشیاء تھیں

حضرت امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہند کی زمین پر اتارا تو آپ کے ساتھ جنت کے درخت بھی تھے۔ انہوں نے ان کو بھی زمین پر لگادیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا سر آسمان پر اور پاؤں زمین پر تھے آپ فرشتوں کی باتیں سنتے تھے اور آپ پر تنہائی شاق گزری پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سر کو جھکا کر ستر ہاتھ کر دیا پھر رب العزت نے نازل فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسے گھر میں اتارنے والا ہوں جس کے ارد گرد طواف کیا جائے گا جس طرح عرش کے ارد گرد ملائکہ طواف کرتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی جس طرح فرشتے عرش کے ارد گرد نماز پڑھتے ہیں۔ آپ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے پس ہر قدم کی جگہ ایک شہر تھا اور ہر قدموں کے درمیان جنگل تھا حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے بیت اللہ کے طواف کے لئے باب الصفا میں داخل ہوا اور اس کے پاس نماز پڑھی پھر آپ شام کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا وصال ہوا ﴿جمع الزوائد۔ الدرا المثور﴾ حضرت ابوشخ نے العظمہ میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو وحشی جانور ڈر گئے اور جو کچھ زمین پر تھا ان کی لمبائی کی وجہ سے ڈر گئے پس رب العزت نے انہیں ستر ہاتھ تک کم کر دیا ﴿الدرا المثور۔ تاریخ مدینہ بیروت﴾ امام ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے تو جس چیز کے پاس گزرتے اسے تکلیف ہوتی۔ ملائکہ کو کہا گیا اس کو چھوڑ دو زمین سے جو چاہے اپنا زادراہ لے لے۔ پس جب آپ زمین پر اترے تو آپ نے پیدل چالیس حج کئے ﴿الدرا المثور﴾ حضرت امام سعید منصور نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند کی زمین پر اترے اور آپ کے ساتھ جنت کی چار لکڑیاں تھیں یہ وہ لکڑیاں تھیں جن کے ساتھ لوگ خوشبو حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے نیل پر سوار ہو کر بیت اللہ شریف کا حج کیا ﴿الدرا المثور﴾ امام ابن حنبل نے حضرت ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے انیس یا دسویں گھڑی نکلے اور اپنے ساتھ جنت کے شجر کی ایک ٹہنی بھی لائے اور آپ کے سر پر جنت کے درخت کا تاج تھا۔ امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے تاریخ میں حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جبکہ آپ ہند کے علاقے میں تھے کہ بیت اللہ کا حج کریں تو حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا۔ جب حضرت علیہ السلام قدم رکھتے تو شہر بن جاتا اور ہر دو قدموں کے درمیان جنگل بن گیا حتیٰ کہ آپ بیت اللہ کے قریب پہنچ گئے آپ نے اس کا طواف کیا اور مناسک حج ادا کئے پھر جب واپس آنے لگے تو جب آپ مازین کے مقام پر تھے تو فرشتوں سے ملاقات ہوئی فرشتوں نے آپ کے چہرہ پر بڑائی کے آثار دیکھے تو آپ نے کہا اے آدم ہم نے تیری تخلیق سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا آپ یہ سن کر بجز کا پیکر بن گئے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الام میں یہی نے دلائل میں اصہبانی نے التریغ میں حضرت محمد کعب الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا پھر ملائکہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے اے آدم تیری عبادت مقبول ہو گئی اور ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔ امام بزاز ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تو اسے جنت کے پھولوں کا زادراہ دیا اور انہیں ہر چیز کا فن سکھایا۔ پس تمہارے پھل جنت سے ہیں لیکن یہ پھل متغیر ہو جاتے ہیں جب کہ جنت کے پھل متغیر نہیں ہوتے۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت کے پھولوں کے تیس قسموں کے ساتھ زمین پر اترے بعض وہ تھے جن کا داخل و خارج کھایا جاتا ہے اور بعض کا داخل یعنی اندرونی حصہ کھایا جاتا تھا اور خارج یعنی بیرونی حصہ پھینکا جاتا تھا بعض کا کھایا جاتا تھا اور داخل پھینکا جاتا تھا۔ ابن ابی الدینانے کتاب البقاء میں حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے بعد تناول فرمائی وہ امرود تھا۔ جب آپ پاخانہ کے لیے بیٹھے تو اتنی تکلیف ہوئی جتنی کہ عورت کو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے۔ آپ شرفا غرا گئے تو صل کی صورت نظر نہ آئی حتیٰ کہ حضرت جبریل امین آئے تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیشاب کرنے کی کیفیت پڑھایا تو غلاظت باہر نکل آئی جب آپ نے بدبو محسوس کی تو وہاں ستر سال بیٹھ کر روتے رہے۔ امام ابن جریر اور ابن حاتم نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر تین چیزیں اتریں۔ مسند ان یہ وہ ہوتا ہے جس کے اوپر کی طرف سے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ گول ہوتا ہے۔ اور دوسرا حصہ چاروں طرف ہوتا ہے جس سے لوہا لوہے کا کام کرتے ہیں۔ اور آئرن۔ وہ ہوتی ہے جس پر لوہا کو بنا جاتا ہے۔ یہ دونوں میں نے دیکھی ہیں۔ کرمانی۔ جنہر کیل نکالنے والا ہتھوڑی۔ اور ہتھوڑا۔ ابن عساکر نے جعفر بن محمد عن جدہ عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا تو اس میں سونے اور چاندی کو پیدا نہیں فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام، حواء زمین پر اترے تو ان کے ساتھ سونا اور چاندی اتاری پس زمین میں ان کے لئے چشمے جاری فرمائے تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نفع حاصل کر سکے اور اسی سونے اور چاندی کو حضرت حواء کا مہر بنایا پس کسی کے لیے بغیر مہر کے نکاح کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اتارا تو آٹھ اشیاء کو ان کے ساتھ اتارا اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے ایک کا جوڑا جوڑا۔ آپ کے ساتھ صنعت کاری کے آلات اتارے ان میں بیج، انگور کی بیل اور نیاز بود وغیرہ بھی تھی۔ باسنہ کے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آلات صنعت ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بیل کا پھالہ ہے اور یہ خالص عربی لفظ نہیں ہے۔ امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ فی العظمتہ میں۔ السری بن سنی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ کے ساتھ مختلف چیزوں کے بیج تھے۔ ابلیس نے ان کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا جس پر اس کا ہاتھ آگیا ان کی منفعت ختم ہوگئی۔ امام ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام اور حواء زمین پر رہنا کٹھے اترے اور ان پر جنت کے پتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو گرمی لگی تو آپ رونے بیٹھ گئے اور حواء سے کہا مجھے گرمی سے تکلیف ہو رہی ہے۔ حضرت جبریل امین روئی لے کر آئے اور حواء کو اس کو کاٹنے کے لئے کہا ساتھ کاٹنے کا طریقہ بھی سکھایا حضرت آدم علیہ السلام کو کپڑے بننے کا حکم دیا اور ان کو طریقہ بھی سکھایا جنت میں حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے حتیٰ کہ جنت سے باہر آگئے حضرت آدم علیہ السلام اور حواء جدا جدا سوتے تھے حتیٰ کہ جبریل امین آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی بیوی کے پاس جانے کو کہا اور جماع کا طریقہ بھی بتایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حواء ہم بستر ہوئے تو جبریل امین آئے اور پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیا پایا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا صالحہ ﴿الدرالمختور﴾ اور بی بی حواء علیہا السلام جدہ میں آئیں ان کے مابین سات سو فرسخ کا فاصلہ تھا اس کو حیض، نفاس، حمل اور کم عقل، طلاق اور نقصان میں مبتلا کیا گیا یعنی اس کو میراث ملی۔ اور مور کو ہند کے کھیتوں میں اور ان کے پاؤں بد شکل بنادیے گئے۔ اور سانپ کو بھتان کا اصفہان کے علاقے میں اگر بھتان میں عرب نہ ہوتا تو سانپ کو فنا کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ بھتان میں سانپ بہت زیادہ ہیں۔ سانپ کے پاؤں ختم کر دیے گئے۔ اور شیطان کو یا جوج اور ماجوج کی دیوار کے قریب میں اتارا گیا۔ جنگل میسان، بصرہ سے کچھ دور ہے اور اس کی شکل مسخ کر دی گئی ﴿الدرالمختور﴾ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ﴿سورۃ الفاطر آیت ۶﴾ ترجمہ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ بَغْضُكُمْ لِبَغْضِ عَدُوٍّ ترجمہ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے مبتداء ہے خبر ہے اور یہ جملہ حال کی بنا پر محل نصب میں ہے شیطان انسان کا دشمن اور انسان شیطان کا دشمن۔ سانپ انسان کا دشمن اور انسان سانپ کا دشمن ہے یہ سب ایک دوسرے کے دشمن ہیں جب شیطان انسان کا دشمن ہے اور ہذا بھی شیطان ہے تو پھر کیوں لوگ ہذا کے تابع کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ شیطان کو طالع کرنے والا کافر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے شیطان کو مسلمان کیا ہے۔

جنات کی اقسام

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جنات کی تین قسمیں ہیں اور تمام ایک تہائی ہیں ایک قسم وہ ہے جن کے پر ہوتے ہیں یہ ہوا میں اڑتے ہیں۔ دوسری قسم سانپ اور کتے ہیں ان کی تیسری قسم جو کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے ہیں اور سفر کرتے ہیں ﴿نوادرالاصول﴾ جو جن پروں والے ہوتے ہیں یہ اپنی شکل و صورت اپنی مرضی کے مطابق اختیار کر لیتے ہیں یہ پہلے آسمان کے قریب پہنچ کر فرشتوں کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کے پیچھے ایک آگ کا شعلہ تیز رفتار میں جاتا ہے تو یہ زمین کی طرف بھاگتے ہیں تو آپ نے اکثر رات کو شعلے آسمان کے نیچے جاتے ہوئے دیکھے ہیں یہی شعلے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن تین حصوں میں پیدا کئے گئے ہیں۔ ایک تہائی کتے۔ سانپ اور زمین کے کیڑوں کی شکل میں ہیں اور ایک تہائی تیز چلنے والی ہوا کی طرح ہیں اور ایک تہائی انسانوں کی طرح ہیں ان کے لیے ثواب اور عذاب ہے۔ رب العزت نے جنوں کو تین تہائیوں میں پیدا کیا ایک تہائی کے قلب ہوتے ہیں جن کے ساتھ وہ سمجھ نہیں سکتے اور ان کی آنکھیں ہوتی ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے اور ان کے کان ہوتے ہیں مگر سن نہیں سکتے۔ جو جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ ایک تہائی جن کے جسم انسانوں کے بدن کی طرح ہیں ان کے قلب شیطانوں کے دلوں کی مانند ہیں اور ایک تہائی رب العزت کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس یوم اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا ﴿نوادرالاصول﴾

عفریت جن۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے دربار یوم میں کوئی ہے کہ وہ اس بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے حضور مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو کر آئے۔ ایک بڑا غصیٹ عفریت جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا پہلے اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کر دیں اور میں بے شک اس پر قوت والا ایمان دار ہوں ﴿سورۃ النمل﴾ یہ عفریت جن پروں والا تھا۔

جل پری۔ اس پری کے پر نہیں ہوتے یہ سمندروں اور دریاؤں میں رہتی ہے۔ انسانوں کی طرح ہوتی ہے مادہ جل پری عورت کی طرح اور نر جل پری آدمی کی شکل میں ہوتی ہے۔ یہ چٹخیں ماری ہیں اور خشکی میں بھی چل پھر سکتی ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان کو دیکھا بھی گیا اور پکڑا بھی گیا ہے۔ کراچی پاکستان کے ٹھیکروں کے جال میں مادہ جل پری پھنسی تو حکومت پاکستان نے اس کو مری کی جھیل میں رکھا اس کو پانی اور اب ہوا موافق نہ ہونے کی صورت میں ان کی موت آگئی۔

مچھلی۔ یہ مچھلی قسم کی ہوتی ہے ایک قسم کی وہ مچھلی ہے جس کا اوپر والا حصہ مرد یا عورت کا ہوتا ہے اور نیچے والا حصہ مچھلی کا ہوتا ہے یا پھر اوپر والا حصہ مچھلی کا ہوتا ہے اور نیچے والا حصہ مرد یا عورت کا ہوتا ہے۔ کراچی کے ساحل میں فوجی چھاؤنی کے باہر کی شاخدار تاروں کے باہر سے رات کو یہ نر اور مادہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے تو فوجی چھاؤنی کے

کیمرے میں نظر آئے تو فوجیوں نے ان کو گولی ماری تو ایک بھاگ گیا اور دوسرا مارا گیا۔ جب ان کو دیکھا گیا تو اس کا اوپر والا حصہ پھیلی کا تھا اور نیچے والا حصہ انسان کا تھا۔ یہ پھیلیوں کی قسم سے ہے۔ نہ یہ جن ہے نہ ہی انسان ہے۔

سانپ۔ حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا بے شک مدینہ منورہ میں کچھ جنات ہیں جو کہ مسلمان ہو چکے ہیں جب ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے مہلت دو اگر اس کے بعد تمہارے سامنے ظاہر ہو تو اسے مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے ﴿ابوداؤد۔ مسلم﴾ ابن الملک شرح مشارق میں لکھتے ہیں کہ جن چونکہ لطیف جسم والے ہوتے ہیں اسی لیے وہ سانپوں کی شکل میں بھی آجایا کرتے ہیں اور جو جن سانپوں کی صورت میں سامنے ظاہر ہوتے ہیں ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور جو جن سانپ بن کر ظاہر آتا ہے وہ سفید چھوٹا ہوتا ہے اور جب چلتا ہے تو وہ پیچھے نہیں مڑتا۔ میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ میں نے یہ سفید سانپ کئی بار دیکھا ہے۔ اس کو سرائیکی میں تیر گچھ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تیر کی طرح جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا یعنی مڑ کر نہیں دیکھتا تیر کچھ، مرکب ہے۔ تیر اور کچھ۔ کیونکہ یہ تیر کی طرح جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا یعنی مڑ کر نہیں دیکھتا۔ گچھ۔ بغل کو کہتے ہیں یعنی کچھ، بغل کی طرح چھوٹا ہوتا ہے۔ امام ابن جریر نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سانپوں کو قتل کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پیدا کئے گئے ہیں سانپ اور انسان ایک دوسرے کے دشمن ہیں اگر کوئی انہیں دیکھے تو یہ اسے ڈراتے ہیں اگر یہ انسان کو ڈس لے تو اسے تکلیف پہنچاتے ہیں پس انہیں جہاں بھی دیکھو انہیں مار دو۔

گھر سے سانپ بھگانے کی دعا

جب کوئی گھر میں سانپ دیکھتے تو اسے یہ پڑھ کر سنائے۔ اُنْشِدْكُمْ بِاَلْعَهْدِ الَّذِي اَخَذْتُ عَلَيْكُمْ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُنْشِدْكُمْ اُنْشِدْكُمْ بِاَلْعَهْدِ الَّذِي اَخَذْتُ عَلَيْكُمْ سُلَيْمَنٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ لَا تُؤْذُوْنَا۔ اس دعا کے پڑھنے کے بعد بھی اگر سانپ گھر میں نہ چھوڑے تو اسے مار دو۔ جوگی سانپوں کو کلمات کے ذریعے یا تجربے سے پکڑ لیتے ہیں۔

سانپ اور بچھو سے بچنے کیلئے دعا

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ اِنَّا كَذَّبْنَاكَ لِيَكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔ اس دعا کے پڑھنے سے سانپ اور بچھو سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ محفوظ رہیں گے۔ ہر موزی جانور کی فطرت ہے کہ وہ ایزادیتا ہے پس موزی جانور کو اس کے ایزادینے سے پہلے مار دو۔ جیسے، بچھو، چوہا چھپکلی وغیرہ۔ حدیث میں ہے۔ اُفْتَلُوْهَا وَاِنْ كُنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ یعنی سانپ اور بچھو کو جہاں پاؤ مار دو اگر تم نماز کی حالت میں ہو۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ سنگ بردست و ماہر سنگ..... خیرہ رائے بود قیاس و درنگ ترجمہ سانپ کو فوراً پتھر مار کر قتل کر دو اس میں دیر کرنا بیوقوفی ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام، حواء، اور اس کی اولاد، شیطان، سانپ اور مور ہیں۔ ابوالعالیہ اور ابن زید فرماتے ہیں کہ یہ مبتدا خبر ہیں اور مُسْتَقَرٌّ اسم ظرف ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ مُسْتَقَرٌّ سے مراد قبریں ہیں یعنی مرنے کے بعد قبور میں دفن ہونا ہے۔ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ قَرَارًا ﴿سورة غافر آیت ۲۴﴾ قرار۔ اسم ظرف اور قبور کا احتمال رکھتا ہے وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ اور مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانا ہے۔ یعنی دنیا میں جب تک زندہ رہیں گے۔ اس میں غزا، لباس اور سامان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ الی حین سے مراد اولی اجل یعنی موت تک

﴿طبری۔ قرطبی﴾ الحین کا مطلب وقت بھی ہے۔ هَلْ اَتٰنِیْ عَلٰی الْاِنْسَانِ حٰیْنٍ مِّنَ الدَّهْرِ ﴿پ ۲۹ سورة الدھر آیت﴾ ترجمہ بے شک آدمی پر ایک وقت گزرا۔ یہاں پر حین مدت و وقت کا معنی دے رہا ہے الحین کا معنی ہے ساعت بھی ہے اَنْتَقُوْلُ حٰیْنٍ تَرَى الْعَرْابَ ﴿پ ۲۴ سورة زمر آیت ۵۸﴾ ترجمہ یا کہ جب عراب دیکھے۔ یہاں پر حین ساعت کا معنی دے رہا ہے الی قیام الساعت (طبری) الحین زمانہ کے حصہ کو بھی کہتے ہیں۔ فَزُرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰی حٰیْنٍ ﴿پ ۱۸ سورة المؤمنون آیت ۵۴﴾ ترجمہ تو تم ان کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں ایک وقت تک۔ الحین سے مراد صبح شام بھی ہے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حٰیْنٍ تُمْسُوْنَ وَ حٰیْنٍ تَصْبِحُوْنَ ﴿سورة الروم آیت ۱۷﴾ ترجمہ تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح ہو۔ فرما نے کہا ہے الحین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی حد پرواقیت نہیں ہوتی۔ دوسری حین و جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ تَوْتٰی اَکْلَهَا کُلَّ حٰیْنٍ بِاَذْنِ رَبِّهَا ﴿سورة ابراہیم آیت ۲۵﴾ ترجمہ ہر وقت پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حٰیْنٍ۔ پھر مخصوص وقت تک فائدہ اٹھانا ہے۔ حتیٰ کہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف چلے جاؤ گے ﴿طبری۔ الدر المنثور۔ قرطبی﴾ فَتَلْقٰی اٰدَمَ مِنْ رَبِّهِ کَلِمَتٍ

فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِیْمُ ۳۷۰ ترجمہ پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات سکھ لئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ فَتَلْقٰی: پھر سیکھ لے: اَدَمَ: آدم: مِنْ: سے: رَبِّهِ: اپنے رب: کَلِمَتٍ: کچھ کلمات: فَتَابَ: توبہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی: عَلَیْهِ: اس کی: اِنَّهُ: بے شک وہی: هُوَ: وہ: التَّوَابُ: توبہ قبول کرنے والا: فَتَلْقٰی: تَلْقٰی سے ماخوذ ہے۔ تَلْقٰی کا ایک معنی ہے سیکھنا، حاصل کرنا، لینا۔ دوسرا معنی ہے سمجھنا۔ تیسرا معنی قبول کرنا۔

کَتَبْتُ لِيْ وَ اَرْضٰنِيْ بِمَا قَسَمْتُ لِيْ۔ ترجمہ اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن پر آگاہ ہے۔ پس میری معذرت کو شرف قبول عطا فرما اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے متصل ہو اور سچے یقین کا سوال کرتا ہوں حتیٰ کہ میں جان لوں کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر جو میری تقدیر میں لکھی گئی ہے اور جو تو نے میرے لیے تقسیم فرمایا اس پر مجھے خوش رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو وحی کی اے آدم تیری توبہ قبول ہوگی ہے میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے اور جو بھی ان کلمات کے ذریعے مجھ سے دعا مانگے گا میں اس کا گناہ معاف کر دوں گا اور اس کی ضرورت و معاملہ میں کفایت کروں گا اس سے شیطان کو دور بھگا دوں گا اور اس کے لیے ہر تاجر سے آگے تجارت کروں گا اور دنیا کو اس کی طرف متوجہ کرو کروں اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی آئے گی اگرچہ وہ انسان دنیا کا ارادہ نہیں کرے گا ﴿الدرالمشور﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے قبول ہوئی

امام طبرانی نے المعجم الصغیر میں حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ اسئلک بحق محمد الا غفرت لی

ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کیا تو مجھے معاف نہیں فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اور پوچھا محمد کون ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی تیرا بڑا نام بابرکت ہے۔ جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا تو اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اس ذات سے معزز تیری بارگاہ میں اور کوئی نہیں ہے۔ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم علیہ السلام یہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا ﴿تہرب﴾۔ الدر المنثور ﴿فتلقى ادم الخ کے متعلق نبی ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہند کے علاقے میں اور حوا کو جدہ میں اور ابلیس کو بیسان میں اور سانپ کو اصہبان میں اتارا گیا سانپ کے اونٹ کی طرح پاؤں تھے حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اپنی خطا پر سو سال روتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جبریل کو بھیجا اور فرمایا اے آدم کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی خاص روح نہیں پھونکی؟ کیا میں نے فرشتوں کو تیرے سامنے سجدہ نہیں کرایا میں نے اپنی بندی حوا کا تجھ سے نکاح نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ رونا کیسا ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں اس لیے رورہا ہوں کہ مجھے رُحمن کے جواز سے نکالا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ یہ کلمات پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمادے گا اور تیری توبہ قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کلمات پڑھ۔ اللہم انی اسئلك بحق محمد وال محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء او ظلمت نفسی فاعف عني انک انت التواب الرحيم اللہم انی اسئلك بحق محمد وال محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء او ظلمت نفسی فاقب عني انک انت التواب الرحيم۔ یہی کلمات اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے ﴿مند الفردوس﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا بیان

فَتَابَ عَلَيْهِ - تاب توب سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں واپس ہونا۔ لوٹنا اور رجوع کرنا۔ التوبة اصلها الرجوع ترجمہ توبہ کا اصل معنی ہے رجوع کرنا ﴿روح المعانی﴾ امام احمد نے الزہد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا (جمعہ کا دن) دس محرم الحرام کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ﴿الدر المنثور﴾ قرطبی ﴿توبہ کا اصل مطلب ہے لوٹنا۔ عورت مرد کے تابع ہوتی ہے۔ اس لیے حضرت آدم علیہ السلام کے حواء تابع ہوئی۔ توبہ کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حواء کا بھی ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام جنت کی نعمتوں کے ختم ہو جانے پر دو سال روئے۔ جب ان کو جنت سے نکالا چالیس دن تک نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا اور سو سال تک حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام نے قریب نہیں گئے۔ مسعودی نے یوسف بن خطاب اور علقمہ بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ دونوں نے کہا اگر روئے زمین کے لوگوں کے آنسوں جمع کیے جائیں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسوں بڑھ جائیں گے جب ان سے لغزش ہوئی اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسوں اور تمام انسانوں کے آنسوں اکٹھے کیے جائیں تو حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوں بڑھ جائیں گے۔ حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین کی طرف اتارے گئے تو تین سو سال اللہ تعالیٰ سے حیاء کے باعث نہیں اٹھاتے تھے۔ امام وکیع، عبد بن حمید، البوشی نے العظمہ میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں عبید بن عمیر اللیشی سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں اے میرے رب کیا میں نے ایسا کام کیا ہے جو میری تقدیر میں پہلے میرے متعلق لکھ دیا تھا میں نے خود اپنی طرف سے کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ کام تیری تقدیر میں پہلے لکھ دیا تھا عرض کی اے میرے رب جس طرح تو نے یہ کام ہونا میرے متعلق لکھ دیا تھا اسی طرح اس کو معاف فر دے پس فُتِلَقِيَ اَدمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۲۷۰ کا یہی معنی ہے ﴿حلیۃ الایاء﴾۔ الدر المنثور ﴿فتاب علیہ۔ پس ان سے درگزر فرمایا انہ ہوا التواب اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ الرحیم۔ اسے خلیفہ بنانے کے اعتبار سے﴾ بغوی۔ روح البیان ﴿اگر حضرت آدم علیہ السلام کی عقل و دماغ کا وزن کیا جائے تو رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے دماغ کے علاوہ باقی سب انسانوں کے عقل و دماغ میزان کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور حضرت آدم علیہ السلام کا عقل دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو آپ کے عقل کا پلڑا بھاری ہوگا۔ یہ تمام باتیں ازل سے تقدیر میں لکھی ہوئیں تھیں۔ حضرات خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو آپ کی اولاد زیادہ ہوگئی اور بڑھ گئی ایک دن آپ کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور آپ کے ارد گرد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے لیکن حضرت آدم علیہ السلام خاموش بیٹھے تھے بالکل بات نہیں کرتے تھے آپ کی اولاد نے آپ سے عرض کی کہ کیا وجہ ہے آپ ہمارے ساتھ باتیں کیوں نہیں کرتے۔ آپ خاموش کیوں ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹو اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اپنے جوار سے نکال کر زمین کی طرف اتارا ہے اس نے مجھے عہد لیا کہ اے آدم کلام کم کرتی کہ تو میرے

رہے۔ اسلام میں کچھ عرصہ فرض رہے اب فرض نہیں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سر زمین ہند سے نکلے اور ان کا ارادہ اس گھر بیت اللہ کی طرف جانے کا تھا جس کی طرف جانے کا
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آئے اس کا طواف کیا تمام ارکان حج کو بجالائے میدان عرفات میں حضرت آدم و حوا کی ملاقات ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو
پہنچان لیا۔ پھر مزدلفہ میں حضرت آدم اور حوا کے قریب ہوئے اور پھر حوا کو ساتھ لے کر ہی ہند کی طرف واپس ہوئے ہند واپس آ کر انہوں نے ایک غار بنائی تاکہ اس میں رہائش
اختیار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اس نے انہیں وہ چیز سکھائی جو ان کی ستر پوشی اور لباس کی ضرورت پوری کرے جب کہ بعض کے بقول یہ لباس تو ان کی
اولاد کا تھا اور خود ان کا لباس تو جنت کے وہی پتے تھے جو انہوں نے اپنے تن پر لپیٹے ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وادی نعمان یعنی عرفات میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر

باتھ پھیر اور ان کی اولاد نکال کر ان کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا اور ان کی ذات پر شہادت لی فرمایا۔ اَلْسَنَتُ بِرَبِّكُمْ - کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا۔ کی - کیوں نہیں۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدُ هُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلْسَنَتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی ﴿سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲﴾ اور اے نبی لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے پیدا ہونے والی اولاد سے وادی نعمان یعنی عرفات میں عہد لیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان تمام کو نکالا اور جن کو ان کی اولاد میں پیدا کرنا مقصود تھا ان کو اپنے سامنے چیونٹیوں کی مانند پھیلایا پھر ان کو اپنے سامنے کر کے کلام کیا اور پوچھا؟ الست برکم الخ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہمارے رب نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا پس ہر ذی روح چیز جو کہ ان کی پشت سے قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھا اس وادی نعمان یعنی عرفات میں نکل پڑی پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور انہوں ان کی اپنی جانوں پر گواہ بنایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان سے اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ہر ذی روح چیز جو ان کی پشت سے قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھی اس کو نکالا پھر پوچھا الست برکم انہوں نے جواب دیا۔ بلی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ واذ اخذ ربک الخ پس قیامت تک ہونے والے واقعات کو قلم نے اسی دن لکھ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی اولاد کو مثل چیونٹیوں کے نکالا اور دو مٹھیاں بھریں دائیں

والوں کو کہا کہ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل کیے جاؤ گے اور بائیں مٹھی والوں کو کہا کہ تم دوزخ میں داخل کیے جاؤ گے اور مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا واذ اخذ ربک الخ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا کہ میں جنت کو ان کے لیے اور ان کو جنت حصول والے اعمال کرنے کے لیے بنایا ہے۔ دوبارہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا میں نے دوزخ کو ان کے لیے اور ان کو دوزخ حاصل کرنے والے اعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے اور اس سے جنت کے حصول والے اعمال کرواتا ہے یہاں تک کہ وہ کسی جنت والے عمل پر ہی فوت ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور جب کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے حصول دوزخ والے ہی اعمال کرواتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو مقام۔ حنا پر نکالا گیا تھا۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت واخذ ربک الخ کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور مقام حنا پر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی پشت سے ہر ذی روح کو جو قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھا نکالا اور پھر پوچھا المسکت بریکم۔ تمام نے ایک آواز سے کہا بلی پس اس دن سے ہی قلم نے قیامت تک ہونے والے تمام معاملات کو لکھ لیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کے جنت سے نکالے جانے کے بعد اور زمین پر اتارے جانے سے قبل آسمان پر ہی نکالا تھا۔ جیسا کہ حضرت سدی سے اس آیت واخذ ربک الخ کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور ابھی تک آسمان سے نہ اتارا تھا کہ ان کی پشت کے دائیں طرف اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو سفید چونیوں کی طرح مثل موتیوں کے اتارا اور ان سے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر ان کی پشت کی بائیں طرف ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو چونیوں کی شکل میں اتارا اور فرمایا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ مجھے کچھ پروا نہیں۔ سدی نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کے جہاں الفاظ ہیں ان کا یہی معنی ہے۔ پھر ان سے عہد لیا گیا اور فرمایا۔ الست برکم۔ انہوں جواب دیا بلی پس اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک جماعت کو اطاعت گزار بنایا اور وہ تقویٰ پر قائم رہی۔

شرائطِ توبہ (۱) برائی سے توبہ کے وقت سخت ندامت ظاہر کرے (۲) گناہ کو اب اور آئندہ بھی تادمِ زندگی چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرے (۳) اپنے خصم کو راضی کرے۔ اگر کسی کو زبان سے تکلیف دی ہے یا ہاتھ سے تو اس سے فوراً معافی مانگے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے نام۔ (۱) قین (۲) ہابیل (۳) شیث (۴) ہاب (۵) بالغ (۶) اثاثی (۷) توبہ (۸) بنان (۹) شوبہ (۱۰)

حیان (۱۱) ضرابیس (۱۲) ہزر (۱۳) یکود (۱۴) سدل (۱۵) بارق۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹیوں کے نام۔ (۱) قیسما (۲) لیوذا (۳) اشوٹ (۴) حذورت۔ ایک روایت میں ہے کہ اولاد آدم ایک سو بیس یا چالیس تھے ہابیل اور قابیل بن آدم۔ روئے زمین پر سب سے پہلا قتل قابیل بن آدم نے اپنے بھائی ہابیل بن آدم کو قتل کیا۔ قابیل کے نام پر اختلاف ہے۔ قین۔ قاین۔ یعنی قاین۔ قابیل۔ جس کی وجہ سے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول ہے کہ جھگڑے کا سبب حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح تھا۔ دوسرا قول ہے قربانی کا قبول نہ ہونا تھا۔

اولاد آدم کے نکاح۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جو بیٹا لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی پس وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے بچوں سے نکاح کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں دو یعنی دو حمل سے بیٹے ہابیل اور قابیل پیدا ہوئے قابیل کا شکار اور ہابیل چرواہا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن اقلیمہ انہائی حسین و جمیل تھی ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن لیوذا تھی۔ اس شریعت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح لیوذا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا نکاح اقلیمہ سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی کرنا چاہا مگر قابیل نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی تیرے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے زیادہ حسین و جمیل ہے لہذا اس سے نکاح کرنے کا میں زیادہ مستحق اپنے آپ کو سمجھتا ہوں۔ ان دونوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہذا تیرے تیری بہن ہے اس کے ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں ہے۔ قابیل کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے رب العزت نے یہ حکم نہیں دیا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اقلیمہ سے نکاح کرے گا۔ اس زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آتش اتر کر اس قربانی کھا جاتی تھی حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ قانون شکنی نہ کرے مگر قابیل نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔ فیصلہ کے لیے دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ اس حسین و جمیل لڑکی کا خاوند بننے کا کون حق دار ہے حضرت آدم علیہ السلام قربانی کے دن وہاں موجود نہ تھے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے مکہ گئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم کیا تم جانتے ہو کہ میرا ایک گھر زمین میں ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا میرا گھر مکہ مکرمہ کی سر زمین پر واقع ہے تم وہاں جاؤ۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان سے مخاطب ہو کر کہا تم میرے بعد میری اولاد اور اہل خانہ کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کرنا۔ مگر آسمان نے یہ ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد آپ نے زمین سے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر پہاڑوں سے کہا انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر قابیل کو کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور کہا آپ تشریف لے جائیں واپس لوٹیں گے تو آپ اپنے اہل خانہ کو اس حالت میں پائیں جو آپ کو خوش کر دے۔ پس آدم علیہ السلام چلے گئے ان کے جا نے کے بعد قربانی کا واقعہ پیش آیا۔ قابیل نے فخریہ انداز میں کہنا شروع کیا کہ اس لڑکی کا میں زیادہ حق دار ہوں اس لیے کہ یہ میری بہن ہے اور تجھ سے بڑا بھی ہوں اور اپنے والد کا جانشین بھی ہوں۔ جب دونوں نے قربانی کی تو ہابیل نے ایک صحت مند بکری اور قابیل نے غلہ کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا اس کے بعد زمین میں اناج کا ایک بڑا ڈھیر پایا اسے صاف کر کے اس میں سے کھایا۔ جب آگ آئی تو اس نے ہابیل قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے قابیل سخت غصہ میں آ گیا اور کہا کہ میں ضرور تمہیں قتل کر دوں گا۔ تاکہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر سکے ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو متقیوں کی ہی نذر قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہیظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلہ ہے۔ پس قابیل کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر لیا اور وہ اس کو قتل کرنے کے لیے تلاش کرتا رہا۔ ہابیل پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا تھا پس ایک دن وہ تلاش کرتے کرتے اس کے پاس پہنچ کر بکریاں گھاس چر رہی تھیں اور ہابیل پاس سویا ہوا تھا قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس کا سر چل دیا۔ ہابیل فوت ہو گیا اور قابیل نے اس ویسے ہی بے گور کفن چھوڑ دیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب اس کا کیا کرے؟ پس اللہ تعالیٰ نے دو کوے جو آپس میں بھائی تھے ان کو بھیجا انہوں نے آپس میں لڑائی کی اور ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پس قاتل کوے نے مقتول کوے کے لیے زمین میں گڑھا کھودا اور اس میں ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ قابیل نے یہ منظر دیکھا تو کہا ہائے میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اس طرح اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔ پھر اس نے اسی طرح ہابیل کی لاش کو دفن کیا۔ قرآن مجید یہ واقعہ اس طرح ہے۔ وائل علیہم نبا ابنی ادم بالحق طاذقربا قربا نا فتقبل من احد هما ولم يتقبل من الآخر طقال لا قتلنک طقال انما يتقبل الله من المتقين ۲۷۵ لئن بسطت الی یداک لتقتلنی ما انا بباطی سبط یدی الیک لا قتلکج انی اخاف الله رب العالمین ۲۸۰ انی ارید ان تبؤا باثمی واثمک فتکون اصحاب النار وذلک جزؤ الظالمین ۲۹۰ فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخسیرین ۳۰۰ فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوءه اخیه طقال یو یلتنی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب فواری سوءه اخیه ج فاصبح من الخسیرین ۳۱۰ ﴿پ ۶ سورة المائدہ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عثمان کہتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ رمی کرنے کے لیے آ رہا تھا اور وہ میرے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے جب ہم سرہ الصوف نامی جگہ پہنچے تو وہ کھڑے ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کرنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عورت کو اپنے جڑواں بچوں کا باہم نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا تھا بلکہ دوسرے حمل کے ساتھ جوڑا بنا کر نکاح کیا جاتا تھا خواہ کٹن سے ہر حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتے تھے۔ پس آدم علیہ السلام کے ہاں ایک خوبصورت اور ایک بدصورت لڑکی الگ الگ پیدا ہوئی۔ بدصورت لڑکی کا جڑواں بھائی خوبصورت بہن کے جڑواں بھائی سے کہنے لگا تم اپنی بہن کا نکاح میرے ساتھ کر دو اور میں اپنی بہن کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں گا اس نے کہا نہیں میں اپنی بہن کے ساتھ نکاح کرنے کا خود کو حقدار اور اہل اور مستحق مانتا ہوں۔ ﴿تاریخ طبری۔ ابن کثیر۔ المدارک التزیل۔ البدایہ والنہایہ﴾ ابن عباس فرماتے ہیں قابیل ہابیل کو قتل کر دیا تو اپنی بہن قلیجا

کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر بوز نامی پہاڑ سے اتر کر حفیض کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے کوہ حرا کی گھاٹی میں قتل کر ڈالا پھر قابیل پہاڑ سے اتر کر اپنی جڑواں بہن قلیجا کو لے کر بہن کی طرف بھاگ گیا۔ آدم نے قابیل کو کہا تو ہمیشہ خوف زدہ رہے گا۔ جس کو بھی تو دیکھے گا اسی سے تو جان کا خطرہ محسوس کرے گا۔ پس اس کی اولاد میں سے جو بھی اس پر گزرتا وہ اس پر پتھر برساتا قابیل کا ایک لڑکا ایک لڑکا بنا تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا لڑکا بھی تھا۔ قابیل کے پوتے نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ آپ کا والد قابیل ہے۔ یہ سن کر اس نا بینا نے پتھر اٹھایا اور اپنے قتل کر دیا۔ قابیل کے پوتے نے اپنے باپ سے کہا ابا جان آپ نے تو باپ یعنی دادا کو قتل کر دیا۔ نا بینا نے ہاتھ بلیہ کیے اور اپنے بیٹے کو زوردار پتھر مارا وہ مر گیا اس کے بعد نا بینا نے کہا ہائے میری ہلاکت و بربادی کہ میں نے اپنے باپ کو پتھر سے اور اپنے بیٹے کو پتھر سے قتل کر دیا۔ تو رات میں ہے کہ قتل کے وقت ہابیل کی عمر بیس سال اور قابیل کی عمر پچاس سال تھی۔

جانشین حضرت آدم علیہ السلام۔ جیومرت آدم تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو تیس سال ہونے کے بعد حضرت حواء کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اور یہ قابیل و ہابیل کے واقعہ کے پچاس سال بعد کا واقعہ ہے۔ اہل تورات کہتے ہیں کہ یہ بیٹا تنہا پیدا ہوا اور شیث کے معنی ان کے ہاں ہبتہ اللہ اور جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حواء کے لطن شیث نامی لڑکا اور غور نامی لڑکی پیدا ہوئی۔ شیث۔ اس لڑکے کی پیدائش پر جبریل امین نے کہا تھا کہ یہ اللہ کا عطیہ یعنی ہبتہ اللہ ہے جو ہابیل کا بدلہ ہے۔ اس لفظ کو عربی میں شیث سریانی میں شاث اور عبرانی میں شاث کہتے ہیں۔ ان ہی کو آدم علیہ السلام کا جانشین بنایا گیا۔ ان کی پیدائش کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو تیس سال تھی۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث بلایا اور اس سے عہد لیا اور ذرات کی گھڑیاں اور اوقات سکھائے اور ہر ساعت میں کسی نہ کسی مخلوق کا عبادت کرنا بتلایا یعنی ہر گھڑی کوئی نہ کوئی مخلوق عبادت الہی میں مصروف ہوتی ہے اور فرمایا کہ اے میرے عزیز۔ بیٹے عنقریب زمین میں طوفان آئے گا اور وہ سات سال ٹھہرے گا اور کوہ صیت لکھوائی۔ پس حضرت شیث علیہ السلام اپنے باپ آدم علیہ السلام کے وصی اور جانشین ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد ساری حکومت و بادشاہت ان ہی کے لیے ہو گئی۔ حدیث رسول مقبول ﷺ کے مطابق شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نے کتنی کتابیں نازل فرمائیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ایک سو چار اور حضرت شیث پر پچاس صحیفے نازل فرمائے۔ اس وقت تمام بنی آدم حضرت شیث علیہ السلام کی ہی اولاد ہے اور یہ اس وجہ سے کہ شیث کے علاوہ آدم علیہ السلام کی نسل فنا ہو گئی اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا صرف شیث کی نسل چلی لہذا اب تمام لوگ شیث کی ہی اولاد ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا وصال اور تجہیز و تکفین

امام ابن سعد، حاکم اور ابن مردود یہ نے حضرت ابی بن کعب کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام لائے تو اپنے بیٹوں سے کہا جاؤ اور میرے لئے جنت سے پھل چن کر لاؤ وہ نکلے تو انہیں راستے میں فرشتے ملے انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارے باپ نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم اس کے لیے جنت سے پھل چن کر لے آئیں۔ فرشتوں نے کہا واپس لوٹ جاؤ تمہاری کفایت کی گئی ہے۔ پس فرشتوں کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ جب حضرت حواء نے فرشتوں کو دیکھا گھبرا گئیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے قریب ہو گئیں اور ان سے چٹ گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے دور ہو جاؤ میں تجھ سے پہلے آیا تھا میرے اور فرشتوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کی۔ پھر انہیں غسل دیا خوشبو لگا کی اور کفن پہنایا اور پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر ان کے لئے قبر کھودی اور ان کو دفن کیا۔ پھر فرشتوں نے کہا اے اولاد آدم تمہارے مردوں کے متعلق یہی سنت ہے پس تم ایسا کیا کرو۔ الدائمہ شور۔ مستدرحاکم امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو، سواع، یغوث، یعوق اور نسر بیٹے تھے سب سے بڑا یغوث تھا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا بیٹا جاؤ اگر تجھ کو کوئی فرشتہ ملے تو اسے کہنا کہ وہ میرے لئے جنت سے کھانا لے آئے اور پینے کے لیے مشروب لے آئے۔ پس یغوث گیا تو اسے کعبہ کے قریب جبریل امین ملا اس نے یغوث سے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے کھانے کا سوال کیا تو جبریل نے کہا لوٹ جا تیرا باپ وصال فرما چکا ہے۔ پس دونوں واپس آ گئے تو حضرت آدم علیہ السلام جان دے رہے تھے پس جبریل اسے ملے اور ان کے لئے کفن، خوشبو اور بیر کی پتے لے آئے پھر فرمایا اے نبی آدم کیا تم دیکھتے ہو میں نے تمہارے باپ کے ساتھ کیا کیا ہے۔ پس تم بھی اپنے مردوں کے ساتھ ایسا کرو۔ پس انہیں غسل دیا اور کفن دیا خوشبو لگا پھر کعبہ کی طرف اٹھا کر لے گئے اس پر چار تکبیریں پڑھیں پھر انہیں دوسری قبور کے قریب۔ آنے والے میت۔ قبلہ کے متصل رکھ دیا پھر انہوں نے مسجد الخیف میں دفن کیا۔ تمیزیب کیا۔ امام ابو نعیم نے احملیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جنازہ لایا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے چار تکبیریں پڑھیں اور فرمایا حضرت آدم علیہ السلام پر فرشتوں نے چار تکبیریں پڑھیں تھیں۔ امام ابن عساکر نے حضرت ابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے لیے لحد بنائی گئی۔ طاق مرتبہ پانی سے انہیں غسل دیا گیا فرشتوں نے یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے سنت ہے۔ تمیزیب تاریخ امام ابن عساکر نے حضرت عطاء الخیرسانی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر مخلوق سات دن تک روتی رہی۔ امام ابن عساکر نے کعب سے روایت کی کہ ہے فرماتے ہیں کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہیں ہوگی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے ناف تک آپ کی سیاہ داڑھی ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں آپ کی داڑھی نہیں تھی داڑھیاں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد شروع ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ جنت میں کسی کی کنیت نہیں ہوگی حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد ہوگی۔ تمیزیب تاریخ امام ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام وصیت نامہ لکھ کر فارغ ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ان کی وفات پر فرشتے جمع ہوئے اور ان کی قبر بنائی اس لیے کہ وہ صفۃ الرحمن یعنی رحمن کے منتخب کردہ تھے۔ شیث علیہ السلام اور ان کے بھائی اس وقت مشرق الفردوس میں ایک ہستی کے قریب تھے یہ زمین پر سب سے پہلی ہستی تھی۔ ان کی وفات پر چاند اور سورج سات دن اور سات رات تک گرہن میں رہے۔ جب بوقت وفات ملائکہ اکٹھے ہوئے تو انہوں نے لکھی ہوئی وصیت حضرت آدم علیہ السلام کو جمع کی اور اسے سیڑھی نما ایک چیز میں رکھ دیا اس سیڑھی نما چیز کے ساتھ ایک ناقوس بھی تھا

ہجرت رسول اللہ ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اور تاریخ ہجرت

واقعہ ہجرت کو تحریک دین حق میں ایک تاریخ انقلاب کا نقطہ آغاز سمجھا جاتا ہے۔ جب مکہ میں گنتی کے مسلمان رہ گئے اور مشہور صحابہ میں صرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی باقی رہ گئے تو قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے شہید کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کا اذن فرمایا، ہجرت مدینہ کی کچھ وجوہات تھیں۔ تاریخ ہجرت۔ پچھنہ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۱۳ نبوی ﷺ مطابق ۱۲ ستمبر سنہ ۶۲۲ء رسول اللہ ﷺ نے ستائیس صفر کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کی لیکن اسلامی سال کی ابتدا یکم محرم سے کی گئی۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هَذَا فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۳۸۵ ترجمہ ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے اور ان کو نہ کوئی خوف و ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ مومنین و صالحین کے لئے خوشخبری ہے کہ نہ انہیں فزع اکبر کے وقت خوف ہو نہ آخرت میں غم وہ بے غم جنت میں داخل ہونگے۔ قُلْنَا۔ ہم نے فرمایا: اِهْبِطُوا: تم اتر جاؤ: مِنْهَا: یہاں سے: جَمِيعًا: تمام: فَإِمَّا: پس۔ جب: يَأْتِيَنَّكُمْ: تمہیں پہنچے: مِنِّي: میری جانب سے: هُدًى: کوئی ہدایت: فَمَنْ: پس جو: تَبَعَ: چلا۔ تابع ہوا: هَذَا: میری ہدایت: ف: پس: لَا: نہ: خَوْفٌ: خوف و ڈر: عَلَيْهِمْ: ان پر: وَ: اور: لَا: نہیں: هُمْ: وہ: يَحْزَنُونَ: خوف زدہ ہونگے۔ غمگین ہونگے۔ قُلْنَا اِهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا۔ تغلیظ اور تاکید کے لیے امر کا تکرار فرمایا۔ پہلے امر میں عداوت معلق اور دوسرے امر کے ساتھ ہدایت کا لانا فرمایا گیا ہے۔ زختری لکھتے ہیں۔ اِهْبِطُوا۔ خطاب لادم و حواء و ابلیس و قیل و الحیة و الصبیح انہ لادم و حواء والمراد ﴿الکشاف بیروت﴾ ترجمہ اترنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہما السلام اور ابلیس کو ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ سانپ کو بھی ساتھ نکلے گا حکم ملا اور صحیح یہ ہے کہ بے شک اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہما السلام ہیں۔ پہلا حکم۔ اِهْبِطُوا۔ جنت میں توبہ قبول سے پہلے فرمایا گیا اور دوسرا حکم اِهْبِطُوا توبہ قبول کے بعد فرمایا گیا۔ جَمِيعًا حال کی بنا پر منصوب ہے۔ حکیم ترمذی لکھتے ہیں۔ جب وہ بن مدہ نے کہا جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی جانب اترے تو ابلیس نے درندوں سے کہا یہ تمہارا دشمن ہے اسے قتل کر دو وہ تمام اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے یہ کام کتے سے سپرد کر دیا انہوں نے کتے سے کہا تو ہم میں سے زیادہ بہادر ہے درندوں نے کتے کو سردار بنا لیا جب حضرت آدم علیہ السلام نے کتے کو دیکھا تو متحیر ہوئے حضرت جبریل آمین حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ کتے کے سر پر پھیرو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب درندوں نے دیکھا کہ کتا تو حضرت آدم علیہ السلام سے مانوس ہو گیا ہے۔ تو درندے بھاگ گئے۔ کتے نے حضرت آدم علیہ السلام سے امان مانگی تو حضرت آدم علیہ السلام نے امان دے دی پس وہ اس کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ باقی رہی۔ ﴿قرطبی﴾ حضرت ابن المنز نے قنادہ سے

فَمَنْ تَبَعَ هَذَا۔ کی تفسیر نقل کی ہے کہ زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے اترنے سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے ولی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے لئے زمین کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء رہے ہیں۔ جو اس کی اطاعت کے اعمال کرتے رہے ہیں ﴿الدر المنثور﴾ ہد ثنا ابو جعفر عن عن الربیع عن ابی العالیة فی قوله فاما یا تینکم منی ہدی۔ قال الہدی الا نبیاء المرسل والبیان ﴿طبری﴾ ترجمہ ہم نے حدیث ابو جعفر سے اس نے ربیع

سے اس نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ ہَذَا سے مراد انبیاء، رسل اور بیان ہیں۔ وحدثنی یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا ہشیم قال حدثنا اسماعیل ابن سالم عن ابی صالح فی قوله اِهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا۔ قال ادم وحواء والحیة وابلیس ﴿طبری﴾ ترجمہ حدیث سی یعقوب بن ابراہیم نے ہشیم سے اس نے اسماعیل بن سالم سے اس نے ابی صالح سے۔ اِهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا تم سب یہاں سے اتر جاؤ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہما السلام، سانپ۔ اور ابلیس ہیں۔ کما حدثنی یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنا ابن وہب قال قال ابن زید لا خوف علیہم یقول لا خوف علیکم اما نکم ولبیس شئی اعظم فی صدر الذی یموت مما بعد الموت فامنہم منه وسلاہم عن الدنیا فقتل ولا ہم یحزنون ﴿طبری﴾ امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے فلا خوف کا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور

یحزنون کا معنی ہے کہ موت سے وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ ﴿الدر المنثور﴾ امام ابو نعیم نے احمیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا رب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا ہے مجھے معلوم ہے اس کے لئے کتاب اور رسل ہوں گے پس ان کی کتاب اور رسل کون ہیں؟ فرمایا ان کے رسل ملائکہ اور انبیاء ہیں ان کی کتب تورات، انجیل، زبور اور فرقان ہیں۔ ابلیس کو فرمایا تیرا جھوٹ ہے اور تیرا مکان حمام ہے اور تیرا جال عورتیں ہیں۔ اور تیرا مؤذن مزار اور تیری مسجد بازار ہیں ﴿الدر المنثور﴾ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور ان کو نہ کوئی خوف و ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ مومنین و صالحین، اولیاء کرام کے لئے خوشخبری سنائی گئی ہے کہ نہ ان کو اس دنیا میں خوف ہوگا نہ آخرت میں غمگین ہوں گے سکون سے جنت میں داخل ہونگے۔ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بآيَاتِنَا وَلَنِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۳۹ ع ۳۹ ترجمہ اور جو کفر کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ جہنمی ہونگے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ وَ: اور: الَّذِينَ: جن لوگوں نے: كَفَرُوا: انکار کیا۔ کفر کیا: وَ: اور: كَذَّبُوا: جھٹلایا: بآيَاتِنَا: ہماری آیتیں: أُولَئِكَ: وہی: أَصْحَابُ النَّارِ: جہنمی لوگ: هُمْ: وہ: فِيهَا: اس میں: خَالِدُونَ: ہمیشہ رہیں گے۔ كَفَرُوا: کفر سے

ماخوذ ہے۔ اس مقام پر اس کا معنی ہے قلب سے کفر کرنا۔ قلب سے انکار کرنا۔ دل کے انکار کرنے سے ہی انسان جہنمی بن جاتا ہے۔ وَكَذَّبُوا۔ اس سے مراد قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو جھٹلانا ہے۔ خواہ کسی بھی طرح سے بھی ہو۔ اور آیت مبارکہ کو جھٹلانے والا کافر ہے۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سے معلوم ہو رہا ہے اور جو انکار و کفر کریں ہماری آیتوں کا۔ آیتوں کو نہ ماننے والا جہنمی ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کو موت نہیں آئے گی۔ اُولَٰئِكَ۔ یہ اسم اشارہ ہے۔ اَصْحَابُ النَّارِ: صاحب کی جمع اصحاب ہے یعنی جہنمی لوگ۔ النَّار۔ نار یعنی آگ گرم بھی ہے اور ٹھنڈی بھی ہے۔ یہ دونوں کفار کے لیے عذاب ہیں۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ یہ ہمیشہ اس عذاب میں رہیں گے۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِي هُمْ أَهْلُهَا فَانْهَم لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ أَقْوَامًا صَابَتْهُمْ النَّارُ بِخَطَايَاهُمْ أَوْ بِذُنُوبِهِمْ فَامْتَنَمَ امَاتَةً حَتَّىٰ إِذَا صَارُوا فَحَمًا اَذْنُ فِي الشَّفَاعَةِ ﴿طبری﴾

لڑکے کی حکایت

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرا ایک لڑکے کے پاس سے گزر رہا تھا جو مٹی سے کھیل رہا تھا کبھی ہنستا اور کبھی روتا تھا میرا ارادہ ہوا کہ اسے السلام علیکم کہوں لیکن نفس نے تکبر دلا کر روکا کہ تو نے اتنا بڑا تیرے لیے اس چھوٹے سے بچے کو سلام کرنا صحیح نہیں ہے میں نے کہا اے نفس تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر چھوٹے بڑے کو السلام علیکم فرماتے تھے میں لڑکے کو کہا السلام علیکم لڑکے نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ علیہ و برکتہ یا مالک بن دینار نے اسے کہا تو نے مجھے کیسے پہچان لیا حالانکہ اس سے قبل تو نے مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس نے کہا آپ کی اور میری روح کی روز بیثاق میں ملاقات ہوئی تو میرا اور آپ کا ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ نے تعارف کرایا میں نے کہا بیٹے بتائیے عقل اور نفس میں کتنا فرق ہے اس نے کہا تیرے نفس نے السلام علیکم سے روکا لیکن تیری عقل نے تجھے اس عنایت سے سرفرازی بخشی میں نے کہا پھر مٹی سے کیوں کھیل رہا ہے؟ جواب دیا اس لیے کہ ہم اس سے پیدا ہوئے اور اسی میں دفن ہوں گے۔ میں کہا کبھی روتے ہو اور کبھی ہنستے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا جب اللہ تعالیٰ کا عذاب یاد کرتا ہوں تو رونے لگ جاتا ہوں اور جب مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت یاد آتی ہے تو میں ہنسنے لگ جاتا ہوں۔ میں نے کہا بچے تو تو گناہوں سے پاک ہے پھر رونے کا کیا معنی۔ اس نے کہا میں نے اپنی امی جان کو آگ جلاتے وقت دیکھا کہ وہ آگ میں پہلے چھوٹی لکڑیاں ڈالتی تھی بعد میں بڑی لکڑیاں ڈالتی تھیں ﴿فیوض الرحمن﴾ روح البیان ﴿میں ابو جعفر کرمانی کہتا ہوں کہ میں ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ میں بہت گنہگار ہوں مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں فرمایا تو زیادہ سے زیادہ میری عبادت کر۔

يَبْنِيْ اِسْرَٰئِيْلَ اِذْ كُرُوْا نِعْمَتِيْ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِيْ اَوْفٍ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّاىَ فَاَرِ

هَبُّوْنَ ۝۴۰ ترجمہ اے بنی اسرائیل میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔ يَبْنِيْ: اے اولاد: اِسْرَٰئِيْلَ: یعقوب: اِذْ كُرُوْا: تم یاد کرو: نِعْمَتِيْ: میرا احسان: اِلَّتِيْ: جو: اَنْعَمْتُ: جو میں نے احسان کئے تھے: عَلَیْكُمْ: تم پر: وَاَوْفُوا: پورا کرو: بِعَهْدِيْ: میرا عہد: اَوْفٍ: میں پورا کروں گا: بِعَهْدِكُمْ: تمہارا عہد: وَاِيَّاىَ: مجھ ہی سے: فَاَرِ هَبُّوْنَ: خوف و ڈر کھاؤ۔ يَبْنِيْ: یا اے معنی اے ہے۔ یہ نداء مضاف ہے۔ اس میں نصب کی علامت یا ہے۔ اضافت کی وجہ سے اس کا نون گر دیا گیا ہے۔ يَبْنِيْ: بنین، بنون، ابناء کا واحد ہے۔ بن کا معنی بیٹا ہے۔ بنت کا معنی بیٹی ہے اس میں اصل بنی ہے۔ بنی کا معنی اولاد ہے۔ بنون کا لفظ مرد اور عورت کے لیے بولا جاتا ہے۔ جب کہ وہ یکجا ہوں۔ اِسْرَٰئِيْلَ

اسرائیل ہو یعقوب علیہ السلام لقب له ومعناه في لسانهم صفوة الله وقيل عبدا لله ﴿كشاف بیروت لبنان﴾ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اس کا معنی ہے صفوة اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور چنے ہوئے۔ عبد اللہ۔ اللہ کا بندہ۔ عربی زبان کے علاوہ اور زبان کو عجمی کہتے ہیں۔ یہ غیر منصرف ہے۔ اِسْرَٰئِيْلَ: یہ عبرانی مرکب لفظ ہے۔ دو لفظوں کو مرکب کہتے ہیں۔ اسراء اور ایل۔ اسراء کا معنی بندہ اور ایل کا معنی اللہ۔ یہ بن گیا عبد اللہ۔ حدثنا ابن حمید قال حدثنا جریر عن الا عمش عن المنهال عن عبد الله ابن الحارث قال ایل الله بال عبرانية ﴿طبری﴾ ابن حاتم ﴿عبد اللہ بن حارث نے فرمایا کہ عبرانی زبان میں ایل کا معنی عبد اللہ ہے۔ ولد یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمن وکان یعقوب يدع اسرائيل

بمعنى عبد الله وصفوة الله من خلقه و ایل هو الله تعالى ذكره واسراء هو العبد كما قيل جبريل بمعنى عبد الله ﴿طبری﴾ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمن۔ یعقوب کا لقب اسرائیل ہے۔ اس کا معنی ہے عبد اللہ وصفوة اللہ خلقت سے چنا ہوا۔ اور ایل اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ۔ اسراء کا مطلب ہے بندہ اور ایل کا مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ۔ جیسے کہ کہا گیا ہے جبریل بمعنی عبد اللہ۔ فرشتوں کے ناموں کے آخر میں ایل ہے۔ جبرائیل، میکائیل، اسرائیل عزرائیل۔ یعقوب۔ عقب سے بنا ہے۔ اس کا مطلب ہے پیچھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بھائی عیسیٰ ایک ساتھ جڑواں پیدا ہوئے مگر حضرت عیسیٰ کچھ لمحہ پہلے اور حضرت یعقوب علیہ السلام بعد میں پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یعقوب ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں ﴿الدر المنثور﴾ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بہت خدمت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اسحاق علیہ السلام عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوئے اور ان کو حجرہ کے دروازہ پر بٹھادیا کہ کسی کو حجرہ کے اندر نہیں آنے دینا۔ اچانک ایک مقرب فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ملاقات کے لیے اشتیاق ظاہر کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرشتہ کو اندر جانے سے منع فرمایا۔ مگر وہ فرشتہ نہ مانا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرشتہ کو سختی سے منع کیا حضرت اسحاق علیہ السلام یہ شورش کر دروازہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام فرشتہ سے جھگڑ رہے تھے

حضرت اسحق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا یہ فرشتہ ہے۔ اور فرشتہ سے معذرت کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آپ کو نہیں پہچانا کہ آپ فرشتہ ہیں۔ اس فرشتہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ خدمت کا حق اسی طرح ادا کرنا چاہئے۔ اور فرمایا کہ میری طرف سے اس کا نام اسرائیل رکھو ﴿عیمی﴾۔ عزیزؑ حضرت عبداللہ بن حمید اور ابن المنذر نے ابوجلز سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک گرفت کرنے والے آدمی تھے ایک دفعہ ان کی ملاقات ایک فرشتہ سے ہوئی فرشتہ نے ان کو مارا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے فرشتے کو پکڑ لیا اور فرمایا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرا نام رکھے اس فرشتہ نے آپ کا نام اسرائیل رکھا ابوجلز کہتے ہیں کیا آپ دیکھتے ہیں فرشتوں کے نام میں سے۔ جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ہیں ﴿الدر المنثور﴾ یعنی ہر فرشتے کے نام کے آخر میں ایل ہے۔ ایل اللہ کا نام ہے۔ بُنْیٰ اسْرَئِیْل۔ اے یعقوب علیہ السلام کیا ولاد۔ یہ خطاب ان یہودیوں کو ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں موجود تھے جو مدینہ منورہ کے چاروں طرف بنو قریظہ اور بنو نضیر وغیرہ تھے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ یہ لوگ اس وقت نعمتوں سے مالا مال تھے اور نعمتوں کا کفر بھی ان میں زیادہ تھا۔ وکما حد ثنا بہ ابن حمید قال حدثنا جریر بن عبد الحمید عن الاعمش عن اسماعیل بن رجاء عن عمیر مولى ابن عباس عن ابن عباس ان اسرائیل کقولک عبد اللہ ﴿طبری﴾ ابن ابی حاتم ﴿ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل تیرے قول عبد اللہ کی طرح ہیں۔ کما حد ثنا بہ ابن حمید قال حدثنا سلمة عن ابن اسحق عن محمد بن ابی محمد عن عرمة او عن سعید جبیر عن ابن عباس قوله یبْنی اسرائیل قال یا اھلا لکتاب للاخبار من یہود﴾ سیرۃ ابن ہشام، طبری ابن ابی حاتم ﴿حضرت یعقوب علیہ السلام کے دو نام ہیں یعقوب اور اسرائیل۔ جوہری نے الصحاح میں لکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام روح اور کلمہ ہے۔ آپ کو الایملین بھی کہتے تھے۔ خلیل بن احمد روایت کرتے ہیں۔ پانچ انبیائے کرام دو ناموں والے گزرے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کے نام محمد ﷺ اور احمد۔ عیسیٰ اور مسیح، اسرائیل اور یعقوب، یونس اور الذنون، الیاس اور ذاکفل۔ رسول اللہ ﷺ کے بے شمار نام ہیں۔ اذْکُرُوا نِعْمَتِی۔ اذْکُرُوا۔ ذکر اسم مشترک ہے یعنی ایک ذکر زبان سے ہوتا ہے اور دوسرا ذکر دل سے کیا جاتا ہے۔ جس کو ذکر قلب کہتے ہیں۔ دوسرا ذکر زبان سے ہوتا ہے جس کو ذکر باللسان کہتے ہیں۔ کسائی نے کہا جو ذکر دل و قلب سے ہو وہ ذال کے پیش یعنی ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی ذکر اس کا معنی ہے یاد رکھنا۔ یہاں ذکر بالقلب مراد ہے۔ جو زبان کے ساتھ ذکر کیا جائے وہ ذال مکسورہ یعنی زیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ ذکر۔ اس کا معنی ہے بیان کرنا۔ ذکر ذال پر فتح یعنی زبر مونث کا متضاد ہے۔ ذکر کا مطلب شرف بھی ہے۔ جیسے۔ وَاِنَّهُ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِیَقَوْمِکَ ﴿پ ۲۵ سورة الزخرف آیت ۲۴﴾ ترجمہ بے شک وہ تمہارے لیے شرف ہے اور تمہاری قوم کے لیے ﴿قرطبی﴾ روح البیان ﴿یہاں پر ذکر شرف کے معنی پر ہے۔ بعض نے فرمایا نِعْمَتِی النعمة۔ یہاں اسم جنس ہے۔ مفرد ہے اور جمع کے معنی میں ہے۔ وَاِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصَوْہَا ﴿پ ۱۳ سورة ابراہیم آیت ۳۴﴾ ترجمہ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل پر نعمتیں

نعمت اس نفع کو کہتے ہیں جو بطریق احسان کسی کو پہنچایا جائے۔ اس جگہ جنس مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی۔ دریا خشک کیا۔ من اور سلوی۔ عطا فرمایا۔ پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے۔ یعنی بارہ پتھروں بارہ چشمے جاری کئے۔ ان کو تورات دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عطا فرمایا۔ عن ابن عباس یَبْنِی اسْرَئِیْل اذْکُرُوا نِعْمَتِی الَّتِی اٰی بلائی عند کم وعند ابا ئکم لما کان نجاھم بہ من فرعون وقومہ ﴿طبری﴾ اے علمائے یہود یاد کرو میری ان نعمتوں کو جو میں نے تم پر کی ہیں اور تمہارے آباء و اجداد پر کی ہیں میں نے انہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرمائی۔ عن ابی العالیۃ فی قوله اذْکُرُوا نِعْمَتِی قال نعمتہ ان جعل منھم الا نبیاء والمرسل وانزل علیھم الکتب ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یَبْنِی اسْرَئِیْل اذْکُرُوا نِعْمَتِی الَّتِی عن مجاہد یَبْنِی اسْرَئِیْل اذْکُرُوا نِعْمَتِی الَّتِی اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ قال نعمۃ عامۃ ولا نعمۃ افضل من نعمۃ السلام والنعم بعد تبع لها وقراء قول اللہ تعالیٰ ذکرہ یمنون علیک ان اسلموا طفل لا تمنوا علی اسلمکم جبل اللہ یمس علیکم ان هدکم لایمان ان کنتم صدیقین ﴿الحجرات آیت ۱۷﴾ آیت کا ترجمہ اے میرے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں ہم مسلمان ہو گئے ہیں تم فرماؤ اے اسلام کا احسان مجھ پر نہؤ واللہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت بخشی اگر تم سچے ہو۔ وَاذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہ یَقَوْمِہ اذْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ سَاذْجَعَل فِی کُمْ نَبِیَّاءَ وَجَعَلْکُمْ مَّلُوکًا قُلْ صَلِّ عَلَیْ اَتَّکُمْ مَا لَمْ یُؤْت اَحْذَا مِنَ الْعَلَمِیْنَ ﴿پ ۶ سورة المائدہ آیت ۲۰﴾ ترجمہ اور جب موسیٰ نے فرمایا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے انبیاء کے تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہاں میں کسی کو نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نعمت دی اور ان کو جتایا کہ میں نے تمہیں نعمت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی امت کو نعمت نہیں جتائی بلکہ اپنا ذکر کرنے کو فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرنے کو فرمایا ہے۔ فَاذْکُرُونِی اذْکُرْکُمْ ﴿پ ۲ سورة البقرة آیت ۱۵۲﴾ ترجمہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ وَا مَا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ﴿پ ۳۰ سورة النحل آیت ۱۱﴾ ترجمہ اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرو۔ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿سورة الانبیاء آیت ۱۰۷﴾ اور ہم نے نہیں بھیجا تمہیں مگر رحمت تمام عالمین کے لیے۔ یعنی تمام جہاں کے لیے تمہیں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رِئُوفٌ رَّحِیْمٌ ﴿پ ۱۱ سورة التوبہ آیت ۱۲۸﴾ مؤمنین پر کمال رؤف مہربان۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَہٗ ﴿پ ۳ سورة آل عمران آیت ۱۶۳﴾ ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ کا بہت

احسان ہوا مومنین پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ هَم نے وہ جو خاص نعمتیں تم کو دیں دوسرے قبیلوں کو نہیں دیں۔ جن کو عام نعمتیں دیں تو ان عام میں سے تم ان میں سے بھی حصہ دیا۔ اس لیے زیادہ نعمتیں ملنے سے تم کو زیادہ شکر کرنا چاہئے۔ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ﴿۱۳﴾ سورة النحل آیت ۵۳ ﴿ترجمہ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔﴾

نعمتوں کی تین قسمیں ہیں

نعمت کی پہلی قسم۔ ایک نعمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ انسان کی پیدائش اور اس کی روزی و رزق۔ دوسری نعمت۔ جو انسان کو کسی واسطہ سے ملے۔ یہ بھی نعمت رب

العزت کی طرف سے ہے۔ تیسری نعمت۔ جو انسان کو اطاعت اور فرماں برداری سے ملے۔ یہ بھی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انسان کو تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی دینے والا

ہے۔ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي. أَوْفُوا، وَفَاءً۔ سے بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے پورا کرنا۔ عہد ایک دوسرے کے معاہدے کو کہتے ہیں۔ جو میں نے تم سے اپنے محمد ﷺ کے متعلق وعدہ لیا تھا اس کو پورا کرو میں تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا یعنی تم اس کی تصدیق اور اتباع کرو گے تو میں تم سے بوجھ ساقط کر دوں گا۔ عن ابن عباس

واوفوا بعہدی الذی اخذت فی اعناقکم للنبی محمد اذ جائکم ثماوف بعہدکم ای انجز لکم ما وعدتکم علیہ بتصدیقۃ

اتباعہ یو ضع ما کان علیکم من الاصر ولا غلا التی کان انت فی اعناقکم بذنوبکم التی کان انت من احد انکم

طبریؒ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ واوفوا بعہدی۔ میں نے جو تمہیں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی سے

منع کیا ہے اس کے اس کے متعلق میرے عہد کو پورا کرو۔ أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ۔ میں تم سے راضی ہوں گا اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ حدثنا القاسم قال حدثنا

الحسین قال حدثنی حجاج، عن ابن جریج فی قوله واوفوا بعہدی أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ قال ذلک الميثاق الذی اخذ علیہم فی

المائدہ آیت ۱۲ ولقد اخذ اللہ میاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی اخر الایۃ فہذا عہد اللہ الذی عہد

علیہم وهو عہد اللہ فیما فمنا او فی بعہد اللہ وفی اللہ لہ بعہدہ ﴿طبری﴾ حضرت مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ واوفوا بعہدی أَوْفِ

بِعَهْدِكُمْ سے مراد وہ میثاق ہے جو اس آیت میں خاص عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ

اثْنِي عَشَرَ نَقِيبًا طَوَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ طَلْنِ أَقْمَتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْ ثَمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا

صَاحِسًا لَا كُفْرًا عَنْكُمْ سَيَا تَكُمُ وَلَا ذُ خَلْنَكُمْ جَنْبَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

السَّبِيلِ ﴿۶﴾ سورة المائدہ آیت ۱۲ ﴿ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں بارہ سر اقامت کئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں تمہارے

ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کا قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے

جاؤں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھے راستے سے بہکا ﴿الدرالمثور﴾ عن ابی العالیۃ فی قوله واوفوا

بعہدی أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ قال عہدہ الی عبادہ دینہ الا سلام ان یتبعوہ أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ یعنی الجنة۔ حضرت ابی العالیۃ سے روایت ہے کہ عہد کا

معنی ہے تم دین اسلام کی اتباع کرو میں تمہیں اس کے بدلے میں جنت عطا کروں گا۔ عن سدی۔ واوفوا بعہدی أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ اما واوفوا بعہدی۔ فما

عہد ت الیکم فی الكتاب واما اوف بعہدکم فالجنة عہد ت الیکم انکم ان عملتم بطاعتی ادخلتکم الجنة ﴿طبری﴾

عن ابن عباس فی قوله واوفوا بعہدی أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ یقول اوفوا بما امرتکم بہ من طاعتی ونہیتکم عنہ من معصیتی فی

النبی ﷺ وفی غیرہ أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ یقول ارض عنکم واس خلکم الجنة ﴿طبری﴾ قال ابن زید فی قوله وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أَوْفِ

بِعَهْدِكُمْ قال اوفوا بامری اوف بالذی وعدتکم وقراء انا للہ اشتری من المؤمنین انفسکم وامولہم حتی بلغ و من اوفی

بعہدہ من اللہ ﴿التوبة ۱۱۱﴾ قال ہذا عہدہ الذی عہد لہم ﴿طبری﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِأَنْ

لَهُمُ الْجَنَّةُ ﴿۱۱۱﴾ سورة التوبة آیت ۱۱۱ ﴿ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس کے بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ اس آیت

میں رسول اللہ ﷺ نے آخر الزماں پر ایمان کا عہد مراد ہے۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوزًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْأَنْجِيلِ رِئًا مَرُّعًا بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ يُجَلِّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ لَا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۹﴾ سورة الاحقاف آیت ۱۵ ﴿ترجمہ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم

دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور سھری چیزیں ان کے لیے طلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اتر اوی ہا مراد ہوئے۔ وَإِيَّايَ فَارْغَبُونَ حضرت

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کی ہے کہ اس بات سے ڈرو کہ میں تم پر بھی ایسا عذاب نہ بھیج دوں جو تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا ﴿الدرالمثور﴾

انبیاء کے پیشے اور ان کا ابا و اجداد رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو کاروبار کی ہزار صنعتیں سکھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی اولاد سے کہو کہ ان صنعتوں سے دنیوی فائدہ جس قدر چاہیں حاصل کریں لیکن دین اور احکام شرع کو اپنا ذریعہ معاش نہ بنائیں۔ اور دینی مسند الفردوس میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جس نے کپڑا بنا حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی اور ابن عساکر نے بھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کا شکار کرتے تھے۔ اور اپنی روزی اسی پیشے سے کھاتے تھے۔ ﴿عزیزی﴾ حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے ﴿روح البیان﴾ حضرت نوح علیہ السلام بڑھتی تھے حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شکار تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام مال مویشی والے تھے۔ اور اپنے جانوروں کے دودھ، نسل، اون اور ریشم سے سلسلہ معاش چلاتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ عرصہ بکریاں چراتے رہے۔ حضرت داود علیہ السلام زرہ باف تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے۔ اور خواص وہ ہے جو درختوں کے پتوں سے مختلف چیزیں بنیں جیسے اپنی سلطنت میں زنبیل، چٹائی، پنکھا۔ بناتے اور بیچ کر گزارہ کرتے بیت المال سے ہرگز نہ کھاتے۔ اور ہر مہینے آپ نوروزے رکھتے۔ تین روزے مہینے کے شروع میں تین روزے درمیان میں اور تین روزے مہینے کے آخر میں اور اس زہد کے باوجود آپ کی قوت مردی اس قدر تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منکوحہ بیوی تھی جو کہ آپ کے محل میں رہتی تھی جن میں آپ مشرف فرماتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاح تھے۔ اور کسی پیشے سے کسب معاش نہیں فرماتے تھے۔ اور نقد اور جنس سے کوئی چیز آنے والے کل کے لیے ذخیرہ نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے صبح کا کھانا کھلایا ہے شام کا کھانا بھی وہی کھلائے گا۔ اور جو مجھے شام کا کھانا کھلائے گا صبح کا کھانا بھی وہی کھلائے گا۔ اور اس سب سیر و سیاحت کے باوجود ساری رات بیداری فرماتے اور روزانہ روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا پیشہ جہاد تھا اور آپ گھر میں اکثر خیاطت کا کام کرتے تھے۔ فتح القدیر میں ہے۔ اول من حاک آدم علیہ السلام ﴿عزیزی﴾ فیوض الرحمن۔ روح البیان ﴿حضرت آدم علیہ السلام کی جب توبہ مقبول ہوئی تو جبریل امین حضرت آدم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اور زمین کے سب جانوروں کو آواز دی کہ رب العزت تم پر حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔ دریا کے جانوروں نے اپنے آپ پر کئے اور اطاعت اور فرماں برداری کا اظہار کیا۔ اور جنگل کے تمام جانور حضرت آدم علیہ السلام کے ارد گرد آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہر جانور کو اپنے پاس بلاتے تھے اور اس کے پشت پر ہاتھ مبارک پھیرتے تھے اور جنگل کے جانوروں میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے قریب آئے اور آپ کا ہاتھ نہیں لگا وہ ابلی جانور ہو گئے کہ ان کی گزر بسر آدمیوں کے درمیان ہے۔ جیسے گھوڑا، اونٹ، گائے، بکری، کتا اور بلی وغیرہ اور جس نے اپنے آپ کو بھیج کر رکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کے قریب نہیں آئے۔ اور وہ آپ کے دست مبارک کی برکت نہیں پائی وہ وحشی ہیں۔ وہ بنی آدم سے نفرت کرتے ہیں جیسے نیل گائے، گورخ اور ہرن وغیرہ

ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ کی جائے ولادت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اہواز کے سوس نامی علاقہ میں پیدا ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ بابل کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور بعض کا کہنا ہے کہ زوادی کے علاقہ درکاء میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ پیدا تو درکاء میں ہوئے لیکن آپ کے والد تارخ وہاں سببا بل منتقل ہو گئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کوثر یا زہبی بن طہما سلفان کے دور میں پیدا ہوئے نمرود اس وقت از دہاق علاقے کا گورنر تھا۔ محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق آذر کو فدی کی بستی کوئی کار ہنا والا تھا اور یہ علاقہ نمرود کی مشرقی سلطنت کا حصہ تھا اور اسے باصر کہا جاتا تھا کہ اس وقت نمرود کی حکومت زمین کے مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھی اور بابل پر بھی اس کی حکومت تھی البتہ ملک فارس یعنی ایران کے زیرے نگیں آنے سے پہلے اس کی حکومت صرف مشرقی علاقے کی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حران اور ہرمز میں رہائش کرنا

محمد بن سائب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد حران کے علاقہ سے تھے وہاں خشک سالی ہوئی تو وہ اہواز کے قریب ہرمز آ گئے ان کے ساتھ ان کی بیوی تو ثابت کرینا بھی تھی محمد بن عمیر بہت سے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا نام انموتا تھا جو ابراہیم بن ارغوان بن فالغ بن عابر بن شالح بن ارشد بن سام بن نوح تھا۔ جب کہ بعض ان کی بیوی کا نام اغتلی کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے بڑے بیٹے تھے ان کی والدہ کا نام ہاجرہ تھا جو قطیفی قبیلہ سے تھیں۔ باقی چھ بیٹوں کی والدہ کا نام قنطورا ابن قنطور تھا جو خالص عرب تھیں۔ ان چھ میں سے تھان مکہ مکرمہ میں آباد ہوا۔ مدیان۔ کے علاقہ میں آباد ہوا اور اسی وجہ سے علاقے کا نام مدین ہوا۔ باقی بیٹے دوسرے شہروں میں آباد ہو گئے سارہ کی وفات کے بعد آپ نے دو عرب عورتوں سے نکاح کیا ان میں سے ایک کا نام قنطورا تھا اس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری کا نام حور بنت اربیر تھا اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہیں (۱) کیسان (۲) شورخ (۳) نیم (۴) موطان (۵) ناس۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھرانہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بھائی تھے ان میں سے ایک کا نام ہاران تھا جو لوط علیہ السلام کے والد تھے ہاران نامی شہر انہی نے تعمیر کیا تھا اس لیے اس شہر کا نام ہاران پڑ گیا۔ جب کہ دوسرے بھائی کا نام ناہور تھا جن کا ایک بیٹا بتویل تھا اور بتویل کے بیٹے کا نام لابان تھا۔ بتویل کی ایک بیٹی تھی جس کا نام رفقا تھا رفقا بنت بتویل کا نکاح اٹحق علیہ السلام سے ہوا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں لیا اور راحیل۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری بیوی سے نکاح کیا تھا جس کا نام سیدہ بنت مضاض جراثیمی تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ اپنی بیوی سے ملنے گئے تو سیدہ ہی سے کہا تھا کہ اپنے شوہر کو کہنا میں تمہارے دروازے کی چوکھٹ سے خوش ہوں۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے سیدہ بنت مضاض کے لطن سے تھے۔ (۱) ثابت (۲) قیدر (۳) ادبیل (۴) مبشا (۵) مسع (۶) دما (۷) ماس (۸) ود (۹) طور (۱۰) نفیس (۱۱) طما (۱۲) قیدمان۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو تیس سال ہوئی آپ کے بیٹے ثابت قیدر سے عرب کی نسل پھیلی اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب بھلا یا یہاں تک کہ لوگ قوم عمالقه اور یمن کی طرف بھی گئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وصال اور تدفین

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصی بنایا اور اپنی بیٹی کا نکاح حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیسیٰ سے کر دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو ہتر سال ہوئی اور آپ کو ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے قریب دفن کیا گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسماعیل کہتے ہیں اسی میں رسول اللہ ﷺ ہیں۔ عن واثله بن الاسقع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسما عيل واصطفى من ولد اسما عيل كنانة واصطفى من بنى كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفى من بنى هاشم واثله بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن لیا اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ت اسماعیل علیہ السلام کو اور ان میں سے بنی کنانہ کو اور ان میں سے قریش کو اور ان میں سے بنی ہاشم کو اور ان میں مجھ کو یعنی آپ خلائعہ موجودات اور اشرف اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ عن العباس بن عبد المطلب قال قلت يا رسول الله ان قريشا جلسوا فتنواكروا احسابهم بينهم فجعلوا مثلك مثل نخلة في كبوة من الارض فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله خلق الخلق فجعلني من خير فرقهم وخير الفتيقن ثم خير القبائل فجعلني في خير القبيلة ثم خير البيوت فجعلني في خير بيوتهم فانما خيرهم نفسا وخيرهم بيتا۔ ترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ترجمہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ قریش بیٹھ کر اپنے حسب کا ذکر کرنے لگے تو آپ کی ایسے شجر سے مثال دی جو گھوڑے پر ہو سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ساری مخلوق کو اور مجھے ان تمام قبیلوں سے اچھے قبیلہ میں پیدا فرمایا اور پسندیدہ کیا دو قبیلوں کو یعنی اولاد اسحاق اور اولاد اسماعیل کو پھر چنانہ قبیلوں سے مجھے بہتر قبیلہ میں پھر چنا گھروں کو اور مجھے سب گھروں سے بہتر گھر میں کیا سو میں ان سب سے ذات میں بہتر ہوں اور گھرانے میں بھی۔ عن المطلب بن ابی وداعة قال جاء العباس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ركانه مع شينا فقام النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله عليك السلام قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبا ئل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوت فجعلني في خيرهم بيتا وخيرهم نفسا۔ ترمذی ابواب مناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ترجمہ مطلب بن وداعة سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے قریش وغیرہ سے گویا وہ کچھ سن کر آئے تھے نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول ہیں آپ پر اللہ کا سلام ہے آپ نے فرمایا میں محمد ﷺ عبد اللہ کا بیٹا ہوں وہ عبد المطلب کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور ان کے بہتر لوگوں میں سے مجھے پیدا کیا پھر ان کے دو قبیلے کئے مجھے اچھے قبیلہ سے پیدا کیا اس کے بعد ان کے کئی قبیلے کئے اور مجھے اچھے قبیلہ سے پیدا کیا پھر ان کئی گھرانے کئے اور مجھے اچھے گھر میں اور اچھی ذات میں پیدا کیا۔ میلاد مبارک میں بھی اسی طرح بیان کیا جاتا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنا میلاد مبارک پڑھا۔ امام ترمذی نے ترمذی میں ابواب مناقب میں ایک باب لکھا ہے۔ باب ماجاء في ميلاد النبي صلى الله عليه وسلم ترجمہ باب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کا بیان۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری سنائی۔ وہ کہنے لگی ہائے افسوس ہے کیا اب مجھے اولاد دہوگی جب کہ میں بڑھیا پھونس ہو گئی ہوں اور میرے خاوند بھی بوڑھے ہو چکے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ملائکہ نے کہا اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔ سورة ہود آیت ۷۲۔ ۷۳۔ اس وقت حضرت سارہ کی عمر ۹۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خوف دور ہو گیا اور انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری ملی تو فرمایا ترجمہ شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام جیسے بیٹے عطا کئے حقیقت یہ کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے۔ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے رفقاء بنت بتویل بن الیاس سے نکاح کیا ان کے لطن سے عیسیٰ اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے یہ دونوں جڑواں تھے ان میں عیسیٰ بڑے تھے پھر عیسیٰ کا نکاح اپنی بیچازاد بہن بسمہ بنت اسماعیل بن ابراہیم سے ہوا ان کے لطن سے روم بن عیسیٰ پیدا ہوئے چنانچہ بنو اسفرومی سب ان کی اولاد ہیں۔

حضرت یعقوب - اسرائیل علیہ السلام کا بیان -

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اسرائیل کہتے ہیں۔ ان کا نکاح اپنے ماموں زاد بہن لیان بنت لیان بن بتویل سے ہوا جن سے آپ کے بیٹے روبیل، شمعون، لاوی، یہودا، بالون، یسحر اور دینہ بیٹی ہوئی۔ یسحر کا اصل نام یسحر ہے۔ لیان بنت لیان کے وصال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی بہن راحیل بن لیان سے نکاح کیا جس کے لطن سے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین پیدا ہوئے۔ عربی میں بنیامین کے معنی ہیں شداد۔ اسی طرح آپ کی دو کنیزوں۔ زلفہ اور بلبلہ سے چار بیٹے پیدا ہوئے جن کا نام دان بن یعقوب، نفتالی بن یعقوب، جاد بن یعقوب اور شیر بن یعقوب پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ اہل تورات کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام کی بیوی رقتا، ناہر بن آذر یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی چچا زاد بھئی اور ان سے عمیس اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے یہ دونوں جڑواں تھے جب یعقوب علیہ السلام جوان ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے ان سے کہا کہ وہ کنعانی عورت سے نکاح نہ کریں بلکہ اپنے ماموں لیان بن ناہر کی کسی لڑکی سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا نکاح کا ارادہ ہوا تو اپنے ماموں لیان بن ناہر کے ہاں نکاح پیغام لے کر چل پڑے۔ راستے میں انہیں رات ہو گئی اور وہ ایک پتھر سر کے نیچے رکھ کر سو گئے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی آسمان کے دروازے کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور اس سے ملائکہ نیچے اتر رہے ہیں اور اوپر جا رہے ہیں اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے ہاں پہنچے اور ان کی بیٹی راحیل کیلئے نکاح کا پیغام دیا ان کی دو بیٹیاں تھیں جن میں سے بڑی کا نام بان اور چھوٹی راحیل تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کے ہاں سات سال بکریاں چرائیں تو پھر اس کے موموں نے اپنی بڑی بیٹی لیا کا نکاح کر دیا اس کے بعد پھر سات سال بکریاں چرائیں تو پھر راحیل کا نکاح کیا۔ اس وقت شریعت میں دو بیہنیں ایک خاوند کو دینا جائز تھا۔ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تورات کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔ قرآن مجید نے بھی ایک خاوند کے ساتھ دو بیہنوں کا نکاح حرام کر دیا۔ وَأَنْ تَبْغِلُوا ذَيْنِ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ﴿۲۳﴾ سورۃ النساء آیت ۲۳ ترجمہ اور دو بیہنیں جمع کرنا مگر جوگزرا۔ یعنی اور یہ بات بھی تم پر حرام کی گئی ہے کہ تم دو بیہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھو مگر جوگزشتہ دور میں ہو چکا۔ لیا کے لطن سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چارے بیٹے روبیل، یہودا، شمعون اور لاوی پیدا ہوئے۔ اور راحیل کے لطن سے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین اور چند بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بنیامین کی ولادت کے وقت ہی راحیل کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور عمیس کی ولادت کے بعد سو سال تک حیات رہے اور ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے صاحبزادوں نے آپ کی قبر آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں بنائی جو جرون نامی بستی میں ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی کل عمر ایک سو پینتالیس سال ہوئی آپ کے صاحبزادے اور ان کی اولاد کو وہ حسن دیا تھا کہ باقی لوگوں میں سے کسی کو نہیں ملا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عرب میں رہائش پزیر ہوئے۔

وَأَمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۚ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ رَوَّايَا ۚ فَا تَقُون ۚ ﴿۲۴﴾ ترجمہ اور تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کیا اس کی تصدیق کرتا ہوں اور جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے انکاری نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ و: اور آمینوا: تم ایمان لاؤ: بہما: اس پر جو: أَنْزَلْتُ: میں نے اتارا: مُصَدِّقًا: سچا ثابت کرنے والا: لِمَا: اس کی جو: نَمَع: پاس: کُفُّ: تمہارے: نُو: اور: لَا: نہیں: تَكُونُوا: ہو جاؤ: أَوَّلَ: پہلے: کَافِرٍ: انکاری: بِهِ: اس کے: نُو: اور لا: نہیں: تَشْتَرُوا: عوض نہ لو۔ بدلے نہ لو: بِآيَاتِي: میری آیتوں: ثَمَنًا: ثمن: قیمت: قَلِيلًا: کم: وَايَا: اور مجھ ہی سے: فَا تَقُون: تقون: خوف کھاؤ ڈرو۔

وَأَمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ شان نزول۔ کعب بن اشرف نے ایک دن احبار یہود کو کہا یعنی یہودیوں کے عالموں کو کہ تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے حق میں کیا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ تو نبی ﷺ ہیں کعب بن اشرف نے کہا تمہارا وہ انعام و صلہ جو مجھ سے ملتا تھا آج کے دن سے ختم ہے۔ اگر اس کے خلاف ثابت کرو تو پھر تمہارا انعام و صلہ بدستور جاری رہے گا۔ بعض اہل کتاب عز کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے جواب دیا ہے، ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دو ہم تورات کو دیکھ کر جواب دیں گے کچھ دیر بعد انہوں نے کعب بن اشرف کو تورات دکھائی جہاں حضرت محمد ﷺ کی نعت شریف لکھی تھی انہوں نے وہاں دجال کی تعریف لکھ دی پھر کعب بن اشرف کو سنائی۔ کعب بن اشرف نے ہر ایک کو ایک صاع جو اور چار گز کپڑا عطیہ دیا۔ اسی لیے مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ بود را نجل نام مصطفیٰ آں سر پیغمبر اہر جحر صفا بود ذکر حلیہا و شکل او بود ذکر عز و صوم و اکل او ترجمہ انجیل میں رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی تھا وہ بحر صفا اور سرتاج رسل ہیں آپ ﷺ کا حلیہ اور شکل مز کو قسی آپ کا کھانا پینا اور روزہ وغیرہ مندرج تھا۔ روح البیان۔ خازن قرآن مجید پر ایمان لاؤ۔ وفائے عہد کے لیے اصل رکن مقصود ایمان ہی ہے۔ یہ کتاب تورات اور پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اہل کتاب کے پاس ہیں۔ یہ قرآن مجید ان سابقہ کتابوں کے مطابق نازل ہوا ہے۔ یہ توحید، قصص، مواعد، عدل بین الناس، نبی عن المعاصی والفواحش، امر عبادت اور رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور نبوت کا حکم دیتا ہے۔ یہی کتب سابقہ میں ہے۔ پہلے اترنے والی اشیاء اگر بعد میں آئیں تو بعد ازلے وقت کے مطابق ہو تیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لو کان موسیٰ حیاً لما وسعه الا اتباعی ترجمہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہ ہوتی۔ مصدقا لما معکم کی قید اس حقیقت پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے کہ سابقہ کتابوں کی اتباع اس کتاب قرآن مجید پر ایمان لانے کے معنای نہیں بلکہ ان کی اتباع اس پر ایمان لانے کا موجب ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ کہ اگر اس کے پہلے انکاری نہ بنو یعنی قرآن مجید پر ایمان لاؤ ﴿یٰہٰی﴾ بیضاوی۔ خازن انجیل میں محمد ﷺ کا اسم گرامی تھا، روزوں، غزوات اور کھانے پینے کا ذکر بھی تھا۔ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿۳﴾ سورۃ آل عمران آیت ۳ ترجمہ اس نے تم پر بھی کتاب نازل کی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور اس نے اس سے پہلے تورات

اور انجیل نازل کی۔ حضرت قتادہ سے منقول ہے امنوا بما انزلت سے مراد وہ کتاب اور رسول ہے جس کا ذکر تم تورات اور انجیل میں پاتے تھے ﴿کبیر﴾ یہود کو بتایا جا رہا ہو کہ قرآن مجید کی تکذیب تورات اور انجیل کی تکذیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام باتیں بتادیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو نہ ماننا درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ ماننا ہے۔ عن مجاہد فی قول اللہ تعالیٰ ذکرہ وامنوا بما انزلت مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ یَقُولُ بِمَا انزلت القرآن۔ مصدقاً لما معکم التوراة والا انجیل ﴿طبری﴾ مجاہد سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں بما انزلت سے مراد قرآن ہے اور ما معکم سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ عن ابی العالیہ وامنوا بما انزلت مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ یَقُولُ یا معشر اهل الكتاب امنوا بما انزلت علی محمد ﷺ مصدقاً لما معکم یقول لا نهم یجدون محمد ﷺ مکتوباً عندہم فی التوراة والا انجیل ﴿طبری﴾ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اے اہل کتاب ایمان لاؤ جو میں نے محمد ﷺ پر اتارا ہے جبکہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو پہلے تمہارے پاس کیونکہ تم تورات اور انجیل میں آپ ﷺ کا ذکر کر پڑھتے ہو۔ پس تم محمد ﷺ کا انکار کرنے والے نہ ہو جاؤ اور میری آیات کے سکھانے پر اجرت نہ لو

قال ابن جریر فی قوله ولا تکونوا اول کافر بہ۔ بالقرآن ترجمہ ابن جریج روایت کرتے ہیں کہ کافر بہ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے ﴿طبری۔ در المنثور﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو عن ابی العالیہ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا یَقُولُ لَا تَاْخَذُوا عَلَیْهِ اجْرًا قال وهو مکتوب عندہم فی الكتاب الاول یا بن ادم علم مجانا کما علمت مجانا ﴿طبری﴾ ابوالعالیہ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا کے متعلق فرماتے ہیں جو تعلیم دیتے ہو اس پر اجرت نہ لو کیونکہ علماء اور حکماء کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس پائیں گے اے ابن آدم مفت تعلیم دو جس طرح تجھے بغیر کسی معاوضہ کے علم کی نعمت میسر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا ثمن نہ لو۔ ان کے متعلق دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ علماء یہود کو اپنی قوم میں سردار حاصل تھے اور ان کو قوم سے ہدیے اور محصول وصول ہوتے تھے لہذا ان کو اندیشہ ہوا کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں تو وہ سب چیزیں ہاتھ سے جاتی رہیں گی اس لیے انہوں نے اس دنیاوی مال کو اتباع پر ترجیح دی۔ دوسرا قول ہے کہ وہ حق بات کو چھپا کر اور اس میں تحریف کر کے رشوتیں وصول کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو سب سے پہلے ان کی تکذیب کرنے والے مدینہ کے یہودی تھے پھر بنو قریظہ اور بنو نضیر پھر خیبر والے پھر ان کے تابع ہو کر تمام یہود نے تکذیب کی فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ﴿پ سورة البقرة آیت ۸۹﴾ ترجمہ تو تشریف لایا ان کے پاس وہ پہنچا نا اس سے انکاری ہو بیٹھے۔

وَإِيَّايَ فَاتَّقُون۔ اور مجھ سے ڈرو۔ فَاتَّقُون۔ تقویٰ سے ہے۔ اور تقویٰ رُحْبَہ کے قریب معنی دیتا ہے۔ دونوں کا مطلب ڈرنا ہے۔ رُحْبَہ۔ اس ڈر کو کہتے ہیں جس میں غم و الم اور بے چینی بھی ہو۔ اور تقویٰ کا معنی ہے۔ جعل النفس فی وقایہ مما تخاف ترجمہ جس شے سے ڈرائے اس سے اپنا بچاؤ کرنا ﴿خازن۔ روح البیان۔ قرطبی۔ بیضاوی۔ کبیر﴾

تعلیم قرآن، امام اور اذان کے لیے تنخواہ لینا جائز ہے۔

تعلیم قرآن، تعلیم حدیث، تعلیم، فقہ، امامت اور اذان پر اجرت لینا جائز ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق اس آیت سے نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ایک الگ ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جائز ہے بعضوں نے کہا ہے ناجائز ہے۔ جنہوں نے کہا جائز ہے وہ یہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سنبھالی تو انہوں نے فرمایا میری قوم کو خبر ہے میرا کاروبار یعنی تجارت میرے گھر والوں کی کفالت کے لیے کافی تھی۔ اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں آج کے دن سے میرے اہل و عیال بیت المال سے کھائیں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے لیے کاروبار کرے گا ﴿بخاری﴾ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلافت کے والی بنے تو وہ اپنے معمول کے مطابق سر پر کپڑے اٹھائے اور بازار کی طرف بیچنے نکلے راستے میں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم ملے تو انہوں نے کہا یہ کپڑے لے کر کہاں جا رہے ہو حالانکہ آپ تو مسلمانوں کے خلیفہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ کپڑے نہ تپتوں تو اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ ان دونوں نے کہا ہم تمہارے لیے تنخواہ مقرر کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کے لیے ہر دن نصف بکری مقرر کر دی ﴿بخاری﴾ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو مسلمانوں نے دو ہزار درہم تنخواہ مقرر کی آپ نے فرمایا میرے اہل و عیال کا خرچہ زیادہ ہے میرا وظیفہ اس سے زیادہ ہونا چاہیے اس کے بعد مسلمانوں نے پانچ سو درہم زیادہ کر دیے ﴿عمدة القاری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جن اشیاء پر تم اجرت وصول کرتے ہو ان میں اجرت کی سب سے زیادہ حقدار اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یعنی قرآن مجید اِنَّ اَحَقَّ مَا اخَذَ عَلَيْهِ اجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ ﴿بخاری﴾ اس اجرت کے متعلق میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر دم کر کے اجرت لینی جائز ہے۔ جیسے کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سردار پر سورة الفاتحہ پڑھ کر دم کیا جس کو بچھوڑا تھا اس کو آرام آ گیا تو سردار سے تمیں بکریاں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تمام بات بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حصہ بھی کاؤ ﴿بخاری۔ ترمذی﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن پڑھانے میں اور آنے جانے میں جو وقت لگے گا اس کی اجرت جائز ہے۔ اگر تمام حفاظ کرام پڑھنا چھوڑ دیں تو قرآن مجید کی تعلیم ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷۰ گنا نمازیں، خطابت اور جمعہ پڑھاتے تھے اور خلافت بھی کرتے تھے اور وظیفہ بھی لیتے تھے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، احمد، ابو ثوری اور اکثر علماء کرام نے قرآن کی تعلیم پر اجرت جائز قرار دی ہے۔ قرآن مجید، امامت، اذان، حج اور دیگر عبادات پر اجرت لینی جائز ہے۔ پہلے وقت کے علماء کرام کو وظیفہ دیے جاتے تھے اب نہیں ہیں اس لیے متاخرین فقہاء احناف نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ یہ مسئلہ کتابوں میں موجود ہے ﴿ہنا یہ شرح ہدایہ۔ الدر المختار علی رد المحتار۔ بحر الرائق﴾

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینی ناجائز ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے وہ اسے نہیں سیکھتا مگر اس لیے کہ اس کے عوض دنیا کا مال حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبوئیں سونگھے گا ﴿الوداؤد﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ معلمین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کا درہم حرام ہے ان کا کپڑا حرام ہے اور ان کا کلام ریا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث علی بن عاصم نے حماد بن سلمہ سے انہوں نے ابو جریہم سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ابو جریہم مجہول غیر معروف راوی ہے۔ حماد بن سلمہ کسی ایسے راوی سے روایت نہیں کی جس کو ابو جریہم کہا جاتا ہو انہوں نے ابو جریہم سے روایت کی ہے اور وہ بھی متروک الحدیث ہے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معلمو صبیبا نکم شرار کم اقلہم رحمة با لیتیم واغلظہم علی المسکین۔ ترجمہ تمہارے بچوں کے استاذ تڑہ تمہارے بڑے لوگ ہیں جو یتیم پر رحمت کم کرتے ہیں اور مسکین پر زیادہ سختی کرتے ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وہ سعید بن طریف نے حضرت عکرمہ سے اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور سعید متروک راوی ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا میں نے اہل کوفہ میں سے بعض لوگوں کو قرآن اور کتابت سکھائی ان میں ایک شخص نے مجھے ایک کمان دی میں نے کہا یہ مال میں نہیں ہے میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کروں گا میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر تجھے پسند ہے کہ تجھ کو اس کے بدلے آگ کا طوق پہنایا جائے تو پھر قبول کر لے ﴿ابن ماجہ﴾ یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو ابوداؤد نے مغیرہ بن زیاد موصلی سے انہوں نے عبادہ بن نسی سے انہوں نے اسود بن ثعلبہ سے انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے مغیرہ اہل علم کے نزدیک معروف ہے لیکن اس کی بہت سی مناکیر احادیث ہیں یہ ان میں سے ایک منکر حدیث ہے۔ یہ ابو عمر نے کہا ہے پھر فرمایا یہی قوس یعنی کمان والی حدیث اہل علم کے نزدیک معروف ہے کیونکہ یہ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسندوں سے روایت کی گئی ہے اور حضرت ابی بن کعب سے موسیٰ بن علی عن ابیہ ابی کے سلسلہ سے مروی ہے لیکن وہ منقطع ہے اس کے متعلق میں کوئی ایسی حدیث نہیں نقل کی جہت سے جس پر عمل واجب ہو اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی کی حدیث تاویل کا احتمال رکھتی ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ پہلے انہوں نے رضائے اہلی کے لیے تعلیم دی ہو پھر اس پر اجرت لی ہو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے فرمایا لوگوں میں سے بہتر اور جویز میں کی سطح پر چل رہے ہیں ان میں سے بہتر استاذ ہیں جب بھی دین بوسیدہ ہونے لگا تو انہوں نے اسے جلا بخشی تم انہیں اجرت پر نہ لو کہ تم انہیں تنگ کرو کیونکہ معلم جب بچے کو کہتا ہے پڑھ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ اس سے بچے کی برأت اور اس کے والدین کی برأت لکھ دیتا ہے۔ ماہ رمضان میں اجرت پر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کے متعلق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہوگی فرضوں میں اس کے لئے سخت کراہت ہے۔ امان اور امانی نے فرمایا اس کی نماز ہی نہیں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگردوں نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا يَتَعَلَّمَهُ إِلَّا يَصِيبَ بِهِ غَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ غُرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ جو شخص علم حاصل کرتا ہے اس میں رضائے اہلی مقصود نہیں محض دنیا مطلوب ہے تو قیامت میں اسے جنت کے بالا خانے نصیب نہیں ہوں گے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ ﴿٢٥﴾ ترجمہ اور تم نہ حق کو باطل کے ساتھ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ وَلَا : اور نہ : تَلْبِسُوا : ملاؤ : الْحَقُّ : سچ : جھوٹ : بَاطِلٌ : باطل : تَكْتُمُوا : نہ چھپاؤ۔ نہ مخفی رکھو : الْحَقُّ : سچ : وَأَنْتُمْ : اور تم : جبکہ تم : تَعْلَمُونَ : جانتے ہو۔ وَلَا تَلْبِسُوا : تَلْبِسُوا : لبس سے بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے غلط۔ لبست علیہ الامر والبسه ﴿قرطبی﴾ وَلِلْبَنَانِ عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ﴿پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۹﴾ ترجمہ اور ان پر وہی شک رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔ قال ابو جعفر یعنی بقولہ وَلَا تَلْبِسُوا لَا تَخْلَطُوا۔ واللّبس هو الخط، يقال منه۔ لبست علیہ هذا الامر البسه لبسا، اذا خلطته علیہ۔ كما حد ثنا عن المنجاب نعن بشر، عن ابی رؤف، عن الضحاک، عن ابن عباس فی قوله وَلِلْبَنَانِ عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ﴿پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۹﴾ یقول لخلطنا علیہم ما یخلطون ﴿طبری﴾ امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ۔ یہودیت اور نصرانیت کو اسلام کے ساتھ ملتیس نہ کرو تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین وہ ہے جس کے علاوہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا اور اس کے بغیر جزا نہیں دیتا وہ دین اسلام ہے۔ یہودیت و نصرانیت بدعت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور انہیں نے محمد ﷺ کو چھپایا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تورات و انجیل میں آپ ﷺ کا ذکر پڑھتے رہتے ہیں کہ آپ نبی کا نہیں حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے ان کے لئے حلال کریں گے اور ناپاک چیزوں کو حرام کریں گے ﴿الدر المنثور﴾ کما حد ثنا ابو کریب، قال حد ثنا عثمان بن سعید قال حد ثنا بشر بن عمار، عن ابی رؤف عن الضحاک عن ابن عباس۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ۔ کا معنی ہے کہ سچائی کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ۔ حضرت ابو زید سے مذکورہ الفاظ کی تفسیر نقل کی ہے کہ حق سے مراد تورات ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور باطل سے مراد وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے۔ حدثنی موسیٰ قال حد ثنا عمر بن حماد قال حد ثنا اسباط عن السدی۔ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ قال الحق هو محمد ﷺ سدی سے روایت کی ہے کہ حق سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے۔ بِالْبَاطِلِ۔ باطل میں اظہر یہی ہے کہ بالاستعانت کی ہے۔ یعنی مدد کا معنی دیتی ہے۔ جیسے۔ کتبت بالقلم۔ قلم کی مدد سے لکھو۔ مفہوم یہ ہوگا حق کو ان شہادت کے ساتھ غلط ملاؤ نہ کرو ﴿کبیر﴾ و جاد گوا بِالْبَاطِلِ لِيُذْ حُضُّوا بِهِ الْحَقُّ ﴿پ ۲۴ سورۃ غافر آیت ۵﴾ ترجمہ اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حق کو ٹال دیں۔ حدثنی السثنی، قال حد ثنا آدم قال حد ثنا ابو جعفر عن الربیع عن ابی العالیة یقول لا

نماز میں نیت کرنے کا بیان

نیت نماز میں داخل ہونے کے ارادہ کو کہتے ہیں اور شرط اس کی یہ ہے کہ دل میں جانتا ہو کہ کوئی نماز پڑھتا ہے اور کم سے کم اتنا ہو کہ اگر اس سے پوچھیں کہ کوئی نماز پڑھتا ہے تو بغیر سوچے فوراً جواب دے دے اور اگر بغیر تامل کے جواب نہیں دے سکتا تو بنا جائز نہ ہوگی زبان سے کہنے کا کچھ اعتبار نہیں پس اگر زبان سے بھی اس لئے کہ لیا کہ دل کے ارادہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو بہتر ہے ﴿کانی﴾۔ عالمگیری ﴿اور جو شخص حضور قلب سے عاجز ہے اس کو زبان سے کہ دینا کافی﴾۔ زہدی۔ عالمگیری ﴿اور فقط نماز کی نیت کر لینا نفل اور سنت اور تراویح کے لئے کافی ہے یہی صحیح ہے﴾۔ متنبین۔ عالمگیری ﴿تراویح کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل کی نیت کرے﴾۔ مدنیہ المصلی۔ عالمگیری ﴿اور سنتوں میں احتیاط یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ متابعت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نماز پڑھتا ہوں﴾۔ ذخیرہ۔ عالمگیری ﴿واجب اور فرض نمازیں فقط نماز کی نیت سے بالا جماع جائز نہیں ہو تیں﴾۔ غیاثیہ۔ عالمگیری ﴿دل میں یقین کرنا ضروری ہے پس یوں میں آج کے دن کی ظہر کی یا آج کے دن کی عصر کی یا اس وقت کے فرض کی یا اس وقت کے ظہر کی نیت کرتا ہوں﴾۔ شرح مقدسہ۔ عالمگیری ﴿صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہیں اور اگر فرض وقت کی نیت کرے تو جائز ہوگی۔ مگر جمعہ میں جائز نہ ہو گیا اور جمعہ کے دن کے سوا ظہر میں نیت کرے تو کہا گیا ہے جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور فرض وقت کی نیت اس وقت جائز ہے جب وہ وقت میں یہ نیت کرے تو کہا گیا ہے جائز ہے اور صحیح ہے اور فرض وقت کی نیت اس وقت جائز نہیں﴾۔ سراج الوہاب ہے جب وہ وقت میں نماز پڑھتا ہو لیکن اگر وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور اس کو وقت نکل جانے کی خبر نہیں اور فرض وقت کی نیت کی تو جائز نہیں﴾۔ سراج الوہاب۔ عالمگیری ﴿اگر آج کے دن ظہر کی نیت کی تو جائز ہے اگرچہ وقت نکل گیا ہو اور تدریس سے اس شخص کے لئے جس کو خروج وقت میں شک ہو﴾۔ متنبین۔ عالمگیری ﴿جنازہ کی نماز میں نیت کرے نماز اللہ تعالیٰ کے واسطے اور دعائیت کے واسطے ہے اور عیدین میں صلوٰۃ عید کی اور وتر میں صلوٰۃ وتر کی نیت کرے﴾۔ زہدی ﴿وتر میں یہ نیت نہ کرے کہ وہ واجب ہے اس لئے کہ اس میں اختلاف ہے﴾۔ غیاثیہ۔ متنبین ﴿اور اسی طرح زمر کی نماز میں اور طواف کی دونوں رکعتیں میں تعین شرط ہے﴾۔ بحر الرائق۔ عالمگیری ﴿یہاں تک کہ اگر پا چ رکعتوں کی نیت کی اور چوتھی رکعت میں بیٹھ گیا تو جائز ہے اور پانچویں رکعت کی نیت لغوی ہو جائے گی﴾۔ شرح مدنیہ المصلی ﴿اور کعبہ کی طرف کو منہ کرنے کی شرط نہیں ہے صحیح ہے ن اور اسی پر فتویٰ ہے﴾۔ مضمرات۔ عالمگیری ﴿قضا کی نماز میں بھی تعین شرط ہے﴾۔ فتح القدیر۔ عالمگیری ﴿اگر بہت سی نمازیں فوت ہو گئیں اور قضاء پڑھنے میں مشغول ہو تو ضرور ہے کہ ظہر اور عصر وغیرہ کی تعین کرے اور یہ بھی نیت کرے کہ فلاں روز کی ظہر اور فلاں روز کی عصر پڑھتا ہے یہ صحیح ہے﴾۔ فتاویٰ قاضیاں۔ ظہریہ۔ عالمگیری ﴿اور اگر آسانی چاہے تو نیت کرے کہ پہلی ظہر جو اس پر ہے﴾۔ فتاویٰ قاضیاں۔ ظہریہ۔ متنبین۔ عالمگیری ﴿اگر نفل کی نماز شروع کرے کہ تو زدی تو اس کی قضا کا بھی تعین کرے اگر قضا میں ہفتہ کے روز کی نماز کی نیت کی تھی پھر معلوم ہوا کہ قضا اتار کے دن تھی یا اسے برعکس تھا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور وقت کی نماز میں ایسی صورت ہو تو جائز ہے﴾۔ زہدی۔ عالمگیری ﴿دل میں ظہر کی نیت تھی اور اس کی زبان سے عصر نکل گیا تو جائز ہے﴾۔ شرح مقدسہ۔ قبیہ۔ عالمگیری ﴿کسی آدمی نے فرض نماز شروع کی پھر اس کو یہ گمان ہو گیا کہ نفل پڑھتا ہوں اور نفل کی نیت میں نماز مکمل کر لی تو وہ نماز فرض ادا ہوئی اور اگر اس کے برعکس ہوا تو جواب بھی برعکس ہوگا﴾۔ فتاویٰ قاضیاں۔ عالمگیری ﴿اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر نفل کی نماز کی یا عصر کی نماز کی یا جنازہ کی نماز کی نیت کر لی اور تکبیر کہی تو پہلی نماز سے نکل گیا اور دوسری نماز شروع ہوگی اور اگر تکبیر نہ کہے صرف نیت کرے تو نماز سے نہیں نکلتا﴾۔ تاتارخانیہ۔ عتا بیہ۔ عالمگیری ﴿اگر ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو وہ نماز اسی طرح رہے گی اور وہ رکعت جائز ہو جائے گی یہ اس وقت ہے کہ جب نیت صرف دل سے کرے لیکن اگر اس نے زبان سے بھی کہا کہ میں ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں تو نماز ٹوٹ جائے گی اور وہ رکعت جائز نہ ہوگی﴾۔ خلاصہ۔ عالمگیری ﴿اگر نفل نماز کی نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو فرض نماز شروع ہوگی﴾۔ فتاویٰ قاضیاں ﴿جو آدمی تنہا نماز پڑھتا ہے اس کو تین چیزوں کی نیت ضروری ہے اول یہ کہ اللہ کے واسطے نماز پڑھتا ہے تعین اس بات کا کہ کوئی نماز ہے تیسرے قبلہ کی نیت کرنا تاکہ سب کے نزدیک جائز ہو جائے﴾۔ خلاصہ۔ عالمگیری ﴿اور امام بھی وہی نیت کرے جو اکیلا نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے اور امامت کی نیت کی کچھ ضرورت نہیں یہاں تک کہ اگر اس نے یہ نیت کی کہ فلاں آدمی کی امامت نہیں کرتا اور اس آدمی نے اگر اس کے پیچھے اقتداء کر لی تو جائز ہے﴾۔ فتاویٰ قاضیاں۔ عالمگیری ﴿عورتوں کا امام بغیر نیت کے نہیں ہو سکتا﴾۔ محیط۔ عالمگیری ﴿اگر مقتدی ہے اکیلا نماز پڑھنے والے کی سی نیت کرے اور اس کے علاوہ نیت اقتداء کی بھی کرے اس واسطے کہ اقتداء بغیر نیت کے جائز نہیں﴾۔ فتاویٰ قاضیاں۔ عالمگیری ﴿اگر یہ نیت کی کہ امام کی نماز شروع کرتا ہوں یا امام کی نماز میں اس کا اقتداء کرتا ہوں تو جائز ہے اور یہی حکم ہے اس صورت میں اگر اس نے امام کے اقتداء کی نیت کی اور کچھ نیت نہ کی یہی اصح ہے﴾۔ معراج الدرایہ۔ عالمگیری ﴿اور اگر امام کی نماز یا امام کے فرض کی نیت کی تو کافی نہیں﴾۔ متنبین۔ عالمگیری ﴿اور افضل یہ ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہہ چکے تو اس وقت اقتداء کی نیت کرے تاکہ نماز میں امام کا اقتداء ہو اگر اس وقت اقتداء کی نیت کی کہ جب امام امامت کی جگہ کھڑا ہو تو عامہ علماء کے نزدیک جائز ہے اور شیخ امام زہد اسماعیل اور حاکم عبدالرحمن کا تب اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور یہی اجود ہے﴾۔ محیط۔ عالمگیری ﴿اگر اس نے امام کی نماز میں شروع کرنے کی نیت کی اور امام نے ابھی تک نماز نہیں شروع کی اور وہ اس بات کو جانتا ہے تو جب امام نماز شروع کرے گا تب اس کی وہی نماز شروع ہو جائے گی﴾۔ محیط۔ فتاویٰ قاضیاں۔ عالمگیری ﴿اگر امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کی اور اس کو یہ گمان ہے کہ امام نماز شروع کر چکا حالانکہ امام نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی تو جائز نہ ہوگا اور اسی کو اختیار کیا ہے﴾۔ قاضیاں۔ شرح مدنیہ المصلی۔ عالمگیری ﴿اور اگر امام کا اقتداء کیا اور امام کی نماز کی نیت کر لی اور یہ نہیں جانتا کہ امام کس نماز میں ہے ظہر میں ہے یا جمعہ میں تو کوئی سی نماز جائز ہو جائے گی اور اگر صرف امام کی اقتداء کی نیت کی اور امام کی نماز کی نیت نہ کی اور اسے ظہر کی نیت کی اور امام جمعہ پڑھتا تھا تو نماز جائز نہ ہوگی اور اگر مقتدی اپنے واسطے آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ امام کے پیچھے امام کی نماز پڑھتا ہوں یا یہ نیت کرے کہ امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہوں جو امام پڑھتا ہے﴾۔ محیط۔ عالمگیری ﴿اگر جمعہ کی نماز میں امام کے اقتداء کی نیت کی اور ظہر اور جمعہ دونوں کے ساتھ کر لی تو بعضوں نے اس کو جائز رکھ کر نیت جمعہ کو بسبب اقتداء کی ترجیح دی ہے اور اگر امام اقتداء کی نیت کی اور یہ اس کو خیال نہیں کہ وہ طالب ہے یا معطر ہے یا اس کو یہ گمان ہے کہ وہ طالب ہے اور وہ معطر تھا تو اقتداء صحیح ہو جائے گا﴾۔ قاضیاں۔ عالمگیری ﴿اگر مقتدی کو امام نظر آتا تھا اور اس نے کہا میں اس امام کا اقتداء کرتا ہوں اور وہ عبد اللہ ہے یا امام نظر نہیں آتا تھا اور اس نے کہا میں اس امام کی اقتداء کی نیت کرتا ہوں جو محراب میں کھڑا ہے اور وہ عبد اللہ ہے اور امام یا سر تھا تو نماز جائز ہوگی﴾۔ محیط۔ عالمگیری ﴿اگر یہ نیت کی کہ میں زید کا اقتداء کرتا ہوں اور امام عمر تھا تو جائز نہیں﴾۔ متنبین۔ عالمگیری ﴿اور جب جماعت بڑی ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ کسی کو امام معین نہ

کرے اور اسی طرح جنازہ کی نماز میں میت کو معین نہ کرے ﴿ظہر یہ۔ عالمگیری﴾ نمازی چھ طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ فرضوں اور سنتوں کو جانتا ہو اور فرض کے معنی وہ جانتا ہو کہ اس کے کرنے میں ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ کرنے میں عذاب کا مستحق ہوگا اور چھوڑنے میں عذاب نہ کیا جائے گا اس نے صرف فجر یا ظہر کی نیت کی تو کافی ہے اور ظہر کی نیت بجائے فرض کی نیت کے ہو جائے گی۔ دوسرے وہ شخص کہ یہ سب جانتا ہو اور نماز فرض کے ارادہ فرض کا کر کے نیت باندھی لیکن اتنی بات نہیں جانتا کہ اس وقت میں کتنے فرض اور سنت ہیں تو اس کی نیت جائز ہے تیسرے وہ شخص کہ فرض کی نیت کرے اور فرض کے معنی نہیں جانتا اس کی نیت جائز نہیں۔ چوتھے وہ شخص کہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اس میں کچھ فرض اور کچھ سنتیں ہیں اور جس طرح اور لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتا ہے اور فرض و نفل میں تمیز نہیں کرتا تو جائز نہیں۔ پانچویں وہ آدمی جس کا یہ اعتقاد ہے کہ سب نمازیں فرض ہیں تو اس کی نماز جائز ہے چھٹے وہ شخص کہ جس کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی ہے لیکن وہ نماز کے وقتوں میں نماز پڑھتا ہے تو نماز ادا نہیں ہوگی ﴿تقیہ۔ عالمگیری﴾ جو شخص فرض و نفل میں فرق نہیں جانتا اور ہر نماز میں فرض کی نیت کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے ان نمازوں میں اقتدا جائز ہے جن سے پہلے سنتیں نہیں جیسے عصر اور مغرب اور عشاء اور ان نمازوں میں جائز نہیں جن سے پہلے سنتیں ہیں جیسے فجر اور ظہر ﴿فتاویٰ قاضیخان۔ شرح مدنیہ۔ عالمگیری﴾ ہمارے فقہاء کا اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ ہو ﴿فتاویٰ قاضیخان﴾ اور نیت جو تکبیر سے پہلے ہو اگر اس کے بعد کوئی ایسا عمل نہ پایا جائے جو اس کو قطع کر دے اور وہ عمل وہ ہے جو نماز کے لائق نہیں تو ایسی نیت بھی مثل اسی نیت کے ہے جو تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے ﴿کافی۔ عالمگیری﴾ یہاں تک کہ اگر نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد کی طرف چلا پھر تکبیر کہی اور اس وقت دل میں نیت حاضر نہیں تھی تو جائز ہے کہ جو نیت تکبیر کے ہوا اس کا کچھ اعتبار نہیں ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ ریا فرضوں میں داخل نہیں ہوتی ﴿خلاصہ﴾ اگر نماز خالص اللہ کے واسطے شروع کی پھر اس کے دل میں ریا کا دخل ہوا تو اس کی نماز اسی طرح ہوگی جس طرح شروع کی تھی اور ریا اس کو کہتے ہیں کہ اکیلا ہو تو نماز پڑھے اور لوگوں کے سامنے ہو تو دکھانے کیلئے نماز پڑھتا ہے لیکن جو شخص لوگوں کے سامنے اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور اکیلے میں اچھی طرح نہیں پڑھتا اس کو اصل نماز کا ثواب مل جاتا ہے اچھی طرح پڑھنے کا نہیں ملتا ﴿مضمرات۔ عتابیہ۔ عالمگیری﴾ کوئی آدمی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور ان امام کو قعدہ میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلا قعدہ ہے یا اخیرہ ہے اور اس نے یوں نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہے تو میں اقتدا کرتا ہوں اور جو اخیرہ ہے تو اقتدا نہیں کرتا تو اس کی اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔ اگر اس نے نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہے میں نے فرض میں اقتدا کی اور اخیر قعدہ ہے تو نفل میں تو فرض میں اقتدا صحیح نہیں ہوگی ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اگر امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں جانتا کہ فرض پڑھتا ہے یا تراویح اور اس نے یوں کہا کہ اگر عشاء ہے تو میں اقتدا کرتا ہوں اور تراویح ہے تو نہیں کرتا تو وہ اقتدا صحیح نہیں ہوگی خواہ عشاء پڑھتا ہو یا تراویح اگر یوں کہا کہ عشاء ہے تو اقتدا کرتا ہوں اور تراویح ہے تو اقتدا کرتا ہوں پھر ظاہر ہوا کہ تراویح تھی یا عشاء تو اقتدا صحیح ہوگی ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾

نماز پڑھنے کا بیان

نماز پڑھنے کے متعلق یہ ہے کہ با وضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں انگلی کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ ان تک لے جائے کہ انگوٹھے کا کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے یوں کہ ذی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور انگلیاں کلائی کے اگل اور بغل اور ثناء پڑھے۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَدِّكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ترجمہ پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس ثناء کے پڑھنے کے بعد استعاذہ پڑھے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ترجمہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں میں شیطان مردود سے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔ پھر سورة الفاتحہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۲﴾ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴿۶﴾ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿۷﴾ ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب عالمین کا رب ہے۔ نہایت رحم کرنے والا بہت مہربان ہے۔ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا: پھر سورة الفاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہے پھر کوئی سورة یا تین آیتیں تلاوت کرے۔ یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو۔ اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹوں کو ہاتھ سے پکڑے اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ پیچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اور نچا نچا نہ ہو اور کم سے کم تین مرتبہ پڑھے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ترجمہ پاک ہے میرا رب عظمت والا۔ اس کے بعد سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ أَدَّاهُ ترجمہ اللہ نے اس بندے کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد یہ پڑھے۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ترجمہ اے ہمارے رب تیرے لیے سب تعریف ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر ترجمہ اللہ بہت بڑا ہے۔ پڑھتا ہوا سجدہ میں جائے۔ اس طرح پڑھے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سر رکھے نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ کی طرف جے ہوں اور ہتھیلیاں پیچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ترجمہ پاک ہے میرا رب بڑی عالی شان والا۔ کہے پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ اور دہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر کرے اور بائیں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کرے اور اسی طرح سجدہ کرے پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر قرأت شروع کرے۔ یا پھر یہ سورة اخلاص پڑھے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝۴۰ پھر اسی طرح رکوع اور سجدہ کر کے دہنا قدم کھڑا کر کے بائیں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور یہ پڑھے۔ الطُّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصُّلُوتُ
وَالطُّيْبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ ترجمہ سب سختیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لئے سلام حضور پر اے نبی اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں
پر سلام میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد
کہتے ہیں اور جب کلمہ لا کے قریب پہنچے دہانے ہاتھ کے درمیان کی انگلیاں اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے پھنکھلیاں اور اس کے پاس والی کو تھیلی سے ملائے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس
کو جنبش نہ دے اور کلمہ لا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرے اور اگر دوسرے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے
ساتھ ملا نضر و نہیں اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔ اے اللہ تعالیٰ درود پہنچا ہمارے محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو
سرا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ تعالیٰ برکت نازل فرما ہمارے محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو سرا ہوا بزرگ ہے۔ اس
کے پڑھنے کے بعد یہ پڑھے۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُّقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ صٰلِحٍ ذُرِّيَّتِيْ صَلَٰوةً رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۤءَ ۝۴۰ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيِّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۳۳﴾ سورۃ ابراہیم آیت ۴۱ ترجمہ اے میرے رب مجھے نماز (پہنچا گناہ) قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو (بھی نماز پڑھنے والا رکھ) اے
ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ ان کے پڑھنے کے بعد پھر
دہانے شانے کی طرف منہ کر کے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ کہے پھر بائیں طرف یہ کہے یہی طریقہ مذکورہ امام یا اکیلا مرد یا عورت کے پڑھنے کا ہے۔ اور سلام
پھیرے نے میں منہ اس قدر پھیرے کہ دونوں سلاموں میں دونوں طرف کے مقتدی اس کے رخساروں کو دیکھ لیں۔ اور جب دہانی طرف سلام پھیرے تو یہ نیت کرے کہ میں ان
مسلمانوں اور فرشتوں کو سلام کرتا ہوں جو اس طرف میں اسی طرح بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے فرشتوں کی نیت کرے اور پھر
مسلمانوں کی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ پہلے مسلمانوں کی نیت کرے پھر فرشتوں کی اور اگر مقتدی امام کے دہانی طرف ہے تو
پہلے سلام میں اول مسلمانوں کی نیت کرے پھر فرشتوں کی اور اگر امام کی بائیں طرف ہے تو پہلے سلام میں اول امام کی نیت کرے پھر مسلمانوں کی پھر فرشتوں کی اور دوسرے سلام
میں فقط مسلمانوں اور فرشتوں کی کرے اور اگر امام کے پیچھے ہی کھڑا ہے تو دونوں سلاموں میں امام اور مسلمانوں اور فرشتوں سب کی نیت کرے۔

نماز کے فرائض

نماز میں سات چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ اخیرہ (۷) خروج صحنہ۔

نماز کا پہلا فرض تکبیر تحریمہ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَارْكَعْ لَهُ تَكْبِيْرَةً الْاَفْتَا ح ۝۱ ۝۲ ۝۳ ۝۴ ۝۵ ۝۶ ۝۷ ۝۸ ۝۹ ۝۱۰ ۝۱۱ ۝۱۲ ۝۱۳ ۝۱۴ ۝۱۵ ۝۱۶ ۝۱۷ ۝۱۸ ۝۱۹ ۝۲۰ ۝۲۱ ۝۲۲ ۝۲۳ ۝۲۴ ۝۲۵ ۝۲۶ ۝۲۷ ۝۲۸ ۝۲۹ ۝۳۰ ۝۳۱ ۝۳۲ ۝۳۳ ۝۳۴ ۝۳۵ ۝۳۶ ۝۳۷ ۝۳۸ ۝۳۹ ۝۴۰ ۝۴۱ ۝۴۲ ۝۴۳ ۝۴۴ ۝۴۵ ۝۴۶ ۝۴۷ ۝۴۸ ۝۴۹ ۝۵۰ ۝۵۱ ۝۵۲ ۝۵۳ ۝۵۴ ۝۵۵ ۝۵۶ ۝۵۷ ۝۵۸ ۝۵۹ ۝۶۰ ۝۶۱ ۝۶۲ ۝۶۳ ۝۶۴ ۝۶۵ ۝۶۶ ۝۶۷ ۝۶۸ ۝۶۹ ۝۷۰ ۝۷۱ ۝۷۲ ۝۷۳ ۝۷۴ ۝۷۵ ۝۷۶ ۝۷۷ ۝۷۸ ۝۷۹ ۝۸۰ ۝۸۱ ۝۸۲ ۝۸۳ ۝۸۴ ۝۸۵ ۝۸۶ ۝۸۷ ۝۸۸ ۝۸۹ ۝۹۰ ۝۹۱ ۝۹۲ ۝۹۳ ۝۹۴ ۝۹۵ ۝۹۶ ۝۹۷ ۝۹۸ ۝۹۹ ۝۱۰۰ ۝۱۰۱ ۝۱۰۲ ۝۱۰۳ ۝۱۰۴ ۝۱۰۵ ۝۱۰۶ ۝۱۰۷ ۝۱۰۸ ۝۱۰۹ ۝۱۱۰ ۝۱۱۱ ۝۱۱۲ ۝۱۱۳ ۝۱۱۴ ۝۱۱۵ ۝۱۱۶ ۝۱۱۷ ۝۱۱۸ ۝۱۱۹ ۝۱۲۰ ۝۱۲۱ ۝۱۲۲ ۝۱۲۳ ۝۱۲۴ ۝۱۲۵ ۝۱۲۶ ۝۱۲۷ ۝۱۲۸ ۝۱۲۹ ۝۱۳۰ ۝۱۳۱ ۝۱۳۲ ۝۱۳۳ ۝۱۳۴ ۝۱۳۵ ۝۱۳۶ ۝۱۳۷ ۝۱۳۸ ۝۱۳۹ ۝۱۴۰ ۝۱۴۱ ۝۱۴۲ ۝۱۴۳ ۝۱۴۴ ۝۱۴۵ ۝۱۴۶ ۝۱۴۷ ۝۱۴۸ ۝۱۴۹ ۝۱۵۰ ۝۱۵۱ ۝۱۵۲ ۝۱۵۳ ۝۱۵۴ ۝۱۵۵ ۝۱۵۶ ۝۱۵۷ ۝۱۵۸ ۝۱۵۹ ۝۱۶۰ ۝۱۶۱ ۝۱۶۲ ۝۱۶۳ ۝۱۶۴ ۝۱۶۵ ۝۱۶۶ ۝۱۶۷ ۝۱۶۸ ۝۱۶۹ ۝۱۷۰ ۝۱۷۱ ۝۱۷۲ ۝۱۷۳ ۝۱۷۴ ۝۱۷۵ ۝۱۷۶ ۝۱۷۷ ۝۱۷۸ ۝۱۷۹ ۝۱۸۰ ۝۱۸۱ ۝۱۸۲ ۝۱۸۳ ۝۱۸۴ ۝۱۸۵ ۝۱۸۶ ۝۱۸۷ ۝۱۸۸ ۝۱۸۹ ۝۱۹۰ ۝۱۹۱ ۝۱۹۲ ۝۱۹۳ ۝۱۹۴ ۝۱۹۵ ۝۱۹۶ ۝۱۹۷ ۝۱۹۸ ۝۱۹۹ ۝۲۰۰ ۝۲۰۱ ۝۲۰۲ ۝۲۰۳ ۝۲۰۴ ۝۲۰۵ ۝۲۰۶ ۝۲۰۷ ۝۲۰۸ ۝۲۰۹ ۝۲۱۰ ۝۲۱۱ ۝۲۱۲ ۝۲۱۳ ۝۲۱۴ ۝۲۱۵ ۝۲۱۶ ۝۲۱۷ ۝۲۱۸ ۝۲۱۹ ۝۲۲۰ ۝۲۲۱ ۝۲۲۲ ۝۲۲۳ ۝۲۲۴ ۝۲۲۵ ۝۲۲۶ ۝۲۲۷ ۝۲۲۸ ۝۲۲۹ ۝۲۳۰ ۝۲۳۱ ۝۲۳۲ ۝۲۳۳ ۝۲۳۴ ۝۲۳۵ ۝۲۳۶ ۝۲۳۷ ۝۲۳۸ ۝۲۳۹ ۝۲۴۰ ۝۲۴۱ ۝۲۴۲ ۝۲۴۳ ۝۲۴۴ ۝۲۴۵ ۝۲۴۶ ۝۲۴۷ ۝۲۴۸ ۝۲۴۹ ۝۲۵۰ ۝۲۵۱ ۝۲۵۲ ۝۲۵۳ ۝۲۵۴ ۝۲۵۵ ۝۲۵۶ ۝۲۵۷ ۝۲۵۸ ۝۲۵۹ ۝۲۶۰ ۝۲۶۱ ۝۲۶۲ ۝۲۶۳ ۝۲۶۴ ۝۲۶۵ ۝۲۶۶ ۝۲۶۷ ۝۲۶۸ ۝۲۶۹ ۝۲۷۰ ۝۲۷۱ ۝۲۷۲ ۝۲۷۳ ۝۲۷۴ ۝۲۷۵ ۝۲۷۶ ۝۲۷۷ ۝۲۷۸ ۝۲۷۹ ۝۲۸۰ ۝۲۸۱ ۝۲۸۲ ۝۲۸۳ ۝۲۸۴ ۝۲۸۵ ۝۲۸۶ ۝۲۸۷ ۝۲۸۸ ۝۲۸۹ ۝۲۹۰ ۝۲۹۱ ۝۲۹۲ ۝۲۹۳ ۝۲۹۴ ۝۲۹۵ ۝۲۹۶ ۝۲۹۷ ۝۲۹۸ ۝۲۹۹ ۝۳۰۰ ۝۳۰۱ ۝۳۰۲ ۝۳۰۳ ۝۳۰۴ ۝۳۰۵ ۝۳۰۶ ۝۳۰۷ ۝۳۰۸ ۝۳۰۹ ۝۳۱۰ ۝۳۱۱ ۝۳۱۲ ۝۳۱۳ ۝۳۱۴ ۝۳۱۵ ۝۳۱۶ ۝۳۱۷ ۝۳۱۸ ۝۳۱۹ ۝۳۲۰ ۝۳۲۱ ۝۳۲۲ ۝۳۲۳ ۝۳۲۴ ۝۳۲۵ ۝۳۲۶ ۝۳۲۷ ۝۳۲۸ ۝۳۲۹ ۝۳۳۰ ۝۳۳۱ ۝۳۳۲ ۝۳۳۳ ۝۳۳۴ ۝۳۳۵ ۝۳۳۶ ۝۳۳۷ ۝۳۳۸ ۝۳۳۹ ۝۳۴۰ ۝۳۴۱ ۝۳۴۲ ۝۳۴۳ ۝۳۴۴ ۝۳۴۵ ۝۳۴۶ ۝۳۴۷ ۝۳۴۸ ۝۳۴۹ ۝۳۵۰ ۝۳۵۱ ۝۳۵۲ ۝۳۵۳ ۝۳۵۴ ۝۳۵۵ ۝۳۵۶ ۝۳۵۷ ۝۳۵۸ ۝۳۵۹ ۝۳۶۰ ۝۳۶۱ ۝۳۶۲ ۝۳۶۳ ۝۳۶۴ ۝۳۶۵ ۝۳۶۶ ۝۳۶۷ ۝۳۶۸ ۝۳۶۹ ۝۳۷۰ ۝۳۷۱ ۝۳۷۲ ۝۳۷۳ ۝۳۷۴ ۝۳۷۵ ۝۳۷۶ ۝۳۷۷ ۝۳۷۸ ۝۳۷۹ ۝۳۸۰ ۝۳۸۱ ۝۳۸۲ ۝۳۸۳ ۝۳۸۴ ۝۳۸۵ ۝۳۸۶ ۝۳۸۷ ۝۳۸۸ ۝۳۸۹ ۝۳۹۰ ۝۳۹۱ ۝۳۹۲ ۝۳۹۳ ۝۳۹۴ ۝۳۹۵ ۝۳۹۶ ۝۳۹۷ ۝۳۹۸ ۝۳۹۹ ۝۴۰۰ ۝۴۰۱ ۝۴۰۲ ۝۴۰۳ ۝۴۰۴ ۝۴۰۵ ۝۴۰۶ ۝۴۰۷ ۝۴۰۸ ۝۴۰۹ ۝۴۱۰ ۝۴۱۱ ۝۴۱۲ ۝۴۱۳ ۝۴۱۴ ۝۴۱۵ ۝۴۱۶ ۝۴۱۷ ۝۴۱۸ ۝۴۱۹ ۝۴۲۰ ۝۴۲۱ ۝۴۲۲ ۝۴۲۳ ۝۴۲۴ ۝۴۲۵ ۝۴۲۶ ۝۴۲۷ ۝۴۲۸ ۝۴۲۹ ۝۴۳۰ ۝۴۳۱ ۝۴۳۲ ۝۴۳۳ ۝۴۳۴ ۝۴۳۵ ۝۴۳۶ ۝۴۳۷ ۝۴۳۸ ۝۴۳۹ ۝۴۴۰ ۝۴۴۱ ۝۴۴۲ ۝۴۴۳ ۝۴۴۴ ۝۴۴۵ ۝۴۴۶ ۝۴۴۷ ۝۴۴۸ ۝۴۴۹ ۝۴۵۰ ۝۴۵۱ ۝۴۵۲ ۝۴۵۳ ۝۴۵۴ ۝۴۵۵ ۝۴۵۶ ۝۴۵۷ ۝۴۵۸ ۝۴۵۹ ۝۴۶۰ ۝۴۶۱ ۝۴۶۲ ۝۴۶۳ ۝۴۶۴ ۝۴۶۵ ۝۴۶۶ ۝۴۶۷ ۝۴۶۸ ۝۴۶۹ ۝۴۷۰ ۝۴۷۱ ۝۴۷۲ ۝۴۷۳ ۝۴۷۴ ۝۴۷۵ ۝۴۷۶ ۝۴۷۷ ۝۴۷۸ ۝۴۷۹ ۝۴۸۰ ۝۴۸۱ ۝۴۸۲ ۝۴۸۳ ۝۴۸۴ ۝۴۸۵ ۝۴۸۶ ۝۴۸۷ ۝۴۸۸ ۝۴۸۹ ۝۴۹۰ ۝۴۹۱ ۝۴۹۲ ۝۴۹۳ ۝۴۹۴ ۝۴۹۵ ۝۴۹۶ ۝۴۹۷ ۝۴۹۸ ۝۴۹۹ ۝۵۰۰ ۝۵۰۱ ۝۵۰۲ ۝۵۰۳ ۝۵۰۴ ۝۵۰۵ ۝۵۰۶ ۝۵۰۷ ۝۵۰۸ ۝۵۰۹ ۝۵۱۰ ۝۵۱۱ ۝۵۱۲ ۝۵۱۳ ۝۵۱۴ ۝۵۱۵ ۝۵۱۶ ۝۵۱۷ ۝۵۱۸ ۝۵۱۹ ۝۵۲۰ ۝۵۲۱ ۝۵۲۲ ۝۵۲۳ ۝۵۲۴ ۝۵۲۵ ۝۵۲۶ ۝۵۲۷ ۝۵۲۸ ۝۵۲۹ ۝۵۳۰ ۝۵۳۱ ۝۵۳۲ ۝۵۳۳ ۝۵۳۴ ۝۵۳۵ ۝۵۳۶ ۝۵۳۷ ۝۵۳۸ ۝۵۳۹ ۝۵۴۰ ۝۵۴۱ ۝۵۴۲ ۝۵۴۳ ۝۵۴۴ ۝۵۴۵ ۝۵۴۶ ۝۵۴۷ ۝۵۴۸ ۝۵۴۹ ۝۵۵۰ ۝۵۵۱ ۝۵۵۲ ۝۵۵۳ ۝۵۵۴ ۝۵۵۵ ۝۵۵۶ ۝۵۵۷ ۝۵۵۸ ۝۵۵۹ ۝۵۶۰ ۝۵۶۱ ۝۵۶۲ ۝۵۶۳ ۝۵۶۴ ۝۵۶۵ ۝۵۶۶ ۝۵۶۷ ۝۵۶۸ ۝۵۶۹ ۝۵۷۰ ۝۵۷۱ ۝۵۷۲ ۝۵۷۳ ۝۵۷۴ ۝۵۷۵ ۝۵۷۶ ۝۵۷۷ ۝۵۷۸ ۝۵۷۹ ۝۵۸۰ ۝۵۸۱ ۝۵۸۲ ۝۵۸۳ ۝۵۸۴ ۝۵۸۵ ۝۵۸۶ ۝۵۸۷ ۝۵۸۸ ۝۵۸۹ ۝۵۹۰ ۝۵۹۱ ۝۵۹۲ ۝۵۹۳ ۝۵۹۴ ۝۵۹۵ ۝۵۹۶ ۝۵۹۷ ۝۵۹۸ ۝۵۹۹ ۝۶۰۰ ۝۶۰۱ ۝۶۰۲ ۝۶۰۳ ۝۶۰۴ ۝۶۰۵ ۝۶۰۶ ۝۶۰۷ ۝۶۰۸ ۝۶۰۹ ۝۶۱۰ ۝۶۱۱ ۝۶۱۲ ۝۶۱۳ ۝۶۱۴ ۝۶۱۵ ۝۶۱۶ ۝۶۱۷ ۝۶۱۸ ۝۶۱۹ ۝۶۲۰ ۝۶۲۱ ۝۶۲۲ ۝۶۲۳ ۝۶۲۴ ۝۶۲۵ ۝۶۲۶ ۝۶۲۷ ۝۶۲۸ ۝۶۲۹ ۝۶۳۰ ۝۶۳۱ ۝۶۳۲ ۝۶۳۳ ۝۶۳۴ ۝۶۳۵ ۝۶۳۶ ۝۶۳۷ ۝۶۳۸ ۝۶۳۹ ۝۶۴۰ ۝۶۴۱ ۝۶۴۲ ۝۶۴۳ ۝۶۴۴ ۝۶۴۵ ۝۶۴۶ ۝۶۴۷ ۝۶۴۸ ۝۶۴۹ ۝۶۵۰ ۝۶۵۱ ۝۶۵۲ ۝۶۵۳ ۝۶۵۴ ۝۶۵۵ ۝۶۵۶ ۝۶۵۷ ۝۶۵۸ ۝۶۵۹ ۝۶۶۰ ۝۶۶۱ ۝۶۶۲ ۝۶۶۳ ۝۶۶۴ ۝۶۶۵ ۝۶۶۶ ۝۶۶۷ ۝۶۶۸ ۝۶۶۹ ۝۶۷۰ ۝۶۷۱ ۝۶۷۲ ۝۶۷۳ ۝۶۷۴ ۝۶۷۵ ۝۶۷۶ ۝۶۷۷ ۝۶۷۸ ۝۶۷۹ ۝۶۸۰ ۝۶۸۱ ۝۶۸۲ ۝۶۸۳ ۝۶۸۴ ۝۶۸۵ ۝۶۸۶ ۝۶۸۷ ۝۶۸۸ ۝۶۸۹ ۝۶۹۰ ۝۶۹۱ ۝۶۹۲ ۝۶۹۳ ۝۶۹۴ ۝۶۹۵ ۝۶۹۶ ۝۶۹۷ ۝۶۹۸ ۝۶۹۹ ۝۷۰۰ ۝۷۰۱ ۝۷۰۲ ۝۷۰۳ ۝۷۰۴ ۝۷۰۵ ۝۷۰۶ ۝۷۰۷ ۝۷۰۸ ۝۷۰۹ ۝۷۱۰ ۝۷۱۱ ۝۷۱۲ ۝۷۱۳ ۝۷۱۴ ۝۷۱۵ ۝۷۱۶ ۝۷۱۷ ۝۷۱۸ ۝۷۱۹ ۝۷۲۰ ۝۷۲۱ ۝۷۲۲ ۝۷۲۳ ۝۷۲۴ ۝۷۲۵ ۝۷۲۶ ۝۷۲۷ ۝۷۲۸ ۝۷۲۹ ۝۷۳۰ ۝۷۳۱ ۝۷۳۲ ۝۷۳۳ ۝۷۳۴ ۝۷۳۵ ۝۷۳۶ ۝۷۳۷ ۝۷۳۸ ۝۷۳۹ ۝۷۴۰ ۝۷۴۱ ۝۷۴۲ ۝۷۴۳ ۝۷۴۴ ۝۷۴۵ ۝۷۴۶ ۝۷۴۷ ۝۷۴۸ ۝۷۴۹ ۝۷۵۰ ۝۷۵۱ ۝۷۵۲ ۝۷۵۳ ۝۷۵۴ ۝۷۵۵ ۝۷۵۶ ۝۷۵۷ ۝۷۵۸ ۝۷۵۹ ۝۷۶۰ ۝۷۶۱ ۝۷۶۲ ۝۷۶۳ ۝۷۶۴ ۝۷۶۵ ۝۷۶۶ ۝۷۶۷ ۝۷۶۸ ۝۷۶۹ ۝۷۷۰ ۝۷۷۱ ۝۷۷۲ ۝۷۷۳ ۝۷۷۴ ۝۷۷۵ ۝۷۷۶ ۝۷۷۷ ۝۷۷۸ ۝۷۷۹ ۝۷۸۰ ۝۷۸۱ ۝۷۸۲ ۝۷۸۳ ۝۷۸۴ ۝۷۸۵ ۝۷۸۶ ۝۷۸۷ ۝۷۸۸ ۝۷۸۹ ۝۷۹۰ ۝۷۹۱ ۝۷۹۲ ۝۷۹۳ ۝۷۹۴ ۝۷۹۵ ۝۷۹۶ ۝۷۹۷ ۝۷۹۸ ۝۷۹۹ ۝۸۰۰ ۝۸۰۱ ۝۸۰۲ ۝۸۰۳ ۝۸۰۴ ۝۸۰۵ ۝۸۰۶ ۝۸۰۷ ۝۸۰۸ ۝۸۰۹ ۝۸۱۰ ۝۸۱۱ ۝۸۱۲ ۝۸۱۳ ۝۸۱۴ ۝۸۱۵ ۝۸۱۶ ۝۸۱۷ ۝۸۱۸ ۝۸۱۹ ۝۸۲۰ ۝۸۲۱ ۝۸۲۲ ۝۸۲۳ ۝۸۲۴ ۝۸۲۵ ۝۸۲۶ ۝۸۲۷ ۝۸۲۸ ۝۸۲۹ ۝۸۳۰ ۝۸۳۱ ۝۸۳۲ ۝۸۳۳ ۝۸۳۴ ۝۸۳۵ ۝۸۳۶ ۝۸۳۷ ۝۸۳۸ ۝۸۳۹ ۝۸۴۰ ۝۸۴۱ ۝۸۴۲ ۝۸۴۳ ۝۸۴۴ ۝۸۴۵ ۝۸۴۶ ۝۸۴۷ ۝۸۴۸ ۝۸۴۹ ۝۸۵۰ ۝۸۵۱ ۝۸۵۲ ۝۸۵۳ ۝۸۵۴ ۝۸۵۵ ۝۸۵۶ ۝۸۵۷ ۝۸۵۸ ۝۸۵۹ ۝۸۶۰ ۝۸۶۱ ۝۸۶۲ ۝۸۶۳ ۝۸۶۴ ۝۸۶۵ ۝۸۶۶ ۝۸۶۷ ۝۸۶۸ ۝۸۶۹ ۝۸۷۰ ۝۸۷۱ ۝۸۷۲ ۝۸۷۳ ۝۸۷۴ ۝۸۷۵ ۝۸۷۶ ۝۸۷۷ ۝۸۷۸ ۝۸۷۹ ۝۸۸۰ ۝۸۸۱ ۝۸۸۲ ۝۸۸۳ ۝۸۸۴ ۝۸۸۵ ۝۸۸۶ ۝۸۸۷ ۝۸۸۸ ۝۸۸۹ ۝۸۹۰ ۝۸۹۱ ۝۸۹۲ ۝۸۹۳ ۝۸۹۴ ۝۸۹۵ ۝۸۹۶ ۝۸۹۷ ۝۸۹۸ ۝۸۹۹ ۝۹۰۰ ۝۹۰۱ ۝۹۰۲ ۝۹۰۳ ۝۹۰۴ ۝۹۰۵ ۝۹۰۶ ۝۹۰۷ ۝۹۰۸ ۝۹۰۹ ۝۹۱۰ ۝۹۱۱ ۝۹۱۲ ۝۹۱۳ ۝۹۱۴ ۝۹۱۵ ۝۹۱۶ ۝۹۱۷ ۝۹۱۸ ۝۹۱۹ ۝۹۲۰ ۝۹۲۱ ۝۹۲۲ ۝۹۲۳ ۝۹۲۴ ۝۹۲۵ ۝۹۲۶ ۝۹۲۷ ۝۹۲۸ ۝۹۲۹ ۝۹۳۰ ۝۹۳۱ ۝۹۳۲ ۝۹۳۳ ۝۹۳۴ ۝۹۳۵ ۝۹۳۶ ۝۹۳۷ ۝۹۳۸ ۝۹۳۹ ۝۹۴۰ ۝۹۴۱ ۝۹۴۲ ۝۹۴۳ ۝۹۴۴ ۝۹۴۵ ۝۹۴۶ ۝۹۴۷ ۝۹۴۸ ۝۹۴۹ ۝۹۵۰ ۝۹۵۱ ۝۹۵۲ ۝۹۵۳ ۝۹۵۴ ۝۹۵۵ ۝۹۵۶ ۝۹۵۷ ۝۹۵۸ ۝۹۵۹ ۝۹۶۰ ۝۹۶۱ ۝۹۶۲ ۝۹۶۳ ۝۹۶۴ ۝۹۶۵ ۝۹۶۶ ۝۹۶۷ ۝۹۶۸ ۝۹۶۹ ۝۹۷۰ ۝۹۷۱ ۝۹۷۲ ۝۹۷۳ ۝۹۷۴ ۝۹۷۵ ۝۹۷۶ ۝۹۷۷ ۝۹۷۸ ۝۹۷۹ ۝۹۸۰ ۝۹۸۱ ۝۹۸۲ ۝۹۸۳ ۝۹۸۴ ۝۹۸۵ ۝۹۸۶ ۝۹۸۷ ۝۹۸۸ ۝۹۸۹ ۝۹۹۰ ۝۹۹۱ ۝۹۹۲ ۝۹۹۳ ۝۹۹۴ ۝۹۹۵ ۝۹۹۶ ۝۹۹۷ ۝۹۹۸ ۝۹۹۹ ۝۱۰۰۰ ۝۱۰۰۱ ۝۱۰۰۲ ۝۱۰۰۳ ۝۱۰۰۴ ۝۱۰۰۵ ۝۱۰۰۶ ۝۱۰۰۷ ۝۱۰۰۸ ۝۱۰۰۹ ۝۱۰۱۰ ۝۱۰۱۱ ۝۱۰۱۲ ۝۱۰۱۳ ۝۱۰۱۴ ۝۱۰۱۵ ۝۱۰۱۶ ۝۱۰۱۷ ۝۱۰۱۸ ۝۱۰۱۹ ۝۱۰۲۰ ۝۱۰۲۱ ۝۱۰۲۲ ۝۱۰۲۳ ۝۱۰۲۴ ۝۱۰۲۵ ۝۱۰۲۶ ۝۱۰۲۷ ۝۱۰۲۸ ۝۱۰۲۹ ۝۱۰۳۰ ۝۱۰۳۱ ۝۱۰۳۲ ۝۱۰۳۳ ۝۱۰۳۴ ۝۱۰۳۵ ۝۱۰۳۶ ۝۱۰۳۷ ۝۱۰۳۸ ۝۱۰۳۹ ۝۱۰۴۰ ۝۱۰۴۱ ۝۱۰۴۲ ۝۱۰۴۳ ۝۱۰۴۴ ۝۱۰۴۵ ۝۱۰۴۶ ۝۱۰۴۷ ۝۱۰۴۸ ۝۱۰۴۹ ۝۱۰۵۰ ۝۱۰۵۱ ۝۱۰۵۲ ۝۱۰۵۳ ۝۱۰۵۴ ۝۱۰۵۵ ۝۱۰۵۶ ۝۱۰۵۷ ۝۱۰۵۸ ۝۱۰۵۹ ۝۱۰۶۰ ۝۱۰۶۱ ۝۱۰۶۲ ۝۱۰۶۳ ۝۱۰۶۴ ۝۱۰۶۵ ۝۱۰۶۶ ۝۱۰۶۷ ۝۱۰۶۸ ۝۱۰۶۹ ۝۱۰۷۰ ۝۱۰۷۱ ۝۱۰۷۲ ۝۱۰۷۳ ۝۱۰۷۴ ۝۱۰۷۵ ۝۱۰۷۶ ۝۱۰۷۷ ۝۱۰۷۸ ۝۱۰۷۹ ۝۱۰۸۰ ۝۱۰۸۱ ۝۱۰۸۲ ۝۱۰۸۳ ۝۱۰۸۴ ۝۱۰۸۵ ۝۱۰۸۶ ۝۱۰۸۷ ۝۱۰۸۸ ۝۱۰۸۹ ۝۱۰۹۰ ۝۱۰۹۱ ۝۱۰۹۲ ۝۱۰۹۳ ۝۱۰۹۴ ۝۱۰۹۵ ۝۱۰۹۶ ۝۱۰۹۷ ۝۱۰۹۸ ۝۱۰۹۹ ۝۱۱۰۰ ۝۱۱۰۱ ۝۱۱۰۲ ۝۱۱۰۳ ۝۱۱۰۴ ۝۱۱۰۵ ۝۱۱۰۶ ۝۱۱۰۷ ۝۱۱۰۸ ۝۱۱۰۹ ۝۱۱۱۰ ۝۱۱۱۱ ۝۱۱۱۲ ۝۱۱۱۳ ۝۱۱۱۴ ۝۱۱۱۵ ۝۱۱۱۶ ۝۱۱۱۷ ۝۱۱۱۸ ۝۱۱۱۹ ۝۱۱۲۰ ۝۱۱۲۱ ۝۱۱۲۲ ۝۱۱۲۳ ۝۱۱۲۴ ۝۱۱۲۵ ۝۱۱۲۶ ۝۱۱۲۷ ۝۱۱۲۸ ۝۱۱۲۹ ۝۱۱۳۰ ۝۱۱۳۱ ۝۱۱۳۲ ۝۱۱۳۳ ۝۱۱۳۴ ۝۱۱۳۵ ۝۱۱۳۶ ۝۱۱۳۷ ۝۱۱۳۸ ۝۱۱۳۹ ۝۱۱۴۰ ۝۱۱۴۱ ۝۱۱۴۲ ۝۱۱۴۳ ۝۱۱۴۴ ۝۱۱۴۵ ۝۱۱۴۶ ۝۱۱۴۷ ۝۱۱۴۸ ۝۱۱۴۹ ۝۱۱۵۰ ۝۱۱۵۱ ۝۱۱۵۲ ۝۱۱۵۳ ۝۱۱۵۴ ۝۱۱۵۵ ۝۱۱۵۶ ۝۱۱۵۷ ۝۱۱۵۸ ۝۱۱۵۹ ۝۱۱۶۰ ۝۱۱۶۱ ۝۱۱۶۲ ۝۱۱۶۳ ۝۱۱۶۴ ۝۱۱۶۵ ۝

کیا مثلاً اللہ یا رحمن یا رب کہا اور اس پر اور کچھ نہ پڑھایا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز شروع ہو جائے گی ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور یہی صحیح ہے پھر روایتوں اور فقہاء کا اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک انہیں ناموں کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے جو اللہ سے مختص ہیں یا مختص اور مشترک دونوں سے شروع ہوتی ہے جیسے رحیم اور کریم اور اظہر اور اصح یہ ہے اللہ کے ہر اسم سے شروع ہو جاتی ہے یہ کرمی نے ذکر کیا ہے اور مرغینانی کا یہی فتویٰ ہے ﴿زہدی۔ عالمگیری﴾ اور اگر اللھم اغفر لی سے نماز شروع کی تو صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ اس میں خالص تعظیم نہیں بلکہ بندہ کی حاجت بھی ملی ہوئی ہے ﴿محیط سرخسی۔ عالمگیری﴾ اور اگر استغفر اللہ یا اعوذ باللہ یا انا للہ یا لا حول ولا قوة الا باللہ یا ما نشاء اللہ کا ن کہا تو نماز شروع نہ ہوگی ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور اگر تعجب میں اللہ اکبر کہا اور اس سے تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا مؤذن کے جواب کا ارادہ کیا تو جائز نہیں اگرچہ نماز کی نیت کی ہو ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اگر رسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو نماز شروع نہ ہوگی ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور اگر اللہ اکبر الف استغناہم کے ساتھ کہا تو با لفاق نماز شروع نہیں ہوگی ﴿صیرفیہ۔ تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اگر اللہ اکبر کاف فارسی سے کہا تو نماز شروع ہو جائے گی ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور نماز اسی وقت شروع ہوگی کہ جب کن تکبیر کھڑے ہو کر کہے یا ایسی حالت میں کہے کہ بہ نسبت رکوع کے قیام سے قریب ہو ﴿زہدی۔ عالمگیری﴾ اگر بیٹھ کر تکبیر کہی اور پھر کھڑا ہوا تو نماز شروع نہیں ہوگی نفل کی نماز قیام کی قدرت پر بھی بیٹھ کر شروع کرنا جائز ہے ﴿محیط سرخسی۔ عالمگیری﴾ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ تحریمہ باندھے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے بعد تحریمہ باندھنا اور فتویٰ انہیں دونوں کے قول کے اوپر ہے ﴿معدن۔ عالمگیری﴾ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ جائز ہو جانے میں اختلاف نہیں اور یہی صحیح ہے بلکہ خلاف اس بات میں ہے کہ ہادلی کوئی صورت ہے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام تحریمہ کے ساتھ مقتدی کا تحریمہ اس طرح ہونا چاہیے جیسے انگلی کی حرکت کے ساتھ انگوٹھے کی حرکت ہوتی ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی کا تحریمہ ہے اس میں ایسی بعدیت مراد ہے کہ امام کے اللہ اکبر کے رے سے اپنے اللہ کے ہمزہ کو ملا دے ﴿مصنفی۔ عالمگیری﴾ اگر مقتدی نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کا لفظ تو امام کے اللہ کہنے کے ساتھ میں واقع ہوا اور اکبر کا لفظ امام کے اکبر کہنے سے پہلے کہہ چکا تھا تو فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ اصح یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک نماز شروع نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر امام کو رکوع میں پایا اور اللہ کا لفظ اس نے قیام میں کہا اور اکبر کا لفظ رکوع میں جا کر کہا تو نماز شروع نہیں ہوگی اور فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی اللہ کے لفظ سے امام سے پہلے فارغ ہو گیا تو اظہر روایات کے بموجب اس کی نماز شروع نہیں ہوگی ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر امام سے پہلے تکبیر کہی تو صحیح یہ ہے کہ اگر امام کی اقتدا کی نیت کی ہے تو نماز شروع نہیں ہو گیا اور اگر اقتدا کی نیت نہیں کی تو اس کی جدا نماز شروع ہو جائے گی ﴿محیط سرخسی۔ عالمگیری﴾ تکبیر اولیٰ کی فضیلت ملنے کے وقت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جس کو پہلی رکعت ملی اس کو تکبیر شروع کی فضیلت مل گئی ﴿حصر۔ عالمگیری﴾ اگر امام کو رکوع میں پایا اور اس نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی مگر رکوع کی تکبیر کا ارادہ کیا تو نماز اس کی جائز ہوگی اور نیت لغو ہو جائے گی اگر فارسی میں تکبیر کہی تو نماز جائز ہو جائے گی ﴿متون۔ عالمگیری﴾ خواہ عربی میں کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو لیکن اگر عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو مکروہ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق اگر عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا ہے تو جائز نہیں ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ نماز کے تمام ذکر میں جیسے تشهد اور قنوت اور دعا اور رکوع اور سجود کی تسبیح میں بھی خلاف جاری ہے اور جو حکم فارسی کا ہے وہی ان تمام زبانوں کا ہے جو عربی نہیں جیسے ترکی اور سنہالی اور حبشی اور نبطی ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ جیسے سرائیکی، پنجابی، سندھی، پشتو، گونگا اور ایسا بے پڑھا کہ اچھی طرح کچھ پڑھ نہیں سکتا اس کی نماز صرف نیت سے شروع ہو جاتی ہے زبان کا ہلانا واجب نہیں ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾

نماز کا دوسرا فرض قیام ہے

وَالْقِيَامُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿ہدایہ﴾ ترجمہ اور قیام کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے خشوع کی حالت میں۔ ومنها القيام بحیث لو مدید یہ لا ینال رکتبہ ﴿در مختار﴾ اور ایک نماز کا فرض جس کے سوا نماز نہیں ہوتی کھڑا ہونا ہے۔ والقيام۔ یعنی فی صلاة الفرض والوتر۔ قیام فرضوں کی نماز اور وتر میں فرض ہے ﴿الجوهرة النيرة۔ سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ اور تھوڑے سے ٹھرنے سے جس کو قیام کہہ سکتے ہیں ادا ہو جاتا ہے ﴿کافی۔ عالمگیری﴾ وحد القيام ان یکون بحیث اذا مدید یہ لا ینال رکتبہ ویکره القيام علی احد القدمین فی الصلاة من غیر عزز وتجاوز الصلاة وللعز لا تکرہ کذا فی الفتاویٰ۔ اور صورت قیام کی یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ لمبے کرے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں بغیر عزز ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور نماز جائز ہو جاتی ہے اور اگر عزز ہو تو مکروہ نہیں ﴿الجوهرة النيرة۔ سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ مکی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو ﴿در مختار۔ رد المحتار۔ بہار شریعت﴾ مفروضہ دو اوجہ ومسنونہ ومندوبہ بقدر القراءة فیہ ﴿در مختار باب

صفة الصلاة﴾ اور قیام کی مقدار فرض اور واجب اور مسنون اور مستحب اس کے اندر قرأت کی مقدار پر ہونے کی منحصر ہے۔ قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر تک قرأت ہے یعنی بقدر قرأت فرض قیام فرض اور بقدر واجب واجب اور بقدر سنت سنت ﴿در المختار۔ بہار شریعت﴾ یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے رکعت اولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثناء وتعوذ وتسمیہ بھی ﴿بہار شریعت﴾ قیام وقرأت کا واجب وسنت ہونا بایں معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب وسنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قرأت کی سب فرض ہی ہے فرض کا ثواب ملے گا ﴿در المختار۔ رد المحتار۔ بہار شریعت﴾ فرض دو وتر وعیدین وسنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عزز صحیح بیٹھ کر یہ نماز میں پڑھے گا نہ ہوں گی ﴿در مختار۔ رد المحتار﴾ ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عزز کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں ﴿عالمگیری۔ بہار شریعت﴾ فلو قدر علیہ دون السجود نذوب ایسا ہا قاعدا ﴿در مختار﴾ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے جو شخص سجدہ تو کر سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زہم بہتا ہے جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے ﴿در مختار﴾ وقد یتحتم القعود کمن یسبل جرحه اذا قام او یسلسل بوله او یبدور بع عورته او یضعف عن القراءة اصلا او عن صوم

رمضان ﴿در مختار﴾ جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے اگر اور طور پر اس کی روک نہ کر سکے یونہی کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جائے گا یا قرأت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر بھی کچھ پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے باقی بیٹھ کر ﴿در مختار رد المختار﴾ بہار شریعت ﴿ولو اصنعفه عن القيام الخروج الى جماعته صلى في بيته قانئاً﴾ ﴿در مختار﴾ اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لئے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے جماعت میسر ہو تو جماعت سے ورنہ تنہا۔ ﴿در مختار رد المختار﴾ کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے (کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہو یا دیر میں اچھا ہوگا یا قابل برداشت تکلیف ہوگی تو بیٹھ کر پڑھے (غنیۃ) اگر عصا یا خادم یو دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے (غنیۃ) مسئلہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے ﴿غنیۃ﴾

نماز کا تیسرا فرض قرأت ہے

والقراءة لقوله تعالى فاقراءوا اما تيسر من القرآن - ترجمہ قرأت اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قرآن جس قدر آسان ہو پڑھو۔ ﴿ہدایہ﴾ قرأت پڑھنے کا حکم بصیغہ امر ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور نماز سے باہر بالا جماع قرأت فرض نہیں ہے۔ نماز میں ہی قرأت فرض ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک آیت کے پڑھنے سے اگرچہ چھوٹی ہو قرأت کا فرض ادا ہو جاتا ہے ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿اور خلاصہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے﴾ تار تار خانہ ﴿لیکن جو شخص صرف اسی قدر پراکتفا کرے وہ گنہگار ہوگا﴾ ﴿وقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿پھر ان کے نزدیک اگر وہ چھوٹی آیت پڑھی جس میں بہت سے کلمے یا دو کلمے ہوں جیسے غم قتل کیف قدر اور غم نظر تو نماز جائز ہے اس میں مشائخ کا اختلاف نہیں اور اگر ایسی آیت پڑھی جس میں ایک کلمہ ہے جیسے مدھامتان یا ایسی آیت پڑھی جو ایک ہی حرف جیسے ص۔ ن۔ ق تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے﴾ ﴿مصنف﴾۔ عالمگیری ﴿اور اصح یہ ہے کہ نماز جائز نہ ہوگی﴾ ﴿شرح مجمع﴾۔ عالمگیری ظہیر یہ۔ سراج الوہاج۔ فتح القدیر ﴿اگر بڑی آیت دور رکعتوں میں پڑھی جیسے آیۃ الکرسی یا آیۃ المدنیۃ تھوڑی سی ایک رکعت میں پڑھی تھوڑی سی دوسری رکعت میں تو عامہ فقہاء کا یہ قول ہے کہ جائز ہے﴾ ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿اور یہی صحیح ہے﴾ ﴿کافی﴾۔ منیۃ المصلیٰ۔ عالمگیری ﴿قرأت میں صحیح حروف کی ضرور ہے اگر حرف زبان سے صحیح کہے اور خوان کو نہ سنا تو جائز نہیں ہے یہی اختیار کیا ہے عامہ مشائخ نے﴾ ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿اور یہی اختیار ہے﴾ ﴿سراجیہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور یہی صحیح ہے﴾ ﴿نقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور یہی حکم ہے ذن میں بسم اللہ پڑھنے کا اور قسم میں استنساخ کا اور اطلاق اور عتاق اور ایلاء اور بیع کا مکمل قرأت فرض دو رکعتیں ہیں﴾ ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿خواہ دور رکعتوں کا فرض ہو یا تین کا یا چار کا خواہ پہلی دو رکعتیں ہوں خواہ آخر کی دو رکعتیں خواہ پہلے دو گانہ میں کی ایک رکعت ہو اور آخر کے دو گانہ میں کی ایک رکعت ہو﴾ ﴿شرح نقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اگر ایک رکعت میں بھی قرأت نہ کی یا صرف ایک رکعت میں قرأت کی تو نماز فاسد ہوگی﴾ ﴿شنی شرح نقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿وہ تر اور نفل کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے﴾ ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿اگر نیند کی حالت میں قرأت کی تو اصح یہ ہے کہ جائز نہیں ہوگی﴾ ﴿ظہیر یہ﴾۔ عالمگیری ﴿فارسی میں قرأت امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر عز کے جائز نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے﴾ ﴿شرح نقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک فارسی یا کسی اور زبان میں قرأت جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور روایت ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر اعتماد ہے﴾ ﴿ہدایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اسی مسئلہ کو اختیار کیا گیا ہے﴾ ﴿اسرار﴾۔ عالمگیری ﴿اور تحقیق میں ہے کہ عامہ مشائخ کا یہی مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے﴾ ﴿شرح نقایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور یہی صحیح ہے﴾ ﴿مجمع البحرین﴾۔ عالمگیری ﴿

نماز کا چوتھا فرض رکوع ہے

لقوله تعالى وازكعوا واسجدوا - اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ رکوع اور سجود کا حکم بصیغہ امر ہے اور امر کا موجب وجوب ہے۔ ومنہا الركوع بحیث لو مدیدیہ نال رکبتیہ ﴿در مختار﴾ اور نماز کا ایک فرض رکوع ہے۔ یعنی اس طرح جھکنا کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تو دونوں زانوں کو پکڑ لے۔ اور مقدار واجب رکوع میں اس قدر ہے کہ اس کو رکوع کہہ سکیں بعد اس کے کہ اس کی حد کو پہنچ جائے اور حد رکوع کی یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ بڑھادے تو گھٹنوں تک پہنچتے ہوں ﴿سراج الوہاج﴾۔ عالمگیری ﴿اگر رکوع نہ کیا اور قیام سے سجدہ میں چلا گیا اور سنت کے خلاف اونٹ کی طرح گر پڑا تو ایسا جھکنا بجائے رکوع کے کافی ہے۔ اگر کسی کبڑے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو تو رکوع کے لیے اپنے سر سے اشارہ کرے﴾ ﴿خلاصہ﴾۔ تجنیس۔ ﴿وقت رکوع کا قرأت سے فارغ ہونے کے بعد یہی صحیح ہے﴾ ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿

نماز کا پانچواں فرض سجدہ ہے

واذكعوا واسجدوا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رکوع کرو اور سجدہ کرو اور سجدہ بھی مثل پہلے سجدہ کے باجماع امت فرض ہے ﴿زاہدی﴾۔ عالمگیری ﴿اور سنت کا پورا طریقہ یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں سجدہ میں لگائے اور صرف ایک لگادے تو اگر عز رہے تو مکروہ نہیں اور بغیر عز رہے تو اگر پیشانی لگائی اور ناک نہ لگائی تو بالا جماع جائز ہے اور مکروہ ہے اور اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی لگائی تو جائز نہیں نہ حالت عز میں نہ بغیر عز را اور اگر پیشانی اور ناک میں عز رہے تو اشارہ کرے سجدہ نہ کرے﴾ ﴿خزانۃ المفتین﴾۔ عالمگیری ﴿صرف ناک پر

اكتفاً اس وقت جائز ہے جب اس قدر ناک لگائے جہاں تک وہ سخت ہے اور اگر صرف وہ جگہ لگائی جو نرم ہے اور وہ ناک کا سرا ہے تو جائز نہیں ہے ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ اور اگر گھاس پر یا بھس یاروٹی پر یا پچھو نے پر یا برف پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی اور ناک اس کی ٹھری اونٹنی اس کی معلوم ہوئی تو جائز ہے اور نہ ٹھری تو جائز نہیں اور اگر گاڑی پر سجدہ کیا تو اگر وہ بیل کے اوپر ہے تو جائز نہیں اور زمین پر ہے تو جائز ہے جیسے تخت پر جائز ہے اور اگر عزال۔ اس چان کو کہتے ہیں جو کاشتکار کھیت وغیرہ کی نگہبانی کے لیے کھیتوں میں لکڑیاں گاڑ کر بنالیتے ہیں۔ اس عزال کو سرائیکی میں منہاں اور ہندی میں ماند بولتے ہیں اور شکار پکڑنے کی اولیٰ کو بھی کہتے ہیں۔ فارسی میں کاڑہ کہتے ہیں بولتے ہیں۔ عزال پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔ جیسے تخت پر جائز ہے ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر گھوٹوں یا جو پر سجدہ کیا تو جائز ہے اور اگر کئی یا جواریا چینایا چاولوں پر سجدہ کیا تو جائز نہیں اور اگر بہاناج یا دھنکی ہوئی روٹی تھیلوں میں ہو تو جائز ہے ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ اگر کسی آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو اگر وہ بھی نماز میں ہے تو جائز ہے اور اگر وہ نماز میں نہیں یا نماز میں ہے اور اس کے ساتھ جماعت میں نہیں تو جائز نہیں اگر اپنی ران پر بلا عذر سجدہ کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز نہیں اور اگر عذر سے کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز ہے اور اگر اپنے دونوں گھٹنوں پر سجدہ کیا تو عذر میں اور بغیر عذر دونوں صورتوں میں جائز نہیں ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر زمین پر پتھلی رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو بموجب اصح قول کے جائز نہیں اور نہیں معلوم ہوتی تو جائز ہے ﴿محیط سرخسی۔ عالمگیری﴾ اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے برابر بلند ہو جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو تو جائز نہیں ﴿زہدی۔ عالمگیری﴾ اینٹ کی حد چوتھائی ذراع ہے۔ یعنی کہنی تک کا چہارم۔ ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ حجۃ میں ہے کہ اگر سجدہ کی جگہ پر بہت سے کانٹے یا شیشے کے ٹکڑے ہوں اور وہاں سے سر اٹھا کر دوسری جگہ رکھ لے تو جائز ہے اور یہ دوسرا سجدہ نہ ہوگا بلکہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اگر ہاتھوں اور گھٹنوں کو نہ رکھے تو بالا جماع نماز جائز ہوگی ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے تو جائز نہیں اور اگر ایک پاؤں رکھا تو بغیر عذر ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے ﴿شرح منیۃ المصلیٰ۔ عالمگیری﴾ و منہا السجود و بحبثہ و قد میہ وضع اصبح واحدة منہما شرط ﴿در مختار﴾ اور ایک نماز فرض کا سجدہ کرنا ہے اپنی پیشانی اور دونوں قدموں سے اور ایک انگلی کا ٹکانا دونوں پاؤں سے شرط ہے۔ پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگر چہ ایک ہی انگلی ہو اگر پاؤں کی پیٹھ رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں بہ سبب تنگی جگہ کے تو اگر ایک پاؤں رکھ لیا ہے تو نماز جائز ہے جیسے کھڑا ہونے والا ایک پاؤں پر نماز پڑھے ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر سوتے میں سجدہ کیا تو سجدہ کا اعادہ کرے اور رکوع یا سجدہ کے اندر سو گیا تو کسی کا اعادہ نہ کرے ﴿محیط سرخسی۔ عالمگیری﴾ اگر کسی بچہ کی گود میں پیشانی رکھی تو اگر بہت سی پیشانی زمین پر ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے ﴿تجنیس۔ محیط۔ عالمگیری﴾

نماز کا چھٹا فرض قعدہ اخیرہ ہے

ومنہا التعود الا خیر ﴿در مختار﴾ اور ایک نماز کا فرض قعدہ اخیرہ ہے۔ والقعدة فی اخر الصلوة مقدار التشهد لقوله عليه السلام لابن مسعود حين علمه التشهد اذا قلت هذا او فعلت هذا فقد تمت صلاتك علق التمام بالفعل قرأ او لم يقرأ ﴿ہدایہ﴾ اور نماز کے آخر میں تشہد کی مقدار قعدہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشہد کی تعلیم فرمائی تو فرمایا کہ جب تو نے یہ کہا یا اس کو کر لیا تو تیری نماز مکمل ہوگئی۔ آپ ﷺ نے نماز کے مکمل ہونے کو فعل پر معلق کیا ہے کچھ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو۔ بقدر تشہد ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ با لا جماع قدر او فی قرأۃ التشهد الی عبدہ و رسولہ بلا شرط موالاة و عدم فاضل ﴿در مختار﴾ قعدہ اخیرہ فرض ہے مقدار کم سے کم تشہد پڑھنے کی عبدہ و رسولہ تک ہے سوائے شرط پیہم بیٹھنے اور فاصلہ نہ کرنے کے۔ التحیات الی عبدہ و رسولہ هو الصحيح حتی لو فرغ المقتدی قبل فرغ الامام فتکلم فصلا تہ تامۃ ﴿الجوہرۃ النیرۃ۔ تشہد التحیات اللہ سے عبدہ و رسولہ تک ہے یہی صحیح ہے یہاں تک کہ اگر مقتدی امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہو گیا اور کلام کیا تو نماز اس کی پوری ہوگئی۔ قعدہ اخیرہ فرض اور نفل دونوں نمازوں فرض ہے اگر دور کعتیں پڑھیں اور ان کے آخر میں نہ بیٹھا اور اٹھ کر کھڑا ہوا اور چلا تو نماز فاسد ہوگی ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اپنے اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہیں ہے یہی صحیح ہے ﴿متنبین۔ یعنی شرح کنز۔ عالمگیری﴾

نماز کا ساتواں فرض خروج بصنعہ ہے

ومنہا الخروج بصنعہ کفعلہ المنافی لہا بعد تمامہا وان کرہ تحریماً ﴿در مختار﴾ اور ایک نماز کا فرض نمازی کا اپنے کام سے باہر ہونا ہے۔ چنانچہ اس کا کرنا وہ کام جو مخالف ہے نماز کے بعد مکمل ہونے ارکان نماز کے اگر چہ ایسا کام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی قعدہ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصد پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافع پایا گیا تو نماز باطل مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا یا موزہ پر مسح کئے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عمل تھوڑے کے ساتھ موزہ اتار دیا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھا ہے محض سننے سے یا ہوگئی یا ننگا تھا پاؤں پاک کپڑے بقدر ستر کسی نے لاکر دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں مگر اس کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع وجود پر قادر ہو گیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدیث ہو اور امی کو خلیفہ کیا اور تشہد کے بعد خلیفہ کیا تو نماز ہوگئی یا نماز فجر میں سورج طلوع کر آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہو گیا یا پانی پر مسح کئے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گرگئی یا صاحب عزت تھا اب عزت جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدیث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا جس کپڑے میں نماز پڑھا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آگیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی اور آواز ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھا کا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہوگئی ﴿بہار شریعت﴾ مقتدی امی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد آگئی تو نماز باطل نہ ہوگی ﴿در المختار۔ بہار شریعت﴾ قیام رکوع وجود و قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں یونہی رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی ورنہ نہیں ﴿در المختار۔ بہار شریعت﴾ جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا کیا تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی

نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا ہوگی ورنہ نہیں ﴿در المختار۔ رد المختار﴾ مقتدی کے لئے یہ بھی فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے تو اس کی نہ ہوئی اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو ﴿در المختار۔ بہار شریعت﴾

تکبیر تحریرہ احدیث مبارکہ کے ثبوت میں

تکبیر تحریرہ نماز میں پہلا فرض ہے۔ تکبیر تحریرہ میں ہاتھ اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیں۔ محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم قال من لم یکبر حین یفتح الصلوة فلیس فی صلوة۔ ترجمہ محمد۔ ابو حنیفہ۔ حماد۔ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جس نے نماز شروع کرتے وقت تکبیر نہیں کہی تو وہ نماز میں نہیں ہے۔ قال محمد وبہ ناخذہ الا ان یکون حین کبر تکبیرۃ الركوع کبرھا منتصبا یرید بہا لدخول فی الصلوة فیجزئہ ذلک وهو قول ابی حنیفہ ﴿کتاب الاثار﴾ ترجمہ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں مگر یہ کہ رکوع کرنے کے وقت رکوع کی تکبیر صحیح سیدھے ہونے کی حالت میں کہی ہو۔ اور اس سے نماز میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو یہ اس کے لیے کافی ہے امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ قال حدثنا عثمان بن عبد اللہ بن موجب انه صلی خلف ابی ہریرۃ وکان یکبر کلما سجد وکلما رفع ﴿کتاب الاثار﴾ ترجمہ محمد۔ ابو حنیفہ۔ عثمان بن عبد اللہ بن موجب روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اور وہ جب بھی سجدہ کرتے اور جب بھی سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔ قال محمد وبہ ناخذوہو قول ابی حنیفہ ﴿کتاب الاثار﴾ ترجمہ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔ اخبرنا مالک اخبرنا نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب کان یا مررجا لا بتسویۃ الصفوف واذا جاء وہ واخبر وہ بتسویۃ کبر بعد ﴿موطا امام محمد﴾ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند اصحاب کو صفیں سیدھی کرنے پر مامور فرماتے جب وہ آکر آپ کو صفیں سیدھی ہو جانے کی اطلاع دیتے تب آپ تکبیر کہتے۔ اخبرنا مالک اخبرنا ابو سہیل ابن مالک و ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ عن مالک بن ابی عامر الانصاری ان عثمان بن عفان کان یقول فی خطبۃ اذا قامت الصلوة فاعدلوا الصفوف وحاذوا المناکب فان اعتدال الصفوف من تمام الصلوة ثم لا یکبر حتی تاتیہ رجال قد وکلہم بتسویۃ الصفوف فیخبرونہ قد استوت فیکبر ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ابو سہیل بن مالک نے اور عمر بن عبد اللہ کے ازاں کردہ غلام ابو النضر نے مالک بن ابی عامر انصاری سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں کہتے تھے جب اقامت کہی جائے تو صفیں برابر کر لو اور اپنے شانہ کو شانہ سے ملاؤ کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کو پورا کرنا ہے آپ تکبیر نہیں کہتے جب تک کہ آپ کے پاس وہ لوگ آکر صفیں برابر ہونے کی اطلاع نہ دیتے جو صفیں برابر کرنے پر مامور تھے پھر آپ تکبیر کہتے۔ قال محمد ینبغی للقوم اذا قالوا لمؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوة فیصفوا ویسوا الصفوف ویحاذوا بین المناکب فاذا اقام المؤذن الصلوة کبر الا امام وهو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں لوگوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو کھڑے ہو جائیں اور اپنی صفیں برابر کر لیں اور کاندھے سے کاندھا ملائیں جب مؤذن قد قامت الصلوة کہے تو امام تکبیر کہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے

نماز میں رکوع میں جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنی مستحب ہے۔ مستحب کا مطلب ہے کام کر لینا ثواب ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کا عمل رفع الیدین کی حدیثوں پر ہے۔ اور جو رفع الیدین کرتے ہیں وہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا عمل رفع الیدین نہ کرنے کی حدیثوں پر ہے جنہیں کورفع الیدین نہیں کرنی چاہیے ترجیح رفع الیدین نہ کرنے والوں کو ہے۔ کسی حدیث میں رفع الیدین کی بیہیگی اور مدت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ جو رفع الیدین کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی رفع الیدین کرنا نہ فرض اور نہ واجب ہے بلکہ غایت درجہ مستحب ہے۔ پھر رفع الیدین مستحب پر فتنہ و فساد کرنا اور پھر سید زوری تفریق بین المسلمین کا راستہ نکالنا یہ صحیح نہیں ہے۔ الفتنۃ أشد من القتل۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے محفوظ فرمائے۔ تکبیر تحریرہ کرتے وقت مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اور عورتیں اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ شکر اللہ تعالیٰ دونوں حدیثوں پر یعنی نماز میں ہاتھ کندھوں تک اور کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھانے والی حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ قال محمد اخبرنا محمد ابن ابان بن صالح عن عاصم بن کلیب الجریمی عن ابیہ قا راایت علی ابن ابی طالب رفع یدیه فی التکبیرۃ الا ولی من الصلوة المكتوبۃ ولم یرفعہما فیما سوی ذلک ﴿موطا امام محمد﴾ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد ابن ابان بن صالح نے عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزی سے انہوں نے اپنے والد کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرض نماز کی تکبیر اولیٰ میں رفع الیدین کرتے دیکھا ہے اس کے سوا وہ اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد عن ابراہیم النخعی قال لا ترفع یدیک فی شئی من الصلوة بعد التکبیرۃ الاولیٰ ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ابان بن صالح نے حماد سے کہ ابراہیم نخعی نے کہا کہ اپنے ہاتھ نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد کسی جگہ نہ اٹھاؤ۔ قال محمد اخبرنا یعقوب ابن ابراہیم اخبرنا حصین بن عبد الرحمن قال دخلت انا وعمر و بن مرة علی ابراہیم النخعی قال عمر وحدثنی علقمة بن وائل الحضرمی عن ابیہ انه صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذراہ یرفع یدیه اذا کبر واذارکع واذارفع قال ابراہیم ما ادری لعلہ لم یر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الا ذلک الیوم فحفظ

هذا منه ولم يحفظه ابن مسعود واصحابه ما سمعته من احد منهم انما كانوا يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں ہم سے روایت کیا حصین بن عبد الرحمن نے کہ میں اور عمرو بن مرہ آئے ابراہیم مصر کا ایک شخص کے پاس کہا عمرو نے ہم سے بیان کیا ہے علقمہ بن وائل حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے جب تکبیر کہتے رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ابراہیم نے کہا میرا خیال ہے غالباً انہوں نے اسی ایک دن رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اور یہی ان کو یاد رہا ہے اور بھول گئے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شاگرد میں نے ان میں سے کسی کو نہیں سنا کہ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے مگر صرف نماز کی ابتدا میں جب تکبیر کہتے تھے۔ قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال رايت ابن عمر يرفع يديه حذاء اذنيه في اول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما في ما سوى ذلك ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ابان بن صالح نے کہ عبد العزيز بن حكيم نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے آغاز میں تکبیر اولیٰ کے وقت اپنے ہاتھ اپنے کانوں کی لوتک اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے پھر اس جگہ کے سوا وہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ قال محمد اخبرنا ابو بكر بن عبد الله النهشلي عن عاصم بن كليب الجرهمي عن ابيه وكان من اصحاب علي بن ابي طالب كان يرفع يديه في التكبيرة الاولى التي يفتتح بها الصلوة ثم لا يرفع فعهما في شئ من الصلوة ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بكر عبد اللہ بن نہشلی نے عاصم بن کلب بن جرہمی سے انہوں نے اپنے والد کلب سے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب کے ساتھیوں میں سے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے تھے جس سے نماز کی ابتدا کرتے تھے پھر نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ قال محمد اخبرنا الثوري حدثنا حصين عن ابراهيم عن ابن مسعود انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی ثوری نے کہ ہم سے روایت کیا حصین نے ابراہیم سے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اخبرنا مالک اخبرني نعيم المجرم وابو جعفر القاري ان ابا هريرة كان يصلي بهم فكبر كلما خفض ورفع قال ابو جعفر وكان يرفع يديه حين يكبر ويفتح الصلوة. ﴿موطا امام محمد﴾ ترجمہ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے بیان کیا نعيم المجرم اور ابو جعفر قاری نے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تو اٹھتے اور جھکے وقت تکبیر کہتے۔ ابو جعفر نے کہا کہ جب آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ قال محمد السنة ان يكبر الرجل في صلوته كلما خفض وكما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط للسجود الثاني كبر فاما رفع اليدين في الصلوة فانه يرفع اليدين حذو والا ذنين في ابتداء الصلوة مرة واحدة ثم لا يرفع في شئ من الصلوة بعد ذلك وهذا كله قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى وفي ذلك اثار كثيرة ﴿موطا امام محمد﴾ امام محمد کہتے ہیں سنت یہی ہے کہ آدمی اپنی نماز میں جب جھکے اور جب کھڑا ہوا اور جب دوسرے سجدہ کے لئے جھکے تو تکبیر کہے۔ رفع اليدين نماز میں ایک ہی مرتبہ کرے۔ جب نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے پھر اس کے بعد نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اس کے متعلق بہت سے آثار وارد ہیں۔

نماز میں کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھانا

حدثنا مسدد نا عبد الله بن داود عن فطر عن عبد الجبار بن وائل عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع ابهاميه في الصلوة الى شحمة اذنيه ﴿ابوداود﴾ ترجمہ مسدد عبد اللہ بن داود سے عبد الجبار بن وائل کے والد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کی لوتک اٹھایا کرتے تھے۔ حدثنا مسدد نا يحيى عن ابن ابي ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل في الصلوة رفع يديه مداً ﴿ابوداود﴾ ترجمہ مسدد یحییٰ سے وہ ابن ابی ذئب سے وہ سعید بن سمعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے۔ حدثنا عثمان ابن ابي شيبة نا شريك عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلوة رفع يديه حيال اذنيه قال ثم اتيتهم فرأيتهم يرفعون ايديهم الى صدورهم في افتتاح الصلوة وعليهم برانس واكسية ﴿ابوداود﴾ ترجمہ ہم نے حدیث سنی عثمان ابن ابی شیبہ سے اس نے شریک سے اس نے عاصم بن کلب سے اس نے اپنے والد سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کی لوتک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ان کا بیان ہے کہ پھر میں حاضر خدمت ہوا تو میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ سینوں تک اٹھاتے اور ان کے اوپر جے اور کبل وغیرہ ہوتے۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حدیث میں خبر دیتے ہیں کہ کند ہوں تک ہاتھ اٹھانے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ موسم سرما کا لباس پہنتے تھے اور جب موسم سرما کا لباس نہیں پہنتے تھے تو دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھاتے تھے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ کا قول ہے ﴿طحاوی۔ کتاب الصلوة﴾ حدثني ابو الحسين محمد بن عبد الله ابن مخلد الاصبهاني قال ثنا هشام ابن عمار قال ثنا اسما عيل ابن عباس قال ثنا عتبة بن ابي حكيم عن عيسى ابن عبد الرحمن العددي عن العباس بن سهل عن حميد الساعدي انه كان يقول لا صحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قام الى الصلوة كبر ورفع يديه حذاء وجهه ﴿طحاوی﴾ ترجمہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو الحسین محمد بن عبد اللہ بن مخلد الاصبہانی ان کہا حدیث بیان کی ہم سے هشام بن عمار نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن عیاش نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عقبہ بن ابی حکیم نے وہ روایت کرتے ہیں عیسیٰ بن عبد الرحمن العددی سے وہ عباس بن سهل سے وہ حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ آپ لوگوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے میں زیادہ واقف ہوں جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور منہ کے برابر دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ حدثنا حفص بن عمر نا شعبہ عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه اذا كبر واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع حتى يبلغ بها فروع اذنيه ﴿ابوداؤد﴾ ترجمہ نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے نبی ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا جبکہ تکبیر تحریر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے یہاں تک کہ وہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے۔ عن البراء بن مازب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا كبر لا ففتح الصلوة رفع يديه حتى يكون ابها ما قريبا من شحمني اذنيه ﴿طحاوی﴾ براء بن عازب سے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریر کہتے تو ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کیوں سے قریب ہو جاتے۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا مومل قال ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم حين يكبر الصلوة يرفع يديه حيا اذ نيه ﴿طحاوی﴾ حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مومل نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے وہ روایت کرتے ہیں عاصم بن کلیب سے وہ اپنے والد سے وہ وائل بن حجر سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کو دیکھا کہ تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی تھا۔ اصل وطن دمشق کے نزدیک حرستان نامی ایک گاؤں تھا۔ اس جگہ کو چھوڑ کر واسطہ رکھ کر ہائش پر رہے۔ اور یہیں سنہ ۱۳۵ ہجری میں امام محمد کی ولادت ہوئی۔ سن رشد کے شروع میں کو فہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے۔ اور تحصیل حدیث میں بڑے بڑے محدثین سے فیض یاب ہوئے ان کے شیوخ حدیث مسعر بن کدام سفیان ثوری عمرو بن دینار، مالک ابن مغلول مالک ابن انس، اوزاعی، ربیعہ بن صالح کبیر وغیرہ ہم جیسے جلیل القدر محدثین ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے امام شافعی، ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان، ہشام بن عبد اللہ ابو عبد اللہ القاسم بن سلام علی بنطوسی۔ ابو حفص کبیر خلف بن ایوب وغیرہ ہیں۔ ہارون الرشید نے ان کے علم و فضل کی بنا پر قضا کی خدمت ان کے سپرد کی جب امام محمد کا وصال سنہ ۱۸۹ ہجری میں بمقام دی ہوا تو ہارون رشید بھی تھا۔ اتفاق یہ ہے کہ کسائی نحوی کا بھی وہیں وصال ہوا تھا اس لیے ہارون رشید نے کہا کہ آج ہم فقہ و نحو دونوں کو دفن کر آئے۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمۃ الازدی جو امام طحاوی کے نام سے مشہور ہیں، ۲۳۹ ہجری میں بمقام طحاوی جو بالائی گاؤں ہے پیدا ہوئے اور ۸۲ سال کی عمر میں ذیقعدہ ۳۲۱ ہجری میں مصر ہی میں وصال فرمایا اور قرآنہ مصر میں مدفون ہوئے۔

نماز میں ہاتھوں کو کاندہوں تک اٹھانا

وقال ابو حمید فی اصحابہ رفع النبي صلى الله عليه وسلم حذو منكبيه ﴿بخاری۔ کتاب الاذان﴾ اور ابو حمید نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے۔ حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرنا سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم افتتح التكبير في الصلوة فرفع يديه حين يكبر حتى يجعلهما حذو منكبيه ﴿بخاری۔ کتاب الاذان۔ طحاوی۔ باب رفع اليدين في افتتاح الصلوة الى ابن يبلغ بهما﴾ ترجمہ ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا۔ حدثنا الربيع بن سليمان المؤذن قال ثنا عبد الله بن وهب قال اخبرني عبد الرحمن بن ابی الزناد عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الاعرج عن عبيد الله بن ابی رافع عن علي بن ابی طالب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبر ورفو يديه حذو منكبيه ﴿طحاوی۔ باب رفع اليدين في افتتاح الصلوة الى ابن يبلغ بهما﴾ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ربیع بن سلیمان المؤذن نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ و ہب نے کہا خبر دی مجھ کو عبد الرحمن بن ابی الزناد نے وہ روایت کرتے ہیں موسیٰ بن عقبہ سے وہ عبد اللہ بن الفضل سے وہ عبد الرحمن الاعرج سے وہ عبید اللہ بن ابی رافع سے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ جب آپ نماز فریضہ کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور ہاتھ کاندہوں تک اٹھاتے۔ حدثنا فهد بن سليمان قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن زيد بن ابی انيسة عن جابر قال رايت سالم بن عبد الله حين افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه فسأله عن ذلك فقال رايت ابن عمر يفعل ذلك وقال ابن عمر رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل ذلك ﴿طحاوی۔ باب رفع اليدين في افتتاح الصلوة الى ابن يبلغ بهما﴾ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عاصم قال ثنا عبد الحميد بن جعفر قال ثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حميد الساعدي في عشرة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم احد هم ابو قتادة قال قال ابو حميد انا اعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا لم فوالله ما كنت اكثر ناله تبعه ولا اقدمنا له صحبة فقال بلى قالوا فاعرض فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه قال فقالوا جميعا صدقت هكذا كان يصلي ﴿طحاوی۔ باب رفع اليدين في افتتاح الصلوة الى ابن يبلغ بهما﴾ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو عاصم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الحمید بن جعفر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عمرو بن عطاء نے کہا سنی میں نے ابو حمید الساعدي رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں جن میں حضرت ابوقحافہ بھی تھے ابو حمید نے کہا آپ لوگوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی نماز سے میں زیادہ واقف ہوں ان سب نے

کہا کیونکہ وہ آپ ہم لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہیں رہے اور آپ ہم لوگوں سے اقدام ہیں ابو حمید نے کہا کیوں تم سے اقدام کیوں نہیں تب انہوں نے کہا اچھا تو بیان کرو فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے تو ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تب سب نے کہا بیشک آپ سچ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ خلافاً للشافعی فی الركوع وفي الرفع منه ﴿هذایہ﴾ امام شافعی کا اختلاف ہے رکوع میں جانے اور اس سے سر اٹھانے میں۔ امام شافعی کی دلیل ابن عمر کی حدیث ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه عند الركوع وعند رفع الراس من الركوع۔ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ قاندہ ہے کہ جب اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اس کی روایت ساقط ہو جاتی ہے ﴿نور الانوار﴾

زکوٰۃ کا بیان

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُخْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكْثُرُ فِيهَا جُحُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا نَفْسُكُمْ فذُوقُوا مَا كَنْزْتُمْ تَكْنِزُونَ ترجمہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو جس دن وہ جہنم کی آگ میں تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب کچھ جو جمع کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو روز محشر میں وہ مال گنجدے سانپ کی شکل میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو جتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا پھر اس کی بائیں پکڑے گا اور کبھے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَخْلُونَ اللَّهُ ﴿بخاری﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی قیامت کے دن وہ گنجدے سانپ ہو گا مالک کو دوڑائے گا وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے منہ ڈالے گا ﴿مسند احمد﴾ سانپ جب ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار سال کا ہوتا ہے وہ بال گر جاتے ہیں یہ مطلب ہے گنجدے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو آدمی سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہو گا اس کے لئے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور ان پر دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر دیے ہی کر دیے جائیں گے یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے متعلق فرمایا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فریبہ ہو کر آئیں گے پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے جب ان کی کچھلی جماعت گزر جائے گی پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ سب کی سب آئیں گی نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی نہ بے سینگ کی نہ لٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی ﴿مسلم﴾ عن ابی ہریرۃ قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف ابو بكر بعده وكفر من العرب قال عمر بن الخطاب لا بی بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم مني ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابو بكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا كانوا يؤذونه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعه فقال عمر بن الخطاب فو الله ما هول الا ان رايت الله قد شرح صدر ابی بكر للمقتال قال فعرفت انه الحق ﴿بخاری﴾ مسلم۔ ابوداؤد ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے گئے تو عرب کے کچھ لوگ کافر ہو گئے حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم فرمایا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس نے اپنے مال و جان مجھ سے بچا لیا مگر جو اللہ کا حق و حساب اس پر ہو حضرت ابو بکر نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے اونٹ فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر انہوں نے اونٹ کا گھنٹا بندھنے کی رسی دینے سے بھی انکار کیا جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اس انکار پر میں ان سے لڑوں گا حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو یہی دیکھا کہ جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُخْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكْثُرُ فِيهَا جُحُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا نَفْسُكُمْ فذُوقُوا مَا كَنْزْتُمْ تَكْنِزُونَ۔ مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھو کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت وقت کا سامنا ہو گا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تم سے مصیبت دور کر دوں گا حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت حضور کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ تو اس لئے فرض کی کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور موارثت اس لئے فرض کئے کہ تمہارے بعد والوں کے لئے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ سے مال کی طہارت نہ ہوتی بلکہ زکوٰۃ کس چیز پر واجب ہوئی اور میراث کا ہے میں جاری ہوتی بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دے) اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہی ﴿ابوداؤد﴾ بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزاز و بیہقی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کر دے گی بعض آئمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان

کئے ہیں کہ زکوٰۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مال زکوٰۃ لے تو یہ مال زکوٰۃ اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکوٰۃ تو فقیروں کے لئے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا ﴿طبرانی﴾ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خشکی اور تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے ﴿طبرانی﴾ احف بن قیس سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے سر پستان پر دوزخ کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ ٹوٹ کر شانہ سے نکل جائے گا ﴿صحیحین﴾ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ پیٹھ کو توڑ کر کوٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے ﴿مسلم﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقیر ہرگز ننگ بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مالداروں کے ہاتھوں سن لو ایسے تو نگوں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا ﴿طبرانی﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تو نگوں کے لئے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے محتاج عرض کریں گے ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کئے تھے انھوں نے ظلماً نہ دیئے اللہ عزوجل فرمائے گا مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمہیں اپنا قرب عطاء کروں گا انہیں دور رکھوں گا ﴿طبرانی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا جہنم میں سب سے پہلے تین آدمی جائیں گے ان میں ایک وہ تو نگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا ﴿ابن خزیمہ﴾ ابن حبان ﴿حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک چاروں نہ بجالائے نماز، زکوٰۃ، روزہ، رمضان، حج بیت اللہ ﴿مسند احمد﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہے ﴿طبرانی کبیر﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے توضع کرے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمائے گا ﴿مسند احمد﴾ ترمذی ﴿رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو خرچ کرے وہ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور بہشت کے کئی دروازے ہیں جو نمازی ہے دروازہ نماز سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد ہے دروازہ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہے دروازہ صدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزہ دار ہے با بریان سے بلایا جائے گا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے مگر کوئی ہی ایسا جو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو ﴿بخاری﴾ مسلم ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو تو اسے اللہ تعالیٰ دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے پیچھے رکھنے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے ﴿بخاری﴾ مسلم ﴿حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کو تین مرتبہ فرمایا پھر سر جھکا لیا اور رونے لگے یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا لیا اور چہرہ مبارک میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو ﴿نسائی﴾ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ ابن خزیمہ۔ حاکم ﴿حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے جتنے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کرو اور مسکین اور یتیموں اور پڑوسی اور مسائل کا حق پہنچان ﴿مسند احمد﴾ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل ہے ﴿طبرانی اوسط کبیر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میرے لئے چھ چیزوں کی کفالت کرے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ میں نے عرض کی وہ کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا نماز، روزہ، امانت، شرمگاہ، شکم، زبان ﴿طبرانی اوسط﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو ﴿بزاز﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لاتا ہے وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے ﴿طبرانی کبیر﴾ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا تازل ہونے پر دعا و تضرع سے استعانت کرو ﴿ابوداؤد﴾ طبرانی۔ بیہقی ﴿حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرما دیا ﴿ابن خزیمہ﴾ طبرانی اوسط۔ حاکم۔ مستدرک ﴿

زکوٰۃ المال

مال کی زکوٰۃ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ ادا کرنے کا ہے جس پر قرض ہے اسے چاہئے کہ پہلے قرض ادا کر دے تاکہ تمہارے مال الگ ہو جائیں۔ پھر بقیہ مال پر زکوٰۃ ادا کر دے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ جس پر قرض ہو اور اس کے پاس مال ہو تو وہ مال سے اپنا قرضہ ادا کرے۔ اس کے بعد اگر بقدر

نصاب مال بچے تو اس پر زکوٰۃ ہے (نصاب کی مقدار ہے) دوسودہم یا میں مثقال سونا یا اس سے زیادہ اور اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد مال اس سے کم ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا بزید بن خنیفہ نے کہ انہوں نے سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جس کے پاس مال ہے اور اسی قدر اس پر قرضہ ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾

ما يجب فيه الزكاة

جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا محمد بن عبد الرحمن بن عصمہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں صدقہ واجب نہیں، پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں صدقہ نہیں اور نہ پانچ سے کم اونٹوں پر صدقہ ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ سوائے اس ایک مسئلہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہو خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت اس میں عشر ہے بشرطیکہ نہریا بارش سے سیراب ہوتی ہو اور جس کو ڈول یا کنویں سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر ہے یہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ اور مجاہد کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ ابوداؤد ﴿والموسق ستنون مختوما ترجمہ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے﴾ ابوداؤد ﴿

المال متى تجب فيه الزكاة

مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا نافع رضی اللہ عنہ نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسے مال پر زکوٰۃ نہیں جس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ امام محمد کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ سوائے اس کے کہ کسی کو نیا مال دستیاب ہو اور وہ اسے پہلے مال کے ساتھ ملا لے جس سے زکوٰۃ ادا کرنی ہو۔ پھر جب پہلے مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو اس کے ساتھ دوسرے مال کی بھی زکوٰۃ ادا کرے یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾

الرجل يكون له الدين هل عليه فيه الزكاة

قرض لئے ہوئے مال پر زکوٰۃ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام محمد بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ انہوں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے اپنے مکا تب کے متعلق پوچھا کیا جس سے انہوں نے بہت سے مال کے عوض مقاطعہ کیا تھا۔ محمد بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اس پر زکوٰۃ ہے تو انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے جس پر پورا سال نہ گزرا ہو قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ان وظیفہ دیتے تھے تو ان سے پوچھتے تھے کیا تمہارے پاس اس قدر مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر وہ کہتے ہاں تو وہ اس کے وظیفہ میں سے زکوٰۃ وضع کر لیتے اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو اس کا (پورا وظیفہ) اسے دیتے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ مکاتب۔ وہ غلام جو کچھ مال دے کر مالک سے آزادی حاصل کرنے کا معاملہ کر لے۔ مقاطعہ۔ مدت معینہ سے پہلے کچھ نقد مال وصول کر لینا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے روایت کیا عمر بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نے عائشہ بنت قدامہ بن مظعون سے اس نے اپنے والد (قدامہ بن مظعون) سے جب میں اپنا وظیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصول کرتا تو وہ مجھ سے سوال کرتے کیا تمہارے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر میں کہتا ہاں تو وہ مجھ سے میرے وظیفہ میں سے اس کی زکوٰۃ بھری کر لیتے۔ ورنہ مجھے مکمل وظیفہ دے دیتے ﴿موطا امام محمد﴾

زكاة الحلى

زیور کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی عبد الرحمن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد (قاسم بن محمد) سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی (محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یتیم لڑکیوں کی پرورش کرتی تھیں ان کا زیور تھا جس کی وہ زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ عبد الرحمن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیٹیوں اور کنیزوں کو زیور پہناتے تھے اور ان کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو زیور جو ہرات اور موتیوں کا ہو اس پر کسی حال میں زکوٰۃ نہیں۔ جو زیور سونے چاندی کا ہو اس پر زکوٰۃ ہے سوائے اس کے کہ وہ یتیم بچوں یا یتیم بچیوں کا ہو۔ سوان کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ عمر بن شعیب نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے ان کے جدا امجد سے روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جس نے سونے کے دو بہت بھاری ننگن پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ عرض کی کہ نہیں فرمایا کیا یہ

تمہیں اچھا لگتا ہے کہ قیامت کے روز ان کے بدلے اللہ تمہیں آگ کے نلگن پہنائے پس اس نے انہیں اتار کر رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کر دیا اور عرض کی کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہیں ﴿ابوداؤد﴾ عطاء سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے سونے کے زیور پہنا کرتی تھی لہذا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ کنز ہیں فرمایا جو زکوٰۃ کی حد کو پہنچ جائیں اور ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہیں ﴿ابوداؤد﴾ عبد اللہ بن شداد بن ابی الہاد سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی وجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھیاں دیکھ کر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے لیے سنگار کیا ہے فرمایا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں یا جو اللہ نے چاہا فرمایا کہ یہ تمہیں جہنم کے لیے کافی ہیں ﴿ابوداؤد﴾ سونے کی نصاب میں مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ راج روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے سونے کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا الحاظ نہیں مثلاً تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کارگیری کی وجہ سے دوسو درہم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درہم سے بڑھ جائے جیسی آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت میں چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ قیمت جو کچھ بھی ہو یونہی سونے کی زکوٰۃ میں سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا اگر چہ اس میں صنعت بہت کچھ ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کرو کہ دس آنے بھری چاندی بک رہی ہے اور زکوٰۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے قرار دیا جاتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی۔ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغویں ﴿بہار شریعت۔ در مختار رد المحتار﴾ یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے بھر بھی نہ ہو ﴿بہار شریعت۔ رد المحتار﴾ سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے خواہ وہ دیسی ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی چیزیں بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسی عورت کے لئے زیور مرد کے لئے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے کی چاندی کے بلا زنجیر کے ٹٹن یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن گھڑی سرمدانی سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لئے حرام ہے یا مرد کے لئے سونے کی چاندی کا چھوٹا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا انگوٹھیاں یا کئی نگ کی انگوٹھی غرض جو کچھ ہو زکوٰۃ سب کی واجب ہے مثلاً ساڑھے سات تولے سونا ہے تو دو ماشہ زکوٰۃ واجب ہے یا باون تولے چھ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ چھ ماشہ چھرتی ﴿بہار شریعت۔ در مختار﴾ سونے کی چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے کی چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے کی چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکوٰۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اس سکے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو جیسے ہندوستان میں روپے کا زیادہ چلن ہے اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے کی چاندی دونوں کے سکوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے کہ جس سے چاہے قیمت لگائیں مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور ایک نصاب کا پانچواں حصہ ہو ﴿بہار شریعت۔ در مختار﴾ نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مثلاً دوسو چالیس درہم یعنی ۶۳ تولے چاندی ہو تو زکوٰۃ میں چھ درہم واجب یعنی ایک تولہ چھ ماشہ رتی یعنی باون تولے چھ ماشہ کے بعد ہر دس تولے چھ ماشہ پر تین ماشہ رتی بڑھائیں اور سونا تو تولے ہو دو ماشہ ۵ رتی یعنی ۷ تولے ۶ ماشے کے بعد ہر ایک تولے ۶ ماشے پر رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً تولے سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکوٰۃ وہی سات تولے چھ ماشے کی واجب ہے یعنی دو ماشے یونہی چاندی اگر ۶۳ تولے سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکوٰۃ وہی باون تولے چھ ماشے کی ایک تولہ تین ماشے چھرتی واجب یونہی پانچویں حصے کے بعد جو زیادتی ہے اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف علیٰ ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے ﴿بہار شریعت۔ در مختار﴾ اگر سونے کی چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں گے اور کل پر زکوٰۃ واجب ہے یونہی اگر کھوٹ سونے کی چاندی کے برابر ہو تو زکوٰۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے نصاب کو نصاب ہو جائے گی یا وہ ٹٹن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہیں تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اسے مال تجارت قرار دیں اور اس قیمت نصاب کی قدر ہو خود یا دوروں کے ساتھ مل کر تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں ﴿بہار شریعت۔ در مختار﴾ سونے کی چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو تو سونا سمجھا جائے گا اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے تو ہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا ہی سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکوٰۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سانا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کل سونا ہی قرار دیں ﴿بہار شریعت۔ در مختار۔ رد المحتار﴾ کسی کے پاس سونا ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصابیں ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکوٰۃ ادا کرے بلکہ ہر ایک کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے ہاں زکوٰۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکوٰۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً پاکستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرفیوں کے زیادہ ہے سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکوٰۃ میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورتوں میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے مثلاً سوا پچیس تولے چاندی ہے اور پونے چار تولے سونا اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا پچیس تولے آتی

ہے اور سوا چھیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تو لے سونے کے بدلے ۳ لے چاندی آتی ہے اور سوا چھیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا نہیں ملتا واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی یونہی اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی بھی زکوٰۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچویں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں کو ملائیں اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ ﴿بہار شریعت - در مختار - رد المحتار﴾ پیسے جب رائج ہوں اور دوسرے چاندی یا بیس مثقال و نیکی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لئے نہ ہوں اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کی لئے نہ ہوں زکوٰۃ واجب نہیں ﴿بہار شریعت - فتاویٰ قاری الہادیہ﴾ نوٹ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں ﴿بہار شریعت﴾

الْعُشْرُ

عشر کا بیان

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زہری نے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں سے جن کی اراضی دور تھی گہیوں اور زیتون کا بیسواں حصہ لیتے تھے مدینہ منورہ تک غلہ کے لانے کی وجہ سے آپ نے ان کا نصف عشر معاف کر دیا تھا آپ باقی سب غلوں سے (پورا) عشر وصول کرتے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ذمی لوگوں سے ہر قسم کے غلوں میں سے جن سے تجارت کی جاتی ہے سال میں ایک مرتبہ بیسواں حصہ لینا چاہیے۔ اور حرجی جب امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہو جائے تو اس سے تمام غلوں میں عشر (دسواں حصہ) لینا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیاد بن حدیر اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہی حکم دیا تھا۔ جب انہیں اہل کوفہ اور اہل بصرہ سے عشر وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا ﴿موطا امام محمد﴾

الْجَزِيَّةُ

باب جزئیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زہری نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے مجوسیوں سے جزئیہ وصول کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس (ایران) کے مجوسیوں سے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بربر کے مجوسیوں سے جزئیہ لیا تھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص پر جس کے پاس چاندی ہو چالیس درہم اور جس کے پاس سونا ہو چار دینار جزئیہ مقرر کیا اس کے علاوہ مسلمان کی ضروریات و حاجات برآری اور تین دن تک مسلمان کی مہمان داری۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جزئیہ میں بہت سے اونٹ آتے تھے۔ امام مالک نے کہا میرا خیال ہے اہل جزئیہ سے بطور جزئیہ وصول کئے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سنت یہ ہے کہ مجوسی سے جزئیہ لیا جائے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی روایت پہنچی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ پر اس شرح سے جزئیہ مقرر کیا تھا غریب سے بارہ درہم، متوسط حال سے چوبیس درہم اور امیر آدمی سے اڑتالیس درہم۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹ کا ذکر کیا ہے، سو ہمارے علم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزئیہ میں اونٹ نہیں لیتے تھے سوائے بنی تغلب کے کہ ان پر بطور جرمانہ جزئیہ دگنا کر دیا گیا تھا تو ان سے اونٹ، گائے اور بکریاں لے کر جزئیہ پورا کیا گیا ﴿موطا امام محمد﴾

زکوۃ الخیل والرقيق والبرادین

غلام، گھوڑا اور ٹٹو کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن دینار نے کہ میں نے سعید بن مسیب سے ترکی گھوڑے کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے بیان کیا عبد اللہ بن دینار نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے عراق بن مالک سے کہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما مار رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمان پر اس کے اپنے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔ سواری کا ہوا یا کتل ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئل گھوڑے نسل بڑھانے کے لئے چھوڑ دیئے جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے خواہ ایک گھوڑے سے ایک دینار دیا جائے خواہ قیمت کا اندازہ کر کے دو صد درہم سے پانچ صد درہم ادا کر دے یہی ابراہیم نخعی کا قول ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد بن خرم سے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دور خلافت میں انہوں نے لکھا کہ گھوڑے اور شہد کی زکوٰۃ نہ لی جائے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں گھوڑے کا وہی حکم ہے جو میں نے بیان کیا ہے اور شہد اگر پانچ افراق سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک تھوڑا ہوا زیادہ اس پر عشر ہے اور ہمیں بطور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہد پر عشر مقرر کیا ﴿موطا امام محمد﴾ فرق کی جمع افراق ہے۔ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا ابن شہاب زہری نے سلیمان بن یسار سے شام کے لوگوں نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ لے لیں انہوں نے انکار کیا پھر ابن جراح نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا اگر وہ خوشی سے دیتے ہیں تو ان سے لے لو اور انہیں کو لوٹا دو یعنی ان کے فقراء اور غلاموں پر تقسیم کر دو۔ امام محمد کہتے ہیں ان میں پہلا قول صحیح ہے کہ مسلمان کے گھوڑے اور غلام پر صدقہ فطر کے علاوہ کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ﴿موطا امام محمد﴾

المرکاز کان اور دینہ کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا ربیعہ بن ابو عبد الرحمن وغیرہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو فرغ کے میدان میں ایک کان بطور جاگیر دی اس کان سے آج تک زکوٰۃ (خمس) کے سوا کچھ نہیں لیا جاتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مشہور حدیث ہے بنکیریم ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ زکار پر خمس ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رکاز کیا ہے آپ نے فرمایا رکاز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس دن پیدا کیا جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا یعنی کانیں اور ان پر خمس ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور ہمارے عام فقہاء کا ﴿موطا امام محمد﴾

صدقة البقرة

گائے کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا حمید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طاؤس سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ تیس گائے میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور چالیس میں سے دو سال کا بچھڑا لیں۔ کسی نے اس سے کم پر زکوٰۃ دینی چاہی تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے اس بارہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا ہے واپس جا کر رسول کریم سے دریافت کروں گا پس معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی واپس نہیں لوٹے تھے کہ رسول کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ تیس سے کم گائے پر زکوٰۃ نہیں ہے تیس ہوں یا اس سے زیادہ اتنا لیس تک تو ان کا ایک سال بچھڑا یا بچھڑی، چالیس ہو جائیں تو دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾

الکَنْزُ

کنز

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کنز کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے کہا کہ کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن دینار نے ابو صالح سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس کے پاس مال ہو اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مال اس کے لئے قیامت کے دن ایسے گنجلے سانپ کی طرح بن کر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو کا لے داغ ہوں گے وہ اس کا پیچھا کرے گا حتیٰ کہ اس پر قابو پالے گا کہہ گائیں وہ تیرا مال ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں دیتا تھا ﴿موطا امام محمد﴾

من تحل له الصدقة

کس کے لئے حلال ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زید بن اسلم نے عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان پانچ آدمیوں کے سوا کسی کے لئے صدقہ حلال نہیں (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) عامل زکوٰۃ (۳) رخصدار (۴) وہ شخص جو قیامت کسی مسکین سے خرید لے (۵) یا وہ شخص جس کے پڑوس میں کسی غریب صدقہ دیا جائے اور وہ بدیہ کے طور پر اس کو دیدے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے اور راہ حق کے غازی کے پاس اگر اپنی ضروریات کے مطابق موجود ہو تو اس کے لئے صدقہ لینا اچھا نہیں۔ اسی طرح اگر قرضدار کے پاس قرض ادا کرنے کے بعد نصاب مال بچ جائے تو اسے بھی صدقہ لینا بہتر نہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

﴿موطا امام محمد﴾

زکوٰۃ الفطر

صدقہ فطر

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقہ فطر عامل کے پاس عید الفطر سے دو یا تین دن پہلے بھیج دیا کرتے تھے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ صدقہ فطر عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر ایک صاع خربا جو غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم

ارشاد مبارک فرمایا کہ نماز کو جانے سے پیشتر ادا کریں ﴿بخاری۔ مسلم﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر رمضان فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو۔ اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ایک صاع خرمایا جو یا نصف صاع گہیوں ﴿نسائی۔ ابوداؤد﴾ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ مکرمہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے ﴿ترمذی﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے روزے کی پاکی ہو جائے اور مزاکین کی خوراک ہو جائے ﴿ابن ماجہ۔ حاکم۔ ابوداؤد﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان میں معلق رہتا ہے جب تک کہ صدقہ فطر ادا نہ کرے

﴿ویلی وخطیب۔ ابن عساکر﴾ مسائل فقہیہ۔ صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جو آزاد اور مسلمان اور ایسے نصاب کا مالک ہو جو اس کی اصلی حاجتوں سے زائد ہو ﴿اختیار

شرح مختار۔ عالمگیری﴾ اور اس کی نصاب میں یہ شرط نہیں ہے کہ مال بڑھنے والا ہو اور اسی قسم کے نصاب سے قربانی اور اقارب کا نفقہ واجب ہوتا ہے ﴿فتاویٰ قاضی

خال۔ عالمگیری﴾ صدقہ فطر چار چیزوں میں دینا واجب ہے۔ گہیوں اور جو اور خرماں اور کشمش ﴿خزانة المفتین۔ شرح طحاوی۔ عالمگیری﴾ اور وہ گہیوں میں سے نصف صاع

ہے اور جو اور خرماں سے ایک صاع اور گہیوں اور جو کے آٹے اور ان کے ستوکوں انہیں کا حکم ہے روٹی صدقہ میں دینا جائز نہیں لیکن قیمت کے اعتبار سے روٹی دینا جائز ہے صحیح ہے اور کشمش کے لئے جامع صغیر میں یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف صاع دے اس لئے کہ اس کے تمام اجزا کھائے جاتے ہیں اور ایک روایت میں کہ امام ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بمنقول ہے کہ ایک صاع دے صاحبین کا قول بھی یہی ہے پھر بعضوں کا قول یہ ہے کہ اس کے ادا کرنے میں عین اس چیز کا اعتبار کرے اور زیادہ احتیاط اس میں

ہے کہ قیمت کی رعایت کرے ﴿محیط سرخی۔ عالمگیری﴾ گہیوں کے دینے سے اس کا آٹا دینا اولیٰ ہے اور آٹے سے نقد درہم دینا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں حاجتیں دفع ہوتی ہیں ان

کے سوا اور انہیں کو صدقہ میں دینا جائز نہیں مگر باعتبار قیمت کے دینا جائز ہے اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ عین اس چیز کا دینے کا حکم نص سے ثابت ہے اس کے دینے سے اس قیمت کا

دینا افضل ہے اسی پر فتویٰ ہے ﴿الجوہرۃ النیرۃ۔ عالمگیری﴾ اگر عہدہ گہیوں کا چہارم صاع دے جس کی قیمت اور قسم کے گہیوں کے نصف صاع کے برابر ہو یا ایک صاع جو کے بد

لے مصف صاع جو عہدہ قسم کے دینے تو کل صدقہ ادا نہ ہوگا بلکہ اسی قدر ادا ہوگا اور باقی کی تکمیل واجب ہے اور ایک صاع جو کے بد لے چہارم صاع گہیوں دینا جائز نہیں ﴿محیط

سرخی۔ عالمگیری﴾ اور اگر نصف صاع جو اور نصف صاع خرمادے یا نصف صاع خرمادے یا نصف صاع جو اور چہارم گہیوں دے تو ہمارے

نزدیک جائز ہے ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ ایک صاع آٹھ رطل بغدادی کا ہوتا ہے اور رطل بغدادی میں استار کا ہوتا ہے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور استار ساڑھے چار مثقال کا ہو

تا ہے ﴿شرح وقایہ۔ عالمگیری﴾ اور گہیوں نصف صاع اور دوسری چیزیں ایک صاع اس قول کے بموجب جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت

کیا ہے بحساب وزن کے معتبر ہے اس لئے کہ علماء کا یہ اختلاف ہے کہ ایک صاع کے کس قدر رطل ہوتے ہیں یہی اختلاف اس بات پر اجماع ہے کہ اس میں وزن کا اعتبار ہے

﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکیاون روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر اوپر ہے ﴿فتاویٰ رضویہ۔ بہار

شریعت﴾ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک از روئے احادیث صدقہ فطر واجب ہے اور اس کی مقدار ایک سیر عراقی ہے۔ جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ گندم نصف صاع دی

جائے گی۔ جس کا وزن انگریزی سیر کے حساب سے دوسیر تین چھٹانک چھ ماشہ بنتا ہے۔ اور پاکستان کے موجودہ اوزان رائج الوقت کے حساب سے فی کس دو کلو اور تقریباً ستر

گرام گندم دینا ہوگی۔ چونکہ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو اس حساب سے ایک استار کے ایک تولہ آٹھ ماشہ دورتی اور ایک رطل کے ۳۳ تولہ نو ماشہ اور ایک صاع کے جو آٹھ

رطل کے برابر ہوتا ہے دوسو ستر تولہ ہوئے۔ فطر کا صدقہ عید الفطر کے روز صبح صادق کے طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو شخص اس سے پہلے فوت جائے اس پر صدقہ واجب نہیں ہوگا

اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا یا مسلمان ہوا اس پر واجب ہوگا اور جو شخص اس کے بعد پیدا ہوا یا مسلمان ہوا اس پر واجب نہیں ہوگا اور فقیر اس سے پہلے مالدار ہو جائے تو اس پر صدقہ فطر

واجب ہوگا اور غنی اس سے پہلے فقیر ہو جائے تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا ﴿محیط سرخی۔ عالمگیری﴾ جو شخص طلوع فجر کے بعد فوت ہو اس پر صدقہ واجب ہے اور اسی طرح

جو شخص عید کے دن بعد فقیر ہو جائے اس پر صدقہ واجب ہے ﴿الجوہرۃ النیرۃ﴾ اگر عید الفطر کے دن سے پہلے صدقہ دے دے تو جائز ہے اور کچھ مدت کی مقدار کی تفصیل نہیں ہے

یہی صحیح ہے اور اگر عید الفطر کا دن گزر گیا اور صدقہ نہ دیا تو صدقہ ساقط نہیں ہوگا اور اس کا دینا واجب رہے گا ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ اگر نصاب کے مالک ہونے سے پہلے صدقہ فطر

دے دیا پھر نصاب کا مالک ہوا تو صحیح ہے ﴿بحر الرائق۔ عالمگیری﴾ جس شخص سے مہینہ بھر کے روزے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ساقط ہوئیں اس سے صدقہ فطر ساقط نہیں ہو

تا ﴿مضمرات۔ تجنیس اللقط۔ عالمگیری﴾ اور مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے روز طلوع فجر کے بعد عید گاہ کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کریں ﴿الجوہرۃ النیرۃ۔ عالمگیری﴾ اور اس

کے ادا کرنے کا وقت عامۃً مشائخ کبیر دیک تمام عمر ہے ﴿بدائع۔ عالمگیری﴾ صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے بچہ کی طرف سے جو صغیر ہو واجب ہے ﴿کافی۔ عالمگیری﴾ اور

خفیف العقل اور مجنون بمنزہ چھوٹے بچے کے ہیں جنوں اصلی ہو یا عارضی ہو یہی ظاہر مزہب ہے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور اگر چھوٹے بچے یا مجنون کے پاس مال ہو تو اس کا باپ یا

اس کا وصی یا ان کا دادا یا اس کا وصی صدقہ فطر ان کی طرف سے اور ان کے غلاموں کی طرف سے ان کے مال میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک ادا کرے اور جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اس کی طرف سے ادا نہ کرے اس لیے کہ اس کی حیات معلوم نہیں ہے ﴿سراج الوہاب۔ عالمگیری﴾ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ پر واجب نہیں ہے کہ اپنے چھوٹے بیٹے یا خفیف العقل بیٹے کے غلاموں کی طرف سے اپنے مال میں سے صدقہ ادا کرے اور دادا پر یہ

واجب نہیں ہے کہ اس کا مفلس بیٹا زندہ ہو تو اس کی اولاد کی طرف سے صدقہ ادا کرے اور ظاہر روایت کے بموجب اس صورت میں بھی کہ جب اس کا مفلس بیٹا فوت ہو چکا ہو یہی

حکم ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور جو بچہ دو باپوں کے درمیان میں ہو تو ان میں سے ہر ایک پر اس کا پورا صدقہ واجب ہوگا ﴿ظہریہ۔ عالمگیری﴾ اور اگر ان میں سے

ایک مالدار اور ایک مفلس ہو یا ایک فوت ہو چکا ہو تو دوسرے پر پورا صدقہ واجب ہے اور ان دونوں میں سے کسی پر اس بچہ کی ماں کی طرف سے واجب نہیں ہے

﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾ اگر کسی نے اپنی چھوٹی لڑکی کا کسی کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس کے حوالہ کر دی پھر عید الفطر کا دن آیا تو باپ پر اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے تا

تارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اپنے غلاموں کی طرف سے جو خدمت کے لئے ہوں صدقہ دینا واجب ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر اور اپنے مدبرہ اور ام ولد کی طرف سے ہمارے نز

نزدیک تھوڑا ہوا زیادہ اس پر عشر ہے اور ہمیں بطور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہد پر عشر مقرر کیا ﴿موطا امام محمد﴾ فرق کی جمع افراق ہے۔ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا ابن شہاب زہری نے سلیمان بن یسار سے شام کے لوگوں نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ لے لیں انہوں نے انکار کیا پھر ابن جراح نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا اگر وہ خوشی سے دیتے ہیں تو ان سے لے لو اور انہیں کو لوٹا دو یعنی ان کے فقراء اور غلاموں پر تقسیم کر دو۔ امام محمد کہتے ہیں ان میں پہلا قول صحیح ہے کہ مسلمان کے گھوڑے اور غلام پر صدقہ فطر کے علاوہ کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ﴿موطا امام محمد﴾

المرکاز

کان اور دینہ کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا ربیعہ بن ابو عبد الرحمن وغیرہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے بلال بن حارث مزیٰ کو فرع کے میدان میں ایک کان بطور جاگیر دی اس کان سے آج تک زکوٰۃ (خمس) کے سوا کچھ نہیں لیا جاتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مشہور حدیث ہے نیکریم ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ زکار پر خمس ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رکاز کیا ہے آپ نے فرمایا رکاز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس دن پیدا کیا جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا یعنی کانیں اور ان پر خمس ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ علیہ کا قول ہے اور ہمارے عام فقہاء کا ﴿موطا امام محمد﴾

صدقة البقرة

گائے کی زکوٰۃ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا حمید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طاؤس سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ تیس گائے میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور چالیس میں سے دو سال کا بچھڑا لیں۔ کسی نے اس سے کم پر زکوٰۃ دینی چاہی تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے اس بارہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا ہے واپس جا کر رسول کریم سے دریافت کروں گا پس معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی واپس نہیں لوٹے تھے کہ رسول کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ تیس سے کم گائے پر زکوٰۃ نہیں ہے تیس ہوں یا اس سے زیادہ اتنا لیس تک تو ان کا ایک سال بچھڑا یا بچھڑی، چالیس ہو جائیں تو دو سال کا بچھڑا یا بچھڑی۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾

الکَنْزُ

کنز

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کنز کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے کہا کہ کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن دینار نے ابوصالح سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس کے پاس مال ہو اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مال اس کے لئے قیامت کے دن ایسے گنجه سانپ کی طرح بن کر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو کا لے داغ ہوں گے وہ اس کا پیچھا کرے گا حتیٰ کہ اس پر قابو پالے گا کہہ گائیں وہ تیرا مال ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں دیتا تھا ﴿موطا امام محمد﴾

من تحل له الصدقة

کس کے لئے حلال ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زید بن اسلم نے عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان پانچ آدمیوں کے سوا کسی کے لئے صدقہ حلال نہیں (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) عامل زکوٰۃ (۳) رضاء (۴) وہ شخص جو قیتا کسی مسکین سے خرید لے (۵) یا وہ شخص جس کے پڑوس میں کسی غریب صدقہ دیا جائے اور وہ ہدیہ کے طور پر اس کو دیدے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے اور اور حق کے غازی کے پاس اگر اپنی ضروریات کے مطابق موجود ہو تو اس کے لئے صدقہ لینا اچھا نہیں۔ اسی طرح اگر قرضدار کے پاس قرض ادا کرنے کے بعد نصاب مال بچ جائے تو اسے بھی صدقہ لینا بہتر نہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

﴿موطا امام محمد﴾

زکوٰۃ الفطر

صدقہ فطر

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقہ فطر عامل کے پاس عید الفطر سے دو یا تین دن پہلے بھیج دیا کرتے تھے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ صدقہ فطر عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے یہی ہمیں پسند ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ﴿موطا امام محمد﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر ایک صاع خرما جو غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم

دیک صدقہ واجب ہے اور غلام اجارہ پر دیا ہو اور جس غلام کو تجارت کا اذن دیا ہو ان کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے اگرچہ غلام قرضہ میں مستغرق ہو اور اگر میت نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی شخص کے لئے وصیت کی ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے مالک کے ذمہ ہے اور اسی طرح وہ غلام جو بطور عاریت یا بطور ودیعت ہو اور وہ غلام جس نے عدا یا حلا کسی کا جرم کیا ہو اس کی طرف سے بھی صدقہ دینا واجب ہوگا اس لئے کہ مالک کی ملک اس سے اس وقت زائل ہوگئی جس وقت وہ غلام قن اس شخص کے حوالہ کر دے جس کا وہ مجرم ہے اس سے قبل زائل نہ ہوگی ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ غلام مرہون کی قیمت اگر قرض کے بعد بقدر نصاب فاضل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہوگا اور اس کے سبب سے اپنی طرف سے صدقہ واجب ہوگا ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ رجارت کے غلاموں کی طرف سے ہمارے نزدیک صدقہ واجب نہیں ماذون غلام کے غلام کی طرف سے بھی صدقہ واجب نہیں ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ مکاتب کی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ اس کی ملکیت پوری نہیں اور مکاتب خود بھی اپنی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ وہ فقیر ہے مالک اپنے مکاتب کے غلام کی طرف سے بھی صدقہ نہ دے اور مکاتب بھی اس کی طرف سے صدقہ نہ دے اور جو غلام تھوڑا سا آزاد ہو گیا ہو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مثل مکاتب کے ہے مالک پر اس کی طرف سے صدقہ لازم نہیں ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مثل آزاد قرضدار کے ہے اگر غنی ہوگا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا اور نہ واجب نہ ہوگا ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ جب مکاتب عاجز ہو جائے اور اصلی غلام بیچ دے تو مالک پر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر وہ خدمت کے لیے تھا تو صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور جو ایک غلام یا بہت سے غلام دو آدمیوں میں مشترک ہوں انکی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں اور اگر کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا کافر قید کر لے گئے ہوں یا کسی نے اس کو غصب کر لیا ہو اور انکار کرتا ہو تو مالک پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں اور ان غلاموں میں سے بھی کسی پر اپنا صدقہ واجب نہیں ہے ﴿متنبین﴾ اگر بھاگ ہو غلام لوٹ آئے یا غصب کیا ہو غلام پھر مل جائے اور عید الفطر کا دن گزر چکا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر اس گزرے ہوئے کا واجب ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدے کہ بائع کو یا مشتری کو یا دونوں کو اختیار ہے یا کسی غیر شخص کے لیے اختیار شرط کیا اور فطر کا دن مدت اختیار میں گزرا تو اس کا صدقہ فطر اس بات پر موقوف ہوگا کہ اگر بیع تمام ہوگئی تو مشتری پر واجب ہوگا اور اگر بیع فسخ ہوگئی تو بائع پر واجب ہوگا اور مشتری نے اختیار رویت یا عیب کی وجہ سے بائع کو پھیر دیا تو اگر قبضہ سے پہلے پھیرا تو صدقہ فطر اس غلام کی طرف سے بائع پر واجب ہوگا اور اگر قبضہ کے بعد پھیرا تو مشتری پر صدقہ واجب ہوگا ﴿خزانة المفتین۔ عالمگیری﴾ اور اگر اس کو بطور بیع قطعی خرید اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے عید الفطر کا دن گزرا تو اگر مشتری نے قبضہ کیا تو اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا اگر غلام قبضہ کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو ان دونوں میں سے کسی پر صدقہ واجب نہیں ﴿سراج الوہاج۔ عالمگیری﴾ اگر غلام بطور بیع فاسد یا مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے فطر کا دن گزر چکا پھر مشتری نے اس پر قبضہ کر کے اس کو آزاد کیا تو اس کی طرف سے بائع پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر فطر کے دن وہ مشتری کے قبضہ میں تھا پھر بائع نے اس کو واپس کر لیا یا بائع نے واپس نہ کیا اور مشتری نے آزاد کر دیا تو صدقہ فطر مشتری کے ذمہ ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ جس غلام کو تصدق کرنے کی نذر کی ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہوگا ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ جس غلام کو مہر میں لگا دیا ہو اگر خاص اس غلام کو مہر میں دیا ہو تو عورت پر اس کی طرف سے صدقہ واجب ہوگا خواہ عورت نے اس پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اس لئے کہ وہ عقد نکاح کے ساتھ اس کی مالک ہوگی اور اگر دخول سے پہلے اس عورت کو طلاق دے دی پھر فطر کا دن گزرا تو اگر اس غلام پر قبضہ نہیں تھا تو کسی پر صدقہ واجب نہیں ہوگا اور اگر قبضہ کر لیا تھا تو بھی صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے ﴿خزانة المفتین۔ عالمگیری﴾ اور اگر مہر میں وہ غلام معین نہیں ہوا تھا تو بھی کسی پر صدقہ واجب نہیں ہوگا ﴿تاتارخانیہ۔ عالمگیری﴾ اور اگر کسی نے اپنے غلام سے یہ کہہ دیا تھا کہ جب فطر کا دن آئے تو تو آزاد ہے پھر فطر کا دن آیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کی طرف سے صدقہ فطر اس کے آزاد ہونے سے پہلے بلا فصل واجب ہوگا ﴿الجوهرة النيرة۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری﴾ اپنی بیوی کی طرف سے اور اس اولاد کی طرف سے جس کی عمر بڑی ہو صدقہ فطر دے اگرچہ وہ اس کی عیال میں ہوں اور اگر ان کی طرف سے یا اپنی بیوی کی طرف سے بغیر ان کے حکم کے صدقہ فطر ادا کیا تو بطور استحسان کے ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا ﴿ہدایہ۔ عالمگیری﴾ اس پر فتویٰ ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ جو لوگ اس کے عیال میں نہ ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر دینا جائز نہیں لیکن اگر وہ حکم کریں تو دینا جائز ہے ﴿محیط۔ عالمگیری﴾ اور اپنے دادوں اور دادیوں اور ان لوگوں کی طرف سے جن کو بطور احسان کے فقہ دینا ہے صدقہ فطر واجب نہیں ہے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اور باپ اور ماں کی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب نہیں اگرچہ وہ اس کی عیال میں شامل ہوں اس لئے کہ اس کو باپ پر ولایت حاصل نہیں ہوتی جس طرح بڑی اولاد کی طرف سے صدقہ واجب نہیں ﴿جوهرة النيرة۔ عالمگیری﴾ چھوٹے بھائیوں کی طرف سے اور دوسرے قربت والوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب نہیں ہے اگرچہ وہ اس کے عیال میں شامل ہوں ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور اصل اس میں یہ ہے کہ صدقہ فطر ولایت سے اور ذمہ داری سے متعلق ہے پس جس شخص کی ولایت اور ذمہ داری اور نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اس کی طرف سے صدقہ فطر بھی اس کے ذمہ واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے ﴿شرح طحاوی۔ عالمگیری﴾ ہر شخص کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا واجب ہے اگر دو یا زیادہ کو تقسیم کر لے تو جائز نہیں اور ایک جماعت کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے ﴿متنبین۔ عالمگیری﴾ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا نذر اس کے ذمہ ہو تو ہمارے نزدیک اس کے ترکہ سے نہ لیں گے لیکن اگر اس کے وارث بطور تبرع ادا کریں تو جائز ہے اور اگر نہ دیں تو ان پر جہنم کیا جائے گا اور اگر اس شخص نے اس کی وصیت کردی ہو تو جائز ہے اور اس کی وصیت تہائی مال میں سے جاری ہوگی ﴿جوهرة النيرة۔ عالمگیری﴾ اگر عورت کو اس کے شوہر نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم کیا اور اس نے شوہر کے صدقہ فطر کے گھبوں کو اپنے صدقہ کے گھبوں میں بغیر اذن شوہر کے ملا کر کسی فقیر کو دے دیا تو اس عورت کی طرف سے جائز ہوگا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے شوہر کی طرف سے جائز نہیں ہوگا ﴿ظہیر۔ عالمگیری﴾ کسی شخص کی اولاد اور بیوی ہو اور اس نے سب کی طرف سے صدقہ ادا کرنے کے لئے پیانہ سے گھبوں یا پے تاکہ صدقہ فطر ادا کر لے پھر ان کو بیع کر کے سب ک نیت سے فقیر کو دے دیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا مصرف اس صدقہ کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے ﴿خلاصہ۔ عالمگیری﴾

زکوٰۃ اور صدقہ فطر مدینہ منورہ میں فرض ہوا

فی السنة الثانية قبل فرض رمضان. زکوٰۃ دو ہجری کو فرض ہوئی ماہ رمضان سے پیشتر. ﴿در مختار۔ غایۃ الاوطار۔ کتاب الزکوٰۃ﴾ و امر بها فی السنة

التي فرض فيها رمضان قبل الزكوة۔ اور حکم کیا گیا ہے اداۓ فطر کا جس سال کہ رمضان فرض ہوا زکوۃ سے پہلے ﴿در مختار۔ غائۃ الاوطار﴾ روزے رمضان کے فرض ہوئے شعبان میں بعد تحویل قبلہ کے کعبہ کی طرف اور حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ فطر کے لئے عید سے دو روز پہلے ہوا اور یہ زکوۃ کی فرضیت سے پہلے ہے یہ صحیح ہے ﴿در المختار﴾ وکان علیہ السلام یخطب قبل الفطر ببو مین یا مر ما خرا جہا ذکرہ ﴿الشمی۔ در المختار﴾ اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھتے تھے عید سے دو روز پہلے حکم فرماتے صدقہ نکالنے کا ذکر کیا اس کو شمنی نے عبد الرزاق نے سند صحیح سے خرّج کیا ہے عبد اللہ بن ثعلبہ سے کہ خطبہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یوم الفطر سے ایک روز یا دو روز پہلے پھر فرمایا کہ ادا کرو ایک صاع گھیوں دو آدمیوں میں یا ایک صاع کھجور یا جو ہر شخص کی طرف سے آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا ﴿در مختار۔ غائۃ الاوطار۔ کزانی الفتح﴾ وفرض بعد صرف القبلة الى الكعبة لعشر نى شعبان بعد الهجرة بسنة و نصف ﴿در مختار﴾ اور رمضان فرض ہوا قبلہ بدلنے کے بعد کعبہ شریف کی طرف دسویں شعبان کو ہجرت کے ڈیڑھ سال کے بعد۔ پہلے لوگ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد بیت اللہ کی طرف حکم فرمایا گیا۔ پھر ماہ رمضان کے روزے دسویں شعبان کو ڈیڑھ ہجری کو مدینہ منورہ میں فرض ہوئے۔ ساتھ ہی صدقہ فطر دینے کا حکم عید سے ایک دن یا دو دن پہلے فرمایا گیا پھر زکوۃ دو ہجری کو مدینہ منورہ میں فرض ہوئی۔

صدقة الزيتون

زیتون کی زکوۃ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب زہری نے کہا زیتون کا صدقہ عشر ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ جب زیتون پانچ وقت سے زیادہ ہو زکوۃ دینے کے لئے پھل کا اندازہ کرنا بہتر ہے۔ زیتون کے تیل کا نہیں البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلیل ہو یا کثیر ہر صورت میں عشر ہے ﴿موطأ امام محمد﴾

أَتَا مُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۲۲۰

ترجمہ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اَنَا مُرُونَ : کیا تم حکم دیتے ہو : النَّاسَ : لوگ : بِالْبِرِّ : بھلائی کا : وَتَنَسَوْنَ : تم بھول جاتے ہو : أَنْفُسَكُمْ : اپنے آپ کو : وَأَنْتُمْ : حالانکہ تم : تَتْلُونَ : پڑھتے ہو : الْكِتَابَ : کتاب : أَفَلَا تَعْقِلُونَ : کیا پھر نہیں سمجھتے ہو۔

اس آیت کا شان نزول۔ احباران کے فقراء کو کہا کرتے ہیں کہ جن سے انہیں نفع کی قطعاً امید نہ تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ کیونکہ یہ وہی پر حق نبی ہیں اور دولت مندوں کو کہتے کہ ان میں آخر الزماں نبی کی علامات تو پائی جاتی ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ لہذا ان بعض کا انتظار کرو اور خود بالکل دور رہتے۔ حالانکہ ان کو عزم بھی تھا کہ ان کی تابعداری کر لیں ﴿روح البیان﴾ اَتَا مُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ

أَفَلَا تَعْقِلُونَ امام ثعلبی اور واحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مدینہ طیبہ کے یہودی اپنے کسی سرکاری رشتہ والے یا کسی قرابت دار یا کسی رضائی رشتہ دار کو کہتے جو مسلمانوں میں سے ہوتا اس دین پر قائم رہ جس پر ہے جس کا تجھے یہ شخص حکم دیتا ہے اس سے ان کی مراد حضرت محمد ﷺ ہوتے کیونکہ اس امر حق ہے وہ لوگوں کو اس کا حکم دیتے تھے اور خود ایسا نہیں کرتے تھے ﴿اسباب النزول﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کے علماء اپنے مقلدین اور پیروکاروں کو تورات کی پیروی کا حکم دیتے تھے حضرت محمد ﷺ کی صفات کے انکار میں تورات کی مخالفت کرتے تھے۔ ابن جریج نے کہا کہ علماء یہود لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ابھارتے تھے اور جو گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے ایک گروہ نے کہا وہ لوگوں کو صدقہ پر ابھارتے اور خود بخل کرتے تھے ﴿قرطبی﴾ امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے یہ خطاب اہل کتاب کو ہے جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے اور جو احکام اس میں تھے ان سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ فروی عن ابن عباس ما حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمة عن ابن اسحاق عن محمد بن ابی محمد عن جکرمة او عن سعید بن جبیر عن

ابن عباس اَتَا مُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ ای تنہوں الناس عن الکفر بما فیہا من عہد ی الیکم فی تصدیق رسولی وتنقصون میثاقی وتجدون ما تعلمون من کتابی ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وایت کی تفسیر نقل کی ہے کہ تم لوگوں کو تورات کے عہد اور نبوت کے انکار سے منع کرتے ہو حالانکہ تم خود میرے رسول کی تصدیق کے عہد کا انکار کرتے ہو جو اس تورات کے اندر موجود ہے ﴿طبری۔ الدر المنثور﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ وہ دین محمد ﷺ میں لوگوں کو داخل ہونے کا حکم دیتے تھے لیکن خود قبول نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قبیح خلق سے منع فرمایا کہ تم لوگوں کو حکم دیتے ہو بلکہ تم خود کتاب کی تلاوت کرتے ہو اس میں آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کے متعلق پڑھتے ہو کیا تم اتنے نادان ہو اس حقیقت کو کیوں نہیں سمجھتے ﴿طبری۔ الدر المنثور﴾ وحدثنی علی بن الحسن قال حدثنا مسلم الجزمی قال حدثنا مخلص بن الحسن عن ایوب السخثیانی عن ابی قلابہ فی قول اللہ اَتَا مُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ قال قال ابو الدرداء لا یفقه الرجل کل الفقه حتی یسقت الناس۔ فی ذات اللہ

دیک صدقہ واجب ہے اور غلام اجارہ پر دیا ہو اور جس غلام کو تجارت کا اذن دیا ہو ان کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے اگرچہ غلام قرضہ میں مستغرق ہو اور اگر میت نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی شخص کے لئے وصیت کی ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے مالک کے ذمہ ہے اور اسی طرح وہ غلام جو بطور عاریت یا بطور ودیعت ہو اور وہ غلام جس نے عدا یا خطا کسی کا جرم کیا ہو اس کی طرف سے بھی صدقہ دینا واجب ہوگا اس لئے کہ مالک کی ملک اس سے اس وقت زائل ہوگئی جس وقت وہ غلام قن اس شخص کے حوالہ کر دے جس کا وہ مجرم ہے اس سے قبل زائل نہ ہوگی ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾۔ عالمگیری ﴿غلام مرہون کی قیمت اگر قرض کے بعد بقدر نصاب فاضل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہوگا اور اس کے سبب سے اپنی طرف سے صدقہ واجب ہوگا﴾ متنبین ﴿عالمگیری﴾ رجارت کے غلاموں کی طرف سے ہمارے نزدیک صدقہ واجب نہیں ماذون غلام کے غلام کی طرف سے بھی صدقہ واجب نہیں ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ مکاتب کی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ اس کی ملکیت پوری نہیں اور مکاتب خود بھی اپنی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ وہ فقیر ہے مالک اپنے مکاتب کے غلام کی طرف سے بھی صدقہ نہ دے اور مکاتب بھی اس کی طرف سے صدقہ نہ دے اور جو غلام تھوڑا سا آزاد ہو گیا ہو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مثل مکا تب کے ہے مالک پر اس کی طرف سے صدقہ لازم نہیں ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مثل آزاد قرضدار کے ہے اگر غنی ہوگا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا اور نہ واجب نہ ہوگا ﴿سراج الوہاج﴾۔ عالمگیری ﴿جب مکاتب عاجز ہو جائے اور اصلی غلام بیچ دے تو مالک پر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر وہ خدمت کے لیے تھا تو صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا﴾ ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور جو ایک غلام یا بہت سے غلام دو آدمیوں میں مشترک ہوں انکی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں اور اگر کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا کافر قید کر لے گئے ہوں یا کسی نے اس کو غصب کر لیا ہو اور انکار کرتا ہو تو مالک پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں اور ان غلاموں میں سے بھی کسی پر اپنا صدقہ واجب نہیں ہے ﴿متنبین﴾ اگر بھاگ ہو یا غلام لوٹ آئے یا غصب کیا ہو یا غلام پھل جائے اور عید الفطر کا دن گزر چکا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر اس گزرے ہوئے کا واجب ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ بائع کو یا مشتری کو یا دونوں کو اختیار ہے یا کسی غیر شخص کے لیے اختیار شرط کیا اور فطر کا دن مدت اختیار میں گزرا تو اس کا صدقہ فطر اس بات پر موقوف ہوگا کہ اگر بیع تمام ہوگئی تو مشتری پر واجب ہوگا اور اگر بیع فسخ ہوگئی تو بائع پر واجب ہوگا اور مشتری نے اختیار رویت یا عیب کی وجہ سے بائع کو پھیر دیا تو اگر قبضہ سے پہلے پھیرا تو صدقہ فطر اس غلام کی طرف سے بائع پر واجب ہوگا اور اگر قبضہ کے بعد پھیرا تو مشتری پر صدقہ واجب ہوگا ﴿خزانة المفتین﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر اس کو بطور بیع قطعی خریدا اور اس پر قبضہ کرنے سے پہلے عید الفطر کا دن گزرا تو اگر مشتری نے قبضہ کیا تو اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا اگر غلام قبضہ کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو ان دونوں میں سے کسی پر صدقہ واجب نہیں ﴿سراج الوہاج﴾۔ عالمگیری ﴿اگر غلام بطور بیع فاسد یا مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے فطر کا دن گزر چکا پھر مشتری نے اس پر قبضہ کر کے اس کو آزاد کیا تو اس کی طرف سے بائع پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر فطر کے دن وہ مشتری کے قبضہ میں تھا پھر بائع نے اس کو واپس کر لیا یا بائع نے اس کو واپس کر لیا یا بائع نے اس کو آزاد کر دیا تو صدقہ فطر قبضہ میں تھا پھر بائع نے اس کو واپس کر لیا یا بائع نے واپس نہ کیا اور مشتری نے آزاد کر دیا تو صدقہ فطر مشتری کے ذمہ ہوگا ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ جس غلام کو تصدق کرنے کی نذر کی ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہوگا ﴿تاتارخانیہ﴾۔ عالمگیری ﴿جس غلام کو مہر میں لگا دیا ہو اگر خاص اس غلام کو مہر میں دیا ہو تو عورت پر اس کی طرف سے صدقہ واجب ہوگا خواہ عورت نے اس پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اس لئے کہ وہ عقد نکاح کے ساتھ اس کی مالک ہوگئی اور اگر دخول سے پہلے اس عورت کو طلاق دے دی پھر فطر کا دن گزرا تو اگر اس غلام پر قبضہ نہیں تھا تو کسی پر صدقہ واجب نہیں ہوگا اور اگر قبضہ کر لیا تھا تو بھی صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے ﴿خزانة المفتین﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر مہر میں وہ غلام معین نہیں ہوا تھا تو بھی کسی پر صدقہ واجب نہیں ہوگا ﴿تاتارخانیہ﴾۔ عالمگیری ﴿اور اگر کسی نے اپنے غلام سے یہ کہہ دیا تھا کہ جب فطر کا دن آئے تو تو آزاد ہے پھر فطر کا دن آیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کی طرف سے صدقہ فطر اس کے آزاد ہونے سے پہلے بلا فصل واجب ہوگا ﴿الجوهرة النيرة﴾۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ عالمگیری ﴿اپنی بیوی کی طرف سے اور اس اولاد کی طرف سے جس کی عمر بڑی ہو صدقہ فطر دے اگرچہ وہ اس کی عیال میں ہوں اور اگر ان کی طرف سے یا اپنی بیوی کی طرف سے بغیر ان کے حکم کے صدقہ فطر ادا کیا تو بطور استحسان کے ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا ﴿ہدایہ﴾۔ عالمگیری ﴿اس پر فتویٰ ہے ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ جو لوگ اس کے عیال میں نہ ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر دینا جائز نہیں لیکن اگر وہ حکم کریں تو دینا جائز ہے ﴿محیط﴾۔ عالمگیری ﴿اور اپنے دادوں اور دادیوں اور ان لوگوں کی طرف سے جن کو بطور احسان کے نفقہ دینا ہے صدقہ فطر واجب نہیں ہے ﴿متنبین﴾۔ عالمگیری ﴿اور باپ اور ماں کی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب نہیں اگرچہ وہ اس کی عیال میں شامل ہوں اس لئے کہ اس کو اب پر ولایت حاصل نہیں ہوتی جس طرح بڑی اولاد کی طرف سے صدقہ واجب نہیں ﴿جوهرة النيرة﴾۔ عالمگیری ﴿چھوٹے بھائیوں کی طرف سے اور دوسرے قرابت والوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب نہیں ہے اگرچہ وہ اس کے عیال میں شامل ہوں ﴿فتاویٰ قاضی خاں﴾ اور اصل اس میں یہ ہے کہ صدقہ فطر ولایت سے اور ذمہ داری سے متعلق ہے پس جس شخص کی ولایت اور ذمہ داری اور نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اس کی طرف سے صدقہ فطر بھی اس کے ذمہ واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے ﴿شرح طحاوی﴾۔ عالمگیری ﴿ہر شخص کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا واجب ہے اگر دو یا زیادہ کو تقسیم کر لے تو جائز نہیں اور ایک جماعت کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے ﴿متنبین﴾۔ عالمگیری ﴿اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا نذر اس کے ذمہ ہو تو ہمارے نزدیک اس کے ترکہ سے نہ لیں گے لیکن اگر اس کے وارث بطور تبرع ادا کریں تو جائز ہے اور اگر نہ دیں تو ان پر جہر نہ کیا جائے گا اور اگر اس شخص نے اس کی وصیت کر دی ہو تو جائز ہے اور اس کی وصیت تہائی مال میں سے جاری ہوگی ﴿جوهرة النيرة﴾۔ عالمگیری ﴿اگر عورت کو اس کے شوہر نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم کیا اور اس نے شوہر کے صدقہ فطر کے گہیوں کو اپنے صدقہ کے گہیوں میں بغیر اذن شوہر کے ملا کر کسی فقیر کو دے دیا تو اس عورت کی طرف سے جائز ہوگا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے شوہر کی طرف سے جائز نہیں ہوگا ﴿ظہیریہ﴾۔ عالمگیری ﴿کسی شخص کی اولاد اور بیوی ہو اور اس نے سب کی طرف سے صدقہ ادا کرنے کے لئے پیانہ سے گہیوں کا پے تاکہ صدقہ فطر ادا کر لے پھر ان کو بیع کر کے سب کی نیت سے فقیر کو دے دیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا مصرف اس صدقہ کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے ﴿خلاصہ﴾۔ عالمگیری ﴿

زکوٰۃ اور صدقہ فطر مدینہ منورہ میں فرض ہوا

فی السنة الثانية قبل فرض رمضان۔ زکوٰۃ دو ہجری کو فرض ہوئی ماہ رمضان سے پیشتر۔ ﴿در مختار﴾۔ غائۃ الاوطار۔ کتاب الزکوٰۃ ﴿وامر بہا فی السنة

ثم يرجع الى نفسه فيكون لها اشد مقتا ﴿طبري﴾ حضرت ابی قلابہ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ابوذرؓ نے فرمایا انسان اس وقت تک مکمل نقاہت حاصل نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ اللہ کی ذات کے متعلق لوگوں پر ناراض ہو پھر وہ اپنے کردار پر نظر کرے تو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ اپنے اوپر زیادہ پریشان ہو۔

بے عمل علماء کی سزا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا معراج کی رات میں نے کئی لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب وہ کٹ جاتے تو پھر صحیح ہو جاتے۔ میں نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے ﴿شعب الایمان۔ در المنثور۔ بغوی﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ما من عبد یخطب خطبة الا والله سائلها عنهما یوم القيمة ما اراد بها ترجمہ ہر وہ بندہ جو قوم کو خطاب کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے پوچھے گا کہ تیرا اس خطاب سے مطلب کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ کَم مِّنْ وَّاعِظٍ یَلْعَبُ بِهِ الشَّیْطَانُ ترجمہ بہت سے ایسے واعظ ہیں کہ جن سے شیطان کھیلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان الله یزید هذا الدین بالرجل الفاسق ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید ایک فاسق سے کرتا ہے جب تک سالک حقیقت تک نہ پہنچے تب تک گمراہی میں پڑنے سے خائف ہے۔ اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا پس اس کی انتڑیاں اور معدہ باہر آجائے گا اور وہ اس کے ارد گرد ایسے چکر لگا رہا ہوگا جیسے گدھا چکی کے ارد گرد چکر لگاتا ہے دوئی اس کے ارد گرد چکر لگائیں گے۔ اور پوچھیں گے ارے فلاں تجھے کیا ہوا تمہیں یہ مصیبت کیسے پہنچی کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تمہیں نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا تمہیں برائی سے منع کرتا تھا اور خود وہ برائی کرتا تھا ﴿بخاری﴾ حضرت الخطیب نے اقتضاء العلم بالعلم میں اور ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے ارشاد فرمایا جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے تمہارے دوزخ میں جانے کا سبب کیا ہے؟ ہم تو تمہاری تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے۔ دوزخی کہیں گے ہم تمہیں حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے ﴿الدر المنثور﴾ امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد میں ولید بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اپنے خطاب میں فرمایا حکم دینے والے دوزخ میں جائیں گے اور جو ان کی اطاعت کریں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ جنتی پوچھیں گے جبکہ امراء دوزخ میں ہو گئے کہ تم تم دوزخ میں کیسے داخل ہوئے ہم تو تمہاری اطاعت کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے وہ کہیں گے ہم کچھ چیزوں کا حکم دیتے تھے لیکن خود ان کے خلاف کرتے تھے ﴿در منثور﴾ امام ابن شیبہ نے الشعمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک قوم دوزخیوں پر جھانکے گی تو وہ پوچھیں گے تم کس وجہ سے دوزخ میں ہو، ہم تو تمہاری تعلیم کے مطابق عمل کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم تمہیں تعلیم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں اسی وجہ سے تم دوزخ میں ہو ﴿مصنف ابن ابی شیبہ۔ در منثور﴾ امام ابن المبارک نے زہد میں الشعمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے تو پوچھیں گے کس عمل نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا ہم تو تمہاری تعلیم و تربیت کے سبب جنت میں داخل ہوئے؟ وہ کہیں گے ہم نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے ﴿در منثور﴾ امام طبرانی، خطیب، الاقتضاء میں۔ اور الاصبہانی نے الترغیب میں جید سند کے ساتھ جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا اس چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے جبکہ اپنے نفس کو جلاتا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں جندب الجہلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو لوگوں کو واعظ کرتا ہے اور اپنے آپ کو فراموش کرتا ہے اس کی مثال چراغ کی ہے اور جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے آپ کو جلاتا ہے۔ امام طبرانی نے اور الخطیب الاقتضاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کی مثال چراغ کی ڈیوٹ (وٹ) کی طرح ہے جو اپنے آپ کو جلا کر لوگوں کو روشنی دیتی ہے۔ حضرات ابن قانع نے اپنی تمہیں، الخطیب نے الاقتضاء میں سلیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جب عالم (لوگوں کو) تعلیم دیتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا تو وہ اس چراغ کی مانند ہوتا ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے ﴿مجم الصحابہ۔ در منثور﴾ الاصبہانی نے الترغیب میں ضعیف سند کے ساتھ ابوامامہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن برے عالم کو لایا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا وہ اپنے قصب کے ارد گرد گھومے گا (میں نے پوچھا قصب سے کیا مراد ہے فرمایا معدہ انتڑیاں) جیسے گدھا چکی کے ارد گرد گھومتا ہے کہا جائے گا ہاں افسوس تو اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہے ہم نے تو تیری وجہ سے راہ راست کو بایا تو وہ کہے گا جس چیز سے میں تمہیں منع کرتا تھا وہ خود کرتا تھا۔ امام طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قول یا عمل کی دعوت دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس برائی سے رک جائے جس سے لوگوں کو منع کرتا تھا جس کی طرف بلاتا ہے اس پر خود بھی عمل شروع کر دے۔ امام ابن مردودہ بیہقی (شیعہ الایمان) اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چاہتا ہوں کہ نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں کیا میں اس طرح تبلیغ کا حق ادا کروں گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں، نیز فرمایا اگر تجھے تین آیات قرآن سے رسوائی کا خدشہ نہیں ہے تو ضرور ایسا کر اس شخص نے پوچھا وہ آیات کون سی ہیں کیا یہ آیت تو نے سمجھی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا دوسری آیت یہ ہے۔

لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿سورة الصف آیت ۳﴾ کیا یہ آیت تو نے سمجھی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تیسری آیت یہ ہے جو حضرت صالح کا قول ہے۔ وَمَا أَرِيدُ أَنْ أَخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَكُمْ ﴿سورة هود آیت ۱۱﴾ کیا یہ آیت تو نے سمجھی ہے؟ اس نے کہا نہیں تو ابن عباس نے فرمایا پھر تبلیغ اپنے نفس سے شروع کر ﴿شیعہ الایمان۔ در منثور﴾ امام ابن المبارک نے الزہد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ضعیف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا میں جس خطیب نے بھی خطبہ دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا خطبہ پیش کرے گا جو بھی اس نے اس خطبہ سے ارادہ کیا ہوگا ﴿شیعہ الایمان۔ در منثور﴾ امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس شخص کے لئے ایک بار ہلاکت ہے جو علم نہیں رکھتا اگر اللہ چاہتا تو اسے علم عطا فرمادیتا اور اس شخص کے لئے سات بار ہلاکت ہے جو علم رکھتا ہے اور عمل نہیں کرتا ﴿الدر المنثور﴾ امام احمد نے الزہد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے

ہیں جو نہیں جانتا اس کے لیے ہلاکت ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے علم عطا فرماتا اور جو جانتا ہے پھر عمل نہیں کرتا اس کے لیے سات مرتبہ ہلاکت ہے ﴿درمنثور﴾

حکایت - ایک عالم دین بڑے موخر الکلام اور قلوب پر تصرف ڈالتے تھے۔ ان کے وعظ کی کوئی ایک مجلس خالی نہیں ہوگی کہ ایک یا دو تین اس کے وعظ کی تاثیر سے نہ مرے ہوں اور اس کے شہر کی ایک بڑھیا تھی اس کا نیک لڑکا تھا وہ رقیق القلب اور سریع الانفعال ہمیشہ اپنے بیٹے کو اس عالم کی مجلس میں جانے سے روکتی رہتی تھی۔ ایک دن وہ اپنی ماں سے چوری مجلس وعظ میں جا بیٹھا تو تقدیر اسی غالب آگئی آخر وہ فوت ہو گیا ایک دن وہی بڑھیا اسی واعظ کو راستہ میں ملی اور یہ شعر پڑھ کر سنائے۔ انتھدی الانام ولا تنھدی الا ان ذالک لا ینفع فیا حجر الشحذ حتی متی تنسین الحديد ولا تقطع ترجمہ دوسروں کو توبہ دیتا ہے لیکن خود ہدایت سے محروم ہے خبردار یہ بات نفع مند نہیں اے پتھر کب تک تیز تر رہے گا کہ لوہے کو تو تیز کرتا ہے لیکن خود کاٹ نہیں سکتا یعنی بیکار ہے۔ جب اس واعظ نے یہ اشعار سنے تو ایک چیخ مار کر گھوڑے سے بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑا اسے اٹھا کر گھر لے گئے اور اسی حالت میں اس کا وصال ہوا ﴿روح البیان﴾ حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واعظان کیں جلوہ در محراب و منبر کنند چون خلوت میر و دند آں کار دیگر میکند مشکید ارم ز دانش مند مجلس باز پرس توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکند ترجمہ یہ واعظین جو محراب و منبر پر جلوہ گر ہوتے ہیں تنہائی میں کچھ اور کام کرتے ہیں پھر ایسے دانشوروں سے باز پرس بھی مشکل ہے دوسروں کو توبہ کی تلقین کرنے والے خود توبہ بہت کم کرتے ہیں۔

اَتَا مُرُونَ النَّاسَ - یہ یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اَتَا مُرُونَ - الامر سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہے۔ آپ سے کم درجہ والے کو کسی چیز کا حکم کرنا۔ افعّل - یہ کام کرو۔ حکم دینے والے یہودی علماء تھے۔ اور سننے والے یہودی جہلاء تھے۔ النَّاس - یہودیوں کے چھوٹے یعنی کم طبقہ کے لوگ مراد ہیں۔ بِالْبَرِّ - رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعتراف اور اولہ نبوت کی پیروی۔ ہر کے معنی ہیں خیر میں توسیع اور دراصل ہر واسع فضا کو کہتے ہیں۔ ہمزہ استفہامیہ تقریر مع توجہ و تعجب کے لئے ہے۔

وَتَنَسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ - تنسون - نسیان سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے بھول جانا۔ اپنے نفسوں کو نیکی سے دور رکھتے ہو گویا تمہیں یاد بھی نہیں۔ سہو و نسیان میں فرق - نسیان اور سہو ہر دونوں بمعنی ترک مستعمل ہوتے ہیں لیکن جو چیز پہلے معلوم پھر کسی عارضہ سے اس کی طرف توجہ نہ ہو اسے سہو کہتے ہیں اور نسیان وہ ہے کہ اسے ذہن میں لائے لیکن بوجہ ضعف حافظہ ذہن میں اتر نہ سکے۔

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ - تتلون - تلاوت سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے تبرک چیز کی تلاوت کرنا۔ تلاوت بھی تلو سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے پیچھے ہونا۔ تلاوت کرنے والا بھی کتاب کی تلاوت کر کے پیچھے چھوڑتا ہے اور قاری آگے کی تلاوت کر کے بڑھتا ہے۔ اس لئے اس کو تلاوت کہتے ہیں۔ تورات کو پڑھتے ہو جس میں محمد ﷺ کی نعت و صفات ہوتی ہیں۔ الکتاب - کتاب سے مراد تورات ہے۔ اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور تورات کی اتباع نہیں کرتے ہو۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ - کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ وہ حق ہے۔ عقل - عقل الدابتہ سے ماخوذ ہے۔ عقلا اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے جو اونٹ کو بھاگنے سے روکتا ہے۔ پس اسی طرح عقل بھی صاحب عقل کو کفر اور انکار سے روکتی ہے۔ جو عاصی کہتا ہے کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو پھر گناہوں سے توبہ کروں گا۔ جب موت آتی ہے تو پھر حسرت کے ہاتھ ملتا ہے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ آں قبۃ کبک خراماں حافظ کہ ز سر نیچہ شاہین فضا غافل بود ترجمہ اے حافظ اس کبک ٹہلنے والی (متکبر) کو دیکھ کر تعجب کر کہ وہ فضا میں اڑنے والی شاہین کے حملہ سے غافل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَاَنْ لَمْ تَعْلَمُوا بِهٖ وَاَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَنْ لَمْ تَنْهَوْا عَنْهٖ ترجمہ نیکی کا حکم دو اگرچہ تم خود اس کے باندہ نہ ہو اور برائی سے روکو اگرچہ تم خود اس میں مبتلا نہ ہو۔ حدیث میں ہے۔ کُمْ مِنْ وَاَعِظْ يَلْعَبُ بِهٖ الشَّيْطَانُ ترجمہ بہت سے ایسے واعظ ہیں کہ جن سے شیطان کھیلتا ہے۔ ﴿روح البیان﴾ بغوی - نعمی ﴿

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝۵۷ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلْقُوْا رَبَّهُمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهٖ رٰجِعُوْنَ ۝۵۸ ع ترجمہ اور مدد و صبر اور نماز سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جودل سے میری طرف جھکتے ہیں۔ جنہیں یہ یقین ہے کہ بلاشبہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اس کی طرف لوٹنا ہے۔ وَاسْتَعِينُوا : اور تم مدد مانگو۔ مدد حاصل کرو : بِالصَّبْرِ : صبر سے :

وَالصَّلٰوةِ : اور نماز : وَاِنَّهَا : اور وہ : لَكَبِيْرَةٌ : بڑی : اِلَّا : مگر : عَلَى : پر : الْخٰشِعِيْنَ : خشوع و عاجزی کرنے والے : الَّذِيْنَ : وہ : يَظُنُّوْنَ : یقین رکھتے ہیں : اَنَّهُمْ : کہ وہ : مُّلْقُوْا : سامنے ہونے والے : رَبَّهُمْ : اپنا رب : وَاَنَّهُمْ : اور یہ کہ وہ : اِلَيْهٖ : اس کی طرف : رٰجِعُوْنَ : رجوع کرنے و عاجزی کرنے والے۔ وَاسْتَعِينُوا : استعانت کا مطلب۔ مدد مانگنا اور حاصل کرنا ہے۔

صبر سے مدد لینے کا بیان

بِالصَّبْرِ - صبر کی بابا استعانت کی ہے یا صلہ کی ہے۔ صبر کا لغوی معنی روکنا ہے۔ اے بنی اسرائیل اپنی ضروریات صبر سے طلب کر کے فتح یابی کے منتظر رہو لیکن اس میں غم و سوگم صرف رہنا چاہئے۔ اِنَّمَا يُوفِی الصَّبِرُوْنَ اٰخِرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿پ ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۱۰﴾ ترجمہ بے گنتی صابروں ہی کو ان کا ثواب بھر پور دیا جائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ - بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں پہلے صبر کا ذکر فرمایا پھر نماز کا فرمان فرمایا۔ بعض نے کہا ہے کہ صبر سے مراد انصاف کی ادائیگی پر صبر کرنا ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر سے مراد روزہ ہے اسی سے ماہ رمضان کو صبر کا مہینہ فرمایا گیا ہے ﴿بغوی﴾ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ نماز اور صبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معونت ہیں پس ان سے مدد طلب کرو ﴿در المنثور﴾ امام ابن ابی الدین نے کتاب العزائم میں اور ابن ابی حاتم نے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر بندے کا اللہ تعالیٰ کے لئے پہنچنے والی مصیبت کا اعتراف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب کی امید کا مظاہرہ ہوتا ہے کبھی ایک آدمی جزع کرتا ہے حالانکہ وہ بڑا سخت مزاج ہوتا ہے۔ اس سے صرف صبر کو ہی تصور کیا جاتا ہے۔ ﴿درمنثور﴾ امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں صبر کی دو قسمیں مصیبت کے وقت صبر کرنا اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی (محارم کردہ چیزوں) سے رکنا اس سے بھی بہتر اور اچھا ہے ﴿درمنثور﴾ امام ابن حاتم نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر دو دروازوں میں ہے محبوب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رک جانا اگرچہ نفوس اور ابدان پر شاق بھی ہو اور ناپسندیدہ چیزوں سے رک جانا اگرچہ خواہش اس کی طرف مائل بھی ہو پس جو اس طرح ہوگا وہ ان صابرین سے ہوگا جن پر انشاء اللہ سلام بھیجا جائے گا ﴿درمنثور﴾ حضرات ابن ابی الدنیا نے کتاب الصبر میں، ابوالشیخ نے الثواب میں اور ویلی نے مسند الفردوس میں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبر کی تین قسمیں ہیں۔ مصیبت پر صبر، طاعت پر صبر اور معصیت پر صبر ﴿درمنثور﴾ مسند الفردوس۔ ویلی ﴿امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن مردودہ اور بیہقی نے شعب الایمان اور الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا میں نے عرض کی حضور ضرور کرم فرمائیے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر دہ تیری حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرے گا اپنے سامنے پائے گا۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ تجھے تکلیف و شدت میں پہنچانے گا اور یہ جان لے کہ تجھے تکلیف پہنچی ہے وہ تجھ سے کبھی خطا نہیں ہو سکتی تھی اور جس تکلیف سے تو بچ جائے وہ کبھی تجھے لاحق ہونے والی نہیں تھی اور اگر تمام مخلوق کوئی چیز تجھے عطا کرنے پر جمع ہو جائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ چیز تجھے عطا کرنے کا ارادہ نہ کیا ہو تو وہ سب لوگ بھی تجھے عطا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔ یا اگر تمام لوگ تجھ سے کسی چیز کو روکنا چاہیں جس کے عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہو تو یہ تمام لوگ اس کو دور نہیں کر سکتے قیامت تک جو کچھ ہونا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے۔ جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کر۔ اگر تو حفاظت چاہے تو اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کر اور اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کر یقین میں شکر کے ساتھ اور یہ بھی جان لے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر شکر خیر کثیر اور نصرت صبر کے ساتھ ہے خوشحالی تنگی کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے ﴿شعب الایمان﴾ درمنثور ﴿امام دارقطنی نے الافراد میں۔ ابن مردودہ۔ بیہقی اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کیا میں تجھے کلمات نہ سکھا دوں جن سے تو نفع حاصل کرے انہوں نے کہا ضرور کرم فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی حفاظت کر دہ تیری حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرے گا اپنے سامنے پائے گا خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ تجھے شدت میں پہنچانے گا جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر کچھ ہوا ہے اس پر قلم ہو چکا ہے اگر بندے کسی چیز سے تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے تیری مقدر میں لکھا ہے تو وہ لوگ تجھے وہ چیز عطا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔ اگر سب لوگ تجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے تیری تقدیر میں نہیں لکھی تو وہ تمام لوگ تجھے وہ تکلیف پہنچانے پر قادر نہ ہوں گے۔ اگر تو طاقت رکھتا ہے تو یقین میں سچائی کے ساتھ عمل کرے تو ایسا ضرور کر اور اگر تو طاقت نہیں رکھتا تو ناپسند چیز (سے بچنے) پر صبر میں خیر کثیر ہے اور یہ بھی جان لے کہ نصرت صبر کے ساتھ ہے کشادگی تنگی کے ساتھ آسانی ہے ﴿درمنثور﴾ حضرت حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے چند خصال نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا۔ میں نے عرض کی کیوں نہیں ضرور کرم فرمایا تجھ پر علم سیکھنا ضروری ہے کیونکہ علم مومن کا دوست ہے علم مومن کا وزیر ہے عقل مومن کی رہنما ہے عمل اس کی قیمت ہے شفقت اس کا باپ ہے نرمی اس کا بھائی ہے اور صبر اس کے لشکر کا امیر ہے ﴿درمنثور﴾ نوادر الاصول ﴿امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور انحر اطلی نے کتاب الشکر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان کے دو نصف صبر میں ہے اور ایک نصف شکر میں ہے ﴿درمنثور﴾ شعب الایمان ﴿امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے ﴿درمنثور﴾ شعب الایمان ﴿امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فرمایا ایمان چار ستونوں پر قائم ہے صبر، عدل، یقین، جہاد ﴿درمنثور﴾ امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ افضل ایمان کون سا ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی۔ عرض کی گئی کہ کس مومن کا ایمان کامل ہے؟ فرمایا جو از روئے اخلاق کے اچھا ہے ﴿درمنثور﴾ امام بیہقی نے عبد اللہ بن عبید بن عیسر اللیشی عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی کرنا۔ پھر اس نے رسول کیا کون سا اسلام افضل ہے؟ فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں پھر پوچھا کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جس نے برائی سے ہجرت کی (یعنی برائی کو چھوڑ دیا) پھر پوچھا کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جس نے خون بہایا اور جس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے۔ پھر پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا تنگ دست کا صدقہ میں کوشش کرنا۔ پھر پوچھا کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا قیام لسا ہو ﴿درمنثور﴾ امام احمد اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا افضل ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی کرنا اس نے کہا میں اس سے افضل کا ارادہ کرتا ہوں۔ فرمایا تو اللہ کو اس کے کسی چیز کے متعلق فیصلہ کے بارے میں بہتم نہ کر ﴿درمنثور﴾ امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایمان صبر اور نرمی کا نام ایمان ہے اور صبر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رکنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرنا ہے ﴿درمنثور﴾ امام ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں میں اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر ایمان میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو صبر جسم میں رکھتا ہے۔ جب سر کاٹ دیا جائے تو ہاتھی جسم بدودار ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان کامل نہیں جس میں صبر نہیں ﴿شعب الایمان﴾ درمنثور ﴿امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اپنے نفس کو دنیا کے مہوم میں میں داخل کر اور ان سے صبر کے ذریعے باہر نکل اور تیرا علم تجھے لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے روکے ﴿شعب الایمان﴾ درمنثور ﴿امام بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنی خواہشات کو پورا کیا تو یہ چیز آخرت میں اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہو جائے گی اور جس نے خوشحال لوگوں کی زیب و

زینت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا وہ آسمان کے بادشاہ کی (نظر) میں ذلیل ہوگا اور جس نے تنگ رزق پر صبر کیا اللہ تعالیٰ فردوس میں جہاں چاہے گا اسے ٹھرائے گا۔ درمنثور شعب الایمان ﴿امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فلاح پا گیا جس نے اسلام قبول کیا اور اس کا رزق بقدر ضرورت تھا اور اس نے اس پر صبر کیا﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے ابوالحور ث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اسے جس کو اللہ تعالیٰ نے بقدر ضرورت رزق عطا فرمایا اور اس نے اس پر صبر کیا﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے عمعس بن سلامہ عن ابی حاضراسدی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نہ پایا تو اس کے متعلق پوچھا وہ آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ارادہ کیا میں اس پہاڑ میں چلا جاؤں اور علیحدہ گی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا اسلام کی کسی جگہ میں ناپسندیدہ امر پر ایک لمحہ کے لئے صبر کرنا علیحدگی میں بیٹھ کر چالیس سال کی عبادت سے بہتر و افضل ہے﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے عمعس کے طریق سے حضرت ابو حاضراسدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نہ پایا تو اس کے متعلق پوچھا عرض کی گئی وہ علیحدگی میں عبادت کرتا ہے آپ ﷺ نے اسے بلا بھیجا۔ وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کی جگہوں میں سے کوئی جگہ انسان کے اکیلے ساٹھ سال عبادت کرنے سے افضل ہے یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتا اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا﴾ درمنثور۔ بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی ﴿امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو پسندیدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کی گرمی اور شدت سے بچائے پھر فرمایا خبردار جنت کا عمل بلند جگہ پر خزانہ کیا گیا ہے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ خبردار دروزخ کا عمل شہوت کی وجہ سے آسان کیا گیا ہے یہ تین مرتبہ فرمایا اور سعادت مند وہ ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا اور جو آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس نے صبر کیا ہائے افسوس، ہائے افسوس﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر والوں نے مشقت میں تین دن صبر کیا انہیں اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمائے گا﴾ درمنثور۔ شعب الایمان ﴿حضرت حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھوکا رہا یا محتاج ہوا پھر لوگوں سے اسے چھپائے رکھا (یعنی لوگوں کے سامنے اس نے اپنی بھوک کو ظاہر نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال اسے رزق حلال عطا فرمائے﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں وہ مو من متقی جس سے اللہ تعالیٰ دنیا کو تین دن روک لے پھر وہ اس پر راضی ہو کوئی جزع و فزع نہ کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہے﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام بیہقی نے حضرت شریح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے مصیبت لاحق ہوتی ہے تو میں اس پر چار مرتبہ اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ اس سے بڑی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا اور اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے اس مصیبت پر صبر عطا فرمایا اور میں اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے انبائیلہ و اننا الیہ راجعون پڑھنے کی سعادت عطا فرمائی کیونکہ اس میں ثواب کی امید رکھتا ہوں اور میں اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے یہ مصیبت میرے دین میں نہیں پہنچائی﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے فرمایا کیا تم میں کوئی یہ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ بغیر تعلیم کے علم عطا فرمائے اور بغیر ہدایت کے ہدایت عطا فرمائے کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندھے پن کو دور کر دے اور اسے بصیر بنادے خبردار جو دنیا سے دلچسپی نہیں رکھے گا اور امیدیں اور آرزوئیں کم رکھے گا اسے اللہ تعالیٰ بغیر کچھ علم فرمائے گا اور بغیر رہنمائی کے ہدایت عطا فرمائے گا۔ خبردار تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن کے لئے بادشاہی بغیر قتل کے قائم نہ ہوگی اور انہیں غنا میسر نہ آئے گی سوائے بخل اور فخر کے اور ان کو محبت نہیں ملے گی سوائے دین میں جرم کرنے اور خواہش کی اتباع کرنے کے مگر تم میں سے جو اس زمانہ کو پائے اور فقر پر صبر کرے حالانکہ وہ غنا پر قادر ہوگا اور بغض پر صبر کرے حالانکہ وہ محبت کے حصول پر قادر ہو، ذلت پر صبر کرے حالانکہ وہ عزت پر قادر ہو اور یہ سب کچھ وہ رضاء الہی کے لئے برداشت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل ایمان صبر اور نرمی ہے﴾ شعب الایمان۔ درمنثور ﴿حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچالیتا ہے اور جو مستغنی ہونا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ مستغنی کر دیتا ہے اور جو صبر کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ صبر سے بہتر اور وسیع چیز تمہیں عطا نہیں کی گئی﴾ امام مالک۔ بخاری۔ احمد۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ بیہقی۔ مسند امام احمد۔ درمنثور ﴿امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے اپنی بہتر زندگی صبر کو پایا﴾ کتاب الزہد۔ درمنثور ﴿امام ابو نعیم نے الحلیۃ میں میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر کی غیر انسان کو کوئی بڑی خبر میسر نہیں آتی﴾ حلیۃ الاولیاء۔ درمنثور ﴿

نماز سے مدد لینے کا بیان

وَالصَّلٰوةُ۔ اور نماز سے مدد لو۔ نماز کو وسیلہ بناؤ۔ جب بھی کو مصیبت پیش آئے تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ اگر ہارش نہ برسے تو نماز استسقاء پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ بارش ہو گی۔ اگر کوئی حاجت ہو تو نماز حاجت پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حاجت پوری ہوگی۔ اگر کوئی آنے والی چیز معلوم کرنی ہو تو نماز استسارہ پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والی چیز سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر مبارک میں فاقہ ہوتا تھا اور شب میں کچھ ملاحظہ نہ فرماتے تھے اور بھوک غلبہ کرتی تو رسول کریم ﷺ دربار مسجد میں تشریف لا کر نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرزند کے وصال کی خبر سن کر نماز میں مشغول ہو گئے اور اس کو اتنا دراز کیا کہ جب لوگ دفن کر کے واپس آئے تب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس فرزند سے بہت محبت تھی میں نے اس کی ہدائی کا صدمہ برداشت نہ کر سکتا تھا ناچار نماز میں مشغول ہو کر اس صدمہ سے بے خبر ہو گیا اور آپ نے یہی آیت مبارکہ پڑھی وَاسْتَغْنَيْنَا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴿نعمی۔ عزیزی﴾ واما ابو العالیۃ فانہ کان

دعا فرمائی اور پشت دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ﴿مسلم﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہن کر استسقا کے لئے تشریف لے گئے تو وضع و خشوع کے ساتھ ﴿سنن اربعہ﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے لئے حکم فرمایا منبر عید گاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس دن تمام لوگ چلیں۔ جب سورج کا کنارہ چمکا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے تکبیر کہی اور حمد الہی بجالائے پھر فرمایا تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ بارش اپنے وقت سے مؤخر ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سے دعا کرو اور اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا اس کے بعد فرمایا۔ الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم ملک يوم الدين لا اله الا الله يفعل ما يريد اللهم انت الله لا اله الا انت الغنى ونحن الفقراء انزل علينا الغيث واجعل ما انزلت قوة و بلا غا الى حين۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہاں کا رحمن اور رحیم ہے روز محشر کا مالک ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش برسا اور جو کچھ اتارے اسے ہمارے لئے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کر دے۔ پھر ہاتھ بلند فرمائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور روئے مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بادل پیدا کیا وہ گر جا اور چمکا اور برسا اور رسول اللہ ﷺ ابھی مسجد سے باہر تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے ﴿ابوداؤد﴾ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ اللهم اسقنا غيثا

مغيثا مريثا مريعا نافعاً غير ضار جلا غير اجل۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہی تھی کہ آسمان گھرا آیا ﴿ابوداؤد﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے طلب بارش کرتے عرض کرتے اے اللہ تیری طرف ہم اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو بارش برساتا تھا۔ اب ہم تیری طرف نبی ﷺ کا وسیلہ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش برسا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب یوں کرتے تو بارش ہوتی یعنی رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری میں رسول اللہ آگے ہوتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھ کر دعا کرتے اب کہ یہ میسر نہیں رسول اللہ ﷺ کے چچا کو آگے کر کے دعا کرتے ہیں کہ یہ بھی توسل رسول اللہ ﷺ سے ہے ﴿ابوداؤد﴾

نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے اس کے لئے دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے حدیث میں ہے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھے تو یہ ایسی ہے جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ﴿ابوداؤد۔ بہار شریعت﴾ عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من كانت له الى الله حاجة او الى احد من بني ادم فليتوضا وليحسن الوضوء ثم ليصل ركعتين ثم ليثن على الله وليصل على النبي صلى الله عليه وسلم ثم ليقل لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لي ذنبا الا غفرتہ ولا هما الا فرجتہ ولا حاجة هي لك رضا الا قضيتها يا ارحم الراحمين ترمزی ﴿حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے ہو یا کسی بنی آدم کی طرف ہو تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے کہ اللہ تعالیٰ کی شاکرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے۔ لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لي ذنبا الا غفرتہ ولا هما الا فرجتہ ولا حاجة هي لك رضا الا قضيتها يا ارحم الراحمين ترجمہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے پاک ہے اللہ مالک ہے عرش عظیم کا حمد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جوب ہے سب جہاں کا میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو میرے لئے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اس پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

نماز استخارہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے فرماتے ہیں جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر پڑھے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک و تقدر ولا اقدر ولا اعلم وانت علم الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان هذا لا یرحی فی دینی و معاشی و عاقبتہ امری او قال عا جل امری واجلہ فا ففدوہ لی و یسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان هذا لا یرحی فی دینی و معاشی و عاقبتہ امری او قال عا جل امری واجلہ فا صر فہ عینی و امر فنی غنہ و اقدر لی الخیر حیث کان ثم رضینی ترجمہ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہیوں کا جائے والا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے

دین ومعیت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لئے اس میں برکت دیا اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لئے یہ کام برا ہے میرے دین ومعیت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیرا اور میرے لئے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔ اس دعا کے بعد اپنی حاجت کہے خواہ بجائے ھَذَا اَلْمَرْكَعُ حاجت کا نام لے یا اس کے بعد (در مختار) اَوْ قَالَ عَا جِلْ اَمْرِي میں اوٹک راوی ہے فقہا فرما تے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں پڑھے۔ وَ عَا قِبَتِهٖ اَمْرِي اَوْ قَالَ عَا جِلْ اَمْرِي وَ اَجَلْتِهٖ (غینہ) حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں فعل کے لئے استخارہ نہیں ہو سکتا ہاں تعین وقت کے لئے کر سکتے ہیں (غینہ) مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول آخر الحمد للہ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اور بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ پہلی میں و ربک یخلق ما یشاء ویختار ویعلنون تک اور دوسری میں وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اٰخِرَآیْتَ تک بھی پڑھے ﴿در مختار﴾ بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے کہ اے انس جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب سے اس میں سات مرتبہ استخارہ کر پھر نظر کر تیرے قلب میں کیا گزرا کہ بے شک اسی میں خیر و اچھائی ہے اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مزکورہ پڑھ کر با طہارت قبلہ رو سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے اس بچے ﴿در مختار﴾ استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

نماز کُسُوف

نماز گسوف

محمد، ابوحنیفہ، حماد، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کسوف یعنی سورج کو گہن ہوا جس روز کہ رسول اللہ ﷺ کے صا جزا دے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے سبب سے سورج کو گہن لگا رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ نے جو گوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا ﴿ کتاب الاثار ﴾ امام محمد نے کہا کہ ہم اس پر عمل کرنے میں اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے لوگوں کی اس کے سوا دوسری نماز کی طرح ضروری خیال کرتے ہیں اور ہم خیال کرتے ہیں کہ سورج گہن میں جماعت سے نماز پڑھیں اور نماز وہی امام پڑھائے جو جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے اور اپنی اپنی مسجدوں میں جماعت سے نہ پڑھیں اور زور سے قرأت کرنے کے متعلق ہمیں خبر نہیں پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے زور سے اس میں قرأت کی ہے اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں زور سے قرأت کی اور ہمارے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اس میں زور سے قرأت نہ کرے اور چاند گہن کی صورت میں لوگ تنہا نماز پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں امام اور غیر امام سب کا یہی حکم ہے اور تمام خوفناک امور کا یہی حکم ہے اور جب سورج کو گہن ایسے وقت میں لگا جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی طلوع سورج کے وقت اور دوپہر کے وقت یا عصر کے بعد تو اس وقت میں نماز نہ پڑھے لیکن دعا کرے یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے یا نماز جائز ہو جائے تو نماز پڑھے جبکہ کچھ گہن باقی ہو ﴿ کتاب الاثار ﴾

صَلَاةُ الْكُسُوفِ وَالْخُسُوفِ وَالْأَفْرَاجِ

سورج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز

سن رکعتان کھیٹے النفل للکسوف با مام الجمعة او مامور السلطان بلا اذان ولا اقامة ولا جهر ولا خطبة بل ینای الصلوة جامعاً وسن تطویلہما و تطویل رکوعہما وسجودہما ثم یدعو الی امام جالساً مستقبل القبلة ان شاء او قائماً مستقبل الناس وهو احسن ویؤمنون علی دعائہ حتی یکمل انجلاء الشمس وان لم یحضر الامام صلوا فردي کا لکسوف والظلمة الهائلة نہارا والريح الشديدة والفزع ﴿نور الايضاح﴾ ترجمہ سورج گرہن کے لئے نوافل کی طرح دو رکعتیں ہیں امام جمعہ یا بادشاہ کے مقرر کردہ امام کے پیچھے اذان، اقامت جبراً اور خطبہ کے بغیر پڑھنا سنت ہے (اذان کی جگہ) ندا دی جائے کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ ان رکعتوں (کے قیام) رکوع اور سجدہ کو طویل کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد امام چاہے تو بیٹھ کر قبلہ رخ ہوتے ہوئے دعائے مانگے یا لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر دعائے مانگے یہ زیادہ بہتر ہے مقتدی اس کی دعا پڑھیں کہیں یہاں تک کہ سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔ اگر امام موجود نہ ہو تو اکیلے اکیلے پڑھیں جس طرح چاند گرہن دن کے وقت خوفناک اندھیرا سخت ہوا اور خوف کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

نماز برے کاموں سے منع کرتی ہے

ان الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴿۳۵﴾ پ ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۳۵ ﴿ترجمہ بیشک صلوٰۃ منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۳ ﴿ترجمہ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو
بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

[illegible]

وَأَنَّهَا لَكَبِيرَةٌ مِّمَّا دُورُ السُّلُوكِ مِنْهُ وَاسْتَعَانَتْ أَمْرًا عَظِيمًا وَدُرَّتْ تَرْتِيبُ خَيْرٍ هِيَ - كَمَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَوْبِرُ عَنْ الضَّحَّاكِ فِي قَوْلِهِ وَأَنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَشَعِينَ قَالَ إِنَّهَا لَلْغَيْبَةِ تَفْسِيرُ طَبَرِي ۝ ضَحَّاكٌ سَكِرَ بِهِ رَهًا كَمَا مَعْنَى ثَقِيلٌ يَعْنِي بَهَارِي نَقْلٌ كَمَا هِيَ - إِلَّا عَلَى الْخَشَعِينَ خَاشِعِينَ خُشُوعٌ مِمَّا خُذَ هِيَ عَاجِزِي وَانْكَسَارِي - رَبِّكَ طَرَفَ مَالِكٍ هُوَ - اِنْ لَوْ كُنْ رَحْمَتِي جَنِّ رَافِدِ اللَّهِ تَعَالَى كِي جُلُوه

گری ہے۔ اسی لئے ان کے نفوس قدس اللہ تعالیٰ سے خاشع رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اِذَا تَجَلَّى لَكَ اللّٰهُ شَيْئًا خَضَعَ لَكَ تَرْجُمَةً جَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى كِي شَيْءٌ يَرِجُلُوه گری فرماتا ہے تو اسے خضوع تعظیم ہو جاتا ہے رب العزت کا ارشاد ہے - وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا نَهْمًا خُشُوعٌ قَلْبِي تَجَلَّى حَقِّ

مع الحق کا وارث بناتی ہے اور مخلوق سے دوری پیدا کرتی ہے۔ وحدثني محمد بن عمرو قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عيسى عن ابن ابی نجيح عن مجاهد الا على الخشيعين قال المؤمن حقاً ﴿طبری﴾ حضرت مجاہد سے الخشيعين کا معنی مؤمنین روایت کیا ہے۔ کما حدثني المثنی بن ابراهيم قال حدثنا عبد الله بن صالح قال حدثني معاوية بن صالح عن علي بن ابی طلحة عن ابن عباس الا على الخشيعين يعني المصدقين بما انزل الله ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الخشيعين سے مراد اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ کلام کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ وحدثني المثنی قال حدثنا آدم العشقلاني قال حدثنا ابو جعفر عن الربيع عن ابی العاليه في قوله الا على الخشيعين يعني الخائفين ﴿طبری﴾ ابو العاليه سے الخشيعين کا معنی... خائفین روایت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے۔ خوف کھانے والے۔ حضرت سہیل بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ تجھے خشوع کی تکمیل اس وقت ہوگی جب کہ جسم کا ہر بال اللہ تعالیٰ کے خوف سے سرشار ہو یہی اعلیٰ درجہ کا خشوع ہے کیونکہ جب دل پر اثر ڈالتا ہے تو اس کا ظہور جسم کے ہر ذرہ پر نمایاں ہوتا ہے پھر وہ جتنا اپنے آپ کو چھپائے نہیں چھپ سکے گا۔ اس کا سرنگوں اور ادب سے بھرپور اور تواضع کا مجسمہ ہوگا۔ سلف صالحین تو ایسے عمل کو چھپانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

خشوع مزوم۔ خشوع مزوم بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ تکلف کر کے رونی شکل بنائے اور سر نیچے رکھے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ وہ اس طرح کر کے لوگوں کو پھسانے کوشش میں رہتے ہیں تاکہ لوگ ہمیں نیک اطوار سمجھیں۔ یہ شیطانی مکر ہے۔ الَّذِينَ يَظُنُّونَ - يَظُنُّونَ - ظن سے ماخوذ ہے۔ اس کا حقیقی معنی ہے گمان۔ اور اس کا مجازی مطلب یقین ہے۔ وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو حقیقی حق کا یقین رکھتے ہیں۔ یہاں پر ظن کا معنی یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلَاقٍ حِسَابِیْہِ ﴿پ ۲۹ سورة الحاقة آیت ۲۰﴾ مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا۔ اَلَا يَظُنُّ اُولَئِکَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿پ ۳۰ مطفقین آیت ۴﴾ کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ انہیں اٹھائے۔ حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا سفیان عن جابر عن مجاهد قال کل ظن فی القرآن یقین ﴿طبری﴾ حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ظن استعمال ہوا ہے وہ یقین کے معنی میں ہے۔

اَنَّهُمْ مُّلْقُوْا رَبِّہُمْ . مُلْقُوْا - ملاقات سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے ملنا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ انہیں جمال حق کا مشاہدہ نصیب ہوگا۔ وَاَنَّهُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - رَاجِعُوْنَ - رجوع سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے واپس رجوع کرنا۔ واپس لوٹنا۔ جزبات حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور جزبات حق کا ایک جز بہ ثقلین کے عمل کے برابر ہے۔ عن ابی العالیہ فی قوله وَاَنَّهُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ قال یستیقون انہم یرجعون الیہ یوم القیامۃ ﴿طبری﴾ حضرت ابو العالیہ سے وَاَنَّهُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے تحت نقل کیا ہے فرماتے ہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ کر جانے والے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے تو آپ کو لڑکی کی فوت ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھ کر فرمایا کہ وہ ایک عورت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ڈھانپا اور وہ ایک بوجھ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے آگے محفوظ فرمایا پھر راستہ سے ہٹ کر آپ نے نماز ادا فرمائی اور سواری پر سوار ہو کر پڑھتے تھے وَاسْتَغْنَوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔

عمل گم ہوئی چیز کے ملنے کا

اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو اس کو ستر بار پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز اس کو مل جائے گی عمل یہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یَبْنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیْ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۷۰ ترجمہ اے اولاد

یَبْنِیْ : اے اولاد : اِسْرَآئِیْلَ : یعقوب : اذْکُرُوْا : تم یاد کرو۔ تم ذکر کرو : نِعْمَتِیْ : میری نعمت۔ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت : اَنْعَمْتُ : میں نے عطا کی۔ میں نے دی : الَّتِیْ : جو : عَلَیْکُمْ : تم پر۔ آپ پر : وَاِنِّیْ : اور میں نے : فَضَّلْتُکُمْ : تمہیں بڑائی دی۔ تمہیں فضیلت عطا کی۔ تمہیں بزرگی دی : عَلَی : اوپر۔ پر : الْعٰلَمِیْنَ : عالمین والے۔ جہان والے۔ زمانے والے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو دوبارہ ذکر فرمایا تاکہ اولاد یعقوب کو نعمتیں یاد دلانے کی تاکید ہو اور

اس میں تنبیہ ہے کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق ادا کرنے میں غافل ہیں۔ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا۔ بال لشکر علیہا بطا عتی۔ ﴿جلا

لین﴾ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو فرمایا میرا ذکر کرو میرا شکر کرو عملی طور پر شکر کے ساتھ یاد کرو۔ اطاعت کے ساتھ۔ جس سے میں

نے تم کو یعنی تمہارے آباء اجداد کو اس زمانہ کے عالم میں نوازا تھا۔ تم بڑے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہو۔ نِعْمَتِیْ۔ اگر نِعْمَتِیْ کے نون کے نیچے زیر ہو تو

اس کا معنی ہے احسان خواہ ظاہری ہو یا باطنی بالواستہ ہو یا بلا واستہ۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وَتِلْکَ نِعْمَةٌ تَمُنُّہَا عَلَیْ ﴿پ ۱۹ سورة الشعراء﴾ ترجمہ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر۔ اگر نِعْمَتِیْ کے نون کے اوپر فتح ہو تو اس کا معنی ہے عیش کا سامان۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنِعْمَةٌ کَانُوا فَکَہِیْنِ ﴿پ ۲۵ سورة الدخان آیت ۲۷

﴿ترجمہ اور نعمتیں جن میں فارغ البہال تھے۔ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ سے مراد من و سلوی اتارنا۔ بادل سے ان پر سایہ کرنا۔ پھر سے چشمہ نکالنا۔ بحر قزقم کو خشک

کر دینا۔ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ۔ میں نے تمہیں فضیلت عطا فرمائی۔ اے ابا، کم (جلالین) فضیلت آبا نکم (روح البیان) میں نے تمہیں تمہارے

آباء و اجداد کو فضیلت عطا فرمائی۔ اس سے مراد ان کے اپنے زمانہ کے لوگ ہیں اور ہر زمانہ کے لوگ ایک عالم ہیں۔ اَدْجَعْلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءً وَجَعْلَکُمْ مُّلُوکًا وَ اَتَکُمْ

مَا لَمْ يُوْتِ أَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿۲۰﴾ ترجمہ آیت ۲۰ میں نبی بھیجے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ نعمتیں عطا کیں کہ اس وقت دنیا میں کسی کو نہ دیں اور سب سے بڑی نعمت یہ دی کہ تم کو تمام جہان سے افضل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تمہارے گروہ سے انبیاء پیدا فرمائے اور ان پر تورات، زبور، انجیل اور صحیفہ نازل فرمائے تم بڑی بزرگی والے ہو میرے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ تاکہ تمہاری فضیلت برقرار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کی امت کے متعلق فرمایا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ كَذَلِكَ يُمْنٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ فَاعِلٌ ۚ ﴿۲۱﴾ ترجمہ آیت ۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تمہاری امت بہترین امت ہو لوگوں کو نصیحت کے لئے بھیجے گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تمہاری جماعت فضیلت والی ہے میرے نبی ﷺ کی تابعداری کر کے اس کی بہترین امت میں شامل ہو کر دو ہر اثواب حاصل کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن کو دو ہر اثواب ملتا ہے۔ پہلا۔ جس نے لوٹنی خریدی اور اس کی تربیت کر کے اسے مفت آزاد کر دیا اور نکاح بھی کر دیا۔ دوسرا وہ عبد جو اپنے آقا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تیسرا وہ اہل کتاب جو ہمارے رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر ان کی رسالت کی شہادت دے۔ ﴿روح البیان﴾ امام ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ یہ آیت پڑھتے تھے تو فرماتے تھے وہ قوم گزر چکی ہے اب تم مراد ہو ﴿درمنثور﴾ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اذْکُرُوا نِعْمَتَیْ کُمَا مَعْنٰی ہے اللہ تعالیٰ کے جو تم پر احسانات ہیں اور اللہ نے تو تمہیں ایام عطا فرمائے ان کو یاد کرو۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نعمت سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ تمام نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر شہر کی ہیں یا جو ان کے علاوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پتھر سے چشمہ جاری فرمائے ان پر من و سلوی اتارا اور انہیں فرعون کی عیوب دیت سے نجات فرمائی۔ وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ عن قتادة وَاِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قَالَ فَضَّلَهُمْ عَلٰی عَالَمِیْنَ ذٰلِکَ الزَّمَانِ ﴿طبری﴾ قتادہ سے وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہیں اس عالم پر فضیلت دی گئی جس میں وہ تھے اور ہر زمانہ کا ایک علیحدہ عالم ہے۔ امام عبد بن حمید نے مجاہد سے اس ارشاد کے تحت نقل فرمایا ہے کہ وہ جن لوگوں کے درمیان تھے ان پر فضیلت دی۔ ﴿عبدالرزاق﴾ حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے اس زمانہ میں جو لوگ تھے ان پر انہیں فضیلت دی کیونکہ انہیں رسل اور کتابیں اور بادشاہی عطا فرمائی اور ہر زمانہ کے لئے ایک عالم ہے ﴿درمنثور﴾ امام ابن زید کا قول ہے کہ ان میں جو اہل ایمان تھے وہ یہاں مراد ہیں کیونکہ انفرمان لوگ بندر اور خزیر بنادیئے گئے تھے ﴿کبیر﴾ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ ﴿۲۶﴾ سورة المائدہ آیت ۶۰ ترجمہ اور ان میں سے بندر اور خزیر کر دیئے گئے۔ لَعْنُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ ﴿۷۸﴾ لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں۔

وَ اتَّقُوا یَوْمًا لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا وَ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَ لَا هُمْ یُنصَرُونَ ﴿۲۸۰﴾ ترجمہ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس دوسری جان کا بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ (کافر کے لیے) کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کچھ لے کر (فدیہ اس کی) جان چھوڑی جائے اور نہ ان (کفار) کی مدد کی جائے گی۔ وَ : اور اتَّقُوا : ڈرو خوف کھاؤ : یَوْمًا : اس دن۔ اس یوم۔ اس روز : لَا : نہیں : تَجْزِیْ : جزا۔ بدلہ : نَفْسٌ : نفس : جان : عَنْ : سے : نَفْسٌ : جان : شَیْئًا : کچھ۔ چیز : وَ : اور : لَا : نہ : یُقْبَلُ : قبول فرمائی جائے گی : مِنْهَا : اس سے : شَفَاعَةٌ : کوئی شفاعت : کوئی سفارش : وَ : اور : لَا : نہ : نہیں : یُؤْخَذُ : لیا جائے گا : مِنْهَا : اس سے : عَدْلٌ : عدل۔ فدیہ۔ براری۔ مساوات۔ کوئی معاوضہ : وَ : اور : لَا : نہیں : نہ : هُمْ : ان۔ وہ : یُنصَرُونَ : مدد کی جائے گی۔

شان نزول۔ یہودی کہتے تھے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام ہم یہودیوں کا باپ ہے ان دونوں کی شفاعت اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرما کر اللہ تعالیٰ ہم کو بخش دے گا۔ رب العزت نے ان یہودیوں کے درمیں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اتَّقُوا۔ تقویٰ اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یعنی یہ باتیں نہ کرو کہ ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کا بیٹا حضرت اسحاق علیہ السلام جھگڑی کی آگ سے بچالیں گے۔ اگر آگ سے بچنا چاہتے ہو تو تم میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرلو۔ وَ اتَّقُوا۔ یہ وقتی سے ماخذ ہے اس کا مطلب معنی ہے۔ بچنا۔ ڈرنا۔ یہ اتَّقُوا امر کا صیغہ ہے۔ یَوْمًا۔ روز محشر کے حساب اور عزاب سے۔ اتَّجَزِیْ۔ جزاء سے ماخذ ہے جس کا مطلب ہے بدلہ دینا۔ جزیت عنک۔ قضیت عنک۔ اجزیت۔ کفیت ﴿طبری﴾ شیخ قتال فرماتے ہیں کہ اہل لغت کے ہاں جزئی کا معنی قضی یعنی ادا کے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بردہ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد مبارک فرمایا تجزیک ولا تجزى احد ا بعدک ﴿بخاری﴾ ترجمہ یہ دن تمہارے بعد کسی کے لیے کافی نہیں ہے۔ ﴿کبیر﴾ جزاء کا معنی امداد کے ہیں لا تقضی، لا تغنی، اور لا تکفی ہے۔ وہ ادا نہیں کرے گا، فائدہ نہیں کرے گا اگر اس پر کسی کا حق نہ ہوگا اگر اس پر کسی کا حق ہوگا تو وہ اس کی نیکیوں کے اختیار کے بغیر کفایت کرے گا اور ادا کرے گا اور فائدہ دے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے اپنے بھائی پر اس کی عزت وغیرہ کے سلسلہ میں ظلم کیا ہو وہ آج ہی اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ کوئی دینار ہوگا اور نہ درہم ہوگا اگر اس کا عمل صالح ہوگا تو اس سے ظلم کی مقدار اس سے عمل صالح سے لیا جائے گا اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی مظلوم کے گناہوں میں سے گناہ لے کر ظالم کے نامہ اعمال میں داخل کیے جائیں گے ﴿بخاری کتاب الرقاق۔ ترمذی﴾ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ رحمہ اللہ عند اکانت عنده لا خیه مظلمۃ فی عزیز قال ابو کربب فی حدیثہ او مال جاءه فاستحلہ قبل ان یؤخذ منه ولیس ثم دینار ولا درہم فان کانت له حسنات اخذوا من حسناته وان لم تکن له حسنات حملوا علیہ من سیناتہم ﴿طبری﴾ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یموتن احدکم و علیہ دین فانہ لیس ہناک دینار ولا درہم انما تقسمون ہناک الحسنات

والسینات و اشار رسول اللہ ﷺ بیدہ یمینا و شما لا طبری۔ درمنثور

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے فرماتے ہیں میں نے ابی بن کعب کے سامنے اس آیت لَا تَجْزِيْ اور لَا تُقْبَلُ کو تاء کے ساتھ پڑھا اور لَا يُوْ خذ کو یاء کے ساتھ پڑھا طبری۔ درمنثور

نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ۔ پہلے نفس یعنی جان سے مراد مومن آدمی مراد ہیں۔ اور دوسرے نفس سے کافر آدمی مراد ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ مومن آدمی کافر آدمی کی سفارش نہیں کرے گا۔ امام ابن ابی حاتم نے سدی سے ﴿لَا تَجْزِيْ﴾ اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ کوئی مومن شخص کسی کافر شخص کو کوئی فائدہ و منفعت نہیں پہنچائے گا طبری۔ درمنثور

نَشِيْنًا۔ مفعول ہے البتہ مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے یعنی قَلِيْلًا مِّنَ الْجَزَاءِ۔ قیامت کے دن کفار کو تھوڑا سا بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ لَا يَظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿پ ۶۱﴾ ان پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ وَلَا يُقْبَلُ۔ ان کی سفارش قبول نہ کی جائے گی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ اس دن مرد اپنے بھائی سے بھاگے گا۔ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ تَرْجَمُ تہماری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد تمہیں فائدہ نہیں دے گی۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ۔ چوں یفر المرء آید من احیہ..... یہرب الملو د من باب بیہ..... زان شود برد دوست آں ساعت عدد..... کہ بت تو بود از زرہ مانع او۔ مِّنْهَا۔ ان کی ضمیر پہلے نفس کی طرف ہے یا دوسرے نفس کی طرف لوٹتی ہے تو میں نے دونوں کی تفسیر کر دی ہے۔ قیامت کے دن مومن کی شفاعت کافر کے لیے قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر قیامت کے دن کافر کسی مومن کو اپنے لیے سفارش بنائے گا تو اس کی بھی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔ نَشْفَا عَةً۔ یہ شفیع سے ماخوذ ہے۔ یہ شافع اور شفیع کا مصدر ہے۔ شافع و شفیع کا معنی ہے جو دوسرے کی حاجت کا طلب گار ہو۔ ﴿روح البیان﴾ شفیع، شفیعہ کرنے والے کو کہتے ہیں اور شفاعت کرنے والے کو بھی کہتے ہیں ﴿قرطبی﴾ مَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿عافر آیت ۱۸﴾ ظالموں کے لیے نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی سفارش مانی جائے۔ اس آیت مبارکہ میں ظالمین سے مراد مشرکین ہیں۔ ان الشکر لظلم عظیم ﴿سورة لقمان آیت ۱۳﴾ ترجمہ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ یہاں پر ظلم کو شرک فرمایا گیا ہے۔ وَلَا يُوْخَذُ۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے قیامت کے دن میں تیسری قسم کی فدیہ و معاوضہ کی مدد کی بھی نفی کر دی ہے۔ مِّنْهَا۔ اگر یہ ضمیر ہا پہلے نفس کی طرف لوٹ رہی ہے تو اس کا معنی ہوگا اگر مومن کافر کی طرف سے کوئی فدیہ دے کر اس کو جہنم سے بچانے کی کوشش کرے گا تو اس کا یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ کافر جہنم میں جائے گا۔ اگر یہ ضمیر دوسرے نفس کی طرف لوٹ رہی ہے تو اس کا معنی ہوگا کافر سے کوئی فدیہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ عَذْلٌ۔ قیامت کے دن جہنم سے بچنے کے لیے کافر سے نہ فدیہ لیا جائے گا اور نہ وہ دوزخ سے بچ سکے گا۔ امام ابن جریر، ابن المنز نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ عدل سے مراد فدیہ ہے طبری۔ درمنثور

﴿امام ابن جریر، ابن المزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے جس کی تعریف کی گئی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ عدل سے کیا مراد ہے فرمایا فدیہ﴾ طبری۔ درمنثور ﴿وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے چوتھی قسم کی نصرت و مدد کی بھی نفی کر دی ہے کہ قیامت کے دن کفار کی مدد نہیں کی جائے گی۔ النصر کا مطلب ہے العون عون مدد کو کہتے ہیں۔ نصر کا معنی نصرت و مدد ہے اور اس کی جمع انصار ہے یعنی مددگار۔ عون کا معنی مدد ہے اور اس کی جمع اعوان ہے یعنی مددگار۔ مَنِ انْصَارَ رَحِيَ إِلَى اللَّهِ ﴿پ ۳﴾ سورة آل عمران آیت ۵۲ ﴿کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ اس آیت میں نصر کی جمع انصار فرمایا گیا ہے﴾ قرطبی ﴿شخ فقال یہ کہتے ہیں کہ نصر سے مراد معاونت ہے۔ انْصُرْ أَخْكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا﴾ بخاری ﴿اپنے بھائی کی مدد کر وہ ظالم ہے یا مظلوم ہے﴾ کبیر

قیامت کے دن کفار کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں ہوگی

بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور انبیاء کی پیاری اولاد ہیں تو قیامت کے دن ہمارے آباء و اجداد ہماری سفارش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا روز محشر میں تمہارے لیے سفارشات قبول نہیں ہوں گی اور نہ ہی فدیہ اور مدد مانی جائے گی۔ تم جہم میں جاؤ گے اور یہ جو تم پر اعزاز ہے کوئی بھی نہیں ٹال سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا اس لیے ذکر فرمایا کہ ان چیزوں سے انسان دنیا میں تکلیف کے وقت خلاصی پاتا ہے اور ان چیزوں کا عادی ہے۔ مَنِ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ ﴿سورة النساء آیت ۱۲۳﴾ ترجمہ جو بُرے عمل کرے گا اسے بدلہ ملے گا یعنی سزا پائے گا۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ﴿پ ۲۹﴾ سورة مدثر آیت ۴۸ ﴿تو انھیں (کفار کو) سفارشوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿پ ۱۹﴾ سورة اشعراء آیت ۱۰۰﴾ ترجمہ تو اب ہمارا کوئی سفارش نہیں ہے۔ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ ذُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ﴿پ ۷﴾ سورة الانعام آیت ۵۱ ﴿اللہ تعالیٰ کے سوا نہ ان کا کوئی مددگار اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے

شفاعت کا لغوی معنی۔ شفاعت شفیع سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ملانا اور زیادتی سے شفیعہ کرنے والا۔ شافع وہ آدمی ہے جو طاق کو دفع کرنے والا ہے۔ نماز کے دو گناہ کو بھی شفیعہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں بھی ایک رکعت کو دوسرے رکعت کے ساتھ ملایا جاتا ہے اسی طرح شفاعت میں جرم اپنی شفاعت کے لیے کسی مقبول بارگاہ الوہیت کو اپنے ساتھ ملاتا

رسول اللہ ﷺ اپنے امتیوں کی شفاعت فرماتے ہیں۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿۶۴﴾ اور اگر جب وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں تو اے میرے محبوب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور اس کے بعد اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَالْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴿۲۶﴾ سورة محمد آیت ۱۹ ﴿﴾ ترجمہ اور اے میرے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی مغفرت مانگو۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴿۲۷﴾ سورة ال عمران آیت ۱۵۹ ﴿﴾ ترجمہ تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدے میں دیکھوں گا اللہ تعالیٰ کی جب تک مرضی ہوگی مجھے سجدے میں رکھے گا اس کے بعد مجھ سے فرمایا جائے گا اپنا سراٹھاؤ جو مانگو گے ملے گا شفاعت کرو قبول ہوگی پھر میں اپنے رب العزت کی حمد کروں گا اس وقت جو رب العزت مجھے تعلیم فرمائے گا پھر میں شفاعت فرماؤں گا پھر میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر میں گنہگاروں کو دوزخ سے باہر نکال کر بہشت میں داخل کر دوں گا پھر میں دوسرا سجدہ کروں گا پھر شفاعت فرماؤں گا حتیٰ کہ دوزخ میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن مجید نے روک لیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے جن پر دوزخ کی بیشکی واجب ہو چکی ہے ﴿بخاری﴾ حدثنا يحيى بن يحيى قال انا هشيم عن سيار عن يزيد الفقير عن جابر بن عبد الله الانصاري قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمساً لم یعطهن احد قبلی کان کل نبی یبعث الی قومہ خاصة وبعثت الی کل احمر واسود واحلت لی الغنائم ولم تحذ لاحد قبلی وجعلت لی الارض طيبة طهوراً وسجداً افا ایما رجل ادرکته الصلوة صلی حیث کان ونصرت بالرعب بین یدی ميرة شهر واعطیت الشفاعة ﴿مسلم﴾ ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئیں ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد فرمائی گئی تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور آگہ تیم بنادیا لہذا میری امت سے جو آدمی نماز کا وقت پائے نماز ادا کر لے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں تھا مجھے شفاعت عطا کی گئی پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ہر ایک نے اپنی دعا دنیا میں مانگ لی اور میں نے اس دعا کو روزِ محشر میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے بجا کر رکھا ہے اور یہ انشاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو حاصل ہوگی جو شرک سے پاک رہے گا ﴿مسلم﴾ اسعد الناس لشفاعتی یوم القیمة من قال لا الہ الا اللہ خالصاً من قلبہ ﴿بخاری﴾ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ محشر میں میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ آدمی کامیاب ہوگا جس نے خلوص دل سے کلمہ پڑھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں سب سے پہلے بہشت کی شفاعت کروں گا ﴿مسلم﴾ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میری طرف رب العزت کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اللہ میری نصف امت کو بہشت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور

یہ شفاعت ہر اس مسلمان کو حاصل ہوگی جو شرک پر نہیں فوت ہوگا ﴿ترمذی﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس آدمی نے میرے روضہ پاک کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگی ﴿ترمذی۔ دارقطنی﴾ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر عبده عمه ابو طالب فقال لعله تنفعه شفا عتی يوم القيامة ﴿بخاری﴾ ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے اس کو نفع پہنچے گا۔ یعنی جس طرح بھی نفع پہنچے مثلاً تخفیف عذاب کا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت فرماؤں گا ﴿ترمذی﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی امت میں میں سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں ثم الاقرب فالاقرب من قرینش پھر انصار پھر یمن کے مومنین پھر باقی عرب اور تمام عجم کے مومنین ﴿ابن ماجہ﴾ اپنی امت میں میں سب سے پہلے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا پھر اہل مکہ پھر اہل طائف کی ﴿دارقطنی طبرانی﴾ وَاذْنَجِبْنَكُمْ مِّنْ اِلْ فِرْعَوْنَ يَسُوْهُمُوْا نَكُمْ سُوْءَ الْعَزَابِ يَدْ بَحُوْنَ اَبْنَانَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ

نِسَانُكُمْ مَا وَفَىٰ ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝۹۰ ترجمہ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ وہ تم پر بر اعزاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش و بلا تھی۔ و : ا : اذ : جب : نَجِّنِيْكُمْ : ہم نے تم کو نجات دی : مِّن : سے : اِل : قوم فرعون : فرعون : یَسْؤُْمْوْكُمْ : تم کو پہنچاتے تھے : سُوْء : برا سخت : الْعِزَاب : عذاب : یَذْبَحُوْنَ : ذبح کرتے تھے اِنْسَانُكُمْ : تمہارے بیٹوں کو : وَ یَسْتَحْیُوْنَ : اور زندہ رکھتے تھے : نِسَانُكُمْ : تمہاری بیٹیوں کو۔

تمہاری عورتوں کو : وَ : اور : فِی : نَج : ذَلِکُمْ : اس کے : بَلَاءٌ : بلا : آزماتِ : یَمِنْ : سے : رَبِّکُمْ : تمہارے رب : عَظِیْمٌ : عظیم : بڑی ۔

وَ اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ اِذْ حَالَتْ نَصَبٌ مِیْنْ ہے ۔ اس کا اُذْ کُرُوا نِعْمَتِیْ پُر عطف ہے یہ آیت مبارکہ اور گزشتہ آیات مبارکہ میں جو ہے بنی اسرائیل کو وہ بعض نعمتیں یاد دلانا ہے جو ان پر تھیں ۔ اور تم میں سے انبیاء بنائے اور تمہارے آباء و اجداد کو ان کے دشمن فرعون سے نجات دی ۔ تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور من و سلویٰ اتارا تو ان میری نعمتوں کو یاد کرو ﴿قرطبی﴾ نَجَّیْنٰکُمْ یہ نَجْو سے ماخوذ ہے ۔ اس کا معنی نجات ہے ۔ ہر کامیاب ہونے والے کو ناجی کہتے ہیں ۔ یعنی اگر تمہارے آباء و اجداد کو فرعون قتل کر دیتے تو تم بھی

اب اس وقت موجود نہ ہوتے ختم ہو جاتے ۔ مِّنْ اِلْ فِرْعَوْنَ ۔ نحاس نے کہا ۔ اس کی اصل اہل ہے پھر ہا کو الف سے تبدیل کیا ۔ اگر تو اس کی تغیر بنائے گا تو اس کو اصل کی طرف لوٹائے گا ۔ تو ہوگا اھیل ۔ مہدوی نے کہا اس کی اصل اول ہے ۔ بعض نے فرمایا اصل اہل تھا ہا کو ہمزہ سے قلب کیا گیا پھر ہمزہ کو الہ سے بدلا گیا ۔ اس کی جمع آلون ہے اس کی تغیر اویل ہے ﴿قرطبی﴾ ابی القاسم جارا اللہ محمود بن عمر الزختری الخوارزمی فرماتے ہیں ۔ اصل ﴿آل﴾ اہل ، ولذلك یصغر باھیل ، فابد لت ہاؤہ الفاء وخص استعما لہ با ولی الالخطر والشان کا لملوک واشباھم فلا یقال : آل الایسکاف والحجام ﴿کشاف بیروت﴾ آل کی اصل اہل ہے کیونکہ اس کی تغیر اھیل ہے ہا کو الف سے بدل دیا گیا ہے ۔ اس کا استعمال صاحب و شان میں ہوتا ہے مثلاً ملوک وغیرہ آل جہام اور آل اسکاف (موجوں کو) نہیں کہا جاتا ۔ آل سے مراد فرعون کے پیر و کار ، اس کی قوم ، اس کے متبعین ہیں ۔ آل یہ اہل سے ماخوذ ہے ۔ فرعون کے ہم مزہب نوکر پولیس والے ہیں ۔ فرعون کے نہ کوئی بیٹے اور نہ کوئی بیٹیاں تھیں ۔ ابن جریر طبری اپنی تفسیر طبری میں لکھتے ہیں کہاں فرعون فانہم اہل دینہ و قومہ واشیاعہ ترجمہ آل فرعون سے مراد فرعون کے اہل مزہب اور اس کے متبعین ہیں ۔ ابن جریر فرماتے ہیں ۔ واصل آل اہل ابدلت الہاء ہمزہ کما قالوا ماء فابد لوالہاء ہمزہ فاذا

صغروہ قالوا مویۃ فردوا الہاء فی الرصغیر و اخر جوہ علی اصلہ و كذلك اذا صغروا (الا) قالوا اھیل وقد حکى سما عا من العرب فی تصغیر (آل) او یل وقد یقال فلان من آل النساء یراد انہ منہن خلق ویقال ذلک ایضا بمعنی انہ یرید ہن وبھو اھن ۔ کما قال شاعر ۔ فانک من آل النساء وانما یکن لا دنی لا وصال لغائب ۔ ﴿طبری﴾ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آل رسول کون ہیں آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا آل علی آل جعفر آل عقیل اور آل عباس ۔ آل النبی محمد ﷺ وال علی وال العباس وال عقیل ﴿تفسیر طبری﴾ فرعون علم لمن ملک العما لقة کقیصر لملک ، الروم وکسری لملک الفرس ، ولعمتو الفراعنة اشتقوا منقر عن فلاں انا عتا وتجبیر ، وفی ملح بعضهم : قد جاء ہ الموسی الکلوم فزاد فی اقصی تفر عنه و فرط عرامہ و قرى : انجینا کم ونجینکم ﴿کشاف﴾ وہب نے کہا فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا ۔ اس کی کنیت ابو مرہم تھی ۔ وہ بنی مملکت بن لاؤز بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سے تھا ۔ عما لقة کے کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوتا تھا ۔ جوہری نے کہا فرعون ، ولید بن مصعب بادشاہ مصر کا لقب تھا ۔ یہ عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے ۔ عربی زبان کے علاوہ ہر زبان کو عجمی زبان کہتے ہیں ۔ فارس یعنی ایران کے بادشاہوں کا لقب کسری ہوتا تھا ۔ روم یعنی اٹلی کے بادشاہ کا لقب قیصر ہوتا تھا ۔ حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا یمن کے باد شاہ کو تبع اور ترکوں کے بادشاہ کو خاقان کہتے ہیں ﴿قرطبی﴾ فضل قدیر ۔ روح البیان ۔ طبری ﴿فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا جو قوم عمالقة کے خاندان قبط سے تھا اور اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی﴾ لغوی ۔ روح البیان ۔ فیوض الرحمن ﴿ابی جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں کہ ۔ فِرْعَوْنَ ۔ فانه یقالہ انہ اسم کا ننت ملوک العما لقة بمصر تسمى به کما کا ننت ملوک الروم یسمى بعضهم قیصر و بعضهم هر قل و کما کا ننت ملوک فارس تسمى الا کا سرة واحد هم کسری و ملوک الیمن تسمى التبا بعة واحدہم تبع﴾ ﴿تفسیر طبری﴾

یَسُوْهُمُوْ نَکُمْ ۔ یہ سوئم ماخوذ ہے ۔ یَسُوْهُمُوْنَ ۔ اس کا معنی ہے پکھانا اور تکلیف دینا ۔ اس کا مفعول ثانی ہے اس کا مطلب ہے سخت

عذاب ۔ ﴿نعمی﴾ قرطبی ﴿سُوْءَ الْعَزَابِ ۔ اس کا معنی ہے سخت عذاب ۔ محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو انہوں نے اپنا خادم بنا رکھا تھا ۔ بعض لوگوں سے مکان بنواتے بعض لوگوں سے کھیتی باڑی کا کام کرواتے تھے ۔ بعض لوگوں سے پودے لگواتے تھے ۔ اور جوان میں کام نہ کرتے وہ جزیہ دیتے تھے ۔ امام سدی فرماتے ہیں کہ انہیں سخت اور گندے کاموں میں لگاتے مثلاً کچھڑ بنانا ، پہاڑ کھودنا ﴿کبیر﴾ قرطبی ﴿ابو محمد حسین بن مسعود الفراء لغوی شافعی متونی ۵۱۶ ہجری اپنی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں کہ ۔ بنی اسرائیل کے لوگوں کی ایک قسم معمار تھی جو تعمیرات کا کام کرتے تھے اور ایک قسم کے لوگ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور ایک قسم کے لوگ فرعون کی خدمت کرتے تھے اور جو لوگ بنی اسرائیل کے کسی کام کے اہل نہ ہوتے ان پر ٹیکس لگاتے ۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے اعمال فرعون کے سلسلہ میں مختلف جماعتیں تھیں ۔ جو بنی اسرائیل کے لوگ طاقتور تھے وہ پہاڑوں سے ستون تراشتے تھے یہاں تک کہ پہاڑوں کو کاٹنے اور نقل و حمل کے باعث ان گردنیں اور کمریں زخمی ہو گئیں ۔ اور ایک جماعت پتھر لاتی ۔ اور ایک جماعت اثیش بناتی اور پکاتی تھی ۔ ایک جماعت بوڑھی تھی اور کچھ لوگ لوہار تھے اور جوان میں کمزور تھے ان پر ٹیکس لگایا جاتا ۔ وہ لوگ ٹیکس روزانہ ادا کرتے اور جس پر ٹیکس ادا کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو اس کا دایاں ہاتھ ایک ماہ کے لیے گردن کے ساتھ باندھ دیا جاتا بنی اسرائیل کی عورتیں سوت کا تنے اور بننے کا کام کرتی تھیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا ۔ یہ خاندان قبطیوں میں سے تھا ۔ اس نے چار سو سال عمر گزاری یہ اصفہانی عطار تھا ۔ جب یہ مقروض ہو گیا تو تنگ آکر اپنے اصلی مسکن کو چھوڑ کر ملک شام میں چلا گیا وہاں بھی اسے آسانی میسر نہ ہوئی تو پھر یہ ملک مصر میں رہائش پزیر ہوا ۔ ملک مصر میں اس نے ایک الٹی چال دیکھی کہ گاؤں میں تو سالم بوری تر بوز کی صرف ایک درہم میں دستیاب ہو جائے لیکن بازار میں صرف ایک درہم سے ایک تر بوز فروخت ہوتا فرعون کے دل میں خیال آیا کہ

بندے کو نیک عمل کے ساتھ آزماتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے شکر کا امتحان لے۔ کبھی کسی ناپسندیدہ مصیبت سے آزماتا ہے تاکہ اس کے صبر کا امتحان لے۔ ﴿قرطبی﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 - مِّن رَّبِّكُمْ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا تم پر مسلط ہو جانا۔ عَظِيمٌ - یہ بے لاء کی صفت ہے اور دونوں کا نکرہ ہونا تخم کے لئے ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذَلِكُمْ کا اشارہ فرعون سے نجات کی طرف ﴿فیوض الرحمن - روح البیان﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب نما

بسم الله الرحمن الرحيم - نلتوا علیک من نبا موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یؤمنون ﴿پ ۲۰ سورة القصص آیت ۳﴾ ترجمہ ہم تم پر موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر پڑھیں۔ موسیٰ عبرانی۔ قبطیوں کی زبان کا نام ہے۔ یہ مرکب ہے موکا مطلب ہے پانی اور ساکا مطلب ہے شجر یعنی درخت۔ اس کے نام رکھنے کا سبب یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحناز آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں اس نے فرعون کے ڈر سے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا دریا کی موجیں اس صندوق کو فرعون کے گھر کے نزدیک ایک تالاب میں لے آئیں۔ اس تالاب کے ارد گرد گھنے درخت تھے۔ فرعون کی زوجہ آسیہ بی بی نے اس صندوق کو خدام کے ذریعے نکلوا کر دیکھا تو وہ ایک معصوم بچہ تھا۔ یہ بچہ موسیٰ ملا یعنی پانی سے اور سا سے ملا یعنی درختوں سے تو اسی مناسبت سے اس بچہ کا اسم گرامی موسیٰ رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اپنے ہی گھر مصر میں ہوئی آپ کا نسب نمایہ ہے۔ موسیٰ بن عمران بن یصھر بن قاعث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ﴿کبیر - تاریخ طبری - خزائن العرفان﴾ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ لاوی بن یعقوب نے نابتہ بنت یصھر سے نکاح کیا۔ اس سے عرشون بن لاوی مرزی بن لاوی اور قابت بن لاوی پیدا ہوئے اس نے شمت بنت بتادیت سے نکاح کیا۔ تو اس سے قارون بصیر عمران بصیر بن یصیر پیدا ہوئے عمران نے شمویل بنت ید کیا سے نکاح کیا تو اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ابن اسحاق کے علاوہ دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۴ سال تھی ۸ سال کی عمر میں لاوی پیدا ہوا لاوی کی عمر جب چھیا لیس سال ہوئی تو قاہت پیدا ہوا پھر قاہت سے یصیر سے عمران پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر چھیا سٹھ سال تھی پھر عمران سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام یا خاند تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا دوسرا نام باختہ تھا۔ آپ کی بیوی کا نام صفورا تھا جو کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام جرشون اور یلیغیا نامی جگہ پر پیدا ہوئے وہاں سے مدین چلے گئے اس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی۔ آپ دین ابراہیم علیہ السلام کی طرف بلاتے تھے۔ جب کوہ طور پر اللہ سے ملاقات ہوئی تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اسی سال تھی۔ اس وقت مصر کے فرعون کا نام قاموس بن مصعب تھا اور اس کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت شروع کی تو قاموس کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی ولید بن مصعب بادشاہ تھا جو اس سے بڑا سرکش اور کافر تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بھائی کو لے کر فرعون کے پاس جائیں۔ تیسری روایت میں ہے کہ ولید نے اپنے بھائی قاموس کے بعد ان کی بیوی آسیہ سے نکاح کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کی کل عمر ایک سو تیس سال تھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے پاس گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے باہر آ گئے اور سمندر پار کرنے کے بعد وادی تہ میں ٹھہرے اور بنی اسرائیل وہاں چالیس سال تک ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس یوشع بن نون آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس سال تھی۔ اور آپ کا انتقال وادی تہ میں ہوا۔ ﴿تاریخ طبری﴾

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیه ج فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی ج انارادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ﴿قصص آیت ۷﴾ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے ڈر ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھرائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔ اذ او حینا الی امک ما یوحی۔ ان اقدفیه فی التابوت فاقد فیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عد ولی وعد و له طوالقیہ علیک محبة منی ولتصنع علی عینی ﴿پ ۱۶ سورة طہ آیت ۳۹﴾ جب تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا سے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوحناز کو حکم آیا کہ اسے دودھ پلائے اور جب بھی اس کے متعلق آپ کو کوئی ڈر محسوس ہو تو اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا اور کسی قسم کا ڈر محسوس نہ کرنا ہم اس بچہ کو پھر تیری طرف واپس کر دیں گے۔ اور ہم اس بچہ کو رسولوں میں سے رسول بنادیں گے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس کی والدہ یوحناز نے تین مہینے آپ کو دودھ پلاتی رہی اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے اور نہ ماں کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے آپ کی بہن مریم کے علاوہ اور کسی کو آپ کی پیدائش کی خبر نہیں تھی۔ جب یوحناز کے دل میں خیال آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ورساف کپڑے پہنائے اور خوشبو لگا کر صندوق میں لٹا کر تالے کی چابی اس میں رکھ کر صندوق کو تال لگا دیا اور پھر اسے دریائے نیل میں رات کو ڈال دیا۔ وقالت لا ختہ قصیہ زفبصرت بہ عن جنب و ہم لا یشعورن ﴿پ ۲۰ سورة القصص آیت ۱۱﴾ ترجمہ اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحناز نے اپنی بیٹی مریم کو کہا کہ تم اس صندوق کے پیچھے چھپے چلی جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی بہن مریم اسے دریا کے کنارے کنارے دیکھتی رہی اور فرعون کی قوم کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ واصبح فواء ام موسیٰ فرغاً طیان کاذ ث لتبذی بہ لو لا ان ربنا علی قلبہا لتکون من الموءمنین ﴿پ ۲۰ سورة القصص آیت ۱۰﴾ ترجمہ اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ضرور قریب تھا کہ اس کا حال کھول دیتی اگر ہم نہ ڈھارس (تسل) بندھاتے اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ جو وعدہ ہم آپ سے کر چکے تھے اسے اسے بچے کو پھر تیری طرف واپس لائیں گے۔ فالنقطہ ال فرعون لیکون لہم عد و او حزننا ط ان فرعون و ما من و جنودہما کانوا خطنین ﴿پ

امعنت علی فلن اکون ظهیرا للمجرمین ۵ ﴿القصص ایت ۷۱﴾ ترجمہ عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں اس وقت داخل ہوا جب کہ وہاں کے لوگ غفلت کی حالت میں تھے پس پایا وہاں دو آدمیوں کو جو وہاں لڑ رہے تھے ان میں سے ایک ان کے گروہ کا تھا یعنی بنی اسرائیلی تھا اور دوسرا دشمن کی قوم کا تھا یعنی قبطی فرعون سے وہ اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تا کہ اس پر لکڑیوں کا انبار لا دکر فرعون کے مطیع میں لے جائے آپ کی قوم والے آدمی اسرائیلی نے دشمن کے خلاف مدد مانگی آپ نے جواب میں دشمن کے آدمی کو مکہ مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ شیطان کے عمل سے ہے بے شک شیطان واضح گمراہ ہے اور فرمایا اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھے بخش دیا جائے بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ چونکہ آپ نے مجھ پر فضل فرمایا ہے اس لیے میں کبھی آئندہ مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی اور قبطی کو چھڑانے کے لیے مکہ مارا جس سے وہ اتفاقہ مر گیا اتفاقہ پر یہ قصاص نہیں ہوتا وہ کا فر حربی تھا۔ فا صبح فی المدینة خائفین یترقب فاذا الذی استنصره بالامس یستصرخه فقال له موسیٰ انک لغوی مبین ۵ ﴿القصص ایت ۱۸﴾ فلما ان اراد ان یبطش بالذی هو عدولهما لا قال یموسى اتريد ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس قصلی ان ترید الا ان تكون جبارا فی الارض وما ترید ان تكون من المصلحین ۱۹ و جاء رجل من اقصى المدنة یسعی قال یموسى ان الملا یا تمر ون بک لیقتلوك فاخرج منی لک من النصحین ۲۰ فخرج منها خائفا یتترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین ۵ ﴿القصص ۲۱﴾ غرض اگلی صبح ڈرتے ڈرتے اور حالات کی ٹوہ لگاتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہی شخص جس نے گزشتہ کل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی تھی آج پھر موسیٰ کو پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک تو صریح بے راہ ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ پھروہی برتاؤ کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں اسرائیلی نے اس خوف سے کہ میری سخت کلامی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھے ہی نہ ماردیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو نے جس طرح کل ایک شخص قتل کیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے کہ انجام کا خیال کیے بغیر میں مار دھاڑ کرتا پھرے تو صلح صفائی کرنے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا اور قبطی چلا گیا۔ لیکن اس اسرائیلی نے جا کر راز فاش کر دیا تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب کر لیا اور کہا کہ... اسے پکڑ وہی دشمن ہے اور جب لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ان سے کہا کہ اسے تنگ راستوں سے پکڑنا اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی کم عمر ہے اسے راستے معلوم نہیں لیکن اسرائیلی نے یہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک آدمی تک پہنچادی اور کہا کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام بلاشبہ تمام دربار آپ کے متعلق قتل کا مشورہ کر رہا ہے آپ یہاں سے نکل جائیے میں آپ کا خیر خواہ ہوں غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھتے ہوئے اور ڈرتے بھاگتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلے اور یہ دعا کی۔ رب نجنی من القوم الظلمین۔ اے میرے رب مجھے ان ظالموں سے بچالے۔ ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربى ان يهدى بى سواء السبيل ﴿القصص ۲۲﴾ اور جب مدين کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ راستوں میں داخل ہوئے تو ایک فرشتہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اسے دیکھا تو خود خوف کی وجہ سے اس کے آگے جھک گئے فرشتے نے کہا کہ آپ میرے آگے نہ جھکیں بلکہ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے چلے اس نے مدين کا راستہ بتایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدين جاتے ہوئے فرمایا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ پر چلائے گا فرشتہ آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ مدين پہنچ گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل نے ہمارے ایک شخص کو مار ڈالا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا قاتل اور گواہوں کو تلاش کر دو فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے۔ اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا اور دوسرے دن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک دن پہلے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا۔ ولما ورد ماء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون ووجد من دونهم امراة ترضع ثلث حواشي فقال ما خطبك ما قالنا لا نسقي حتى يصدر الرعاء سكتوا و ابونا شيخ كبير ۵ ﴿القصص ۲۳﴾ اور جب مدين کے پانی پر آیا وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر چلے نہ جائیں۔ اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ سدی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس کنویں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جو موسیٰ کو پانی پلا رہا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ مصر اور مدين کے درمیان آٹھ راتوں کا سفر ہے گویا کہ کوفہ سے بصرہ تک مسافت ہے آپ کے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کا کوئی اور سامان موجود نہ تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے پاؤں پھٹ چکے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ فسقى لهما ثم تولى الى الظل فقال رب انى لى ما انازلت الى من خير فقير ﴿القصص ایت ۲۴﴾ ترجمہ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف چلا گیا عرض کی اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں۔ سدی کی روایت میں ہے کہ ان لوگوں سے ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں یعنی بکریوں کے گرد کھڑی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تم پانی کیوں نہیں پلا رہی ہو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہ چلے جائیں تو ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دونوں پر بہت رحم آیا آہ کنویں پر تشریف لائے اس پر سے پھر ہٹایا حالانکہ یہ پھر اتنا دوزخ تھا کہ اسے اہل مدين کی ایک جماعت اٹھائی تھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندر ڈول ڈال کر پانی نکالا اور ان اور ان کے جانوروں یعنی بکریوں کو پانی پلا دیا آج یہ دونوں جلدی گھروٹ گئیں اس سے پہلے کہ وہ کنویں کے نیچے ہوئے پانی سے اپنے جانوروں کو پانی پلائی تھیں۔ اس لیے دیر ہو جاتی تھی دونوں چلی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور یہ دعا کیرت انى لى ما انازلت الى من خير فقير۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان ہے کہ انہوں نے یوں کہا اے اللہ بھولت بھی دے اگر کوئی انسان ہوتا اس شہید بھوک کی حالت میں کھانے

۲۰ سورة القصص آیت ۸ ﴿تَوَاسَىٰ اِثْنَا اَشْرَافُ فِرْعَوْنَ كَافِرُونَ﴾ کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔ صندوق کو پانی بہا کر فرعون کے گھر کے قریب تالاب میں لے آیا۔ دریا سے ایک نہر نکال کر فرعون کے باغ کے تالاب میں پہنچائی گئی تھی جس کا نام عین الشمس تھا۔ آسیہ بی بی کی باندیاں وہاں نہانے کے لیے آئیں تو انہوں نے تالاب میں صندوق کو دیکھا تو اسے اس صندوق کو اٹھا کر فرعون کی بیوی آسیہ بی بی کے پاس لے آئیں۔ ان کا خیال تھا کہ اس میں کچھ مال ہوگا۔ جب آسیہ بی بی نے صندوق کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک بچہ تھا جو اپنی انگلی منہ میں ڈال کر چوس رہا تھا۔ آسیہ بی بی اس کا حسن و جمال دیکھ کر آپ کے دل میں اس کی بہت محبت پیدا ہوئی۔ وہ اپنے گھر لے آئیں وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِي لِي وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوهُ قِ صِلْهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۰﴾ سورة القصص آیت ۹ ﴿ترجمہ اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔ فرعون نے اس بچہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو آسیہ بی بی نے کہا میری کوئی اولاد نہیں ہے میں اس کو اپنا بیٹا بنا کر پالوں گی۔ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آخر کار فرعون مان گیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں وہ بنی اسرائیل کا لڑکا نہ ہو جس کی خبر مجھے دی گئی ہے کہ تیری حکومت کو تباہ کر دے گا۔ آسیہ بی بی نے فرعون کو کہا جس بچہ کو تو سمجھتا ہے وہ یہ بچہ نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم نے یہ تمام خبر اپنی ماں یوحنا کو دی کہ میرا بھائی فرعون کے پاس پہنچ گیا ہے یوحنا بہت پریشان ہوئی اللہ تعالیٰ سے التاء ہوئی پریشان نہ ہو یہ بچہ آپ کو ملے گا۔ وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلَىٰ اَهْلٍ بَيِّتٍ يَكْفُلُوْنَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ﴿۱۲۰﴾ فَرَدَّدْنَاهُ اِلَىٰ اُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِنَعْلَمَ اَنْ وَعْدُ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۲۰﴾ ترجمہ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دیں تھیں تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں۔ تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف واپس کیا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس کے بعد انہوں نے دودھ پلانے والی دایوں کو بلایا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی دای کا دودھ نہ پیایا یہ دیکھ کر مریم جو اس وقت موجود تھی اس نے کہا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاتی ہوں جو اس کی خوب پرورش کرے اور تمہارا خیر خواہ بھی ہو فرعون نے یہ بات سن کر مریم کو پکڑ لیا اور کہا کیا تو اس بچہ کو جانتی ہے مجھے بتا اس کے گھر والے کون ہیں مریم نے کہا میں اس کو نہیں جانتی میرا مقصد یہ ہے کہ وہ گھر آپ کا خیر خواہ ہے۔ فرعون نے مریم کو کہا کہ وہ اسے لے آؤ مریم اپنی امی یوحنا کو لے آئی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں اور اپنا پستان ان کے منہ میں دیا تو یہ جملہ نکلنے لگا یہ میرا بیٹا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امی کا دودھ پیا اور اس کی گود میں سو گئے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی تنخواہ دودھ پینے کی ایک اشترنی روزانہ مقرر کر دی۔ یوحنا نے فرعون کو کہا کہ میں اس جگہ نہیں رہے سکتی میں اس بچہ کو گھر میں پالوں گی۔ فرعون اس بات کو مان گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے۔ دودھ چھوٹنے کے بعد آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں اور وہاں پرورش پاتے رہے۔ فرعون آسیہ بی بی کے کہنے پر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنالیا لوگوں نے بھی انہیں فرعون کا بیٹا کہنا شروع کر دیا بچہ کیلئے کودنے والا ہو گیا تو ایک دن حضرت آسیہ اس بچے کو کھلا رہی تھیں کہ فرعون اس وقت آن پہنچا آسیہ بی بی نے فرمایا اے لویہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ سن کر فرعون نے کہا یہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے۔ اگر فرعون کہہ دیتا کہ یہ میری آنکھوں بھی ٹھنڈک ہے تو یہ جنتی ہوتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ یہ کہہ دیتا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا لیکن اس سے انکار کیا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑا تو آپ نے اس کی داڑھی کو پکڑ کر نوچا یہ ماجرا دیکھ کر فرعون نے کہا کہ ذبح کرنے والوں کو بلواؤ یہ وہی لڑکا ہے جس سے میری حکومت ختم ہو جائے گی آسیہ بی بی نے فرمایا اسے قتل مت کرو یہ سمجھ بچہ ہے اس نے نا چھی میں ایسا کیا ہے آپ کو معلوم ہے کہ پورے مصر میں مجھ سے زیادہ زیورات پہننے والی عورت کوئی نہیں میں اس کے سامنے ایک یا قوت کا ہیرا رکھ دیتی ہوں اور ایک طرف اور ایک طرف انگارہ رکھ دیتی ہوں اگر اس نے یا قوت کو پکڑ لیا تو سمجھدار ہے اسے قتل کر دیا جائے اگر اس نے انگارے کو اٹھا لیا تو یہ بے سمجھ ہے چنانچہ آپ کے سامنے یہ دونوں رکھے گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر آپ کے ہاتھ کا رخ انگارے کی طرف کر دیا آپ نے انگارہ اٹھا کر منہ میں میں ڈال لیا جس سے آپ کی زبان جل گئی اور لکت پیدا ہو گئی اسی کے متعلق آپ نے یہ دعا فرمائی تھی رب اشرح لی صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من السانني يفتقها قولي۔ سورة طه آیت ۲۵، ۲۶، ۲۷ ﴿۲۸﴾ عرض کی اے میرے لئے میرا سینہ کھولے اور میرے لئے میرا آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری زبان کو سمجھ سکے۔ ولما بلغ اشدّه واستوا اتيننه حكما وعلماهو كذلك نجزي المحسنين ﴿۲۹﴾ القصص آیت ۲۹ ﴿ترجمہ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ نیکیوں کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں ملتے رہے اس کی سواریوں پر سوار ہوتے رہے اور وہی اعلیٰ لباس پہنتے جو فرعون اور اس کے گھر والے پہنتے اور آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام بن فرعون کے نام سے پکارا جاتا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ فرعون کسی سواری پر سواری ہو کر کہیں سے واپس اپنے شہر آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ساتھ گئے تھے۔ لیکن وہ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس لیے فرعون انتظار کیے بغیر ہی واپس آ گیا جب موسیٰ علیہ السلام آئے تو پتہ چلا کہ فرعون جا چکا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سوار ہو کر اس کے پیچھے چل پڑے اور شہر میں عین دوپہر کے وقت داخل ہوئے اس وقت بازار بند تھے اور وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجليين يقتتلان فمهما من شيعته وهذا امن عدوه فاستغاثه الذي من شيعته على الذي عدو لافوكره موسى ففضي عليه وقال هذا من عمل الشيطان فانه عدو مضل مبين ﴿۳۰﴾ القصص آیت ۳۰ ﴿ترجمہ اور اس شہر داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گرد وہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گرد وہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے مکامار تو اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کر بنے والا۔ قال رب اني ظلمت نفسي فاغفر لي فغفر له فانه هو الغفور الرحيم ﴿۳۱﴾ القصص آیت ۳۱ ﴿ترجمہ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ قال رب بما

کے سوا کچھ نہ مانگتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنوئیں میں پہنچے تو آپ کو سبزی کی ہریالی نظر آئی جسے دیکھ کر آپ نے یہ دعا مانگی رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَبِیْرٍ فَقِیْرٌ۔

عمل رزق کی کشادگی کے لیے۔

اگر کوئی تنگ دست ہو تو اس عمل کو روزانہ ایک سو ایک مرتبہ نماز کے بعد پڑھیں انشاء اللہ رزق میں کشادگی ہوگی۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَبِیْرٍ فَقِیْرٌ۔ اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں

فجاءته احدهما تمشی علی استحياء زقالت ان ابی ید عوك لیزیک اجزیک اجرما سقیت لنا فلما جاءه وقص علیہ القصص لا قال لا تخف وقف نجوت من القوم الظالمین ۵ القصص ایت ۲۵ ترجمہ تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی بولی میرا باپ بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں اس نے کہا ڈریے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے۔ سدی فرماتے ہیں کہ جب یہ دونوں لڑکیاں گھر پہنچیں تو ان کے والد نے ماجرہ پوچھا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے بھیج دیا اور وہ شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو اس پانی پلانے کی اجرت دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں یعنی بکریوں کو پانی پلایا ہے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ اور اس سے کہا چلو وہ آگے چلنے لگی تو اس کے بدن کا کچھ حصہ ظاہر ہونے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میرے پیچھے چلو اور مجھے راہنمائی کرنی رہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چل کر اس بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آن پہنچے اور انہیں تمام قصہ سنایا تو انہوں نے کہا کچھ خوف نہ کریں آپ ان ظالموں سے بچ کر آ گئے ہیں۔ سدی نے جو کہا ہے کہ اس لڑکی کا کچھ حصہ نظر آنے لگا۔ یا ہوا کی وجہ سے ہو گا یا ایڑیاں نظر آتی ہوں گی۔ خزائن لعرافان میں ہے کہ چہرہ آستین سے ڈھکے جسم چھپائے ہوئے یہ بڑی صاحب زادی تھیں ان کا نام صفوراء تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی صاحب زادی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان کی ملاقات کے قصد سے چلے اور ان صاحب زادی سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر راستہ بتاتی جائیے یہ آپ نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے۔ جب موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھے کھانا کھائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منظور نہ کیا اور اعوذ باللہ فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیوں عزر ہے کیا آپ کو بھوک نہیں ہے فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلایا ہے کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عمل خیر پر عوض لینا قبول نہیں کرتے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے جوان ایسا نہیں ہے یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میرے آباؤ اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان خوانی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں تو آپ بیٹھے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ قالت احدہما یا بت استاجرہ ج ان خیر من استاجر القوی الامین ۵

۵ القصص ایت ۲۶ ترجمہ ان میں ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت و امانت دار ہو۔ ان دو بیٹیوں میں سے ایک نے کہا اے ابا جان آپ اسے نوکر رکھ لیجیے کیونکہ اگر آپ اچھا نوکر رکھنا چاہیں تو اس کا اہل وہ ہے جو توانا اور امانت دار ہو یہ بات کرنے والی لڑکی وہی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی۔ ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی قوت کے بارے میں تو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے اکیلے کنوئیں سے پتھر اٹھالیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے اور امانت سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور آپ کو اس کے باحیا ہونے کا کیا ثبوت ہے اس لڑکی نے کہا ابا حضور ہم دونوں آرہے تھے میں آگے تھی اور یہ پیچھے تھا مگر اس نے مجھ سے کہا کہ تم پیچھے سے چلو اور میں آگے چلوں گا آپ مجھے گھر کے راستہ کی راہنمائی کرتی رہو اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے یہ ایماندار ہے

قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھتین علی ان تا جرنی ثمنی حجج فان اتممت عشر افمن عندک ج وما ارید ان اشق علیک طستجدنی ان شاء اللہ من الصلحین ۶ القصص ایت ۲۷ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تم سے نکاح کر دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ سال میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس سال کر لو تو تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے انشاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے گئی تھی نکاح ۱۷ سی کے ساتھ ہوا۔ یعنی صفوراء بی بی سے۔ شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ ان دو لڑکیوں کا نام لیا اور صفوراء تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک بیٹی کو عصا لانے کا حکم دیا یہ انسان کی جسامت کے بقدر تھا۔ ایک باندی گھر میں داخل ہوئی اور یہ عصا لے جانے لگی حضرت شعیب علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا اور کہا کہ اسے یہاں چھوڑ دو اس نے وہیں ڈال دیا لیکن پھر وہ نہر کی اور اسے اٹھانے لگی جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اسے مویشی چرانے کے لیے بھیج دیا۔ پھر جب آپ کا عقد ہو چکا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحب زادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عصا دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو دفع کریں۔ یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے یہ عصا وہی تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں کون سی مدت اچھے انداز میں پوری کی انہوں نے کہا ان میں سے اکمل کو پورا کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا کیا اور دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کی۔

قال ذلک ببینی وبینک ما یمایا الا جلیین قضیت فلا عدوان علی ماو اللہ علی ما نقول وکیل ۲۸ القصص ایت ۲۸ موسیٰ نے کہا میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا ہے ان دونوں میں جو عیاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کے اوپر اللہ کا ذمہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت پورے دس سال کر لی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کے لیے اجازت چاہی تو آپ نے اپنی بیٹی صفوراء کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر کے رخصت کر دیا۔ فلما قضی مو سى الا جل و سارا با هله انس من جانب الطور ناراج قال لاهله امكثوا انی انست

نار العلیٰ اتیکم منها بخیر او جذوة من النار لعلکم تصطلون ﴿۲۹﴾ پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھرو مجھے طور کی طرف ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔ یعنی اپنا جسم گرم کرو۔ سدی کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سردیوں کا موسم تھا راستہ میں آگ بلند ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ یہ آگ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رات تھی اور سردیوں کا موسم تھا۔ وہ آگ حالانکہ اللہ کا نور تھا اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ تم ذرا ٹھرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے لئے کوئی انگارہ لاؤں تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کرو۔ فلما اتھا نودی من شاطئ الواد الا یمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العالمین ﴿۳۰﴾ ایت ۳۰ ترجمہ پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں درخت سے کہ اے موسیٰ بے شک میں ہی اللہ رب سارے جہان کا۔ وما تلک بیمینک یموسیٰ طہ ایت ۵۱ قال ہی عصای ج اتوکوا علیہا اهش بها علی غنمی ولی فیہا ما رب اخری طہ ۱۸ ﴿۱۸﴾ ترجمہ اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں اور کام ہیں اس عصا میں اوپر کی جانب دو شاخیں تھیں۔ اور اس عصا کا نام تبعہ تھا۔ وان الق عصاک ط فلما راها تھتزا نھا جان ولی مدبر اولم یعقب ط یموسیٰ اقبل ولا تخف انک من الامنین ﴿القصص ایت ۳۱﴾ اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا پھر جب موسیٰ سامنے آیا اور ڈرنے سے شک تجھے امان ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو ایک درخت عناب یا عوج کا ایک خاردار درخت ہے جو جنگلوں میں ہوتا ہے۔ جو میدان کے دائیں طرف زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا۔ وادی سینا میں کوہ طور تھا۔ اس کی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔ و طور سینین۔ یہ آواز آئی کہ مبارک ہو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو گھبرائے اور فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین تو یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں ہی رب العالمین ہوں اور اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمام غائب جانتا ہے۔ یہ کلام کرنے کی اس کی اپنی مرضی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں یعنی پتوں کو مارتا ہوں اور بکریوں کے آگے ڈالتا ہوں اور میری دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں یہ کہ اپنا کھانا پینا پانی کا ڈول اس سے لٹکاتا ہوں وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کو نیچے ڈال دے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نیچے ڈال دیا لاٹھی پھٹکتے ہی دیکھا کہ وہ تو ایک دوڑتا ہوا از دھاسا نپ ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے ڈر دور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرنے میں میرے حضور میں پہنچ کر بیٹھ کر نہیں کرتے۔ دوسری جگہ ہے آواز ڈرنے یقیناً من یافتہ لوگوں میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سینہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا تاکہ جو خوف سانپ دیکھنے کے وقت پیدا ہو گیا تھا دفع ہو جائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو خوف زدہ اپنا ہاتھ سینہ پر رکھے گا اس کا خوف دفع ہو جائے گا۔

اسئلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء وواضع الیک جناح من الرھب فذ نک برھان من ربک الی فرعون وملائئہ انھم کانوا قوما فاسقین ﴿القصص ایت ۳۲﴾ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا ہے عیب اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو تو یہ دو جتیں ہیں تیرے رب کی فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے دیے ایک عصا کا سانپ بن کر کھا جانا۔ دوسرا بغل میں داہنا ہاتھ رکھنا اور اس کا سفید ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تو فرعون کے پاس جا اور ان کو ہدایت کی تبلیغ فرما۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میرے رب میں نے ان میں ایک شخص کو قتل کیا تھا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج تاکہ تائید و تصدیق کرے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم عنقریب تیرے بھائی کو تیرے ساتھ مضبوط کریں گے اور ہم تم دونوں کو ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کریں گے کہ جس کی وجہ سے وہ تم تک پہنچے ہی نہیں سکیں گے اور اب تم ان کے پاس جاؤ اور بتاؤ کہ ہم رب العالمین کے پیغمبر ہیں۔ حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے تو آپ کے ساتھ بکریاں آپ کی بیوی اور ایک لاٹھی تھی جس سے آپ دن بھر بکریاں چراتے تھے۔ رات کو لاٹھی چمقاق سے مار کر آگ جلاتے جس کی پیش میں آپ کی بیوی اور بکریاں رات گزارتے۔ جب صبح ہوتی تو آپ چلتے اور عصاب پر ٹیک لگاتے لاٹھی کے سر کی طرف دو کنا تھے اور دوسری طرف ڈھال نما تھی۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ کعب احبار مکہ مکرمان کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی تھے حضرت کعب نے فرمایا کہ ابن عاص سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں۔ اگر یہ ان کا درست جواب دے تو یہ عالم ہے۔ پہلی چیز پوچھو کہ کون سی چیز جنت میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیج دیا دوسرا یہ کہ زمین پر سب سے پہلے کیا چیز رکھی گئی اور تیسرا یہ کہ زمین پر سب سے پہلے کون سا پودا لگایا گیا؟ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال کیے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ چیز جو جنت میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر اتارا وہ حجر اسود تھا۔ اور زمین پر سب سے پہلے عجمہ کا درخت لگایا گیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی بنائی گئی۔ جب حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ جوابات پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اس عالم نے سچ کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ جس رات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعزاز حاصل کرنے اور اس سے کلامی کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے۔ یہاں تک کہ انہیں بتانا نہ چلا کہ وہ کہاں جائیں انہوں نے اپنا چمقاق نکالا تاکہ اسے جلا کر تپش حاصل کریں اور راستہ معلوم کریں لیکن چمقاق سے آگ نہ جلی یہاں تک کہ وہ عاجز آگئے تو دور سے آگ نظر آئی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے انگارہ اٹھا کر لے آؤں جسے تم جلا سکو اور رہبر تلاش کروں جس سے راستہ معلوم کر سکوں چنانچہ وہ چل پڑے تو دیکھا کہ وہ درخت میں لپٹی ہوئی گھاس کی طرح ہے۔ یا بعض روایات کے مطابق عجمہ کا درخت تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے قریب لگا پھر درخت سے آواز آنے لگی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز سنی تو اس سے مانوس ہونے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فلما اتھا نودی یموسیٰ طہ ایت ۱۱ ﴿طہ﴾ ترجمہ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا فرمائی گئی کہ موسیٰ۔ انی انا ربک فاخلع نعلیک ج انک بالواد المقدس طوی ﴿پ ۱۶ سورة طہ ایت ۱۲﴾ ترجمہ بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے بے شک تو

پاک جنگل طوی میں ہے۔ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام تم اپنی دونوں جوتیاں اتار دو کیونکہ تم طوی نامی مقدس میدان میں ہو۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دونوں جوتیاں اتار دیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا یہ میری لاشی ہے۔ جس پر میں سہارا لیا کرتا ہوں اور بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ لاشی کو ڈال دی لاشی کو ڈالتے ہی وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ اس کے دونوں کنارے اس کا منہ اور اس کا ڈھال والا حصہ اس کی دُم بن چکا اور اس کی پشت پر ناقہ ہیں۔ غرضیکہ وہ اس طرح بن گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور بھاگ کھڑے ہوئے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے آواز دی حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے آؤ اور ڈرو مت ہم اس کو اس کی اصلی حالت میں پہنچا دیتے ہیں۔ یعنی ہم اس کو عصا بنا دیتے ہیں۔ جیسے پہلے تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے پکڑو اور ڈرو مت یعنی اپنے ہاتھ کو اس کے منہ میں داخل کر دو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جسم پر اونی جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ نے اسے ہاتھ کے گرد لپیٹ لیا۔ لیکن آواز آئی کہ اسے اپنے ہاتھ سے اتار دو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اتار دیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ سانپ کے جڑوں میں ڈال دیا اسے پکڑا تو عصا بن گیا اور آپ کا ہاتھ عصا کی دو شاخوں والے سر کے درمیان تھا اور ڈھال والا حصہ اپنی جگہ تھا کوئی حصہ بھی نہیں بدلا تھا۔ واضم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء اية اخرى ترجمہ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا خوب سفید نکلے گا بے کسی مرض کے ایک اور نشانی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ تو بغیر کسی عجب کے خوب چمکتا ہوا نکلے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام درمیانے قد کے گندی رنگ کے تھے آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا پھر اسے نکالا تو انتہائی چمک دار تھا۔ پھر دوبارہ ڈالا تو پہلے کی طرح تھا۔ قال رب انی قتلت منهم نفسا فاحف ان يقتلون ۵ القصص ایت ۳۳ ترجمہ عرض کی اے میرے رب میں ان میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں واخی ہرون هو افصح منی لسانا فاسله معی رد ایصد قنی انی اخاف ان یکذبون ۵ القصص ایت ۳۴ ترجمہ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لئے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے قال سنشد عضدك باخیک ونجعل لکما سلطان فلا یصلون الیکما جبا یتناج انتما ومن اتبعکما الغلبون ۵ القصص ایت ۳۵ ترجمہ فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہ دونوں چیزیں فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے لیے تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں۔ بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے ہی قتل نہ کر ڈالیں۔ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ روان ہے۔ تو اس کی بھی میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دیں کہ وہ میری تائید و تصدیق کریں۔ یعنی جو بات کہوں وہ اسے کھول کر بیان کریں اور جو بات میں نے سمجھا سکوں اس کو وہ سمجھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کریں گے ہم تم دونوں کو ایک ہیبت اور غلبہ عطا کریں گے۔ جس کی وجہ سے وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے ہماری نشانیاں تم دونوں لے کر جاؤ تم اور تمہارے پیروکار سب غالب ہوں گے۔

فلما جاء هم موسیٰ با یتنا بینت قالوا ما هذا الا سحر مفتری وما سمعنا بهذا فی ابا ئنا الا ولین ۵ القصص ایت ۳۶ ترجمہ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو اور ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں میں ایسا نہیں سنا۔ سدی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر مصر کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ رات کے وقت مصر میں داخل ہوئے اس رات اپنی والدہ کے پاس مہمان ٹھہرے اس وقت اس نے انہیں نہیں پہنچا نا اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک خاص قسم کا سالن جس کا نام طفیل تھا اس میں شور بڑا زیادہ ہوتا ہے تیار کر رکھا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں اترے حضرت ہارون علیہ السلام باہر آئے دیکھا کہ مہمان آئے ہوئے ہیں۔ والدہ کو بتایا اور انہیں کھانا کھلایا۔ جب دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں یہ سن کر دونوں اٹھے ایک دوسرے کو گلے لگالیا۔ جب دونوں کا تعارف ہو چکا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے۔ حضرت ہارون علیہ السلام میرے ساتھ مل کر فرعون کے پاس چلو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی طرف جانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا میں تیار ہوں۔ جب دونوں تیار ہو کر فرعون کے پاس جانے لگے تو ان کی والدہ چلائی کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم فرعون کے پاس مت جاؤ وہ تم کو قتل کر دے گا لیکن انہوں نے والدہ کی بات نہ مانی۔ یہ دونوں رات کے وقت فرعون کے پاس پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا فرعون گھبرا گیا اور اس کے سارے پہرے دار بھی گبرا گئے فرعون نے کہا اس وقت میرے دروازے پر دستک دینے والا کون ہے؟ دربانوں نے جھانک کر دیکھا ان دونوں سے بات ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں یہ سن کر دربان اور زیادہ گھبرا گئے وہ فرعون کے پاس پہنچے اور کہا کہ باہر ایک مجنون انسان کھڑا ہے۔ جس کا کہنا یہ ہے کہ اللہ کا پیغمبر ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر بلاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام اندر چلے گئے اور فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو فرعون نے انہیں پہنچان لیا اور کہا کہ میں نے تمہارے پیچھے میں تمہارے پرورش نہیں کی اور کیا تو نے زندگی کے کتنے سال ہمارے ہاں نہیں گزارے اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا اور تو بڑا ہی ناپاس ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ حرکت اس وقت مجھ سے سرزد ہوئی اور میں غلطی کرنے والا ہوں اور مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے چلا گیا۔ پھر میرے رب نے مجھے حکمت یعنی نبوت عطا فرمائی اور مجھے پیغمبروں میں سے بنادیا اور وہ احسان جو مجھے جلتا دیا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو اپنا کوٹھام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا اچھا اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے اور اے حضرت موسیٰ علیہ السلام تم دونوں کا رب کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہمارے رب وہ ہے جس نے ہر چیز کی مناسب شکل و صورت بنائی اور اس کی راہنمائی فرمائی راوی کہتے ہیں کہ یعنی ہر جانور کا جوڑا کا جوڑا پیدا کیا اور۔ پھر نکاح کی طرف راہنمائی فرمائی۔ پھر فرعون نے کہا کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر تیرے پاس کوئی نشانی ہے تو تو دکھا اگر تو جھوٹ میں سے ہے یہ بات اس گفتگو کے بعد کہی جو قرآن مجید میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگرچہ میں تو صاف اور واضح چیز تیرے پاس لایا ہوں فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو صاف اور صریح چیز پیش کر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو یہ اسی وقت صاف اور نمایاں سانپ بن گیا اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس کا نچلا حصہ زمین پر حصہ زمین پر تھا اور منہ جل کی بلند پو اور

کی طرف تھا۔ پھر وہ سانپ فرعون کی طرف بڑھاتا کہ اسے نگل جائے فرعون گھبرایا اور بھاگا وہیں اس کا پاخانہ نکل گیا۔ وہ چلایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے پکڑو میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دایاں ہاتھ گریبان میں ڈالا جب نکال تو وہ بالکل سفید تھا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے فرعون نے ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ فکذب و ابی (فرعون نے) جھٹلایا اور نامانا۔ سورة طہ میں ہے۔ تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولاد یعقوب کو یعنی بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے اور انہیں تکلیف نہ دے بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں سو سلامتی اسے جو ہدایت کی پروی کرے بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے بولا تو تم دونوں کا اللہ کون ہے اے موسیٰ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی بولا اگلی قوموں کا کیا حال ہے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب نہ بھنکے نہ بھولے وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔ عقل والوں کو ہم نے زمین سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے اور بے شک ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھائیں تو اس کو جھٹلایا اور نہ مانا۔ ﴿سورة طہ﴾

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے جانے کے بعد دوبارہ لوٹ آئے اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر فرعون کے دروازے پر پہنچے اور اندر جانے کی اجازت لے رہے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ہمیں فرعون کے پاس جانے کے بعض روایات میں ہے کہ وہ دو سال تک اجازت لیتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور واپس آجاتے کوئی شخص فرعون کے بارے میں کچھ نہ کہتا حتیٰ کہ ایک مزاحیہ شخص فرعون کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ دروازے پر ایک شخص موجود ہے جو عجیب باتیں کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ معبود آپ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ فرعون نے کہا کہ اسے اندر بلاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں عصا تھا جب فرعون کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا کہ کیا ہم نے تمہاری پرورش نہیں کی اور تم نے کتنے سال ہمارے ساتھ گزارے اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا۔ اور تو بڑا ہی ناپاس ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ حرکت مجھ سے سرزد ہوئی تھی اور اس وقت میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا یعنی میں نے اس وقت خطا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے احسان جتانے کے جواب میں فرمانے لگے۔ اور وہ احسان جو تو مجھ پر جتلا رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے سارے اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ یعنی اس طرح غلام بنا رکھا کہ ان کے بیٹے بھی چھین لیے جسے چاہتا غلام بنالیتا ہے جسے چاہتا قتل کرا دیتا ہے۔ اور یہ بات مجھے آپ کے ہاں لائی ہے۔ فرعون نے کہا اچھا تو یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی جسے تم اپنا اللہ کہتے ہو اس کی صفات کیا ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ میرا پروردگار ہے۔ آسمانوں اور زمین کا مالک اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان موجود ہیں بشرطیکہ تم یقین کرو فرعون نے اپنے گرد و پیش کے مصاحبین سے کہا کیا تم اس کی بات سن رہے ہو؟ گویا آپ کی بات کا انکار کر رہا ہو۔ فرعون کا یہ انداز دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تمہارا پروردگار ہے۔ یعنی اس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی پیدا کیا ہے۔ فرعون نے کہا کہ یہ جو تمہارا رسول تمہارے لیے بھیجا گیا بلاشبہ دیوانہ ہے۔ یعنی اس کا دعویٰ درست نہیں کہ میرے سوا بھی کوئی معبود ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کا پروردگار ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تو فرعون بولا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کیا تو بلاشبہ میں تجھے قیدیوں میں شامل کر دوں گا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگرچہ میں کوئی صاف اور صریح چیز تیرے پاس لے کر آیا ہوں تب بھی؟ یعنی جس سے میری صداقت اور تمہارا جھوٹ واضح ثابت ہو جائے پھر بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے۔ فرعون کہنے لگا اچھا اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی پیش کر چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا اور وہ اسی طرح سانپ اتنا بڑا تھا کہ اس نے فرعون کے دربار کو بھر لیا اس کا منہ کھلا ہوا تھا اس نے اپنی دم تخت میں ڈال دیا لوگ بھاگ گئے اور فرعون تخت سے نیچے اتر کر اس میں چھپ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ برف کی طرح سفید تھا۔ پھر جب دوبارہ اسے گریبان میں ڈالا تو وہ پہلے کی طرح تھا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سانپ پر رکھا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا اس کا ایک کنارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور نچلا حصہ اپنی جگہ پر تھا فرعون اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ جب فرعون کو قضاے حاجت ہوتی تو پانچ پاچھ میل دور چلا جاتا یعنی عام لوگوں میں زیادہ نہیں جاتا تھا اسی کے بارے میں کسی نے کہا کہ وہ عام لوگوں جیسا نہیں۔ وہ بن منبہ سے مروی ہے کہ اس واقعہ کو بیس سے زیادہ دن گزر گئے یہاں تک کہ فرعون کو جان کے لالے پڑ گئے پھر وہ ایک دن اپنے مصاحبین سے کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بہت جاننے والا جادوگر ہے یعنی اس سے بڑا تو کوئی جادوگر نہیں یہ اپنے جادو کی وجہ سے تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ کیا میں اسے قتل کر دوں تو اس وقت فرعون کے خاندان کا ایک بڑا شخص تھا اور اس کا نام جبرک تھا بولا کیا تم اس بناء پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آیا ہے یعنی عصا اور یہ بیضا کا حجرہ لے کر آیا ہے پھر اس شخص نے تو فرعون کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور پہلی امتوں پر آنے والے عزابات کے واقعات سنائے اور کہا کہ میری قوم کے لوگو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس ملک میں تم غالب اور حکمران ہو لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر پڑا تو پھر اس عذاب الہی میں ہماری مدد کون کرے گا فرعون کہنے لگا کہ میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جسے میں خود سمجھتا ہوں اور میں صرف تمہیں وہی طریقہ بتلا رہا ہوں جو طریقہ صحیح عین مصلحت ہے۔

قال اجتنتنا لتخرجنا من ارضنا بسحر كيموسى ﴿طایط ۵۷﴾ فلنا تينك بسحر مثله فاجعل بيننا وبينك موعدا لا نخلفه نحن ولا انت مكانا سوى ﴿طایط ۵۸﴾ قال موعدكم يوم الزينة وان يحشر الناس ضحى ﴿طایط ۵۹﴾ فتولى فرعون فجمع كيدہ اتى ﴿طایط ۶۰﴾ قال لهم موسى ويلكم لا تفترؤا على الله كذبا فيسحتكم بعذاب جوقد خاب من افترى ﴿طایط ۶۱﴾ قال لهم موسى ويلكم لا تفترؤا على الله كذبا فيسحتكم بعذاب جوقد خاب من افترى ﴿طایط ۶۱﴾ ففتنا زعوا امرهم نينهم واسرو النجوى ﴿طایط ۶۲﴾ ترجمہ بولا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال دوائے موسیٰ

تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلہ لیں نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے اور یہ کہ لو گ دن چڑھے جمع کئے جائیں تو فرعون پھر اور اپنے فریبی اکٹھے کئے پھر آیا ان سے موسیٰ نے کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے اور بے شک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہو گئے اور چھپ کر مشورت کی۔

فرعون کا محل اللہ کو دیکھنے کے لیے

یا ایہا الملا ما علمت لکم من الہ غیر ی فافاؤ قد لی یہا من علی الطین فافا جعل لی صرحا لعلی اطلع الی الہ موسیٰ لاوانی لا ظنہ من الکذبین ﴿قصص ایت ۳۸﴾ ترجمہ اے درباریوں میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارا پکا کر ایک محل بنا کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں اور بے شک میرے گمان میں تو جھوٹا ہے۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا اے اہل دربار مجھے تو اپنے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہوتا۔ اے ہامان تم میرے لیے مٹی کو آگ میں پکوادو اور اینٹیں تیار کرو اور پھر ان سے میرے لیے محل تعمیر کراؤ تاکہ میں موسیٰ کے خدا کی ذرا ٹوہ لگاؤں جب فرعون کا محل تیار ہوا تو فرعون اس پر چڑھا اور اوپر کی طرف تیر پھینکا جب وہ تیر واپس آیا تو خون آلودہ تھا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے کہا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو قتل کر دیا ہے۔ سب سے پہلے اینٹیں فرعون نے اجا د کیں۔

فرعون کا جادو گروں کو جمع کرنا

قالوا ان هذا لسحران یزیدان ان یخرجکم من ارضکم بسحرهما ویذہبا بطریقکم المثلی طہ ایت ۲۳ فاجمعوا کیدکم ثم انتوا صفا جوقد افلح الیوم من استعلی طہ ۲۴ قالوا یموسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون اول من القی طہ ایت ۲۵ قال بل القوا جفاذا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرہم انها تسعی طہ ایت ۲۶ فاجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ طہ ایت ۲۷ قلنا لا تخف انک انت الا علی طہ ایت ۲۸ والق مافی یمینک تلقف ما صنعوا طہ ایت ۲۹ صنعوا کید طہ سحر ولا یفلح الساحر حیث اتی طہ ایت ۲۹ فالقی السحرة سجدا قالوا امنابرب ہرون وموسیٰ طہ ۳۰ قال امنتم لہ قبل ان اذن لکم طہ امہ لکبیر کم الذی علمکم السحر جفلا قطعن ایدیکم واجلکم من خلاف ولا وصلبنکم فی جذوع النخل ولتعلن اینا اشد عذابا وابقی طہ ایت ۳۱ قالوا لن نوثرک علی ما جاءنا من البینت والذی فطرنا فاقض ما انت قابض طہ ایت ۳۲ انما امنابربنا لیغفر لنا خطینا وما اکرہتنا علیہ من السحر طہ واللہ خیر وابقی طہ ایت ۳۳ ترجمہ بولے بے شک یہ دونوں ضرور جادو گر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں تو اپنا فریب پکا کر لو پھر صرف باندھ کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب آیا بولے اے موسیٰ یا تو تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں موسیٰ نے کہا بلکہ تم ڈالو جی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف کھایا ہم نے فرمایا ڈال نہیں بے شک تو ہی غالب ہے اور ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اور ان کی پناؤں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادو گر کا فریب ہے اور جادو گر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آئے تو سب جادو گر سجدے میں گر لائے گئے بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہا رون اور موسیٰ کا رب ہے فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں کھجور کے تنے پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عزاب سخت اور دیر پا ہے بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ہمیں پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک جو تجھے کرنا ہے۔ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ فرعون کے مصاحبین کہنے لگے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بادشاہت میں کمزوری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لہذا اے فرعون تو موسیٰ اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دے اور مختلف شہروں میں اپنے پیغام رساں بھیج دے کہ وہ ہوشیار جادو گروں کو تیرے پاس لے آئیں تاکہ شاید وہ اپنے جادو کے زور سے وہ کر سکیں جو اس نے کیا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اس کے درباریوں کا یہ رد عمل دیکھا تو وہاں سے واپس لوٹ آئے اور فرعون اپنے دربار میں براجمان رہا اس نے ملک کے تمام جادو گروں کو بلایا یہاں تک کہ اس نے پندرہ ہزار جادو گر بلوائے جب تمام جادو گر جمع ہوئے تو انہیں اپنا حکم سناتے ہوئے کہا ہمارے ہاں ایک ایسا جادو گر آیا ہے۔ کہ اس جیسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا اگر تم اس کا مقابلہ کر کے اس غالب آ جاؤ تو ہم تمہارا اکرام کریں گے۔ انعام دیں گے اور اپنے دربار میں خاص مقام عطا کریں گے جادو گر کہنے لگے کیا آپ واقعتاً ایسا کریں گے۔ فرعون بولا ضرور کروں گا۔ اس جادو گروں نے کہا کہ آپ ہمارے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان مقابلے کی تاریخ رکھیں۔ ان جادو گروں میں بڑے بڑے چار جادو گر تھے۔ (۱) شاتور (۲) عادی (۳) حطط (۴) مصفی۔ یہ وہی ہیں کہ جب حضرت ہارون علیہ السلام کے مقابلے کے دوران انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیوں کا مشاہدہ کیا تو فوراً ایمان لے آئے بلکہ اس مقابلے کے تمام جادو گر ہی ایمان لے آئے جب انہیں کرنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی تو ان جادو گروں نے کہا ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہم تک پہنچ چکے ہیں اور اس خدا کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہمیں ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تو نے جو کچھ کرنا ہے کر ڈال۔ جادو گروں کو بلانے کے بعد فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اب ہم تیرے مقابلے میں جادو گر لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھہرا جس کی خلاف ورزی ہم نہ کریں گے اور نہ تو کرے گا۔ یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے وعدے کا دن وہی ہوگا جو تمہارے جشن منانے کا دن ہے اور چا شت کے وقت جمع کر لیے جائیں تاکہ وہ لوگ وہ میرے اور آپ کے مقابلے کو دیکھ سکیں۔ فرعون نے لوگوں کو جمع کیا اور پھر جادو گروں سے کہا مقابلہ کے لیے صفیں باندھ کر آؤ اور

وہی کامیاب رہا جو غالب آیا چنانچہ پندرہ ہزار جادوگروں نے صفیں ہر ایک کے پاس اس کی رسی اور ایک عصا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو لے کر آئے آپ کے ساتھ آپ کا بھائی بھی تھا اور بھی بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے لوگوں نے حفاظت کے لیے فرعون کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ مقابلہ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تمہارے لیے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کر دے یہ سن کر جادوگر آپس میں باتیں کرنے لگے ان میں سے بعض نے کہا دیکھو یہ جادوگر کیا کرتا ہے۔ پھر سرگوشی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگے بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں ان کی خواہش ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے باہر دیں اور تمہاری بہتر اور شائستہ تہذیب کو اٹھالیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے موسیٰ یا تو ڈال دے یا ہم ڈالنے میں پہل کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پہلے ڈال دو چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں وہ رسیاں اور لاٹھیاں اچانک ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں تو سب مل کر پہاڑ کی طرح نظر آنے لگیں۔ وہ میدان سارا بھر گیا۔ اور بظاہر سانپ نظر آنے والے ایک دوسرے پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف پیدا ہونے لگا فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تو ان کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں پھر اچانک سانپ بن گئیں یا اس طرح کچھ باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں آئیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی جو چیز تیرے دائیں ہاتھ میں ہے تو اسے ڈال دے کہ وہ ان سب کو نگل جائے کیونکہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا کرتب ہے وہ جادوگر خواہ کہیں بھی ہو کامیاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور وہ رسیاں لاٹھیاں جو فرعون اور دوسرے لوگوں کی نظر آ رہی تھیں ان سب کو یہ سانپ بن کر نگلنے لگا حتیٰ کہ پورے میدان میں ان کی طرف سے پھینکی ہوئی رسی یا لاٹھی نظر نہیں آ رہی تھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تو وہ پھر عصا بن گیا یہ منظر دیکھ کر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور انہوں نے کہا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے رب پر ایمان لائے اس لیے کہ اگر جادو ہوتا تو ہم پر غالب نہ آتا اس کا ہم پر غالب آنا دلیل ہے کہ یہ نبی ہے۔ فرعون کو ان پر غصہ آیا وہ کہنے لگا کہ میری اجازت ملنے سے پہلے اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ موسیٰ تم سب کا استاد ہے۔ جس نے تم کو جادو سکھایا ہے لہذا تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ کر تم کو کھجور کے درخت پر سولی دوں گا جس سے یقیناً تمہیں علم ہوگا کہ میرا عذاب موسیٰ کے خدا سے زیادہ اور دیر پا ہے۔ ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہم تک پہنچے ہیں اور اس رب کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے تجھے ہرگز ترجیح نہیں دیں گے لہذا تجھے جو کچھ کرنا ہے کر ڈال تو صرف دنیا ہی میں اپنا حکم چلا سکتا ہے یعنی تمہاری بادشاہت دنیا ہی تک ہے۔ آخرت میں نہیں ہم اپنے رب پر ایمان لائے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بھی معاف کر دے جس کا ہم نے زبردستی ارتکاب کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر ہے۔ اور سدا باقی رہنے والا ہے یعنی اس کا ثواب تجھ سے بہتر اور عذاب تجھ سے زیادہ سخت ہے فرعون یہ سب منظر دیکھنے کے بعد مغلوب اور ملعون ہو کر واپس لوٹا کفر پر جمار ہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب شروع ہو گئے پہلے قحط سالی اور بعد میں طوفان بھیجا گیا۔

فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فتح نصیب ہوئی

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور وہ رسیاں اور لاٹھیاں جو فرعون اور دوسرے لوگوں کی نظر آ رہی تھیں ان سب کو یہ سانپ بن کر نگلنے لگا حتیٰ کہ پورے میدان میں ان کی طرف سے پھینکی ہوئی کوئی رسی یا لاٹھی نظر نہیں آ رہی تھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑا تو وہ پھر عصا بن گیا یہ منظر دیکھ کر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے رب پر ایمان لائے اس لیے کہ اگر یہ جادو ہوتا تو ہم پر غالب نہ آتا اس کا ہم پر غالب آنا دلیل ہے کہ یہ نبی ہے۔

جادوگر ایمان لائے اور فرعون غصے میں ہو گیا

فرعون کو ان پر غصہ آیا وہ کہنے لگا کہ میری اجازت ملنے سے پہلے اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا بڑا استاد ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے لہذا تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ کر تم کو کھجور کے درخت پر سولی دوں گا جس سے یقیناً تمہیں علم ہوگا کہ میرا عذاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا سے زیادہ سخت اور دیر پا ہے۔ ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہم تک پہنچے ہیں اور اس رب کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے تجھے ہرگز ترجیح نہیں دیں گے لہذا تجھے جو کچھ کرنا ہے کر ڈال۔ تو صرف دنیا ہی میں اپنا حکم چلا سکتا ہے یعنی تمہاری بادشاہت دنیا ہی تک ہے آخرت میں نہیں۔ ہم اپنے رب پر ایمان لائے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بھی معاف کر دے جس کا ہم نے زبردستی ارتکاب کیا وہ اللہ بدرجہا بہتر ہے۔ اور سدا باقی رہنے والا ہے۔ یعنی اس کا ثواب تجھ سے بہتر اور عذاب تجھ سے زیادہ سخت ہے فرعون یہ سب منظر دیکھنے کے بعد مغلوب اور ملعون ہو کر واپس لوٹا اپنے کفر پر جمار ہا یہاں تک کہ اللہ کے عذاب شروع ہو گئے پہلے قحط سالی اور بعد میں طوفان بھیجا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے سب کو قتل کروادیا اعضا کٹوا دیئے یہ دن کے پہلے حصہ میں جادوگر اور آخری حصہ شہداء

فرعون کی قوم پر عذاب الہی

فا رسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایت مفصلت ففا سنکبروا وکانوا قوم ماجرمں ﴿اعراف ۱۳۳﴾ ولما وقع علیہم الجز قالوا یاموسی ادع لنا ربک بما عہد عندک لنن کشفت عنا الرز لنؤ منن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل ﴿اعراف ایت ۱۳۴﴾ فلما کشفنا عنهم الرجز الی اجل ہم بلغوه اذا ہم ینکثون ﴿اعراف ایت ۱۳۵﴾ فا فانتقمنا منهم فا غرقنہم فی الیم با انہم کذبوا با یتنا وکانوا عنہا غفلین ﴿اعراف ۱۳۶﴾ اور کہنے لگے جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور مندی اور چوڑی یا گھنی یا جوں اور میوندک اور خون بہت سی نشانیاں جدا جدا پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تجھ وہ گناہ گار۔ اور جب پڑتا ان پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے جیسا کہ اس نے بتلا رکھا ہے تجھ کو۔ اگر تو نے دور کر

دیا ہم سے عذاب تو بے شک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے دیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے عذاب ایک مدت تک کہ ان کو اس مدت تک پہنچا تھا اسی وقت عہد توڑ ڈالتے۔ پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے سوڈ بودیا ہم نے ان کو دریا میں اس وجہ سے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تغافل کرتے تھے۔

فرعونیوں پر طوفان کا عذاب

فارسلنا علیہم الطوفان۔ سدی کہتے کہ فرعون کی قوم پر عذاب آئے وہ موسیٰ اور جادو گروں کے اکٹھے ہونے سے پہلے آئے جب فرعون نے ہوا میں تیر پھینکا۔ تو وہ خون آلودہ ہو کر واپس آیا تو فرعون نے کہا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو قتل کر دیا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیز بارش کا طوفان بھیجا جس سے ہر چیز غرق ہو گئی اس عذاب کو دیکھ کر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس عذاب سے نجات دے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے اللہ تعالیٰ نے عذاب ہٹا لیا اور کھیتیاں اگنے لگیں تو انہوں نے ایمان لانے کی بجائے انہوں نے یہ کہا کہ بارش جانے کی وجہ سے ہمیں کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ خزائن العرفان میں ہے کہ۔ جب جادو گروں کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعون اپنے کفر و سرکشی پر جبرے رہے تو ان پر آیات الہیہ پیارے وارد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کی تھی کہ یارب فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا ہے اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جو ان کے لئے سزاوار ہو اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت ہو تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا ابرا آیا اندھیرا ہوا اکثریت سے بارش ہونے لگی قطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسیوں تک آ گیا ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا نہ بل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے ہفتہ سے ہفتہ تک سات دن اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہیں آیا جب یہ لوگ عاجز ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے لیے دعا فرمائیے کہ یہ مصیبت دفع ہو تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی طوفان کی مصیبت دفع ہو گئی زمین میں وہ سرسبزی و شادابی آئی جو پہلے نہیں دیکھی تھی کھیتیاں خوب ہوئیں درخت پھلے تو فرعون نے کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے ایک مہینہ تو عافیت سے گزرا۔

فرعونیوں پر ٹڈیوں کا عذاب

والجراد۔ جراد ٹڈی کو کہتے ہیں۔ طوفان کے بعد اللہ تعالیٰ ٹڈی بھیجی وہ کھیتیاں اور پھل درختوں کے پتے مکان دروازے چھتیں تختے سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں اب قطیوں نے پریشان ہو کر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی ایمان لانے کا وعدہ کیا اس پر عہد و بیان کیا سات دن یعنی شنبہ سے شہر تک ٹڈی کی مصیبت میں مبتلا رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نجات پائی کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہے ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ ایمان نہ لائے عہد و فائدہ کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہو گئے ایک مہینہ عافیت سے گزرا۔

فرعونیوں پر جوؤں کا عذاب

والقمل۔ قمل اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں چڑھیوں کا نام۔ بعض کہتے ہیں جوؤں کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ گھن کا نام ہے جو گندم کے دانے کھاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فصلوں کو جو کیڑا کھاتا ہے اس کا نام ہے۔ بھر حال جو بھی ہو یہ فرعونیوں پر عذاب تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر جوئیں مسلط کیں وہ ساری زمین میں پھیل گئیں وہ لوگوں کے جسم اور کھال کے درمیان داخل ہو جاتی اور انہیں کاتیں حتیٰ کہ کوئی شخص کھانا کھانے لگتا تو اس کے کھانے میں بھی جوئیں آ جاتیں اور اگر کوئی شخص تانبے اور اینٹوں کا ستون بنانے لگتا تو وہ اسے گردیتیں یہاں تک کہ ان پر کوئی چیز چڑھ نہ سکتی جوؤں کا عذاب سخت ترین عذاب تھا۔ اس عذاب سے تنگ آ کر انہوں نے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹ جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے جب یہ عذاب بھی ٹل گیا تو پھر انہوں نے ایمان لانے سے صاف انکار کر دیا۔

فرعونیوں پر مینڈک کا عذاب

والضفادع۔ ضفادع مینڈک کو کہتے ہیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک بھیجے اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے بات کرنے کے لیے منہ کھولتا تو مینڈک کو درمیان میں پہنچتا ہانڈیوں میں مینڈک کھانوں میں چوہوں میں مینڈک بھر جاتے تھے آگ بجھ جاتی تھی لیٹتے تھے مینڈک اوپر سوار ہو جاتے تھے۔ اس مصیبت سے فرعونی رو پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم پکی توبہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و بیان لے کر دعا کی تو سات دن کے بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور ایک مہینہ عافیت سے گزرا لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور کفر کی طرف لوٹے۔

فرعونیوں پر خون کا عذاب

والدم اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خون کا عذاب بھیجا ایک قطبی اور ایک اسرائیلی ل کر اکٹھے پانی پینے جاتے تو قطبی کے لیے وہ پانی خون بن جاتا جبکہ اسرائیلی کے لیے پانی ہی رہتا تمام کنوؤں کا پانی نہروں اور چشموں کا پانی دریا پانی کا پانی غرض ہر پانی خون بن گیا جب اس عذاب سے سخت پریشان ہوئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ پھر دعا کریں کہ یہ عذاب ہٹ جائے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی عذاب ٹل گیا لیکن پھر بھی وہ ایمان نہ لائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا وہ جس عذاب میں مبتلا کیے گئے تھے وہ ان سے دور کر دیا گیا تو انہوں نے اسی وقت اپنے وعدے کو توڑ دیا ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ ہم نے فرعون کی قوم کو قحط سالیوں اور پھلوں کے نقصانات میں مبتلا کیا کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں۔ حضرت سلہی نے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قطیوں پر عذاب نازل کیے جادو گروں کے واقعے کے بعد جب انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے قحط سالی میں مبتلا کر دیا اس کے بعد ان پر طوفان ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا عذاب بھیجا یہ عذاب مسلسل اور پے در پے آتے رہے۔ سب

سے پہلے پانی کا طوفان آیا ساری زمین میں پانی پھیل گیا اور وہیں کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے نہ وہ کھیتی باڑی کر سکتے تھے یہاں تک کہ جب بھوکے مرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اگر آپ ہم پر سے یہ عذاب دور کروادیں تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور اس کے ساتھ اسرائیل کو روانہ کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے عذاب ہٹا لیا لیکن انہوں نے اپنی بات کو پورا نہ کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مٹی یاں بھیجیں جنہوں نے ان کے درختوں کے یہاں تک کہ لوہے کے دروازوں کو بھی کھانا شروع کیا ان کے گھروں اور رہائش گاہوں میں داخل ہو گئیں پھر انہوں نے پہلے کی طرح درخواست کی موسیٰ نے دعا مانگی عذاب دور ہو گیا لیکن اس بار بھی اپنی بات سے ہٹ گئے۔ پھر ان پر اللہ نے جو عذاب کا عذاب نازل کیا۔ کہا گیا ہے کہ موسیٰ کو حکم دیا گیا فلاں اناج کے ڈھیر پر اپنا عصا ماریں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا تو وہاں سے جو عذاب کا جگمگہٹ نکلا یہاں تک کہ قبطیوں کے گھروں اور کھانوں میں داخل ہو گئیں۔ اور ان کی زمیندار اور سکون چھین لیا جب بہت پریشان ہوئے تو پہلے کی طرح موسیٰ سے درخواست کی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر عذاب ہٹ گیا تو پھر انکاری ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو بھیجا چنانچہ ان پر خون کا عذاب آیا اور سارے چشمے اور دریا خون میں تبدیل ہو گئے وہ جس کنویں دریا یا نہر سے پانی پینے لگتے تو وہ خون بن جاتا۔ محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جب قبطیوں کو پیاس نے خوب ترسایا تو ایک قبطی عورت اسرائیلی عورت کے پاس آئی اور اسے کہا کہ مجھے اپنے گھر سے پانی پلاؤ وہ عورت اس کے لیے پانی نکال کر لائی جب قبطی عورت پانی پینے لگی تو وہ خون بن گیا قبطیوں پر خون کا یہ عذاب سات دن تک رہا جب تنگ آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اپنے رب سے دعا کریں کہ اگر عذاب دور کر دیا گیا تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔ جب یہ عذاب دور ہوا تو قبطی اس بات سے پھر گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا آج شب مصر سے ہاہر جانا ہے

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے کر نکلیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہمارے بندوں کو رات کے وقت لے جاؤ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وہاں سے نکلنے کا حکم دیا اور ان سے کہا وہ قبطیوں سے ان کے زیورات عاریت کے طور پر لے لیں اور کوئی شخص اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اور رات کے وقت اپنے جانوروں کی زمینیں کس لیں اور جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں وہاں سے چل پڑیں اور گھر سے نکل کر اپنے دروازوں پر خون مل دیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس گھر والا نکل چکا ہے۔ پھر ایک رات جب قبطی بے خبر سو رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اس سے پہلے انہوں نے قبطیوں کے متعلق میں بددعا کی تھی حضرت ہارون علیہ السلام نے یہ بددعا مانگی تھی کہ اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کی قوم کو دنیا میں بہت کچھ اموال اور آرائشی سامان دیئے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے ہٹائیں پس اے ہمارے رب ان اموال کو ملیا میٹ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں تب تک ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے۔ ربنا اطمس علی اموالہم۔ اے اللہ ان کے اموال کو ملیا میٹ کر دے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ ان کا مال درہم اور دینار پتھر بن جائیں۔ پھر ان کو کہا گیا کہ تم لشکر کو لے کر سیدھے چلتے رہو چنانچہ یہ اپنی قوم کو لے کر چل پڑے ادھر فرعون یوں پر موت طاری کر دی گئی کہ ان کے بہت سے نوجوانوں کا انتقال ہو گیا اور وہ ان کی تجسیم و تنقیف میں مصروف ہو گئے۔ اسی مصروفیت میں دن نکل آیا غرض دن نکلنے لشکر کے فرعون کے لشکر نے انہیں جان لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لشکر کے پیچھے تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام سب سے آگے تھے۔ یوشع بن نون نے پوچھا آپ کو کہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے فرمایا سمندر کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر سب واپس جانے کا ارادہ کیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں روک دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ بیس ہزار جنگجو تھے۔ ان میں چھوٹی عمروا لے بیس سال سے کم اور بڑی عمروا لے ساٹھ ہزار سے زیادہ تھے۔ ان دونوں کے درمیان والے شمار نہیں کیے گئے تھے۔ پھر جب دونوں لشکر آئے سامنے ہوئے اور بنی اسرائیل نے دیکھا کہ فرعون اور اس کا لشکر پیچھے آچکا ہے تو کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیفیں پہنچانی گئیں ہیں کہ ہماری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر لڑکوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور تیرے آنے کے بعد بھی ہم تکلیف میں مبتلا ہوئے کہ آج فرعون کا لشکر قبطی بارہ لاکھ ہمیں قتل کر دے گا۔ ہمارے ایک طرف سمندر ہے اور دوسری طرف لشکر فرعون ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے راستہ دکھائے گا یعنی وہ ہماری کفایت کرے گا امید ہے کہ ہمارا رب دشمن کو ہلاک کر کے ہمیں زمین میں خلافت دے دے گا تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔

مزار حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان

جب بنی اسرائیل مصر سے رات کو چلے تو آگے جنگل میں جا کر راستہ بھول گئے اور انہیں پتہ نہ چل سکا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کے بوڑھوں کو بلا کر سب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب ہوا تو اپنے بھائیوں سے وعدہ لیا کہ جب مصر سے باہر نکلو تو مجھے بھی ساتھ لے جانا اس وجہ سے راستہ بند رہے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ان کا مزار کہاں ہے؟ ان کے مزار کا علم سوائے ایک بڑھیا کے کسی کو نہ تھا اس بڑھیا سے دریافت کیا گیا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اگر میں بتا دوں تو کیا میری منہ مانگی بات مان لو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہوں جیسا کہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ معاملہ پیش کیا تو حکم ہوا کہ اسے کہہ دیجئے کہ تیرا سوال پورا کیا جائے گا۔ بوڑھی عورت نے کہا میں ایک طویل عمر بوڑھی ہوں چل نہیں سکتی مجھے ایک سواری عطا ہو اور مصر سے مجھے بھی نکال لے چلو یہ تو دنیاوی سوال ہے اور آخرت میں یہ چاہتی ہے ہوں کہ جہاں تیری قیام گاہ ہو میں تیرے ساتھ رہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیرے سوال دونوں پورے کیے جائیں گے بوڑھی نے کہا حضرت یوسف علیہ السلام کی مزار دریا نیل کے اندر ہے دعا فرمائیے اس سے پانی ہٹ جائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اور ساتھ بھی عرض کی کہ طلوع فجر نہ ہو جب تک کہ ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی مزار تلاش کر کے انہیں ساتھ نہ لے سکیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ کو کھدوایا کہ قبر سے صندوق مبارک جو صنوبر یا سنگ مرمر کا تھا نکال لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق دریا کی موج سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے نکلا۔ وہ پہلا علم ہے جو صندوق مبارک پہلے یہ علم حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوا پھر تورہ انا عطا ہوتا رہا آخر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کو اٹھایا گیا اور شام میں جا کر اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا اور سب سے پہلے یہ علم حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوا پھر تورہ انا عطا ہوتا رہا آخر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کو اٹھایا گیا اور شام میں جا کر

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنُكُمْ وَاَغْرَقْنَا اِلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ

تَنْظُرُوْنَ ۝ ۵۰ ترجمہ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا تو تم کو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ وَ : اور : اِذْ : جب : فَرَقْنَا : ہم نے پھاڑا : بِكُمْ : تمہارے ساتھ : الْبَحْرَ : دریا کو : فَاَنْجَيْنُكُمْ : ہم نے تمہیں نجات دی : وَ : اور : اَغْرَقْنَا : ہم نے ڈبودیا۔ ہم نے غرق کر دیا : اِلَ : لوگوں : فِرْعَوْنَ : فرعون۔ اصل نام ولید تھا : وَ : اور : اَنْتُمْ : تم : تَنْظُرُوْنَ : دیکھتے تھے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ۔ فَرَقْنَا۔ فَرَقَ سے ماخوذ ہے۔ ناجع متکلم کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے پھاڑا۔ 'بَحْر'۔ بحر واحد ہے اس کی جمع بحار ہے۔ دریا

قلزم۔ اِنْ اَضْرِبْ بَعْصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿۱۹﴾ سورة الشعراء آیت ۶۷ ترجمہ دریا پر اپنا عصا مارو تو دریا پھٹ گیا اور ہر حصہ بڑے پھاڑ کی طرح ہو گیا۔ فَاَضْرِبْ طَرِيقًا فِی الْبَحْرِ یَبْسًا ﴿۲۰﴾ سورة طہ آیت ۷۷ ترجمہ اور ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے۔ امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا یہ معنی بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو ان کے لیے پھاڑ دیا حتیٰ کہ وہ خشک راستہ بن گیا جس میں وہ چلتے تھے لیکن ان کے دشمن کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جتا رہا ہے تاکہ وہ اس کا شکر یہ ادا کریں اور اس کے حق کو پہنچائیں۔ امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں پوچھا اس دن یہ لوگ روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ نیک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات عطا فرمائی تھی پس اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ﴿مسلم﴾ امام طبرانی اور ابونعیم نے احلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہر قل نے معاویہ کو لکھا کہ اگر مسلمانوں میں نبوت کا کچھ علم باقی ہے تو مجھے میرے سوالوں کا جواب دو۔ ہر قل نے پوچھا مجھ کو کیا ہے؟ تو اس سے کیا مراد ہے اور وہ جگہ کون سی ہے جس کو سورج کی دھوپ کبھی نہیں لگی مگر صرف ایک مخصوص وقت میں؟ فرماتے ہیں جب معاویہ کے پاس کتاب اور پیغام رساں پہنچا تو اس نے کہا یہ سوالات آج کے دن کس سے پوچھوں کون ان کے جواب دے گا؟ لوگوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاویہ نے وہ ہر قل کا خط لپیٹا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اگر مسلمانوں میں نبوت کا کچھ علم باقی ہے تو مجھے میرے سوالوں کا جواب دو، ہر قل نے پوچھا مجھ کو کیا ہے؟ تو اس سے کیا مراد ہے اور وہ جگہ کون سی ہے جس کو سورج کی دھوپ کبھی نہیں لگی مگر صرف ایک مخصوص وقت میں؟ فرماتے ہیں جب معاویہ کے پاس کتاب اور پیغام رساں پہنچا تو اس نے کہا یہ سوالات آج کے دن کس سے پوچھوں کون ان کے جواب دے گا؟ لوگوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاویہ نے وہ ہر قل کا خط لپیٹا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب لکھا کہ تو س سے مرداز بین والوں کو غرق سے امان دینا ہے اور مجرہ آسمان کا دروازہ ہے جس سے آسمان پھٹے گا اور وہ جگہ جہاں سورج کی کرنیں کبھی نہیں پڑیں مگر ایک لمحہ تو یہ وہ جگہ ہے جہاں سے سمندر رپھٹ گیا تھا ﴿نبی اسرائیل وہاں سے بآسانی گزر گئے تھے﴾ (طبری۔ در منثور) امام ابویعلیٰ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ نبی اسرائیل کے لئے سمندر یوم عاشورہ کو پھٹا تھا (مسند ابویعلیٰ موصلی۔ در منثور) بنی اسرائیل اس میں داخل ہو گئے دریا میں بارہ راستے بن چکے تھے ہر کے لئے ایک الگ راستہ تھا اور ہر دروازے کے درمیان دیوار تھی اس لئے کہنے لگے کہ شاید ہمارے ساتھی قتل کر دیئے گئے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے ان دیواروں کے درمیان سوراخ بنادیئے یہاں تک کہ سب اول آخر تک ایک دوسرے کو دیکھنے لگے یہاں تک کہ سب پار ہو گئے۔ فَاَنْجَيْنُكُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی اور دریا قلزم سے پار ہو گئے پھر فرعون اور اس کا لشکر دریا کے قریب پہنچ گئے جب فرعون نے دریا کے اندر بنے ہوئے راستے دیکھے تو کہنے لگا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ راستے میری وجہ سے بنے ہیں تاکہ ہم اس کے ذریعے دریا پار کر کے دشمنوں کو قتل کر دیں۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا۔ جب فرعون راستوں کے ابتدائی حصوں میں پہنچا تو اس کے گھوڑے نے دریا میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جبرائیل علیہ السلام ایک گھوڑی پر سوار ہو کر آئے گھوڑے نے اس گھوڑی کی خوشبو سونگھی تو اس کے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ فرعون کے لشکر کا اگلا حصہ نکلنے کے قریب تھا۔ اور آخری حصہ داخل ہو چکا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لو تو دریا کا پانی آپس میں مل گیا جب فرعون غرق ہو نے لگا تو اس نے کہا کہ میں اس بات پر ایمان لایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس اللہ پر جس پر بنی اسرائیل والے ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے تھوڑا سا کچھ اٹھا کر اس کے منہ میں دھنسا دیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا جو انہیں عار دلاتے ہوئے کہنے لگے اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے نافرمانی کرتا تھا اور بڑے مفسدوں میں تھا۔ وَاَغْرَقْنَا اِلَ فِرْعَوْنَ۔ فرعون سمیت اس کی قطعی فوج غرق ہو گئی۔ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی سے عرض کی اے محمد ﷺ مجھے دو شخصوں سے جتنی نفرت ہوئی ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہوئی ایک جنوں ابلیس کہ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو جسدہ کرنے سے انکار کر دیا دوسرے انسانوں میں سے فرعون سے جس نے دعویٰ کیا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اے محمد ﷺ کاش آپ مجھے اس وقت دیکھ لیتے جب میں فرعون کے منہ میں کچھ ڈال رہا تھا کہ کہیں وہ کلمہ نہ پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم نہ آجائے۔ بنی اسرائیل کو فرعون کے ہلاک ہونے کا یقین نہ آیا وہ کہنے لگے کہ فرعون غرق نہیں ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے چھ لاکھ بیس ہزار فوج کے سامنے فرعون کو دریا میں سے مردہ حالت میں باہر نکالا بنی اسرائیل والوں کے پاس ہتھیار تھے وہ فرعون کا مثلاً کرنے لگے اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں کہا گیا ہے۔ فَاَلْبَسُوْا نَجَیْکَ بِنَدِیْکَ لِتَكُوْنَ لِسُنِّ خُلْفَکَ آیت ۹۲ ﴿ترجمہ آج ہم تیری لاش کو اترادیں گے کہ تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی ہو۔ الْبَحْرَ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور بحر قلزم۔ یہ فارس یعنی ایران کے دریاؤں میں سے ایک دریا

تھا۔ اس کو ابو خالد کہہ کر اس پر عصا مارا چنانچہ عصا مارتے ہی وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسے ہو گیا جیسے کوئی بڑا پہاڑ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ۔ فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا اور لشکر میں کسی کی بھی مادہ گھوڑی نہ تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تیز رو گھوڑی پر سوار ہو کر آگے سے گزرے فرعون کے گھوڑے نے اس کی بوسوگی اور پیچھے دوڑا حضرت جبرائیل علیہ السلام دریا میں چلے گئے اور فرعون کا گھوڑا ابھی چلا آیا فرعون نے بہت روکا مگر وہ نہ رکا گھوڑا دریا میں کود پڑا قوم نے فرعون کو دریا میں جاتے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑے پیچھے پیچھے کر لیے اور وہ جبرائیل علیہ السلام نہ دیکھ سکا اور میکائیل علیہ السلام ایک اور گھوڑے پر ان سب کے پیچھے تمام قوم کو ہانکتے ہوئے دریا میں لائے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہا سب کے سب دریا میں کود پڑے ادھر فرعون کا لشکر تمام داخل ہوا ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم دریا سے باہر نکلی۔ یہ بروز جمعہ محرم کی دسویں وقت دو پہر کو فرعون اور اس کی قوم دریا کے قلزم میں غرق ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فتح یابی نصیب عطا فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سامری جر نامی علاقے ارہنے والا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سنا تھا جس کا نام یحییٰ یا موسیٰ ابن ظفر تھا قبیلہ بنی سامر کا ایک آدمی تھا اس نے دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں جہاں لگتے اس جگہ سے سبزہ اگ آتا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اس مٹی میں تاثیر ہے اس میں زندگی ہے۔ اس نے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی اٹھالی ﴿کبیر۔ روح البیان۔ تاریخ طبری۔ نعیمی﴾ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ تَنْظُرُونَ۔ یہ نظر سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے۔ دیکھنا۔ حاضر مضارع کا صیغہ ہے۔ تم دیکھتے تھے۔ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو دریا قلزم میں غرق ہوتے دیکھتے تھے۔ یہ مدینے کے یہودیوں کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے اباؤ اجداد نے اس وقت ان کو غرق ہوتے دیکھا۔

عاشورہ کا روزہ اور دن کی نماز اور رات کا جاگنا باعث ثواب ہے

حضرت غوث سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ اپنی ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طریقہ سے پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ فاتحہ اور پچاس دفعہ سورہ اخلاص تو اس کے آئندہ زندگی کی پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور علماء اعلیٰ میں اس کے لئے نور کے ہزار منبر بنائے جائیں گے۔ عاشورہ کی تمام شب جاگنا مستحب ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ من احیا لیلۃ عاشوراء فکانما عبد اللہ بعبادۃ ملائکۃ القریبیین ترجمہ جو کوئی عاشورہ کی ساری رات جاگتا رہا اس نے گویا مقربین ملائکہ جیسی عبادت الہی بجالائی ﴿روح البیان﴾ حضرت ابوقادہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عاشورہ کے دن کا روزہ، اللہ تعالیٰ سے اس پر امید کی جاتی کہ پچھلے سال کفارہ بن جائے (ترمذی) انبا ناقتیبۃ انبا نا عبد الوارث عن یونس عن الحسن عن عباس قال امر رسول اللہ ﷺ بصوم عاشوراء یوم العاشر۔ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دسویں کے دن عاشورہ کے روزے کا حکم دیا ﴿ترمذی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھو اور یہودی کی مخالفت کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لئن بقیۃ الی قابل لا صوم من الیوم التاسع ﴿مسلم﴾ اگر میں آئندہ سال تک باقی رہا تو میں نویں محرم کا روزہ ضرور رکھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ میں روزہ رکھتے تھے اور باقی مکہ کے یہودی بھی روزہ رکھتے تھے۔ یہ دسویں محرم کا روزہ فرض تھا۔ جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ روزہ مستحب ہو گیا۔

تہ کا بیان

دریا قلزم عبور کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ارض مقدس کی طرف چلنے کا حکم فرمایا اس جگہ میں بنی اسرائیل کے و آباء و اجداد کے گھر تھے۔ تاکہ بنی اسرائیل فرعون کی زمین سے پاک ہو جائیں ارض مقدس اس وقت جاہلوگوں کے قبضہ میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل ان جاہل یعنی زور آور لوگوں سے جنگ کرو اور اس پاک جگہ کو آزاد کرو۔ بنی اسرائیل نے کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا تم ہم کو ان جاہلوگوں سے مروانا چاہتے ہو۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم کو فرعون کے پاس رہنے دیتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قرآن مجید میں ہے کہ۔ یقوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا تترددوا علی ادبارکم فتقلبوا خسرين المائدہ ایت ۲۱ قالوا یموسیٰ ان فیہا قوما جبارین قصلہ نالند خلہا حتی یخرجوا منها ج فان یخرجوا منها فانا دخلون المائدہ ایت ۲۲ قال رجل من الذین یخافون انعم الله علیہما ادخلوا علیہم الباب ج فاذا دخلتموه فانکم غلبون وجعل علی الله فتوکلو ان کنتم مؤمنین المائدہ ایت ۲۳ قالوا یموسیٰ انالند خلہا ابداما داموا فیہا فاذهب انت وربک فقاتلا انا ہنا قعدون المائدہ ایت ۲۴ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا و بین القوم افسقین المائدہ ایت ۲۵ قال فاناہا محرمة علیہم اربعین سنتہ ینتہون فی الارض فافلا تاس علی القوم الفسقین المائدہ ۲۶ ترجمہ (بنی اسرائیل) نے کہا اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست و جاہلوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہونگے۔ جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں گے۔ دواؤ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نواز ابو لے کہ زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گے تو تمہارا غلبہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہاں ہیں تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو تو ہم کو ان بے حکموں سے ہدار رکھ۔ فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس سال تک بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم ان بے حکموں کا نفوس نہ کھاؤ۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال اسی وادی تہ میں رکھا اور یہ وہیں بھٹکتے رہے۔

وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعَجَلُ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۵۱۰ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

مِنْ بَعْدِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۵۲۰ ترجمہ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم ہو پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم شکر کرو۔ وَ : اور : اِذْ : جب : وَغَدْنَا : ہم نے وعدہ دیا : مُوسَى : موسیٰ : اَرْبَعِينَ : چالیس : لَيْلَةً : راتیں : ثُمَّ : پھر : اَتَّخَزْ : تم نے پکڑا : پَوْجَا : تم : ثُمَّ : تم : الْعَجَلُ : بچھڑا : مِنْ : سے : بَعْدِهِ : بعد اس کے : وَ : اور : اَنْتُمْ : تم : ظَلِمْتُمْ : ظالمین : ثُمَّ : پھر : عَفَوْنَا : ہم نے معاف کیا : عَنْكُمْ : تم سے : مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ : اس کے پیچھے : لَعَلَّكُمْ تَاكْتُم : تَشْكُرُونَ شکر کرو۔

وَ اِذْ وَغَدْنَا مُوسَى - اور یاد کرو اے بنی اسرائیل جب کہ ہم نے وعدہ دیا۔ مفاعلہ کا صیغہ بمعنی ثلاثی ہے یا اپنے اصل پر ہے۔ کیونکہ یہ وعدہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قبول کر لیا تھا اور قبول کرنا وعدہ کرنے کے مشابہ ہے یا اس طرح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وحی بھیجے کا وعدہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پہاڑ پر حاضری کا وعدہ کیا۔ موسیٰ وعدنا کا مفعول ثانی ہے۔ موسیٰ۔ اس کا ذاتی نام ہے۔ عبرانی زبان میں مُوآب یعنی پانی کو کہتے ہیں شی ثمر یعنی درخت کو کہتے ہیں۔ شین کو عربیت میں سین سے تبدیل کیا گیا ہے موسیٰ ہو گیا اور اس نام سے ہی موسوم ہوئے۔ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ چالیس راتوں کو مکمل کرنا۔ یہاں دراصل تمام اَرْبَعِينَ لَيْلَةً بھائی وعدنا کا مفعول ثانی ہے ﴿روح البیان﴾ امام حسن بصری نے جواب دیا معاملہ یوں نہیں کہ پہلے تیس کا وعدہ تھا پھر دس کا ہوا وعدہ ہی چالیس کا تھا جیسے اس آیت میں ہے ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَا حِلَّةٍ ﴿پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۶﴾ ترجمہ تو تین روزے حج کے ایام میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے ﴿کبر﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تیس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور وہ ذیقعدہ کا مہینہ تھا اور مسواک کرنے سے پھر اس پر دس دن ذوالحجہ کے اور بڑھائے اور انہیں لیلۃ سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ مہینوں کی ابتداء رات سے ہوتی ہے اور عرب کے مہینوں کی وضع بھی چاند کی تاریخ پر واضح کی گئی ہے۔ اس لیے تاریخ پر واقع ہوتی ہے۔ اسی حیثیت سے مہینوں میں اصل رات ہے دن کے تابع ہوتے ہیں یا ظلمت روشنی سے پہلے ہوتی ہے ﴿روح البیان﴾ امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ میں اَرْبَعِينَ لَيْلَةً کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ ذی القعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو پیچھے چھوڑ گئے اور ان پر ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے۔ آپ طور پر چالیس راتیں ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تورات تختیوں میں نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریب سے گفتگو فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قلم کے چلنے کی آواز سنی اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ چالیس دنوں میں آپ کو حدیث لاحق ہوا حتیٰ کہ آپ طور سے اتر آئے ﴿تفسیر طبری۔ درمنثور﴾ ثُمَّ۔ یہ اظہار تعجب کے لیے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر طور پر اللہ تعالیٰ سے تورات لینے گئے بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ ہم نے تم پر نعمتیں دیں بڑا تعجب ہے کہ پھر بھی تم نے یہ کام شروع کر دیا اَتَّخَزْ ثُمَّ الْعَجَلُ۔ اَتَّخَزْ ثُمَّ۔ خذ۔ پکڑنا اصل میں اِتَّخَذْتُمْ تھا یہ الاخذ سے مشتق ہے اس کا وزن افعتتم ہے دو ہمزوں کے امتناع کی وجہ سے ہمزہ میں تسہیل کی گئی پھر اِتَّخَذْتُمْ ہوا اور یاد گردان میں مضطرب رہتی ہے یا تخذ میں الف ہو گئی مو تنخ ذ میں واو ہو گئی پس یہاں یا ء کو ایک پختہ حرف سے بدلا گیا جو مابعد کی جنس سے تھا اور وہ تاء ہے پھر ادغام کیا گیا پھر الف وصل کو نطق یعنی بولنے کے لیے لایا گیا۔ کبھی اس الف سے استغناء کیا جاتا ہے جب کلام کا معنی تقریر ہو جیسے قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا اَلْبَقَرۃ ایت ۸۰ الف تقریری کی وجہ سے الف وصل سے استغناء کیا گیا۔ عَجَلَ۔ بچھڑا کو کہتے ہیں۔ یعنی گائے کا زربچہ۔ ابوالجراح کہتے ہیں کہ۔ العجول بھی اسی کو کہتے ہیں اس کی جمع العجا جیل اور مؤنث عجلۃ آتی ہے۔

سامری کا سونے کا بچھڑا بنانا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ وہ بچھڑا جس کی بنوا اسرائیل نے عبادت کی اس کا نام یہوب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سامری باجرمی علاقے کا رہنے والا تھا۔ یا سامر کا۔ اس کی قوم گائے کی پوجا کرتی تھی۔ اس لیے اس کے دل میں گائے کی محبت تھی۔ اصل میں سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا وہ مصر میں پیدا ہوا اور بنی اسرائیل میں داخل ہو گیا۔ ﴿قرطبی﴾ سامری کا نام میما تھا ﴿روح البیان﴾ حضرت ہارون علیہ السلام سے بنی اسرائیل سے کہا اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے تمہارا لیے مال غنیمت کو حرام کر دیا ہے۔ قبطیوں سے ملنے والے زیورات مال غنیمت ہیں لہذا انہیں جمع کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دو۔ اس نے وہ گڑھا کھود کر اور اس سے زیورات نکال لیے اور پھر ان زیورات سے ایک سونے کا بچھڑا بنایا جس سے بچھڑے کی آواز آتی تھی۔ ادھر بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وعدے کے دن گن رہے تھے جب بیس بائیس دن گزرے تو سامری کہنے لگا کہ یہ بچھڑا تمہارا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے۔ وہ سامری کی اس بات پر مطمئن ہو گئے۔ سامری نے دھوکے دے کر بنی اسرائیل کو اس کی عبادت پر ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا۔ يَقُومُ اَنَّا فَذُنُكُم بِهٖ وَ اِنَّ رَبَّكُمْ الرَّحْمٰنُ فَاَتَّبِعُوْا نَبِيَّ وَاطِيعُوا اَمْرِي ۹۰ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَظْفٰنٍ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوسٰى ﴿ط ۹۱﴾ ترجمہ اے میری قوم تم تو فتنہ میں مبتلا ہو گئے اس سے اور بلاشبہ تمہارا رب تو وہ ہے جو بے حد مہربان ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو تو قوم نے کہا ہم تو اسی کی عبادت پر جبر رہیں گے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علی السلام ہماری طرف لوٹ آئیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی صرف بارہ ہزار نے بات مانی باقیوں نے بچھڑے کی عبادت ترک کرنے میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اتباع نہ کی اور تمام لوگ اس بچھڑے کی عبادت میں گر گئے اور دس لاکھ سے زائد تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ واپس آئے تو انہیں اس حال میں پایا آپ نے تختیاں نیچے ڈال دیں۔ پس ان میں سے چھ اجزاء اٹھائے گئے اور ایک تختی باقی رہ گئی جس میں حرام، حلال اور جن احکام کی انہیں امتیاز تھی وہ باقی رہ گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اس بچھڑے کو جلایا اور اس کی راکھ کو سمندر میں بکھیر دیا بنی اسرائیل نے بچھڑے کی محبت کی وجہ سے اس دریا کا پانی پیلا پس ان کے ہونٹوں پر زردی ظاہر ہوئی اور کے پیٹ پھول گئے۔ پھر انہوں نے توبہ کی تو ان کی توبہ قبول

نہ ہوئی حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو قتل کریں۔ فَتَوْبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَا قُتِلُوا أَنْفُسَكُمْ ﴿۵۴﴾ البقرة آیت ۵۴ ترجمہ پس چاہئے کہ توبہ کرو اپنے خالق کے حضور ساقط کرو اپنے آپ کو۔ پس انہوں نے نخجر اور تلواریں اٹھائیں اور سورج کے طلوع ہونے سے چاشت کے بلند ہونے تک ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا حتیٰ کہ والد نے اپنے بیٹے کے بارے میں اور کسی بیٹے نے والد کے بارے میں اور بھائی نے بھائی کے بارے میں نہ پوچھا جو سامنے آیا اسے تلوار سے قتل کر دیا اسی طرح ہر ایک نے اپنی مثل کو قتل کیا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علی السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کی یا رب اپنے اسرائیل تو ختم ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور اپنا فضل فرمایا جو باقی بچ گئے ان کی توبہ قبول فرمائی اور جو مارے گئے انہیں شہداء میں شمار کر دیا۔ اس پچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو۔ یقیناً تمہارا رب اللہ ہی ہے پس میری اتباع کرو اور میرا کہنا مانو۔ امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہم نے تمہیں معاف کر دیا پچھڑے کی پوجا کرنے کے بعد مِنْ بَعْدِهِ مسئلہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر یہ شریعت تھی کہ جب کوئی گناہ کرے تو ایک دوسرے کو قتل کریں۔ رسول اللہ ﷺ وسلم کی امت پر اللہ تعالیٰ کا بڑا اکرم ہے کہ ہم گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کر دیتا ہے۔ توبہ کا معنی ہے۔ گناہوں سے اجتناب کرنا۔ یہ نہیں کہ توبہ کرو اور گناہ بھی کرتے رہو۔ جب حضرت موسیٰ علی السلام کوہ طور پر تورات لینے کے لیے گئے تو بعد میں ان لوگوں نے پچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔ وَ أَنْتُمْ ظَلِمُونَ۔ یہ جملہ حال ہے۔ ظالم کی جمع ظالمون ہے۔ اس معنی ہے ظلم کرنے والے۔ اور تم بڑے ظالم لوگ ہو کیونکہ تم نے حضرت موسیٰ علی السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی موجودگی میں تم نے پچھڑے کی پوجا کر کے قبیح کام کیا۔ ﴿روح البیان﴾ تفسیر طبری۔ درمنثور۔ قرطبی ﴿ثُمَّ كَچھ دنوں کے بعد ہم نے تمہارا گناہ معاف کر دیا۔ عَفَوْنَا عَنْكُمْ۔ عفو۔ خذ سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے مٹانا اللہ تعالیٰ نے تمہارا گناہ مٹا دیا۔ یہ عفت الريح الاثر سے ماخوذ ہے۔ یعنی ہوانے اثر مٹا دیا۔ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ۔ پچھڑے بنانے اور اس کی پوجا کرنے کے بعد۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم نعمت کی معافی کا شکر یہ ادا کرو اس کے بعد طاعت پر دوام حاصل کرو کیونکہ انعام شکر کا موجب ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ خرد من طبعان منت شباس۔۔۔۔ بدوزند نعمت بخ شپاس ترجمہ منت شناس اور دانا طبع لوگ شکر کی میخ سے ہی نعمت کو سیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا نہیں کرتا ﴿ابوداؤد۔ ترمذی﴾ حضرت ذوالنون مصری ابوالفیض نے کہا جو تجھ سے بلند ہے اس کی اطاعت کرنا شکر ہے ہم مثل کو بدلہ دینا شکر ہے جو کم مرتبہ ہے اس کے ساتھ احسان اور فضل کا مظاہرہ کرنا شکر ہے۔ ﴿روح البیان۔ قرطبی﴾

پچھلی امتوں کے مسائل

﴿۱﴾ فَا قُتِلُوا أَنْفُسَكُمْ۔ اپنے نفوس کو قتل کرنا ہوتا ﴿۲﴾ جس عضو سے غلطی ہو جاتی اس کو کاٹنا ضروری ہوتا ﴿۳﴾ مسجد کے علاوہ نماز نہیں ہوتی تھی ﴿۴﴾ ان کی طہارت پانی کے علاوہ نہیں ہوتی تھی ﴿۵﴾ روزے دار اگر افطاری کے بعد سو جائے تو پھر کھانا ان کے لیے حرام تھا ﴿۶﴾ گناہوں کی وجہ اکثر پاکیزہ اشیاء ان پر حرام کی گئیں اسی وجہ من و سلویٰ کی بندش ہوئی ﴿۷﴾ تمام مال سے زکوٰۃ کا چوتھائی حصہ ادا کرنا ضروری تھا ﴿۸﴾ جو گناہ ان سے شب کے وقت ہوتا تو صبح کو ان کے دروازوں پر تحریر ہو جاتا ﴿۹﴾ جب بنی اسرائیل نماز پڑھتے تو ان کا موٹا لباس پہنتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو گردنوں سے باندھ دیتے ﴿۱۰﴾ یوں بھی ہوتا کہ کھوپڑی میں سوراخ نکال کر لوہے کی زنجیر اس پر رکھ کر ستون سے باندھ دیتے اور ان تمام امور کو اضر یعنی اعمال شاقی سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ یہ سب امور رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہم سے اٹھالیے گئے ہیں ﴿روح البیان﴾

چالیس کے عدد کے فضائل

چالیس کے عدد کی کمال فضیلت ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن تورات کے لیے ٹھایا گیا تھا ﴿۱﴾ گنتی کے اعداد اصول حیثیت سے صرف چہار ہیں ﴿۲﴾ احاد یعنی ایک سے نو تک عشرات یعنی بیس تیس، چالیس، نواوے ۳۰ مات یعنی سو، دوسو، تین سو تانو سو۔ ﴿۴﴾ الوف یعنی ایک ہزار، دو ہزار تانوے ہزار۔ عشر کا عدد خود کامل ہے تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ۔ جب عشر یعنی دس کے عدد کو چار مرتبہ دہرایا جائے تو چالیس ہو جاتے ہیں۔ اسی کا نام کمال الکمال ہے۔ ﴿۱﴾ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کی خمیر چالیس دن میں ہوئی۔ حدیث قدسی میں ہے کہ۔ طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً ترجمہ میں آدم کی مٹی کو چالیس دن تک خمیر میں رکھا۔ ﴿۲﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان خلق احد کم مجمعی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکن علقۃ مثل ذالک ثم یکون مفعۃ مثل ذالک۔ ترجمہ سب کی تخلیق کے آغاز کا حصہ تمہاری ماؤں کے بطن میں نطفہ کی صورت میں چالیس دن تک جمع رہتا ہے۔ پھر وہ علقہ بنت ہے تو وہ بھی چالیس دن میں پھر گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے تو بھی چالیس دن میں نفاس بھی اسی طرح وغیرہ۔

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً میں شب تخصیص کی دو سبب ہیں

﴿۱﴾ شب صرف تعبد و تقرب الہی کے لیے مخصوص ہے۔ ان اقرب ما یکون العبد من الرب فی جوف اللیل۔ ترجمہ بندے کا اپنے مولیٰ سے قرب کا بہترین وقت آدھی رات ہے۔ یَنْزِلُ إِلَهِ كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ اللہ تعالیٰ کی (رحمت خاص) کا ہر رات آسمان دنیا میں نزول ہوتا ہے۔ وَمِنْ اللَّيْلِ فَتَهْجَذُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ۔ ترجمہ اور رات کو تہجد پڑھے اور آپ کے لیے زائد ہے۔ سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کو تورات مسجد حرام سے سیر کرائی۔ اگر لَیْلَةٌ کی بجائے دن کا ذکر کیا جاتا تو وہ ہم پیدا ہوتا کہ شاید عبادت صرف دن کو کی جائے اور رات محض استراحت کے لیے ہے۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ترجمہ وہ اللہ تعالیٰ جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون

کرو اور دن کو بنایا تا کہ تم راستہ دیکھو۔ جب رات کا نام لیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ جس طرح عبادت دن کو کی جاتی ہے اسی طرح رات کو بھی کی جائے۔ ﴿وَمَا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي يُدْعَوْنَ لَهَا الْبَلَاءُ﴾ شیخ شہیر بافتازہ آفندی نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے چالیس دن کو عبادت کے لیے متعین نہیں فرمایا بلکہ آپ نے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف اختیار فرمایا۔ ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تیس راتوں کا وعدہ دیا اور ہم نے اسے دس راتوں کو مکمل کیا۔ ﴿كَذَانِي وَاقَعَاتِ الشَّيْخِ الْهَدَانِي نَفْسُهُ الزَّكَايَةَ﴾۔ روح البیان ﴿وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ ۵۳۰ اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے عنایت فرمائے تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔

وَ : اور : اِذْ : جب : اَتَيْنَا : ہم نے دی : مُوسَى : موسیٰ : الْكِتَابَ : کتاب-تورات : وَ : اور : الْفُرْقَانَ : حق و باطل میں امتیاز-معجزے : لَعَلَّ : تاکہ : كُمْ : تم : تَهْتَدُونَ : راستہ پاؤ-ہدایت حاصل کرو۔

اِذْیَہِ ماضی کے لیے اسم ہے اور اِذَا مستقبل کے لیے اسم ہے۔ اَتَيْنَا ہم نے عطا کی الْكِتَابِ تورات۔ الْفُرْقَانِ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی جو حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے والی ہے۔ اِذْ ماضی کے لیے اسم ہے۔ اور اِذَا مستقبل کے لیے اسم ہے۔ الْفُرْقَانِ کے متعلق اختلاف ہے۔ اَتَيْنَا مُوسٰی وَهَرُونَ الْفُرْقَانِ ﴿سورة الانبیاء آیت ۲۸﴾ ترجمہ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا۔ یعنی تورات عطا کی جو حق و باطل میں تفرقہ کرنے والی ہے۔ ابو اسحاق الزجاج نے کہا فرقان سے مراد الکتاب ہی ہے تاکید کے لئے دواسموں کے ساتھ اس کا ذکر دوبارہ کیا گیا ہے۔ عن مجاهد فی قوله وَ اِذَا اَتَيْنَا مُوسٰی الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ قَالَ الْكِتَابُ هُوَ الْفَرْقَانُ فَفَرْقٌ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ترجمہ مجاہد فرماتے ہیں کہ۔ الْفُرْقَان سے مراد حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت ہے ﴿طبری۔ درمنثور۔ خزائن العرفان﴾ قال ابن عباس الفرقان جماع اسم التوراة والانجيل والزبور والفرقان۔ امام ابن جریر اور ابن منیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ الْفُرْقَان کا کلمہ تورات، انجیل، زبور اور فرقان کا جامع ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ تاکہ تم بنی اسرائیل اس تورات سے ہدایت پاؤ۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ إِنِّكُم ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۖ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝٥٣٥ ترجمہ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے کچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ وَ : اور : إِذْ : جب : قَالَ : کہا : مُوسَىٰ : موسیٰ : لِقَوْمِهِ : اپنی قوم کے لیے : يُقَوْمِ : اے میری قوم : إِنِّكُم : تم نے : ظَلَمْتُمْ : ظلم کیا : بِاتِّخَاذِكُمُ : تم نے اپنی جانوں پر : الْعِجْلَ : ساتھ پکڑا : تُم : تم : فَتُوبُوا : پس توبہ کرو : إِلَىٰ : طرف : بَارِئِكُمْ : تم اپنے پیدا کرنے والے کے : فَاقْتُلُوا : پس قتل کرو : أَنْفُسَكُمْ : اپنی جانوں کو : ذَٰلِكُمْ : یہ : خَيْرٌ : اچھائی : بھلائی : بہتر : لَّكُمْ : تم کو : عِنْدَ : قریب : نزدیک : بَارِئِكُمْ : تم کو پیدا کرنے والا : فَتَابَ : پس توبہ : عَلَيْكُمْ : تمہارے اوپر : إِنَّهُ هُوَ : بے شک وہ ہے : التَّوَّابُ : بہت توبہ قبول کرنے والا : الرَّحِيمُ : مہربان ۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ : اس میں ایک فعل پوشیدہ ہے ۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو ۔ لِقَوْمِهِ ۔ قوم ۔ اس مقام پر صرف کچھڑے کے پوجنے والے ہی

مردوں کی جماعت کو بھی کہتے ہیں۔ ﴿۱﴾ جس جماعت میں مردوں اور عورتیں نہ ہوں اس کو قوم کہتے ہیں۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِنْهُمْ ﴿۲۶﴾ الحجرات آیت ۱۱ ترجمہ اے ایمان والو نہ مردوں سے نہیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔ وَلَوْطٰٓا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ ؕ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِنْهُمْ ﴿۲۷﴾ الحجرات آیت ۱۱ ترجمہ اور نہ عورتیں عورتوں کی جماعت کو قوم فرمایا گیا ہے عورتوں کو قوم نہیں فرمایا گیا۔ ﴿۲۸﴾ وَلَا يَنْسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءِ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِنْہُمْ ﴿۲۹﴾ الحجرات آیت ۱۱ ترجمہ اور نہ عورتیں عورتوں سے (نہیں) بغیر نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں کی جماعت کو بھی قوم کہا جاتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِہٖ ﴿۳۰﴾ سورۃ نوح آیت ۱ ترجمہ بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کو عورتوں اور مردوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ یَقُوْمُ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَوٰلٰیًا ۚ فَمَنْ مَّوْلٰیُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ عٰقِلٰیْنَ ﴿۳۱﴾ البقرہ آیت ۱۶۷ ترجمہ اے لوگو! میں نے تم کو صرف اللہ کے سوا مولاں سے متعلق کر دیا ہے۔

مضاف ہے۔ اسل میں یا قومى ہا۔ اے پیرى قوم موى پا ورت رت در بيا ييہ۔

توم کا معنی ہے۔ صحیح ہونا۔ سیدھا ہونا۔ اِنْكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ۔ امام عہد بن حميد نے قتاد سے کے تحت نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو سخت آزمائش کا حکم دیا گیا تو کھڑے ہوئے اور چھریوں کے ساتھ گلے کاٹنے لگے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حتیٰ کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی مقررہ کڑی سزا پوری ہو گئی۔ جب وہ اس حد کو پہنچ گئے تو ان کے ہاتھوں سے چھریاں گر گئیں اور قتل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو زندہ کے لئے توبہ قرار دیا اور مقتول کے لئے شہادت قرار دیا۔ امام احمد نے الزہدی میں اور ابن جریر نے الزہری سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل کو اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ باہر نکلے اور ان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ انہوں نے تلواریں چلائیں اور خبر مارنے لگے اسی اثناء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ انہوں نے ایک دوسرے کو فناء کر دیا۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہمارے لئے دعا کیجئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بازوؤں کو پکڑا ان کے قتل و غارت کا سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو قتل سے روک دیا پس تمام نے ہتھیار ڈال دیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل مقتولوں پر پریشان ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے کس چیز نے غم میں مبتلا کیا ہے جو قتل ہو گیا وہ میرے پاس زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اور جو باقی بچ گئے ہیں ان کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔ اس ارشاد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل خوش ہو گئے۔ ﴿طبری﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا جنہوں نے پھڑے کو پوجا ہے وہ تنہا ہر آجائیں دوزانوں بیٹھ جائیں اور اپنی زانوں کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیں اور اپنی زانوں پر سر رکھ لیں۔ اور جب آپ کو قاتل قتل کرے تو حرکت مت کرنا ورنہ توبہ قبول نہیں ہوگی۔ جنہوں نے پھڑے کو نہیں پوجا تھا انہوں نے ان کو قتل کیا۔ اس جگہ جمع کثرت کی جگہ جمع قلت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور کبھی جمع کثرت کو جمع قلت کے مقام پر رکھا جاتا ہے۔ اور جمع قلت کو کثرت کی جگہ رکھا جاتا ہے۔ ثَلَاثَةٌ قُرُوءٍ ﴿سورة البقرة آیت ۲۲۸﴾ فَبَيْنَهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ ﴿الزخرف آیت ۱۷﴾ ان دونوں آیتوں میں جمع قلت کی جگہ جمع کثرت اور کثرت کی جگہ جمع قلت کا وزن ذکر فرمایا گیا ہے۔ جو بھی کوئی گناہ کرتا ہے اس کا گناہ اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو غیر موضوع جگہ پر رکھنا۔ ستانا، نقصان پہنچانا وغیرہ۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿پ ۲۱ سورة لقمان آیت ۱۳﴾ بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ الْاَنْفُسُ - یہ نفس کی جمع ہے۔ نفس کا معنی ہے جان۔

بَا تَخَ ذِكْمُ الْعَجَلِ - اس میں لفظ الہ حرف ہے کیونکہ انہوں نے صرف اس قدر ظلم نہیں کیا اس لیے کہ اگر وہ اسے الہ نہ بناتے تو ان کا فعل ظلم نہ بنتا لہذا اس سے مراد الہ بنانا ہے۔ یعنی اسرائیلیوں نے سونے کے پھڑے کو معبود بنایا۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کی اے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم نے پھڑے کو معبود بنایا اور ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ اب ہم کیا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اب تم توبہ کرو۔ فَتُوبُوا - توبہ کا پختہ ارادہ کرلو۔ فاسیہ کے لیے ہے۔ کیونکہ ظلم پھڑے کا پوجنا توبہ کا سبب بنتا تھا۔ اِلٰی بَا رِيْكُمْ - بَا رِءٌ سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے جدا ہونا۔ علیہ ہونا۔ امام الطسٹی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اِلٰی بَا رِيْكُمْ کا معنی بتائیے تو انہوں نے فرمایا اس کا معنی خالق ہے۔ فَاقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ - فاتعيب

کے لیے ہے۔ کیونکہ قتل تمام توبہ میں سے ہے تو فَتُوبُوا کا معنی ہے توبہ کے بعد قتل کرو تا کہ وہ تمہاری توبہ کا کاتمتہ بنے۔ حدثنی عباس بن محمد قال حدثنا حجاج بن محمد قال ابن جریج اخبرنی القاسم بن ابی برة انه سمع سعید بن جبیر ومجاهد قالا قام بعضهم الى بعض با لخنجر يقتل بعضهم بعضا لا يحن رجل على رجل قريب ولا بعيد حتى الوى موسى بثوبه فطر حوا ما بايدهم فتكشف عن سبعين الفقتيل وان الله اوحى الى موسى ان حشبي فقد اكتفيت فذلک حين الوى بثوبه۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے رب کا حکم سنایا تو اپنے آپ کو قتل کر دیں جنہوں نے پھڑے کی عبادت کی تھی وہ احتیاء کی حالت میں بیٹھ گئے اور جنہوں نے پھڑے کی عبادت نہیں کی تھی وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہاتھوں میں خنجر پکڑے لے لے انتہائی تاریکی چھا گئی پس وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حتیٰ کہ تاریکی اور اندھیرا ختم ہو گیا۔ پس ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے جو قتل ہو چکا تھا اس کے لیے قتل ہونا توبہ تھا اور جو باقی بچ گیا تھا اس کے لیے یہی توبہ تھی ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿امام ابن حاتم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہماری توبہ کیا ہے؟ فرمایا تم ایک دوسرے کو قتل کرو۔ پس انہوں نے چھریاں اٹھائیں ہر ایک شخص اپنے بھائی، باپ اور بیٹے کو قتل کرنے لگا اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی پروا نہیں کرتا تھا کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ انہیں حکم دو کہ وہ ہاتھ اٹھالیں (یعنی قتل کرنا بند کر دیں) پس جو قتل ہو گیا اس کی بخشش ہو گئی اور جو باقی ہیں ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ - ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ - یہ اسم اشارہ ہے۔ خَيْرٌ - خیر کا معنی اچھائی اور بھلائی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اسرائیلیو یہ تمہارا قتل ہو جانا اور توبہ کر لینا حیات سے بہتر ہے۔ یعنی تمہارے لیے خیر ہے۔ آخری زندگی ابدی وہمیشہ ہے۔ عِنْدَ بَا رِيْكُمْ - الباری کا

معنی ہے الخالق پیدا کرنے والا۔ فَتَابَ عَلَيَّكُمْ - بنی اسرائیلیوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اس کے بعد ہم نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ اِنَّهُ هُوَ التَّوْبُ - التَّوْبُ - کا معنی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا۔ اپنے بندوں کی توبہ کی بہت زیادہ توفیق دینے والا۔ الرَّحِيْمُ - رحم سے بنا ہے۔ بڑی رحمت والا۔ فرماں برداروں کے لیے کثیر الرحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بہت مہربانی فرمائی کہ ایک دوسرے کو قتل کرا کر مقتول کو شہید کا رتبہ عنایت فرمایا اور قاتل کو غازی کا رتبہ دے کر بخش دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں انعام ہے۔ ورنہ آپ کے ساتھ اس طرح ہوتا جس طرح فرعونوں کے ساتھ ہوا۔ باغیوں کی سزا یہی ہے جو فرعونوں کے ساتھ ہوا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ فروماندگان را رحمت..... تضرع کنان را بدعت عجیب۔ ترجمہ عاجزوں کو رحمت سے قریب ہے عاجزوں کی دعا قبول کرنے والا ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ بِكَ حَتّٰى نَرٰى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمْ الصُّعْقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ ترجمہ اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے تجھ پر جب تک ہم نہ دیکھ لیں اللہ کو ظاہر پس اس گستاخی پر آلیا تم کو بجلی کی کڑک نے اور تم دیکھ رہے تھے پھر ہم نے جلد اٹھایا تمہیں تمہارے مرجانے کے بعد کہ کہیں تم شکر گزار نہ بنو۔ وَ : اور : اِذْ : جب : قُلْتُمْ : تم نے کہا : يٰمُوسٰى : اے موسیٰ : لَنْ نُّؤْمِنَ : ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے : لَك : تیرے واسطے۔ تیرے لیے : حَتّٰى : یہاں تک کہ۔ حَتّٰى : نَرٰى : ہم دیکھیں : اللّٰه : اللہ کو جہرۃ ظاہر۔ سامنے : فَاَخَذَتْكُمْ : پس پکڑا تم کو : الصُّعْقَةُ : بجلی نے : وَ : اور : اَنْتُمْ : اترتم : تَنْظُرُوْنَ : دیکھتے تھے : ثُمَّ : پھر : بَعَثْنٰكُمْ : ہم نے تم کو زندہ کیا : مِنْۢ بَعْدِ : بعد سے۔ پیچھے : مَوْتِكُمْ : تمہاری موت کے : لَعَلَّكُمْ : تاکہ تم : تَشْكُرُوْنَ : شکر کرو۔ شکر گزار بنو : وَ اِذْ قُلْتُمْ : یہ معطوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ چھٹا انعام ہے۔ یہ مدینے پاک کے یہودیوں کو فرمایا جا رہا ہے۔ اے بنی اسرائیل اپنے اسلاف کے ان ستر افراد کے قول کو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں کوہ طور کو سالہ پرستی کے عز پر پیش کرنے کے لیے گئے

تھے۔ لیکن یہ ستر افراد کے غیر ہیں۔ جن کو فرعون کے غرق ہونے کے بعد تورات لینے کے لئے کوہ طور پر پہلی مرتبہ لے گئے تھے یٰمُوسٰی۔ موسیٰ۔ ندا مفرد ہے۔

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ۔ ہم تیری بات نہیں مانیں گے۔ ہم تیری تصدیق نہیں کریں گے۔ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللّٰهَ جَهْرَةً۔ نری۔ رؤیت سے مشتق

ہے۔ اس کا معنی ہے آنکھ سے دیکھنا۔ جَهْرَةً یہ مصدر ہے۔ حال کی جگہ میں اس کا معنی علانیہ یعنی واضح ہے۔ یا اس کا معنی عیاناً ہے ﴿روح البیان۔ قرطبی﴾ جَهْرَةً جہر کا لغوی مطلب ہے ظہور۔ اونچی آواز کو بھی جہر کہتے ہیں۔ امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جَهْرَةً کا معنی علانیہ نقل فرمایا ہے شیخ

نقال کہتے ہیں کہ جَهْرَةً کا معنی ظہور ہے۔ ﴿کبیر۔ طبری۔ درمنثور﴾ فَأَخَذَ تَكُمُ الصَّيْقَةَ۔ الصَّيْقَةُ۔ آسمانی آگ۔ آسمان سے نار ان پر گری تو یہ ستر ہزار

افراد مر گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ وَخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا ﴿سورة اعراف آیت ۱۴۳﴾ امام ابن جریر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے

روایت کی ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا یہ وہ ستر ہزار افراد تھے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے منتخب کر کے لے گئے تھے پس ان کی اس گستاخی پر سخت

کڑک نے انہیں آپکڑا اور وہ مر گئے پھر مرنے کے بعد انہیں زندہ کیا تا کہ اپنی عمروں کو پورا کر لیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی ہے

کہ فرماتے ہیں کہ قوم کو سزا دی گئی اللہ تعالیٰ نے بطور سزا انہیں موت دی پھر انہیں بقیہ عمریں پوری کرنے کے لیے زندہ فرمایا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام الطبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ نافع نے ان سے کہا کہ مجھے الصَّيْقَةُ کا معنی بتائیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا العذاب اور اس کی اصل موت ہے

﴿طبری۔ درمنثور﴾ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ ان کے اوپر تفسیر ہو چکی ہے۔ جب آسمانی آگ گری تو ترتیب وار ہلاک ہوئے۔ یہ آسمان سے آگ کو گرتا بھی دیکھ رہے تھے

اور اپنوں کو ہلاک ہوتا بھی دیکھ رہے تھے۔ اس لیے فرمایا کہ تم اس کو دیکھ رہے تھے۔ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ۔ پھر ہم نے تمہیں حیات دی۔ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ۔ اس

صاعقہ یعنی آسمانی آگ کے گرنے اور تمہارے مرنے کے بعد۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حیات اس لیے دی گئی کہ وہ اپنی بقایا زندگی اور رزق مکمل کر لیں

کیونکہ ان کی یہ موت وقت سے قبل تھی اور ان کے حق میں یہ موت ایسے تھی جیسے دوسروں کے لیے سکتہ طاری ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی میعاد پر مرتے تو پھر روزِ محشر تک نہ

اٹھتے ﴿طبری۔ قرطبی﴾ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ تاکہ تم شکر کرو تمہیں موت کے بعد حیات دی۔ ورنہ مر جاتے اور قیامت کے دن اٹھتے۔

وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰ وَالسَّلْوٰی ط کُلُّوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط وَمَا ظَلَمُوْا

نَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ O ۵۷ ترجمہ اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا ورنہ سلاوی اور من و سلاوی اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک و طیب چیزیں اور انہوں

نے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ اپنی ہی جانوں پر زیادتی کرتے تھے۔ وَ : اور : ظَلَّلْنَا : ہم نے سائبان کیا۔ ہم نے۔ بادل کا سایہ کیا : عَلَيْكُمْ : تمہارے اوپر :

الْغَمَامَ : بادل کو : وَ : اور : اَنْزَلْنَا : ہم نے اتارا : عَلَيْكُمْ : تمہارے اوپر : الْمَنَّٰ : من : وَ : اور : السَّلْوٰی : سلاوی : کُلُّوْا : کھاؤ :

مِنْ : سے : طَيِّبٰتِ : پاک چیزیں : مَا : جو کہ : رَزَقْنٰكُمْ : ہم نے تم کو روزی دی : وَ : اور : مَا : نہیں۔ نہ : ظَلَمُوْنَا : انہوں نے ہم پر ظلم

کیا : وَ : اور : لٰكِنْ : لیکن : كَانُوْا : وہ تھے : اَنْفُسَهُمْ : اپنی جانوں پر : يَظْلِمُوْنَ : ظلم کرتے۔ ظَلَّلْنَا۔ یہ ظل سے مشتق ہے۔ اس کا

مطلب ہے سایہ۔ سائبان۔ ظَلَّلْنَا۔ یہ جمع کا صیغہ ہے۔ یہ وہ بنی اسرائیل مراد ہیں جو مصر سے نکل کر ملک شام کی طرف جہاد کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھیجے تھے۔

پھر انکار کے سبب یہ تیرہ میں پھنسے رہے۔ الْغَمَامَ۔ سدا کہتے ہیں کہ الْغَمَامَ سفید بالوں کو کہتے ہیں۔ غَم سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے ڈھانچا۔ اللہ تعالیٰ نے

ان پر بادل کا سایہ کر دیا۔ غَمَامَ۔ اس کا واحد غمامۃ۔ جیسے سحابۃ اور سحاب آفخس سعید اور فراء نے کہا۔ غَمَامَ بھی صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہ

لیعان علی قلبی۔ میرے دل پر چھا جائے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں کو فرمایا کہ اس شہر کے جباروں سے جہاد کرو۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ بہت

طاقت ور ہیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ جب تک کہ وہ وہاں ہیں۔ آپ اور آپ کا رب دونوں ان سے جہاد کرو۔ ہم یہاں رہیں گے۔ اربعین سنہ۔ پھر یہ چالیس سال

پانچ یا چھ فرسخ میں بھٹکتے رہے۔ یہ دن کو سفر کرتے اور رات کو آرام کرتے تو جب صبح ہوتی تو وہیں کے وہیں ہوتے۔ یہ اسرائیلیوں پر مصر اور شام کے درمیان میدان صحراء کے

تیہ میں پیش ہوا تھا۔ ﴿قرطبی﴾ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس بادل سے بنی اسرائیل پر سایہ کیا گیا اس سے ٹھنڈا اور پاکیزہ بادل وہ ہوگا جس میں

قیامت کے روز رب العزت کا حکم آئے گا اور یہ بادل ہے بدر کے دن جس میں فرشتے اترے تھے اور یہ ابرتیہ میں ان کے ساتھ تھا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت وکیع بن حمید،

ابن جریر اور ابن حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ یہ ابر نہیں تھا جس میں روزِ محشر کے دن اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ یہ بادل صرف بنی اسرائیل کے لیے تھا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت

شیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ الغمام سے مراد سفید بادل ہے جس میں پانی نہ ہو ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کی ہے کہ یہ واقعہ صحراء میں پیش آیا

میں بادل کا سایہ کرنے کی طرف اشارہ ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کی ہے کہ یہ واقعہ صحراء میں پیش آیا

تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کی دھوپ سے بچانے کے لیے بادل کا سایہ کر دیا انہیں من و سلاوی کھلایا جب وہ صحراء کی طرف نکلے تھے۔ من ان پر برف اور بادلوں کی طرح گرتا تھا

اور وہ برف سے زیادہ سفید تھا اور طلوع فجر سے گرتا شروع ہوتا اور طلوع شمس تک باقی رہتا۔ ہر شخص اپنے اس دن کی خوراک اٹھالیتا تھا جو زیادہ اٹھا تھا وہ خراب ہو جاتا تھا اور اس

کے پاس نہیں رہتا تھا حتیٰ کہ جب چھان دن جمعہ کا ہوتا تو جمعہ اور ساتویں دن کی خوراک بھی لے لیتے تھے۔ وہ اضافی دن کی خوراک ان کے پاس باقی رہتی تھی تاکہ جب عید کا دن ہو

تو معیشت کی طلب کا معاملہ ان کی زندگی کو کد نہ کرے۔ یہ سب معاملات صحراء میں تھے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مِّنْ۔ مصدر ہے۔ من کے لغوی معنی ہیں احسان۔ یعنی یہ من ان

کو محنت کے علاوہ دیا گیا۔ ان اسرائیلیوں پر یہ احسان کیا گیا من کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ ترجمین، میٹھی گوند، شہد، میٹھی شراب، باریک روٹی حکماء من الذی انزل علی بنی اسرائیل وماءها شفاء للعالمین ﴿بخاری﴾ وفی روایۃ من المن الذی انزل اللہ موسیٰ۔ اسی اس من میں سے ہے جو رب اعزت نے بنی اسرائیل پر نازل کی۔ کھسی کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔ اور یہ کھسی کا پانی آنکھ کی گرمی کو دفع کرنے کے لیے اور آنکھ کی ٹھنڈک کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ سلویٰ۔ سلویٰ کے متعلق اختلاف ہے۔ بیڑ، پرندہ، سلویٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تسلی ہوتی ہے۔ جیسے عین السلوان۔

کُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔ کُلُوا کھاؤ۔ اس کا واحد اکل ہے۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گوشت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں گوشت سے کم چیز کھلاؤں گا جو زمین میں معلوم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک ہوا چلائی جس نے ان کے گھروں کے پاس سلوی یعنی بئیر بکھیر دیا اور ایک میل چوڑائی میں اور بلندی میں نیزہ کی مقدار تھا پس انہوں نے دوسرے دن کے لئے جمع کیا تو گوشت بدبودار ہو گیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ قتادہ فرماتے ہیں سلوی سرخ پرندہ تھا جنوبی ہوا اسے جمع کرتی تھی ایک آدمی کی مقدار ذبح کرتا تھا جتنی اسے اس دن ضرورت ہوتی تھی اگر وہ اس سے زائد ذبح کرتا تو وہ خراب ہو جاتا تھا اور وہ باقی نہیں رہتا تھا حتیٰ کہ جب چھٹے دن جمع کا ہوتا تو وہ چھٹے اور ساتویں دن کا کھانا جمع کر لیتے تھے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ طَيِّبَاتٍ۔ اس کا واحد طَيِّبَةٌ ہے۔ اس کا معنی حلال اور پاک ہے۔ رَزَقْنَاكُمْ۔ تم روزانہ کھاؤ یہ تمہارے لیے حلال ہے۔ یہ بئیر محنت کے آپ کو عطا فرمایا گیا ہے پس تم پر احسان ہے۔ اس کی قدر کرو۔ ان پر کھانے کے لیے طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ایک صاع مَن اُترتا تھا۔ یہ برف کی طرح ترنجبین تھا ﴿کبیر﴾۔ ان لوگوں نے بے صبری سے ان کو جمع کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا روک لیا اور ان کا کھانا خراب ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا کبھی بھی خراب نہ ہوتا اور گوشت کبھی بھی بدبو دار نہ ہوتا اور اگر حوانہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے کبھی بھی خیانت نہ کرتی ﴿بخاری﴾ وَمَا ظَلَمُونَا۔ یہ ظلم سے ماخوذ ہے۔ بنی اسرائیل نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے جو ان کا کھانا روک دیا گیا۔ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ بلکہ بنی اسرائیل اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے کھانا جمع کیا ہے۔ یہ تمام واقعات مقام تہ کے ہیں۔ ابن عباس وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ قَالَ يَصْرُونَ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ يَظْلِمُونَ۔ کا معنی ہے يَصْرُونَ۔ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے تھے ﴿طبری۔ درمنثور﴾

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فكلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ آیت ۵۸ ترجمہ اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ پھر اس میں سے جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں معاف فرما دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔ وَ : اور : اِذْ جب : قُلْنَا : ہم نے فرمایا : اَدْخُلُوا : تم داخل ہو : هَذِهِ : اس-یہ : الْقَرْيَةَ : بستی-گاؤں : فَكُلُوا : پس کھاؤ : مِنْهَا : اس سے : حَيْثُ : جہاں : شِئْتُمْ : تم چاہو : رَغَدًا : بے روک ٹوک-مرضی سے-بافراغت : وَ : اور : اَدْخُلُوا : تم داخل ہو : الْبَاب : دروازہ : سُجَّدًا : سجدہ کرتے ہوئے : وَ : اور : قُولُوا : کہو : حِطَّةً : معاف کر دے بخش دے : نَغْفِرْ : ہم معاف کر دیں گے-بخش دیں گے : لَكُمْ : تمہیں-آپ کو : خَطِيئَتَكُمْ : آپ کی غلطیاں-تمہاری خطائیں : وَ : اور : سَنَزِيدُ : عنقریب بہت دیں گے : الْمُحْسِنِينَ : نیکی کرنے والوں کو۔

وَاذْقُلْنَا - اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بستی کا داخلہ مباح کر دیا اور جنگل تیکہ وحشت دور کر دی۔ مدینہ کے یہودیوں کو بتایا جا رہا ہے یاد کرو جب تمہارے اباؤ اجداد کو تیرے نجات دی۔ اور فرمایا اذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ - قَرْيَةً. قریٰ سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے۔ جمع ہونا۔ اس بستی میں داخل ہو جاؤ۔ بیت المقدس کو قریہ سے تعبیر فرمایا۔ شہر کو قریہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اجتماع ہوتا ہے۔ قتادہ فی قوله اذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ قال ببیت المقدس ﴿طبری﴾ قتادہ سے روایت ہے کہ هذه الْقَرْيَةُ سے مراد بیت المقدس ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿عن سدی﴾ وَاذْقُلْنَا اذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ - اما الْقَرْيَةُ فبیت المقدس ﴿طبری﴾ ترجمہ سدی کہتے ہیں قَرْيَةُ بیت المقدس تھی۔ عن ربیع وَاذْقُلْنَا اذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ یعنی بیت المقدس ﴿طبری﴾ ربیع کہتے ہیں کہ یعنی یہ بستی بیت المقدس تھی۔ وحدثنی یونس قال اخبرنا ابن وهب قال سألته یعنی ابن زید عن قوله وَاذْقُلْنَا اذْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا قال می اُرْبِحَا وهی قریة من بیت المقدس ﴿طبری﴾ اور حدیث مجھے بتائی یونس نے اس نے کہا ہم کو خبر دی وہب نے یعنی اس نے سوال کیا اس بستی کے متعلق ابن زید سے اس نے کہا یہ بستی اریحا بیت المقدس میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ هذه الْقَرْيَةُ سے مراد مقام اریحا ہے اس قریہ میں جابر لوگ رہائش پزیر تھے ﴿خازن﴾ اس بستی کے متعلق اختلاف ہے۔ ابن زید نے کہا بیت المقدس میں سے اریحا ہے۔ عمر بن شیبہ کہتے ہیں یہ بستی بادشاہوں کی رہائش گاہ تھی

﴿المحرر الوجيز﴾ ابن کسان کہتے ہیں ملک شام کا شہر ہے۔ ضحاک کہتے ہیں الرملہ، اردن، فلسطین اور تدمر ہے ﴿قرطبی﴾ جو یہ کہتے ہیں کہ اس بستی کا نام اریحا ہے۔ اس بستی کے سات دروازے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس دروازہ سے چاہو اندر داخل ہو جاؤ۔ جو کہتے ہیں کہ یہ بستی بیت المقدس تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا حطر دروازہ سے شہر بیت المقدس میں

داخل ہو جاؤ۔ فَكُلُوا مِنْهَا۔ یہ امر اباحت کے لیے ہے۔ اس بستی کی جو اشیاء ہیں استعمال کرو جتنا چاہو کھاؤ کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ حَبِثْتُ شَيْئًا۔ اس بستی میں تیرے کی طرح پابندی نہیں ہوگی اور نہ ہی تیری طرح قید خانہ ہوگا۔ اس کے متعلق ابن جریر فرماتے ہیں۔ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ یعنی بذلک فكلوا من هذه القرية حيث شئتم عيشا هنيئاً واسعاً بغیر حساب۔ ﴿طبری﴾ رَغَدًا۔ رَغَدًا کا معنی ہے واسع۔ زیادہ۔ کثیر۔ تمہارا رزق زیادہ کر دیا ہے۔ یہ مصدر محضوف کی صفت ہے۔ یا پھر یہ حال ہو۔ اس کا معنی ہوگا یہ زمین زیادہ اناج اگانے والی اور برکت والی ہے۔ وَأَدْخُلُوا الْبَابَ۔ داخل اس کا معنی ہے اندر۔ باب کی جمع ابواب ہے۔ اس کا معنی ہے دروازہ۔ باب کی جمع البوابة بھی ہے۔ اس دروازہ سے مراد بیت المقدس کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بنی اسرائیل تم اس بستی کے دروازہ سے اندر داخل ہونا۔ يَقُومُ اَدْخُلُوا اِلَّا رُضَ الْمُقَدَّسَةِ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْدُوا عَلَىٰ اَذْبَانِ رُكْمٍ فَتَقْلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿پ ۶﴾ سورة المائدہ آیت ۲۱ ﴿اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے اور پیچھے واپس نہ آؤ کہ نقصان پر واپس آؤ گے۔ دوسری آیت ہے اَدْخُلُوا اِلَّا رُضَ الْمُقَدَّسَةِ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ترجمہ داخل ہو اس پاک زمین میں جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ۔ وَأَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اما الباب الذي امر وان يدخلوا فانه قيل هو باب الحطة من بيت المقدس۔ عن سدي وَأَدْخُلُوا الْبَابَ اما الباب من ابواب بيت المقدس ﴿طبری﴾ سدی کہتے ہیں کہ وَأَدْخُلُوا الْبَابَ سے مراد بیت المقدس کا دروازہ ہے۔ عن ابن عباس قوله وَأَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا فانه احد ابواب بيت المقدس وهو يدعى باب حطة۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کو بنوایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہ مسجد نہیں تھی اس مسجد کا دروازہ ط نہیں ہو سکتا۔ سُجَّدًا۔ اس کا لغوی معنی ہے جھکنا اور شرعی مطلب ہے پیشانی زمین پر رکھنا۔ فان ابن عباس کان ینتا وله بمعنی الركوع ﴿طبری﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس سُجَّدًا کا معنی ہے رکوع کی حالت میں دروازہ سے داخل ہونا۔ یعنی جھک کر دروازہ سے داخل ہونا یہی ادب ہے۔ عن ابن عباس فی قوله وَأَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا قال رکعاً من باب صغير ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم تک دروازے سے داخل ہو رکوع کی حالت میں اور کہو ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے عاجزی و انکساری سے اس دروازہ سے داخل ہونا۔ وَقُولُوا احِطَّةً۔ اور کہو حِطَّةً۔ اس کا معنی ہے گرا دینا۔ زختری کہتے ہیں کہ۔ حِطَّةً فِعْلَةً من الحط کا لجلسة والركبة وهي خبر مبتداء محذوف ای مسألتنا حطة وامرك حطة والاصل النصب بمعنی حط عنا ذنوب بنا حطة وانما رفعت لتعطى معنی الثبات كقوله صبر جميل فكلانا مبتلى والاصل صبرا على اصبر صبرا وقرا ابن ابی عبلة بالنصب على الاصل وقيل معناه امرنا حطة ای ان نحط فی هذه القرية ونستقر فيها ﴿كشاف بیروت﴾ حِطَّةً فِعْلَةً کے وزن پر حط سے ہے جیسے جلسة، ركبة یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے مسألتنا حطة ﴿ہمارا سوال گناہوں کا اسقط ہے﴾ یہ تیرا حکم، حطة ہے اصلاً اس پر نصب ہے معنی ہوگا۔ حط عنا ذنوب بنا ﴿ہمارے گناہوں کو ہم سے خوب ساقط فرمادے﴾ رفع معنی ثبات پیدا کرنے کے لیے لایا گیا ہے جیسے صبر جميل فكلانا مبتلى اصل میں صبراً تھا یعنی اصبر صبراً۔ امام ابن ابی عمیر نے نصب ہی پڑھا ہے ﴿كشاف بیروت﴾ اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ سے خضوع کی حالت میں زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ استغفار اور سر کو جھکا کر داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ سرینوں کے بل داخل ہوئے اور استہزاء حطة کی جگہ حنطة کہا پس فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ۔ سے یہی مراد ہے۔ ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ تھا جس میں انہیں داخل ہونے کا حکم فرمایا گیا اس دروازہ کو باب طہ کہا جاتا ہے۔ ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ انہیں کہا گیا کہ تم سروں کو جھکائے ہوئے داخل ہو اور حطة کہو انہوں نے کہا حنطة حبة حمراء فيها شعيرة سَوْدَاء۔ اس تبدیلی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ میں فرمایا ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہطی سمعنا اذ به مزباً ﴿یہ عبرانی زبان کے الفاظ ہیں عربی میں اس کا معنی ہے۔ حَبَّةٌ حَنْطَةٍ حَمْرَاءُ مَقْقُوبَةٌ فِيْهَا شَعِيرَةٌ سَوْدَاء۔ یعنی گندم کا سرخ دانہ ہو جو چھیدا ہوا ہو اور اس میں سیاہ جو رکھا ہوا ہو ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حَنطَةٍ کو اردو میں سرخ گندم کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ انہیں فرمایا گیا اپنے سروں کو جھکاؤ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ قبلہ کی جانب تھا ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿مجاہد فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ حط تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ اور حطہ کہو ان کے لیے دروازہ چھوٹا کر دیا گیا تھا تاکہ سر جھکا کر گزریں پھر جب انہوں نے سجدہ کیا تو کہا حنطہ یعنی سرخ گندم ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿ابن شیبہ نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں اس امت میں ہماری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے اور بنی اسرائیل میں حطہ کے کتب کی طرح ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے رات کا آخری وقت آ گیا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا جسے ذات الحطل نامی گھاٹی کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اس گھاٹی کی مثال بھی بنی اسرائیل کے اس دروازہ جیسی ہے جہاں انہیں سجدہ کرتے ہوئے اور

حطہ کہتے ہوئے داخل ہونے کو کہا گیا تھا اور ان کے گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ نَغْفِرْ لَّكُمْ۔ نَغْفِرْ غَفْرًا مَّخُوزًا۔ اس کا معنی ہے چھپانا۔ یہاں نَغْفِرْ سے مراد بخشا ہے۔ خَطِيئَتُكُمْ خَطَايَا۔ خَطِيئَةُ کی جمع ہے۔ خطا۔ غلطی۔ وَسَنَنْزِلُ الْمُحْسِنِينَ۔ مُحْسِنِينَ۔ احسان سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے نیکیاں کرنے والا۔ مُحْسِنِينَ احسن سے اسم فاعل ہے محسن وہ ہوتا ہے جس کا توحید کا عقیدہ صحیح ہو اور اپنے آپ کو چلانے میں خوب صورت ہو اور اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو مسلمانوں سے اپنے شر کو روکے رکھے۔ حدیث جبرائیل میں ہے۔ احسان کیا ہے؟ فرمایا تو اللہ کی عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جبرائیل نے کہا آپ نے سچ فرمایا ﴿مسلم﴾ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۲۶﴾ ترجمہ بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت وَسَنَنْزِلُ الْمُحْسِنِينَ کے متعلق فرمایا جو تم سے پہلے محسن تھا اس کے احسان میں اضافہ کیا جائے گا اور جو خطا کار ہوگا ہم۔

کریں۔ گے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رَجْرًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۵۹۰ ترجمہ پس بدل دیا ان ظالموں نے اور بات سے جو کہا گیا تھا انہیں تو ہم نے اتارا ان تم پیشہ لوگوں کو عذاب آسمان سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمان تھے۔

ف: پس۔ پھر: بَدَّلَ: بدل دیا۔ بَدَّلَ اِلَّا: الَّذِينَ: جن لوگوں نے: ظَلَمُوا: ظلم کیا: قَوْلًا: بات: غَيْرَ: دوسری۔ اس کے علاوہ: الَّذِي: جو: قِيلَ: کہی گئی تھی: لَهُمْ: ان کو۔ انہیں۔ ان کے لیے: فَأَنْزَلْنَا: پس ہم نے اتارا: عَلَى: اوپر۔ پر: الَّذِينَ: جن لوگوں نے: ظَلَمُوا: ظلم کیا: رَجْرًا: عذاب: مِنْ: سے: السَّمَاءِ: آسمان: بِمَا: بسبب اس کے۔ کیونکہ: كَانُوا: وہ تھے يَفْسُقُونَ: فتن کرتے تھے۔ نافرمانی کرتے تھے۔

فَبَدَّلَ - بَدَّلَ - یہ تبدیل سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے بدل دینا۔ اسرائیلیوں نے حطہ کو حنطہ سے بدل دیا۔ ابن درید نے کہا ہے۔ واحد بدیل ہے اور البدیل کا معنی بدل ہے۔ بَدَّلَ الشَّيْءَ غَيْرَهُ کسی چیز کو دوسری چیز میں بدل دینا۔ یہودیوں نے تورات کو بدل دیا اور نصاریٰ نے انجیل کو بدل دیا اگر کوئی دین اسلام کو بدلے گا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا اس کو لوگ دیکھیں گے۔ الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ کسی رسول اور نبی کے قول و فعل کو نہ ماننا کفر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم فرمایا ہے۔ کیونکہ انہوں نے حطہ کو حنطہ سے بدل دیا اور وہ ظالم کہلائے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پچھڑے کی پونجا کی تھی۔ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ۔ اسرائیلیوں نے نبی کا فرمایا ہوا کلام ہی بدل دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غیر کا لفظ فرمایا ہے۔ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ ظَلَمُوا سے معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے قول کو بدلا ان لوگوں پر عذاب الہی نازل ہوا باقی لوگ اس عذاب سے محفوظ رہے۔ رَجْرًا۔ رجز سے اللہ تعالیٰ کا عذاب وغضب ہے۔ ان کو طاعون کی بیماری کا عذاب ہوا۔ ان کے ستر ہزار آدمی مر گئے۔ حضرت العالیہ یہ روایت کی ہے کہ الرجز سے مراد غضب ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کتاب اللہ میں جہاں رَجْر استعمال ہوا ہے اس سے مراد عذاب ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ طاعون رجز ہے اور اس عذاب کا بقیہ ہے جو تم سے پہلے لوگوں کو دیا گیا۔ جب طاعون کسی علاقہ میں ہو اور تم بھی وہاں ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب تمہیں خبر پہنچے کہ کسی دوسرے علاقہ میں یہ ہے تو اس علاقہ میں نہ جاؤ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ یعنی یفسقہم۔ الفسق کا مطلب ہے نکلنا۔ ابن وثاب اور نخعی نے سین کے زیر یعنی کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے ﴿قرطبی﴾ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے جس آسمان سے ان کو من و سلویٰ دیا اسی آسمان سے ان پر عذاب نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر کو عذاب سے محفوظ رکھے۔

بنی اسرائیل کا معاملہ سے جہاد

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر ہی میں تھے کہ آپ نے تمام بنی اسرائیل کو حکم فرمایا ملک شام کی جانب جانا ہے اور ایک ظالم اور جابر قوم عمالیق نے قبضہ کیا ہوا ہے وہاں جا کر ان سے جہاد کرو۔ اور اپنے ملک شام کو ان سے آزاد کر کے آپ نے وہیں رہائش پزیر ہونا ہے۔ بنی اسرائیل کا اصل ملک شام تھا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر میں آکر رہائش پزیر ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر جب مصر اور شام کے درمیان سخت اور گرم میدان تیہ میں پہنچے۔ تیہ کا معنی ہے حیرانی۔ تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ ان عمالیق سے لڑو۔ انہوں نے عمالیقیوں کی طاقت و ہمت سن کر جہاد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ آپ لڑو اور آپ کا اللہ ان جابروں سے لڑے ہم ان سے نہیں لڑتے۔ یہ وہی بنی اسرائیل تھے جنہوں نے پچھڑے کو پونجا تھا۔ رب العزت نے ان کو اسی میدان تیہ میں جو پانچ چھ فرسخ یعنی بارہ کوس میں تھا چالیس سال ٹھہرا کر سزا دی اور یہ باہر نہ نکل سکے۔ انہوں نے گھر واپس جانے کی بہت کوشش کی مگر وہیں سرگرداں رہے۔ اس میدان تیہ میں کوئی کھانے پینے اور رہائش کے لیے اور کوئی اشیاء سایہ دینے کے لیے نہیں تھے۔ ان

لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کے متعلق عرض کی۔ آپ نے دعا کی تو پھر ان کے اوپر ہلکے سفید ابر نے سایہ کیا۔ اور رات کو نوری ستون ان کو روشنی دینا اور صبح کو ایک میٹھا من آسمان برستا اور ہر ایک شخص کو تقریباً چار سیر ملتا۔ بروز جمعہ کو دگنہ برستا اور ہفتہ کو ناغہ ہوتا۔ اور یہ بنی اسرائیلی میٹھا کھا کر تنگ ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں ہم کو نمکین کھانے کو دے۔ تو پھر عصر کے بعد کباب دیا گیا یعنی سلوی اتارا گیا۔ اور آپ پتھر پر عصا مار تے تو پانی جاری ہوتا اور یہ پیتے۔

حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال۔ عمر بن میمون سے روایت ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات وادی تہ میں ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ یوشع کا نسب نما۔ یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔ اس کے بعد حضرت یوشع بن نون اور جو بنی اسرائیل بچے تھے انہوں نے بیت المقدس کے نزدیک اریحا میں قوم عمالقمہ سے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کو فتح عطا فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم بیت المقدس کے دروازہ سے سر کو جھکا کر اور زبان سے یہ دعا مانگی ہے یا اللہ ہم بخش دے میں آپ کو بخش دوں گا۔ لیکن یہ لوگ اللہ کے اس فرمان کے برعکس سرین کے بل گھسٹتے ہوئے اور زبان سے گندم مانگتے ہوئے داخل ہوئے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کا عذاب بھیجا اور بنی اسرائیلیوں کے پڑے لوگ ستر ہزار ہلاک ہو گئے اور ان کی اولاد زندہ بچ گئی۔ ﴿البداہ والنہایہ۔ قرطبی۔ تاریخ طبری﴾

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْآرُضِ مَفْسِدِينَ ۚ ۱۰۵ ترجمہ اور ﴿یاد کرو﴾ جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مار دو فوراً اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر گروہ نے اپنے پینے کی جگہ کو پہچان لیا کھاؤ اور پیو اللہ کا دیا اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ و : اور : إذ : جب : استسقی : پانی مانگا : موسیٰ : موسیٰ نے : لِقَوْمِهِ : اپنی قوم کے لیے : فَقُلْنَا : پس ہم نے فرمایا : اضْرِبْ : تومار : بَعَصَاكَ : اپنا عصا کے ساتھ : الْحَجَرَ : پتھر : فَانْفَجَرَتْ : پس بہ نکلے۔ جاری ہو گئے۔ مِنْهُ : ان میں سے : اثْنَتَا : دو : عَشْرَةَ : دس : عَيْنًا : چشمے : قَدْ : تحقق : عَلِمَ : جانا : كُلُّ : ہر : أُنَاسٍ : شخص نے : مَّشْرَبَهُمْ : پینے کی جگہ : كُلُوا : کھاؤ : و : اور : اشْرَبُوا : تم پیو : مِنْ : سے : رِزْقِ : اللہ : رِزْقِ : اللہ : و : اور : لَا : مت : تَعْتُوا : پھرو : فِي : میں : مَفْسِدِينَ : زمین : مَفْسِدِينَ : فساد کرتے ہوئے۔ - وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ - اسْتَسْقَىٰ - سقی سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے مطلق سیرابی۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو پیاس لگی میدان تہ میں تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا۔ یہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے نزدیک رہنے والے یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر کو اپنا احسان جتا رہا ہے کہ تمہارے اباؤ اجداد کو جب پیاس لگی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا۔ فَقُلْنَا۔ پس ہم نے وحی کے واسطے سے فرمایا۔ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ تو ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اس عصا کو پتھر پر اپنا مارو۔ تو اس سے پانی جاری ہوگا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر پر اپنا عصا مارا تو پانی جاری ہو گیا۔ عَصَا۔ یہ اسم مقصورہ مؤنث ہے اس کا الف واؤ کا بدل ہے۔ عصا کی جمع عصی و عسی یہ فعل کا وزن ہے عین کو مابعد کسرہ کی وجہ سے کسرہ دیا گیا اور اس کی جمع انھیں بھی آتی ہے۔ یہ عصا جنت کے درخت آس، مورد سے بنا ہوا تھا جس کی لمبائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے دس ہاتھ تھی اس کے سرے پر دو شاخیں تھیں جو اندھیرے میں روشن ہو جاتیں تھیں اس عصا کا نام علیق یا بعتہ تھا۔ یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے ساتھ لایا تھا اسی طرح ہر انبیاء سے ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا آپ نے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت فرمایا۔ الْحَجَرَ۔ اس کا لام جنسی ہے۔ مخصوص حجر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پتھر پر عصا مارنے سے پانی جاری ہوتا تھا۔ کسی اور چیز پر عصا مارنے سے پانی جاری نہیں ہوتا تھا۔ حجر۔ پتھر یعنی اس پتھر کے متعلق اختلاف ہے۔ جو میں لکھ رہا ہوں اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یہ پتھر مربع شکل میں تھا چاروں جانب سے پانی کے چشمے بہتے تھے۔ جب آپ اس پر عصا مار تے تو اس سے چشمے جاری ہو جاتے۔ جب اس پر عصا نہ مارتے تو اس سے پانی جاری نہ ہوتا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر پر اپنا عصا مارا تو پانی جاری ہو گیا۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ تو اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ ایک ایک چشمہ بہتا ہوا انہروں کی شکل بن کر ہر قبیلہ کے پاس پہنچتا اور وہ چھ ہزار افراد تھے اور لشکر بارہ میل تک پہنچا ہوا تھا ﴿روح البیان﴾ فَانْفَجَرَتْ۔ اور انبجست دونوں کا معنی جاری ہونا ہے۔ ہروی فرماتے ہیں کہ

انبجس، تَجَبَس، تَفَجَر تَفَنان سب کا ایک ہی معنی ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ انبجست کا معنی رستا ہے۔ انفجار فجر سے ماخوذ ہے

﴿قرطبی۔ خازن﴾ جو پیر سے روایت ہے کہ ان سے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر ڈالتے تھے اور ہر قبیلہ کا ایک آدمی لکھتا ہوا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر عصا مار تے تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے پھر ہر چشمہ ایک آدمی کی طرف جاری ہوتا تو وہ آدمی اس چشمہ کی طرف اپنے قبیلہ کو پلاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پانی تہ کے صحراء میں اپنی قوم کے لیے مانگا تھا حضرت

روایت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے پتھر پر عصا مارا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر قبیلہ کے لئے علیحدہ چشمہ تھا جس سے وہ پانی پیتے تھے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت قتادہ سے ہے کہ یہ پانی کا مطالبہ صحراء میں کیا گیا تھا جب کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ پیاسے مرجائیں گے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پانی کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا عصا پتھر پر مارنے کا حکم دیا وہ پتھر طور پہاڑ کا تھا جو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر لائے تھے حتیٰ کہ جب وہ کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر عصا مارتے پس اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے ہر گروہ اپنا مشروب جان لیتا اور ہر معین چشمہ سے مستفید ہوتا تھا۔ کُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا اَبْوَالِیْہِ اور قتادہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وَلَا تَعْتُوا کا معنی ہے وَلَا تَسْعُوا یعنی فساد کی کوشش نہ کرو ﴿طبری۔ درمنثور﴾ عیث سخت فساد کو کہتے ہیں ﴿قرطبی۔ خازن﴾ فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْن۔ مُفْسِدِیْن۔ فسادی۔ یہ حال ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا

عن انس بن مالک قال نودی بالصلوة فقام کل قریب الدار من المسجد وبقي من کان اہلہ نائی الدار فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمخضب من حجارة فصغر ان یبسط اکفہ فیہ قال فضم اصابعہ قال فوضا بقیبتہم قال حمید و سنن انس کم کانوا قال ثمانین او زیادة ﴿مسند احمد۔ بخاری۔ ابن حبان﴾ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نماز کے لئے اذان ہوئی مسجد کے قریب جتنے لوگوں کے گھر تھے وہ سب آگئے اور دروازے نہ آسکے نبی ﷺ کے پاس پتھر کا ایک پیالہ لایا گیا جس میں آپ ﷺ کی ہتھیلی بھی مشکل سے کھلتی تھی نبی ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ لیا اور اس میں سے اتنا پانی نکالا کہ سب نے وضو کر لیا کسی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ اسی یا کچھ زیادہ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے پانی نہ پایا تو ایک چھوٹا سا پتھر کا پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا میں نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں سے نکل رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے آؤ یا کیزہ پانی کی طرف ﴿بخاری﴾ اعمش نے کہا مجھے سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا فرمایا میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اس وقت تم کتنے لوگ تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پندرہ سو ﴿نسائی﴾ عن انس ابن مالک قال رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحان صلاة العصر فالتمس الناس الوضوء فلم يجدوا فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوضوء فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الاناء بده وامر الناس ان يتوضؤوا وامنه قال فرایت الماء ينبع من تحت اصبعہ حتی توضؤوا امن عند آخر ہم ﴿بخاری۔ کتاب الوضوء﴾ ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور نماز کا وقت آن پہنچا تھا لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی نہ ملا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ﴿تھوڑا سا﴾ وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا اس میں سے وضو شروع کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں کے نیچے سے بہ رہا تھا یہاں تک کہ سب نے وضو کیا آخر والے آدمی نے بھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق میں آپ کو کچھ عرض کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب یوں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نضر الانصاری نجاری خزرجی ابن عدی بن نجار والدہ کا نام ام سلمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس سال کے تھے کہ والدہ ہادی عالم ﷺ کی خدمت میں چھوڑ گئیں اس طرح پورے دس برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کبھی دریافت نہیں کیا یہ کام تو نے کیوں نہیں کیا؟ یا کیوں نہ کیا؟ بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دانا اور پڑھا لکھا نوجوان ہے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے سے اس میں زہد و تقویٰ کے اوصاف پیدا ہو گئے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جس کی نماز ام سلمہ کے بیٹے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ ہو کثیر الروایت صحابہ میں آپ کا تیسرا درجہ ہے آپ کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ بصرہ چلے گئے تھے سنہ ۹۰ یا سنہ ۹۱ھ میں وہیں وفات پائی بصرہ میں فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے اس موقع پر ایک آدمی نے کہا آج نصف علم رخصت ہو گیا ہے۔

استسقاء کی نماز

اخبرنا مالک اخبرنا عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انه سمع عباد ابن تمیم المازی یقول سمعت عبد اللہ بن زید المازنی یقول خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المصلی فاستسقی وحول ردآئہ حین استقبل القبلة ﴿موطا امام محمد﴾ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ہے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ انہوں نے عباد بن تمیم مازی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سنا کہ عبداللہ بن زید مازی فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نماز استسقاء کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء ادا کی جب قبلہ کی طرف رخ کیا تو اپنی چادر کو اتارنا۔ قال محمد اما ابو حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ فکان لا یرى فی الاستسقاء صلوة واما فی قولنا فان الامام یصلی بالناس رکعتین ثم یدعوا ویحول رداہ فیجعل الایمن علی الایسر والایسر علی الایمن ولا یفعل ذلک حد الا الامام ترجمہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز نہیں ﴿صرف دعا ہے﴾ اگر ہمارے نزدیک امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا کرے اور اپنی چادر کو اس طرح اٹکے کہ اس کا دایاں پلہ بائیں پر اور بائیں پلہ دائیں پر ہو جائے اور امام کے سوا کوئی اور چادر نہ اٹکے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يُمُوسَىٰ لَنْ نُّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِصَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلَهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدُونَ الَّذِينَ هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَهْبَطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ ۖ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ ۖ وَبَاءَ وَبَغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ۚ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّاتِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝

ع ۲۱ ترجمہ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گہیوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی خواصری اور ناداری اور اللہ کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔

وَ : اور : اِذْ : جب : قُلْتُمْ : تم نے کہا : یُمُوسَى : اے موسیٰ : لَنْ : ہرگز نہ : نُّصْبِرَ : ہم صبر کریں گے : عَلَىٰ : اوپر : پر : طَعَامٍ : کھانے : وَاحِدٍ : ایک : فَادْعُ : پس تو مانگ : لَنَا : ہمارے واسطے : رَبَّكَ : اپنے رب سے : يُخْرِجْ : نکالے : لَنَا : ہمارے لیے : مِمَّا : اس چیز سے : تُنْبِتُ : اگاتی ہے : الْأَرْضُ : زمین : مِنْ : سے : بَقْلِهَا : ساگ : وَ : اور : قِصَّائِهَا : اس سے ککڑی : وَ : اور : فُومِهَا : گندم : گہیوں : وَعَدَسِهَا : اس کے مسور : وَ : اور : وَبَصِلَهَا : پیاز : قَالَ : بھا : أَتَسْتَبْدُونَ : کیا تم بدلے ہو : الَّذِينَ : جو : هُوَ : وہ : أَدْنَىٰ : گھٹیا : بِالَّذِي : جو اس سے : هُوَ : وہ : خَيْرٌ : بہتر : أَهْبَطُوا : تم اترو : مِصْرًا : کسی شہر میں : بَسَّ : تحقیق : فَإِنَّ : پس تحقیق : لَكُمْ : تمہارے واسطے ہے : مَّا سَأَلْتُمْ : وہ جو تم نے مانگا : وَ : اور : ضُرِبَتْ : ماری گئی : عَلَيْهِمُ : ان کے اوپر : ان پر : الذَّلَّةُ : ذلت : خواری : وَ : اور : الْمُسْكَنَةُ : فقری : وَ : اور : بَاءَ : پھرائے : وَابَسَ : واپس آگئے : بَغَضَبٍ : غصے کے ساتھ : مِنَ : سے : اللَّهِ : اللہ : ذَلِكَ : یہ : بِأَنَّهُمْ : اس لیے ہے کہ : كَانُوا : تھے : يَكْفُرُونَ : انکار کرتے : کفر کرتے : بِآيَاتِ : نشانیوں کا : آیتوں کا : اللَّهِ : اللہ : وَ : اور : يَقْتُلُونَ : مار ڈالتے تھے : النَّبِيَّاتِ : نبیوں کو : انبیاء کو : بِغَيْرِ : بغیر : الْحَقِّ : حق : ذَلِكَ : یہ : بِمَا : اس لیے : عَصَوْا : انہوں نے نافرمانی کی : انکار کیا : وَ : اور : كَانُوا : تھے : حد سے : يَعْتَدُونَ : تجاوز کر جاتے : نکل جاتے : وَإِذْ قُلْتُمْ : اللہ

تعالیٰ

نے اپنے محبوب ﷺ کو فرما رہا ہے کہ اے میرے رسول ﷺ ان بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودیوں اسرائیلیوں کو فرما دو کہ اپنے اباؤ و اجداد کا واقعہ میدان تیر کا یاد کرو۔ من وسلویٰ کا کھانا، بادل کا سایہ کرنا اور پھر سے پانی کا نکلتا جو آپ کے اباؤ و اجداد کے لیے میں نے نعمتیں عطا فرمائیں تھیں۔ میرا احسان یاد کرو۔ قُلْ - واحد مزرک امر حاضر معروف ہے۔ یہ اصل میں اَقْلُولُ تھا واد کو پیش یعنی ضمہ نقل کرنے کے لیے بعد واد کو گرا دیا اَقْلُ بن گیا اب فاکلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمز وصل کی ضرورت نہ رہی اس کو بھی حرف کر دیا قُلْ بن گیا۔ تُمْ یہ ماضی کا جمع کا صیغہ ہے یعنی ت ماضی واحد مزرک۔ تو ایک تھا۔ تُمْ ماضی شنیہ۔ تم دونوں تھے۔ یُمُوسَى لَنْ نُّصْبِرَ۔ لَنْ یہ مستقبل کا معنی دیتا ہے۔ ہمارے پاس اتنی ہمت ہے کہ ہم صبر کر سکیں مگر کریں گے نہیں۔ یہ کہنا بھی بے ادبی ہے۔ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ۔ طعام وہ ہے جو غزاکے لیے استعمال ہو۔ اس طعام سے مراد من وسلویٰ ہے۔ انہوں نے دوسرا کھانا مانگا اور اس من وسلویٰ کی ناپسندگی کی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بے فرمانی ہے۔ طَعَامٍ

وَاحِدٍ۔ طعام طعام سے ماخوذ ہے۔ کھانا۔ اس کا معنی ہے ایک طعام ایک کھانا کیونکہ واحد کے معنی ایک کے ہیں۔ مگر کھانے دو ہیں ایک من اور دوسرا وسلویٰ۔ اس کے کئی جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ کہ عربوں کی عادت ہے کہ دو چیزوں کو ایک کہتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ من اور وسلویٰ کو آپس میں ملا کر کھاتے تھے اسی لیے طعام کو واحد فرمایا۔ ابن زید کان کان طعام بنی اسرائیل فی التبیہ واحدا۔ ابن زید کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر طعام میدان تیر میں ایک اتر تھا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ طعام واحد سے مراد من وسلویٰ ہے۔ ان کے بدلے انہوں نے سبزیں طلب کیں اور دوسری چیزیں جن کا بیان آیت مبارکہ میں ہے۔ طعام کا اطلاق تمام کھانے اور پینے اشیاء پر ہے۔ مثلاً وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي ﴿سورۃ المائدہ آیت ۹۳﴾ ترجمہ جس نے نہ پیادہ یقیناً میرے ساتھیوں میں سے ہے۔ یہاں پر طعام پینے کے معنی دے رہا ہے۔ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے فاسیت کی ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں وہ صحراء میں من اور وسلویٰ کے کھانے سے آتا گئے اور انہوں نے اس معیشت کا سوال کیا جس پر پہلے وہ گزارا کرتے تھے ﴿یعنی پہلے وہ شہری زندگی بسر کرتے تھے اب ان کو صحراء میں رہنا پڑا﴾ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ۔ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم کو وہ سبزیوں دے جو زمین :

سے آتی ہیں۔ مِنْ بَقْلِهَا۔ کا معنی ہے ترکاریاں۔ سبزیاں۔ مثلاً گھیوں، مسور، ککڑی، ساگ اور پیٹھی وغیرہ۔ وَقِصَّآئِهَا۔ اس کا مطلب ہے خیار یعنی کھیر اور ککڑی۔ وَفُومِهَا۔ فوم کے نام کے متعلق اختلاف ہے۔ عن عطاء قال الفوم الخبز۔ عطاء فرماتے ہیں کہ فوم سے مراد روٹی ہے۔ عن عطا ومجاهد قوله وفومها قال الخبز۔ ترجمہ عطاء اور مجاہد کہتے ہیں کہ فوم کا معنی روٹی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فوم سے مراد خبز یعنی روٹی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فوم سے مراد بسن تھوم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس سے مراد الحنة یعنی گندم ہے۔ عن ابی مالک فی قوله وفومها قال الحنة۔ ابومالک کہتے ہیں کہ فوم کا معنی گندم ہے۔ عطاء ابن ابی رباح قوله وفومها۔ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ فوم سے مراد گندم ہے۔ عن مجاهد قال هو هذا الثوم مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ثوم یعنی لہسن ہے۔ عن الربیع قال الفوم الثوم ترجمہ ربیع کہتے ہیں کہ فوم لہسن کہتے ہیں۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ وَعَدَّ سِبْهَا۔ عَدَّ اس کا معنی مسور ہے اس کا سالن پکا کر روٹی سے کھایا جاتا ہے اور یہ مسور گرم ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا دال کھاؤ کیونکہ یہ برکت والی اور مقدس ہے یہ قلب کو نرم کرتی ہے اور آنسوؤں کو زیادہ کرتی ہے اس میں ستر انبیاء کی برکت ڈالی گئی ہے۔ ان میں آخری حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ﴿ابن جوزی الموضوعات۔ شعب الایمان﴾ وَبَصَلِهَا۔ بَصَلَ اس کا معنی پیاز ہے۔ اس کو سرائیکی میں وصل کہتے ہیں۔ یہ ہر سالن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس کا خود بھی سالن تیار ہوتا ہے۔ قَالَ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے۔

أَتَسْتَبْدِلُونَ۔ یہ بدل سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے بدلہ۔ اس کا معنی ہے کسی شے کو دوسری شے سے رکھنا۔ الَّذِينَ هُوَ خَيْرٌ۔ مَنْ وَسَلَوَىٰ ان سبزیوں سے کئی لحاظ سے افضل تھا۔ أَذْنَىٰ۔ أَذْنَىٰ۔ عن مجاهد قوله أَرْدَأُ ترجمہ مجاہد فرماتے ہیں کہ ادنیٰ کا معنی ارداء یعنی گھٹیا ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ یعنی مَنْ وَسَلَوَىٰ سے یہ ترکاریاں، ککڑی، گندم اور مسور گھٹیاں ہیں۔ إَهْبِطُوا مِصْرًا۔ إَهْبِطُوا۔ ھبوط سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے اترنا۔ یعنی اتر جاؤ۔ عن

قتادة إَهْبِطُوا مِصْرًا مِصْرًا أَيْ مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ ﴿طبری﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ إَهْبِطُوا مِصْرًا یعنی مصر شہروں میں سے شہر ہے۔ عن سدی إَهْبِطُوا مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ ﴿طبری﴾ عن ابی العالیة فی قوله إَهْبِطُوا مِصْرًا قَالَ یعنی بہ مصر فرعون ﴿طبری﴾ ابو العالیہ نے مصر فرعون کا شہر کہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصر سے مراد کوئی شہر ہے ﴿سنن سعید بن منصور﴾ فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ

۔ سأل کا معنی سوال۔ پوچھنا ہے۔ بنی اسرائیل کو فرمایا گیا کہ اگر تم سبزیاں کھاتے ہو تو کسی مصر یعنی شہر میں چلے جاؤ یہاں اس میدان تیرے میں تو صحراء ہے اس میں تو آپ کو ترکاریاں نہیں ملیں گیں۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ۔ امام ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ تفسیر نقل کی ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا تھا۔ ﴿درمنثور﴾ عن الحسن وقتادة فی قوله وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ قَالَ لَا يُعْطَوْنَ الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ قتادہ اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ذلت کی حالت میں اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے تھے۔ ابی العالیہ فی قوله وَالْمُسْكَنَةُ قَالَ الْفَاقَةُ ﴿طبری درمنثور﴾ ابو العالیہ سے الْمُسْكَنَةُ کا معنی الفاقة فقر روایت کیا ہے۔ عن سدی قوله وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ قَالَ الْفَقْرُ ﴿طبری﴾ سدی سے روایت ہے کہ کہا وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ اس سے مراد فقر ہے وَبَاءٌ وَبَغْضَبٍ مِّنَ اللَّهِ۔ عن الضحاك فی قوله وَبَاءٌ وَبَغْضَبٍ مِّنَ اللَّهِ قَالَ اسْتَحَقُوا

الْغَضَبَ مِنَ اللَّهِ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ ترجمہ ضحاک سے یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہو گئے۔ حضرت قتادہ سے وَبَاءٌ وَبَغْضَبٍ مِّنَ اللَّهِ یعنی پھر گئے روایت کیا ہے۔ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ۔ سبزیوں مانگنے کی وجہ سے ان بنی اسرائیلیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نہیں ہوا۔ بلکہ بے ادبی کی۔ کَانُوا يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ۔ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی تورات کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ انبیاء کو ناحق شہید کرتے تھے جیسے حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ ذَلِكَ۔ ذلک یہ اسم اشارہ ہے۔

مَاقَبِلِ ذَلِكِ طَرَفٍ تَاكِيدٍ كَرَّرَ هَا هُنَا اس کی بابت کے لیے ہے۔ انھوں نے کہا مصدر یہ ہے ﴿قرطبی﴾ عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ عَصَوْا اس کی یا مضارع کی حرف کر دیں اور اس کے آخر کا واؤ اور نون جمع کا گرا دیں تو یہ عند بن۔ جائے گا یہ اسی سے ماخوذ ہے۔ اس سے ظلم اور حد سے بڑھنے والے مراد ہیں۔ ان بنی اسرائیل کے چھوٹے گناہوں نے ان بڑے گناہوں اور سرکشی کی طرف کھینچا۔ آدمی چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے کے بعد پھر بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔ چاہیے یہ کہ شروع ہی سے صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جاسکے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَانصَرُوا وَالصَّابِقِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلُوا صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَزَاءٌ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ۱۲۵ ترجمہ بے شک ایمان والے اور یہودیوں اور نصرائیوں اور ستارہ پرستوں میں سے جو لوگ بھی اللہ اور روزِ محشر پر ایمان لائے اور نیک کام کریں تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے نہ ان پر کوئی خوف ہوگا نہ وہ

غمگین ہوں گے۔ اِنَّ : بے شک : الَّذِيْنَ : جو لوگ : اٰمَنُوْا : ایمان لائے : وَ : اور : الَّذِيْنَ : جو لوگ : هٰذَا : ہاں : یہودی ہوئے : وَ : اور : اَنْصَرٰى : نصاریٰ : عَسٰى : وَ : اور : الصَّبِيْثِيْنَ : صابی : مَنْ : جو : اٰمَنَ : ایمان لائے : بِا : پر : سَاطِئِ : اللّٰہ : اللّٰہ : وَ : اور : الْيَوْمَ : دن : الْاٰخِرِ : آخرت : قِيَامَتِ : محشر : وَ : اور : عَمِلَ : عمل : صَالِحًا : نیک : فَلَهُمْ : پس وہ : اَجْرٌ : اجر : ثَوَابٌ : هُمْ : وہ : عِنْدَ : پاس : رَبِّهِمْ : ان کے رب : وَ : اور : لَا : نہیں : خَوْفٌ : ڈر : ہر اس : عَلَيْهِمْ : ان پر : وَ : اور : لَا : نہیں : هُمْ : وہ : يَحْزَنُوْنَ : وہ غمگین ہونگے۔ شان نزول - عن مجاهد قوله اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هٰذَا وَاَوَّانَصَرٰى وَالصَّبِيْثِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ

صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج س وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ قال سأل سلمان الفارسی النبی ﷺ عن اولئك النصاری وما رأى من أعمالهم قال لم يموتوا على السلام قال سلمان فأظلمت على الارض وذكرت اجتهدا هم فنزلت هذه الآية فدعا سلمان فقال فنزلت هذه الآية في اصحابك ثم قال النبی ﷺ من مات على دين عيسى ومن مات على دين السلام قبل ان يسمع بي فهو على خير ومن سمع بي اليوم يؤمن بي فقد هلك ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان نصاریٰ کے متعلق سوال کیا اور ان کے اعمال کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ السلام پر نہیں مرنے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھ پر زمین تاریک ہوگئی میں نے ان کی نیکیوں میں کوشش کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا تیرے ساتھیوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ فرمایا جو میرے متعلق سننے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر فوت ہوا وہ خیر پر ہے اور جس نے میری نبوت کے متعلق سن لیا اور پھر مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ ہلاک ہو گیا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - اٰمَنُوْا - امن سے ماخوذ ہے۔ امن میں آگئے۔ ایمان والے جہنم سے محفوظ رہے۔ امنوا کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ کون ہیں۔ اس اختلاف کا سبب اس آیت مبارکہ کا آخری حصہ ہے مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ پہلا قول یہ ہے کہ - يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرَسُوْلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ضَلَّ ضَلٰلًا لَا مَبْعٰثَ لَہٗ۔ ﴿پ ۵ سورة النساء آیت ۱۳۶﴾ ترجمہ اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسولوں پر نازل کی اور اس کتاب پر جو پہلے نازل اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر یہود و نصاریٰ کے باطل سے بری و دور رہے جیسے قیس ابن سعد، بحیرہ راہب، حبیب نجار، زید ابن عمر ابن نفیل، ورقہ ابن نوفل، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، وفد نجاشی وغیرہ۔ جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ پر، آخرت پر اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اس کے لیے اللہ کے ہاں اجر ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری نے کہا اس سے مراد منافقین ہیں کیونکہ یہ زبانی ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان قبول نہیں کیا اسی لیے ان کا ذکر نصاریٰ اور صابیوں کے ساتھ ہوا۔ پھر ان تمام کا حکم بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لائے تھے۔ تیسرا قول اہل کلام کا یہ ہے کہ۔ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ پر حقیقتہً ایمان لانے والے ہی ہیں پھر مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ کی دلالت مستقبل ہے تو مراد یہ ہوگی کہ ماضی میں ایمان لانے والے اگر مستقبل میں اس پر ثابت رہے اور ان کا ایمان دائمی رہا تو وہ اجر پائیں گے ﴿کبیر۔ قرطبی۔ روح البیان۔ خازن۔ المحرر الوجیز﴾ وَالَّذِيْنَ

هٰذَا دُوَا - ہادو۔ توبوا۔ یہ ہاد سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے تاب بُرائیوں سے توبہ کرنا۔ یہودیوں کے نام میں اختلاف ہے۔ پہلا قول ہے کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت بچھڑے کی پرستی سے توبہ کی تھی اس لیے ان کو یہودی کہتے ہیں۔ دوسرا قول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام یہود تھا اسی وجہ سے ان کو یہودی کہتے ہیں۔ تیسرا قول ہے کہ جب ان کے پاس نبی یا رسول تشریف لاتے تو وہ بادشاہ کی طرف لاکر شہید کر دیتے تھے۔ عبد اللہ بن نجی عن کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یہود اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا تھا۔ اِنَّا هٰذٰنَا اِلَيْكَ ﴿سورة الاعراف آیت ۱۵۸﴾ بیشک ہم نے توبہ کی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں ہم سب لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ یہود کو یہودیوں کہا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلمہ کہنے کی وجہ سے انہیں یہود کہا جاتا ہے۔ اور نصرائیوں کو نصرائی اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کُونُوْا اَنْصَارُ اللّٰهِ وَاَنْصَرٰى۔ نصرائی کی جمع ہے۔ نصرا سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے مدد گار۔ امام ابو شیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ یہود کو یہودیوں کہا جاتا ہے۔ اور نصرائیوں کو نصرائی کیوں کہا جاتا ہے یہود کو اس نام سے اس لیے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّا هٰذٰنَا اِلَيْكَ کہا تھا جب آپ کا وصال ہوا تو ان کو یہ کلمہ بہت پسند آیا تو وہ اپنے کو یہودی کہنے لگے اور نصرائیوں کی نصرائی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اَمِنْ اَنْصَارِیِّ اِلٰی اللّٰهِ ﴿آل عمران آیت ۵۲﴾ کون میرے مددگار ہیں اللہ کی طرف۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ۔ حواریوں نے کہا۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ترجمہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں ﴿آل عمران آیت ۵۲﴾ پس وہ نصرائیت سے موسوم ہو گئے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں نصاریٰ کو ایک دیہات ناصره کی وجہ سے اس نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترے تھے پس انہوں نے یہ نام خود رکھا اس کا انہیں دیا گیا تھا

﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیہات کا نام ناصرہ تھا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ جوہری نے کہا نصران شام کا شہر ہے جس طرف نصاریٰ منسوب ہیں اور اسے ناصرہ کہا جاتا ہے۔ یہودی اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں ﴿قرطبی﴾

صائبون کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ان سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے

مسلمان کا نکاح مجوسیہ، بت پرست سورج پرست، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا خواہ عورتیں حرہ ہوں یا باندیاں غرض کتابیہ کے سوا کسی کا فرہ عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا ﴿بخاری﴾ یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ مگر ان سے نکاح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے ﴿بہار شریعت۔ محرمات کا بیان۔ عالمگیری﴾ وَالصَّابِغِينَ الصَّابِغِیْنَ۔ صابی کی جمع ہے۔ لغت میں صابی اسے کہتے ہیں جو ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہو جائے۔ ان لوگوں نے یہودی مذهب کو چھوڑ کر ستاروں کی پرستش شروع کر دی۔ اس لیے ان کو صابی کہتے ہیں۔ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ صائبین کو صائبین کیوں کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب ان کے پاس کوئی نبی یا رسول تشریف آتا تو وہ انہیں گرفتار کر لیتے اور پانی گرم کر کے ان کے سروں پر ڈالتے رہتے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو کر پھٹ جاتا۔ ﴿روضة العلماء۔ روح البیان﴾ عن سدی عن الصائبین فقال هم طائفة من اهل الكتاب ﴿طبری﴾ سدی کہتے ہیں کہ یہ اہل کتاب کا ایک طائفہ ہے۔ ابو زناد سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں صائبون وہ قوم ہے جو عراق کے پاس رہتی ہے اور کوئی میں رہتے ہیں اور تمام نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صابی کا ذبیحہ حلال ہے۔ ان کا کھانا جائز ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ صائبین کے بیشتر فرقے ہیں جس فرقہ کے متعلق آپ نے فرمایا ہے وہ اہل کتاب ہے۔ باقی صائبون کے فرقوں کے متعلق آپ کا فتویٰ نہیں ہے۔ ابن منذر اور ابن اسحاق نے کہا ہے صائبین کا ذبیحہ حلال ہے یہ اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے۔ ﴿طبرانی۔ درمنثور۔ قرطبی﴾ عن ابن نجیح والصائبین بین الیہود والمجوس لا دین لہم ﴿طبری﴾ ابن خثیم سے روایت ہے کہ یہود اور مجوسیوں کے درمیان ایک فرقہ ہے ان کا کوئی دین نہیں۔ عن ابی العالیۃ قال الصائبون فرقة من اهل الكتاب یقرءون الزبور ﴿طبری﴾ حضرت ابو العالیہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں الصائبون اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہیں۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں صابی بن صابی وہ ہوتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اس کی کوئی شریعت نہیں ہوتی جس پر عمل پیرا ہوا اور وہ کفر نہیں کرتا ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ عن مجاہد قال الصائبون بین المجوس والیہود لا تؤکل ذبا نحمہم ولا تنکح نسائہم ﴿طبری﴾ مجاہد سے مروی ہے فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الصائبون کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا نصاریٰ، مجوسی اور یہود کے درمیان ایک قوم تھی ان کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح حلال ہے ﴿طبری﴾ خلیل کہتے ہیں کہ یہ قوم ایسی ہے جن کا دین نصاریٰ کے دین کے مشابہ ہے مگر ان کا قبلہ جنوب کی ہوا کے چلنے کی جانب ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر ہے۔ عن مجاہد الصائبون لیسوا یہود ولا نصاری ولا دین لہم ترجمہ مجاہد سے روایت ہے کہ صائبون یہودی، مجوسی اور نصاریٰ کے درمیان ایک قوم تھی جن کا کوئی دین نہیں تھا ﴿طبری۔ درمنثور۔ قرطبی﴾ ابن منذر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ صائبون نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ مشرکوں کی ایک قوم تھی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ الصائبون، نصرانیوں اور مجوسیوں کے درمیان ایک منزل ہے ﴿طبرانی۔ درمنثور﴾ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں صائبون، یہودیوں کی طرف گئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ یہودیوں نے کہا ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں وہ ہمارے پاس یہ احکام لے آئے اور انہوں نے ان اشیاء سے منع فرمایا تو رات ہماری کتاب ہے جو ہماری اتباع کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ پھر صائبون نصاریٰ کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی پوچھا جو یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا انہوں نے کہا یہ انجیل ہماری کتاب ہے پس جو ہماری اتباع کرے گا وہ جنت میں جائے گا صائبون نے کہا یہ لوگ کہتے ہیں ہم اور ہمارے متبعین جنت میں جائیں گے اور یہودی کہتے ہیں ہم اور ہمارے متبعین جنت میں جائیں گے پس ہم کوئی دین قبول نہیں کرتے پس اللہ تعالیٰ نے ان کا نام الصائبون رکھ دیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ عن قتادہ قوله والصائبین قال الصائبون قوم یُعْبَدُونَ الملائکۃ ویُصَلُّونَ القبلة ویقرءون الزبور ﴿طبری﴾ قتادہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ صائبون وہ قوم ہے جو ملائکہ کی عبادت کرتے تھے اور قبلہ کے علاوہ دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور زبور کی تلاوت کرتے تھے ﴿طبری﴾ حضرت عبد بن حمید نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں لوگ ہیں الصائبون وما الصائبون الصائبون کہتے

ہیں۔ الخاطنون وما الخطنون الخطنون۔ خطا کرنے والے کیا خطا کرنے والے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ مَنْ مبتدا ہے اور اس کی خبر فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ ہے پھر یہ جملہ اِنَّ کی خبر ہے۔ اَمَّنٌ جو بھی ایمان لایا ان کفار میں سے۔ بِاللّٰهِ۔ اللہ اور تمام نبیوں

پر اور جو کچھ ان پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لایا۔ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ روزِ محشر پر۔ وَعَمِلَ صَالِحًا جو نیک عمل کرے۔ ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرنا

اشد ضروری ہے۔ فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ۔ فاسیت کے لیے ہے۔ ان کو پورا ثواب ملے گا اور ان کے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ عِنْدَ رَبِّہُمْ۔ ان کے رب

کے نزدیک۔ اس جگہ قرب یقینی مراد ہے۔ ان کو یقینی ثواب ملے گا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کرے گا۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ۔ ان

کو قیامت کے دن کوئی خوف نہیں ہوگا۔ نہ جہنم کا اور نہ ہی قیامت کی سختی کا۔ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُونَ۔ روزِ محشر میں وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو راحت و سکون عطا

فرمائے گا۔ جب کہ کفار اور مشرکین پر خوف طاری ہوگا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ مَخْذُوا مَا آتَيْنَكُمْ بِقُوَّةٍ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝۲۵ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۲۶ ترجمہ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور ہم نے طور کو تم پر بلند کیا کہ ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس کو مضبوطی سے لو اور جو کچھ اس میں ہے اس کو اس امید سے یاد کرو کہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔ پھر منہ موڑ لیا تم نے پختہ وعدہ کرنے کے بعد تو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاتے۔ وَ : اور : اِذْ : جب : أَخَذْنَا : ہم نے لیا : مِيثَاقَكُمْ : تم سے عہد : وَ : اور : رَفَعْنَا : ہم نے اٹھایا : فَوْقَكُمْ : تمہارے اوپر : الطُّورَ : طور پہاڑ : خَذُوا : پکڑو : مَا : جو : آتَيْنَكُمْ : ہم نے تم کو دیا : بِقُوَّةٍ : قوت سے : وَ : اور : اِذْكُرُوا : یاد کرو : مَا : جو : فِيهِ : اس کے بیچ میں : لَعَلَّكُمْ : تاکہ تم : تَتَّقُونَ : پر ہیزگار بن جاؤ : ثُمَّ : پھر : تَوَلَّيْتُمْ : تم پھر گئے : مِنْ بَعْدِ : پیچھے۔ بعد : ذَلِكَ : اس : فَلَوْلَا : پس اگر : لَا : نہیں : فَضْلُ : فضل : اللَّهُ : اللہ : عَلَيْكُمْ : تمہارے اوپر۔ تم پر : وَ : اور : رَحْمَتُهُ : اس کی رحمت : لَكُنْتُمْ : البتہ تم ہو جاتے : مِنَ : سے : الْخَاسِرِينَ : خسارہ پانے والے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ۔ یہاں پر بھی مخفی فعل ہے۔ اے اسرائیلیو واقعہ یاد کرو جب ہم نے تمہارے اسلاف سے عہد و پیمان لیا کہ ہماری تورات پر عمل کرو۔

مِيثَاقٌ۔ میثاق وثق سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے مضبوطی۔ اصطلاح میں نہایت مضبوط عہد کو میثاق کہتے ہیں۔ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَكُمْ بِقُوَّةٍ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۷﴾ ترجمہ اور ہم نے جب پہاڑ ان پر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا اور جو ہم نے تمہیں دیا پکڑو زور سے اور یاد کرو جو اس میں کہہیں تم پر ہیزگار ہو جاؤ۔ حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام الواح تورات لے کر واپس آئے تو فرمایا اس میں کتاب اللہ ہے قوم نے کہا ہم تمہاری بات کو نہیں مانتے یہاں تک کہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں وہ فرمائے یہ میری کتاب ہے اسے پکڑو تو انہیں کڑک نے آیا وہ مر گئے پھر انہیں زندہ فرمایا پھر کہا کتاب اللہ کو پکڑو انہوں نے انکار کیا تو ان پر طور بلند کیا اور کہا کتاب اللہ کو پکڑو ورنہ تم پر پہاڑ گر دیا جائے گا تو انہوں نے کتاب لے لی اور طور کو ہٹا دیا گیا تو یہ میثاق ہے اس لیے کہ طور کا بلند ہونا بہت کامل اور عجب نشانی تھی جو عقول کو حیران و تکذیب کرنے والے کو تصدیق پر اور شک کرنے والوں کو یقین دلاتی ہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو جان لیا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی تھی جو کچھ یہ لائے ہیں اس کی تصدیق کرو تو بہ کرو اور عہد و پیمان کرو آئندہ تم پھڑکے کی عبادت نہیں کرو گے اور تورات کا نظام لاؤ گے تو یہی عہد تھا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلق کیا تھا یہی شیخ ابو مسلم کا مختار قول ہے ﴿کبیر۔ روح البیان﴾ پہاڑ کو سوروں پر بلند کرنا یہ جہاد میں جائز ہوتا ہے۔ یہ اسرائیلیوں سے اللہ تعالیٰ کی جنگ تھی۔ جنگ کے علاوہ یہ جائز نہیں ہوتا۔ لَا اِكْرَهَ فِي الدِّينِ ترجمہ دین میں جبر و اکراہ نہیں ہے۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سجدہ کے وقت ایمان پر مجبور فرمایا۔

بظاہر مجبوراً ایمان قبول کر رہے تھے اور قلوب غیر مطمئن تھے۔ وَرَفَعْنَا رَفَعْنَا۔ اس کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑ کر بلند کرنا۔ فَوْقَكُمْ۔ فوق کا معنی ہے اوپر۔ بلند۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھٹڑ کر اور اپنے پروں پر اٹھا کر لائے اور قد آدم کے فاصلہ پر بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دیا بنی اسرائیل چار فرسخ یعنی کوس میدان میں پھیلے ہوئے تھے پہاڑ کو بھی اتنا لمبا چوڑا کر دیا گیا ﴿نعمی۔ روح البیان﴾ الطُّورُ۔ پہاڑ کو سریانی زبان میں طور کہتے ہیں اور عربی میں جبل کہتے ہیں۔ الطور کا الف لام عہدی کی وجہ سے بھی خاص ہی مراد ہوگا۔ شیخ خلیل کہتے ہیں کہ طور سے معین پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فلسطین کے پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھڑنے کا حکم دیا تو وہ پہاڑ اکھڑ کر ان کے اوپر بادل کی طرح ہو گیا ان کے ٹھرنے کی جگہ فرخ تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تورات قبول کرو ورنہ میں تم پر پہاڑ گرادوں گا۔ جب انہوں نے محسوس کیا بھاگنے کی صورت نہیں تو تورات کو قبول کر لیا اور اس طرح سجدہ ریز ہوئے کہ خوف سے پہاڑ کی طرف ہی دیکھ رہے تھے یہی وجہ تھی کہ یہود نصف چہرہ پر سجدہ کرتے ہیں ﴿کبیر﴾ عن قتادة قوله قال الطور جبل كانوا با صله فرفع عليهم فوق رؤوسهم فقال لنا خذنا امرى او لا زمينكم به ﴿طبری﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں طور ایک پہاڑ ہے جس کے قریب یہود اترے تھے وہ ان کے اوپر بلند کیا گیا۔ فرمایا میرا حکم مان لو ورنہ میں یہ تمہارے اوپر ماروں گا۔ قال ابن عباس الطور الجبل الذي أنزلت عليه يعني على موسى التوراة وكان بنو اسرائيل اسفل منه ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں طور وہ پہاڑ ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور بنی اسرائیل اس کے نیچے رہتے تھے۔ عن ابن عباس في قوله الطور قال الطور من الجبال ما انبت وما لم ينبت فليس بطور ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں طور اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو کچھ نہ گائے وہ طور نہیں۔ والجبال بالسريانية

الطور ﴿طبری﴾ مجاہد سے روایت ہے فرماتے ہیں طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ عن عكرمة قال الطور الجبل ﴿طبری﴾ بکرمہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں طور پہاڑ کو کہتے ہیں۔ ضحاک سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں پہلی لوگ پہاڑ کو طور کہتے ہیں۔ قال ابن زيد الجبل بالسريانية الطور وهو با عربية الجبل ﴿طبری﴾ ابن زید نے کہا سریانی زبان میں پہاڑ کو طور کہتے ہیں۔ اور اس کو عرب والے جبل کہتے ہیں۔ خُذُوا۔ یہ أَخَذْ سے ماخوذ ہے۔ اس کا

مطلب ہے پکڑنا۔ یعنی تورات کے تمام احکام پر مضبوطی سے عمل کرو۔ مَا آتَيْنٰكُمْ۔ اللہ نے فرمایا اے بنی اسرائیل جو میں نے تمہیں تورات دی۔ بِقُوَّةٍ۔ طاقت کے ساتھ اس پر عمل کرو۔ عن ابن عباس بِقُوَّةٍ قَالَ بجد ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بِقُوَّةٍ میں معنی بجد ہے یعنی مضبوطی اور سنجیدگی سے پکڑنا ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿عن مجاہد خَذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ قَالَ بِعَمَلٍ بِمَا فِيهِ﴾ ﴿طبری﴾ مجاہد سے مروی ہے کہ اس کے متعلق فرماتے ہیں اس کے اوپر مضبوطی سے عمل کرو۔ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ۔ اذْكُرُوا۔ ذکر سے ماخوذ ہے۔ عن ابی العالیة۔ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ يَقُولُ وَادْكُرُوا مَا فِي التَّوْرَةِ وَاَعْمَلُوا بِهِ ترجمہ ابو العالیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس تورات کو پڑھنا اور اس پر پورا پورا عمل کرنا۔ لَعَلَّكُمْ تَنْتَفِعُونَ۔ تاکہ تم پر ہیز گار بن جاؤ۔ عن ابن عباس قَالَ تَنْزِعُونَ عَمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ شاید تم ان اعمال سے رک جاؤ جن میں تم پہلے مبتلا تھے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ پھر تم نے ميثاق اور اس کے ایفاء اور اس کی مداوت سے اعراض کیا۔ جب یہ لوگ اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات سے منحرف ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید پر ان کا انکار کرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ۔ اس کا عطف مہلت دینے اور عذاب کی تاخیر کی وجہ سے ہے۔ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ تم خاسرین میں سے ہو جاتے۔ یہ تو تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ تم نے توبہ کی تمہارے اوپر سے پہاڑ کو ہٹا دیا گیا۔ اگر تم توبہ نہ کرتے تو پھر تم پر پہاڑ گرتا تم مارے جاتے۔ الخسران۔ دراصل راس المال کے چلے جانے کو کہتے ہیں یہاں پر ہلاکت نفس مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی امت پر یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ قرآن مجید و احکام آہستہ آہستہ نازل ہوئے۔ لیکن تورات یکبار تری احکام ایک وقت میں آئے تو بنی اسرائیل پر یہ شاق گزرا اور وہ منحرف ہو گئے اور عذاب الہی دیکھ کر قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کا حکم دیا ہے۔ ﴿۱﴾ حفظ الاحکام ﴿۲﴾ ان پر عمل کرنا ﴿۳﴾ ان کو فراموش نہ کرنا ﴿۴﴾ انہیں ضائع نہ کرنا۔ زیادہ بن عبید نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی بات کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا یہ اس وقت ہو گا جب کہ علم اٹھ جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ علم کیسے اٹھ جائے گا جب کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اسی طرح قیامت تک سلسلہ چلتا رہے گا آپ نے فرمایا اے زیاد تیری ماں مرے میں تجھے مدینہ کے فہم لوگوں میں شمار کرتا تھا کیا یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا ﴿ابن ماجہ باب ذهاب القرآن والعلم﴾

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اَعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوا قِرَدَةً خٰسِيْنَ ۝۲۵۰ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲۵۱ ترجمہ اور تم خوب جانتے ہو انہیں جنہوں نے نافرمانی کی تھی تم میں سے ہفتہ کے قانون کی تو ہم نے حکم دیا انہیں کہ بندر بن جاؤ پھٹکارے ہوئے۔ پس ہم نے بنادیا اس سزا کو عبرت ان کے لئے جو اس زمانہ میں موجود تھے اور جو بعد میں آنے والے تھے اور اسے نصیحت بنا دیا پر ہیز گاروں کے لئے۔ وَ : اور : لَقَدْ : البتہ تحقیق : عَلِمْتُمْ : تم جانتے ہو : الَّذِيْنَ : ان لوگوں کو : اَعْتَدُوا : جو حد سے نکل گئے : مِنْكُمْ : تم میں سے : فِي : السَّبْتِ : ہفتہ کے : فَقُلْنَا : پس ہم نے کہا : لَهُمْ : ان کو : كُوْنُوا : ہو جاؤ : قِرَدَةً : بندر : خٰسِيْنَ : ذلیل : فَجَعَلْنٰهَا : پس کیا ہم نے اس قصہ کو : نَكَالًا : بندش : لِمَا : جو ان کے لئے : بَيْنَ يَدَيْهَا : ان کے آگے تھے : وَ : اور : مَا : جو : خَلْفَهَا : ان کے پیچھے : وَ : اور : مَوْعِظَةً : نصیحت : لِّلْمُتَّقِيْنَ : پر ہیز گاروں کے لئے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ۔ رسول اللہ ﷺ کے حیات میں جو یہودی تھے یہ ان کو فرمایا جا رہا ہے کہ تم بھی اس واقعہ سے عبرت پکڑو۔ کہیں تم پر بھی عذاب نہ آجائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ کا معنی عَرَفْتُمْ روایت کیا ہے یہ ان کو مصیبت سے ڈراتا ہے فرماتے ہیں تم مجھ کو اس عذاب سے جو ہفتہ والوں کو پہنچا۔ جب انہوں نے میری نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا فرماتے ہیں انہوں نے ہفتہ کے دن شکار کرنے کی جرات کی تھی تو ہم نے کہا دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کو بندر بنادیا تھا اور مسخ شدہ کبھی تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہا نہ اس نے کھانا نہ پیا اور نہ اس کی نسل چلی ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے دن کے احکام میں تجاوز کیا تھا وہ فوراً بندر بنادئے گئے تھے پھر وہ ہلاک ہو گئے تھے۔ مسخ شدہ کی نسل نہیں چلتی۔ حضرت قتادہ اس آیت مبارکہ کے متعلق روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لئے چھپایاں حلال کی گئی تھیں اور ہفتہ کے دن شکار کرنا ان پر حرام تھا تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے پس وہ لوگ تین حصوں میں تقسیم تھے کچھ لوگ تو وہ تھے جو ہفتہ کو شکار نہیں کرتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے ایک گروہ تھا جو خود تو حرام کا ارتکاب نہیں کرتے تھے لیکن دوسروں کو منع بھی نہیں کرتے تھے تیسرا گروہ وہ تھا جو نافرمانی کرتا تھا اور اوپر سے درپے کرتا تھا۔ جب انہوں نے سرکشی کو اپنا معمول بنایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ پس وہ مرد اور عورتیں بندر بن گئے اور بھیڑیے ان کو خراتے تھے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿سَمَلْنَهُمْ عَنْ، الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اذْ يَغْدُونَ فِي السَّبْتِ اذْ تَأْتِيهِمْ

نہیں کھائی اور نہ گوہ کو کھانے سے کسی کو منع فرمایا ﴿ابوداؤد﴾ ثابت بن زید انصاری نے ابن ماجہ میں اور حضرت عبدالرحمن بن حسنہ مجہم کبیر میں روایت کیا ہے کہ جب گوہ بھون کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو مسخ بنا کر زمین پر چلنے والا جانور بنادیا تھا میں نہیں جانتا وہ کون سا جانور تھا رسول اللہ ﷺ نے گوہ نہیں کھائی اور نہ گوہ کو کھانے سے کسی کو منع فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہو گئی یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ مسخ کیے ہوئے چوہے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتے اور بکری کا دودھ پی جاتے ہیں۔ یہ گمان تھا کہ شاید یہ مسخ شدہ لوگ ہیں جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ مسخ شدہ لوگ نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ کی مخلوق ہیں یہ جانور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بندر اور خنزیر مسخ کیے ہوئے لوگ ہیں آپ ﷺ نے رشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک کر کے یا کسی قوم کو عذاب دے کر اس کی نسل نہیں چلائی بندر اور خنزیر تو ان سے قبل بھی موجود تھے ﴿مسلم﴾

فَجَعَلْنَاهَا - یہ محل سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے بنانا۔ اس ضمیر کے مرجع کے متعلق اختلاف ہے۔ شیخ فرما کہتے ہیں کہ یہ مسخ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ شیخ انفس کہتے ہیں قردة کی طرف لوٹ رہی ہے۔ قریہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی ہم نے اس اصحاب ہفتہ کی قریہ کو عبرت بنایا۔ یہ امت کی طرف ہے یعنی ہم نے اس اُمت کو مقام عبرت بنایا۔ نَكَالًا - نکال کے متعلق شیخ فقال کہتے ہیں یہ ایسی شدید سزا کو کہتے ہیں جو محصیت سے لوگوں کو جھڑک دے۔ اصل میں اس میں روکنا اور منع کرنا ہے۔ اِنْ لَّذِيْنَا اَنْكَالًا وَجَمِيعًا ﴿پ ۲۹ سورة المزمل آیت ۲﴾ ترجمہ بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ۔ وَاللّٰهُ اَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿پ ۵ سورة النساء آیت ۸۴﴾ ترجمہ اور اللہ کی آنچ (جنگی طاقت) سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب سے زبردست ہے۔ یہ ان اسرائیلیوں کے چمھیروں کی بد اعمالی پر بطور سخت سزا ہے۔ القول فی تاویل قوله نكثل - وَنَكَالٍ مِّنْ قَوْلِ الْقَائِلِ نَكَّلَ فَلَانَ تَنْكِيْلًا وَنَكَالًا وَاصْلُ النُّكَالِ الْعُقُوْبَةُ كَمَا قَالَ عَدِي زَيْد الْعِبَادِي ﴿طبری﴾ لِمَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا - اس سے مراد اسی زمانہ موجود قوم میں لوگ ہیں۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان تمام میں آنے والوں کے لئے عقوبت بنایا جنہوں نے اس فعل کا ارتقاب کیا۔ اس واقعہ سے تمام انسانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ وَمَا خَلَفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ - جو کوئی بھی شخص ان بنی اسرائیلیوں کے بند رہنے کے عذاب سے آگاہ ہو گا وہ نصیحت حاصل کرتے ہوئے ڈرے گا اگر اس نے ایسا کیا تو ان جیسا عذاب آسکتا ہے اگر دنیا میں نہیں تو عتاب سے ڈرے گا جو دیر سے آئے گا گرداگئی ہو گا۔ متقین ایک دوسرے متقین کو نصیحت کرتے ہیں۔ یہ وصف ان انہی سے خاص ہے اور دوسروں کو حاصل نہیں ہے ﴿کبیر﴾ امام ابن جریر اور حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فَجَعَلْنَاهَا میں ضمیر کا مرجع ان کے گناہ ہیں اور نَكَالًا لِمَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا اور وَمَا خَلَفَهَا سے مراد آگے پیچھے والے دیہات ہیں اور وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ - کا معنی یہ ہے کہ قیامت تک میں آنے والے متقین کے لیے یہ ان کے کرکوت بطور نصیحت ہیں ﴿درمنثور۔ طبری﴾ عن ابن عباس قوله فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا وَمَا خَلَفَهَا يَعْنِي الْحَيَاتَانِ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا وَمَا خَلَفَهَا. مِنَ الذَّنْبِ. الَّتِي عَمِلُوا قَبْلَ الْحَيَاتَانِ وَمَا عَمِلُوا بَعْدَ الْحَيَاتَانِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ مَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا وَمَا خَلَفَهَا ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَجَعَلْنَاهَا - میں ہا ضمیر کا مرجع مچھلیاں ہیں اور مَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا اور وَمَا خَلَفَهَا سے مراد ان کے پہلے اور پچھلے گناہ ہیں ﴿درمنثور۔ طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَجَعَلْنَاهَا - میں ہا ضمیر کا مرجع ان کے مسخ کی سزا ہے اور نَكَالًا لِمَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا کا مطلب سزا ہے فرماتے ہیں پس ان کے بعد دانوں کو میری سزا سے ڈرنا چاہیے وَمَا خَلَفَهَا - اور جو ان کے ساتھ باقی ہیں ان کو بھی ڈرنا چاہیے اور یہ سزا متقین کے لئے یاد دہانی اور عبرت ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ عن ابن عباس وَمَوْعِظَةً يَقُولُ وَتَزَكَّرُ وَعِبْرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں متقین کے لیے نصیحت ہے۔ حضرت عبد بن حمید نے سفیان سے مَا بَيَّنَّ يَذِيْهَا اور وَمَا خَلَفَهَا سے مراد گناہ روایت کیا ہے اور متقین سے مراد امت محمدیہ ﷺ ہے۔ عَنْ سُدِّيٍّ اِمَّا مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ فَهَمَّ اُمَّةٌ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿طبری﴾ وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَرْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا هٰذٰلِكَ اَعُوْذًا بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ نَا مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۙ ۶۴۰ ترجمہ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہم سے استہزاء کرتے ہیں فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں وَ : اور : اِذْ : جب : قَالَ : کہا : مُوسٰى : موسیٰ نے : لِقَوْمِهِ : لِقَوْمِهِ : اپنی قوم کے لیے : اِنَّ : بیشک - تحقیق کہ : اللّٰه : اللہ : يَأْمُرُكُمْ : تم کو حکم کرتا ہے : اَنْ : یہ کہ : تَرْبَحُوْا : تم ذبح کرو : بَقَرَةً : گائے : قَالُوْا : انہوں نے کہا : اَتَتَّخِذُنَا : تو کیا ہم کو پکڑتا ہے : هٰذٰلِكَ : ٹھٹھا : قَالَ : کہا : اَنْ : میں : اَعُوْذُ : پناہ پکڑتا ہوں : بِاللّٰهِ : اللہ کے ساتھ : اَنْ : یہ کہ : اَكُوْنَ : میں ہوں : مِنَ الْجٰهِلِيْنَ : جاہلوں سے : اِذْ : اس جگہ بھی وہی فعل پوشیدہ ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ اے میرے محبوب ان اسرائیلیوں کو یہ قصہ عامیل کا سنا دے جو ان کے اباؤ اجداد نے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عامیل کے قاتل کے متعلق پوچھا تھا۔ قَالَ - کہا۔ واحد ماضی ہے۔ اس کا ثنیہ قائل ہے۔ دو ماضیوں نے کہا۔ ماضی۔ قَالُوا۔ جمع۔ سب نے کہا ماضی۔ مُوسٰى۔ مؤ۔ کو سریانی زبان میں پانی کو کہتے ہیں۔ سسی۔ سا۔ کو سریانی زبان میں درختوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پانی کے حوض سے ملے تھے۔ لِقَوْمِهِ۔ قوم کی جمع

حِينَئِذٍ نُهُمْ سَبْتُهُمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ إِلَّا تَأْتِيهِمْ كَذٰلِكَ جَنَّبُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۳﴾ ﴿۱۶۴﴾ سورة الاعراف آیت ۱۶۳ ﴿۱۶۴﴾ وَادَّٰ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعْبُدُونَ قَوْمًا لَا اللّٰهُ مَهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا اَقَالُوا مَعْرِزَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۶۵﴾ سورة الاعراف آیت ۱۶۵ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖ اُنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوٓءِ وَاَخَذْنَا الْاٰذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ مِّنْ بَيْنِيْمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ سورة الاعراف آیت ۱۶۶ ﴿۱۶۶﴾ ترجمہ اور ان سے اس بستی کا حال پوچھو جو کہ دریا کے کنارے تھی جب وہ ہفتہ کے متعلق حد سے بڑھتے جب ہفتہ کا دن ان کی مچھلیاں پانی کے اوپر تیرتیں ان کے سامنے آتیں اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح ہم انہیں از ماتے تھے ان کی بے حکمی کی وجہ سے اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انہیں خوف و ڈر ہو پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیتے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ ان لوگوں نے دریا کے پاس تالاب بنا لیے اور ان کی طرف نہریں بنالیں مچھلیاں وہاں چلی جاتی اور یہ اتوار کے دن انہیں شکار کر لیتے۔ یہ تالاب میں ان کا انہیں قید کرنا ان کی زیادتی اور تجاوز تھا وہ اس طرح طریقہ پر مچھلیاں پکڑ کر غنا اختیار کرتے مگر عذاب سے ڈرتے رہتے تھے جیسے جیسے وقت گزرتا چلا گیا ان کی اولاد نے ان کا طریقہ اپنائے رکھا اور خوب مال بنایا کچھ اہل مدینہ سے وہاں گئے جو ہفتہ کو شکار کرنا پسند کرتے انہوں نے انہیں منع کیا لیکن انہوں نے جب سے یہ عمل کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال میں اضافہ ہی کیا گیا مغرور نہ ہو جاؤ ممکن ہے تم پر عذاب دہلاکت نازل ہو جائے تو ایسی قوم پر عذاب بصورت بندر بن جانے کے آیا تین دن تک رہے پھر ہلاک کر دیے گئے۔ ﴿کبیر﴾ خَسْبُیْنِ۔ یہ خساء سے ماخوذ ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں۔ خاسی کا معنی ذلیل۔ گھٹیا۔ اور دھتکارے

ہوا ہے ﴿کبیر﴾۔ عن ابن عباس خاسئاً یعنی ذلیلًا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خَسْبُیْنِ کا معنی ذلیلین کیا ہے ﴿طبری﴾ عن مجاہد فی قوله فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَسِیْنِ قال صاغرین ﴿طبری﴾ حضرت مجاہد نے فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَسِیْنِ کا معنی صَغِرَیْنِ کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خَسْبُیْنِ کا معنی صَغِرَیْنِ کیا ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿طبری﴾ عن قتادة خَسْبُیْنِ قال صاغرین ﴿طبری﴾ حضرت قتادہ نے خَسْبُیْنِ کا معنی صَغِرَیْنِ کیا ہے ﴿طبری﴾ الَّذِينَ اَعْتَدُوا مِنْكُمْ۔ حد سے بڑھ گئے تمہارے اسلاف میں سے مِنْكُمْ کا محل نصب ہے کیونکہ حال ہے ہفتہ کے روز یعنی تجاوز کر گئے اس حد سے جو ان کے لیے مقرر کی گئی کہ صرف عبادت کے لیے مستعد رہیں اور اس کی تعظیم کریں لیکن شکار میں مشغول ہوئے۔ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ۔ پس ہم نے بطور ان پر عذاب کے فرمایا۔ كُونُوا قِرَدَةً۔ عربی میں بندر کو قردہ کہتے ہیں اور فارسی میں بندر کو بوزینہ کہتے ہیں۔ اِذَا رَزَقْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ یہ چیز ہو جائے تو وہ ہمارے ارادہ کے مطابق کسی رکاوٹ اور تاخیر کے بغیر فوراً ہو جاتی ہے۔ خَاسِبُیْنِ یہ اور قِرَدَةً دونوں كُونُوا کی خبریں ہیں ای کونوا جا معین بین والخسیء اور خَاسِبُیْنِ۔ خسیء سے ہے اسکا معنی ہے صغار و طرد۔ یعنی ذلت و خواری۔

مجرم مجھیرے بنی اسرائیلی بندر اور خاسبیین بن گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسرائیلی حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت بستی ایلہ میں رہتے تھے یہ بستی مدینہ منورہ اور شام کے مابین سمندر کے ساحل میں واقع تھی۔ اس سمندر میں سال کے ایک ماہ میں اتنی مچھلیاں آتی تھیں کہ سمندر کا پانی کم اور مچھلیاں زیادہ ہوتیں تھیں۔ بلکہ اتنی مچھلیاں ہوتیں کہ پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور باقی گیارہ مہینوں میں ہفتہ کے دن اس سمندر میں مچھلیاں بے شمار اور پانی کے اوپر تیرتیں تھیں۔ بنی اسرائیلی مجھیروں نے اس سمندر کے قریب مختلف جگہوں پر تالاب بنائے اور سمندر سے نالیاں نکال کر تالابوں میں ملا دیں ہفتہ کے روز سمندر سے مچھلیاں ان تالابوں میں چلی جاتیں تھیں اور یہ اطوار کے دن ان تالابوں سے مچھلیوں کا شکار کرتے تھے۔ اسی طرح وہ کئی عرصہ اس جرم میں مشغول رہے۔ ان مجرموں کی اولاد بھی نسل در نسل اسی کام میں لگی رہی۔ نیک لوگ بارہ ہزار ان کو ان مچھلیوں کے شکار سے منع کرتے مگر ان ستر ہزار مجرمین لوگوں نے نصیحت ماننے سے انکار کر دیا اور نصیحت کرنے والوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ساتھ اس بستی ایلہ میں نہیں رہتے۔ چنانچہ نصیحت کرنے والوں نے اس بستی میں دیوار بنادی اور یہ الگ رہنے لگے۔ اسی طرح کئی عرصہ گزر گیا مگر مجھیرے اپنی ضد پر اڑے رہے اور اسی طرح مچھلیوں کا شکار کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا اور رات کے وقت وہ بندر بن گئے۔ دن کو ان کے گھر نصیحت کرنے والے اس کام سے روکنے کے لیے گئے تو ان کے گھروں کے دروازے بند تھے اب نہ ان کی کوئی آواز آتی نہ ان کے گھروں سے کوئی دھواں نظر آتا۔ لوگ ان کے گھروں کی دیواریں پھانڈ کر اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے نو جوان بندر بنے بیٹھے ہیں اور بوڑھے خنزیران کے کان بھی ہیں اور بندروں اور خنزیریوں جیسی آواز نکالتے ہیں۔ ان کو روکنے والوں نے ان کو نہ پہچانا لیکن ان مسخ شدہ نے ان کو پہچان لیا۔ اب وہ بندر اور خنزیر اپنے رشتہ داروں کے قریب ہوتے ہوئے ان کے پڑے سوگندہ کر دتے اور نصیحت کرنے والے انہیں جواب میں کہتے کہ ہم نے تمہیں روکا نہیں تھا؟ لیکن تم نے نہ مانا وہ اپنے سروں کو ہلا کر نعم یعنی ہاں کا اشارہ کرتے اور آنسو بہاتے اور انہوں نے تین دن تک نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیادہ تین دن کے بعد مر گئے۔ اب یہ جو بندر ہیں یہ پہلے تھے وہ مسخ شدہ نہیں ہیں ان کی کوئی نسل نہیں چلی ﴿کبیر﴾ روح البیان۔ خازن ﴿مچھلیوں کا پانی کے اوپر آنا یہ بنی اسرائیلیوں پر امتحان تھا۔ حضرت ثابت بن ودیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک لشکر میں تھے ہم نے بے شمار نصب شکار کر کے میں نے ایک نصب یعنی گوہ بھون کر رسول اللہ ﷺ کو پیش کی آپ نے ایک لکڑی سے انگلیاں گنتے رہے اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا بنی اسرائیلی کی ایک جماعت مسخ کر کے زمین میں پٹنے والا جانور بنادیا گیا تھا میں جانتا وہ کون سا جانور تھا رسول اللہ ﷺ نے گوہ

فرعون کے وزیر ہامان کا سفید رنگ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا موزہ سیاہ رنگ کا تھا۔ علماء کرام کا موزہ سیاہ رنگ کا ہونا چاہیے۔ قَالُوا اِذْ عُلِّقَ لَنَا رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقْرَةَ شَبَّهَ عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ ۝۷۰ ترجمہ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں کہ ہمارے لیے صاف بیان کر دے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیکوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔ قَالُوا : کہا : اِذْ عُلِّقَ : دعا کر : لَنَا : ہمارے لیے : يُبَيِّنُ : اپنے سے بیان کرے : لَنَا : ہمارے لیے : مَا : جو کچھ : هِيَ : وہ گائے کیسی ہے : اِنَّ : بیشک : الْبَقْرَةُ : گائے : شَبَّهَ : مل گیا : عَلَيْنَا : ہمارے اوپر : وَاِنَّا : اور بیشک ہم : اِنْ : اگر : شَاءَ : چاہا : اللّٰهُ : اللہ : لَمُهْتَدُونَ : البتہ راستہ پانے وعا لے نہیں۔ کیا وہ گائے سائنہ ہے یا کام کرنے والی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بھی گائے ذبح کر لیتے تو کافی ہو جاتی لیکن وہ اپنے اوپر شدت کرتے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی شدت فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ بہت بڑا مجرم وہ آدمی ہے کہ اس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جس کی تحریم نازل نہیں ہوئی مگر اس کے سوال کی وجہ سے حرام ہو جائے۔ اِنَّ الْبَقْرَةَ شَبَّهَ عَلَيْنَا گائے مذکورہ کی جنس باعتبار رنگ ہونے اور زرد ہونے کے ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا کیا جائے۔ پہلے بَقْرَةَ کا لفظ استعمال ہوا اب بَقْرًا اس لیے کہ اس سے بَقْرَةُ کی جنس مراد ہے۔ یا اس لیے کہ قائدہ ہے کہ جمع کے حروف اپنے واحد سے کم ہو جائیں تو اس سے مکرر اور مؤنث دونوں مراد لینا جائز ہوتا ہے۔ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ۔ یعنی ہمیں گائے ذبح کرنے کی ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ حضرت حسن رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو تو ان کے اور گائے کے درمیان پردہ حائل رہتا ﴿کبیر﴾ قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُولَ تُثِيرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةً لَا شِئِيَةَ فِيهَا ط قَالُوا الْاُنْ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبَّحُوْهَا وَمَا كَا دُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۱ ترجمہ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ درست بات لائے تو اسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ قَالَ : کہا : اِنَّهُ : وہ بیشک : يَقُولُ : فرماتا ہے : اِنَّهَا : وہ کہ : بَقْرَةٌ : گائے : لَا ذَلُولَ : نہ سدھی ہوئی۔ تُثِيرُ : جوتی : الْاَرْضَ : زمین : وَلَا تَسْقِي : پانی دیتی : الْحَرْثَ : کھیتی : مُسَلَّمَةً : بے عیب : لَا : نہیں : شِئِيَةَ : کوئی داغ : فِيْهَا : اس میں : قَالُوا : انہوں نے کہا : الْاُنْ : اب : جِئْتَ : تم لائے : بِالْحَقِّ : صحیح بات : فَذَبَّحُوْهَا : پھر انہوں نے اس کو ذبح کیا : وَ : اور : مَا : نہیں : كَا دُوْا : وہ تھے : يَفْعَلُوْنَ : وہ کریں ۔ قَالَ : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهُ بیشک رب العزت فرماتا ہے۔ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا وہ ایسی گائے نہیں ہے جو کام کاج سے ذلیل و خوار ہو۔ یعنی وہ گائے غیر ذلول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذلولۃ کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ ذَلُولَ فرمایا اس لیے کہ فعل جب وصف ہو کر واقع ہو تو اس پر تاء تانیث داخل نہیں ہوتی جیسے صورت وغیرہ۔ تُثِيرُ الْاَرْضَ۔ زمین کو کھیتی کے لیے چیرتی ہے۔ اور یہ ذَلُولَ کی صفت ہے گویا کہا گا لَا ذَلُولَ مُشْبِرَةٌ۔ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ یعنی وہ سانی نہیں ہے کہ جس پر پانی لا داجاتا ہو۔ امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے ذَلُولَ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ اس پر کام نہ کیا گیا ہو یعنی اس سے زمین نہ پھاڑی گئی ہو اور اس سے کھیتی کو پانی نہ لگایا گیا ہو عیب سے سلامت ہو ﴿درمنثور۔ طبری﴾ مُسَلَّمَةً اس کو رب العزت نے عیوب سے پاک رکھا اور کام کاج سے محفوظ رکھا۔ لَا شِئِيَةَ فِيْهَا کوئی دوسرا لون نہیں جو کہ اس کے چمڑے کے رنگ کے مخالف ہو یہ زرد لون کی تھی حتیٰ کہ سنگ اور کھر بھی زرد رنگ کے تھے۔ قَالُوا اِنَّ اوصاف کے سننے کے بعد کہنے لگے الْاُنْ یہ اسم اشارہ کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مثنیٰ ہے۔ جِئْتَ بِالْحَقِّ گائے کا حقیقی وصف اب بیان کیا جا رہا ہے کہ اس سے پہلے سب اشکال کا ذکر تھا۔ فَذَبَّحُوْهَا فَافْصَحَہُ ہے یعنی ان لوگوں نے اوصاف مذکورہ جیسی گائے حاصل کر لی جو ایک نوجوان کے پاس تھی اس گائے کو سونے کے برابر خرید گیا۔ وَمَا كَا دُوْا اَقْرَبَہُ نہیں تھا۔ يَفْعَلُوْنَ کہ یہ عمل کرتے۔ یہ جملہ ذَبَّحُوْا کی ضمیر سے حال ہے۔ مثنوی میں ہے۔ تا خیال دوست و اسرار ماست چاکری و جاں سپاری کار ماست چاکری و جاں سپاری کار ماست ۔ ترجمہ جب تک دوست کا تصور ہمارا... رہے دل میں ہے تو غلامی اور جاں سپاری ہمارا کام رہے گا۔ قائدہ فرماتے ہیں لَا ذَلُولَ کام نے اس کو نہ کیا ہو۔ مُسَلَّمَةً عیوب سے سلامت ہو لَا شِئِيَةَ اس میں سفید داغ نہ ہو۔ قَالُوا الْاُنْ جِئْتَ بِالْحَقِّ کہنے لگے اب آپ نے ہمارے لیے حق بیان کیا ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ محمد بن کعب سے قَدْ ذَبَّحُوْا وَمَا كَا دُوْا يَفْعَلُوْنَ یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ انہوں نے ذبح کی اور وہ اس کی قیمت کی زیادتی کی وجہ سے ذبح کرنے والے نہیں تھے

﴿درمنثور۔ طبری﴾

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّ رَأَتْہُمْ فِيْہَا ۚ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۷۲ ترجمہ اور یاد کرو جب قتل کر ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر تم ایک دوسرے قتل کا الزام لگانے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔ وَ : اور : اِذْ : جب : قَتَلْتُمْ : تم نے قتل کیا : نَفْسًا : ایک شخص :

فَاذْرَءْ تُمْ : پھر تم جھگڑنے لگے : فِيْهَا : اس میں : وَ : اور : اللّٰهُ : اللہ : مُخْرِجٌ : ظاہر کرنے والے : مَا كُنْتُمْ : جو تم تھے : تَنْكُتُمُونَ : چھپاتے ۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا : فَاذْرَءْ تُمْ ۔ کا معنی اِخْتَلَفْتُمْ نقل کیا ہے یعنی جب تم نے ایک نفس کو قتل کیا پھر اس کے متعلق جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے ﴿درمنثور۔ طبری﴾ فَاذْرَءْ تُمْ فِيْهَا ۔ اصل میں تدار ثتم تھا درء سے بنا ہے۔ فَقُلْنَا ۔ فَاذْرَءْ تُمْ پر عطف ہے۔ درمیان میں کلام

بطور جملہ معترضہ کے استعمال کیا گیا ہے۔ اَضْرَبُوْهُ اس نفس کو مارو ﴿روح البیان﴾ امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں المسیب بن رافع سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جس آدمی نے سات کمروں میں نیکی کی اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا ہے اور جس نے سات کمروں کے اندر برائی کی اللہ تعالیٰ اس کو بھی ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی دلیل یہ آیت مبارکہ دلیل ہے۔ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَنْكُتُمُونَ ۔ امام حاکم، امام احمد۔ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک آدمی بند چٹان کے اندر کوئی عمل کرے جس کا کوئی دروازہ اور سوراخ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل لوگوں پر ظاہر کرے گا خواہ کیسا عمل ہو (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) ﴿درمنثور﴾ امام ابن الدنیا اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پردے میں اعمال کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اپنی رحمت کے پردے سے نکال دیتا ہے پس اس کا پردہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابوادریس الخولانی سے روایت کی ہے انہوں نے اس کو مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا پردہ چاک نہیں کرتا جب تک اس میں ذرہ برابر بھی نیکی اور خیر نہ ہو۔ فَقُلْنَا اَضْرَبُوْا هٗ بِبَعْضِهَا ط كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۴۰ ترجمہ تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو گائے

کے کسی ٹکڑے سے (دیکھا) یوں زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں شاید تم سمجھ جاؤ۔ تم ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی مردے جلانے لگا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔ فَقُلْنَا : پھر ہم نے کہا : اَضْرَبُوْا هٗ : اسے مارو : بِبَعْضِهَا : اس کا ٹکڑا : كَذٰلِكَ : اس طرح : يُحْيِي : زندہ کرے گا : اللّٰهُ : اللہ : الْمَوْتٰى : مردے : وَيُرِيْكُمْ : اور تمہیں دکھاتا ہے : اٰيٰتِهٖ : اپنی نشانیاں : لَعَلَّ : تاکہ : كُمْ : تم : تَعْقِلُوْنَ : غور و فکر کرو۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے چالیس سال گائے کو تلاش کیا حتیٰ کہ انہوں نے ایک آدمی کے پاس مذکورہ صفات سے متصف گائے پالی وہ گائے مالک کو بہت عزیز اور پیاری تھی۔ وہ اس کو زیادہ سے زیادہ قیمت پیش کرتے رہے لیکن وہ متواتر انکار کرتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اسے کھال بھر دینا دے دیے۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کا کوئی عضو میت کو مارا تو وہ کھڑا ہو گیا جبکہ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا لوگوں نے اس سے پوچھا تجھے کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا مجھے فلاں نے قتل کیا ﴿درمنثور﴾ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو سوالات کیے شروع سے لیکر آخر تک چالیس سال گزر گئے تھے فَقُلْنَا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اس گائے کے صاحب کی تلاش میں چالیس سال گزر گئے اس کے بعد ذبح کی گئی۔ مگر یہ روایت ظاہر ان کے خلاف ہے اس لیے کہ فَقُلْنَا كٰى فَاَتَعْقِبُ كَيْلَے ہے جو واضح کر رہی ہے۔ اَضْرَبُوْا هٗ بِبَعْضِهَا اس کے ایک حصہ کو مقتول کے ساتھ لگایا وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يٰۤا مُرْكُمۡ اَنْ تَزۡبَحُوۡا بَقَرَةً�ۙ بَعۡدَ مَصۡلُوۡرِہٖ اور جلدی ہوا۔ ﴿کبیر﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے اس میت کو اس ہڈی کے ساتھ مارا جو بھر بھری ہڈی سے ملی ہوئی ہے ﴿درمنثور﴾ قتاد سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ انہوں نے میت کو گائے کی ران کا گوشت مارا۔ جب انہوں نے عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میت کو زندہ کر دیا حتیٰ کہ اس نے اپنے قاتل کے متعلق بتایا۔ اس نے یہ بات کی اور پھر مر گیا ﴿درمنثور﴾ عکرمہ سے مروی ہے کہ گائے کی ران میت کو ماری تو وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اس نے کہا مجھے فلاں نے قتل کیا ہے پھر وہ مر گیا ﴿درمنثور۔ طبری﴾ سدی سے مروی ہے کہ انہوں نے کندھوں کے درمیان کا گوشت مارا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ ابو العالیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک ہڈی لے کر مقتول پر ماریں تو انہوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے میت کی روح لوٹا دی اس نے اپنے قاتل کا نام بتایا پھر فوت ہو گیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى ترجمہ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ کرتا ہے۔

عامیل مقتول اور گائے کا بیان

اس کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔ حضرت عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمتہ میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک جوان اپنی والدہ سے بہت حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا تھا وہ رات کا ۱/۳ حصہ نماز ادا کرتا ۱/۳ حصہ اپنی والدہ کے سر ہانے بیٹھتا اور اسے تسبیح و تہلیل یاد کرتا اور کہتا اے امی جان! اگر تو قیام پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہہ۔ یہ دونوں عمل اس کی پوری زندگی کے معمول تھے۔ جب صبح کو اٹھتا تو پہاڑ پر آتا لکڑیاں اپنی بازار لے آتا انہیں فروخت کرتا ان کی رقم میں سے ۱/۳ حصہ اپنی والدہ کو پیش کرتا اس کی والدہ اس میں سے کھاتی اور نصف صدقہ کر دیتی یہ عمل بھی اس کی پوری زندگی کا معمول تھا۔ جب عرصہ دراز گزر گیا تو اس کی والدہ نے اسے کہا بیٹا مجھے تیرے باپ کی میراث سے ایک گائے ملی تھی۔ میں نے اس کی گردن پر مہر لگا لی تھی اور اسے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب کے الہ کے نام (جنگل میں) گائیوں میں چھوڑ آئی تھی۔ پھر اس نے کہا میں اس کا رنگ اور ہیئت تجھے بتاتی ہوں۔ جب تو ان گائیوں کے پاس جائے تو اسے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب کے الہ کے نام کے ساتھ بلانا وہ ایسا ہی کرے گی جیسا اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ نہ بچی ہے وہ درمیان عمر کی ہے وہ گہرے زرد رنگ کی ہے۔ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے جب تو اس کی جلد کو دیکھنے لگا تو یوں محسوس کرے گا کہ اس کی جلد سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا ہے نہ اس پر ہل جوتے گئے ہیں نہ اس کے ذریعے بھتی کو پانی لگایا گیا ہے عیوب سے بالکل سلامت ہے اس میں کوئی داغ و بھبھ نہیں اس کا رنگ ایک ہے جب اسے دیکھنا تو اس کو گردن سے پکڑنا وہ اسرائیل الہ کے اذن سے تیری اتباع کرے گی۔ وہ نو جوان چلا گیا اور اس نے اپنی والدہ کی وصیت کو یاد رکھا۔ وہ جنگل میں دو یا تین دن پھرتا رہا حتیٰ کہ تیسرے دن یا دوسرے دن کی صبح وہ پلٹا اور اس نے حضرت ابراہیم،

اسماعیل، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے الہ کا واسطہ دے کر اس گائے کو بلایا تو وہ گائے اس کی پاس آگئی اور اس نے چرنا چھوڑ دیا وہ نو جوان کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ نو جوان نے اسے گردن سے پکڑا گائے بولی اے نو جوان اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے تو مجھ پر سوار ہو جاؤ یہ تیرے لئے آسانی کا موجب ہوگا۔ نو جوان نے کہا میری والدہ نے مجھے تیرے اوپر سوار ہونے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اس نے مجھے تجھے ہانکنے کا حکم دیا تھا میں اس کی بات کو پورا کرنا پسند کرتا ہوں گائے بولی اسرائیل کے الہ کی قسم اگر تو مجھ پر سوار ہوتا تو مجھ پر کبھی قادر نہ ہوتا اے اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے نو جوان اگر تو اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھڑ جانے کا حکم دے تو تیری والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے اور اپنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی وجہ سے یہ اپنی جگہ سے یہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے گا۔ وہ نو جوان چل پڑا حتیٰ کہ جب وہ اپنے گھر سے ایک دن کی مسافت پر تھا تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس اس کے سامنے آیا اور وہ گائیں چرانے والے شخص کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا۔ کہنے لگا اے جوان یہ گائے کہاں سے لایا ہے تو اس پر سوار کیوں نہیں ہو جاتا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو تھک چکا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس گائے کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ میں تجھے ایسا اجدادوں کا جو تجھے نفع دے گا اور تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا میں گائیں چرانے والوں میں سے ہوں مجھے اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا تو میں نے ایک بیل لیا اس پر اپنا کھانا اور سامان سفر لاد ا حتیٰ کہ جب میں نصف راستہ پر پہنچا تو میرے پیٹ میں درد ہوا میں قضاء حاجت کے لیے گیا تو میرا بیل پہاڑ کے اندر بھاگ گیا اور مجھے چھوڑ گیا میں نے اس کو تلاش کیا لیکن مجھے وہ نمل سکا اب مجھے اپنی جان کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے میرے پاس نہ سامان سفر ہے پانی ہے اگر تو مجھے اپنی گائے پر سوار کر دے اور مجھے اپنی چراگاہ تک پہنچا دے اور مجھے موت سے بچالے تو میں تجھے اس کے بدلے دو گائیں دوں گا۔ نو جوان نے کہا بانی آدم ایسے نہیں کہ انہیں یقین قتل کر دے اور ان کے نفوس ہلاک کر دیں اگر اللہ تعالیٰ تیرے متعلق یقین جانتا ہے تو بغیر زاد راہ اور پانی کے تجھے اپنی منزل تک پہنچائے گا اور میں کسی ایسے آدمی کو سوار کرنے والا نہیں ہوں جس کو سوار کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا میں عبد مامور ہوں۔ اگر میرے آقا کو یہ علم ہوگا کہ میں نے اس کی گائے کے معاملے میں نافرمانی کی ہے تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا اور مجھے سخت سزا دے گا۔ میں اپنی خواہش کو اپنے آقا کی خواہش پر ترجیح دینے والا نہیں ہوں اے شخص سلامتی کے ساتھ چلا جا ابلیس نے نو جوان سے کہا میں تجھے ہر اس قدم کے بدلے ایک درہم دوں گا جو تو میری منزل کی طرف اٹھائے گا اور یہ بہت بڑا مال ہے اور اس گائے کے ذریعے میں موت سے بچ جاؤں گا۔ نو جوان نے کہا زمین کا سونا اور چاندی سب میرے آقا کا ہے اگر اس میں سے تو کچھ دے گا تو وہ جان لے گا کہ اس کے مال سے دیا ہے۔ لیکن تو مجھے آسمان کا سونا اور چاندی دے تو پھر بھی میں کہوں گا کہ یہ میرے مال کا ہے۔ ابلیس نے کہا کیا آسمان میں بھی سونا چاندی ہے یا کوئی اس پر قادر ہے۔ نو جوان نے کہا کیا بندہ وہ کر سکتا ہے جو اس کے آقا نے اسے حکم نہ دیا ہو تو آسمان کے سونے اور چاندی پر طاقت نہیں رکھتا۔ ابلیس نے نو جوان سے کہا میں تجھے تمام غلاموں سے اپنے معاملہ میں عاجز تصور کرتا ہوں نو جوان نے کہا عا جزوہ ہوتا ہے جو اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے ابلیس نے اسے کہا مجھے تیرے پاس کوئی زاد راہ اور پانی وغیرہ نظر آرہا ہے نو جوان نے کہا میرا از تقویٰ ہے اور میرا کھانا گھاس ہے اور میرا پینا پہاڑوں کے چشموں سے ہے۔ ابلیس نے کہا کیا میں تجھے کوئی ایسا حکم نہ دوں جو تیری رہنمائی کرے؟ نو جوان نے کہا تو اپنے آپ کو ہی وہ حکم دے۔ ان شاء اللہ میں تو ہدایت ہر ہوں۔ ابلیس نے اسے کہا میں تجھے نصیحت قبول کرنے والا نہیں دیکھتا؟ نو جوان نے کہا اپنے نفس کے لئے نا صحیح وہ ہے جو اپنے آقا کی طاعت کرتا ہے اور جو اس پر حق ہے وہ ادا کرتا ہے۔ اگر تو شیطان ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو انسان ہے تو یہاں سے نکل جا مجھے تیری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابلیس یہ سن کر تین لمحات اپنی جگہ جامع وسا کت رہا۔ اگر وہ جوان ابلیس کو سوار کر دیتا تو نو جوان گائے پر کبھی قادر نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے روک رکھا۔ جب نو جوان اپنی منزل کی طرف رواں تھا تو ایک پرندہ سامنے سے اڑا اور وہ گائے جلدی سے اٹھالی۔ نو جوان نے گائے کو بلایا اور کہا ابراہیم۔ اسماعیل، اسحاق و یعقوب کے الہ کا واسطہ تو میرے پاس آ جا۔ گائے اس کی طرف آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہوگئی اور اس نے کہا اے نو جوان کیا تو نے اس پرندے کو نہیں دیکھا جو تیرے سامنے سے اڑا تھا؟ یہ ابلیس تھا اس نے مجھے اچک لیا تھا۔ جب تو نے اسرائیل کے الہ کے واسطہ سے مجھے بلایا تو ایک فرشتہ آیا اس نے مجھے اس سے چھین لیا اور تیری والدہ کے ساتھ نیکی اور اپنے رب کی اطاعت کی وجہ سے مجھے تیری طرف لوٹا دیا۔ پس تو چل اب سفر کرے گا تو ان شاء اللہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے گا۔ نو جوان بالآخر گھر پہنچ گیا اپنی ماں کے پاس گیا تو اسے راستہ کا سارا ماجرا سنایا ماں نے کہا اے بیٹے! میں تجھے دیکھتی ہوں کہ رات دن اپنی پیٹھ پر کلمہ پڑھتا اٹھانے کی وجہ سے تو تھک گیا ہے اب تو یہ گائے لے جا اور کو بیچ ڈال اس کی قیمت لے اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو قوت اور راحت دے نو جوان نے کہا اسے کتنے میں فروخت کروں ماں نے کہا تین دینار میں لیکن میری رضا کی شرط پر وہ نو جوان منڈی میں گیا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا کہ مخلوق اس کی قدرت کا کرشمہ دیکھ لے۔ اس فرشتہ نے نو جوان سے کہا یہ گائے کتنے میں فروخت کر دے اس نے کہا تین دینار میں لیکن اپنی والدہ کی رضا کی شرط پر فرشتہ نے کہا چھ دینار لے لو اور اپنی والدہ سے مشورہ نہ کرو۔ اس نو جوان نے کہا اگر تو مجھے اس کے برابر وزن دے پھر بھی میں فروخت نہیں کروں گا حتیٰ کہ اپنی والدہ محترمہ سے مشورہ کر لوں۔ نو جوان گیا اپنی والدہ کو اس بیچ کے متعلق بتایا تو والدہ نے کہا اس کو چھ دینار میں فروخت کرنا لیکن میری رضا کی شرط پر۔ نو جوان پھر منڈی میں گیا پھر وہی فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور پوچھا کیا کرو گے؟ اس نے کہا چھ دینار میں بیچوں گا لیکن والدہ محترمہ کی رضا پر فرشتہ نے کہا یہ بارہ دینار لے لے اور اپنی والدہ محترمہ سے مشورہ نہ کر۔ نو جوان نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا نو جوان پھر اپنی والدہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا بیٹا وہ جو تیرے پاس آیا تھا وہ انسانی شکل میں فرشتہ تھا۔ اگر وہ تیرے پاس آئے تو اسے کہنا کہ میری والدہ تجھے سلام کہتی ہے اور پوچھتی ہے کہ اس گائے کو کتنے میں فروخت کروں۔ فرشتہ نے کہا اے نو جوان تجھ سے یہ گاہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ایک مقتول کے لئے خریدیں گے جو بنی اسرائیل سے قتل ہوا ہے اور اس کا بہت زیادہ مال تھا اور وہ اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا اور اس کا ایک بھائی تھا جس کے بہت سے بیٹے تھے وہ کہتے تھے کہ کیسے ہم اس کو قتل کریں اور کیسے اس کا مال لے لیں۔ انہوں نے اس لڑکے کو قتل کر کے ایک گھر کے اندر پھینک دیا صبح گھر والوں نے اس لڑکے کو گھر کے دروازے کے باہر ڈال دیا اس لڑکے کے بچپا کے بیٹے آئے اور اس گھر والوں کو پکڑ لیا وہ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے کر چلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ معاملہ بڑا ہنچہ ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ایک شدید زرد رنگ کی گائے لے کر ذبح کرو پھر اس کا کوئی حصہ اس مقتول کو مارو۔ انہوں نے اس نو جوان کی گائے کا قصد کیا تو انہوں نے وہ جلد بھر دینار کے ساتھ وہ گائے خریدی پھر اسے ذبح کیا اور لڑکے کو اس کا گوشت مارا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کے متعلق خبر دی کہ میرے بچپا کے بیٹوں نے مجھے قتل کیا ہے اور یہ گھر والے میرے قتل سے بری ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں یہ حکم سنایا تو وہ کہنے لگے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ہم سے مزاح کرتا ہے ہمارے بچپا کا بیٹا قتل ہوا ہے اور تو ہمیں گائے ذبح کر

نے کا حکم دے رہا ہے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ رسوا ہو جائیں گے پس انہوں نے گائے کی کھال بھر دینار کے ساتھ وہ گائے خریدی تو نوجوان نے اس مال میں سے 2/3 حصہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک حصہ اپنے استعمال میں لایا کَذٰلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَى لَا يُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ یوں ہی زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں شاید تم سمجھ جاؤ ﴿درمنثور﴾

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَاِنَّ اللَّهَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۷۴۰ ترجمہ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے یہ منظر دیکھنے کے بعد بھی وہ تو پتھروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت کیونکہ کئی پتھر ایسے بھی ہیں جن سے بہہ نکلتی ہیں نہریں اور کئی ایسے بھی ہیں کہ جو پھٹتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کئی ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں خوف الہی سے اور اللہ بے خبر ہے ان سے جو تم کرتے ہو۔ ثُمَّ : پھر : قَسَتْ : سخت ہو گئے : قُلُوبُ : دل : کُم : تمہارے : مِنْ بَعْدِ : بعد : يَهْبِطُ : گرتا ہے : اس : وہ : فَهِيَ : سو وہ ۔

پس یہ : كَالْحِجَارَةِ : پتھروں کی مثل ہیں : اَوْ : یا : اَشَدُّ : سخت : قَسْوَةً : اس سے زیادہ : وَاِنَّ : اور : ان : بیشک : مِنْ : سے : الْحِجَارَةِ : پتھروں سے : لَمَا : البتہ : يَتَفَجَّرُ : پھوٹ نکلتی ہیں : مِنْهُ : ان سے : الْاَنْهَارُ : نہریں : وَاِنَّ : اور : ان : بیشک : مِنْهَا : ان سے : لَمَا : البتہ جو : يَشَّقُّ : پھٹ جاتے ہیں : فَيَخْرُجُ : تو نکلتا ہے مِنْهُ : اس سے : الْمَاءُ : پانی : وَاِنَّ : اور : ان : بیشک : مِنْهَا : اس سے : لَمَا : البتہ جو : يَهْبِطُ : گرتا ہے : مِنْ : سے : خَشْيَةِ : اللہ کا خوف : اللَّهُ : اللہ : وَاِنَّ : اور : مَا : نہیں : اللَّهُ : اللہ : بِغَافِلٍ : بے خبر : عَمَّا : سے جو : تَعْمَلُونَ : جو تم کرتے ہو ۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ ۔ یہ خطاب اہل کتاب کے ان علماء کو ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھے ۔ ثُمَّ ۔ یہ حروف عطف ہے ۔ ان کی قساوت قلبی کے بعد کی وجہ سے ہے کہ بعد ذکر کرنے یعنی باوجودیکہ ہم نے تمہیں وہ امور بتائے ہیں جو دل کو نرم کرتے ہیں اور اس میں رقت پیدا کرتے ہیں لیکن پھر بھی تم شک میں ہو ۔ حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ کا معنی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں کو زندہ کرنا دکھایا اور انہیں مقتول کا معاملہ دکھایا اس کے بعد بھی ان کے دل سخت ہو گئے ۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر رب العزت نے برأت کا اظہار کیا لیکن بد بخت شقی القلب انسان کی برأت کا اظہار نہیں فرمایا وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ ۔ بعد ان واقعات کے سننے کے کہ مقتول زندہ ہوا اور وہ لوگ بندر اور خزیر ہوئے اور پہاڑ ان کے سروں کے اوپر آیا ۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اپنی شدت و قساوت کی وجہ سے پتھر کی طرح ہیں فاء تفریع کے لیے ہے جو قلوب کو پتھر سے مشابہت دی گئی ہے کہ وہ قساوت میں برابر ہیں ۔ اَوْ اَشَدُّ اس سے بھی زیادہ سخت چیز ۔ قَسْوَةً تیز ہے اور اَوْ بمعنی بل ہے یا خیر کے لیے ہے ۔ وَاِنَّ اللَّهَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں تمہیں یا تو جلد از جلد سزا دے گا یا دیر سے

اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۷۵۰ ترجمہ تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ امید ہے کہ تمہارے کہنے سے (یہودی) ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ تھا یہ کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد کلام اللہ کو اسے دانستہ بدل دیتے اس کو خوب سمجھنے کے بعد جان بھر کر ۔ اَفَتَطْمَعُونَ : کیا پھر تم توقع رکھتے ہو : اَنْ : کہ : يُؤْمِنُوا : مان لیں گے ۔ راضی ہو جائیں گے : لَكُمْ : تمہارے واسطے : وَاِنْ : اور : قَدْ : تحقیق : كَانَ : تھا : فَرِيقٌ : فریق : مِّنْهُمْ : ان سے : يَسْمَعُونَ : وہ سنتے تھے : كَلَامَ : کلام : اللَّهُ : اللہ : ثُمَّ : پھر : يُحَرِّفُوْنَهُ : وہ اس کو بدل ڈالتے ہیں : مِنْ : سے : بَعْدِ : بعد : مَا : جو : عَقَلُوْهُ : انہوں نے سمجھ لیا : وَاِنْ : اور : هُمْ : وہ : يَعْلَمُونَ : جانتے ہیں ۔ اَفَتَطْمَعُونَ ۔ طمع سے ماخوذ ہے ۔ اس کا معنی ہے طمع ۔ توقع ۔ امید ۔ یہ استفہام ہے اس میں انکار کا معنی ہے ۔ رسول اللہ ﷺ دعوت الی الحق اور کافروں کو اس کے قبول کرنے کی بڑی امید رکھتے تھے ۔ جب یہ یہودی آپ کا کہنا نہ مانتے تو رسول اللہ ﷺ ان کے عناد اور سرکشی سے آپ مایوس ہو جاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب آپ تسلی رکھیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تمام گزشتہ حالات سنوائے اور فرمایا کہ ان کے اباؤ اجداد نے آیات کے مشاہدات دیکھ کر بھی نہ مانا ۔ اگر یہ بنی نصیر اور بنی قریضہ کے یہودی نہیں مانتے تو اے میرے محبوب تسلی رکھ ۔ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ اور اصحابہ کرام کو ہے ۔ کیونکہ اصحابہ کرام بھی کفار کو تبلیغ کرتے تھے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رب العزت نے اپنے نبی اور ان کے مومنین ساتھیوں کو یہود کے ایمان لانے کی امید سے ناامید کر دیا ہے فرمایا اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے روایت باری تعالیٰ کا سوال کیا پس اس گستاخی پر انہیں سخت کڑک نے آپ ﷺ ﴿درمنثور﴾ جنہوں نے کہا کہ ستر آدمیوں نے وہ سنا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا اس نے غلطی کی ہے ۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور کلام کرنے کے ساتھ ان کی خصوصیت کو تم کر دیا ہے ﴿الحزب الراہزین۔ قرطبی﴾ سدی وغیرہ نے کہا وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے

ان کے اذان مغلط ہو گئے۔ انہوں نے امید رکھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام نہیں گے اور وہ ان کے لیے لوٹائیں گے۔ جب وہ فارغ ہوئے اور باہر نکلے تو ایک گروہ نے اللہ کے کلام کو بدل ڈالا جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے سنا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **وَإِنْ أَخَذَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجَرَهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ** ﴿سورۃ التوبہ آیت ۶﴾ ترجمہ اگر کوئی آدمی مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے تاکہ وہ اللہ کا کلام۔ یعنی ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے کلام سننے کی طاقت نہیں تھی۔ **فَرِيقٌ**۔ یہ ایک ایسی جمع ہے جس کا اپنے لفظ سے واحد نہیں ہے۔ جیسے رھط۔ **يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ**۔

يَسْمَعُونَ یہ سماع سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے سنا۔ کا مفعول ہے اس سے مراد ستر افراد ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چنا تھا۔ یہودی جو تورات سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے۔ اور جنہوں نے کتاب کو پس پشت ڈالا وہ تمام ہی یہودی تھے۔ **سَدَى يَسْمَعُونَ** کلام اللہ کے تحت نقل کیا ہے کلام الہی سے مراد تورات ہے اور وہ اس میں تحریف کرتے تھے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو کیسے پہچانا؟ اس میں اختلاف ہے۔ اس سے پہلے اس نے اللہ کا کلام نہیں سنا تھا پھر اس کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا کلام ہے؟ اس کے کئی جواب ہیں (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام سنا جس میں حروف اور آواز نہیں تھی اور نہ اس میں تقطیع تھی نہ نفس۔ آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (۲) جب آپ نے کلام سنا جو کسی جہت سے نہیں تھا اور انسان کا کلام تو چھ جہتوں میں سے کسی جہت سے سنا جاتا ہے۔ تو آپ سمجھ گئے یہ بشر کا کلام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ (۳) آپ کا پورا بدن و جسم قوت سماعت بن گیا تھا حتیٰ کہ اس کے ساتھ آپ نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا آپ سمجھ گئے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (۴) معجزہ نے دلالت کی کہ جو انہوں نے سنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جیسے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اپنا عصا ڈال تو جب اس نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا سانپ بن گیا تو یہ صدق حال پران کے لیے علامت تھا۔ اور وہ جس نے انہیں کہا انی انار بک وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے (۵) انہوں نے اپنے قلب میں کوئی بات چھپائی ہو تھی جس پر صرف علام الغیوب ہی واقف ہو سکتا تھا رب العزت نے اپنے

خطاب میں اس پوشیدہ بات کی خبر دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے جو اس سے مخاطب ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے ﴿قرطبی﴾ **يُحَرِّفُونَهُ**۔ یہ حرف سے ماخوذ ہے۔ تورات میں جو احکام تھے انہیں تبدیل کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی جو صفت اور آیت رجم میں تبدیلی کی۔ شیخ فقال کہتے ہیں تحریف، تبدیلی اور تغیر ہے اور یہ اصل میں سرکشی سے انحراف کرنا ہے ﴿کبیر﴾ مجاہد اس کے متعلق فرماتے ہیں جو لوگ تورات میں تحریف کرتے تھے اور جو لکھتے تھے وہ ان کے علماء تھے ﴿طبری۔ درمنثور قرطبی﴾ **عَقَلُوهُ**۔ یہ عقل سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے سمجھنا۔ بعد اس کے کہ انہوں نے عقل سے اس کلام کو سمجھا اور ضبط کیا کہ ان کو کسی قسم کا شک نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ کو فرمایا جا رہا ہے جو موجودہ یہودی تھے ان بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ بھی ان سے ہیں ان سے ایمان لانے کی طمع و امید نہ کرو۔ **وَهُمْ يَعْلَمُونَ**۔ بے شک وہ جھوٹے

ہیں۔ جسے تحریف کرتے ہیں ان کو علم تھا کہ ہم جھوٹے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور مقاتل نے یہ آیت ان ستر کے حق میں نازل ہوئی جنہیں میقات رب کے لیے منتخب کیا اور وہ جب واپس قوم کی طرف لوٹے کلام الہی سننے کے بعد تو لوگوں نے ان ستر کی طرف رجوع کیا ان میں سے جو سچے تھے انہوں نے پیغام الہی من عن پہنچا دیا اور ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو سنا تھا کہ وہ اپنے حکم کے آخرین فرماتے تھے اگر تم عمل کی طاقت رکھو تو کر لینا تو یہ ہے ان کی تحریف حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق ہے ﴿بنو﴾ **وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا مَلِے وَإِذَا خَلَا بِبَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا اتَّخَذُوا**

نَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۷۱۰ ترجمہ اور مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کئے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ **وَ** اور : **إِذَا** : جب : **لَقُوا** : وہ ملتے ہیں : **الَّذِينَ** : جو لوگ : **آمَنُوا** : ایمان لائے۔ مومن : **قَالُوا** : وہ کہتے ہیں : **آمَنَّا** : ایمان لائے۔ قبول کیا : **وَ** اور : **إِذَا** : جب : **خَلَا** : اکیلے ہوتے ہیں : **بَعْضُهُمْ** : ان کے بعض : **إِلَى** : طرف : **بَعْضٍ** : بعض : **قَالُوا** : کہتے ہیں : **اتَّخَذُوا** : انہیں کیا بتلاتے ہو : **بِمَا فَتَحَ اللَّهُ** : جو اللہ نے ظاہر کیا : **عَلَيْكُمْ** : تمہارے اوپر : **لِيُحَاجُّوكُمْ** : تاکہ وہ جہت تم پر لائیں : **بِهِ** : ان کے واسطے : **عِنْدَ** : نزیک۔ سامنے : **رَبِّكُمْ** : تمہارا رب : **أَفَلَا** : تو کیا : **تَعْقِلُونَ** : تم نہیں سمجھتے : **لَقُوا** : کی اصل **لَقِيبُوا** ہے۔ یہ منافقین کے متعلق ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ تمہارے ساتھی رسول اللہ ﷺ اور خصوصاً جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں عربوں کے سامنے اس کا ذکر نہ کرو کیونکہ پہلے تم اس کے وسیلے سے عربوں پر فتح طلب کرتے تھے پس وہ ان میں سے ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے متعلق تم سے اس جھگڑیں گے کہ یہ خود ان کے نبی ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے اس نبی کی اتباع کا وعدہ اور عہد لیا تھا اور یہ نبی خود انہیں خبر دیتا ہے کہ جس نبی کے وہ منتظر تھے وہ میں ہوں اور ہم اپنی کتاب میں اس کا ذکر کر رہے پڑھتے ہیں پس تم اس کا انکار اور اس کا اقرار نہ کرو ﴿طبری۔ درمنثور﴾ **وَإِذَا**

خَلَا بِبَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ۔ **وَإِذَا خَلَا**۔ خلا۔ اصل میں **خَلَوْا** تھا اور متحرک ماقبل مفتوح کی وجہ سے واؤ الف سے بدل گئی۔ خلا۔ کا معنی ہے۔ یہ یہود کے متعلق ہے۔ مگر مہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے بدکاری کی پھر وہ فیصلہ طلب کرنے کے لیے گئی تو خود فیصلہ کر۔ اس نے کہا گدھے پر سوار کریں اور گدھے کی دم کی طرف منہ کر کے اسے بٹھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تو نے فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن ہماری عورتیں

حسین تھیں اور ہمارے مردان کی طرف جلدی کرتے تھے اس لئے ہم نے حکم الہی کو بدل دیا اس کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وَ اِذَا خَلَا بِغَضِبِهِمُ الٰہِ

بَغْضٍ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں یہود سے منافقین مراد ہیں اور بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ۔ کا معنی یہ ہے کہ اس نبی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعزاز بخشا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مجاہد فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ انہیں تبلیغ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا پھر فرمایا میں گمان کرتا تو نے ان سے میری گستاخی سنی ہے۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تو رک جائیں گے آپ ﷺ یہود کے پاس گئے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا۔ اے بند رو اور خنازیر کی اولاد! تم نے عہد توڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے اور تم پر اپنا عذاب نازل کرے۔ انہوں نے کہا۔ آپ جاہل نہیں تھے اور ہم پر جہالت کا اظہار نہ کریں۔ یہ آپ کو کس نے بتایا ہے؟ یہ خبر ہماری طرف سے نکلی ہے ﴿درمنثور۔ قرطبی﴾۔

اتَّخَذُوا نَهْمُ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ۔ فتح کا مطلب حکم یعنی فیصلہ ہے۔ عربوں کے ہاں الفتح کا لفظ القضاء اور الحکم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَبِيرُ الْفِتْحِیْنِ ﴿اعراف آیت ۸۹﴾ یہاں فِتْحِیْنِ۔ کا معنی حاکمین یعنی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ الفتح کا معنی مدد کرنا ہے۔ جیسے یَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ﴿البقرة آیت ۸۹﴾ وہ کافروں کے خلاف مدد طلب کرتے تھے۔ ابن زید سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا مدینہ منورہ کی ہستی میں مومن کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہو، تو یہود کے سرداروں نے کہا تم جاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے اور جب لوٹ کر آنا تو انکار کر دینا۔ وہ صبح کے وقت مدینہ منورہ آتے اور عصر کے بعد واپس چلے جاتے۔ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِیْ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاکْفُرُوا الْآخِرَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُونَ ﴿سورة ال عمران آیت ۷۲﴾ جب مدینہ میں داخل ہوتے تو کہتے ہم مسلمان ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے منصوبوں اور معاملات کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ مومنین یہ گمان کرتے کہ مومنین ہیں وہ انہیں کہتے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تورات میں یہ حکم نہیں فرمایا تو کہتے کیوں نہیں پھر جب اپنی قوم کی طرف واپس پلٹتے تو کہتے اتَّخَذُوا نَهْمُ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ سدی سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں یہ آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی جو ایمان لائے اور پھر منافقانہ طرز اپنایا وہ خود عرب مومنین کے سامنے بیان کرتے کہ کن وجود کی بنا پر انہیں عذاب دیا گیا پھر وہ ایک دوسرے کو کہتے کہ تم

عذاب کے متعلق کیوں بتاتے ہو؟ مسلمان کہیں گے ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں زیادہ محبوب ہیں اور زیادہ معزز ہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ اَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ یہ احبار یعنی علماء کا اپنے پیروکاروں کو کلام ہے۔ یا پھر رب العزت کا مومنین کو خطاب ہے۔ یعنی تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ بنی اسرائیل ایمان نہیں لائیں گے۔ اَوَلَا یَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّونَ وَ مَا یُعْلِنُونَ ۴۷۰ ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ اَوْ : وہ کیا : لَا : نہیں : یَعْلَمُونَ : علم رکھتے۔ جانتے : اَنَّ : بیشک : اللّٰہ : اللّٰہ : یَعْلَمُ : جانتا : مَا : جو :

یُسِرُّونَ : چھپاتے ہیں : وَ : اور : مَا : جو : یُعْلِنُونَ : وہ ظاہر کرتے ہیں : حضرت ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ لَوْ لَا یَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّونَ وَ مَا یُعْلِنُونَ جو محمد کا انکار اور تکذیب پوشیدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اور جو وہ مسلمانوں سے ملاقات کے وقت سامنے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾

وَمِنْهُمْ اٰمِیُّونَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّا اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یُظُنُّوْنَ ۴۸۰ ترجمہ اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو بجز جھوٹی امید کے اور وہ تو محض گمان ہی کرتے رہتے ہیں۔ وَ : اور : مِنْهُمْ : ان میں سے : اٰمِیُّونَ : ان پڑھ : لَا : نہیں : یَعْلَمُوْنَ : وہ جانتے : الْکِتٰبَ : کتاب : اِلَّا : مگر : اَمَانِیَّ : سوائے آرزوئیں : وَ اِنْ هُمْ : اور نہیں وہ : اِلَّا : مگر : یُظُنُّوْنَ : ظن و گمان کرتے ہیں : وَمِنْهُمْ اٰمِیُّونَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّا اَمَانِیَّ۔ یہود یا منافقین میں سے نہ لکھتے تھے نہ پڑھتے تھے۔

اٰمِیُّونَ کا واحد امی ہے۔ مجاہد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اَمَانِیَّ سے مراد باتیں اور وہ اپنے مونہوں سے جھوٹ بکتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس رسول کی تصدیق نہ کی جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور نہ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا پس انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی پر جھلاء کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرمایا وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر اللہ نے ان کو امین فرمایا کیونکہ وہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کا انکار کرتے ہیں ﴿درمنثور﴾ ابراہیم غنی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ امین سے مراد وہ ہیں جو اچھی طرح لکھ نہ سکتے ﴿درمنثور﴾ جو اپنی ماں سے پیدا ہوتا ہے وہ امی ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب ہم امی امت ہیں نہ ہم لکھتے ہیں نہ حساب لگاتے ہیں ﴿بخاری۔ قرطبی﴾ اَلَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّا اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یُظُنُّوْنَ۔ اَلَا اَمَانِیَّ اٰمِیَّة کی جمع ہے تمنی سے ماخوذ ہے اور استثناء منقطع ہے کیونکہ وہ جس کتاب سے نہیں۔ اَلَا اَمَانِیَّ اٰمِیَّة کی جمع ہے۔ اس کا مطلب تلاوت ہے اصل میں اٰمِیَّة، افعلة کے وزن پر تھا واد کو یا میں ادغام کیا گیا یا کی وجہ سے نون کو سرہ دیا گیا تو اٰمِیَّة بن گیا جیسے۔ اَلَا اِذَا تَمَنٰی الْقُ شَیْطٰنُ فِیْ اٰمِیَّتِهٖ ﴿سورة النج آیت ۵۲﴾ جب وہ تلاوت کرتا ہے تو اس کی تلاوت میں شیطان ڈالتا ہے۔ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یُظُنُّوْنَ۔ اس کا معنی ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس شے کی صحت کا علم ہی نہیں ہے جو تلاوت کرتے ہیں۔ ابوبکر انباری نے کہا ہمیں احمد بن یحییٰ نحوی نے بتایا کہ عرب ظن کو علم شک اور کذب کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جب علم کے دلائل قائم ہو جائیں اور وہ شک کے دلائل سے زیادہ ہوں تو ظن یقین ہوگا

اور جب یقین کے دلائل اور شک کے دلائل برابر ہوں تو ظن شک ہوگا۔ جب شک کے دلائل یقین کے دلائل سے زیادہ ہوں تو ظن کذب ہوگا ﴿قرطبی﴾
 فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا
 فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝۹۰ ترجمہ پس ہلاکت ہو ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر
 کہتے ہیں یہ نوشتہ ہے اللہ کی طرف سے تاکہ حاصل کریں اس کے عوض کم قیمت سو ہلاکت ہو ان کے لیے بوجہ اس کے جو تحریر کیا ان کے ہاتھوں نے اور ہلاکت ہو ان کے لیے بوجہ
 اس مال کے جو وہ کماتے ہیں۔ فَوَيْلٌ : سو خرابی ہے : لِلَّذِينَ : ان کے واسطے : يَكْتُبُونَ : تحریر کرتے ہیں : الْكِتَابَ : کتاب : بِأَيْدِيهِمْ : اپنے ہاتھوں سے :
 ثُمَّ : پھر۔ اس کے بعد : يَقُولُونَ : وہ کہتے ہیں : هَذَا : یہ : مِنْ : سے : عِنْدَ اللَّهِ : اللہ کے پاس : لِيَشْتَرُوا : تاکہ وہ حاصل کریں : بِهِ : اس سے : ثَمَنًا :
 دام۔ قیمت۔ ثَمَنٌ : کم : قَلِيلًا : سو خرابی ہے : لَّهُمْ : ان کے لیے : مِمَّا : اس سے : كَتَبَتْ : جو تحریر کیا : أَيْدِيهِمْ : ان کے ہاتھ : وَوَيْلٌ :
 اور خرابی : لَّهُمْ : ان کے لیے : مِمَّا : اس سے جو : يَكْسِبُونَ : وہ کماتے ہیں : فَوَيْلٌ - وَيْلٌ کا معنی ہلاکت ہے۔ ہر وہ آدمی جو ہلاکت میں واقع ہوا ہو وہ
 ویل کو پکارتا ہے۔ جیسے یُوَيْلَتُنَا مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ ﴿سورۃ الکہف آیت ۴۹﴾ وَيْلٌ اور وَيْلُہ ان دونوں کا مطلب ہلاکت ہے۔ وَيْلٌ کی جمع ویلات ہے۔ فراء نے کہا
 الویل اصل میں وئی تھا یعنی غم۔ عربوں نے وئی کے آخر میں لام لگا دیا۔ اور اسی طرح مشہور ہو گیا۔ خلیل نے کہا۔ صرف ان الفاظ کا مبنی ہونا سنا گیا ہے۔ ویحو ویس و
 ویہ و ویک وویل وویب یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہیں۔ الجری نے کہا۔ اور ان کلمات میں سے جن کو نصب مصادر کی نصب کی طرح دی جاتی ہے وویلہ،
 عولہ، ویحہ اور ویسہ ہیں جب ان کے ساتھ لام کو داخل کرے گا تو تورفع دے گا اور کہے گا ویل لہ، وویح لہ۔ اس ویل کے متعلق اختلاف ہے۔ حضرت ابو

السعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فَوَيْلٌ عنہ سے مروی ہے کہ فَوَيْلٌ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں کافر انتہا تک پہنچنے سے قبل چالیس سال گرتا جائے
 گا ﴿طبری۔ درمنثور۔ قرطبی﴾ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا فَوَيْلٌ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ یہود کو یہ سزا
 اس لئے ملے گی کیونکہ انہوں نے تورات میں تحریف کی اور اس میں من پسند چیزیں داخل کر دیں اور خواہشات سے روکنے والے احکام متا دیئے اور انہوں نے تورات میں سے
 رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی مٹا دیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں ایک پتھر ہے
 جس کو وَيْلٌ کہا جاتا ہے اس پر عراف پڑھیں گے اور اس اتریں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویحک
 یا عائشہ۔ تو میں اس جملہ سے گھبرا گئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جلد غصہ میں آنے والی ویحک اور ویحک رحمت ہے اس سے جزع نہ کر لیکن وَيْلٌ سے جزع کر۔ حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں الویح اور الویل دوزخ میں ہیں ویح رحمت کا دروازہ ہے اور وَيْلٌ عذاب کا دروازہ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وَيْلٌ دوزخ کی ایک وادی ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بنے گی۔ نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وَيْلٌ دوزخ میں ایک کشادہ
 وادی ہے۔ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وَيْلٌ دوزخ میں ایک وادی ہے اگر اس میں پہاڑ چلائے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے وہ پھل جائیں

﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وَيْلٌ دوزخ کی تہہ میں بننے والی پیپ ہے ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے
 جس میں پیپ بہتی ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ عمر مولیٰ عفرہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيْلٌ تو یہ جہنم مراد ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کے علماء کے متعلق ہے جنہوں نے نبی ﷺ کی صفت کو تورات میں لکھا ہوا پایا کہ آپ کی آنکھیں سرگیں ہیں آنکھیں موٹی موٹی ہیں درمیانہ قد بال
 مناسب گھنگریالے ہیں۔ چہرہ نہایت حسین ہے تو انہیں نے حسد اور بغض کی وجہ سے ان صفات کو مٹا دیا ان کے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ تم تورات میں امی

قرآن مجید کی خرید و فروخت جائز ہے نبی کا ذکر پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں تورات میں ہم اس کی یہ صفات پڑھتے ہیں زیادہ طویل ہے آنکھیں نیلی ہیں بال سیدھے
 ہیں پس قریش یہ سن کر انکار کرنے لگے اور کہا یہ ہم میں نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے تورات میں اوصاف
 بیان فرمائے پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہود کے علماء نے حسد کی بنا پر آپ کی صفات کو اپنی کتابوں میں بدل دیا اور کہا ہم آپ کی صفات اپنی کتابوں میں پاتے اور
 نادان لوگوں کو کہا یہ اس نبی کی صفات نہیں ہیں جو فلاں فلاں چیز کو حرام کرے گا جیسی صفات انہوں نے خود لکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے آپ کی صفات کو برعکس صفات سے بدل ڈالا

قرآن مجید کی خرید و فروخت ناجائز ہے پس انہوں نے لوگوں پر معاملہ مشتہر کر دیا اور یہود کے علماء نے یہ گھناؤنی حرکت اس لئے کی تھی کہ انہیں یہ جاہل اور زیر نگین لوگ
 ان کو تورات کی حفاظت کی وجہ سے زرا نے پیش کرتے تھے پس انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ جاہل لوگ ایمان لے آئے تو ان کے زرا نے بند ہو جائیں گے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے
 کہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے لوگ اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھتے تاکہ لوگوں سے پیسے بٹوریں اور کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتی ہے۔ طبری
 - درمنثور ﴿لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ۔ ترجمہ ان کے لیے جو تحریر کرتے ہیں۔ اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول ہے۔ سب سے پہلے جس نے قلم سے لکھا وہ حضرت اور پس علیہ السلام
 تھے۔ دوسرا قول ہے حضرت آدم علیہ السلام کو لکھنے کا فن سکھایا گیا اور پھر یہ آپ کی اولاد میں وراثت ہو گیا ﴿قرطبی﴾ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ۔ کتاب سے مراد تورات ہے
 جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بوقت نازل ہوئی۔ بِأَيْدِيهِمْ۔ اپنے ہاتھوں کے ساتھ۔ یہ تاکید ہے۔ تحریر ہمیشہ ہاتھوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ جیسے۔ وَلَا طَنْبِيرٌ يُطْنَرُ
 بِجَنَاحِهِ ﴿سورۃ الانعام آیت ۳۸﴾ اس میں جناح کا لفظ تاکید کے لیے ہے۔ ویقولون ہا فواہم۔ وہ اپنے منہوں سے بولتے ہیں۔ اس میں انوہم تاکید کے لیے

استعمال ہوا ہے۔ یہ ان کے جرم کے لیے فرمایا گیا ہے۔ جو رشوت لے کر ان کی مرضی کے مطابق تورات میں تبدیلی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی دین میں تبدیلی کرے گا وہ جہنمی ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب بہتر ملتوں میں جدا ہوئے میری امت بہتر ملتوں میں جدا ہوگی۔ پس ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی۔ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَ شَرُّوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ ابن اسحاق اور کلبی نے کہا تورات میں رسول اللہ ﷺ کی صفت ذکر تھی۔ ربعة اسمہ یعنی درمیانہ قد اور گندی رنگ اور یہودیوں نے اس صفت کو آدم سبطاً طویلاً یعنی گندی سیدھے بالوں والا لمبے قد والا سے بدل دیا۔ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ بَعْضٌ كَيْتَ هُنَّ کہ بعض کہتے ہیں کہ مِمَّا يَكْسِبُوْنَ۔ سے مراد ان کا طعام ہے۔ ان کے کھانے کی تغلیظ کے لیے ویل کو دوبارہ فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی خرید و فروخت جائز ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں قرآن مجید کی بیع کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا لا باس اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ اپنے ہاتھوں کی محنت کی اجرت لیتے ہیں۔ ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ان سے یہی سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں وہ کاغذ کی قیمت لیتے ہیں۔ شعبی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مصاحف کی بیع میں کوئی حرج نہیں ہے وہ کتاب اللہ نہیں بیچتے وہ کاغذ اور اپنے ہاتھوں کی محنت بیچتے ہیں۔ احناف کے نزدیک مصاحف کی خرید و فروخت جائز ہے۔

قرآن مجید کی خرید و فروخت ناجائز ہے

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ مصاحف کی خرید و فروخت کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ابوالضحیٰ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں فرمایا میں نے کوفہ کے علماء عبداللہ بن یزید الحطمی، مسروق بن الاعداء اور شریح سے قرآن مجید کی خرید و فروخت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم کتاب اللہ کی قیمت نہیں لیتے۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۚ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۚ اَمْ تَقُولُوْنَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ ۸۰۰ ترجمہ اور انہوں نے کہا ہمیں آتش نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن آپ فرما دو کیا تم نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے۔ جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ وَقَالُوا : اور انہوں نے کہا : لَنْ تَمَسَّنَا : ہرگز آتش نہیں چھوئے گی : النَّارُ : آتش۔ اگ : اِلَّا : مگر۔ سوائے : اَيَّامًا : دن۔ روز : مَّعْدُوْدَةً : چند : قُلْ : آپ فرما دو۔ کہہ دو : اَتَّخَذْتُمْ : کیا تم نے لیا : عِنْدَ : پاس : اللہ : اللہ : عَهْدًا : عہد۔ وعدہ : فَلَنْ : ہرگز نہیں : يُخْلِفَ : خلاف کرے گا : اللَّهُ : اللہ : عَهْدَهُ : اپنا عہد : اَمْ : کیا : تَقُولُوْنَ : تم کہتے ہو : عَلَى : پر : اللہ : اللہ : مَا : جو : لَا : نہیں : تَعْلَمُوْنَ : جانتے۔

شان نزول۔ شان نزول کے ایام اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نے کہا ہمیں صرف چالیس دن آگ کا عذاب ہوگا جتنے دن ہم نے بچھڑے کی عبادت کی تھی ﴿طبری۔ درمنثور﴾ یہودیوں نے کہا جتنے دن ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی عبادت کی تھی اتنے دن ہم جہنم میں رہے گے اس کے بعد ہم کو جہنم سے انکال دیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ قَالُوا۔ اس کا واحد قَالِ ہے۔ اور اس کی تشنیہ قَالَا ہے۔ اور اس کی جمع قَالُوا ہے۔ یہ تمام یہودی اخبار اپنی طرف سے بنا کر کہتے تھے اور ان کی بات پر جاہل یہودی پیروی کرتے تھے۔ یہودیوں نے کہا۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ۔ ہم کو جہنم کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی۔

اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۚ اگر آگ ہمیں چھوئی بھی تو چند دن کے بعد ہم دوزخ سے نکل جائیں گے یہ ان کا عقیدہ ظہلّٰی یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَنَّهُمْ سَنَتٌ مِّمَّا تَعْدُوْنَ ﴿سورة الحج آیت ۴۷﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں یہودی کہتے تھے دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور ہمیں دنیا کے ایام کے مطابق ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن آگ میں عذاب ہوگا اور یہ سات ایام بنتے ہیں پھر عذاب ختم ہو جائے گا۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہو

کی ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے اہل کتاب نے اطراف کے درمیان چالیس (ایام) کی مسافت پائی۔ انہوں نے کہا دوزخیوں کو صرف چالیس (ایام) کی مقدار عذاب ہوگا پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں آگ کی لگام چڑھائی جائے گی وہ اس چلیں گے حتیٰ کہ وہ سفر تک پہنچ جائیں گے جس میں زقوم کا شجر ہے اور وہ اس مقام پر معین دنوں میں سے دن کے آخری پہنچیں گے پھر انہیں جہنم کے داروغے کہیں گے اے اللہ کے دشمنوں تم تو کہتے تھے تمہیں جہنم میں معین دن صرف عذاب ہوگا اب تعداد شمار ختم ہو گیا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کا سلسلہ باقی ہے وہ بلندی پر چڑھیں گے اور موہوں کے بل گریں گے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت عمرؓ سے مروی ہے فرما

تے ہیں ایک دن یہود جمع ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے انہوں نے خاصہ کیا کہنے لگے ہمیں متعین دن آگ کا عذاب ہوگا اور انہیں نے چالیس دنوں کا ذکر کیا۔ پھر ہم سے پیچھے آنے والے لوگ اس میں چلیں گے۔ ان کا اشارہ صحابہ کرام اور نبی کریم ﷺ کی طرف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ نے اپنا ہاتھ ان کے سروں پر لوٹایا یا تم نے جھوٹ کہا ہے تم نے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے اور ہم تمہارے پیچھے ان شاء اللہ کبھی نہیں آئیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿طبری۔ درمنثور﴾ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو فرمایا تمہیں اللہ اور اس تورات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طور سینا کے دن نازل فرمائی تھی وہ دوزخی کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تورات میں ذکر کیا ہے؟ یہود نے کہا بے شک ان کا رب ان پر سخت ناراض ہوا۔ پس ہم آگ میں چالیس دن رہیں گے پھر ہم نکل جائیں گے اور اس میں تم ہمارے

پیچھے رہو گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ کی قسم ہم اس میں کبھی تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تصدیق اور یہود کی تکذیب کے لئے یہ آیات نازل فرمائی۔ طبری۔ درمنثور۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فماتے ہیں جب خیر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام یہود کو جمع کرو جو بھی یہاں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اگر میں اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق پوچھوں تو کیا سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اے ابا القاسم اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ جان لیں گے جیسے آپ نے ہمارے باپ کے متعلق جان لیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا دوزخی کون ہے؟ کہنے لگے ہم دوزخ میں تھوڑا عرصہ رہیں گے پھر تم اس میں ہمارے نائب ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بکواس نہ کرو) ہم کبھی اس میں تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے۔ مسند امام احمد۔ مجاہد سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں عہد سے مراد پختہ وعدہ ہے۔ یعنی کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی پختہ عہد لیا ہے جیسا کہ کہتے ہو۔ طبری۔ درمنثور۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جب یہود نے بزم خویش دوزخ میں چند دن رہنے کا عقیدہ قائم کیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا کہ ان سے کہو کہ کیا تم نے شرک نہیں کیا ہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا ہے۔ اگر تم نے ایسا کہا ہے تو پھر میں اس کی امید کر سکتا ہوں اور اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہی نہیں کیا تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ طبری۔ درمنثور۔ عبد بن جمید نے قتادہ سے عہد والے ارشاد کے متعلق روایت کیا ہے کہ اگر تو تم نے اللہ سے عہد لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم خود اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے فرماتے ہیں قال القوم کا معنی ہے قوم نے جھوٹ بولا باطل کی یعنی انہوں نے ایسی بات کی جو وہ نہیں جانتے تھے۔ طبری۔ درمنثور۔ قُلْ اتَّخَذْتُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا - اے میرے محبوب آپ فرما دو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد وعدہ لے رکھا ہے۔ یا کیا تم نے تورات سے یہ عہد پڑھا ہے۔ اتَّخَذْتُ - کا ہمزہ قطعی ہے کیونکہ یہ ہمزہ استفہامیہ ہے معنی تو بخ کے ہمزہ وصلی کلام کید راج سے حذف ہو گیا ہے۔ اتَّخَذْتُ تَحَا۔ فَلَنْ - فاء فصیحیہ ہے شرط محروف کا پتہ دے رہی ہے روح البیان۔ یُخْلِفُ - یہ اخلاف سے ہے یعنی وعدہ توڑنا۔ عَهْدٌ - یعنی عہد جو رب العزت نے تمہارے ساتھ کر رکھا ہے۔ اَمْ تَقُولُونَ - کیا تم افتراء کہہ رہے ہو۔ اَمْ ہمزہ استفہام کے مضمون کو برابر کرنے کے لیے ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ ہے تو وہ خلافی نہیں کرے گا لیکن اس تمہارے ساتھ کوئی وعدہ نہیں اور تم نے یہ باتیں اپنی رائے سے کہیں ہیں عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ اللہ تعالیٰ پر ایسا افتراء کر رہے ہیں۔ جس کا تمہیں علم تک نہیں کیا ہونے والا ہے۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ أَحْتَبَ بِهِ خَطِيئَتَهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۸۱ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۸۲ ترجمہ جس نے جان بوجھ کر برائی کی اور گھیر لیا اس کو اس کی خطائے تو وہی جہنمی ہے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی جنتی ہیں وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

بَلَىٰ: کیوں نہیں: مَنْ: جس نے: كَسَبَ: کما: سَيِّئَةً: برائی: شَرک: وَ: اور: أَحْتَبَ: گھیر لیا: بِه: اس کو: خَطِيئَتَهُ: ان کی غلطیاں: فَأُولَٰئِكَ: پس یہی لوگ: أَصْحَابُ: لوگ: النَّارِ: آگ: هُمْ: وہ: فِيهَا: اس میں: خَالِدُونَ: ہمیشہ رہیں گے: وَ: اور: الَّذِينَ: جو لوگ: آمَنُوا: مومن: ایمان والے: وَ: اور: عَمِلُوا: عمل: الصَّالِحَاتِ: نیک: اچھے: أُولَٰئِكَ: یہی لوگ: أَصْحَابُ: لوگ: الْجَنَّةِ: جنت: هُمْ: وہ: فِيهَا: اس میں: خَالِدُونَ: ہمیشہ رہیں گے۔ بَلَىٰ: سیو یہ نے کہا بلی اور نعم اسم نہیں ہیں۔ یہ بل وغیرہ کی طرح دونوں حرف ہیں قرطبی۔ حرف نفی کے بعد مابعد کے لیے بلی۔ اثبات ہوتا ہے۔ السست بربکم قالوا بلی اعراف آیت ۷۲۔ اگر وہ نعم یعنی ہاں کہتے تو کافر ہو جاتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً سے مراد شرک ہے۔ طبری۔ درمنثور۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً سے مراد کیا ہے انہوں نے کہا شرک ہے۔ قرطبی۔ سَيِّئَةً: سُوء سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی برائی ہے جن میں تمام برائیاں داخل ہے۔ وَ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةً مِّثْلُهَا پ ۲۵ سورہ الشوریٰ آیت ۴۰۔ اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔ وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وَ جُؤْهُهُمْ فِي النَّارِ سورہ النمل آیت ۹۰۔ جو برائی لے کر آئے گا تو ان کو منہ کے بل اوندھا آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ پ ۵ سورہ النساء آیت ۱۲۳۔ ترجمہ جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔ وَ أَحْتَبَ - محیط۔ محاط کو ڈھانپ لیتا ہے تو کبیرہ گناہ بھی طاعت کے ثواب کا احاطہ کر لیتا ہے یعنی ڈھانپ لیتا ہے تو اس اعتبار سے مشابہت یہاں موجود ہے۔

خَطِيئَتُهُ - یہ خطا کی جمع ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَ أَحْتَبَ بِهِ خَطِيئَتُهُ - کا معنی روایت کیا ہے کہ شرک اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ خَطِيئَتُهُ سے مراد ایسا گناہ کبیرہ جو آگ کے عذاب کا موجب ہے۔ طبری۔ درمنثور۔ مجاہد سے مروی ہے کہ خَطِيئَتُهُ کا معنی یہ ہے کہ اس کے گناہ اس کے دل کو گھیر لیں پس جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو گناہوں کی سیاہی پڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے دل پر جاتی ہے حتیٰ کہ شہ کی طرح اس کا دل بند ہو جاتا ہے پھر فرمایا ہر گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا وعدہ فرمایا ہے وہ خَطِيئَتُهُ ہے۔ أَصْحَابُ النَّارِ - فَأُولَٰئِكَ - کی خبر ہے اور جملہ مبتداء گزشتہ کی خبر ہے۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان کو ساتویں دن پھانکار نصیب ہوگا نہ چالیسویں دن کا جیسا کہ ان کا وہم و گمان ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا

وَعَمِلُوا الصَّحَبَاتِ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ﴿۲۸﴾ سورہ التحریم آیت ۸ ﴿ترجمہ جس دن اللہ رسوا نہ کرے گانہی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔ اُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ - اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی بہشتی ہیں وہ بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ شیخ جہاٰی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے اس پر استدلال کیا کہ کوئی بھی جنتی جنت میں فضل کی بنا پر داخل نہیں ہوگا اس لیے کہ اُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ میں حصر ہے جو واضح کر رہا ہے اصحاب جنت وہی ہونگے جو ایمان اور اعمال صالحہ والے ہوں گے۔ جواب یہ کیوں جائز نہیں کہ یہاں مستحق جنت مراد ہوں اور جسے بطور فضل جنت ملنی ہے وہ اس حکم کے تحت نہ ہو ﴿کبیر﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴿سورۃ النساء آیت ۴۸﴾ بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کے جانے کو نہیں بخشے گا اور جو اس سے کم ہو اس کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لِيَدْخُلُوا فِيهَا بِغَيْرِ حَسَابٍ وَأَوْعِدَ اللَّهُ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴿سورۃ النساء آیت ۱۳﴾ ترجمہ اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہیں ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ وَبِأَلْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸۳۵﴾ ترجمہ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو پھر تم میں سے تھوڑے اور تم روگردان ہو۔ وَ: اور: إِذْ: جب: أَخَذْنَا: ہم نے لیا: مِيثَاقُ: مضبوط عہد: بَنِي إِسْرَآئِيلَ: بنی اسرائیل۔ اسرائیل کی اولاد: لَا تَعْبُدُونَ: تم نہ پوجو۔ تم نے عبادت نہیں کرنی: إِلَّا: مگر۔ سوائے: اللّٰه: اللہ: وَ: اور: بِأَلْوَالِدَيْنِ: والدین: ماں باپ: إِحْسَانًا: احسان۔ حسن و سلوک: وَ: اور: ذِي الْقُرْبَىٰ: قرابت دار: وَ: اور: الْيَتَامَىٰ: یتیم: وَالْمَسْكِينِ: مسکین: وَ: اور: قُولُوا: تم کہنا: لِلنَّاسِ: لوگوں سے: حُسْنًا: اچھا کلام: وَ: اور: أَقِيمُوا: تم قائم کرنا: الصَّلَاةَ: نماز: وَ: اور: آتُوا: عطا کرنا۔ دینا: الزَّكَاةَ: زکوٰۃ: ثُمَّ: پھر: تَوَلَّيْتُمْ: تم پھر گئے: إِلَّا: مگر۔ سوائے: قَلِيلًا: قلیل۔ کم۔ تھوڑے۔ چند: مِّنْ: سے: كُمْ: تم: وَ: اور: أَنتُمْ: تم: مُّعْرِضُونَ: پھر جانے والے۔ وَ: إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے مکمل تورات پر عمل اور احکام کرنے کا عہد و پیمان لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلا عہد یہ لیا تھا۔ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ - اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی۔ پچھڑے

پتھر، مٹی، سونا چاندی، اور کسی کی بھی شکل کی مورتی کی پوجا نہیں کرنی۔ دوسرا عہد یہ لیا تھا وَبِأَلْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا - اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ پتھر، مٹی، سونا چاندی، اور کسی کی بھی شکل کی مورتی کی پوجا نہیں کرنی ہے۔ ماں باپ کی خدمت کے متعلق کسی مذہب میں اختلاف نہیں ہے۔ تیسرا عہد یہ لیا تھا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ - چوتھا عہد یہ لیا تھا وَلْيَتَمَتَّعُوا - یعنی ان کو کھانے اور پہننے کے لیے اور باقی ضروریات میں ان کی خدمت کرنا۔ اور پانچواں عہد یہ لیا تھا وَالْمَسْكِينِ اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ مسکین وہ ہوتا ہے جس کے کھانے کے لیے ایک وقت کا کھانا ہو اور دوسرے وقت میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ہو۔ ان کی بھی خدمت کرنا۔ چھٹا عہد یہ لیا تھا وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ اور ساتواں عہد یہ لیا تھا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ نماز قائم کرو۔ لیکن ان یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ انھوں عہد یہ تھا وَآتُوا الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ دو۔ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ - پھر تم میں سے چند لوگوں کے علاوہ اور تم منہ موڑنے والے ہو۔ مُّعْرِضُونَ - ان کی شروع کی میم کو حرف کیا اور آخر کا جمع کا واؤ اور نون گرا دیا تو یہ غرض بن گیا۔ اسی سے بنا ہے۔ اَعْرَضَ - اس کا معنی ہے منہ موڑنا۔

ماں باپ کی خدمت کرنے سے جنت ملتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا میں جہاد کی امید رکھتا ہوں اور مجھے اس پر قدرت نہیں ہے آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تمہارے ماں باپ سے کوئی ایک حیات ہے۔؟ اس نے عرض کی میری والدہ زندہ ہے۔ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کو زیادہ کوشش کرو۔ جب تم یہ کر لو گے تو تم حج عمرہ اور جہاد کرنے والے ہو گے ﴿طبرانی﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کو سائل پسند ہے؟ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا صلوة کو وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کیا اس کے بعد پھر کون سائل ہے؟ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ عرض کیا کس کی یا رسول اللہ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کا بڑھا پاپا یا اس کے باوجود وہ جنت میں داخل نہیں ہوا ﴿مسلم﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس

ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تمہارے ماں باپ حیات ہیں۔؟ اس نے عرض کی میری والدہ زندہ ہے۔ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا ان کی خدمت میں جہاد کرو ﴿بخاری﴾۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جو آدمی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے اس کے لیے طوبیٰ اور رب العزت اس کی عمر میں زیادتی فرماتا ہے ﴿طبرانی﴾۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا تمہاری والدہ اس نے سوال کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا تمہارا والد ﴿بخاری﴾۔ مسلم ﴿حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے﴾ حاکم ﴿حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بہت بڑا گناہ کر لیا کیا اس گناہ کی توبہ ہے؟ آپ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تمہاری والدہ ہے؟ اس آدمی نے عرض کی نہیں آپ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تمہاری والدہ ہے۔؟ اس نے عرض کی ہاں رسول اللہ ﷺ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو ﴿ترمذی﴾ حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں والدین کے وصال کے بعد ان کے ساتھ نیکی کر سکتا ہوں؟ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا ہاں ان کی نماز جنازہ پڑھوان کے لیے مغفرت کی دعا مانگو کسی کے ساتھ ان کے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کے دوستوں کی عزت کرو ﴿ابوداؤد﴾ ابن ماجہ ﴿معاویہ بن جاحمہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں حضرت جاحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جہاد کا ارادہ کیا ہے آپ کے مشورہ کے لیے آیا ہوں آپ نے ارشاد مبارک فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہاں آپ نے ارشاد مبارک فرمایا اس کے ساتھ چمٹے رہنا کیونکہ بہشت اس کے پاؤں کے پاس ہے ﴿ابن ماجہ﴾

والدین کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تین آدمی کی طرف رب العزت روز محشر نظر نہیں کرے گا والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب کا عادی، کوئی شے دے کر احسان جتانے والا اور تین شخص بہشت میں داخل نہیں ہونگے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ دیوث اور جو عورت آدمیوں کی مشابہت کرے ﴿نسائی﴾ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا تین شخصوں کا رب العزت نہ کوئی فرض اور نہ کوئی نفل اور والدین کی نافرمانی کرنے والا احسان جتانے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا ﴿کتاب السنۃ﴾ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد مبارک فرمایا۔ کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ارشاد مبارک فرمایا رب العزت کے ساتھ شریک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور ارشاد مبارک فرمایا سنو اور جھوٹ اور جھوٹی گواہی۔ آپ بار بار یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے عرض کی کاش آپ خاموشی فرماتے ﴿بخاری﴾۔ مسلم۔ ترمذی ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا پانچ سو میل کے سفر سے بہشت کی خوشبو آئے گی اپنے کام کا احسان جتانے والے کو، اور والدین کے نافرمان کو اور عادی شراب کو یہ خوشبو نصیب نہیں ہوگی ﴿طبرانی﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا رب العزت سات آسمان کے اوپر سے لعنت بھیجتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر تین مرتبہ لعنت بھیجتا ہے اور ہر ایک کو ایسی لعنت بھیجتا ہے جو اس کو کافی ہے قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے غیر اللہ کے کے نام پر ذبح کرنے والا ملعون ہے۔ اپنے والدین کا نافرمان ملعون ہے ﴿طبرانی﴾

وَإِذَا خُذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ

تَشْهَدُونَ ۝ ۸۴ ترجمہ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔ و: اور: اذ: جب: اخذنا: ہم نے لیا: ميثاقكم: تم سے مضبوط عہد۔ پختہ عہد: لا: نہیں: تَسْفِكُونَ: نہ تم قتل کرو گے: دِمَاءُكُمْ: اپنوں کے خون: و: اور: لا: نہیں: تُخْرِجُونَ: تم خارج کرو گے: أَنْفُسَكُمْ: تم اپنوں کو: مِّنْ: سے: دِيَارِكُمْ: اپنی بستیاں۔ اپنے گھروں: كُمْ: تم: ثُمَّ: پھر: أَقْرَرْتُمْ: تم نے اقرار کیا: و: اور: أَنْتُمْ: تم: تَشْهَدُونَ: گواہ ہو۔ وَإِذَا خُذْنَا مِيثَاقَكُمْ - یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے احبار یعنی یہود کے علماء سے خطاب ہے۔ اے یہود! اس وقت کو یاد

کر دو جبکہ تمہارے آباؤ اجداد سے تورات میں ہم نے تم سے اقرار اور وعدہ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مِيثَاقُ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ

بَنِي إِسْرَٰءِيلَ سے مراد مِيثَاقُكُمْ ہے ﴿طبری﴾۔ درمنثور ﴿اور تم سے فرمایا کہ۔ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ ایک دوسرے کی خون ریزی مت کرو۔

تَسْفِكُونَ - سفک سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے اندیلنا۔ بہانا۔ عبد بن حمید نے عام سے۔ لَا تَسْفِكُونَ کو تا کے فتح، فا کے کسر یعنی زیر اور کاف کے رفع یعنی

پیش کے ساتھ روایت کیا ہے ﴿طبری﴾۔ درمنثور ﴿عبد بن حمید نے طلحہ بن مصروف سے روایت کیا ہے وہ فاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابو العالیہ سے اس آیت کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کو قتل نہیں کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنے گھروں سے نہیں نکالو گے پھر تم نے خود اس ميثاق کا اقرار کیا اور تم خود ہی اس کے گواہ ہو ﴿طبری﴾۔ درمنثور ﴿وَلَا تُخْرِجُونَ - یہ خرج سے بنا ہے اس کا معنی نکالنا ہے۔ یہ معطوف ہے۔ أَنْفُسَكُمْ - نفس سے بنا ہے اس کا معنی ہے۔

جان۔ مِّن دِیَارِکُمْ۔ دیار کا واحد دار ہے اس کا معنی ہے گھر۔ اور کوئی کسی کو اس کے گھر سے نہ نکالے۔ کیونکہ اس میں مشقت اور شدت ہلاکت کے قریب ہے۔ ثُمَّ أَقَرَّرْتُمْ۔ اقرار۔ یہ اقرار سے ماخوذ ہے۔ پھر تم نے میثاق کا اقرار کیا اور معترف ہوئے کہ واقعی یہ میثاق ہم پر لازم و واجب ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ۔ یہ شہادت سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے گواہ۔ اور اس پر تم شاہد ہو یہ اقرار کی تاکید ہے۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فَرِیقًا مِّنْكُمْ مِّن دِیَارِهِمْ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِأَلَاثِمٍ وَالْعُدْوَانِ طَوَّانٌ یَّا تُوكُمُ أُسْرٰی تَفْدُوهُمْ وَهُمْ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ط أَفْتُوْا مِنْوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ط فَمَا جَزَاءُ مَنْ یَّفْعَلْ ذَلِكْ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ یُرْذَوْنَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا لِلَّهِ بِغَا فِی عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ۸۵

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوْا الْحَیْوةَ الدُّنْیَا بِآخِرَةِ زَفَلًا یُخَفِّفُ عَنْهُمْ الذَّابَّ وَلَا هُمْ یُنْصَرُونَ ع ۸۶ ترجمہ اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ کہ تم اپنی قتل نہیں کرو گے اور نہیں نکالو گے اپنی وطن سے پھر تم اقرار بھی کیا اور تم اس کے گواہ ہو پھر تم وہی ہوتا کہ اب قتل کر رہے ہو اپنی وطن کو اور نکال باہر کرتے ہو اپنے گروہ کو ان کے گھروں سے مدد دیتے ہو ان کے خلاف (دشمنوں) کو لگنا اور ظلم سے اور اگر آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر (تو بڑے پاکیزہ بن کر) ان کا فدیہ ادا کرتے ہو حالانکہ حرام کیا گیا تم پر ان کا گھروں سے نکالنا ایمان لاتے ہو کتاب کے کچھ حصہ پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا (تم خود ہی کہو) کیا سزا ہے ایسے ناکار کی تم میں سے سوائے اس کے کہ رسوا ہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو انہیں پھینک دیا جائے گا سخت ترین عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں ان سے جو تم کرتے ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے مول لے لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض تو نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ ثُمَّ : پھر : أَنْتُمْ : اگر تم : هَؤُلَاءِ : وہ لوگ : تَقْتُلُونَ : قتل کرتے ہو : أَنْفُسَكُمْ : اپنے نفسوں کو : وَ : اور : تَخْرُجُونَ : تم نکالتے ہو : فَرِیقًا : فریق : مِنْكُمْ : اپنیوں سے : مِّن : سے : دِیَارِ : گھروں : لَهُمْ : ان : تَظْهَرُونَ : تم چڑھائی کرتے ہو : عَلَيْهِمْ : ان پر : بِأَلَاثِمٍ : سے : لَآثِم : گناہ : وَ : اور : الْعُدْوَانِ : سرکشی : وَ : اور : ان : یَّا تُوكُمُ : وہ تمہارے پاس آئیں : أُسْرٰی : قیدی : تَفْدُوهُمْ : تم انہیں بدلہ دے کر چھڑاتے ہو : وَ : اور : هُوَ : وہ : مُحَرَّمٌ : حرام کیا گیا : عَلَیْكُمْ : تم پر : إِخْرَاجُهُمْ : ان کا نکالنا : طَوَّانٌ : تو : فْتُوْا مِنْوْنَ : پس تم ایمان لاتے ہو : بِبَعْضِ : بعض جز : الْكِتَابِ : کتاب : وَ : اور : تَكْفُرُوْنَ : انکار کرتے ہو : بِبَعْضٍ : بعض جز : فَمَا : پس کیا : جَزَاءُ : سزا : مَنْ : جو : یَّفْعَلْ : کرے : ذَلِكْ : یہ : مِّن : سے : كُمْ : تم : إِلَّا : مگر : خِزْیٌ : رسوائی : فِی : میں : الْحَیْوةِ : حیات : الدُّنْیَا : دنیا : جہان : وَ : اور : یَوْمَ : دن : الْقِیَمَةِ : قیامت : حشر : یُرْذَوْنَ : وہ واپس کئے جائیں گے : إِلَىٰ : طرف : أَشَدِّ : سخت : الْعَذَابِ : عذاب : وَ : اور : نَمَّا : نہیں : اللَّهُ : اللہ : بَغَا فِی : بے خبر : عَمَّا : جو اس سے : تَعْمَلُونَ : تم کرتے ہو : اُولٰٓئِكَ : لوگ : الَّذِیْنَ : جنہوں نے : اشْتَرَوْا : خرید لی : الْحَیْوةِ : حیات : الدُّنْیَا : دنیا : بِالْآخِرَةِ : بدلے آخرت کے : زَفَلًا : سو نہیں : یُخَفِّفُ : کم کیا جائے گا : عَنْهُمْ : ان سے : عَذَابِ : عذاب : وَ : اور : لَا : نہ : هُمْ : وہ : یُنْصَرُونَ : مدد کی جائے گی : ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ : أَنْتُمْ : مبتداء ہے۔ اس کو اعراب نہیں دیا جاتا۔

کیا شان نزول۔ یہ بنی قبیقاع، قریطہ اور نظیر یہود کے متعلق نازل ہوئی۔ هَؤُلَاءِ۔ اس کی خبر ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ قحی نے کہا اس کی تقدیر یا هَؤُلَاءِ ہے نہ اس نے کہا یہ یہودیہ کے قول کے مطابق خطا ہے اور ہذا اقبل جائز نہیں ہے وغیرہ۔ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ۔ بنی قبیقاع، قریطہ کے دشمن تھے اور اس بنی قبیقاع کے حلیف تھے۔ خرج بنی قریظہ کے حلیف تھے نظیر اس اور خرج بھائی تھے اور قریظہ اور نظیر آپس میں بھائی بھائی تھے پھر وہ جدا جدا ہو گئے وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے پھر جنگ ختم ہوتی تو وہ اپنے قیدیوں کا فدیہ دیتے۔ رب العزت نے ان کو شرم دلاتے ہوئے فرمایا۔ وَإِنْ یَا تُوكُمُ أُسْرٰی۔ اور اگر تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں ان کا فدیہ لیتے ہو۔ وَتَخْرُجُونَ۔ خرج سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے نکالنا۔ یعنی تم غلبہ پا کر ان کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔ فَرِیقًا۔ فرق سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے جدا ہونا۔

یُطْلَقُ عَلَیْهِمْ قَتْلٌ کَبِیْرٌ تَحْتَ حُجَّتِہِمْ کہ حلیف بنی قریظہ کی حتیٰ یکہ ظہور کے وقت تک یہاں تک کہ معنی ہے۔

جنگ کا سلسلہ ختم ہوا تو تورات کے ارشاد کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھی دیا وَانْ یَّا تُوكُمُ أُسْرٰی تَفْدُوهُمْ۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ تم پر تمہارے دین میں فرض ہے وَهُمْ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ۔ اور تمہاری کتاب میں ان کا گھروں سے نکالنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔۔۔ اِخْرَاجُهُمْ أَفْتُوْا مِنْوْنَ بِبَعْضٍ۔ یعنی تم مومن

بن کر اپنے قیدیوں کا فدیہ دیتے ہو اور کفر کرتے ہوئے پھر اپنے ساتھیوں کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو۔ ﴿طبری۔ درمنثور﴾ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ۔ اس سے مراد حرمت قتال و اخراج ہے۔ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ۔ نفی ہے یعنی نہیں جزاء۔ مَنْ یَّفْعَلْ ذَلِكْ۔ وہ جو ایسا کرتا ہے یعنی بعض کے ساتھ کفر اور بعض پر ایمان۔ مِنْكُمْ اے یہودیہ تم میں سے یَفْعَلْ کے فاعل سے حال ہے۔ إِلَّا خِزْیٌ۔ استثناء مفرع ہے جو مبتدا کی خبر واقع ہوا ہے۔ فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا دینا میں خِزْی کی صفت ہے بطریق قصر مذکورہ کے ان کی جزا کا بیان ہے تاکہ انہیں اپنے جو کہ بعض کتاب پر ایمان رکھتے ہیں سے ناامیدی ہو اور ظاہر کرنا ہے کہ بعض کو کتاب سے کفر کرنے کی وجہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ۔ قیامت میں سزا میں یلیں گی۔ یُرْذَوْنَ۔ لوٹائے جائے جائیں گے۔ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا لِلَّهِ بِغَا فِی اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں

عَمَّا تَعْمَلُونَ - اس جو برے عمل کرتے ہو۔ اُولَئِكَ - وہ لوگ جو اوصاف قبیحہ مذکورہ سے موصوف ہیں۔ الَّذِینَ اشْتَرَوُا الْحَیْوةَ الدُّنْیَا - دنیا سے تبادلہ کی خواہش رکھتے ہیں۔ بِالْآخِرَةِ - آخرت کے عوض میں یعنی آخرت سے اعراض کرتے ہیں فَلَا یُخَفِّفُ عَنْهُمْ الذُّلَابُ ان سے نہ دنیوی عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ہی اخروی وَلَا هُمْ یُنْصَرُونَ - ان سے عذاب نہیں روکا جائے گا۔ کیونکہ ان کا عذاب نہ کسی کی سفارش سے ٹلنے والا ہے اور نہ کسی کے جبر سے۔ : وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاتَّیْنَا عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ النَّبِیْنَ وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ طَافَ کُلَّمَا جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ بَیْمَا لَا تَهْوٰی اَنْفُسُکُمْ اَسْتَكْبَرْتُمْ مَفْرِیْقًا کَذَّبْتُمْ ز وَفَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۸۷۵ ترجمہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاکیزہ روح سے اس کی معاونت کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک جماعت کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ شہید کرتے ہو۔ وَ : اور : لَقَدْ : بے شک۔ البتہ : اَتَيْنَا : ہم نے عطا کیا کی، ہم نے دی : مُوسٰی : موسیٰ : الْکِتٰبَ : کتاب

تورات : وَ : اور : قَفَّیْنَا : ہم نے پے در پے بھیجے : مِنْۢ بَعْدِهٖ : اس کے بعد : بِالرُّسُلِ : رسول : وَ : اور : اَتَيْنَا : ہم نے عطا کی : عِیْسٰی : عیسیٰ : ابْنِ : بن۔ بیٹا : مَرْیَمَ : مریم کا : النَّبِیْنَ : کھلی نشانیاں : وَ : اور : اَیَّدْنَاهُ : اس کی معاونت کی : بِرُوحِ الْقُدُسِ : روح القدس کے واسطے : اَفْکَلَّمَا : پھر جرب کیا : جَاءَ : آیا : کُمْ : تمہارے پاس : رَسُوْلٌ : کوئی رسول : بَیْمَا : جو اس کے ساتھ : لَا : نہ : تَهْوٰی : چاہتے : اَنْفُسُکُمْ : نفس تمہارے : اَسْتَكْبَرْتُمْ : تم نے : فَفَرِیْقًا : سوا ایک گروہ : کَذَّبْتُمْ : تم نے جھٹلایا : وَ : اور : فَفَرِیْقًا : سوا ایک گروہ : تَقْتُلُوْنَ : تم شہید کرنے لگے : اور : فَفَرِیْقًا : سوا ایک گروہ : تَقْتُلُوْنَ : اَتَيْنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

سُئِلَ - الْکِتٰبِ اس کی جمع کتب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب تورات نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اٹھانے کا حکم فرمایا تو وہ نہ اٹھا سکے تو اللہ تعالیٰ نے ہر حرف کے عوض فرشتہ بھیجا لیکن وہ بھی اسے نہ اٹھا سکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسے ہلکا کر دیا تو انہوں نے اٹھا لیا ﴿کبیر﴾ امام ابن عساکر نے جویر بن الضحاک کے سلسلہ سے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے الْکِتٰبِ کتاب سے مراد تورات ہے جو ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یکبارگی مفصل اور محکم نازل ہوئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے یہ رسول مبعوث فرمائے۔ اشمویل بن بابل، مشتائل، شعیان، اصصیا، حزقیل، ارمیا بن حلقیا یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ داؤد بن ایثاہ سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں۔ مسیح عیسیٰ بن مریم یہ وہ رسل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور موسیٰ بن عمران کے بعد امت کے لیے ان کو منتخب فرمایا اور ان سے وعدہ لیا کہ تم محمد ﷺ کی صفات کو اور آپ کی امت کی صفات کو ایک دوسرے تک پہنچاؤ ﴿درمنثور﴾ روح البیان۔ کبیر ﴿یہ تمام تورات کی تبلیغ کرتے تھے ان کی ایک ہی شریعت تھی۔ قَفَّیْنَا قَفَاءً سے ماخوذ ہے۔ بھیجے ہوئے۔ امام ابن ابی حاتم نے ابوما لک سے قَفَّیْنَا کا مطلب اَتَّبَعْنَا کیا ہے۔ ہم نے ان کے پیچھے

بھیجے۔ ﴿درمنثور﴾ وَ اَتَيْنَا عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ النَّبِیْنَ - عِیْسٰی - عیسیٰ کو سریانی زبان میں یسوع کہتے ہیں۔ اس کا معنی ہے مبارک۔ اسی سے لفظ عیسیٰ بنا ہے ﴿روح البیان﴾ یعنی عیسیٰ عبرانی زبان کا اسم ہے۔ عیسیٰ کا معنی سریانی زبان میں ایشوع ہے اور مریم کا معنی خادمہ ہے۔ بعض نے کہا عبرانی میں مریم کا معنی خاتون ہے۔ جیسے زیر کا معنی مرد ہے ﴿کبیر﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اکثر شریعت کو منسوخ کر دیا تھا۔ وَ جَعَلْنٰی مُبَارَکًا ۳۱ آیت ۳۱ اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا بنایا۔ آخر میں بھی اس کی برکت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دمشق کے سفید مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائے گا آپ اس مینار سے نیچے تشریف لائیں گے آپ کے جسم پر اس وقت دوزر دیکڑے ہونگے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہونگے جب سر جھکائے گا تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو رک جائیں گے ان کی سانس میں یہ اثر ہوگا جس کا فرک لگ جائے گی وہ مرجائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک جائے گی جہاں تک آپ کی نظر کام کرے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد کے قریب پکڑ لیں گے وہاں اسے قتل کریں گے وہ آپ کو دیکھ کر نمک کی طرح کھل جائے گا دجال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جو دجال کے فتنے سے بچ رہے تشریف لا کر انہیں تسلی دینگے ان کے سامنے وہ درجات بیان کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جنت میں تیار کیے ہیں یہ لوگ ابھی اسی کیفیت میں ہونگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئے گی کہ میرے خالص بندوں کو کوہ طور پر لے کر چلے جاؤ کیونکہ میں اب اپنی اس مخلوق کو ظاہر کرتا ہوں جن کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں اس کے بعد یا جوج اور ماجوج ہوگا وہم من کل حزب ینسلون۔ وہ ہر اونچی گھاٹی سے چڑھ کر دوڑیں گے ان میں سے پہلا گروہ جو کثرت میں مذبیوں کے مانند ہوگا طبریہ کے چشمے پر سے گزرے گا تو اس کا تمام پانی پی لیا گا جب دوسرا گروہ آئے گا تو کہے گا کسی زمانہ میں اس مقام پر پانی تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت سب کو لیے کوہ طور پر موجود ہونگے ان مسلمانوں کے لیے اس وقت بیل کی ایک سری سواشر فیوں سے بہتر ہوگی جب مسلمان زیادہ پریشان ہونگے تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ یا جوج اور ماجوج کی گردن میں ایک پھوڑا نکالے گا جس کی وجہ سے صبح کو سب ایسے مرجائیں گے جیسے ایک آدمی مرجاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پہاڑ سے نیچے اتریں گے تو زمین کی کوئی جگہ یا جوج اور ماجوج کی بد بوخون اور پیپ سے خالی نہ ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ سختی اونٹ کی طرح گردن والے جانور بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک دیں گے اس کے بعد ایک سخت بارش ہوگی جس سے کوئی پختہ یا غیر پختہ مکان نہ رک سکے گا اور زمین کو ایسا صاف کر دیگی جیسے آئینہ یا خوب صورت عورت اس کے بعد اللہ تعالیٰ زمین کو حکم فرمائے گا کہ اپنے پھل اگا اور اپنی برکت ظاہر کر تو اس وقت ایک اور کوئی آدمی شکم سیر ہو کر کھائیں گے اور اس انار کے پھلکوں سے سایہ حاصل کریں گے دودھ میں اللہ تعالیٰ اتنی برکت دے گا کہ ایک اونٹنی کا دودھ

ہیں۔ ﴿طبری۔ درمنثور۔ قرطبی﴾ قنادہ نے کہا ہمارے قلب نہیں سمجھتے ﴿طبری درمنثور۔﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔ **بَلَّغْنَهُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِہُمْ فَقلیلًا مَّا یُؤْمِنُونَ**۔ بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے پس یہ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔ لعنت کا مطلب ہے دھکارنا۔ رحمت سے دور کرنا۔ قنادہ سے مروی ہے کہ۔ **فقلیلًا مَّا یُؤْمِنُونَ**۔ ان میں سے بہت تھوڑے ایمان لاتے ہیں ﴿عبدالرزاق۔ درمنثور﴾

قلب چہار قسم کا ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلب چہار قسم کا ہے۔ دل کی پہلی قسم یہ ہے کہ وہ قلب جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے یہ کافر کا قلب ہے۔ دل کی دوسری قسم۔ وہ دل جو الٹا ہوتا ہے یہ منافق کا دل ہے۔ دل کی تیسری قسم۔ وہ قلب جو صاف ہوتا ہے اس میں روشنی کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے یہ مومن کا قلب ہے۔ دل کی چوتھی قسم۔ اور ایک قلب وہ ہوتا ہے جس میں ایمان اور نفاق ہوتا ہے، ایمان درخت کی مثل ہوتا ہے اسے پاک پانی بڑھاتا ہے۔ اور نفاق کی مثال زخم کی مثل ہوتا ہے اسے پیپ اور خون بڑھاتا ہے جو مادہ غا لب آجاتا ہے وہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے ﴿طبری درمنثور﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کو صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں فتنہ کو قلوب پر پیش کیا جاتا ہے پس جو اس کا انکار کرتا ہے اس پر سفید داغ پیدا ہو جاتا ہے اور جو اس کا انکار نہیں کرتا اس کے دل میں سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے پھر قلب پر دوسرا فتنہ پیش کیا جاتا ہے اگر وہ انکار کرتا ہے جس نے پہلے انکار کیا تھا تو اس کے قلب میں سفید داغ مزید پیدا ہو جاتا ہے اور اگر وہ انکار نہیں کرتا تو مزید سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر ایک فتنہ پیش کیا جاتا ہے اگر وہ قلب انکار کرتا ہے تو وہ سفیدی شدید ہو جاتی ہے پھر اس کو کبھی فتنہ نقصان نہیں پہنچاتا اور اگر وہ قلب پہلی دومرتبہ انکار نہیں کرتا تو وہ سیاہ ہو جاتا ہے اور الٹا ہو جاتا ہے وہ حق کو نہیں پہنچاتا اور کبھی برائی کا انکار نہیں کرتا ﴿مسند رک حاکم۔ درمنثور﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں ایمان قلب میں ایک مختصر سفیدی میں ظاہر ہوتا ہے جیسے ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی بڑھتی جاتی ہے جب ایمان مکمل ہوتا ہے تو وہ سفیدی پورے دل کو گھیر لیتی ہے اور نفاق بھی دل میں بالکل چھوٹی سی سیاہی کی مانند ظاہر ہوتا ہے جو نفاق بڑھتا جاتا ہے وہ سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے جب نفاق مکمل ہوتا ہے تو دل بھی مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک صاف دل۔ جس میں چراغ کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے وہ روشن ہوتا ہے دوسرا دل۔ جو غلاف میں لپٹا ہوتا ہے تیسرا دل۔ وہ قلب جو الٹا ہوتا ہے چوتھا دل۔ وہ قلب جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے پس وہ قلب جو صاف و ستر ہوتا ہے وہ مومن کا قلب ہے۔ اس میں اس کا راغاس کا نور ہوتا ہے دوسرا وہ دل جو غلاف میں لپٹا ہوا ہوتا ہے وہ کافر کا دل ہے اور وہ دل جو الٹا ہوتا ہے وہ منافق کا قلب ہے جو پہنچاتا ہے پھر انکار کرتا ہے اور وہ قلب جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے اس میں ایمان اور نفاق ہوتا ہے اور اس میں امان کی مثال ایسے ہوتی ہے جیسے سبزی کی مثال ہے۔ اس کو پاکیزہ پانی بڑھاتا ہے اور اس میں نفاق کی مثال زخم کی مثال ہے اسے پیپ اور خون زیادہ کرتا ہے پس جو مادہ غالب آجاتا ہے وہ دوسرے کو مغلوب کر دیتا ہے ﴿مسند امام احمد﴾ درمنثور ﴿

قلب کی تشریح

قلب۔ ایک عھلی یعنی لحمی گوشت کا بنا ہوا عضو ہے۔ جس کی ساخت نہایت قوی اور مستحکم ہے۔ اور اس کی شکل مخروطی ہے یعنی گاجر کی طرح اس کا بالائی حصہ چوڑا اور زیرین حصہ نوکیلا ہوتا ہے۔ بالائی حصہ کو قاعدہ یعنی تلہ کہتے ہیں۔ اور زیرین حصہ کو ز او یہ یعنی راس کہتے ہیں۔ دل اپنے غلاف کے اندر دونوں پھیپھڑوں کے درمیان سینہ کے اندر ہوتا ہے۔ دل کا قاعدہ چوڑا حصہ تقریباً سینہ کے وسط میں واقع ہوتا ہے۔ اور اس کا راس یعنی زاویہ سر بائیں طرف ہٹا ہوا ہے (ابن قلب) قلب کی حرارت غریزی کا سرچشمہ دوران خون کا مرکز اور روح حیوانی کا مبداء ہے۔ قلب سینہ کے اندر ترچھا اس طور پر واقع ہوا ہے کہ اس کا زیادہ حصہ بائیں طرف واقع ہے یعنی اگر سینہ کے وسط میں کھڑی لکیر اوپر سے نیچے کھینچی جائے تو دل اس خط سے بائیں جانب تین قیراط اور دائیں جانب ڈیڑھ قیراط واقع ہوگا۔ دل کا قاعدہ اوپر پیچھے اور دائیں بائیں جانب کورخ رکھتا ہے اور اس کا زاویہ اس کے برعکس نیچے سامنے اور بائیں جانب کو مائل ہے اور یہ پانچویں اور چھٹی پسلیوں کے درمیان بائیں سرپستان سے تقریباً ڈیڑھ قیراط نیچے اور ایک قیراط اندر کی طرف واقع ہے۔ اگر سینہ پر ایک خط دوسری بائیں پسلی کی گزری کے زیرین کنارے اور دائیں تیسری پسلی کی کری کے بالائی کنارے کے درمیان ترچھا کھینچا جائے تو قلب کا بالائی کنارہ یعنی قاعدہ تقریباً اسی کے مقابل ہوگا اور اگر ایک خط غضروف ہجری یعنی کوڑی کے اس مقام سے شروع کیا جائے جہاں ساتویں پسلی کی کری لگتی ہے اور اسے پانچویں چھٹی پسلیوں کے درمیان سرپستان سے تقریباً ڈیڑھ قیراط نیچے تک پہنچایا جائے تو اس خط کے مقابل قلب کی زیرین حد ہوگی۔ جو حجاب ہا جز پر رکھی رہتی ہے۔ سانس کے کھینچنے اور پھینکنے میں اور شکم کی خالی اور پُر ہونے میں نیز دیگر طبی اور غیر طبی حالات میں قلب کی جگہ مختلف انداز سے بدل جایا کرتی ہیں مثلاً دل کبھی اوپر ہو جاتا ہے اور کبھی نیچے دائیں طرف سینہ کے اندر اگر پانی جمع ہو جائے تو دل بائیں طرف ہٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس۔

انسانی قلب کی پیمائش اور وزن

دل تقریباً پانچ قیراط لمبا ساڑھے تین قیراط چوڑا اور ڈھائی قیراط دبیز یعنی موٹا ہوتا ہے اس کا وزن مردوں میں تقریباً ۲۵ تولہ سے ۳۰ تولہ تک اور عورتوں میں ۲۰ سے ۲۵ تولہ تک ہوتا ہے۔

انسانی قلب کے حصے

دل کا اندرونی خول ایک درمیانی دیوار کے ذریعہ دائیں اور بائیں دو خانوں میں تقسیم ہو جاتا ہے یعنی اس درمیانی دیوار میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔ پھر ان میں ہر ایک خانہ جھلی کے ایک پردہ یعنی کواڑی کے ذریعہ جو پھانک کی طرح کھلتا اور بند ہوتا رہتا ہے۔ بالائی اور زیرین دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے نیچے والے دونوں حصوں کو دل کا بَطْن کہتے ہیں بطن یعنی شکم اور اوپر والے دونوں حصوں کو قلب کا اُذُن کہتے ہیں۔ اذن، کان غرض قلب چار خانوں میں منقسم ہوتا ہے۔ (۱) دایاں اذن (۲) دایاں بطن (۳) بایاں اذن (۴) بایاں بطن۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ قلب میں تین بطن ہیں وہ صحت پر نہیں ہیں قلب میں دو تجوئیں (بطن) ہیں ایک دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف دائیں تجوئیں میں ایسا خون ہے جس میں دُخان یعنی دھواں ہوتا ہے۔ اور روح کم ہوتی ہے اور بائیں بطن میں جو خون ہوتا ہے اس میں روح زیادہ ہوتی ہے

دایاں اُذُن

بائیں کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔ مگر دائیں اذن کی دیواریں پتلی ہوتی ہیں اسی طرح دائیں بطن کی دیواریں بھی بائیں سے باریک ہوتی ہیں۔ اس کے اندر تقریباً تو لہ خون سما سکتا ہے اس میں ہمیشہ وریدی خون سیاہی مائل دونوں جوف سے آتا ہے جو سائیں بطن کی طرف چلا جاتا ہے اور دائیں بطن سے پھیپڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ تاکہ اس خون کا دواں صاف ہو جائے۔ دائیں اذن اور دائیں بطن کے درمیان ایک کواڑی ہوتی ہے جس کے تین پٹ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو سکر ثلاثی یا صمام ثلاثی کہتے ہیں۔ اس کواڑی کا فائدہ یہ ہے کہ دائیں اذن کا خون دائیں بطن میں آسانی چلا جائے مگر پھر وہ واپس نہ لوٹ سکے۔

دایاں بطن

ایک مثلث شکل کا خانہ ہے جو دائیں اذن کے نیچے واقع ہے دائیں اذن کا وریدی خون اس میں آتا ہے جو شریان رِشْوٰی یعنی ورید شریانی کے ذریعہ دائیں بطن سے پھیپڑے تک چلا جاتا ہے۔ دائیں اذن اور دائیں بطن کے درمیانی حلقہ کو فُوْهَةُ الْوَتْنِین کہتے ہیں (مسیحی) یہ دہانہ اندر سے باہر کی طرف جھلیوں یعنی کواڑیوں کے ذریعہ بند ہو جاتا ہے مسیحی یعنی جب اُذُن کا خون اس آ جاتا ہے تو پھر یہ کواڑیاں اس طرح بند ہو جاتی ہیں کہ اس کا خون اُذُن کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جاسکتا (وَتْنِین اور نیاط جوف کے دو نام ہیں) دائیں بطن کا خون پھیپڑے کی طرف جس رگ سے جاتا ہے اسے ورید شریانی کہتے ہیں اس کی ساخت شریانیوں کی طرح ہے۔ اور شریانیوں کی طرح یہ تڑپتی بھی ہے (گیلائی) مگر اس کے اندر جو خون ہوتا ہے اس کے اندر دُخان یعنی دھواں پایا جاتا (مسیحی) اس رگ کی جڑ میں تین پٹ والی ایک کواڑی ہوتی ہے جس کا فعل یہ ہے کہ جب دل سے پھیپڑے کی طرف جانے لگے تو کھل جائے۔ اور پھر اگر وہ واپس ہونے لگے تو بند ہو جاتا ہے (ابن قف) ان کواڑیوں کی شکل ہلالی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا اسم بیکریا صِمَام ہلالی رکھا گیا ہے۔ اور یہاں یہ لگی رہتی ہیں۔ وہاں ان کے پٹ کی تعداد کے موافق تین طرف سے جھول ہوتے ہیں ان کواڑیوں کی شکل و صورت فعل اور ساخت شریان اعظم کی کواڑیوں کے مانند ہے۔

صمام ثلاثی کے تین پٹ ہوتے ہیں

صمام ثلاثی کے تین پٹ ہوتے ہیں اور تینوں مثلث شکل کے ہوتے ہیں ان پٹوں کے چوڑے حصے یعنی قائدے دل کی دیوار سے یعنی فُوْهَةُ الْوَتْنِین سے لگے رہتے ہیں اور ان کے سرے باریک اندر اڈریوں (جَبَال وَنْرِیَّہ) کے ذریعہ قلب کے عضلی اُبھاروں (عُمْد لَحْمِیَّہ) سے لگے رہتے ہیں۔ جبال کا معنی ڈوریاں ہے۔ وَتْر نسیا تانت۔ عُمْد: ستون۔ دل کی یہ اور باقی تمام کواڑیاں قلب کی اندرونی اتر کرنے والی جھلی سے منبتی ہیں جن کے اندر استحکام کی غرض سے قلب کے کچھ عضلی ریشے بھی آ جاتے ہیں

بایاں اذن

بایاں اذن جو وریدی خون قلب کے دائیں بطن سے ورید شریانی شریانی رِشْوٰی نامی رگ کے ذریعہ پھیپڑے میں پہنچتا ہے وہ اپنا دُخان یعنی دھواں وہاں خارج کر دیتا ہے۔ اور پھیپڑے سے ہوا کا ایک مخصوص حصہ لیکر اور نہایت شوخ سرخ ہو کر دوسری رگوں یعنی شریان وریدی ورید رُوٰی کے ذریعہ پھیپڑے سے دل کے بائیں اذن میں پہنچتا ہے شریان وریدی اور ورید شریانی کے دہانے باہم پھیپڑے میں ملے ہوئے ہیں یعنی دونوں کے درمیان عروق شعر بید ذریعہ اتصال ہیں شریان وریدی میں خون اگر نہایت شوخ سرخ (شریانی خون) ہوتا ہے۔ مگر ان کی ساخت وریدوں کی طرح ہے اور وریدوں کی طرح ان میں سکون جاتا ہے۔ بایاں اذن دائیں کی نسبت اگر چہ چھوٹا ہے مگر اس کی سافت زیادہ موٹی اور مستحکم ہے۔ شریان وریدی پھیپڑوں کے قریب بہت سی ہوتی ہیں۔ مگر آخر میں اذن کے قریب چار بڑی رگوں میں جمع ہو کر چار سوراخوں کے ذریعہ بائیں اذن میں تمام ہوتی ہیں۔ اس کے بعد بائیں اذن کا خون بائیں بطن میں جو نیچے ہوتا ہے چلا جاتا ہے۔ بائیں اذن اور بائیں بطن کے درمیان بھی ایک کواڑی ہوتی ہے جس کے دو پٹ ہوتے ہیں اسی درجہ سے اس کو صمام یا سکر ذوالواہین کہتے ہیں ان کا فائدہ بھی دائیں بطن کی کواڑیوں کے مانند یہ ہے کہ جو خون بائیں اذن سے بطن میں آئے وہ پھر لوٹ کر بائیں

اذن میں نہ چلا جائے یعنی آمد کے وقت اس کے پٹ کھل جاتے ہیں اور واپسی کے وقت بند ہو جاتے ہیں

بایاں بطن

مخزلی ساگہ و دم! اگر جرمن ہوتا ہے اور اس کی دیواریں دائیں بائیں کی دیواروں سے زیادہ دیر ہوئی ہے ہیں اس کے اندر شریانی خون بائیں اذان سے آتا ہے جو یہاں سے شریان اعظم اوپلی کے ذریعہ تمام بدن میں تقسیم ہو جاتا ہے خون کے ساتھ روح حیوانی بھی ہوتی ہے جو تمام عضا کو گرم کرتی ہے بائیں بائیں سے چونکہ درد درد کے عضا میں خون دونوں بہو بخشا ہے اس لئے اس بائیں کی دیواریں زیادہ دیر اس کے عضلی ریشے بکثرت اور اس کی قوت انقباض (سکڑنے کی) دائیں بائیں کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہوتی ہے اس میں ایک دہانہ بائیں اذان اور اس کے درمیان کے ذریعہ خون آتا ہے اور دوسرے دہانہ اوپلی کے دہانہ سے خارج ہو کر تمام بدن میں چلا جاتا ہے۔ ان دونوں دہانوں پر دائیں بائیں کی طرح کواڑیاں ہوتی ہیں جن کی مدد سے آیا ہوا خون پھر اسی طرف نہیں لوٹ سکتا جہاں سے وہ آیا ہے چنانچہ اوپلی کے دہانے پر جو کواڑی ہے اس کے پتہ ہلالی شکل کے تین ہیں اس کو صما م حلالی اور صما م ستیتی کہتے ہیں ان شکل و صورت وغیرہ درید شریانی کی کواڑی کی طرح ہے۔ بائیں اذان اور بائیں بائیں کے درمیان جو خون کے آئے کا راستہ اس پر جو کواڑی لگی ہوئی ہے اس کے پتہ دو ہیں اسی وجہ سے اس کو صما م ذوالراستین دوسرے والی کہتے ہیں نیز اسے صما م تاجی کہتے۔ اس کواڑی کی نوک سے بھی نمدار ڈوریاں لگی رہتی ہیں احوال و تریہ (جو دوسری طرف قلب کی دیواروں سے گوشت کے اٹھاروں ستونوں کے ذریعہ چسپاں رہتی ہیں ان اٹھاروں کو محکمہ کہتے ہیں شیخ نے ان کواڑیوں کو سکڑے تشبیہ دی ہے اس کو اس تختہ یا پھاٹک کہتے ہیں جو پانی روکنے کے لئے نہروں میں لگایا جاتا ہے۔ ساخت۔ دل کا بیرونی استر غشا مائی آبدار کا ہے اسی کے مرض سے قلب کے غلاف میں غیر معمولی طور پر پانی جمع ہو جاتا ہے۔ جس کو قلب کا استسقاء کہہ چاہئے استواء ربط اور جو جھلی قلب کے اذان اور باطن میں اندر استر کرتی ہے اسے بطا نہ قلب کہتے ہیں ان دونوں استروں کے درمیان قلب کا خاص جوہر قلب کا عضلی حصہ ہے جس کے ریشوں کے سکڑنے سے قلب سکڑتا ہے قلب میں عروق کے علاوہ اعصاب بھی ہیں جن میں سے بعض کا تعلق دماغی عصب عصب راجح سے بھی ہے۔ وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لَا وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرُونَ ۸۹۰ ترجمہ اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے ہوائی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر نوحہ کرتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی احنت منکروں پر۔ وَ : اور : لَمَّا : جب : جَاءَ : آئی : هُمْ : ان کے پاس : كِتَابٌ : کتاب : قُرْآن : هُنَّ : سے : عِنْدُ : پاس : اللّٰہ : اللّٰہ : مُصَدِّقٌ : تصدیق : لَمَّا : جو اس کی : مَعَهُمْ : ان کے پاس : وَ : اور : كَانُوا : اور وہ تھے : انہوں نے کہا : مِّنْ : سے : قَبْلُ : اس سے قبل : يَسْتَفْتِحُونَ : فتح پائی مانتے ہیں : عَلَى : پر : الَّذِينَ : جن لوگوں : كَفَرُوا : کفر کیا : فَلَمَّا : سو جب : جَاءَ : آیا : هُمْ : ان کے : مَّا : جو : عَرَفُوا : وہ پہچانتے تھے : كَفَرُوا : انکار کیا : كَفَرِيَا : یہ : اس کے ساتھ : فَلَعْنَةُ : لعنت : اللّٰہ : اللّٰہ : عَنِ : پر :

الْكٰفِرُونَ : کفار۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں نبی نصیر اور نبی تریضہ کے یہودی رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے محمد ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے تھے۔ وہ آپ کے وسیلہ سے کفار کے خلاف دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاَلَا نَصْرُنَا عَلَيْنِهِمْ فَيَنْصُرُوْنَ۔ اے اللہ ہم تجھ سے نبی الہی کے واسطے مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری عربوں کے خلاف مدد فرما یاں ان کی مدد کی جانی گئی پھر جب انہوں نے محمد ﷺ کی آمد کو جان لیا اور انہیں کوئی شک نہ رہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دلائل ابوہازہ الباقیم۔ درمنثور۔ پہلی نے دلائل میں مدعی سے البواک اور ابو صالح کے واسطے سے ابن عباس، مرہ، ابن مسعود اور دوسرے کئی صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرب یہود کے پاس سے گزرتے تو وہ انہیں تکلیف پہنچاتے اور وہ محمد ﷺ کا ذکر اپنی کتاب میں پڑھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ وہ نبی محمد ﷺ کو تمہو سے فرمائے تاکہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر عربوں سے جنگ کریں پھر جب محمد ﷺ تشریف لائے تو یہود نے انکار کیا جب کہ نبی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں تھا۔ درمنثور۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے یہود جب مشرکین عرب کے قبائل اسد، غطفان، جہینہ اور خزرجہ سے جنگ کرتے تو ان کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے اور اس طرح دعا مانگتے تھے اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہماری مدد فرمائے گا کہ نبی کے اسم گرامی کے وسیلہ سے اور اس کتاب کے واسطے سے جو تو نے اس پر نازل فرمائے گا جس کا تو نے وعدہ فرمایا کہ تو اسے آخر زمانہ میں مبعوث کرے گا۔ دلائل نبوۃ الازالباقیم۔ درمنثور۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ یہود اور اس دوزخ رج رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عربوں سے مبعوث فرمایا تو انہوں نے اپنی ہی بات کا انکار کر دیا اور آپ ﷺ کو تسلیم نہ کیا۔ معاذ بن جبل، بشر بن البراء اور داؤد بن سلمہ یہود سے کہا اے یہود یو اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تم ہم پر محمد ﷺ کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے ہم مشرک تھے تم ہمیں بتاتے تھے کہ محمد ﷺ کی بعثت ہونے والی ہے تم خود آپ ﷺ کی صفات بیان کرتے تھے۔ سلام بن مکرم نے کہا جو نبی نصیر سے تھا وہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہے جس کا ہم تم سے ذکر کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ﴿تفسیر طبری﴾ کتیب۔ کتاب کی جمع ہے۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے جو تورات اور انجیل کی تصدیق کرنے والا ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾

اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ دینا جائز ہے

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے مشرکین عرب اور کفار کہہ کر فتح و نصرت کی دعا مانگتے

تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْنَا بِاَلِنَّبِيِّ الْمُنْعُوْنِ فِي الْاٰخِرِ الرَّحْمٰنِ الَّذِي نَجِدُ نَعْنَتَهُ فِي السَّوْءِ - اے اللہ اس نبی ﷺ کی برکت سے ہمارے مدد فرما جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوئے جن کا ذکر اخیر توہرات میں پاتے ہیں۔ اور وہ اپنے دشمنوں سے کہتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ نبی آخر الزمان لا تریف لائیں گے اور ہماری تہدیتی کریں گے۔ ہم ان کے ساتھ ہو کر تمہیں عاوا دارم کی طرح قتل کریں گے اور وہ ان کے لیے اعلان الہام کے طور پر تھے۔ عمر بن ثادہ الانصاری سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے تمہارے مشائخ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کو عربوں میں ہم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا ہمارے ساتھ یہود رہتے تھے وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست تھے اور جب ہم ان کوئی تاہیندیدہ امر پہنچاتے تو وہ کہتے ایک نبی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والا ہے اس کی اتباع کریں گے پھر اس کے ساتھ مل کر ہم تمہیں قوم عاوا دارم کی طرح قتل کریں ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ہم نے اتباع کی اور انہوں نے انکار کیا۔ اللہ قسم کا فرمان ہمارے اور یہود کے بارے میں اترا اور طبری۔ درمنثور۔ رسول اللہ ﷺ محتاج بہ کبر و رہمہا جرین کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے یعنی ان کی دعاؤں اور نمازوں کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے اور الکبیر طبرانی کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ان ضعیف لوگوں کی دعا مانگا اور ان غلاموں کی وجہ سے مدد فرمائی اور انہوں نے حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے ارشاد مبارک فرماتے سنا میرے لیے کی ضعیف کو طلب کر دیکر کو تمہیں تمہاری ضعیفوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور مدد کی جاتی ہے اور انہوں نے انکار کیا تھا اور طبری۔ درمنثور۔ ہر نے کہا لَمَّا کا جواب کفر و اے اور لَمَّا کو دوبارہ ذکر کیا گیا ہے۔ کلام کی طول کی وجہ سے یہ گناہ کی تقریر اور تائید کے لیے مفید ہے اور قرطبی۔

کفار پر لعنت کرنا جائز ہے

فَلَعَنَ اللّٰهُ عَلٰی الْکٰفِرُوْنَ - اللہ کی لعنت ہو کافروں پر لعنت اللہ علیہم (مفیر) کی بجائے اسم ظار لایا گیا۔ اس دلالت کی بناء پر کہ لعنت انہیں صرف ان کے کفر کی وجہ سے لاق ہوئی ہے اور فاعل اس دلالت کے لئے ہے کہ لعنت کا ورد کفر کے بعد ہے۔ کفار پر لعنت کا مطلب طرد اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بہشت سے مطلقاً دور کرنا ہے۔ اور جو موتیں گنہگار ہیں ان کے لیے لعنت سے یہی ہے کہ انہیں اس عزت و کرامت سے دور کرنا جو ان گناہوں سے پاک ہیں اور عزت کا وعدہ دیا گیا جو اس گناہ سے بری ہیں۔ لعنت کی تین وجہیں۔ پہلی جو کفر۔ دوسری جو بدعت۔ تیسری جو فسق۔ اور ان میں سے ہر ایک کے تین مراتب ہیں۔ عام وصف سے لعنت کرنا۔ جیسے کہا جا ئے لعنت اللہ علی الکفرین او المصلحین او الفسقة کافرین یا مبتدعین یا فسق پر لعنت۔ وانخراج واراض او اکل الاثم والظلمۃ واکل الربا۔ اس طرح تمام پر مطلقاً لعنت کرنا جائز ہے۔ خارجی رافضی، زانی، یہودی، عسائی، مودود پر لعنت۔ تیسرا۔ ایک یمنین آدمی پر لعنت کرنا۔ یہاں وقت ہے جائز ہے جب کفر شرعاً اس سے ثابت ہو چکا ہو بشرطیکہ اس میں کسی مسلم پر ایذا کا موجب نہ بنے۔

ایک گروہ کو ہٹا ہے کہ یہ پر لعنت نہیں کرنی چاہیے

اور اگر ان کا کفر شرعاً ثابت نہ ہو جیسے کہا جائے لعنت اللہ علی زید او عمرو وغیرہ ہما۔ یمنین اشخاص پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ اس کے خاتمہ کا حال غیر معلوم ہے بہت مرتبہ شہادہ ہے کہ جسے کافر سمجھتے ہیں وہ مرنے سے قبل اسلام لاتا ہے یا اپنی مٹی سے توڑ کر مرنے کا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے اس بناء پر اس پر لعنت کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے۔ حضرت حنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چچا جبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا لیکن پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت کی بشارت دی اور یہی حجت پکڑتے ہیں جو لوگ یہ پر لعنت نہ کرنے کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مکتا ہے کہ اس نے تو یہی ہوا اور اپنے لیے ہوئے فعل سے رجوع کر لیا ہوا اس احتمال سے اس پر لعنت نہ کرنا چاہیے

یہ پر لعنت کرنی چاہیے

اور جو لوگ لعنت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پر کا کفر مشہور ہے اور اس کے شدید پرکاری غیر متواتر ہے اس لیے کہ جب اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا تو اس نے فرمایا عاوا دارم اس نے شراب نوشی کے وقت کہا۔ فَاِنْ خُرِفَتْ يَوْمَنا عَلٰی دِينِ اَخْنَدَ فَيُخَذَ عَلٰی دِينِ الْمَسِيحِ ابْنِ حَنْزَلَمٍ - آج یہ شراب احمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی وجہ سے حرام ہے تو اسے دین عیسوی کی وجہ سے لے کر لی لے۔ اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور ان کے قتل کے امر اور بخود اور دشمنی ہو بخدا لے پر لعنت جائز ہے جیسا کہ سعد الملتہ والد ابن العزازی فرماتے ہیں حق بات یہ ہے کہ یہ پر کا شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمنی ہو جاتا ہے اس سے خوش ہونا مال بیت کی اہانت کرنا اگرچہ اس کے قاتل اہل عاوا دارم یا ہمسائی ہیں تو پھر ہم اس کے شان بکد ایمان میں کیا جنگ کریں بلکہ کہیں گے اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے انصار و عاوا دارم پر لعنت بھیجے۔ الصاحب بن عباد کی حدیث یہی ہے کہ جب ابی میں برف ملا کہ پتے تو یہ شہر پر پڑے۔ قَعْنَةُ الْمُنْفَجِ بِمَاءٍ عَزِيزٍ مُنْفَجٍ عَنِ الْحَنْدَلِ - ان الصبی القلب تر ہر برف بیٹھے پانی کے ساتھ جو کہ قلعہ قلب سے نکلتی ہے۔ پھر کہتے۔ اَللّٰهُمَّ جَذِّدِ الْمُنْعِنِ عَلٰی يَزِيدٍ تَرْجَمِ اے اللہ یہ پر لعنت کی تہدید فرما۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت نہیں کرنی چاہیے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کی تعلیم ہے اس لیے کہ کاتب وحی اور وصال باند اور صاحب ثوبات کی تہرہ

[illegible]

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ - بئسما - بئس۔ کا معنی مڑت ہے اور فعل ذم ہے۔ اس کے چار لغات ہیں۔ بئس۔ بئس۔ بئس۔ بئس۔ مانکرہ منصوبہ بئس کے فاعل کے لیے مفسر ہے۔ ای بئس شبیثا۔ اشتروا صفت ہے۔ اشتري بمعنى باع وابتاع یہاں پر پہلا معنی مراد ہے ﴿روح البیان﴾ سیبویہ کہتے ہیں۔ ما، بئس کا فاعل ہے اور یہ امائے اجناس اور نکرات پر داخل ہوتا ہے فراء نے کہا اس کا معنی ہوگا اشتروا انفسہم بان یکفروا بما انزل اللہ۔ فاشتري بمعنى باع اور بمعنى ابتاع۔ معنی یہ ہے بئس الشئ الذی اختاروا لا تقسم حیث استبدلوا الباطل بالحق والکفر بالایمان۔ بری ہے وہ چیز جو انہوں نے اپنے نفسوں کے لئے اختیار کی اس حیثیت سے کہ انہوں نے حق کو باطل سے بدلا اور ایمان کو کفر سے بدلا ﴿قرطبی﴾ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں۔ اس سے مراد یہود ہیں جنہوں نے قرآن اور محمد ﷺ کا انکار کیا فقط عربوں سے حد کی وجہ سے کیا تھا۔ اشترؤا بہ۔ یہ شرئی سے مشتق ہے۔ جب یہ ضرب بضر ب سے آتا ہے تو بیچنے اور فروخت کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ ﴿سورہ یوسف آیت ۲۰﴾ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کھوٹی میں بیچا۔ فَبَاءَ وَبِغَضْبٍ عَلَى غَضَبِ أَنبِلٍ اور عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے اور قرآن اور محمد ﷺ کے احکام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دوبار ان پر غضب کیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا آتَزَلُ اللَّهُ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو دوسرے لوگوں سے پیدا فرمایا یا دیا ہے اس لئے انہوں نے انکار کو کفر کیا۔ پس وہ اس نبی کے انکار کی وجہ سے بے درپے غضب کے متحق ہو گئے اور غضب کی وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے تورات میں جو کچھ آپ ﷺ کے متعلق احکامات و صفات تھیں ان کو ضائع کر دیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مگر مہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے بے درپے غضب کے متحق ہو گئے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مجاہد سے روایت ہے کہ جو یہود رسول اللہ ﷺ کے ظہور نبوت سے پہلے تورات میں سب چیزوں کی وجہ سے بے درپے غضب کے متحق ہو گئے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءَ وَبِغَضْبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ۔ الہوان سے مشتق ہے۔ یہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کا مقصود ہے۔ ﴿قرطبی﴾ کافروں کے لئے اہانت اور ذلت والا عذاب ہے۔ مُهِينٌ۔ هَوْنٌ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے ہلکان ﴿نہی﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُوْمٌ مِّمَّا نَزَّلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَاٰهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَاءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنًا

مَیْنِیْنَ ۹۱۰ ترجمہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ اس پر جسے اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اس ایمان لائے ہیں جو ہم پر اتاری گئی ہے اور کفر کرتے ہیں اس کے علاوہ (دوسری کتب کے ساتھ حالانکہ وہ بھی حق ہے تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے آپ فرمائیے پھر تم کیوں قتل کرتے رہے اللہ کے نبیوں کو اس سے پہلے اگر تم (اپنی کتاب تورات پر ہی) ایمان رکھتے تھے۔ وَ : اور : اِذْ : جب : قَبِلْ : کہا گیا : لَهُمْ : ان کے لیے : آمَنُوا : ایمان والے : بِنَا : جو اس پر : اَنْزَلَ : اتارا۔ نازل کیا : اللّٰهُ : اللہ : قَالُوا : وہ کہتے ہیں : نُوْهُنَّ : ہم ایمان لاتے ہیں : بِنَا : اس پر : اَنْزَلَ : جو اتارا گیا : عَلَيْنَا : ہم پر : وَ : اور : يَكْفُرُوْنَ : کفر کرتے ہیں : بِنَا : اس سے جو : وَرَاۤءَ : اس کے سوا : وَ : اور : نَعُوْ : وہ : الْحَقُّ : سچ : مُصَدِّقًا : تصدیق کرنے والا : لَمَّا : اس کے جو : مَعَهُمْ : ان کے پاس : قُلْ : فرمادو : فَلِمَ : پس کیوں : تَقْتُلُوْنَ : تم قتل کرتے رہے : اَنْبِيََاءَ : نبیوں : اللّٰهُ : اللہ : مِنْ : سے : قَبْلُ : پہلے : قُلْ : اِنْ : اگر : كُنْتُمْ : تم ہو : مُّؤْمِنِيْنَ : مومنین :

[illegible]

غافل دلوں کا علاج

عافل قلوب کا علاج پانچ باتوں سے ہوتا ہے۔ (۱) وعظ و نصیحت (۲) تخويف (۳) ترغيب کی محاسل میں بیٹھنا۔ اولیاء اللہ کے واقعات سننا۔ اس طرح سے قلب نرم ہو جاتے ہیں اور شامل الی اللہ ہو جاتے ہیں۔ (۴) موت کو زیادہ یاد کرنا کیونکہ اس سے نفس کی خواہشات مٹتی ہیں اس لیے موت کا کام بھی ہے کہ جماعتوں کو منشر کرتی ہے اور بچوں کو یتیم کرنی ہے (۵) جس کو سکرات جاری ہو اس کو دیکھنا کیونکہ موت والے اور اس کی سکرات پر نگاہ ڈالنا نفس کی لذتوں کو ختم کرتی ہے اور دل کی خوشیوں کو بھگاتی ہے اور نیند کو دفع کرتی ہے... اور خوشی کو دور کرتی ہے۔ نیک عمل کے لیے برا بیگنیہ کرتی ہے۔ اور موت کے لیے عورت یا مرد تیار رہتا ہے کیونکہ یہ کیفیت بھی کچھ ایسی ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِئِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَ بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ٩٤٥ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ

بشری لاکھ ملین ۷۵۰ میں سے ایک کو جو تکلیف دہ اور بے رحم ہو تو اس نے تو تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن نازل کیا اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت و بشارت
لِّلْكَافِرِينَ ۹۸۵ ترجمہ تم فرمادو جو تکلیف دہ اور بے رحم ہو تو اس نے تو تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن نازل کیا اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت و بشارت
مسلماؤں کو جو تکلیف دہ اور بے رحم ہو تو اس نے تو تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن نازل کیا اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت و بشارت
: عَذُو : دُشْمَن : الْجَبْرِئِل : جبرائیل کا : فَائِئَةُ : پس تحقیق اس نے : نَزَّلَهُ : اس کو نازل کیا ہے : عَلٰی : اوپر : قَلْبِكَ : تیرے

قلب کے : بِأَذْنِ : ساتھ حکم : اللہ : اللہ کے : مُصَدِّقًا : سچا کرنے والا ہے : لَمَّا : اس چیز کے لیے : بَنِينَ : درمیان : يَذِيهِ : ان کے - آگے : وَ : اور : هَذِي : ہدایت : وَ : اور : بُشْرَى : خوشخبری : لِلْمُؤْمِنِينَ : مومنین کے لیے : مَنْ : جو : كَانَ : کوئی ہے : غَدُوٌّ : دشمن : اِلَّا : اللہ : اللہ کا : وَ : اور : تَمْلِكُكَتِه : اس کے فرشتے کا : وَ : اور : رُسُلِه : اس کے رسولوں کا : وَ : اور : جَبْرِائِلَ : جبرائیل کا : وَ : اور : مِيكَائِلَ : میکائیل : فَإِنَّ : پس بے شک : اللہ : اللہ : غَدُوٌّ : دشمن ہے : لِّلْكَافِرِينَ : کافروں کے لیے :

شان نزول - قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِائِلِ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو) تو عبد اللہ بن صوری یا یہودی اپنی جماعت کے ساتھ جو فدک میں رہتا تھا اس نے حاضر ہو کر عرض کی اے محمد ﷺ ہمیں چند باتوں کے متعلق فرمائیے۔ یہ جو ہم سوال کریں گے نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں بتا سکتا آپ نے فرمایا بتائیے۔ اگر میں نے آپ کو بتائیے تو آپ کو میری فرماں برداری کرنی ہوگی انہوں نے کہا صحیح ہے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے چار سوال کرتے ہیں۔ آپ کی نیند کیسی ہے۔ کیونکہ ہمیں علم دیا گیا ہے کہ آخر الزماں نبی ﷺ کی نیند یوں ہوگی کہ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار ہوتا ہے اس نے عرض کیا صدقت آپ نے سچ فرمایا۔ فرمائیے بچہ باب سے ہوتا ہے یا والدہ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہڈیاں عصب عروق والد سے ہوتے ہیں اور خون، گوشت، ناخن، بال والدہ سے ہوتے ہیں۔ اس نے کہا صدقت آپ نے سچ فرمایا پھر پوچھا کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے جس میں احوال یعنی ماموں کی کوئی علامت بھی اس میں نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس میں ماموں کی مشابہت تو ہوتی ہے لیکن چچا کی کوئی علامت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جس کا پانی غالب ہو گیا اسی سے مشابہت ہوتی ہے۔ اس نے کہا صدقت آپ نے سچ فرمایا۔ اور اس کھانے کے بارے عرض کیا کہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لیے حرام کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہوئے۔ ان کو عرق النساء کی بیماری تھی۔ تو آپ نے منت مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء دے تو میں اپنے لیے اپنا محبوب ترین کھانا۔ یہ محبوب کھانا اونٹ کا گوشت تھا۔ اور محبوب ترین مشروب۔ یہ محبوب ترین مشروب اونٹنی کا دودھ تھا۔ حرام قرار دوں گا۔ اس نے کہا صدقت یا محمد یا محمد ﷺ آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا جنت میں سب سے پہلے کون سا کھانا دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مچھلی کا گوشت۔ اس نے عرض کیا صدقت آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے کہا اب صرف ایک سوال رہ گیا ہے اگر آپ اس کا صحیح جواب دے دیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی فرماں برداری بھی کروں گا۔ وہ سوال یہ ہے کہ آپ کے پاس کون سا فرشتہ آتا ہے جو عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اس نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے کیونکہ وہ عذاب کا فرشتہ ہے جو قتال و عذاب اور کشتیوں کے ٹوٹنے اور تکالیف کے احکام نازل کرتا ہے ہمارے احکام لانے والا فرشتہ تو حضرت میکائیل علیہ السلام ہے کیونکہ وہ رحمت کا فرشتہ ہے جو برسات اور خوشخبریاں اور فرانی رزق کے احکام نازل فرماتا ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تمہارے ساتھ عداوت شروع ہوئی؟ تو اس نے کہا اس نے تو کئی مرتبہ ہمارے ساتھ دشمنی کی اور ہم سے سخت عداوت رکھتا ہے چنانچہ ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم سنایا کہ بیت المقدس ایک مرد کے زمانہ میں خراب ہوگا جس کا نام بخت نصر ہے۔ پھر جب اس کی خرابی کا وقت آیات بھی ہمیں بتایا جب اس نے خرابی کی خبر دی تو ہم نے اپنے نبی اسرائیل میں سے ایک بہادر شخص اس کی طلب میں بھیجا تو وہ اس کی طلب میں بابل پہنچا یعنی عراق تو وہاں ایک لڑکا پایا جو نہایت کمزور تھا اس نے اسے پکڑ کر مارنے کا ارادہ کیا تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے روکا اور کہا اگر اس کریم نے اسی کو تمہاری ہلاکت کے لیے مسلط کیا ہے تو تم اس کے ایک بال کا بھی نقصان نہیں کر سکتے اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر بلا وجہ کیوں مارتے ہو تو ہمارے لوگ اس بات کو مان کر واپس آئے اور بخت نصر جوان ہوا اور بادشاہ بن کر ہمارے ساتھ لڑا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالا اور ہمارا قتل کیا۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نبوت کے لیے حکم فرمایا کہ بنی اسرائیل کو دے تو اس نے ہماری بجائے کسی اور کو دے دی۔ اس وجہ سے ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں میکائیل علیہ السلام بھی اس کے دشمن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا جیسے تم کہتے ہو وہ ایسے نہیں ہیں وہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔۔۔ پھر جو ایک کا دشمن گا وہ دونوں کا دشمن ہوگا اور جو ان دونوں کا دشمن ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن گا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿ہیثمی طبری۔ درمنثور۔ روح البیان﴾ عبدالرحمن بن ابی بعلی سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا کہ جبرائیل جس کا ذکر تمہارا ساتھی کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے ملائکہ، رسولوں، جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ ان کافروں کا دشمن ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ﴿طبری﴾

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِائِلِ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ان کو فرمادے اگر یہ یہود حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دشمن ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کا دشمن ہے۔ غَدُوٌّ - اس کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا۔ دشمن بھی حد سے تجاوز کرتا ہے اس لیے اس کو دشمن کہتے ہیں۔ اگر کوئی بھی کسی کے ساتھ دشمنی کرے تو اس کو عدد کہتے ہیں۔

جَبْرِائِلِ - جبریل عبرانی نام ہے جبر اور ایل سے مرکب ہے۔ جبر کا معنی عبد یعنی بندہ اور ایل کا معنی اللہ ہے۔ جس کا معنی ہے عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جبریل کا معنی عبد اللہ میکائیل کا معنی عبد اللہ اور ہر نام جس میں ایل ہو وہ عبد اللہ کے معنی میں ہے ﴿ہیثمی﴾ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا جبریل کا نام عبد اللہ اور اسرائیل کا نام عبد الرحمن ہے ﴿مسند امام احمد﴾ علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل کا نام عبد اللہ اور میکائیل کا نام عبد الرحمن ہے وہ جو ہر چیز ایل کی طرف لوثی ہو وہ اللہ کی عبادت کرنے والی ہے ﴿تفسیر طبری﴾ مکرمہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جبرائیل کا معنی عبد اللہ اور میکائیل کا معنی عبد اللہ ہے اور فرمایا الا ان کا معنی اللہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَزِفُّونَ فَيُؤْمِنُونَ مِنَ الْآوِ۔

اِذْمَعَتْ ﴿سورۃ التوبۃ آیت ۱۰﴾ کسی مومن میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ - إِنَّهُ میں ضمیر دو معانی کا احتمال رکھتی ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ اللّٰهَ نے جبرائیل کو آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا۔ دوسرا مطلب ہے۔ فَإِنَّ جِبْرِیْلَ - جبریل نے قرآن کو آپ کے قلب پر نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دل کو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ عقل، علم اور معرف کے حصول کی جگہ ہے۔ بِإِذْنِ اللّٰهِ - اللہ کے حکم سے۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن مجید کو اپنی مرضی سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں نہیں نازل کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتارا۔ اے یہود یو پھر یہ تمہارا دشمن کیسا ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم سے قرآن نازل کیا اور اس پر آپ کے قلب پر اس کو مربوط کر دیا۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ - یہ قرآن پہلی نازل شدہ کتابوں کی آیات کی اور ان رسل کی تصدیق کرنے والا ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ - اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کے قلب میں نازل فرمایا۔ کیونکہ قلب ہی قرآن مجید کو سمجھتا ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ - یہ قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی تورات، زبور اور انجیل کو سچا کہتا ہے۔ لیکن آج کل جو یہ کتابیں موجود ہیں ان میں رد و بدل کیا گیا ہے۔ قادم سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ - تورات انجیل کی قرآن تصدیق کرنے والا ہے۔ - وَهَدَىٰ وَبَشِّرِ لِلَّهِ مَنِينَ - اللہ تعالیٰ نے جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر کتب نازل فرمائیں اس سے یہ قرآن زیادہ کامل ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو سراپا ہدایت اور مومنین کے لیے عمدہ بنایا ہے کیونکہ مومن جب قرآن سنتا ہے تو اسے قلب میں محفوظ کرتا ہے اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے اس طرح وہ یقین کی دولت کو ہر لمحہ سمیٹتا رہتا ہے ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ﴾ - شان نزول - امام ابن جریر نے عبید اللہ العنکی کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہو سے فرمایا تم میں سے اس کتاب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو تم اس میں یہ پڑھتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی کہ تمہارے پاس رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا یہود نے عرض کی۔ یقیناً ہم آپ کا ذکر اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں لیکن ہم آپ کو اس لئے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ آپ اموال کو حلال کرتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ والی آیت مبارکہ نازل فرمائی ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿وَمَلِكَيْتِهِ وَرُسُلِهِ﴾ - اللہ نے فرمایا جو تمام فرشتوں اور تمام رسولوں کا دشمن ہے وہ - وَجِبْرِیْلَ - کا بھی دشمن ہے وہ - وَمِیْکِیْلَ - کا بھی دشمن ہے فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِیْنَ۔ پس پس بیشک اللہ تعالیٰ بھی ان کا دشمن ہے۔ جِبْرِیْلَ - عکرمہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جبر کا مطلب عبد اور ایل سے مراد اللہ ہے۔ - وَمِیْکِیْلَ - اور میک کا مطلب ہے عبد اور ایل سے مراد اللہ ہے۔ - اِسْرَافِیْلَ - اسراف کا معنی ہے عبد اور ایل کا معنی ہے اللہ ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿مُحَمَّدٌ﴾ مصلحت سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں وہ جبریل اور میکفیل پڑھتے تھے۔ جبریل کے چھ لغات ہیں۔ (۱) جِبْرِیْلَ (۲) جِبْرِیْلَ (۳) جِبْرِیْلَ (۴) جِبْرِیْلَ (۵) جِبْرِیْلَ (۶) جِبْرِیْلَ - حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ جبرائیل باتیں کر رہے تھے اچانک آسمان کا افق پھٹ گیا جبرائیل اپنے آپ کو پست کرنے لگے اور اکٹھے ہونے لگے اور زمین کے قریب ہونے لگے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک فرشتہ آگیا اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور تجھے بادشاہ نبی اور عبد نبی بننے کا اختیار دیتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل نے میری طرف اپنے ہاتھ سے تو واضح کرنے کا اشارہ کیا تو میں جان گیا کہ وہ مجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ میں نے فرمایا میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں وہ فرشتہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل میں نے تجھ سے اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ کیا تھا پھر میں نے تیری حالت دیکھی تو تجھ سے سوال نہ کیا اے جبرائیل یہ کون تھا؟ جبرائیل نے عرض کی یہ اسرائیل فرشتہ تھا اللہ نے جس دن سے اسے پیدا فرمایا ہے یہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہے اور نظر نہیں اٹھاتا اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستونوں و نوروں میں جو نور اس کے قریب ہوتا ہے پھٹ جاتا ہے لوح محفوظ اس کے سامنے ہے جب اللہ تعالیٰ آسمان میں یازمین میں کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو لوح محفوظ بلند ہوتی ہے۔ یہ اپنی پیشانی اٹھاتا ہے اور اس میں دیکھ لیتا ہے اگر وہ کام میرے متعلق ہو تو یہ مجھے حکم دیتا ہے اگر میکائیل کے متعلق ہو تو اسے اس کا حکم دیتا ہے اور اگر وہ کام ملک الموت کے ہو تو اسے حکم دیتا ہے میں نے پوچھا جبرائیل تیری کیا ڈیوٹی ہے فرمایا فرمایا ہواؤں اور لشکروں پر میری ڈیوٹی ہے۔ میں نے پوچھا میکائیل کی کیا ذمہ داری ہے جبرائیل نے عرض کی نبادات اور بارش کی ذمہ داری اس کے سپرد ہے میں نے فرمایا ملک الموت کی کیا ذمہ داری ہے جبرائیل نے کہا وہ روحیں قبض کرتا ہے میرا خیال تھا کہ وہ قیامت کے قیام کے ساتھ اتارے جو آپ نے اس کی آمد کے وقت میری کیفیت دیکھی تھی اس کی وہ قیامت کے قیام کا خوف ہے ﴿شعب الایمان﴾ امام ابن حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جبرائیل کا نام ملائکہ میں خادم اللہ ہے۔ یعنی اللہ کا خادم۔ امام ابو نعیم نے الحلی میں عکرمہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں حضرت جبرائیل نے کہا میرا رب مجھے کسی کام کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ کام میں کروں تو میں تقدیر کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے سبقت لے چکی ہوتی ہے۔ ابوالشیخ نے موسیٰ بن عائشہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جبریل آسمان والوں کا امام ہے۔ ابوالشیخ نے عمر بن مرہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل کی ہوا پر متعین ہے۔ یہی ہے الشعب میں ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو لوگوں کی حوائج ضروریات پر متعین فرمایا ہے جب مومن دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرائیل اس کی حاجت کو روک لے کیونکہ میں اس کی دعا پسند کرتا ہوں۔ جب کا فردعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرائیل اس کی حاجت کو پورا کر دے کیونکہ میں اس کی دعا کو پسند کرتا ہوں ﴿شعب الایمان﴾ ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عائشہ سے

روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل کو فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں تیری صورت کو دیکھوں جبرائیل نے عرض کی کہ کیا آپ پسند کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی فلاں وقت رات کو قبیح الفرقہ میں میں آپ کو اپنی صورت دکھاؤں گا جبرائیل اپنے وعدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ نے پروں میں سے ایک پر پھیلا یا تو اس نے آسمان کے افق تک ڈھاپ لیا حتیٰ کہ آسمان سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ امام احمد اور ابوشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جبرائیل کو اترتے ہوئے دیکھا اس نے کائنات کو بھر دیا اور اس پر سندس کالباں تھا اور ان کے ساتھ موتی اور یا قوت جڑے ہوئے تھے ﴿کنز العمال﴾

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ مَّبِينَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۙ ۹۹۰ ترجمہ اور بیشک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل فرمائیں ان کے انکاری نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ۔ وَ : اور : لَقَدْ : البتہ۔ تحقیق : أَنْزَلْنَا : ہم نے نازل کی : إِلَيْكَ : تیری طرف۔ آيَاتٍ : آیتیں : مَبِينَاتٍ : واضح۔ کھلی۔ ظاہر : وَ : اور : مَا : نہیں : يَكْفُرُ : وہ کفر کرتے ہیں : بِهَا : اس کے ساتھ : إِلَّا : مگر : الْفَاسِقُونَ : فاسق۔ بدکار : شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں ابن صوری نے رسول اللہ ﷺ سے

کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی شے نہیں لائے جو ہم جانتے ہوں اور ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی ظاہری آیت نازل فرمائی ہے۔ اس وقت رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ مَّبِينَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿طبری۔ درمنثور۔ قرطبی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ سے قبل اوس اور خزرج پر نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح مانگتے تھے، جب آپ کی بعثت عربوں میں ہوئی تو انہوں نے اپنے قول کا انکار کرتے ہوئے کفر کیا۔ جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یہود اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسلام قبول کرو تو ہم پر رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے، ہم مشرک تھے اور ہم تم ہمیں آپ کی بعثت اور شانوں سے آگاہ کیا کرتے تھے تو بعض نے کہا یہ ایسے معجزات لے کر نہیں آئے جن کا بیان ہم تم سے کیا کرتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿کبیر﴾ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رب العزت کے فرمان ہے وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ مَّبِينَاتٍ۔ ہم نے آپ کی طرف واضح آیتیں اتاریں آپ ان پر ان آیات کی تلاوت فرماتے ہیں صبح اور شام ان کو آگاہ فرماتے ہیں۔ اور آپ ان کے پاس امی ہیں جس نے کسی انسان کے پاس کوئی نہیں تلاوت کی اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اس کے بارے میں بھی آپ ان کو خبر دیتے ہیں اس میں ان کے لیے بیان اور عبرت ہے اور ان کے خلاف حجت ہے اگرچہ حقیقت کو جان

لیتے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ بَيِّنَاتٍ۔ قاضی کہتے ہیں اس مراد قرآن ہے ﴿کبیر﴾ فَا يَسْقُونَ يَفْتَقُونَ۔ یہ فق سے مشتق ہے۔ یہ فاسق کی جمع ہے معنی ہے باہر ہو۔ نکل جانا۔ تمام کافر فاسق ہیں۔ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے گا وہ فاسق کہلائے گا کیونکہ وہ ایمان کی حد سے باہر ہو گیا۔ یعنی کافر اور غیر کافر فاسق کا اطلاق ہوا۔

أَوْ كَلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۙ ۱۰۰ ترجمہ کیا کہ جب کبھی انہوں نے عہد کیا تو پھر توڑا اسے انہیں میں سے ایک گروہ نے بلکہ ان کے زیادہ تر ایمان نہیں لائے۔ أَوْ : آيا : كَلَّمَا : جب : عَاهَدُوا : انہوں نے عہد کیا : عَهْدًا : عہد : نَبَذَهُ : اس کو پھینک دیا :

فَرِيقٌ : گروہ۔ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ : ان میں سے : بَلْ : بلکہ : أَكْثَرُهُمْ : اکثر : هُمْ : ان کے : لَا : نہیں : يُؤْمِنُونَ : ایمان لاتے : شان نزول۔ امام مالک بن الصیف کہتے ہیں جب رسول کریم ﷺ کی بعثت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جو یہود سے محمد ﷺ کے بارے میں میثاق لیا تھا اس کا ذکر ہوا تو یہودیوں نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو محمد ﷺ کے بارے میں کوئی ایسا عہد نہیں لیا گیا اور نہ کوئی وعدہ لیا گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿درمنثور﴾ أَوْ كَلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا۔ الَّذِينَ عَاهَدَتْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْتَقِضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ پ ۱۰ سورة الانفال آیت ۵۶ ترجمہ وہ جن سے تم نے عہد کیا تھا پھر ہر مرتبہ اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ سیبویہ فرماتے ہیں۔ یہاں عطف واؤ کے لئے ہے اس پر الف سوائیہ ہے یعنی استفہامیہ ہے ﴿قرطبی۔ روح البیان﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں نَبَذَهُ کا معنی تقضہ ہے اس کا معنی ہے توڑنا ﴿طبری﴾ ابن جریج سے نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ۔ کے تحت مروی ہے کہ زمین پر وہ کوئی بھی عہد کرتے تو توڑ دیتے تھے ایک

دوسرے دن توڑ دیتے تھے فرماتے ہیں عبد اللہ کی قرأت میں تَقْضُهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ہے ﴿طبری﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اللَّهَ وَرَاءَ ظُهُرِهِمْ كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ترجمہ اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

وَ : اور : لَمَّا : جب : جَاءَهُمْ : ان کے پاس آیا : رَسُولٌ : رسول : مِّنْ : سے : عِنْدُ : نزدیک : اللَّهَ : اللہ : مُصَدِّقٌ : تصدیق کرنے والا : لِمَا : جب۔ اس کے لیے : مَعَهُمْ : ان کے پاس : نَبَذَ : پھینک دی : فَرِيقٌ : گروہ : مِّنْ : سے : الَّذِينَ : جو ان میں : أُوتُوا : دیے گئے ہیں : الْكِتَابَ : کتاب : اللَّهَ : اللہ : وَرَاءَ : پیچھے : ظُهُرِهِمْ : اپنی پیٹھ : كَانَهُمْ : گویا کہ وہ : لَا : نہیں : يَعْلَمُونَ : جانتے۔ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اللَّهَ وَرَاءَ ظُهُرِهِمْ كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ کِتَابَ اللہ۔ اللہ کی کتاب۔ اس سے مراد تورات ہے۔ نَبَذَ۔ کی وجہ سے یہ منصوب ہے۔ سدی فرماتے ہیں انہوں نے تورات کو چھوڑ دیا اور آصف بن برخیا کی کتاب اور ہاروت ماروت کے سحر کو اپنا لیا ﴿طبری﴾ بعض

و : اور : اتَّبَعُوا : انہوں نے اتباع کیا : مَا : جو : تَتَلَّوْا : تلاوت کرتے تھے : الشَّيْطَانُ : شیطاں : عَلٰی : میں۔ سچ : مُلْك : بادشاہت : سَلِّمُنْ : سلیمان : وَ : اور : مَا : نہیں : كَفَر : کفر کیا : سَلِّمُنْ : سلیمان : وَ : اور : لَكِنْ : لیکن : الشَّيْطَانُ : شیطاں : كَفَرُوا : کفر کیا تھا : يَعْلَمُونَ : سکھاتے تھے : النَّاس : لوگ : السِّحْر : جادو۔ سحر : وَ : اور : مَا : جو : اُنْزَلَ : نازل کیا۔ اتارا : عَلٰی : اوپر : الْمَلَائِكِ : دفرشتے : بَابِل : بابل میں۔ سچ : بَابِل : ہاروٹ : وَ : اور : مَا رُوْتُ : ماروت : وَ : اور : مَا : نہیں : يَعْلَمِنْ : وہ دونوں سکھاتے تھے : مِنْ اَحَد : کسی کو : حَتَّى : حتیٰ۔ یہاں تک کہ : يَقُولَا : وہ دونوں کہتے : اِنَّمَا : سوائے : نَحْنُ : ہم : فِتْنَةً : فتنہ۔ امتحان۔ آزمائش : فَلَا : پس مت : تَكْفُرْ : تم مت کافر ہو : فَيَتَعَلَّمُونَ : پس سیکھتے ہیں : مِنْهُمَا : ان دونوں سے : مَا : وہ چیز جو : يَفْرِقُونَ : جدائی ڈالتے ہیں : بِه : اس کے ساتھ : بَيْن : درمیان : الْمَرْء : مرد : وَ : اور : زَوْجِه : اس کی بیوی۔ اس کی زوجہ : وَ : اور : مَا : نہیں : هُمْ : وہ : بِضَارَيْنِ : ضرر پہنچانے والے : بِه : اس کے ساتھ : مِنْ اَحَد : کسی ایک کو : اِلَّا : مگر : بِاِذْن : ارادہ کے ساتھ : اللہ : وَ : اور : يَتَعَلَّمُونَ : وہ سیکھتے ہیں : مَا : وہ جو : يَضُرُّهُمْ : ان کو نقصان دیتی ہے : وَ : اور : لَا : نہ : يَنْفَعُهُمْ : ان کو نفع دیتی ہے : وَ : اور : لَقَدْ : تحقیق۔ البتہ : عَلِمُوا : وہ جانتے ہیں۔ وہ علم رکھتے ہیں : لَمَنْ : جو کوئی۔ جس نے : الشَّتْرَه : اس کو خریدا : مَا : نہیں : لَه : اس کے لیے : فِی : میں : الْاٰخِرَه : آخرت : مِنْ : کچھ : خَلَق : حصہ : وَ : اور : لَبِئْس : البتہ برا ہے : مَا : جو کچھ : شَرُّوا : فروخت کیا : بِه : اس کے بدلے : اَنْفُسَهُمْ : اپنی جانوں کو : لَوْ : اگر : كَانُوا : ہوتے : يَعْلَمُونَ : جانتے۔

شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں شیطان چوری چھپے آسمان سے باتیں سنتے تھے پھر جب کوئی ایک کلمہ سچ سن لیتا تو اس پر ہزار جھوٹ بولتا پس لوگوں کے قلوب میں یہ جھوٹ رچ بس گئے اور انہوں نے ان جھوٹی باتوں کو مدون کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کو اس پر مطلع فرمادیا آپ نے وہ ساری کتابیں جمع کر کے انہی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔ جب حضرت سلیمان کا وصال ہوا تو شیطان راستہ پر کھڑا ہو گیا اور کہا میں تمہاری سلیمان کے خزانے پر رہنمائی نہ کروں ان کے اس محفوظ خزانے کی مثل کسی کے پاس خزانہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہاں بتا دے لوگوں نے ان کتابوں کو آپ کی کرسی کے نیچے سے نکالا تو وہ جادو کی کتابیں تھیں تو مومن نے ان کو متواثر نقل کیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی برأت نازل فرمائی اس جادو کے متعلق جو لوگ آپ کی طرف نسبت کرتے تھے فرمایا **وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ** آخر تک نازل ہوئی ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کا کھاری و کا تب تھا اور وہ اسم اعظم کا جانتا تھا وہ ہر شے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے لکھتا تھا اور اسے آپ کی کرسی کے نیچے دفن کرتا تھا حضرت سلیمان کا انتقال ہوا تو شیطان نے وہ تحریریں نکال لیں اور ان کی ہر سطروں کے درمیان جادو اور کفریہ عبارتیں لکھ دیں۔ شطانوں نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام ان پر عمل کرتے تھے پس جاہل لوگوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور آپ کو برا بھلا کہا ان کے علماء اس مسئلہ میں توقف کر گئے اہل لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر آپ کی برأت نازل فرمائی **وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ** آخر تک نازل ہوئی ﴿طبری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے

ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکمرانی ختم ہوئی تو جنوں اور انسانوں میں سے چند گروہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے خواہشات کی پیروی کی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو پھر بادشاہی مل گئی تو لوگ دین پر عمل پیرا ہو گئے آپ ان شیطانوں کی کتابوں پر غالب آ گئے۔ اور انہیں اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا۔ پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا تو جن اور انسان اپنی کتابوں پر غالب آ گئے انہوں نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے جو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل کی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے ہم سے چھپائے رکھا تھا پس انہوں نے تدبیر سے دے کر اسے دین بنادیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَاتَّبِعُوا مَا نَزَّلْنَا مِنَ الْكِتَابِ وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلِينَ وَلَا الْآخِرِينَ** آخر تک نازل ہوئی۔ وہ لوگ اس خواہشات کی پیروی کرتے تھے جو شیاطین ان کے پاس پڑھتے تھے یہ لوہب کے آلات تھے اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتی تھی ﴿درمنثور﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **مَا تَتْلُوا** کا مطلب ما تتبع یعنی اتباع کرنا کیا ہے ﴿طبری﴾ درمنثور قرطبی ﴿عطاء فرماتے ہیں مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ﴾۔ (یہ تلو سے مشتق ہے) **تَتْلُوا** تقریر و تلاوت کرنا کیا ہے یعنی جو وہ بیان کرتے تھے ﴿طبری﴾ قرطبی ﴿ابن جریج فرماتے ہیں - **عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ** کا معنی **فِي مُلْكٍ سَلِيمٍ**۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں ﴿طبری﴾ مدی فرماتے ہیں یہودیوں نے حضرت محمد ﷺ سے تورات کے ساتھ معارضہ کیا تو تورات اور قرآن مجید عقائد و نظریات میں متفق پایا تو انہوں نے تورات کو چھوڑ دیا اور آصف کی کتاب اور ہاروت اور ماروت کے جادو کو لیا محمد بن اسحاق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر رسولوں میں فرمایا تو ان کے کسی عالم نے کہا محمد ﷺ کہتا ہے سلیمان بن داؤد علیہ السلام نبی تھا اللہ کی قسم! تو وہ جادوگر تھا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿قرطبی﴾ **وَلَكِنَّ الشَّيْطَانِ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ**۔

جادو کی اقسام۔ کلدانی اور کسدانی کا سحر جو قدیم زمانہ میں تھا ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور انہیں عالم میں متصرف مانتے تھے کہتے خیر، شر، سعادت اور نحوست ان کی وجہ سے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ ان کے عقائد اور مذہب کا رد کرے۔ **وَكَذٰلِكَ نُرِي اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ** ﴿پ سورۃ الانعام آیت ۷۵﴾ اور اسی طرح ہم حضرت ابراہیم کو دکھاتے ہیں تمام بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ کفریہ دھندانہ آپ کے مشورہ سے تھا اور نہ آپ کی رضا سے تھا یہ تو ایسی چیز تھی جو شیطانوں نے خود گھڑی تھی جادو کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جو شیاطین سکھاتے تھے۔ ایک وہ جو ہاروت اور ماروت فرشتے سکھاتے تھے ﴿طبری﴾ ایک وہ جادو جو بابل شہر میں ہاروت اور ماروت ان کی ضد کے بعد سکھاتے تھے اس جادو کا نام کلدانی تھا یہی سحر مشہور تھا۔

السِّحْرُ کا معنی ہے جھپی شے۔ حیلوں اور خیالوں سے شے کو کچھ اور بنا کر دکھانا۔ جو ہری نے کہا سحر کا معنی **الْاُخْذُ** ہے۔ ہر وہ چیز جس کا ماخذ لطیف ہو اور باریک ہو وہ سحر ہے ﴿قرطبی﴾ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ وسوسہ اور امراض ہے۔ اس کی اصل طلسم ہے جو ستاروں کی تاثیر پر مبنی ہے جیسے فرعون کی لاٹھیاں کے متعلق سورج کی تاثیر۔ یا اس میں شیاطین کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی مشکل کو آسان کریں ﴿قرطبی﴾ **يُخَيِّلُ الْاَيْنِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنْهٖا تَسْعٰی** ﴿طہ آیت ۶۶﴾ ترجمہ ایسے دکھائی دیے لگیں ان کے سحر سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں **سِحْرٌ وَاٰغَيْنِ النَّاسِ** ﴿سورۃ الاعراف آیت ۱۱۶﴾ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا۔ **وَجَآءُو بِسِحْرِ عٰظِمٍ** ﴿سورۃ الاعراف آیت ۱۱۶﴾ اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے سحر کا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ بنو زریق کے یہود میں سے ایک یہودی بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا اس سے آپ کی ایک دن ایک رات یہ حالت رہی کہ آپ جس کام کا بھی ارادہ کرتے تو خیال فرماتے کہ کچھ کا ہوں حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا۔ اس کے بعد اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ میں اللہ سے جو سوال کرنا چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے بتا دیا ہے۔ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے ایک میرے سر کے نزدیک بیٹھ گیا ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھنے والے نے سر ہانے بیٹھنے والے سے پوچھا اس شخص کو کیا بیماری ہے دوسرے نے جواب دیا اس پر جادو کیا گیا ہے پہلے نے دریافت کیا کیا اس نے جادو کیا ہے دوسرے نے جواب دیا بلید بن اعصم یہودی نے پہلے نے پھر دریافت کیا جادو کس چیز پر کیا گیا ہے اس نے جواب دیا کبھی پر اور ان بالوں پر جو کبھی کرتے وقت گرتے ہیں اور اسے کھجور کے غلاف میں رکھ دیا ہے پہلے نے دریافت کیا وہ غلاف کس جگہ ہے دوسرے نے کہا وہ ذی اروان کے کنوئیں میں ہے اس خواب کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ آپ کے کچھ صحابہ اس کنوئیں پر پہنچے اور اس میں سے وہ چیزیں نکلوا کیں تو وہ غلاف مع کبھی اور بالوں کی گرہ کے نکالا رسول اللہ ﷺ نے اسے پھر کہیں اور دفن کر دیا اس کے بعد جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اے عائشہ اللہ کی قسم اس کنوئیں کا پانی مہندی کی طرح رنگین تھا اور وہاں کھجوروں کے درخت شیطان کے سر معلوم ہوتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے وہ چیزیں جلا کیوں نہیں تاکہ سب لوگ ان یہودی شرارت دیکھ لیتے آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے اس کے شر سے محفوظ کیا اور میں نے یہ خیال کیا کہ اس شر کو عام لوگوں میں نہ بھلاؤں ﴿ابن ماجہ باب السحر﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں بنی زریق کے ایک یہودی نے آپ ﷺ پر سحر کیا جسے بلید بن اعصم کہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خیال گزرتا یہ آپ نے کام کیا ہے جب کہ وہ کام نہ کیا ہوتا ﴿بخاری کتاب الطب﴾ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زبیر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا انہوں نے اس کے پانی کو نکالا گویا اس میں مہندی کو بھگایا گیا ہو پھر انہوں نے اس پتھر کو اٹھایا جو اعراف تھا یہ وہ پتھر ہوتا ہے جو کنوئیں کے نیچے رکھا جاتا ہے جس پر ڈول بھرنے والا کھڑا ہوتا ہے انہوں نے گائے پر موجود بالوں کے گچھے کو نکالا تو اس میں انسان کے بال تھے کبھی کے دندانے اس میں ایک کمان کی تانٹھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں جن میں سو یوں کو بھگایا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان دو سورتوں کو نازل فرمایا گیارہ آیتیں ہیں جو ان گروہوں کے برابر ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ان دونوں کے ساتھ دم کیا جائے آپ ﷺ جب بھی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھلتی جاتی اور رسول اللہ ﷺ کچھ آسودگی پاتے یہاں تک کہ آخری گرہ کھل گئی تو آپ ﷺ کی کیفیت یوں ہو گئی گویا آپ کو بندوں سے آزاد کر دیا گیا ہو کہا حضرت جبرائیل امین رسول اللہ ﷺ کو دم کرنے

لگے وہ کہتے ہیں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر ایسی چیز سے جو آپ کو تکلیف دے ہر حاسد اور آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفا دے ﴿الطَّبَقَاتُ الْكُبْرَى﴾ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں آپ نے فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا کر دی ہے اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاؤں۔ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا یہودیوں نے اس تک رسائی حاصل کی وہ لگا تار اس کے ساتھ رابطہ میں رہے یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال حاصل کر لیے اس نے آپ کی کنگھی کے چند دندانے بھی حاصل کر لیے اور یہودیوں کو دے دیئے انہوں نے انہیں میں جادو کیا جس نے جادو کرنے کی ذمہ داری لی تھی وہ لمبید بن اعصم یہودی تھا اور پھر اسی طرح واقعہ ذکر کیا ﴿ثعلبی۔ قرطبی﴾ سدی فرماتے ہیں وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ - مانگی کے لیے ہے واؤ عافطہ ہے اس کا عطف وَمَا كَفَرَ سَلِيمَانُ پر ہے یہ اس طرح ہے کہ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کو جادو کے ساتھ اتار اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کی نفی کی - وَمِنْ شَرِّ السَّحَابِ فِي الْعُقَدِ - میں پھونکیں مارنے والیوں سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ ایک دوسرا جادو تھا جس کے ذریعے لوگوں نے خاصہ کیا تھا کیونکہ ان کے درمیان فرشتوں کا کلام جس کو جب انسانوں نے سیکھا تو اس کو بنایا اور اس پر عمل کیا تو وہ جادو بن گیا ﴿طبری۔ درمنثور﴾۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جادو نازل نہیں کیا تھا ﴿طبری﴾ بَبَالٍ هَا رُوتَ وَمَا رُوتَ - بَبَالٍ - البلبلة - کا مطلب ہے جدا جدا ہے۔ یہ تانیث اور تعریف اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ یہ زمین کا ایک قطرہ ہے۔ بعض نے فرمایا عراق کے چار اطراف کا علاقہ ہے۔ حضرت ابن مسعود نے اہل کوفہ سے کہا تم حیرہ اور بابل کے درمیان ہو۔ قتادہ نے کہا یہ نصیبین سے اس العین تک کا علاقہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب جودی پہاڑ سے نیچے اترے تو انہوں نے ایک شہر بنایا جس کا نام ثمانین یعنی اسی رکھا ایک دن صبح کی تو اس میں اسی زبانیں بولی جا رہی تھیں ان میں سے ایک عربی زبان تھی لوگ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ رہے تھے ﴿قرطبی﴾ هَا رُوتَ وَمَا رُوتَ - یہ غیر منصرف ہیں کیونکہ عجمی اور معرہ ہیں ان کی جمع ہوا ریت اور مواریت ہے۔ حضرت سدی کہتے ہیں فرما تے ہیں کہ ان کے پاس کوئی جادو سیکھنے آتا تو اسے کہتے کہ ہم کہ ہم سے جادومت سیکھ کیونکہ ہم فتنہ ہیں اگر وہ نہ مانتا تو اس کے سامنے را رکھ کر اس پر پیشاب کر دے جب اس پر وہ پیشاب کرتا تو اس سے آسمان کی طرف طرف نور چمک اٹھتا وہ ایمان و معرفت ہوتا اور ایک سیاہ چیز دھوئیں کی طرح آسمان سے نازل ہوتی جو اس کے کانوں میں داخل ہو جاتی وہ کفر اور غضب الہی ہوتا۔ جب وہ فرشتے اسے خبر دیتے تو وہی بات ہوتی جو مرد اور عورت کے مابین جدائی ڈالنے والی تھی ویسے وہ اس سے مزید بھی جانتے تھے چونکہ وہ لوگ زیادہ تر یہی سوال کرتے تھے اس لیے وہ بھی سکھاتے ﴿روح البیان﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ دو فرشتے آسمان کے ملائکہ میں سے تھے ﴿طبری﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں انہوں نے ملائکہ پر جو اتارا گیا تھا اور فرشتے جادو سے ڈرانے کی تعلیم لوگوں کو دیتے تھے ان کی طرف دعوت دینے کی تعلیم دیتے تھے ﴿قرطبی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں الْمَلَائِكَةُ - ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو سکھاتے تھے ﴿درمنثور﴾

- اور وہ دو فرشتے تعلیم دیتے تھے۔ جادو کی یہی کلدانی جادو مشہور تھا۔ وَمَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ - مفعول ہاروت و ماروت ہے وہ استغراق تاکید کا فائدہ دے رہا ہے لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ لوگوں کو وہی باتیں سکھاتے تھے اور اسانے کے لیے فرشتے لے آئے تاکہ لوگ سخت گمراہ ہو جائیں گے اور وہ فرشتے بھی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ جس علم کے پڑھنے سے خرابی ہو اور نیچے کی کوئی صورت نہ ہو تو اس علم کا پڑھنا حرام ہے۔ علم نجوم کا پڑھنا بھی حرام ہے۔ دواؤں سے یا شعبہ بازی سے یا ہاتھ کی صفائی سے کام کرنا یہ جادو نہیں ہے۔ حَتَّى يَقُولَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ - فِتْنَةٌ - فتنہ کا معنی آزمائش ہے۔ وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے آزمائش ہیں تم جادو دیکھ کر کافر مت بنو۔ فَلَا تَكْفُرْ - جادو کے استعمال سے کفر نہ کرو۔ تَكْفُرْ - کفر سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہے کفر کرنا۔ انکار کرنا۔ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا - وہ دونوں فرشتے ہاروت و ماروت جادو کی تعلیم دیتے تھے۔ هُمَا شَيْنِيہ ہے جو دو فرشتوں کی طرف ضمیر ہے۔ مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ - يُفَرِّقُونَ - مضارع جمع ہے۔ یہ فرق سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہے تفریق۔ جدائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ وہ جادو تھا جس کے ذریعے خاوند اور بیوی کے درمیان تفریق ہوتی تھی ﴿طبری﴾ وَمَا هُمْ بِضَآئِرٍ بِهِ مِنْ أَحَدٍ - مَا هُمْ - هُمْ - یہ جمع ہے۔ یہ جادو گروں یا یہودیوں یا شیاطین کی طرف اشارہ ہے۔ بِضَآئِرٍ - ضَآئِرٍ - جمع ہے۔ ضرر سے بنا ہے۔ اس کا معنی ہے نقصان۔ بہ - کی ضمیر کی ضمیر جا دو کی لوٹ رہی ہے۔ مِنْ أَحَدٍ - من زائد ہے۔ زجاج نے کہا إِلَّا بِأَذْنِ اللَّهِ - کا معنی ہے اس کے ارادہ سے۔ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ - جادو بذات خود جادو گر کو بہت ضرر دیتا ہے اور اس کو فائدہ نہیں ملتا جادو گر کو قتل کرنے کا حکم ہے اور آخرت میں جہنم میں جائے گا۔ اگرچہ جادو گر نے دنیا میں جادو کے ساتھ کسی کو نقصان پہنچا کر یا کسی میں جدائی ڈال کر نفع حاصل کر لیا۔ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ الشُّرْهُ - یہ جادو گر یقیناً اس بات کو جاننے میں کہ آسمانی کتابیں یا قرآن مجید کو چھوڑ کر جادو دیکھے۔ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ - پہلے بتایا کہ وہ جان چکے تھے۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ مَلُوكًا نُوا يَعْلَمُونَ - قطرب اور اخفش کہتے ہیں جو جانتے تھے وہ شیاطین تھے اور جنہوں نے اپنے نفسوں فروخت کیا وہ انسان تھے جو نہیں جانتے تھے ﴿قرطبی﴾

جادوگر کو قتل کرنے کے متعلق بیان

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جادوگر کو قتل کر دو۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جادوگر کی توبہ قبول نہیں ہے اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ آپ ان دلائل روایات پر فتویٰ دیتے ہیں۔ امام نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ہفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اونٹنی نے (حضرت ہفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جادو کر دیا) پھر پکڑی گئی اعتراف پر اسے حضرت عبدالرحمن بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بات پہنچی تو ناراض ہوئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر تمام معاملہ بتایا گویا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناراضگی کا سبب ان کی اجازت کے بغیر قتل کرنا تھا۔ حضرت عمر بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غمال کے نام پر تحریر لکھا ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو تو ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ نجوی قسم کے کاہن ہیں جو ان کے پاس گیا اور ان کے قول پر ایمان لایا وہ رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ تعلیمات کا منکر تھا۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک جادوگر آئی اور اس نے پوچھا کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے پوچھا تو نے کب جادو کیا؟ کہنے لگی میں ہاروت اور ماروت کے مقام بابل گئی تاکہ جادو سیکھوں انہوں نے مجھے کہا اللہ کی بندی امر دنیا سے عزاب آخرت حاصل نہ کرو میں نے انکار کیا انہوں نے کہا جاؤ اس راہ پر پیشاب کرو میں پیشاب کرنے کے لیے چلی اور سوچا ایسا نہیں کروں گی ان کے پاس آئی اور کہا میں نے کر دیا ہے۔ کہنے لگے جادو پھر پیشاب کرو میں گئی اور پیشاب کیا میں نے دیکھا لگام والا گھوڑا میرے فرج سے نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا میں نے واپس آکر انہیں بتایا تو کہنے لگے وہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا اور اب تو جادوگر بنی ہے میں نے کہا کیسے کہنے لگے جو چاہتی ہے اس کا تصور کرو میں نے دل میں گندم کے دانہ کا تصور کیا تو میرے سامنے دانہ آ گیا میں نے اسے بونے کا سوچا اسی وقت اس سے پودا اور خوشہ سامنے آ گئے میں نے سینے کا خیال کیا تو وہ پس گیا پھر روئی بن گئی پس میں جو بھی تصور کرتی وہ ہو جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تیرے لیے توبہ نہیں ہے کبیر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ اتى کا هنا فصد قهما يقول لقد كفر بما انزل على محمد عليه السلام ﴿سنن ابوداؤد﴾ جو کسی کاہن اور کھوجی کے پاس گیا اور ان کے قول پر ایمان لایا اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ تعلیمات کے ساتھ کفر کیا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جادوگر کے متعلق فتویٰ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جادوگر کو قتل نہ کیا جائے مگر یہ اپنے جادو سے کسی کو قتل کر دے اور وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس میں قتل خطا کی طرح دیت ہوگی۔ اگر اس نے جادو کے ساتھ کسی کو نقصان پہنچایا تو اسے اس کے نقصان کی مقدار ادب سکھایا جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے تو اس کا اسلام معتبر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ نَحْنُ نَخْصِمُ بِأَلْظْهَرِ تَرْجَمَةٍ ظَاهِرٍ فِيهِ فَيْصَلُهُ كَرْتُهُمْ۔

جادو دفع کرنا۔ جادو کی علامت۔ نصاب الاحساب میں ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے جماع نہ کر سکے اور اس پہلے صحیح ہو تو اس پر جادو ہے۔ وہ اس طرح کرے کہ لکڑیوں میں کھارڑا رکھ کر اس کو آگ لگائیں کہ جب وہ کھارڑا گرم ہو جائے تو اس کو باہر نکال کر اس کے اوپر پیشاب کرے انشاء اللہ جادو ختم ہو جائے گا ﴿روح البیان﴾ جس پر جادو کر دیا گیا تو سات عدد سبز بیری کے پتے لے کر اس کو گر لیں اور پھر پانی میں گھول کر کچھ پانی پی لیں کچھ پانی سے نہالیں انشاء اللہ تعالیٰ جادو دفع ہو جائے گا ﴿ردالمحتار باب العین﴾ عائشہ الا وطار ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۱۰۳۰﴾ ترجمہ اور اگر وہ ایمان لے آتے اور پرہیزگار بن جاتے تو اللہ کے ہاں بہت اچھا ثواب پاتے۔ کاش وہ کچھ جانتے۔ وَ : اور : لَوْ : اگر : أَنَّهُمْ : البتہ۔ تحقیق وہ : آمَنُوا : ایمان لائے : وَ : اور : اتَّقَوْا : پرہیزگار ہو جائے : لَمَثُوبَةٌ : البتہ اجر پاتے : مِّنْ : سے : عِندُ : پاس۔ نزدیک : اللَّهُ : اللہ : خَيْرٌ : اچھائی۔ بہتر : لَوْ : کاش : كَانُوا : ہوتے : يَعْلَمُونَ : جانتے : وَلَوْ أَنَّهُمْ وَاتَّقَوْا : کاش کہ یہ جادو کے گناہ سے بچتے ان کو خبر ہوتی کہ جادوگر جہنمی ہے۔ لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ اللہ کے نزدیک تھوڑا سا اجر بھی دنیا کے بڑے نفع سے بہتر ہے۔ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کاش کہ یہ حقیقت کو جانتے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا اَنْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۳۰﴾ ترجمہ اے ایمان والو! (میرے حبیب سے بات کرتے وقت) راعنا نہ کہو اور اس طرح عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور قبل ہی سے بغور سنو اور کفار کے لیے عذاب الیم ہے۔ يٰۤاَيُّهَا : اے لوگو! الَّذِيْنَ : جو : اٰمَنُوْا : ایمان لائے : لَا : نہ۔ مت : تَقُوْلُوْا : تم کہو : رَاعِنَا : راعنا : وَ : اور : قُوْلُوْا : تم کہو : اَنْظُرْنَا : انظرنا۔ ہماری طرف نظر کرو : وَ : اور : اسْمَعُوْا : سنو : وَ : اور : لِلْكَافِرِيْنَ : کفار کے لیے : عَذَابٌ : سزا ہے۔ عذاب : الِيْمٌ : دردناک :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ رسول اللہ ﷺ جب اصحاب کرام کو کوئی بات فرماتے تو اصحاب کرام عرض کرتے رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائیے یہود کے ہاں بھی اسی طرح کلمہ تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے اور وہ رَاعِنَا تھا جس کا مطلب ہے اس نے سماع نہ کیا۔ جب ان یہودیوں نے اصحاب کرام کو رَاعِنَا کہتے سنا تو انہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح مخاطب کرنا شروع کر دیا اور مقصد گالی دینا تھا ان کے ہاں لفظ رَاعِنَا لغت عبرانیہ یا سریانیہ میں گالیوں کا تھا وہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ تو مسلمانوں کو اس رَاعِنَا کہنے سے منع فرمائے گیا اور حکم اس لفظ اَنْظُرْنَا کا دیا اس تاویل آیت کی صحت پر سورۃ النساء میں فرمایا مِّنَ الَّذِيْنَ هَا ذُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَاعْتَمَرْنَا وَاسْمَعْتَ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِنَا لِبَلَا

لَسْتَ تَهْتِكُهُمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ط وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ لَا وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۶) ترجمہ کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیے آپ سنانے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لیے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور حضور ہماری باتیں سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔

شان نزول۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمہ سنا تو فرمایا اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت ہو تم مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے تم میں سے کسی کو یہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کلمہ سنا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا وہ کہنے لگے کیا تم راعنا نہیں کہتے تو یہ آیت مبارک نازل ہوئی ﴿کبیر﴾ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں ایک آدمی ان کے پاس آیا آپ نے ان سے فرمایا تو میرے ساتھ عہد کر فرمایا جب تو اللہ کو یہ فرماتے سنے یا یٰھذا الذین امنوا تو غور سے سن کیونکہ وہ یا تو خیر ہوگا جس کا حکم ہو رہا ہوگا جس سے منع کیا جا رہا ہوگا ﴿ہیتی﴾ خثیمہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جو تم قرآن میں یا یٰھذا الذین امنوا پڑھتے ہو وہ تورات میں یا یٰھذا امنوا کین ہے۔ اے مساکین ﴿درمنثور﴾ لا تقولوا راعنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں یہودیوں کی زبان میں راعنا گالی ہے یہودی رسول اللہ ﷺ کے لیے اسے آہستہ پڑھتے تھے جب صحابہ کرام کو یہودیوں نے یہ لفظ بولتے سنا تو وہ اعلانیہ کہنے لگے یہ لفظ بولتے اور پھر آپس میں پتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ امام ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں یہودیوں کی زبان میں گالی تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انظرنا کہو مراد یہ تھا کہ ہمیں پھر اپنا ارشاد سنائیے اس آیت کے نزول کے بعد مومنین کہتے تھے کہ جس کو تم یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے سنو اس کی گردن اڑا دو تو یہود اس کے بعد اس لفظ کے استعمال سے رک گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں صحابہ کرام تو اس معنی میں راعنا بولتے تھے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے رعایت فرمائیے تم کہتے ہو اعطنا ہمیں عطا فرمائیے ﴿طبری۔ طبرانی﴾ سدی سے مروی ہے کہ مالک بن الصیف اور قائد بن زید، جن کا تعلق یہود سے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے ملے تو کہتے راعنا سبغک و اسمع غمر مسمع (ہماری طرف متوجہ ہونو کبھی نہ سنو) مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ کوئی ایسا جملہ ہے جس کے ساتھ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعظیم کرتے ہیں تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو راعنا نہ کہو ﴿طبری درمنثور﴾ وَقُولُوا انْظُرْنَا۔ مجاہد سے مروی ہے کہ اس طرح نہ کہو کہ تم ہماری بات سنو اور ہم تمہاری بات سننے ہیں قُولُوا انْظُرْنَا یا رسول اللہ ہمیں سمجھائیے اور ہمارے لیے وضاحت فرمائیے ﴿طبری﴾ وَاسْمَعُوا سدی سے مروی ہے کہ اس کے متعلق فرماتے ہیں وَاسْمَعُوا۔ جو تم کو کہا جائے اسے غور سے سنو ﴿طبری﴾ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ یہ کفر کی جمع ہے اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔ کیونکہ ان کفار نے راعنا کہہ کر میرے محبوب کو تکلیف دی ہے ہم بھی ان کو جہنم میں عذاب دیں گے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ط وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَلِلَّهِ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۱۰۵ ترجمہ وہ جو کافر ہیں اہل کتاب یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی وغیرہ نازل ہو تمہارے رب کے پاس سے اور اللہ تو جس کو چاہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ مَا : یَوَدُّ : دوست رکھتے ہیں : الذین : وہ لوگ : کَفَرُوا : کافر : مِنْ : سے : أَهْلُ : اہل : مَانَعُوا : الکتب : کتاب : وَ : اور : الْاِنَّہ : الْمُشْرِکِیْنَ : مشرکوں سے : اَنْ : یہ کہ : يُنَزَّلُ : اتارا جائے : عَلَیْکُمْ : تم پر : مِنْ : سے : خَیْرٌ : خیر۔ بھلائی : مِّنْ : سے : رَبِّکُمْ : تمہارا رب : وَ : اور : اللہ : اللہ : يَخْتَصُّ : خاص کرتا ہے : بِرَحْمَتِهِ : اپنی رحمت کے ساتھ : مَنْ : جس کو : يَشَاءُ : چاہتا ہے : وَ : اور : اللہ : اللہ : ذُو الْفَضْلِ : صاحب : الْعَظِيمِ : بڑا :

شان نزول۔ یہودیوں کا ایک گروہ تھا جو محبت کا اظہار کرتا اور دعویٰ کرتا کہ ہم تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی تکذیب کے لیے آیت نازل ہوئی ﴿روح البیان﴾ یَوَدُّ۔ یہ وہ سے مشتق ہے۔ کسی چیز کی تمنا رکھتے ہوئے محبوب رکھنا۔ محبت کی نفی سے کراہت مقصود ہے۔ الذین کَفَرُوا۔ سے کافر، منافق، مجوسی اور اہل کتاب مراد ہیں۔ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ۔ من بیان یہ ہے کیونکہ الذین کَفَرُوا جنس ہے کے تحت دونوں ہیں۔ پہلا اہل کتاب دوسرے مشرکین آپ کو دوست نہیں رکھتے۔ اَنْ يُنَزَّلَ عَلَیْکُمْ۔ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ جو آپ پر نازل ہوا وہی امت پر نازل ہوا۔ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّکُمْ۔ یہ فاعل کے قائم مقام ہے۔ اور من زائدہ ہے۔ خیر کے استغراق کے لیے اور خیر سے وحی اور قرآن اور نصرت مراد ہے۔ مِّنْ اِتِّدَاہِ غایت کے لیے ہے وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ نبوتہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے ساتھ مختص فرمایا ﴿الحج والوجیز﴾ یا پھر رَحْمَتِہ سے مراد قرآن ہے ﴿الحج والوجیز﴾ یا پھر رحمت عام ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں رحمت سے مراد قرآن اور اسلام ہے ﴿درمنثور﴾ مَنْ يَشَاءُ ط وَلِلَّهِ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نبوت اور وحی

کے لیے چن لیتا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰۶
ترجمہ ہم جس آیت کو منسوخ فرمادیتے ہیں یا اسے فراموش فرمادیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی طرح ہی اور آیت نازل کر دیتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ سب بات پر قادر ہے
ترجمہ مَا : جو : نَنْسَخْ : ہم منسوخ کرتے ہیں : مِنْ : سے : آيَةٍ : آیت : أَوْ : یا : نُنسِهَا : بھلا دیتے ہیں : نَأْتِ : آت : اس کو :
بِخَيْرٍ : بہتر : اچھی : مِّنْهَا : اس سے : أَوْ : یا : مُثْلَهَا : اس کی طرح : أَلَمْ : کیا : تَعْلَمْ : نہیں : تَعْلَمْ : تو جانتا : أَنَّ : یہ کہ : اللہ
: اللہ : عَلَىٰ : اوپر : پر : كُلِّ : ہر : شَيْءٍ : شے : چیز : قَدِيرٌ : قادر ہے :

شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر ایسی بھی وحی اتری جو شب کو نازل ہوئی اور دن کے وقت بھلا دی گئی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں انصار کے دو شخصوں نے ایک سورت تلاوت کی جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی وہ وہ انصاری اس سورت کو پڑھتے تھے ایک شب وہ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ اس سورت کا ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے۔ صبح صویرے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (تو تمام واقعہ عرض کیا) تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا وہ سورت منسوخ فرمادی گئی ہے یا بھلا دی گئی ہے۔ سو اس کو بھول گئے ﴿مجمع کبیر۔ درمنثور۔ روح البیان﴾ مروی ہے کہ مشرکین اور یہود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عجیب کیفیت ہے کہ ایک دن صحابہ کو فرماتے ہیں کہ یہ کام کرو پھر اسی کام سے ان کو روک دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات اس حکم کے خلاف حکم فرمادیتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ کہتا ہے ان کا اپنا من گھڑت ہے مثلاً آج کوئی بات کہی اور کل اس پر رجوع کر لیا مثلاً زنا کی سزا پہلے اس طرح فرمائی کہ زانی مرد اور عورت کو سزا کافی ہے۔ چنانچہ کہا فَاذْ وَهْمًا۔ انہیں لسانی سزا دو۔ پھر حکم فرمایا کہ انہیں ان کے مرتے دم تک داروں میں سے باہر نہ جانے دو۔ پھر فرمایا فَاذْ وَهْمًا جَلْدًا۔ انہیں سو کوڑے مارو۔ اس سے یہود کا مقصد صرف اسلام پر طعن و تشنیع کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ جو لوگ بھی اسلام میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اس ارادہ سے باز آجائیں رب العزت ان کی وجہ سے آیات منسوخ فرمائی ﴿روح البیان﴾ وَاِذَا بَدَلْنَا آيَةً مَّكَانًا نَّالِيَةً ﴿پ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۰﴾ ترجمہ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں۔ اِنَّا كُنَّا نَنْسَخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ترجمہ ہم تحریر کرتے رہتے ہیں جو تم نے کہا۔

مَا نَنْسَخْ۔ مَا۔ شرطیہ اور جازم ہے۔ اور بہ بنائے مفعولیت منصوب ہے۔ اس کا معنی ہے اِی شَيْءٍ نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ کا محل نصب ہے لفظ نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ کی تیسری ہے۔ لغت میں ازالہ اور نقل کو کہتے ہیں۔ مَا نَنْسَخْ۔ نَنْسَخْ سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے زائل کرنا۔ باطل کرنا۔ جنہوں نے نساء ہاتلاوت کیا ہے انہوں نے جزم کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیا ہے۔ واعظ کرنے والوں کو ناخ اور منسوخ آیت کا علم رکھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ وہاں ایک آدمی لوگوں کو ڈرا رہا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یہ اجتماع کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک آدمی لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آدمی لوگوں کو نصیحت نہیں کر رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہے میں فلاں ابن فلاں ہوں مجھے پہنچانو! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بلایا اور پوچھا۔ کیا تو ناخ اور منسوخ کا علم رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہماری مسجد سے نکل جا اس میں تو وعظ و نصیحت نہ کر ﴿قرطبی﴾ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ﴿الح آیت ۵۲﴾ جو شیطان ڈالتا ہے اللہ ختم کر دیتا ہے۔ اس کو نہیں پڑھا جاتا۔ اور اس کا بدلہ صحیف میں نہیں ہوتا۔ ابو عبیدہ نے کہا یہ نسخ کی دوسری قسم تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک سورت اترتی پھر وہ اٹھالی جاتی تھی نہ اس کی تلاوت ہوتی تھی اور نہ اس کی تحریر ہوتی تھی۔

اقسام نسخ۔ نسخ کی کئی تین اقسام ہیں۔ پہلی قسم۔ نسخ قرأت۔ دوسری قسم۔ نسخ حکم۔ تیسری قسم۔ نسخ قرأت کا حکم۔ صرف قرأت کا منسوخ ہونا۔ جیسے رجم کے متعلق مروی ہے کہ یہ آیت یوں تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔ اِنَّ مَا يَنْتَلٰی عَلَیْكُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا ذَا نَبَا فَا رُجُمُوْهُمَا نِکَا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿ابن ماجہ ۲۵۵۲﴾ جب بوڑھا اور بوڑھی زنا کر لیں تو ان کو قتل کر دو اللہ سے ڈرانے کے لیے۔ اب اس آیت کا پڑھنا منسوخ ہے۔ لیکن اس کا حکم اب بھی موجود ہے۔ اور اس کا نسخ کا مطلب یہ ہے کہ نسخ پڑھنے کے وقت اس کی قرأت کی تکلیف اٹھالی گئی ہے یعنی اب اس کی تلاوت نہیں کرنی۔ دوسرا حکم منسوخ۔ جیسے مُتَوَفٰی عَنْهَا زَوْجَهَا کی عدت کا ایک سال ہو۔ رب العزت نے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُنْتَوٰی قَوْنٌ مِنْکُمْ وَیَزِرُوْنَ اَزْوَاجًا صَلٰی وَصِیَّةً لَا زَوْجَهُمْ مَّتَا عَا لَی الْحَوْلُ غَیْرِ اِخْرَاجٍ ﴿سورة البقرة آیت ۲۴۰﴾ وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی بے نکالے۔ یہ غیر اخراج ہے۔ اس کا حکم منسوخ ہے آیت ہے کہ جس میں حکم ہے کہ جیسے مُتَوَفٰی عَنْهَا زَوْجَهَا کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُنْتَوٰی قَوْنٌ مِنْکُمْ وَیَزِرُوْنَ اَزْوَاجًا یَنْتَرِبْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةً اَشْهُرًا وَعَشْرًا۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ پہلے حکم تھا کہ ایک آدمی مسلمان دس کافروں کے ساتھ جہاد کرے۔ بعد میں یہ منسوخ ہوا کہ ایک دو کے ساتھ جہاد کرے۔ اسے منسوخ الحکم کہا جاتا ہے لیکن اس کی تلاوت موجود ہے۔ یہی قسم نسخ القرآن میں زیادہ مشہور ہے۔ آیت ناخذ و منسوخ دونوں میں پڑھنے میں ثابت ہوگی لیکن منسوخ آیت پر عمل ہرگز نہیں کیا جائے گا۔ اس جیسے نسخ کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کے ساتھ جو بندہ کو تکلف بنایا گیا تھا اس آیت سے اس کے انتہاء کا حکم بیان کیا گیا۔ حکم منسوخ ہو جانے کے بعد تلاوت کا حکم باقی رکھا گیا تاکہ اس کی قرأت سے بندوں کو ثواب حاصل ہو کیونکہ قرآن کو جس طرح کہ اس کے حکم کی وجہ سے حفظ کیا جاتا ہے تاکہ اس پر عمل کرنا آسانی نصیب ہو اسی طرح اس کی تلاوت اس لیے کی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس پر اسے ثواب حاصل ہوتا ہے جس کا حکم تلاوت دونوں منسوخ ہو جائیں۔ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رضا کے متعلق قرآن مجید میں نازل تھا کہ دس گھونٹ دودھ ہو اور وہ پانچ کے ساتھ منسوخ ہو گیا ﴿مسلم﴾ اس جیسے نسخ کا معنی یہ ہے کہ اس قرأت اور اس سے جو حکم حاصل ہو رہا تھا کی تکلیف بندہ سے اٹھالی گئی۔ یہ

آیت منسوخ ہے۔ جمہور کا اتفاق ہے کہ نسخ اوامر و نواہی میں ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ پر کذب کا احتمال نہ ہو۔ رب العزت آیتوں کو بھی بدل سکتا ہے اور دنیا کے ملکوں کے حکام کو بھی بدل سکتا ہے۔ حکم اور تلاوت دونوں منسوخ کی مثال۔ زانیوں کے متعلق پہلے حکم تھا کہ ان کو گھروں میں قید کر دو اور پھر ان کے رجم کا حکم دیا گیا۔ صوم عاشورہ کو صوم رمضان سے منسوخ کر دیا۔ اٰیۃ نسخ قرآن مجید کی آیت مبارکہ کا بھی ہوتا ہے۔ اس میں آیت مبارکہ کی تلاوت کرنی موجود ہے مگر اس کا حکم موجود نہیں ہے۔

اَوْ نُنَبِّئُهَا۔ یا ان کے قلوب سے آیتوں کو بھلا دیتے ہیں۔ مروی ہے بعض صحابہ کرام شب گزارنے کے بعد صبح کو سورت پڑھیں لیکن وہ سورت بھول گئے اور بسم اللہ یا درہی جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر ساری صورت حال عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سورت منسوخ ہوگی ہے۔ اب نہ اس کی تلاوت ہوگی نہ ہی اس کا حکم باقی رہا۔

نَا تٍ بِخَيْرٍ مِّنْهَا۔ ہم اس سے بہتر لائیں گے۔ یہاں خیر تفصیل کا صیغہ ہے۔ پہلی آیت مبارکہ سے دوسری آیت مبارکہ تلاوت اور ثواب میں بہتر نازل فرما تے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں منسوخ کی جگہ محکم آیت تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہے ﴿قرطبی﴾ اَوْ مِثْلُهَا۔ یا اس منسوخ آیت مبارکہ کی طرح اور اسی کی مثل ثواب مناسبت حالت میں ہوتی ہے۔ یا اس سے ثواب میں اکثریت ہوتی ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمُ۔ اس کا الف استفہامیہ ہے۔ کفار یا مسلمانوں یا رسول اللہ ﷺ کو

خطاب ہے۔ بیشک تم جانتے ہو۔ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷۔ ترجمہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

ا: کیا: لم: نہیں: تعلم: تو جانتے: ان: یہ کہ: اللہ: اللہ: لہ: اس کے لیے: ملک: بادشاہی: السموات: آسمانوں: و: اور: الارض: زمین: و: اور: ما: نہیں: لکم: تمہارے لیے: من دون: سوائے: اللہ: اللہ: من: کوئی: ولی: دوست: و: اور: نصیر: ۱۰۷۔ کیا تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو اصل میں مراد امت ہے۔ لم کی وجہ سے اس پر جزم لگائی گئی ہے۔ اور

حروف استفہام عامل کے عمل میں تبدیلی نہیں کرتے۔ ان۔ اس پر فتح لگایا گیا ہے۔ محل نصب میں ہے۔ اللہ لہ ملک السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ ہی ملک، حکام، امراء و وزراء، رات زمین، آسمان، چاند، سورج اور سیارے وہی اللہ چلاتا ہے۔ ملک پر پیش مبتدا کی حیثیت سے ہے اور لہ اس کی خبر ہے اور مکمل جملہ ان کی خبر ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار دوست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی آیات مبارکہ کی نسخ اور منسوخ پر قادر ہے۔

علم غیب کے متعلق بیان۔ اذ قد وقف من اسرار ملکوت السموات علی ما یطلع علیہ غیرہ و علم غیرہ بالنسبۃ الی علمہ علیہ السلام ملحق بالعدم لان علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرة من مبعۃ ابھر و علم الانبیاء من علم نبینا علیہ السلام بہذہ المنزلۃ و علم نبینا من العلم الحق سبھا نہ بہذہ المنزلۃ ﴿روح البیان جزء الاول﴾ کیونکہ آسمان اور زمین کے ملکوت کے اسرار جو کچھ رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں کسی دوسرے کو ہوا بھی نہیں لگی کیونکہ دوسروں کے علم کے سامنے کالعدم ہیں اسی لیے اولیاء اللہ کے علوم کے سامنے ایسے ہیں جیسے قطرہ کو دریا سے نسبت ہے پھر انبیاء علیہم السلام کے علم کے سامنے ایسے ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے اسی طرح۔

اَمْ تُرِیدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سَئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝۱۰۸۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے ہوئے اور جو ایمان کے بدلے کفر لیا وہ صحیح رستہ سے بھٹ گیا: ام: کیا: تریدون: تم ارادہ کرتے ہو: ان: یہ کہ: تسئلوا: پوچھو۔ سوال کرو: رسلوکم: اپنے رسول سے: کما: جیسا: سئل: پوچھا گیا تھا۔ سوال کیا گیا تھا: موسیٰ: موسیٰ سے: من: سے: قبل: پہلے۔ قبل: و: اور: من: جو کوئی: یتبدل: بدل ڈالے: الکفر: کفر۔ انکار: بالایمان: ایمان کے بدلے: فقد: پس تحقیق: ضل: گمراہ ہوا۔ بھٹ گیا: سواء: سیدھے: السبیل: راستہ سے۔ راہ سے۔

شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رافع بن حریمہ اور وہب بن زید نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس ایسی کتاب لے آؤ جو آپ ہم پر آسمان کی طرف سے نازل کریں یا ہمارے لئے تم نہریں جاری کر دو ہم آپ کی اتباع کریں گے اور تصدیق کریں گے۔ رب العزت نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی ﴿تفسیر طبری﴾ سدی سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ عربوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے سامنے لے آؤ تاکہ ہم بالمشاہدہ دیکھ سکیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿تفسیر طبری﴾ درمنثور۔ کبیر ﴿حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں قریش نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونا بنادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہاں اسی طرح ہو جائے گا لیکن اگر تم نے پھر انکار کیا تو بنی اسرائیل کے دسترخوان والی صورت ہو جائے گی پھر انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی ﴿تفسیر طبری﴾ درمنثور۔ کبیر ﴿ام تریدون۔ یہ ام اس ہمزہ استفہام جو اَلَمْ تَعْلَمُ میں واقع ہے کی وجہ سے ہے۔ یعنی اے لوگو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رب العزت جملہ امور کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ امر و نہی جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے کیا تم سوال کرتے

ہو جیسے یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تھا اس سے مقصد یہ کہ مسلمانوں کو تنبیہ ہو جائے کہ وہ امور خصوصاً نسخ کے معاملہ میں مضبوط ہو جائیں اور اس کی تحقیق و تفتیش کے درپے نہ ہوں اور نہ ہی سوچے سمجھے بغیر اعراض کریں۔ اَنْ تَسْئَلُوْا - یہ کہ اے مسلمانوں! سوال کر بیٹھو۔ رَسُوْلُکُمْ - اپنے رسول ﷺ سے چونکہ ان کی شان بہت بلند ہے۔ کہیں ایسا نہ کہ اپنی خواہشات سے مغلوب ہو کر ان سے ناجائز سوال کر بیٹھو۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ وہ جو کچھ تمہارے پاس بھیجتا ہے یہ اس کا فضل و کرم ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار سے کیا خبر۔ یہ ان کو اس وقت فرمایا جب صحابہ خواہ مخواہ نسخ کے احکام کی حکمتوں اور اس کی تفصیل کے پیچھے پڑ گئے۔ کَمَا سُبُل - اس کا کاف مصدر یہ محزوف کی لغت کی وجہ سے محل نصب میں ہے یعنی سوا الا کما۔ مَوْسٰی - نائب فاعل کی حیثیت سے محل رفع میں ہے۔ مِنْ قَبْل - ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال یہ تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات عیاں دکھائیں اور اس امت کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو سامنے لے آئیں۔ کَمَا - اس کا ما مصدر یہ ہے اور یہ فعل مصدر یہ بن کر تشبیہ کا فائدہ دے رہا ہے اسی لیے اسے مصدر تشبیہ کہتے ہیں۔ پھر یہ مصدر محزوف کی صفت ہے اور اصل عبارت یوں تھی سوا الا کَمَا سُبُل مشبہا بسوال موسیٰ علیہ السلام۔ یعنی ایسا سوال نہ کرو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کے مشابہ ہو۔ وہ سوال یہ تھا کہ ان کے تعین نے جب دیکھا کہ بعض لوگ گنواں پرستی کرتے ہیں تو انہوں نے بھی کہہ دیا۔ دوسرا سوال یہ کیا ہم کو اپنا اللہ دکھاؤ۔ وہ ہمارے سامنے ہو۔ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ - جو کفر کو اپنے لیے اختیار کرتا ہے۔ بِالْاِيْمَانِ - ایمان کی بجائے۔ ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ - اس کا معنی ہے سیدھے راستے سے ہٹ جانا۔ ﴿روح البیان﴾ قرطبی۔ درمنثور

وَدَّ کَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ لَوْ يَرُوْا وُنُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاَعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ

قَدِيْرٌ ۱۰۹۰ ترجمہ بہت اہل کتاب نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وَدَّ : دوست رکھتے ہیں : کَثِيْرٌ : زیادہ۔ کَثِيْرٌ بہت : مِّنْ : سے : اَهْلِ : اہل : الْکِتَابِ : کتاب : لَوْ : تمنا : يَرُوْا وُنُکُمْ : تم کو پھیر دیں : مِّنْۢ بَعْدِ : پیچھے : اِيْمَانِکُمْ : تمہارے ایمان کے : کُفَّارًا : کافر : حَسَدًا : حسد : مِّنْ : سے : عِنْدِ : نزدیک : اَنْفُسِهِمْ : اپنے دل کے : مِّنْۢ بَعْدِ : پیچھے : مَا : جو : تَبَيَّنَ : ظاہر ہوا۔ واضح ہوا : لَهُمْ : ان کے لیے : الْحَقُّ : حق۔ سچ : فَاَعْفُوْا : سوماغ کرو : وَ : اور : اصْفَحُوْا : درگزر کرو : حَتّٰی : یہاں تک کہ : يَأْتِيَ : لائے : اللّٰهُ : اللہ : بِاَمْرِهٖ : اپنا حکم : اِنَّ : بیشک : اللّٰهُ : اللہ : عَلٰی : اوپر۔ پر : کُلِّ : ہر کل : شَيْءٍ : چیز۔ شے : قَدِيْرٌ : قادر۔ وَدَّ کَثِيْرٌ وَدَّ - وَدَّ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی تمنا کرنا ہے۔ کَثِيْرٌ قادر فرماتے ہیں مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ - اہل کتاب سے مراد کعب بن اشرف ہے۔ ﴿تفسیر طبری﴾ درمنثور ﴿لَوْ يَرُوْا وُنُکُمْ تم کو پھیر دیں لَوْ مصدر یہ ہے یہ اُن کے معنی میں ہے۔ تمنا۔ کیونکہ لَوْ مصدر یہ ہے یہ جب فعل کے بعد واقع ہوتا ہے تو اس میں تمنا کا معنی ہوتا ہے۔ شان نزول - مروی ہے کہ فخاص بن عاز و اور زید بن قیس یہود کے چند افراد حضرت حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ احد کے بعد کہنے لگے کیا تم سوچتے نہیں کہ تمہیں اس موقع پر کتنی تکلیف پہنچی ہے۔ اگر تم حق پر ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی۔ بنا بریں تمہیں چاہیے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تمہارے نزدیک عہد شکنی کتنا گناہ ہے؟ انہوں نے کہا گناہ کبیرہ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا اے اباب تم جواب دو کہ میں عہد کر چکا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہیں کروں گا۔ یہودیوں نے کہا افسوس کہ عمار ہمارے دین سے صابی ہو گیا اور ایسا خارج ہو گیا کہ اب اس کے لوٹنے کی امید بھی نہیں ہے۔ پھر پوچھا اے حذیفہ تیرا کیا حال ہے انہوں نے فرمایا میں اللہ کے رب اور محمد ﷺ کے نبی ہونے اور اسلام کے دین اور قرآن کے امام اور کعبہ کے قبلہ اور مومنین کے بھائی ہونے پر راضی ہوں یہودیوں نے کہا اس رب کی قسم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے تم دونوں کے دلوں میں محمد ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھردی گئی ہے وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا کہہ سنایا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھا جواب دیا اور بڑی کامیابی حاصل کی ﴿روح البیان﴾ وَدَّ وَالْوُتْدُھُن - امید رکھتے ہیں کہ تمہارے لیے توحید سے پھر جانے کا۔ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِکُمْ کُفَّارًا کفار پر وقف ہے اور حَسَدًا وَدَّ کا مفعول لہ ہے یا مصدر ہے۔ اپنے سے پہلے پر دلالت کرتا ہے۔ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اس کا مطلب ہے اپنی طرف سے نہ یہ کہ کتاب میں پاتے ہیں اور نہ ان کو اس کا حکم فرمایا گیا ہے حسد کا یہ مفہوم دیتا ہے۔ اَنْفُسِهِمْ - یہ بطور تاکید اور الزام ہے۔ ربیع بن انس حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ - کے تحت مروی ہے فرماتے ہیں مِّنْ قَبْلِ اَنْفُسِهِمْ جس حد کا آغاز ان کے نفوس سے تھا۔ یہ آیت یہود کے متعلق ہے۔

حسد کی دو قسمیں - پہلی قسم - حسد موم - دوسری قسم حسد محمود - پہلی قسم - حسد موم - یہ ہے کہ کوئی اپنے مسلمان بھائی سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے زوال کی تمنا کرے کہ یہ اس کی نعمت پر باد ہو جائے اور یہ مفلس ہو جائے۔ خواہ وہ یہ تمنا کرے کہ اس کی طرف سے وہ نعمت میری طرف لوٹ آئے۔ اس قسم کے حسد کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے۔ اَمْ يَخْسَدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴿۵۴﴾ سورة النساء آیت ۵۴ ترجمہ یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا دوسری قسم حسد محمود - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا حسد صرف دو آدمیوں سے کرنا چاہئے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ

قرآن عطا فرماتا ہے اور وہ شب کے اوقات میں اور دن کے اوقات میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو حق کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتا ہو دوسرا شخص ان کو دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ﴿بخاری۔ أخر الراویز۔ قرطبی﴾ حدیث پاک ہے۔ اَلْحَسَنُ یَا کُلُّ الْخَسَنَاتِ کَمَا یَا کُلُّ النَّارِ الْخَطْبُ ﴿سنن ابوداؤد ۳۹۰۳﴾ ترجمہ حدیثوں میں لکھا جاتا ہے جیسے آتش لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میری امت میں بچھلی کے امراض آئیں گے۔ عرض کی امتوں کے وہ امراض کون ہیں؟ آپ نے فرمایا شر پھیلا نا، تکبر کرنا، حصول دنیا کثرت میں سبقت کرنا، حسد و بغض حتیٰ کہ بغاوت اور فتنہ برپا کرنا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہوتے ہیں عرض کیا گیا وہ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دیا ہے اس پر وہ حسد کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ شخص قیامت کے دن حساب سے پہلے جہنم میں ڈالے جائیں گے (۱) ظالم حکمران (۲) متعصب عرب (۳) متکبر کسان (۴) بددیانت تاجر (۵) جاہل اہل دیہات (۶) حاسد علماء۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ (پ ۵ سورة النساء آیت ۳۲) اور نہ اس کی تمنا کرو جو فضیلت اللہ نے تم میں سے ایک دوسرے کو دی ہے۔

حسد کا علاج (پہلا علاج) حاسد یہ نیت رکھے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں تحریر ہے۔ کسی کو کم دے یا کسی کو زیادہ دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ اگر حاسد کا قلب محسود کے متعلق حسد سوچے تو اس کے برعکس کرے (۲) حاسد محسود کی تعریف کرے اس کی غیبت نہ کرے اس کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔

حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ خَلِیْلِ مَّا کَرَّ عَلَیْنَا هُ تَرِیَانِیْ وَقَلْبُهُ یَرَّ عَابِیْ اِنْ رَّای حَسَنَةً ذَفَعَهَا وَاِنْ رَّای سَیِّئَةً اَذَّعَهَا۔ ترجمہ یا اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں مکار دوست سے کہ آنکھیں تو اس کی مجھے دیکھتی ہوں اور دل اس کا مجھے چیرے لیتا ہو۔ اگر بھلائی دیکھے تو۔۔۔ چھپا دے اور اگر برائی دیکھے اسے توفاش کرے۔

مَنْ مَّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ان کے لیے واضح ہو گیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ﴿طبری﴾ حق سے مراد رسول اللہ ﷺ اور قرآن ہے۔ قتادہ سے اسی آیت کے تحت مروی ہے کہ فرماتے ہیں ان کے لئے واضح ہو گیا تھا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تورات اور انجیل میں آپ کا ذکر اور آپ کی نبوت اور آپ کی صفات کو پاتے ہیں اور اس کے بعد کہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں ﴿طبری﴾ فَا غَفُوا وَاَصْفَحُوا۔ فَا غَفُوا۔ انہیں معاف کر دو۔ یہ غَفُو سے ماخوذ ہے۔ وَاَصْفَحُوا۔ اور ان سے درگزر کرو۔ یہ لفظ صَفَح سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے کروٹ۔ ان مشرکین سے کروٹ پھیر لو۔ ان کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ شان نزول۔ روایت ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی اور کہا کہ ہمیں اجازت دے دیں کہ جن یہود نے کفر کیا اور مسلمانوں کو کفر کی طرف بلایا ہم ان سے لڑیں ﴿روح البیان﴾ کعب بن مالک سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مشرکین اور مدینہ کے رہنے والے یہودی رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اذیتیں پہنچاتے تھے۔ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ اور مسلمانوں کو صبر کا حکم فرمایا اور درگزر کرنے کا حکم فرمایا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَتْهُمُ الْكُتُبُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًی كَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا فَآِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْر ﴿پ ۴ سورة آل عمران بیت ۱۸۶﴾ ترجمہ اور بیشک تم ضرور اگلے کتاب والوں اور مشرکین سے بہت کچھ بُرا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ آیت مبارک نازل ہوئی ﴿ابوداؤد۔ بیہقی﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام مشرکوں اور یہودیوں کو معاف کر دیتے تھے جیسا کہ رب العزت نے انہیں حکم فرمایا تھا اور وہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَتْهُمُ الْكُتُبُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًی كَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا فَآِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْر ﴿پ ۴ سورة آل عمران بیت ۱۸۶﴾

رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ان کو معاف کرنے اور درگزر کرنے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا حکم آجائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ برأت میں کافروں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا۔ فَا تَلُوْا الَّذِينَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ ۱۰ سورة التوبة آیت ۲۹) ترجمہ قتل کرو ان کو جو ایمان نہیں لائے اللہ پر۔ اللہ تعالیٰ نے غفوا والی آیت کو اس آیت کے ذریعے منسوخ فرمادیا اور اہل کتاب کو قتل کرنے کا حکم فرمادیا حتیٰ کہ وہ اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مشرکوں کو معاف کرنے اور ان سے اعراض کرنے کا حکم فرمایا تھا لیکن وہ احکام منسوخ کر دیے اور فرمایا فَا تَلُوْا الَّذِينَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ ۱۰ سورة التوبة آیت ۲۹) فَا قَتَلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَ جَذَّ نَمُوْهُمُ ترجمہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو (پ ۱۰ سورة التوبة آیت ۵) ابن جریر اور نحاس نے اپنی تاریخ میں فَا غَفُوا وَاَصْفَحُوا کے تحت تحریر کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ فَا تَلُوْا الَّذِينَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ ۱۰ سورة التوبة آیت ۲۹) ﴿طبری۔ درمنثور﴾ حَتّٰی یَا تِی اللّٰهُ بِأَمْرِہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مسلمانو صبر اور تحمل و درگزر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی امر فرمائے یعنی جہاد کا حکم فرمائے۔ اس سے پہلے جہاد نہیں تھا۔ اس حکم کے ساتھ حکم دیتا ہے جواز بالقتال اور جزیہ کا مقرر کرنا یا بنی قریظہ قتل کرنا اور بنی نظیر کو جلا وطن کرنا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

وَأَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لَا تُفْسِدُکُمْ مِّنْ خَیْرِ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۱۰ ترجمہ : اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ وَ : اور : أَقِيمُوا : قائم کرو : الصَّلَاةَ : نماز : وَ : اور : اتُوا : ادا کرو : الزَّكَاةَ : زکوٰۃ : وَ : اور : مَا : جو کچھ : تَقْدِمُوا : آگے بھیجو گے : لَا نَفْسِكُمْ : اپنی جانوں کے لیے : مِّنْ : سے : خَيْرٍ : بھلائی۔ خَيْر : تَجِدُوهُ : تم پاؤ گے : عِنْدَ اللَّهِ : اللہ کے نزدیک : إِنَّ : بیشک۔ بلاشبہ : اللَّهُ : اللہ : بِمَا : مع اس چیز کے : تَعْمَلُونَ : تم کرتے ہو۔ بَصِيرًا : دیکھنے والا۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ نماز ہر مسلمان بالغ پر فرض ہے دس برس کی عمر والے لڑکے کو پیار سے نماز پڑھوائیں اور دس سال کی عمر والے کو سختی سے نماز پڑھوائیں۔ زکوٰۃ ہر مسلمان مال نصاب پر دینا ضروری ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ کے ادا کرنے کا ہے جس پر قرض ہے اسے چاہئے کہ پہلے قرض ادا کرے تاکہ تمہارے مال الگ ہو جائیں۔ پھر بقیہ مال پر زکوٰۃ ادا کرے۔ امام محمد کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ جس پر قرض ہو اور اس کے پاس مال ہو تو وہ پہلے اس مال سے اپنا قرضہ ادا کرے اس کے بعد اگر بقدر نصاب مال بچے تو اس پر زکوٰۃ ہے (نصاب کی مقدار ہے) دو سو درہم یا بیس مثقال سونایا اس سے زیادہ اور اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد مال اس سے کم ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے ﴿مَوْطَا امام محمد کتاب الزکوٰۃ﴾ امام ابن حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وَمَا تُقَدِّمُوا وَلَا نَفْسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اس کا معنی ہے کہ جو تم دنیا میں نیک اعمال کرو گے ﴿در منثور﴾ حدیث مبارکہ میں ہے بندہ جب فوت ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں اس نے پیچھے کیا چھوڑا فرشتے کہتے ہیں اس نے آگے کیا بھیجا بخاری اور نسائی نے حضرت عبداللہ سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جسے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال زادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کو اپنے وارث کے مال سے زیادہ اپنا مال پسند ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا رک فرمایا تیرا مال وہ ہے جو تو نے آگے بھیجا اور تیرے وارث کا مال وہ ہے جو تو نے پیچھے چھوڑا ﴿بخاری۔ قرطبی﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نفع الفریق یعنی مدینہ منورہ کا قبرستان۔ سے گزرے اور فرمایا السلام اہل القبر پھر کہا ہمارے پاس خبریں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے نکاح کر لیے ہیں تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ سکون پزیر ہیں تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہاتھ نے جواب دیا اے ابن خطاب! ہمارے پاس خبریں یہ ہیں ہم نے جو آگے بھیجا وہ ہم نے پالیا اور جو ہم نے خرچ کیا اس کا ہم نے نفع پایا اور جو ہم نے پیچھے چھوڑا اس میں ہم نے نقصان اٹھایا ﴿بخاری۔ قرطبی﴾ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ کا معنی ہے کہ جو تم اس کا ثواب اللہ کے حضور میں پاؤ گے ﴿طبری۔ در منثور﴾ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے خواہ تمہارے اعمال قلیل ہو یا کثیر۔ عمل کا لفظ عام ہے نیک ہو یا برا۔ ترغیب ہو یا ترہیب۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

(۱) تو غافل و اندیشہ سود و مال کہ سرمایہ عمر شد باعمال (۲) غبار ہوا چشم عقلت بدوخت سموم ہوا کشت عمرت بسوخت۔

(۳) مکن سرمہ غفلت از چشم پاک کہ فرداشتی سرمہ در چشم (۱) ترجمہ سو وہ مال کے فکر میں غافل ہو گیا اسی طرح زندگی کا سرمایہ ضائع ہو گیا

(۲) خواہشات کی غبار نے تیری عقل کی آنکھ کی دی خواہشات کی زہریلی ہوائے تیری کھتی جلادی (۳) غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر قریب ہے تو خود خاک کی آنکھ کا سرمہ بننے والا ہے۔ بندہ گنہگار طالب حسین اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی سے عرض کرتا ہے کہ اس تفسیر کرمانی میں اخلاص نصیب فرمائے اپنے فضل سے قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ میرے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرًا ۚ تِلْكَ أَمَّا نَبِيُّهُمْ ط قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۱۱۰ ترجمہ اور انہوں نے کہا کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا سوائے یہودیوں یا عسائیوں کے (یہ ان کی خیالی باتیں ہیں اے میرے محبوب)

آپ ان کو کہیں اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ وَ : اور : قَالُوا : انہوں نے کہا : لَنْ : ہرگز نہیں : يَدْخُلُ : داخل ہوگا : الْجَنَّةَ : جنت میں : إِلَّا : مگر : مَن : جو کوئی : كَانَ : ہوگا : هُودًا : یہودی : أَوْ : یا : نَصْرًا : نصاریٰ۔ عسائی : تِلْكَ : یہ : أَمَّا نَبِيُّهُمْ : ان کی امید : قُلْ : کہہ : هَاتُوا : تم لاؤ : بُرْهَانَكُمْ : تمہارا ثبوت : ان : اگر : كُنتُمْ : تم ہو : صَادِقِينَ : سچے :

بَلَىٰ مَن أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ ۱۲۰ ترجمہ ہاں جس نے بھی اپنا منہ جھکا یا اللہ کے لیے اور وہ محسن ہے تو اس کا اجر رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔ بَلَىٰ : کیوں نہیں : مَن : جو : أَسْلَمَ : جھکا یا : وَجْهَهُ : اپنا چہرہ : لِلَّهِ : اللہ کے واسطے : وَ : اور : هُوَ : وہ : مُحْسِنٌ : نیکی کرنے والا : فَلَهُ : پس اس کے لیے : أَجْرُهُ : اس کا اجر و ثواب : عِنْدَ : نزدیک : رَبِّهِ : اس کا رب : وَ : اور : لَا : نہیں : خَوْفٌ : خوف : وَ : اور : عَلَيْهِمْ : ان کے اوپر : وَ : اور : لَا : نہیں : هُمْ : وہ : يَحْزَنُونَ : غمگین ہو گئے۔

شان نزول۔ امام ابن حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا بہشت میں صرف وہی داخل ہوگا جو یہودی ہوگا نصاریٰ نے کہا صرف وہی داخل ہوگا جو نصرائی ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان کی جھوٹی تمنا تھیں جن جو انہوں نے ناحق اللہ تعالیٰ پر لگائی ہوئی ہیں۔ اے محبوب فرما دو کہ تم اگر اپنی باتوں میں سچے ہو تو اس پر حجت لاؤ اس وقت یہ آیت مبارکہ اتری ﴿در منثور﴾ یہ آیت مبارکہ نجران کے وفد کے حق میں نازل ہوئی رسول کریم ﷺ کی مجلس میں نصاریٰ یعنی عسائی یہودیوں کے ساتھ آئے اور بیٹھ کر ایک دوسرے

کو جھوٹا کہنے لگے یہودی بنی نجران کے نصاریٰ کے متعلق کہتے کہ نصاریٰ جنت میں نہیں جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہمارے سوا کوئی بھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اسوقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿روح البیان﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وَقَالُوا - اور انہوں نے کہا۔ اس بات کے فاعل کہنے والے نجران کے عسائی اور مدینہ منورہ کے یہودی ہیں۔ لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوَ ذَا - یہ یہودیوں قول ہے کہ ہم ہی جنت میں جائیں گے۔ فراء نے کہا هُوَ ذَا کا معنی یہو دیا اور اس کی جمع ہانڈ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مَنْ کا مطلب جمع ہے۔ (قرطبی) مَنْ کا ن کی بجائے کا نُوا نہیں فرمایا مَنْ کے لفظ مفرد ہونے کی طرف پر محمول کر کے اور خیر کو جمع لایا گیا۔ لفظ مَنْ کے معنی پر محمول کرتے ہوئے اور هُوَ ذَا ہانڈ کی جمع ہے اس کا معنی ہے تا رب توبہ کرنے والا۔ اِنَّا هَذَا الْبَيْك (پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۶) ترجمہ ہم تیری طرف رجوع لائے۔ یہ ان کے متعلق ہے جنہوں نے پچھڑے کی پرستی سے توبہ کی تھی۔ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں یا نہ کریں ہم جنت میں جائیں گے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ ہم اس کے بیٹے حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں ہم ضرور بہشت میں جائیں گے۔ ﴿روح البیان﴾ اَوْ نَصْرِي - نصری کی جمع نصران ہے۔ جیسے سنکری کی جمع سکران ہے ﴿روح البیان﴾ تِلْكَ اَمَّا نَبِيُّهُمْ - تِلْكَ - اس کا معنی ہے وہ ایک یہ اسم اشارہ بعید ہے۔ وہ یہودی اور عسائی غلط دعویٰ کرتے پھرتے ہیں کہ ہم ہی جنت میں داخل ہونگے ہمارے سوا کوئی بھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ اَمَّا نَبِيُّ اس کی جمع اَمَنِيَّة ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس کی خواہش کی جائے۔ اس کا وزن ہے اَفْعُولَةٌ - اَعْجُوبَةُ اس کی جمع ہے اَعَا جِيب ہے۔ اہل عرب ہر اس شے کو جس میں کسی قسم کی دلیل نہ مجاز اتنی، غرور، اضلال اور احلال سے موسوم کرتے ہیں۔ قُلْ هَا تَوَا - هَا تَوَا اصل میں ہا تَوَا تھا ضمہ کو اس کے ثقل کی وجہ سے گرا دیا پھر یا التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا واحد ذکر کے لیے کہا جاتا ہے ہا ت جیسے رام اور مونث کے لیے ہا ت جیسے رامی ﴿قرطبی﴾ هَا تَوَا اصل میں اَتَوَا تھا ہمزہ سے بدایا گیا اور یہ تعجبی امر ہے۔ یعنی یہودیوں اور عسائیوں کے پاس کوئی دلیل جنت میں جانے کی نہیں تھی ﴿روح البیان﴾ بُرْهَانُكُمْ - بُرْهَان - بُرْہان سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے روشن، اجالا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ حجت لاؤ جس سے یہ ثابت ہو کہ صرف تم لوگ جنت میں داخل ہو گے۔ یا پھر یہ بُرْهَانُ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے مضبوطی۔ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - اگر تم سچے ہو۔ یعنی اگر تم دونوں یہودی اور نصاریٰ اپنی بات پر سچے ہو تو پھر جنت میں جانے کی کوئی ثابت دلیل پیش کرو۔ کہا گیا۔ بَلٰی - یہ کلام کو ثابت کرنے کے لیے استعمال ہو تا ہے۔ جس کی وہ نفی کر رہے تھے۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰہِ - اَسْلَمَ وَجْهَهُ کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا۔ اَسْلَمَ کا اسلام سے مشتق ہے۔ اس کا مصدر ہے سَلَّمَ اس کا مطلب ظاہر ہے۔ وَجْہ - اس کا معنی چہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وَجْہہ کا خاص کر ذکر اس لئے فرمایا کہ ہر انسان کا چہرہ عزت اور ذلت کو ظاہر کرتا ہے۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ - اَسْلَمَ کی ضمیر سے حال ہے۔ وہ آدمی اپنے اعمال میں محسن ہے۔ جو بھی عمل کرتا ہے وہ صحیح ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو اتنا ضرور سوچو کہ وہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ فَلَهُ اَجْرُهُ - اس کا اجر ملے گا۔ اسی نیک عمل کے سبب سے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔ عِنْدَ رَبِّہِ - آپ کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے جس کے ضائع ہو نے کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - اس کے شروع کی یا مضارع کی اور اس کے آخر کے واؤ اور نون جمع سالم کا گرا دیا جابجا ہے تو یہ حزن بن جائے گا۔ یہ اسی حزن سے بنا ہے جس کا معنی ہے غم۔ جمع مزرک سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ۔ واحد مزرک کے آخر میں واؤ اور نون یا پھر یانوں لگانے سے جمع مزرک سالم بن جاتی ہے۔ یں سے اقبل حرف کے نیچے کسراتی ہے۔ جیسے۔ خَاسِرٌ خَاسِرُونَ - اور خَاسِرٌ خَاسِرِينَ۔ نیک لوگوں کو نہ اس دنیا میں ڈر ہے اور نہ وہ قیامت کے دن جہنم سے غمگین ہوں گے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ تَمَامُ ثَلَاثِ ذَاتِ کے لیے ہے جس نے ہم سے سب غم و حزن دور فرمائے ہیں۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَ قَالَتِ النَّصْرٰی لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰی شَیْءٍ لَا وَ هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ ۚ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاَلِلّٰہِ یَحْكُمُ بَيْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۳۵ ترجمہ اور یہودی کہنے لگے نصرانی راہ راست پر نہیں ہیں اور نصرانی کہنے لگے یہودی راہ راست پر نہیں ہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ (یہودی تورات پڑھتے ہیں اور نصاریٰ انجیل پڑھتے ہیں) اسی طرح جاہلوں نے ان (مشرکوں) کی مثل بات کرتے ہیں تو اللہ روزِ محشر میں ان میں فیصلہ فرمادے گا جس بات میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ وَ : اور : قَالَت : بولے : کہا : الْيَهُودُ : یہود : لَيْسَت : نہیں : النَّصْرٰی : عسائی : نصاریٰ : عَلٰی : پر : اوپر : شَیْءٍ : شے : چیز : وَ : اور : قَالَت : کہا : بولے : النَّصْرٰی : عسائی : نصاریٰ : لَيْسَت : نہیں : الْيَهُودُ : یہود : عَلٰی : پر : اوپر : شَیْءٍ : شے : چیز : وَ : اور : هُمْ : وہ سب : يَتْلُوْنَ : تلاوت کرتے ہیں : الْكِتَابَ : کتاب : كَذٰلِكَ : اسی طرح : قَالَ : بولا : کہا : الَّذِیْنَ : لوگ : لَا : نہیں : يَعْلَمُوْنَ : علم رکھتے : جانتے : مِثْلَ : مانند : یحییٰ : قَوْلِهِمْ : ان کا قول : فَاَلِلّٰہِ : پس اللہ : یَحْكُمُ : حکم فرمائے گا : بَيْنَهُمْ : ان کے مابین : ان کے درمیان : یَوْمَ : روز : دن : الْقِیَمَةِ : روزِ محشر : قیامت کے

فِيْمَا : ان میں : کَانُوا : تھے : فِيْهِ : اس میں : يَخْتَلِفُوْنَ : اختلاف کرتے - شان نزول - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَهْلُ نَجْرَانَ مِنَ النَّصَارَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُمْ أَحْبَابُ رِيْهَوْدَ فَنَتَنَّا زَعُوًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَافِعُ بْنُ خُرَيْمَةَ مَا أَتَيْتُمْ عَلَى شَيْءٍ وَكَفَرَ بَعْثُ أَبِي مَرْيَمَ وَبِأَلَا نَجِيلٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ مِنَ النَّصَارَى مَا أَتَيْتُمْ عَلَى شَيْءٍ وَجَعَدَ نَبُوَّةُ مُوسَى وَكَفَرُوا بِالتَّوْرَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمَا ﴿طَبْرَى﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں جب نجران کے عسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہودیوں کے علماء بھی آگئے وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر جھگڑنے لگے رافع بن خریمہ نے کہا تم کسی دین و مذهب پر نہیں ہو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا۔ ایک نجرانی نے یہودی کہا تم کسی مذهب و دین پر نہیں ہو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کا انکار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى فِيْ دِيْنِنَا عَلَى صَوَابٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ فِيْ دِيْنِنَا عَلَى صَوَابٍ ﴿تفسیر طبری﴾ ترجمہ یہود نے کہا نصاریٰ راہ راست پر نہیں ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا یہود راہ راست پر نہیں ہیں۔ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ - یہودی تورات کی تلاوت کرتے ہیں اور نصاریٰ انجیل کی تلاوت کرتے ہیں۔ الْكِتَابَ - اس کا الف لام جنسی ہے۔ بلاشبہ علم پڑھے ہوئے اہل کتاب کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ دوسری آسمانی کتاب کو بھی پڑھتے ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ باقی کتابوں کی تکفیر نہ کریں۔ کیونکہ ایک کتاب دوسری کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ - ایسے کہتے ہیں وہ لوگ جو لاعلم ہیں۔ جمہور کے نزدیک عرب کے کفار ہیں کیونکہ ان کے پاس کتاب نہیں تھی ﴿قرطبی﴾ - مشرکین فرقہ معطلہ اور دیگر فرقے۔ ہر فرقہ کہتا ہے کہ دوسرا فرقہ سیدھے راستہ پر نہیں ہے۔ مِثْلَ قَوْلِهِمْ - کاف کے محل سے بدل اور اس میں بڑی تو بخ ہے اس حیثیت سے کہ ان نفوس کے باوجود یکہ اہل علم ہیں ان جاہلوں کے ساتھ ملا دیا گیا جو علم سے بالکل بے خبر ہیں۔ قَالَ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ پس اللہ تعالیٰ ان فرقوں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - يَوْمَ قِيَامِ الْخَلَائِقِ مِنْ قُبُورِهِمْ لِمَحْشَرِهِمْ ﴿طبری﴾ جب قیامت کے دن خلایق قبروں سے کھڑی ہوگی۔ فِيْمَا كَانُوا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ - ان تمام باتوں کا فیصلہ ہوگا جو جس کے متعلق یہ دنیا میں جھگڑتے تھے۔ گنہگاروں کو جہنم میں عذاب ہوگا۔ میر خویش باید کرد پرواز..... بال دیگر نتواں پریدن ترجمہ اپنے پروں سے اڑنا چاہئے دوسروں کے پروں سے اڑنا ناممکن ہے۔

فروقوں کا بیان - (۱) معتزلہ - اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ ہر آدمی اپنے کاموں کا خود خالق ہے۔ نیکو کاروں کے لیے اجر و ثواب اور گنہگاروں کے لیے عذاب ہوگا اور رویت باری اور شفاعت کے یہ لوگ منکر ہیں۔ (۲) شیعہ - یہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اور باقی تین خلفاء کی توہین کرتے ہیں۔ اور ان کی خلافت کو نہیں مانتے (۳) خوارج - یہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں چھوٹے اور بڑے گناہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہیں (۴) مرجند - اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی مسلمان ہو جائے ایمان لانے بعد گناہ کرنا جائز ہے۔ (۵) نجاریہ - اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حادث ہے۔ اور یہ رب العزت کی صفات کے بھی منکر ہیں۔ انسانوں کے کاموں کو مخلوق مانتے ہیں۔ (۶) جبر یہ - یہ فرقہ انسانوں کو مجبور محض مانتا ہے۔ (۷) مشبہ یہ فرقہ رب العزت کو جسم مانتا ہے (۸) ناجیہ - اس فرقہ کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ ناجی کا معنی ہے نجات پانے والا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اشاعریہ میں باطل فرقوں کے نام بیان فرمائے ہیں۔ (۱) فرقہ سبائیہ - یہ ابن سبہ کے پیروکار ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے اِنَّ عَلِيًّا هُوَ الْاِلٰهُ حَقًّا ترجمہ بیشک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچا اللہ ہے۔ نیز یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادل میں چھپے رہتے ہیں۔ اور بجلی ان کا چابک ہے اسی لیے جب بادل گرجنے کی آواز سنتے ہیں تو با آواز بلند یہ کہتے ہیں الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲) فرقہ مفضلئیہ - یہ فرقہ مفضل صرونی کے پیروکار ہیں۔ ان کا عقیدہ نصاریٰ کی طرح ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر ایک جز ہو گئے ہیں (۳) فرقہ سریغیئہ - یہ فرقہ سربغ کے مقدی ہیں ان کا مزہب بھی مفضلئیہ کی طرح ہے لیکن یہ حضرت محمد ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پانچوں کو وجود الہی میں ملاتے ہیں (۴) فرقہ یزیدییہ - یہ یزید بن یونس کے پیروکار ہیں یہ فرقہ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے الوہیت کے قائل ہیں۔ نعوذ باللہ۔ (۵) فرقہ کاملیہ - یہ کامل کے پیروکار ہیں۔ ان کا یہ مزہب ہے کہ روح ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف انتقال کرتے اور آدم علیہ السلام کا روح پہلے شیش علیہ السلام میں آیا۔ اسی طرح ہرنبی سے گزرتا ہوا بارہ اماموں میں داخل ہوا اور یہ اللہ کا روح تھا (۶) فرقہ تقویضیہ - ان کا مزہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کر کے محمد ﷺ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردی (۷) فرقہ ذبابیہ - یہ لوگ محمد ﷺ کو نبی اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ گمان کرتے ہیں۔ (۸) فرقہ خطابیہ یا ابوالخطاب اسدی کے پیروکار ہیں ان کا یہ اعتقاد ہے کہ علی

مرتضیٰ بڑا اللہ ہے اور جعفر صادق چھوٹا اللہ ہے اور اپنے پیشوا ابوالخطاب کو نبی گمان کرتے ہیں (۹) فرقہ مغیریہ۔ یہ فرقہ مغیرہ ابن سعید علی کے پیروکار ہیں ان کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نورانی مرد کی شکل پر ہے جیسے رَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ اخْتَلَفَ يَا سَيِّدِي أَصْحَابُنَا فِي النُّوْ جِدِّ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ جَسِيْمٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ صُوْرَةٌ (اثنا عشریہ) ترجمہ کلینی نے ابن زیاد سے روایت کی ہے اس نے کہا میں نے ابی محمد علیہ السلام کی طرف لکھا کہ اے میرے صاحب تحقیق ہمارے ہم مذہب توحید الہی میں اختلاف کرتے ہیں کوئی اللہ کو جسم والا ثابت کرتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ صورت ہے۔ (۱۰) فرقہ امویہ۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد ﷺ کی نبوت میں شریک ہیں (۱۱) فرقہ معمریہ۔ یہ لوگ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ (۱۲) فرقہ ذمیہ۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد ﷺ کو نبوت عطا کی (۱۳) فرقہ اشعیہ ان کا مذہب ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں اللہ ہی انہوں نے اپنی خدائی کے دو گروہ کر دیئے لیکن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ غالب رہا (۱۴) فرقہ اسحاقیہ۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں بھی زمین پیغمبر سے خالی نہیں رہتی اور کہتے ہیں کہ بعد نبی کے اللہ نے علی میں حلول کیا۔ لیکن علی کے بعد کا اختلاف کرتے ہیں (۱۵) فرقہ امامیہ۔ یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ کے سوا دوسرے سب نبیوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمہ افضل ہیں (۱۶) شیعہ کا یہ مذہب ہے کہ ائمہ اطہار پر حضرت آدم علیہ السلام نے حسد کیا اسی خطاب کے سبب وہ جنت سے نکالے گئے (۱۷) یہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آئیمہ اطہار کی امامت کا اقرار نہ کیا اس لیے جنت سے خارج کئے گئے (۱۸) شیعہ اپنی ثقہ روایات سے ثابت کرتے ہیں کہ امام شرعی مسائل کے جواب دینے میں ایک بات پر قائم نہیں رہتے تھے کسی کو جواب میں کچھ کہہ دیتے اور کسی کو کچھ (اصول کافی) (۱۹) ان کا یہ بھی مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ زنا بھی ایک قسم کا نکاح ہے (کتاب فروع کافی جلد ثانی) (۲۰) شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرمگاہ پر نورہ لگا کر لوگوں کے سامنے ہو جایا کرتے اور ستر پوشی کے لیے صرف نورہ کو ہی کافی سمجھتے (کتاب فروع کافی جلد دوم) (۲۱) شیعہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر انسان بالکل برہنہ ہو جائے اور سامنے کے ستر کو ہاتھ سے چھپا لے تو کافی ہو جاتا ہے کیونکہ پیچھے کا ستر تو خود بخود چھپا رہتا ہے وہاں ہاتھ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے (فروع کافی جلد دوم) (۲۲) شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہان کے اموات اماموں کو سوئپ دیئے ہیں اور ان کو اختیار تھا جس کو چاہیں حلال بنادیں اور جس چیز کو چاہیں حرام بنادیں (اصول کافی) (۲۳) شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ قرآن مجید بدلا ہوا ہے اس پر اعتبار نہیں ہے۔ تفسیر صافی میں کہ علی قتی اور شیخ ابن ابی طالب جو شیعوں کے مشہور علماء میں سے ہیں وہ کہتے ہیں یہ قرآن مجید محرف ہے صاحب تفسیر قمی نے مقدمہ میں جو آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی ہیں اس میں یہ لکھا ہے۔ وَمِنْهُ مُحَرَّفٌ عَلَىٰ خِلَافِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَرْجَمَهُ قُرْآنَ کَچھ حصہ محرف ہے اور کچھ صل کے مخالف ہے۔ (۲۴) شیعہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس قرآن مجید کے علاوہ ہمارے پاس ایک اور قرآن مجید بھی ہے جو حضرت فاطمہ پر نازل ہوا وہ قرآن فاطمہ اس مروجہ قرآن سے سہ چند زیادہ ہے۔ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَعِنْدَنَا الْمُصْحَفُ فَأُطِمَّةٌ مَا يُذَرِّيهِمْ مَا مُصْحَفٌ فَأُطِمَّةٌ قَالَ مُصْحَفٌ فِيهِ مِثْلُ قُرْآنِكُمْ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاللَّهُ مَا فِيهِ مِنْ قَوْلِكُمْ جُرْفٌ وَاجِدٌ (اصول کافی) ترجمہ (ایک لمبی روایت میں ہے کہ) پھر امام جعفر صادق نے فرمایا ہمارے پاس مصحف یعنی قرآن مجید فاطمہ ہے وہ کیا جانیں کہ مصحف فاطمہ کیا ہے فرمایا وہ ایک (ایسا) مصحف ہے جو تمہارے قرآن سے سہ چند (زیادہ) ہے قسم اللہ اس میں تمہارے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ان کے افتراء ہیں پس میں نے تھوڑے سے نمونے آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں تاکہ آپ کو ان کے عقیدوں کے متعلق خبر ہو سکے۔ امام ان تمام افتراء سے پاک ہیں۔ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ شیعہ ان کے مورد بن گئے ہیں۔ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ غَضِبَ عَلَى الشَّيْعَةِ تَرْجَمَ إِيَّاهُمْ مَوْسَى كَاطِمٌ سَ وَرَ ایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ شیعہ پر غضبناک ہوا ﴿اصول کافی﴾

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِذْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ۱۲۵ ترجمہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے اور ان کو خراب کرنے کی کوشش کرے یہ لوگ بغیر ڈر کے مسجدوں میں داخل ہونے کے لائق نہیں ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ وَ : اور : مَنْ : کون ہے : أَظْلَمُ : بڑا ظالم : مِمَّنْ : اس آدمی سے : مَنَعَ : منع : مَسْجِدَ : مسجدوں عبادت خانہ : اللَّهُ : اللہ : أَنْ : ان : يَدْخُلُ : ذکر جائے : فِيهَا : اس میں : اسْمُهُ : اس کا نام : وَ : اور : سَعَى : کوشش کرتا ہے : فِي : میں : خَرَابِهَا : اس کی خرابی : أُولَٰئِكَ : یہ لوگ : مَا : نہیں : كَانَ : لائق تھا : لَهُمْ : ان کے لیے : أَنْ : ان : يَدْخُلُوهَا : اس میں داخل ہوں : إِلَّا : مگر : خَائِفِينَ : خوف کھاتے ہوئے : لَهُمْ : ان کے لیے : فِي : میں : الدُّنْيَا : دنیا : خِذْيٌ : رسوائی ہے : وَ : اور : لَهُمْ : ان کے لیے : فِي : میں : الْآخِرَةِ : آخرت : عَذَابٌ : عذاب۔ سزا : عَظِيمٌ : بڑا۔

شان نزول۔ نصاریٰ کا بادشاہ ططیس رومی نامی اور اس کے اصحاب نے بنی اسرائیل سے جنگ کی ان کے خلفاء کو قتل کر دیا اور ان کی اولاد کو قید کر لیا اور تورات کو جلادیا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالا بلکہ اس میں مردار پھینکے اور اس میں خنازیر ذبح کرائے۔ بیت المقدس ہمیشہ ویران رہا۔ یہاں تک کہ اہل اسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ

حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال عن عمی قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس قولہ وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ - فَإِنَّهُمْ النَّصَارَى ﴿تفسیر طبری﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں ﴿تفسیر طبری﴾۔ یعنی عسائی یہی ظالم لوگ ہیں۔ ابن الحنفی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ عن مجاہد فی قول اللہ وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعِيَ فِي خَرَابِهَا النصاری کا نوا بطرحون فی بیت المقدس الاذی ویمنعون الناس ویصلون الناس أن یصلوا فیہ ﴿تفسیر طبری﴾ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں جو بیت المقدس میں گندگی ڈالتے تھے اور لوگوں کو اس میں نماز ادا کرنے سے روکتے تھے ﴿تفسیر طبری﴾۔ سدی سے مروی ہے کہ اس سے مراد رومی لوگ ہیں جو بیت المقدس پر غالب آگئے ﴿تفسیر طبری﴾ وحدثنی موسیٰ قال ثنا عمرو قال ثنا اسباط عن السدی أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ - فليس في الارض رومي يدخله اليوم الا وهو خائف ان تضرب عنقه او قد اُخيف بأداء الجزية فهو يؤذ بها ﴿تفسیر طبری﴾ کہ آج کوئی رومی بیت المقدس میں داخل نہیں ہوتا مگر ڈرتے ہوئے کہ کہیں اس کی گردن نہ اڑادی جائے جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ اسے خوفزدہ کیا گیا پس وہ جزیہ ادا کرتا ہے۔ عن سدی قولہ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِذْيٌ اَمَّا خَزِينُهُمْ فِي الدُّنْيَا فَانْهَم اِذَا قَامَ الْمَهْدِيُّ وَفُتِحَتِ الْقُسْطُنْطِينَةُ قَتَلَهُمْ فَذَلِكَ الْخِزْيُ ﴿تفسیر طبری﴾ کہ تحت فرماتے ہیں دنیا میں اس کی رسوائی یہ ہوئی کہ جب مہدی کا دور تھا تو اس نے قسطنطین فتح کیا یہی ان کی رسوائی ہے ﴿تفسیر طبری﴾ حدثنا بشر بن معاذ قال ثنا يزيد بن زريع قال حدثنا سعيد عن قتادة قوله وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اُولَئِكَ اَعْدَاءُ اللَّهِ لِنَصَارَى حَمَلَهُمْ يُغَضُّ الْيَهُودُ عَلَى أَنْ اُعَانُوا يُخْتَنَصَرُ الْبَابِلِيُّ الْمَجُوسِيُّ عَلَى تَحْرِيبِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ﴿تفسیر طبری﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔ یہود کے بغض نے انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے بخت نصر البابی المجوسی کی بیت المقدس کی تخریب میں اعانت کی تھی ﴿تفسیر طبری﴾ شان نزول۔ ابن ابی حاتم نے کعب سے روایت کی ہے فرماتے ہیں نصاریٰ جب بیت المقدس پر غالب آگئے تو انہوں نے اس کو جلا دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ پھر زمین پر کوئی نصرانی ایسا نہ تھا جو بیت المقدس میں داخل ہوتا مگر ڈرتے ڈرتے داخل ہوتا ﴿درمنثور﴾ وحدثنی یونس قال احبرنا ابن وهب قال قال ابن زيد فی قولہ اُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ قال نادى رسول الله ﷺ ألا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان قال فجعل المشركون يقولون اللهم انا منعنا ان نبرك ترجمہ ابن زید سے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن بیت اللہ کی طرف جانے سے رسول اللہ ﷺ کو روکا ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام ابن شیبہ نے حضرت صالح سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں مشرکین کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں مگر ڈرتے ہوئے حضرت قتادہ سے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِذْيٌ کے تحت نقل کیا ہے کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دیتے ہیں۔ یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے ﴿طبری۔ درمنثور﴾ امام احمد اور بخاری نے تاریخ میں بسر بن ارماء رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَاجِرْنَا مِنْ خِذْيِ الدُّنْيَا وَمِنْ عَذَابِ آخِرَةِ ترجمہ اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام اچھا کر دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے ﴿مسند امام احمد جلد ۴﴾ وَ لَهُمْ فِي آخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

مَنْ - دراصل استفہام کے لیے استعمال ہوتا ہے اس جگہ نفی کے معنی میں ہے۔ اَظْلَمُ - یہ ظلم سے بنا ہے۔ اس کا فاعل ظالم ہے۔ ظلم کرنے والا۔ اور اس کا مفعول مظلوم ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ مِمَّنْ مَنَّ مَسْجِدَ اللّٰہِ - اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ یعنی مسجد اقصیٰ اور اس کی محرابیں مراد ہیں۔ مَسْجِدٌ - مسجد جمع ہے۔ اس کا واحد مسجد ہے۔ اس آیت مبارکہ میں مساجد جمع لانے کا حکم اس لیے ہے کہ تمام کرۂ ارض میں جہاں بھی مساجد ہیں جو بھی ان کو خراب کرے گا اس پر وَلَٰهُمْ فِی الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ - کا حکم لاگو ہوگا۔ اور ان کے لیے قیامت کے دن بڑا عذاب ہے۔ اَنْ یُّدْکَرُ فِیْہَا اسْمُہ - منع کا دوسرا مفعول ہے۔ جو ممنوع اور ممنوع عنہ کا متقاضی ہے۔ کبھی دو مفعولوں کی طرف بنفسہ متعدی ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں منعہ الامرا اور کبھی مفعول پہلے کی طرف تو خود لیکن مفعول ثانی کی طرف حرف جر عن یا

من سے جیسے منع من الامر یا محذوف ہو جیسے آیات ہذا میں اب معنی یہ ہوا کہ من ان تسبح الخ روکا جائے اس سے کہ اس کی تسبیح و تقدیس کی جائے یا اس میں نماز ادا کی جائے۔ وَتَسْعٰی - اور عمل کرے فِیْ خَرَابِہَا - اس کے گرانے کا اس کو خراب کرنے کا۔

أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۖ وَلَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِذْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ آخرت کے دن ان لوگوں پر دائمی عذاب ہوگا جنہوں نے مساجد کے داخل نہ ہونے دیا اور اس کو دیران کیا اور اس میں گندگی ڈالی اور نماز پڑھنے سے روکا اور ذکر کرنے سے منع کیا۔

مسجد کی حاضری کے فضائل

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی کو دیکھو کہ اسے مسجد کی حاضری کی عادت ہے اس کے متعلق ایمان کی گواہی دو۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ۔ مسجد کی حاضری کو تعمیر قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چھ خصلتیں حاصل کرو تین حضری یعنی گھر کی اور تین سفر کی۔ تین حضری یہ ہیں (۱) تلاوت قرآن (۲) مسجد کی حاضری (۳) اللہ تعالیٰ کی محبت میں رفق و دوست بنانا۔ تین سفر کی یہ ہیں۔ خرچ (۲) خوش خلقی (۳) خوش طبعی (۳) خوش بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ روز محشر کی علامات میں سے مساجد کے مینار بلند کرنا انہیں منقش یعنی نقش و نگار کرنا اور سنگارنا لیکن حاضری نہ ہو دینا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غیر آباد رکھنا اللہ تعالیٰ کی مساجد کو صلوة و تلاوت قرآن سے غیر آباد رکھنا اور ان میں شعائر اسلام ظاہر نہ کرنا بہت بڑا ہے۔ بالخصوص جب دیکھو کہ شراب کے ابواب کھلے ہوئے اور مساجد کے دروازے بند ہیں وغیرہ

کتاب فقہیہ میں ہے کہ مسجد حرام تمام مساجد سے افضل ہے پھر مدینہ منورہ کی مسجد پھر بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ پھر دنیا کی جامع مساجد جن میں جمعہ پڑھا جاتا ہو پھر اپنے محلہ کی مسجد پھر شارع عام پر واقع ہونے والی مسجدیں مرتبہ میں یہی مسجدیں کم درجہ والی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز نہیں ہے اگر ان میں امام اور مؤذن مقرر نہ ہوں ان کے بعد جو مساجد جو گھروں میں بنائی جاتی ہیں ان میں مردوں کو اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں البتہ میں عورتیں اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا ایک لاکھ کی نماز کا ثواب۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے دوسری مسجد سے ایک ہزار زیادہ ثواب ملتا ہے مگر مسجد حرام کے سوا ﴿ترمذی ابواب الصلوة﴾ عابداندر نماز و عارقال اندر نیاز..... عاشقان از شوق وصل یار و سوز و گداز ترجمہ عابد نماز میں عارف نیاز میں عاشق محبوب کے شوق وصال کے سوز و گداز میں۔

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝۱۵۰ ترجمہ اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے تو تم جس طرف منہ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے بیشک اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔ : : : : وَ : اور : لِلَّهِ : اللہ کے لیے : الْمَشْرِقُ : مشرق : وَ : اور : الْمَغْرِبُ : مغرب : فَأَيْنَمَا : پس جہر : تُولُوْا : تم منہ کرو : فَتَمَّ : پس اسی طرف ہے : وَجْهُ : منہ : اللَّهُ : اللہ : إِنَّ : بیشک - بلاشبہ : اللَّهُ : اللہ : وَاسِعٌ : وسعت والا : عَلِيمٌ : جاننے والا - علم والا

شان نزول - اس آیت مبارکہ کے نزول میں مختلف اقوال ہیں - حضرت عبداللہ سے مروی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے فرماتے ہیں - ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر کر رہے تھے کہ قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی ہر ایک آدمی نے جس کا جہد دل جما اس نے اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے سامنے عرض کی تو اس کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿ترمذی تفسیر القرآن﴾ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہا یہ اس مسافر کے متعلق ہے جو سواری پر نفل پڑھے اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو اس طرف اس کی نماز صحیح ہے ﴿ترمذی﴾ جب تحویل قبلہ کا حکم فرمایا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی ان کے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿بخاری - مسلم - کیر - خزائن العرفان - نعیمی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں سب سے پہلی شے جو ہمارے لیے قرآن سے منسوخ ہوئی وہ قبلہ کی سمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ پس رسول کریم ﷺ نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور بیت اللہ کو ترک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت اللہ کی جانب پھیر دیا اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا ﴿مہتممی﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ ﴿پ ۲ سورة البقرة آیت ۱۴۹﴾ ترجمہ اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔ یہ آیت ناسخ ہے۔ امام ابن منذر نے حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اصحاب سے اس مذکورہ آیت کے تحت روایت کی ہے کہ لوگ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ تقریباً اٹھارہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور جب آپ نماز پڑھتے تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتے اور حکم الہی کے منتظر رہتے پس رب العزت نے بیت المقدس قبلہ کو منسوخ کر کے کعبہ کو قبلہ بنادیا۔ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب سفر کرتے اور نفل نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو اونٹنی کا منہ جہر ہوتا اسی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ دیتے اور جس طرف سواری جارہی ہوتی تھی ادھر ہی نماز ادا کر لیتے۔ ابن عمر نے یہ آیت پڑھی ﴿ترمذی﴾ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن دینار نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ

سفر میں اپنی سواری پر جس طرف بھی سواری کا منہ ہوتا نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے ﴿مَوْطَا امام محمد﴾ امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں خبر دی نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں فرض نماز کے ساتھ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نماز نہیں ادا کرتے تھے۔ سوائے رات کے درمیان یعنی نماز وتر کہ کبھی زمین پر اتر کر کبھی اپنی سواری پر پڑھتے تھے جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا۔ حضرت امام محمد کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسافر اپنی سواری پر نماز نفل اشارہ سے پڑھ لے جس طرف بھی اس کا رخ ہو۔ سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے۔ مگر فرض اور وتر سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرے اور اس کے متعلق بہت سے آثار ہیں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن دینار نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوگ صبح کی نماز مسجد قبلہ میں پڑھ رہے تھے کہ اس اثناء میں ایک آدمی نے آکر اطلاع دی کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی وحی اتری ہے اس میں قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس لوگ قبلہ کی طرف متوجہ ہو گئے حالانکہ ان کا منہ شام کی طرف تھا اب انہوں نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے۔ جو آدمی غلطی سے ایک دو رکعت غیر قبلہ کی طرف پڑھ لے پھر اسے اطلاع دی جائے کہ وہ غیر قبلہ کی سمت نماز پڑھ رہا ہے تو صحیح قبلہ کی طرف رخ کر کے باقی نماز پوری کر لے اس کی وہ دو رکعتیں شمار ہونگی جو پہلے پڑھ چکا ہے۔ یہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ﴿مَوْطَا امام محمد﴾

وَاللّٰهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ۔ اس سے زمین کی دو طرفیں مراد ہیں تمام زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہے۔ اے کافر و کعبہ یا مسجد اقصیٰ سے نماز پڑھنے سے روکو گے تو ہم مسلمان کسی دوسرے مقام پر نماز پڑھ لیں گے کیونکہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین مسجد بنادی ہے۔ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام زمین مسجد ہے مگر قبرستان اور حمام ﴿ترمذی﴾ فَأَيُّمَا تَوَلَّوْا فَتَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم اپنی رسی زمین کی تیتک پھینکو تو اللہ تعالیٰ کی ذات وہاں بھی موجود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے ﴿القاصد الحسنہ﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان کے دین میں وسعت فرماتا ہے اور ان کو ایسی تکلیف نہیں دیتا جو ان کی طاقت میں نہ ہو۔ واسع کا معنی ہے اس کا علم ہر شے کو گہرے ہوئے ہے جیسے واسع کُلُّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورۃ طہ آیت ۹۸) ترجمہ ہر چیز اس کے علم میں محیط ہے۔ فراء نے کہا واسع اس جی کو کہتے ہیں جس کی عطا ہر چیز کو شامل ہو جیسے وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (سورۃ العراف آیت ۱۵۶) ترجمہ اور میری رحمت ہر چیز کو گہرے ہوئے ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ ۚ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۱۶۵ ترجمہ اور انہوں نے کہا اللہ نے اپنے لیے اولاد رکھتا ہے وہ اس پاک ہے اسے بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے فرماں بردار ہیں۔ : : : و : اور : قَالُوا : انہوں نے کہا : اتَّخَذَ : پکڑی : اللہ : وَلَدًا : اولاد : بِنَا : سُبْحَنَهُ : وہ پاک ہے : بَلْ : بلکہ : لَّهٗ : اس کے لیے : مَا : جو : فَي : میں : بَنَى : السَّمٰوٰتِ : آسمانوں : وَ : اور : الْاَرْضِ : زمین : كُلٌّ : ہر ایک : لَّهٗ : اس کے لیے : قٰنِتُوْنَ : مطیع ہے : شان نزول : وَقَالُوا

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَرَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيْذَهُ كَمَا كَانَ وَمَا شَتَمُهُ إِيَّايَ فَقُوْ لَهُ لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ أَنْ اتَّخَذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا ﴿بخاری کتاب التفسیر﴾ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھ کو جھٹلاتا ہے اور اس کو یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی تکریب کرنا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اس کو مرنے کے بعد میں زندہ نہیں کر سکتا۔ گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے۔ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بیٹا بناؤں۔ علامہ علاء الدین علی بن محمد ابراہیم صوفی بغدادی المعروف بالخازن متوفی ۷۴۱ھ جری اپنی تفسیر خازن میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور نجران کے عسائی المسیح ابن اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے۔ اور مشرکین مکہ الصلائکۃ بنات اللہ۔ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿خازن۔ قرطبی۔ روح البیان﴾ وَقَالُوا۔ یہ جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد قَالَ اور اس کی تشنیہ قَالَا ہے۔ اس کا فاعل جو یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے اور نجران کے عسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ اور مشرکین مکہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ یہ ان کی طرف اشارہ ہے۔ اَنِّيْ يَكُوْنُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً ۚ وَخَلَقَ كُلُّ شَيْءٍ عَلَيْنَا ۝۱۶۶ ﴿پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۱﴾ ترجمہ اس کا بیٹا کس طرح ہو حالانکہ اس کی بیوی نہیں ہے۔ اور اس نے تمام شے پیدا کی ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔۔۔ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ اتَّخَذَ۔ یا تو اس کے معنی ہے الصنع و اعل کے ہے۔ اس مطلب میں صرف

ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا۔ یا مطلب نصیب کے ہے۔ جسے دو مفعول چاہیاس معنی پر پہلا محذوف ہوگا عبارت یوں ہوگی اتَّخَذَ اِی صَیْرًا یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنایا اپنی بعض مخلوق سے اور فلاں فلاں کو اولاد۔ یہ یہودیوں اور عسائیوں کی اور مشرکوں کی بہبودہ باتیں ہیں۔ سُبْحَنَهُ۔ اس کی پاک ذات ہے۔ سُبْحَانَ دراصل سُبْحَنَ یا سُبْحَانَا تھا اگر سُبْحَانَ کو بمعنی تسبیح کا مصدر قرار دیا جائے یعنی سبحان کو بمعنی تنزیہ کہا جائے تو اب معنی یوں ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اس سب سے پاک ہے جو اولاد کا مقتضی ہو یعنی وہ اس کی طرف محتاج ہے کہ زندگی میں اس کی اعانت کرے اور مرنے کے بعد اس کے قائم مقام ہو اور اس سے بھی منزہ ہے کہ اسے ولدیت کا تقاضا ہے یعنی تشبیہ سے کیونکہ ولد اپنے والد کی جنس سے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کے لیے کس طرح ولد کا ہونا صحیح ہو سکتا ہے کہ اس کی مثل کوئی چیز ہو حالانکہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف فرماتے ہیں۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اَسْتَ اَوْ ذَمٌّ..... نے پدر و مادر نہ فرزند نہ عم۔ ترجمہ وہ قدیم سے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ

ہے نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ چچا - حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنی پاکی بیان فرمائی سببحنہ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سجدہ میں اللہ تعالیٰ ہر نقص اور ہر عیب سے اپنی پاکی بیان فرما رہا ہے۔ **بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** - بلکہ اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اس کی ملکیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ **کُلُّ لَّهٗ قَبِیْطُوْنٌ** - جو تمام زمین میں ہیں اس کے مطیع ہیں۔ **کُلٌّ** - ذوی العقول یا غیر ذوی العقول لرب العزت کے لیے ہے۔ جمادات کی اطاعت ان پر اور ان میں اس کی صنعت کے ظہور میں ہے۔ **قَبِیْطُوْنٌ** فرماں بردار و مطیع ہیں۔ **قَانَتُوْنَ قُوْتٍ** سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں مطیع و فرماں بردار۔ اطاعت کرنے والے۔ اور عجز کا اظہار کرنے والے۔ قیام - کھڑا ہونا۔ **عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَبِیْلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِئِی الصَّلٰوةَ اَفْضَلُ** قَالَ **طُوْلُ الْقَنُوْتِ** - حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا رسول اللہ ﷺ سے کون سی نماز افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں قیام طویل ہو ﴿ترمزی﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **قَبِیْطُوْنٌ** کا معنی **مُطِیْعُوْنَ** روایت کیا ہے۔ **نَافِعُ بْنُ الْأَرْزَقِ** نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **قَبِیْطُوْنٌ** کا معنی پوچھا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مقرون یعنی اقرار کرنے والے فرمایا ﴿طبری﴾ درمنثور - قرطبی - روح البیان - خازن ﴿حضرت زید بن ارقم کا فرمان ہے شروع اسلام میں ہم مسلمان نماز میں باتیں کرتے تھے آدمی اپنے نزدیک والے آدمی سے بات کر لیتا تھا پھر یہ آیت نازل ہوئی **وَقُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ** نماز میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا گیا اور سکون سے نماز ادا کرنے حکم کیا گیا﴾ ترمذی ابواب الصلوات ﴿حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن میں جہاں قنوت کا ذکر ہے اس سے مراد اطاعت ہے﴾ **مِنْ دَاخِلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** **وَإِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ** ۱۱۵ ترجمہ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی ارشاد فرماتا ہے کہ ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے۔ **بَدِیْعٌ** : نئی چیز پیدا کرنے والا :

السَّمٰوٰتِ : آسمانوں : **وَ** : اور : **الْاَرْضِ** : زمین : **وَ** : اور : **اِذَا** : جب : **قَضٰی** : مقرر کرتا ہے۔ فیصلہ کرتا ہے : **اَمْرًا** : کچھ کام :

فَاِنَّمَا : تو یہی : **یَقُوْلُ** : کہتا ہے۔ فرماتا ہے : **لَہٗ** : اس کے لیے : **کُنْ** : ہو جا : **فِیْکُوْنُ** : پس وہ ہو جاتا ہے : **بَدِیْعٌ** : یہ بذع سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے بغیر نمونہ کے بنانا۔ **بَدِیْعٌ** : یہ مبالغہ کے لیے فعل کے وزن پر ہے۔ مبتدا محذوف کی خبر کی حیثیت سے مرفوع ہے۔ اسم فاعل مبدع ہے جیسے بصیر سے مبصر ہے ابدعت اشیء لاعن مثال۔ میں نے بغیر کسی مثال کے چیز کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح بغیر نمونہ کے آسمان اور زمین بنائے۔ بدعت کو بدعت اس لیے کہتے ہیں کہ کہنے والا اپنے امام کے کلام اور فعل کے بغیر کہتا ہے۔ **السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** - حضرت ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں **بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کا معنی یہ ہے کہ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو خود بنایا کیا اور ان کی تخلیق میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوا۔ سدی سے مروی ہے کہ آسمان اور زمین کو ایجاد کیا اور پیدا کیا اس سے قبل کوئی شے پیدا نہیں کی گئی تھی تاکہ وہ ان میں شامل ہوتی ﴿طبری﴾ درمنثور ﴿امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دعا کی **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمِکَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** **وَإِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ** رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سن کر ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے﴾ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ﴿وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا - قَضٰی - قَضَاء سے ماخوذ ہے۔ اس کے کئی معنی ہیں۔ پیدا کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ خبر دینا۔ حکم دینا۔ فارغ ہونا۔ پورا کرنا۔ ارادہ کرنا۔ فَقَضٰہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَ مِیْنٍ﴾ سورة فصلت آیت ۱۲ ﴿اس آیت میں قَضٰی کا معنی خلق پیدا کرنا ہے۔ وَقَضٰیۡنَا اِلٰی بَنِیْۡ اِسْرَآئِیْلَ فِی الْکِتٰبِ﴾ سورة اسراء آیت ۴ ﴿اس آیت میں قَضٰی خبر دینا۔ اگاہ کرنا کے معنی میں ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ﴾ اسراء آیت ۲۳ ﴿اس جگہ قَضٰی حکم دینا کے معنی میں ہے۔ فَلَمَّا قَضٰی وَلَوْ اِلٰی قَوْمِہِمۡ﴾ اخاف آیت ۲۹ ﴿اس جگہ قَضٰی فارغ ہونا کے معنی میں ہے۔ وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا اس جگہ قَضٰی ارادہ کے معنی میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ﴾ احزاب آیت ۳ ﴿یہاں پر قَضٰی پورا کرنا کے معنی میں ہے۔ اہل سنت جماعت کے نزدیک اس آیت میں قَضٰی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ازل میں مقدر بنایا اور اپنا حکم نافذ فرمایا۔ اَمْرًا۔ اَمْر - واحد ہے۔ اس کی جمع امور ہے۔ اس کا معنی کام ہے۔ قرآن مجید میں اَمْر چودہ معانی میں استعمال ہوا ہے - (۱) جیسے دین کے لیے۔ **حَتّٰی جَاءَ الْحَقُّ وَظَہَرَ اَمْرُ اللّٰہِ** ﴿پ ۱۰ سورة التوبہ آیت ۲۸﴾ یہاں تک حق آیا اور اللہ کا دین غالب ہوا۔ اس آیت مبارکہ میں اَمْر کا معنی دین ہے۔ (۲) جیسے قول - **فَاِذَا جَاءَ اَمْرُنَا** ﴿پ ۱۸ سورة المؤمنون آیت ۲۷﴾ ترجمہ پھر جب ہمارا قول آئے۔ یہاں پر اَمْر قول کے معنی میں ہے **فَتَنَّا زَعُوْا اَمْرَہُمْ بَیْنَہُمْ** ﴿پ ۱۶ سورة طہ آیت ۶۲﴾ ترجمہ تو اپنے قول میں باہم متخلف ہو گئے۔ یہاں پر بھی اَمْر کا معنی قول ہے (۳) جیسے عذاب کے لیے۔ **لَمَّا قَضٰی الْاَمْرُ** ﴿پ ۱۳ سورة ابراہیم آیت ۲۲﴾ ترجمہ جب فیصلہ ہو چکے گا۔ یہاں پر اَمْر عذاب کے معنی میں ہے (۴) جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ **وَإِذَا قَضٰی اَمْرًا** ﴿پ ۱۷ سورة البقرة آیت ۱۷﴾ ترجمہ اور جب کسی بات کا حکم فرمائے۔ یہاں پر اَمْر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یعنی یہ بغیر باپ کے ہوں گے (۵) جیسے جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ **فَاِذَا جَاءَ اَمْرُ اللّٰہِ** ﴿غافر آیت ۷۸﴾ اس جگہ اَمْر سے مراد جو جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ وَلٰکِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ﴿پ ۱۰ سورة الانفال آیت ۴۲﴾ ترجمہ لیکن یہ اس لیے ہے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ یہاں پر اَمْر مکہ کے جو کفار قتل ہوئے مراد ہیں۔ (۶) جیسے فتح مکہ کے لیے **فَتَرْبَصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِ** ﴿پ ۱۰ سورة التوبہ آیت ۲۳﴾ ترجمہ تو راستہ دیکھو حتیٰ کہ اللہ اپنا حکم فرمائے اس جگہ اَمْر سے مراد مکہ کا فتح ہونا ہے (۷) جیسے قریظہ کا قتل ہونا اور بنی نضیر کی ہلاکت ہونی۔ **مَنْ بَعْدَ مَا تَبٰیۡنَ لَہُمْ الْحَقُّ فَاَعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ**

اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۹﴾ ترجمہ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لاے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہاں پر امر سے مراد قریظہ کا قتل اور بنی نضیر کی جلا وطنی ہے۔ یہ یہودیوں کی بستیوں میں سے ایک تھی جسے قیامت (۸) جیسے قیامت۔ اُنَّی اَمْرُ اللَّهِ ﴿۱۱۰﴾ پ سورۃ النحل آیت ۱ ﴿ترجمہ اب اللہ کا حکم آتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں جو امر ہے اس سے مراد قیامت ہے۔ جب کافروں نے عزاب موعود کے نزول اور قیامت کے قائم ہونے کی بطریق تکزیب جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت جلدی آنے والی ہے۔ (۹) جیسے قضاء۔ یَذْبُرُ الْأَمْرُ ﴿۱۱۱﴾ پ سورۃ السجدہ آیت ۵ ﴿ترجمہ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ یہاں پر امر سے مراد فیصلہ ہے۔ تدبیر فیصلہ کو کہتے ہیں (۱۰) جیسے وحی۔ یَذْبُرُ الْأَمْرُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ﴿۱۱۲﴾ پ سورۃ السجدہ آیت ۵ ﴿ترجمہ کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک۔ اس جگہ امر سے مراد وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف وحی نازل فرماتا ہے۔ یَنْتَزِلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ ﴿۱۱۳﴾ پ سورۃ الطلاق آیت ۱۲ ﴿جیسے امر الخلق۔ آلا إِلَى اللَّهِ تَصْنِيفُ الْأُمُورِ ﴿۱۱۴﴾ پ سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ ﴿ترجمہ سنتے ہو تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اس آیت میں امر سے مراد خلقت کے تمام امور رب العزت کی طرف جاتے ہیں (۱۲) جیسے مدر۔ يَقُولُونَ هَلْ نَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ﴿۱۱۵﴾ پ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۳ ﴿ترجمہ کہتے ہیں کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے (۱۳) جیسے گناہ۔ فَرَأَوْهُ مُتَكَبِّرًا ﴿۱۱۶﴾ پ سورۃ طلاق آیت ۹ ﴿ترجمہ اے گناہ کی سزا۔ یہاں امر گناہ کے معنی میں ہے۔ (۱۴) جیسے شان اور فعل کے معنی میں۔ وَمَا مَرْ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿۱۱۷﴾ پ سورۃ ہود آیت ۹ ﴿ترجمہ یہاں پر امر سے مراد فعل اور شان ہے۔ اور فرعون کا کام راستی کا تھا۔ اس امر سے مراد فعل اور شان ہے۔ فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۱۱۸﴾ کاف کیونکہ سے ہے۔ اور نون نور سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الثَّامَةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ سِوَايَ اللَّهِ بِكَلِمَةِ اللَّهِ الثَّامَةِ یعنی مفرد بھی مروی ہے۔ جمع اس اعتبار سے ہے کہ جب کلمہ تمام امور میں ہے۔ پس جب ہمارے لیے کُن کہا اور ہر شے کے لیے کُن کہا تو یہ بہت کلمات ہو گئے۔ اس پر دلیل دو حدیث ہے جو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد مبارک فرمایا عطا کی کلام وعدا کی کلام میری عطا کلام اور میرا عذاب کلام ہے۔ کلمہ کلمات کے معنی میں بھی ہوتا ہے لیکن جب ایک کلمہ تمام اوقات میں تمام اوقات میں تمام امور میں جدا جدا ہو یہ بہت سے کلمات ہو گئے اور ان کا مرجع ایک کلمہ ہے۔ اور تاہم فرمایا کیونکہ اہل لغت کے نزدیک کم از کم کلام کے تین حروف ہوتے ہیں۔ ایک حرف جس سے آغاز کیا جاتا ہے ایک حرف جس کے ساتھ کلمہ جمع کیا جاتا ہے اور ایک حرف جس پر سکوت کیا جاتا ہے۔ جب کسی کلمہ کے دو حروف ہوں تو وہ ان کے نزدیک ناقص ہوتا ہے جیسے ید، دم، یم، علت کی وجہ سے ناقص ہیں۔ یہ کلمات آدمیوں کی طرف سے منقوصات میں سے ہیں کیونکہ یہ دو حروفوں پر مشتمل ہیں۔ نیز کیونکہ یہ ادوات کے ساتھ تلفظ کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تامہ ہیں کیونکہ یہ بغیر ادوات کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی شبہ سے بلند و بالا ہے۔ فَيَكُونُ۔ اس کا نون پیش کے ساتھ تلاوت کیا گیا ہے۔ علیحدہ کلام کے اعتبار سے ﴿الحمر والوجیر﴾ سبب یہ کہتے فَهُوَ يَكُونُ يَفَاءُ نُهُ يَكُونُ ہے۔ اس نے کسی چیز کو کُن کے ساتھ حکم دیا جاتا ہے وہ حکم کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور کوئی چیز موجود نہیں ہوتی مگر وہ جسے وجود کا حکم دیا جاتا ہے ﴿طبری﴾ قرطبی ﴿بیشک اللہ تعالیٰ جس چیز کو فرماتا ہے ہو جاتا وہ ہو جاتی ہے جس میں کسی قسم کا توقف نہیں ہوتا اور نہ ہی انکار ہوتا ہے۔ یہ دونوں کا نامہ ہیں بمعنی أَخَذْتُ فَيُحْذِثُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہو جاتا وہ ہو جاتی ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَايَهُ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَاءُ بَهْتَ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۱۱۸۰ ترجمہ اور جاہل بولے اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا ہمیں ان سے کوئی نشانی ملے ان سے انگوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی کسی بات ان کے دل ایک سے ہیں بیشک ہم نے نشانیاں صاف صاف بیان کر دیں یقین والوں کے لیے۔ وَ: اور:

قَالَ: كَمَا: الَّذِينَ: لوگوں: لَا: نہیں: يَعْلَمُونَ: علم رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں: لَوْ: کیوں: لَا: نہیں: يُكَلِّمُنَا: ہم سے کلام کرتا ہے: اللَّهُ: اللہ: أَوْ: یا: تَأْتِينَايَهُ: ہمارے پاس آتی ہے: كَذَلِكَ: اسی طرح: قَالَ: کہا: الَّذِينَ: لوگوں نے: مِنْ: سے: قَبْلِهِمْ: وہ پہلے تھے: مِثْلَ: مانند: قَوْلِهِمْ: ان کی بات: تَشَاءُ بَهْتَ: یکساں ہوئے: قُلُوبُهُمْ: ان کے قلب: قَدْ: تحقیق: بَيَّنَّا: ہم نے صاف صاف کر دیں: الْآيَاتِ: نشانیاں: لِقَوْمٍ: قوم کے لیے: يُوقِنُونَ: یقین رکھتے ہیں:

وَ: واؤ حروف عاطفہ ہے۔ جو حرف ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ساتھ اس طرح ملا دے کہ دونوں ایک حکم اور اعراب میں شریک ہوں۔ یہ نو ہیں۔ (۱) واؤ۔ اس کا معنی ہے اور جیسے جاء نبي طالب و جعفر۔ طالب اور جعفر میرے پاس آئے۔ واؤ نے جعفر کو آنے کے حکم میں طالب کے ساتھ شریک کیا اس لیے واؤ کو حرف عطف طالب کو معطوف علیہ اور جعفر کو معطوف کہیں گے معطوف اور معطوف علیہ کا ایک اعراب ہوتا ہے۔ معطوف کو تابع اور معطوف علیہ کو مطبوع بھی کہتے ہیں (۲) ثم اس کا معنی ہے پھر (۳) او اس کا معنی ہے یا (۴) ف اس کا معنی ہے پس۔ پھر (۵) ام اس کا معنی ہے کیا (۶) بل اس کا معنی ہے بلکہ (۷) لا اس کا معنی ہے نہیں (۸) لكن اس کا معنی ہے لیکن (۹)

حتیٰ اس کا معنی ہے یہاں تک۔ واؤ وَ: و معطوف اور معطوف علیہ دونوں کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لیے ہے۔ اس میں ترتیب کا مفہوم نہیں ہوتا۔ جیسے دَعَبَ طَالِبٌ وَ جَعْفَرٌ۔ طالب اور جعفر گئے۔ کیونکہ ذہب کا معنی ہے گئے۔ اس جملہ میں طالب اور جعفر کے جانے کا ذکر ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پہلے کون گیا اور بعد میں کون گیا۔ ثم۔ یہ ترتیب مع تراخی یعنی مہلت کے لیے ہے۔ یعنی اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے حکم میں کچھ دیر بعد داخل ہوا جیسے ضَرَبَ طَالِبٌ وَ جَعْفَرٌ ثُمَّ يَأْسِرُ۔ طالب نے جعفر کو مارا اور کچھ دیر بعد یاسر کر۔ اَوْ: تنخیر۔ یعنی اختیار اور پسندی کی کے اظہار کیلئے ہے جیسے مَرُّ بَكْرًا اَوْ

نہ تھ کو ارسال کیا: بِالْحَقِّ: حق کے ساتھ: بَشِيرًا: خوشخبری دینے والا: وَ: اور: نَزِيرًا: ڈرسانے والا: وَ: اور: لَا
بِئْسَ: تَسْتَلُّ: سوال کیا جائے گا: عَنْ: سے: أَصْحَابُ: رہنے والے: الْجَحِيمِ: جہنم کے۔

شان نزول۔ قال حدثنا وكيع، عن موسى بن عبيدة، عن محمد بن كعب قال قال رسول الله ﷺ ليت شعري ما فعل
ابوای فنزلت وَلَا تَسْتَلُّ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿طبری﴾ وحدثنا الحسن بن يحيى قال أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا
الثوري عن موسى بن عبيدة عن محمد القرظي قال قال رسول الله ﷺ ليت شعري ما فعل ابوای ليت شعري ما فعل
فنزلت فما ذكرهما حتى توفاه الله ﴿طبری﴾ وكيع، سفیان بن عیینہ، عبد الرزاق عبد بن حمید ابن جریر اور ابن منیر نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے
مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے ماں باپ کے ساتھ کیا ہوا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ پھر آپ ﷺ
نے بھی اپنے وصال تک اپنے ماں باپ کا ذکر نہ فرمایا۔ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مرسل اور ضعیف الاسناد ہے ﴿درمنثور﴾ معضل الاسناد
حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے لگا تار دور اوپوں کو چھوڑ دیا جائے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بِالْحَقِّ میں حق سے مراد قرآن ہے جیسے بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَ
هُمُ بلکہ جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان کے پاس آیا میں الحق سے مراد قرآن ہے۔ داؤد بن ابی عاصم سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا میرے
والدین کہاں ہیں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿طبری﴾ درمنثور میں کہتا ہوں کہ یہ روایت بھی معضل اور ضعیف الاسناد ہے۔ ان سے کوئی حجت قائم ہو سکتی۔ امام ابن المنذر
نے اعرج سے روایت کی ہے کہ وَلَا تَسْتَلُّ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ تلاوت کرتے تھے اے محمد ﷺ دوزخیوں کے متعلق نہ پوچھو۔ بَشِيرًا - خوشخبری سنانے
والا۔ جو ایمان لائے اے میرا محبوب ان کو خوشخبری سنا دے کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہشت میں حوریں اور بے شمار انعام و اکرام تیری مقدر میں لکھ دئے ہیں۔
مَثَلًا نَزِيرًا - ڈرسانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب جو ایمان نہ لائے اور کفر کرے ان کو ڈر سنا دے کہ قیامت کے دن ان کے لیے جہنم تیار ہے۔ امام ابن ابی
حاتم نے ابو مالک سے روایت کی ہے فرماتے ہیں المجحیم سب سے بڑی آگ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے والدین ایمان پر ہیں

اس کے متعلق چہاں اقوال ہیں ﴿ملاں علی قاری فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور حضرت آمنہ بی بی نہ زندگی میں نہ وصال کے وقت اور نہ اب مومن ہیں ﴿۲﴾﴾
اس کے متعلق خاموشی کرنی چاہیے۔ غائب کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ﴿۳﴾ وصال کے وقت یہ دونوں ایمان پر نہیں تھے اب یہ مومن ہیں ﴿۴﴾ حضرت نبی کریم ﷺ کے
والدین اپنی زندگی میں مومن تھے موت کے وقت بھی توحید پر قائم رہے۔ اور اب وہ اسلام پر ہیں اور یہ ناجی ہیں یہی قول صحیح ہے ﴿قرطبی﴾ روح البیان۔ مظہری ﴿حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے دعا کی وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا صُنَامَ﴾ مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے محفوظ رکھ۔ اس ثابت ہوا کہ آپ کی اولاد بتوں کی پرستش سے محفوظ
رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً اس سے معلوم ہوا کہ یہ شرک سے پاک تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ جب ہمارے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لائے گئے تو آپ ﷺ قصبۃ الحجون سے گزرے تو آپ غمگین ہو کر آنسو بہانے لگے آپ ﷺ کو دیکھ
کر میری آنکھیں پر غم ہو گئیں آپ ﷺ اونٹنی سے اترے اور فرمایا اے حمیرا از رار کیے میں وہاں ٹھہر گیا آپ تا دیر وہاں ٹھہرے رہے آخر آپ تبسم فرماتے ہوئے واپس تشریف لائے
میں نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ یہاں پہلے غمگین ہوئے گریہ فرمایا آپ ﷺ کو دیکھ کر میرے بھی آنسو بہنے لگے لیکن جب آپ واپس ہوئے تو مسرور
تبسم آخر اس کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کو دیکھا تو رو دیا میں والدہ کی قبر پر گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ میری والدہ کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے
انہیں زندہ کیا اور انہوں نے میرا کلمہ پڑھا ایمان لائے ﴿روح البیان﴾ قرطبی ﴿علامہ شافعی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔ امام ابو
عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی اور حافظ ناصر الدین نے اس حدیث شریف کو صحیح فرمایا ہے۔ احادیث میں ہے کہ ابوطیبہ اور حضرت ابن زبیر نے آپ کے اس خون کو پی لیا جو آپ
نے ان کو پھینکنے کو دیا تھا پھر ان صحابہ نے پی لیا آپ نے ارشاد مبارک فرمایا میرا خون جس خون کے ساتھ مل گیا اس کو جہنم کی آتش حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ آمنہ بی
بی کے شکم میں خون نوش فرمایا اور دودھ پیتے رہے آپ کے والدین کیسے جہنم میں جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے ماں باپ کی قبر پر بہت روئے اس کے بعد آپ
ﷺ نے قبروں پر خشک درخت کھڑا کر دیا اور فرمایا اگر یہ درخت سبز ہو گیا تو ان کے ایمان کی نشانی ہے اور اگر خشک رہا تو ان کے کفر کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کی شان وہ درخت سبز ہو
گیا وہ دونوں حضرات قبروں سے باہر نکلے یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا مبارک کا نتیجہ تھا۔ وہ زندہ ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر اپنی قبروں میں واپس لوٹ گئے
﴿روح البیان﴾ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد ابوبکر قرطبی کتاب التزکیرہ میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو آپ کے لیے زندہ کیا تھا اور دونوں آپ پر ایمان لائے
تھے ﴿تفسیر قرطبی﴾ حضرت شیخ شہیر بافتادہ آندی فرماتے ہیں یہی قول صحیح ہے کیونکہ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا اور لفظ اللہ کی ست انام نہیں تھا کیونکہ لفظ اللہ تعالیٰ کے
مخصوص علم میں سے ہے۔ جاہلیت میں ان بتوں کے نام لات اور عزی وغیرہ تھے۔ اللہ کو سریانی زبان میں ایل کہتے ہیں جیسے جبریل۔ میکائیل، اسرافیل، عزرائیل وغیرہ۔ رسول
اللہ ﷺ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی مردے زندہ فرمائے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ حدیث

فوتوں کی وجہ سے ابراہندو۔ حضرت امام رستغی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کہتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کا جسم سیاہ ہو گیا پھر جب آپ زمین پر اترے تو اس کے بعد آپ کو نماز اور روزے کا حکم ہوا آپ نے نماز اور روزہ رکھا پھر آپ کا جسم سفید ہو گیا۔ کیا اس کا یہ قول صحیح ہے؟

آپ نے کہا انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایسے قول نہ کہے جائیں کہ جن میں ان کا عیب کا نقص ظاہر ہوتا ہو۔ ہم نے ان کے متعلق خاموشی پر مامور ہیں کیونکہ ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں نبی کریم ﷺ تو اپنے اصحابہ کرام علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب میرے صحابہ کا ذکر تمہارے سامنے نقص و عیب کے ساتھ آئے تو خاموش رہو۔ جب ہمیں رسول کریم ﷺ کے صحابہ کے بارے میں کف لسان کا حکم ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے متعلق بطریق اولیٰ ہے کہ خاموشی سے کام لیں۔ کیونکہ یہ مسائل ایسے اعتقادیات سے نہیں کہ جن سے کوئی فائدہ ہو

حضرت حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

حَبَّاءُ اللَّهِ النَّبِيِّ مَزِيدٌ فَضْلٌ
عَلَى فَضْلٍ وَكَانَ بِهِ رَأَوْفًا فَأَحْبَابُهُ وَكَذَا أَبَا لَا يَمَانُ بِهِ فَضْلًا لَطِيفًا فَلَمْ فَالْقَدِيمُ بِهِ قَدِيرٌ

.....وان كان الحديث به ضعيفا ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر بڑا فضل کیا اور وہ ان کے لیے بڑا رحیم ہے۔ ان کی خاطر ان والدہ اسی طرح والد کو زندہ کیا تاکہ آپ پر ایمان لائیں یہ بہت بڑا فضل ہے۔ مان لینا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے ﴿روح البیان﴾

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۖ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَلَئِنَّ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ ۱۲۰

ترجمہ اور ہرگز تم سے یہود اور عسائی راضی نہیں ہونگے حتیٰ کہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کر لو اے میرے محبوب ان کو فرما دو اللہ ہی کی دی ہوئی ہدایت اسی کی ہدایت ہے اور (اے سننے والے کے با شد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیروی کریں اس کے بعد کہ تجھے علم آچکا ہے تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ دوست ہوگا اور نہ ہی مددگار۔ وَ : اور : لَنْ : ہرگز نہ ہو گئے : تَرْضَىٰ : تجھ سے راضی : عَنِ : سے : كَ : آپ : الْيَهُودُ : یہودی : وَ : اور : لَا : نہیں : النَّصَارَىٰ : عسائی نصاریٰ : حَتَّىٰ : یہاں تک : تَتَّبِعَ : آپ اتباع (نہ) کریں : مِلَّتَهُمْ : ان کی ملت : قُلْ : فرما دو : إِنَّ : بیشک : هُدَى : ہدایت : اللَّهُ : اللہ : هُوَ : وہی : الْهُدَىٰ : ہدایت : وَ : اور : لَئِنْ : اگر : اتَّبَعْتَ : آپ کی پیروی کی : أَهْوَاءَهُمْ : ام کی خواہشات : بَعْدَ : پھر۔ بعد : الَّذِي : وہ جو کہ : جَاءَكَ : آپ کے پاس آگیا : مِنْ : سے : الْعِلْمِ : علم : مَا لَكَ : نہیں آپ کے لیے : مِنَ : سے : اللَّهُ : اللہ : مِنْ : سے : وَلِيٍّ : ولی۔ حمایت۔ دوست۔ یار : وَ : اور :

لا: نہیں: نصیر: مدگار۔ شان نزول۔ امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ مدنیہ کے یہودی اور نجران کے نصاریٰ میں سے ہر ایک گروہ یہ امید رکھتا تھا کہ نبی کریم ﷺ ان کے قبلہ کی طرف کر کے نماز پڑھیں جب اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قبلہ بنادیا تو دونوں گروہوں پر امر شاق گزرا اور وہ اپنے اپنے دین کی موافقت سے مایوس ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿درمنثور۔ خازن﴾ یہود اور عسائی یہ دو بڑی قومیں تھیں یہ مدینہ منورہ کے باہر دو بستیائیں یہودیوں کی تھیں ایک بستی کا نام بنی نصیر یعنی نصیر کی اولاد تھی اور دوسری بستی کا نام بنی قریظہ تھا یہ قریظہ کی اولاد تھی۔ اور تیسری بستی تھی اس کا نام خزرج تھا یہ خزرج کی اولاد تھی۔ یہ نصاریٰ یعنی عسائیوں کی بستی تھی۔ ان تمام لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے باہمی مصالحت کی گزارش کی اور عرض کی کہ آپ ہم پر مہربانی فرما کر نرمی فرمائیں۔ اور ہم یہود اور نصاریٰ آپ کی پیروی کریں گے۔ جب ان لوگوں نے یہ بات کہی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿خازن﴾ وَ مَعْطُوفٌ اَوْ مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ دُونُوں کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لیے ہے۔ اس میں ترتیب کا مفہوم نہیں ہوتا۔ یعنی کلمات کو ملانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لَنْ۔ لَنْ۔ مفاعیل مشبہ کے شروع میں لاؤ۔ اور واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مکرر کھا ضر اور متکلم کے دونوں صیغوں میں آخر حرف پر بجائے پیش کے فتوہ دے دو اور سات صیغوں میں سے نون اعرابی حذف کر دو اور دو صیغوں میں جمع مؤنث کے نون کو رہنے دو بحث نفی تاکید یہ لَنْ بن جائے گی لَنْ فعل مضارع کو خالص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ لَنْ۔ تَرْضٰی۔ مضارع معروف۔ لَنْ تَرْضٰی نفی تاکید یہ لَنْ معروف ہے۔ تَرْضٰی رضی پر رضی رَضًا رَضًا و رَضَوَانًا و رَضَوَانًا و مَرْضَاةً یہ واوی ہے تشبیہ میں رَضَوَان کہا جاتا ہے۔ کسی نے کہا ہے رضیان۔ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرٰی حَتّٰی۔ تَتَّبِعُ۔ تَتَّبِعُ۔ اتباع کے معنی میں ہے۔ کسی کے قدموں پر چلنا۔ اتباع صرف

رسول اللہ ﷺ کی ہو سکتی ہے۔ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَالْبِیْ الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴿سورة النساء آیت ۵۹﴾ اطاعت اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ ﷺ کی اور علماء اور مسلمان حکمران کی کرو۔ مِلَّتُهُمْ۔ مِلَّت۔ ملت واحد ہے۔ مگر اس سے مراد کثرت ہے۔ یعنی یہود اور عسائی اور مجوسی وغیرہ ان کی ملتیں کفر پر ہیں۔ کفر واحد ہے اس لیے ان کی ملتوں کو ملت کفر منفر د فرمایا گیا ہے۔ اس جگہ یہودیوں اور عسائیوں کی دو ملتوں کا ذکر ہے یعنی دو ملتیں کو ملت واحد فرمایا گیا ہے۔ شریعت اور ملت کا معنی ایک ہے۔ شریعت اس کو کہتے ہیں جس کے کرنے کی طرف رب العزت اپنے بندوں کو بلاتا ہے۔ دین اور ملت و شریعت میں فرق ہے۔ دین وہ ہوتا ہے جس کو بندے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ادا کرتے ہیں۔ قُلْ اِنَّ هَذَا لِلّٰهِ هُوَ الْهُدٰی۔ اے میرے محبوب ﷺ بیشک جس ہدایت پر آپ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔

وَلِّیْنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاَ هُمْ۔ اَهْوَاَ۔ اس کا واحد ہوی ہے۔ جب یہودیوں اور عسائیوں کی خواہشات مختلف تھیں تو جمع اھوا فرمایا اگر ملت کے افراد پر محمول کیا جاتا تو ہوا ہم ہوتا۔ یہودیوں کی خواہشات یہ تھیں رسول اللہ ﷺ ہماری ملت قبول کرے یعنی یہودی ہو جائے اور ہمارے قبلہ مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ اور عسائیوں کی یہ خواہشات تھیں کہ آپ ﷺ عسائی ملت قبول کریں اور ہمارے قبلہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھیں۔ یہ سب بہودہ خواہشات تھیں جو نہ ماننے والی تھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب میری طرف آنے والا سیدھا راستہ ہے اور یہ جو ان کی خواہشات کا راستہ ہے وہ جہنم کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔ آپ اور آپ کی امت ان کے راستہ پر نہ چلیں۔ یہ یہود اور عسائی اسلام قبول نہیں کریں گے۔ اس خطاب میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے کیونکہ خطاب آپ کی طرف متوجہ ہے دوسرا قول کے متعلق علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم صوفی بغدادی المعروف بالخازن متوفی ۷۴۱ھ فرماتے ہیں۔ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے مگر اس خطاب سے مراد امت رسول اللہ ﷺ ہے۔ پہلی صورت میں اس میں امت کے لئے تادیب ہے کیونکہ ان کا مرتبہ رسول کریم ﷺ سے کم ہے۔ اس آیت کا سبب یہ ہے کہ لوگ مصالحت سوال کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ سے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ وہ آپ سے راضی نہ ہوں گے حتیٰ کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کا حکم دیا ﴿خازن۔ قرطبی﴾ اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں سے تعریفاً خطاب ہے۔ تعریف کا معنی ہے کہ صراحتاً اور ظاہر کسی سے خطاب ہو اور حقیقتاً دوسروں سے خطاب ہو۔ جیسے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴿سورة الزمر آیت ۲۵﴾ ترجمہ اگر (بفرض محال) آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اس آیت مبارکہ میں بظاہر رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے اصل میں نبی کریم ﷺ کی امت مراد ہے۔ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ۔ مِنَ الْعِلْمِ امام احمد رحمۃ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے قرآن مخلوق ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ نے فرمایا: وہ کافر ہے، پوچھا گیا: آپ نے اسے کیسے کافر کہا۔ امام احمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کتاب اللہ کی آیات کی وجہ سے۔ وَلِّیْنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاَ هُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ۔ قرآن اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ مخلوق ہے وہ کافر ہے۔ اے مسلمانوں تم کو خبر ہے کہ یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔ اور ان کا مذہب منسوخ اور باطل ہے۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّ لٰی وَّ لَا نَصِیْر۔ اگر آپ جان بوجھ کر ان کے پیروکار رہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ کوئی شفاشی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار ہوگا جو آپ کو عزاب جہنم سے بچائے۔ ﴿قرطبی﴾ الَّذِیْنَ اتَّبَعْتَهُمْ الْکِتٰبُ یَتْلُوْهُ نَهْ حَقّ تِلَا وَ تِهْ طَاو لٰیْکَ یُوْء مِنْوْنَ بِه ط و مَن یَّکْفُرْ بِه فَا و لٰیْکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ۲۲۰ ع ترجمہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جو پڑھنے کا حق ہے وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا کفر کرتے ہیں سو وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ الَّذِیْنَ : جنہیں : اتَّبَعْتَهُمْ : ہم نے دی : الْکِتٰبُ : کتاب : یَتْلُوْهُ : اس کو پڑھتے ہیں : حَقّ : حق : تِلَا وَ تِه : اس کی تلاوت کرتے ہیں : اَوَّلٰیْکَ : وہی لوگ : یُوْء مِنْوْنَ : ایمان رکھتے ہیں : بِه : اس پر : و : اور : مَن : جو : یَّکْفُرْ بِه : اس کا انکار کریں۔ کفر کریں : فَا و لٰیْکَ : وہی : هُمُ : وہ : الْخٰسِرُوْنَ : خسارہ پانینو

اے نقصان پانینو الے : شان نزول۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت مبارکہ سفینہ کے متعلق اتری حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ آئے تھے اور یہ لوگ کل چالیس مرد تھے ان میں سے بیس افراد حبشہ کے تھے اور آٹھ افراد ملک شام کے پادریوں کے تھے جن میں بحیرہ راہب بھی تھا۔ یا پھر اہل کتاب کے ان لوگوں کے متعلق ہے جو ایمان لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ یا پھر عام مومنین کے لیے ہے ﴿خازن﴾ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ الَّذِیْنَ اتَّبَعْتَهُمْ الْکِتٰبُ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں۔ اور اس تاویل پر الْکِتٰب سے مراد قرآن ہے۔ ابن زید نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بنی اسرائیل میں سے اسلام لائے تھے۔ اس تاویل پر الْکِتٰب سے مراد تورات ہے۔ اور آیت عام ہے ﴿طبری﴾ الَّذِیْنَ مَرْفُوعٌ مَوْصُولٌ مَبْتَدِءٌ ہے اور اتَّبَعْتَهُمْ اس کا صلہ ہے۔ یَتْلُوْهُ نَهْ حَقّ تِلَا وَ تِه۔ اس کے معنی کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔ مکرہ کہتے ہیں۔ وہ ایسی پیروی کرتے ہیں جیسے اس کی پیروی کرنے کا حق ہے۔ حلال کو حلال پر عمل کرتے ہیں۔ حرام کو حرام پر عمل کرتے ہیں۔ اس میں جو احکامات ہیں تمام پر پیروکار ہیں ﴿الجامع لاحکام القرآن﴾ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جب آپ بیت رحمت سے گزرتے تو رحمت کا سوال کرتے اور جب آیت عذاب سے گزرتے تو پناہ مانگتے۔ حسن نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کی محکم آیات پر عمل کرتے ہیں اور تشابہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو شکم ہو ہے وہ اس کے جاننے والے کے سپرد کرتے ہیں طبری بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے وہ اس کی

اپنی بیویوں سے یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں) سے کہ (ان میں) ان پر کچھ ملامت نہیں پھر جو طلب کرے اس کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں اور جن کے مال میں حصہ نہ ہوا ہے سائل کا اور حاجت مند کم سوال کا اور جو یقین رکھتے ہیں روز جزاء کا اور اپنے رب العالمین کے عذاب سے خائف ہیں بیشک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال سے تو ان پر کچھ ملامت نہیں پھر جو کوئی طلبگار ہو اس کے سوائے اور کار تو وہی لوگ حد سے باہر نکلنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباتتے ہیں اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاذَانْتَلَى ابْنُ هَمَزَ بَكْلَمَتِ اور طَاوُس نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دس چیزوں سے آزمایا تھا کہ وہ دسیوں فطرت کے مقتضی ہیں پانچ تو ان میں سے سر میں ہیں مونچھیں کٹوانا کلی کرنا ناک میں پانی دینا مسواک کرنا سر میں مانگ نکالنا ﴿طبری۔ درمنثور۔ مظہری﴾

مسواک کا بیان

ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا مسواک کرو کیونکہ مسواک منہ کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے اور رب کی رضا کا باعث ہے جب بھی میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے مسواک کی وصیت کی حتیٰ کہ مجھے اپنی امت پر اس کے فرض ہونے کا اندیشہ ہوا اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ان کے لئے مسواک فرض فرمادیتا اور میں مسواک کرتا ہوں حتیٰ کہ مجھے اپنے منہ کے اگلے حصہ مسوڑھوں کے گھس جانے کا خوف ہوا (ابن ماجہ) اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کرنا منہ کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے اور رب کی رضا کا سبب ہے اور نظر کی جلا کا موجب ہے امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر مسواک کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ منہ کو صاف کرتا ہے رب کی رضا کا باعث ہے ملائکہ کی خوشی کا موجب ہے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور یہ سنت سے ہے آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے دانتوں کی زروی کو دور کرتا ہے مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے بلغم کو دور کرتا ہے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے امام بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر شاق گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت دو کا حکم دیتا اور ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا امام الہز ارابو یعلیٰ اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ ہمیشہ مسواک کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ ہمیں اس کے متعلق قرآن نازل ہونے کا اندیشہ ہوا امام احمد الحارث بن ابی اسامہ الہز ارابو یعلیٰ ابن جریر دارقطنی حاکم انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے ابونعیم نے کتاب السواک میں بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کے ساتھ نماز پر ستر گنا فضیلت رکھتی ہے امام الہز ارابو یعلیٰ نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا ہے مسواک کے ساتھ دو رکعتیں بغیر مسواک کے ستر رکعتیں افضل ہیں امام الہز ارابو یعلیٰ نے جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اس کے متعلق قرآن یا وحی نازل ہو جائے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کے پاس مسواک ہوتا تھا جب آپ بیدار ہوتے تو پہلے مسواک کرتے امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل مجھے مسواک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے اپنی داڑھوں پر خوف ہونے لگا امام الہز ارابو یعلیٰ نے نوادر الاصول میں صحیح بن عبد اللہ الحاکمی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں سرملین میں ہیں حیا علم سچنے لگوانا مسواک کرنا خوشبو لگانا امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ گھر سے نماز کے لئے نکلتے تو مسواک کرتے تھے امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کے وقت سونے کے بعد اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے امام ابن اشیبہ مسلم ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے کیا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا آپ جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک کرتے تھے امام ابن ماجہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا تمہارے منہ قرآن کا راستہ ہیں ان کو مسواک کے ساتھ پاک کرو ابونعیم نے کتاب السواک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کیا ہے امام ابن قاسمی اور ابونعیم نے طب نبوی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک انسان کی فصاحت کو زیادہ کرتا ہے امام ابن السنی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن کا پڑھنا اور مسواک کرنا بلغم کو دور کرتا ہے ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں سومیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی رات نہ سوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے مسواک کر لیا امام ابن ابی شیبہ نے لمصنف میں ابونعیم نے کتاب السواک میں ضعیف سند کے ساتھ ابونعیم عن جابر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بستر پر جانے سے پہلے مسواک کرتے تھے اور جب رات کو اٹھتے اور جب نماز کی طرف جاتے تھے تو بھی مسواک کرتے تھے میں نے ان سے کہا آپ نے اپنے نفس کو تکلیف دی ہے انہوں نے فرمایا مجھے اسامہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ ان اوقات میں مسواک کرتے تھے ابونعیم نے حسن سند کے ساتھ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر شاق گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو سحری کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا طبرانی نے الاوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا امام شافعی ابن ابی شیبہ احمد نسائی ابویعلیٰ ابن جریر ابن حبان حاکم دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کے لئے طہارت اور رب کی رضا کا موجب ہے امام احمد اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک ضروری ہے منہ کو پاک کرتا ہے اور رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے امام احمد نے ضعیف سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میرے پاس زرد دانٹوں کے ساتھ کیوں آتے ہو مسواک نہیں کرتے ہو اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک اس طرح فرض کر دیتا جیسا کہ ان پر وضو فرض کیا ہے ﴿مسند امام احمد﴾ طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کان کی اس جگہ رکھتے تھے جیاں کاتب قلم رکھتا ہے ﴿سنن کبریٰ﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے مسواک، کنگھی، سرمہ دانی، بوتل اور آئینہ ساتھ لے جاتے تھے۔ امام ابو نعیم نے ایک کمزور سند کے ساتھ رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں ہمیں مسواک کا اس طرح حکم دیا جاتا کہ ہم سمجھنے لگے کہ اس کے متعلق کوئی حکم نازل ہو جائے گا امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وضو ایمان کا نصف ہے اور مسواک کرنا وضو کا نصف ہے اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ مسواک کے ساتھ بندہ جو دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو مسواک کے بغیر پڑھتا ہے امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کرو اور صفائی کرو اور طاق مرتبہ کرو اللہ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرنا ہے ﴿مصنف ابن شیبہ﴾

پانچ کا تعلق بدن سے ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں پانچ کا تعلق جسم سے ہے ناخن ترشوانا بغل کے بال اکھاڑنا زیر ناف کے بال مونڈنا خنثہ کرنا پانی سے استنجا کرنا ﴿طبری۔ درمنثور۔ مظہری﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور ربیع اور قحادہ نے فرمایا کہ کَلْبَت سے مراد حج کے طریقے ہیں اور حسن نے فرمایا سات چیزیں مراد ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش فرمائی تھی ستارے چاند سورج حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو خوب بنظر غور دیکھ کر معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے ان کی طرف زوال پزیر نہیں اور چوتھے آگ سے آزمائش فرمائی کہ نمرود نے اس میں ڈال دیا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صبر فرمایا۔ پانچویں ہجرت اور چھٹے بیٹے کے ذبح کرنے اور ساتویں خنثہ کرنے سے جانچا ان سب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صبر کیا ﴿طبری۔ درمنثور۔ مظہری﴾ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کلمات سے مراد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ہے کہ جس کو وہ دونوں بیت اللہ کے بنانے کے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتے تھے اور ایمان بن رباب نے فرمایا کہ کلمت سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا منظرہ ہے جو قوم سے ہوا تھا جس کو اللہ تعالیٰ آیت کریمہ و حاجہ قومہ سے بیان فرمایا ہے اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ کلمت سے مراد اگلی آیتوں کا مضمون ہے میں کہتا ہوں کہ ایسے معنی بیان کرنے مناسب ہیں کہ یہ سب اقوال اس میں آجائیں اور وہ یہ معنی ہیں کہ کلمت سے مراد تمام اوامر و نواہی ہیں تیس خصائص ہیں جو اول مذکور ہوئیں وہ بھی اسی میں ہیں اور دس اور سات چیزیں جو بعد میں مسطور ہیں وہ بھی ان ہی کلمات میں شامل ہیں۔ فَآة مَّهْنٍ سواس نے پورا کر دکھایا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پوری طرح ادا کیا قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ وَإِذْ ابْتَلَىٰ - قَالَ كَافِرٌ هُوَ أَرَاكَ إِذْ ابْتَلَىٰ كَوَافِرٌ (یاد کر) محذوف کے متعلق مانا جائے تو قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا مستقل اور جواب سوال مقدر کا کہا جائے گا گویا سائل سوال کرتا ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پوری طرح ادا کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا جواب دیا گیا کہ اللہ نے انہیں جَاعِلُكَ فرمایا۔ یا یہ کہا جائے کہ قال إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔ ابنتکی کا بیان ہو۔ اس صورت میں کلمات سے مراد امامت اور بیت اللہ کو پاک کرنا اور اس کی بنیادوں کو اٹھانا اور اسلام وغیرہ ہیں جو آگے مذکور ہیں اور جاعل اسی جَعَلَ سے مشتق ہے جس کے لیے دو مفعولوں کی ضرورت ہوتی ہے امامت سے مراد اس مقام پر نبوت ہے۔ یا عام معنی مراد لیے جائیں یعنی امام وہ ہے جس کی اقتدا کی جائے اور جس کی اطاعت واجب ہو اور سلطنت اور امامت بمعنی خاص مراد نہیں ہے جسے امامیہ مذہب والوں نے گھڑا ہے اور امامت کا اس معنی میں شرع اور لغت میں کہیں استعمال نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امامت عامہ عطا فرمائی تھی حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حکم ناطق آیا۔ اتَّبِعْ هَلَّةَ اِبْرَٰهِيْمَ حَنِيفًا یعنی اتباع کرو دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو ایک کاہن اور ہاتھ تھا۔ قَالَ وَهِيَ ذُرِّيَّتِي حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اور میری اولاد دیں سے اس کا عطف جاعلک کے ضمیر پر ہے یعنی اے اللہ میری بعض اولاد کو بھی امام بنا۔ ذُرِّيَّةَ آدَمَ کی نسل کو کہتے ہیں ذُرِّيَّةَ يَٰ تَوَفَّعِلِيَّةَ اور يَٰ تَوَفَّعِلِيَّةَ کے وزن پر ہے دوسری رکویا سے بدل لیا ہے جیسا کہ سی میں دوسرے س کو یا سے بدلا ہے۔ الذر پر آگندہ و متفرق ہونا ذریت ذر سے مشتق اور یا الذرء سے مشتق ہے اور الذرء کا معنی ہے پیدا کرنا۔ اس وقت اس کا وزن فَعْلُوْلَة یا فَعْلِيَّة ہوگا اس صورت میں ہمزہ کو سی سے بدلا ہے۔ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

(فرمایا) ہاں مگر ہمارے اس عہد میں وہ داخل نہیں جو ظالم ہیں (عہد سے مراد امامت مذکور الصدر ہے حفص اور حمزہ نے عہدی کی یا ساکن اور باقی قراء نے فتح سے پڑھا ہے یعنی ایت حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کی اولاد میں سے جو لوگ ظالم ہیں انہیں امامت نہ پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور امامت کو متقیوں کے ساتھ خاص فرمایا اگر امامت سے مراد نبوت ہو تو ظالم سے کافر بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ کافر کو امیر اور مقتدا بنانا جائز نہیں۔ اخیر تقدیر پر لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ سے یہ نہیں ہے۔ کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کو طاعت جائز نہیں ہے۔ اس حدیث کو امام مالک و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمران اور حکیم بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بخاری، مسلم اور اب داؤد اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کی معصیت میں کسی کی طاعت نہیں طاعت نیک کام میں ہوتی ہے ﴿درمنثور﴾ اور ہیں وہ آیات جو کہ امراء کی طاعت میں وارد ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ طاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور امیروں کی جو تم میں سے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ طاعت کرو اور سواگر چاہے تمہارا جہشی غلام ہو تو ان نصوص سے مراد مطلق طاعت نہیں ہے خواہ جائز ہو یا ناجائز بلکہ ان ہی امور میں طاعت مراد ہے جو شرع کے مخالف نہیں چنانچہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ ان كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرِ (پس اگر جھگڑا کرو تم کسی چیز میں تو اس اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز محشر پر ایمان رکھتے ہو۔ امام عبد بن حمید نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معصیت میں مخلوق کی

طاعت نہیں ہے ﴿درمنثور﴾ امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ صرف نبی کی اطاعت فرض ہے ﴿درمنثور﴾

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۖ آیت ۱۲۵ اور یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع

ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنا لو۔ اور حضرت ابراہیم اور حضرت علیہ السلام

اسمعیل علیہ السلام کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو وَاذْ: اور جب

جَعَلْنَا: ہم نے بنایا: الْبَيْتِ: خانہ کعبہ: مَثَابَةً: اجتماع کی جگہ: لِلنَّاسِ: لوگوں کے لئے: وَأَمْنًا: اور امن کی جگہ: وَاتَّخِذُوا: اور تم بناؤ: مِن: سے: مَقَامِهِ: مقام۔ جگہ

:إِبْرَاهِيمَ: ابراہیم: مُصَلًّى: نماز کی جگہ وَعَهِدْنَا: اور ہم نے حکم دیا: إِلَىٰ: کو: إِبْرَاهِيمَ: ابراہیم: وَإِسْمَاعِيلَ: اور اسماعیل: أَنَّ طَهِّرَا: کہ پاک رکھیں: بَيْتِيَ: نبی: وہ

میرا گھر: لِلطَّائِفِينَ: طواف کرنے والوں کیلئے: وَالْعَاكِفِينَ: اور اعتکاف کرنے والے: وَالرُّكَّعِ: اور رکوع کرنے والے: السُّجُودِ: اور سجدہ کرنے والے

وَإِذْ جَعَلْنَا اور یاد کرو جب ٹھہرا ہم نے (ابو عمر اور ہشام نے) اِذْ جَعَلْنَا میں اور جہاں کہیں ایسا موقع ہو ذکون میں ادغام کیا ہے اور اسی طرح وَاذْ کے ذِکْرِ اِسْمَاعِيلَ کے کس

میں اور وَاذْ صَرَفْنَا کس میں اور وَاذْ تَبَرَّاء کے ت میں اور وَاذْ خَلُّوْا کی دیں اور اتمام کر کے پڑھا ہے اور ابن ذکوان نے خلف نے داورت میں کیا ہے اور خلاد اور کسائی

نے حج کی صورت میں صرف اظہار کیا ہے اور نافع کی ذال کو اظہار کرتے ہیں۔ الْبَيْتِ بیت کو اس سے مراد خانہ کعبہ ہے اگرچہ بیت عام ہے جیسے النجم کا اطلاق ثریا پر اکثر آتا ہے

۔ امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے مروی ہے کہ بیت سے مراد کعبہ ہے ﴿درمنثور﴾ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا معنی روایت کیا

ہے کہ لوگ اس کی طرف لوٹتے ہیں ﴿طبری۔ درمنثور﴾ لوگوں کے لیے اجتماع کی جگہ یعنی خانہ کعبہ کو ہم نے مرجع بنادیا ہے کہ چاروں طرف سے لوگ وہاں آتے ہیں یا یہ کہ

ثواب کی جگہ بنادیا کہ وہاں حج اور عمرہ اور نماز پڑھ کر ثواب حاصل کرتے ہیں چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ

نمازوں کے برابر ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ وَأَمْنًا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں امن کا معنی ہے امن کا مقام ﴿طبری۔

درمنثور﴾ یعنی خانہ کعبہ کو ہم نے امن کی جگہ بنایا کہ وہاں مشرکین کی ایذا رسانی سے امن اہل مکہ سے کچھ تعرض نہ کرتے اور کہتے کہ یہ لوگ اہل اللہ ہیں اور آس پاس کے

لوگوں کو ایذا میں پہنچاتے تھے جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے: أَوَّلَمْ يَرَوْا إِنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيَتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے بنایا ہے حرم کو امن کی جگہ اور لوگ اچکے جا رہے ہیں ان کے آس پاس سے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے

روز فرمایا کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس شہر مکہ کو حرام ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی حرمت سے وہ قیامت تک حرام ہے اور اس میں کسی کے لیے قتال

حلال نہیں صرف میرے لیے دن کی ایک ساعت میں حلال ہو گیا تھا اس کے بعد پھر قیامت تک حرام ہے نہ اس کا کائنا کا نا جائے اور نہ شکار کو بھگا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی

چیز اٹھائی جائے مگر ہاں جو تعریف تشہیر کرے وہ لفظ اٹھالے اور نہ یہاں کی گھاس کاٹی جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا لیکن اذخر کو (مرچیا گند مستثنیٰ فرمادیجئے

کیونکہ وہ لوہاروں کے کام میں آتی ہے اور گھروں میں بہت کارآمد ہے حضور نے فرمایا ہاں اذخر مستثنیٰ ہے۔ اس حدیث بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث منقول ہے۔ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (اور ہم نے حکم دیا کہ) بنا لو ابراہیم کے کھڑے

ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ یعنی بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں مسلم نے حدیث طویل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

ہے کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ تک آئے تو حضور نے رکن کو بوسہ دیا اور تین مرتبہ رمل فرمایا اور چار مرتبہ معمولی چال سے چلے پھر مقام

ابراہیم کے پاس آئے اور آیت: وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى تلاوت فرما کر نماز پڑھی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا۔ ابراہیم خنی نے

فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم سے مراد تمام حرم ہے اس کے موافق میں من تعبضیہ ہے اور یا مقام ابراہیم سے مسجد حرام مراد ہے جیسا کہ ابن یمن کا خیال ہے یا حج کے

تمام مشاہد جیسے عرفہ اور مزدلفہ وغیرہ مراد ہیں اور اگر مقام ابراہیم سے وہ پھر مراد ہو جس کی طرف ائمہ پڑھتے ہیں اور جس پر بیت اللہ بنانے کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام

کھڑے ہوئے تھے اور اس پر آپ کے پاؤں کی انگلیوں کے نشان پھر لوگوں کے ہاتھ پھیرنے سے مٹ گیا تو اس صورت میں من ابتدئہ ہوگا اور یہ قول صحیح ہے اور حدیث جابر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ جواول گذر چکی ہے اس پر دلالت بھی کرتی ہے اس کے موافق معنی آیت کے یہ ہیں کہ مقام ابراہیم کے قریب مسجد حرام میں نماز کی بیضیہ ماضی جعلنا پر عطف

کر کے پڑھا ہے اور دیگر قراء نے بیضیہ امر کسرہ خا سے پڑھا ہے صیغہ امر کی صورت میں واتخذوا میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہوگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رائے اتفاق میرے رب سے تین باتوں میں موافق آگئی یا یوں فرمایا کہ تین میں میرے رب نے مجھ سے موافقت

فرمائی ایک تو یہ کہ نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں اگر مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ تو بہتر ہو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آیت واتخذوا نازل فرمائی۔ دوسری بات یہ کہ میں نے عرض

کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی خدمت میں نیک کار اور بدکار سب ہی طرح کے آدمی آتے ہیں آپ امہات المؤمنین یعنی اوانج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر پردہ

کا حکم فرمادیں تو اچھا ہو اسی وقت اللہ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی اور تیسرے یہ کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیویوں پر عتاب فرمایا ہے یہ سن کر

میں گیا اور کہا کہ یا تو تم اپنی حرکتوں سے باز جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آیت جعسلی رَیْہ

انطلقنَّ اَنْ یُّبَدِّلَ لَہُ اَزْوَاجَ خَیْرِ اَمْتُکُنَّ الا یہ اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے عوض ایسی بیویاں مرحمت فرمائے گا جو تم سے

بہتر ہوں اس حدیث کو بخاری نے ذکر کیا ہے ﴿درمنثور۔ سنن سعید بن منصور﴾ امام ابو حنیفہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ طواف کے ہر سات

پھیروں کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہیں کیونکہ صیغہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے اور اگر صیغہ ماضی ہو تو ثبوت اور وجوب پر زیادہ دال ہے اور قیاس تو مقتضی تھا کہ یہ دو رکعتیں

فرض ہوں کیونکہ نص قطعی موجود ہے لیکن چونکہ اس آیت کا نزول خاص اس نماز کے اندر احادیث احاد سے معلوم ہوا ہے اس لیے ہم ان دور کعتوں کی فرضیت کے قائل نہیں ہوئے نیز ان دور کعتوں کا وجوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ پڑھنے سے بھی ثابت ہوا اور کبھی ایک دوسرے بھی ترک ثابت نہیں اور یہ خود آپ نے حج میں فرمایا تھا کہ مجھے سے یعنی میرے افعال دیکھ کر اپنے حج کے طریقے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج یا عمرہ میں طواف فرماتے تو اول آتے ہی تین مرتبہ لبیک پڑھ کر طواف کرتے اور چار مرتبہ معمولی چال سے چلتے پھر دو رکعت ادا فرماتے پھر صفا مردہ کے درمیان چکر لگاتے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری میں تعلیقاً بلا سند مروی ہے کہ اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ عطا کہتے ہیں کہ فرض نماز طواف کی دو رکعتوں کے بدلے کافی ہے عطا نے فرمایا کہ سنت کی اقتداء افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی سات پھیرے طواف کے فرماتے تو دو رکعتیں ضرور پڑھتے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ صیغہ امر و اتحدوا استحباب کے کیے ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں لیکن ان ائمہ کا اس امر کو استحباب پر حمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اصل تو وجوب ہے اگر وجوب نہ بنے تو استحباب وغیرہ پر حمل کریں گے۔ طواف کی یہ دو رکعتیں تمام مسجد میں بلکہ مسجد کے باہر بھی بالاتفاق جائز ہیں اور صحیحین میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب صبح کی جماعت اور لوگ نماز پڑھتے ہوں تو تم اپنے اونٹ پر چڑھ کر طواف کر لینا۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور بعد طواف کے نماز تعلیقاً روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کی رکعتیں حرم سے باہر ذی طوی پڑھیں اگر اس نماز کو ایک خاص جگہ کے ساتھ مقید کر دیتے تو اس میں سخت تنگی ہوتی اور بہت سے ضروری امور میں تنگی مقام کی وجہ سے سہولت نہ ہوتی دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ [الايتة] (اللہ کی عبادت کرو و خالص اس کے فرمانبردار ہو کر) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال نیتوں سے ہیں تو اس آیت اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اگر اخلاص نیت سے نہ ہوں تو یہ عبادات درست ہی نہ ہوں لیکن اس میں ظاہر ہے کہ تنگی ہے اس لیے نماز اور حج میں تو شروع ہی میں نیت کا ہوا کافی سمجھا گیا اور زکوٰۃ میں قدر واجب مال کو علیحدہ کرنے وقت نیت کا ہونا ضروری قرار پایا اور روزہ میں اگر طلوع فجر کے وقت نیت کو مشروط کر دیتے تو چونکہ یہ وقت خواب اور غفلت کا ہے اس لیے بہت دشواری ہوتی اس واسطے روزہ میں رات ہی سے نیت کر لینا کافی ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو چاشت تک نیت جائز ہے اسی طرح یہاں بھی قیاس اس کو چاہتا تھا کہ یہ طواف کی نماز بھی مقام ابراہیم کے پاس میں دشواری تھی اس لیے یہ نماز مسجد میں بلکہ تمام حرم میں جائز قرار دی گئی اور حرم کو تو اللہ تعالیٰ نے مسجد ہی فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: المسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواءن العاکف فیہ والباد اور فرمایا ذلک لمن لم یکن اہلہ حاضری المسجد الحرام اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ذی طوی میں طواف کی دو رکعتیں ادا فرمائیں تو کسی ضرورت سے واجب کو ادا فرمایا تفسیر ہی: وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِمْ مُّصَلًّیٰ کی اسی طرح کی جائے کہ جس سے شبہ ہی واقع نہ ہو وہ یہ ہے کہ مقام ابراہیم کا ذکر اس لیے فرمایا کہ غالب یہی تھا از دحام نہ ہوتا تھا تو یہ رکعتیں مقام کے پاس ادا کی جاتی تھیں مقام کا ذکر تنقید اور تعین کے لیے نہیں ہے جیسا کہ آیت کریمہ: وَرَبَّاءُ بَکُمُ الْمَیِّ فِیْمِیْنِ حَجَّوْرُ کُمْ فِی حَجَّوْرُ کُمْ کی قید باعتبار غالب عادت یہی ہے کہ یہ نماز مقام کے پاس ہی ادا کی جائے جیسا کہ ربائی کا جو رگود میں ہونا غالب ہے ضروری نہیں۔ علامہ بغوی نے قول کیا ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے باہرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑ دیا اور اس قصہ پر ایک مدت گزر گئی اور وہاں جڑھی لوگ آئے اور اسماعیل علیہ السلام نے ایک جڑھیہ عورت سے نکاح کر لیا ایک روز ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی سارہ علیہ السلام سے باہرہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی دے دی لیکن یہ شرط کر لی کہ وہاں اتریں نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اس وقت باہرہ علیہ السلام کی وفات ہو گئی تھی آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر پر تشریف لائے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بی بی سے دریافت کیا تمہارے خاوند کہاں ہیں اس نے کہا شکار کو گئے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عادت تھی کہ حرم سے شکار کرنے کے لیے باہر جاتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے پینے کی شے بھی ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے گزران کا حال دریافت فرمایا۔ اس عورت نے کہا کہ ہم تو بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اور بہت شکایت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سن کر فرمایا جب تمہارا خاوند آئے تو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا اپنے دروازہ کی دہلیز بدل دے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام چل دیئے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار سے آئے تو باپ کی خوشبو معلوم ہوئی۔ اپنی بی بی سے پوچھا کیا یہاں کوئی آیا تھا اس نے مری کی زبان سے کہا کہ ہاں ایک بڑھا ایسی ایسی صورت کا آیا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کیا انہوں نے کچھ فرمایا جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اس نے کہہ دیا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ میرے باپ تھے اور تجھ سے علیحدہ ہونے کا حکم فرما گئے ہیں اس لیے اب تو اپنے گھر جاؤ گے تجھے طلاق دی پھر آپ نے اسی قوم میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کر لیا ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ اجازت لے کر پھر تشریف لائے حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت بھی گھر پر موجود نہ تھے اس نئی زوجہ سے پوچھا کہ تمہارا خاوند کہاں ہے کہا شکار کے لیے گئے اور اب انشاء اللہ تعالیٰ آ رہے ہیں ہوں گے آپ تشریف رکھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کچھ کھانے پینے کی چیز بھی تمہارے پاس ہے کہا ہاں بہت اسی وقت دودھ اور گوشت لائی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی گزران کا حال دریافت فرمایا اس عورت نے کہا بفضل خدا ہم خوب فرانی میں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں میاں بیوی کے لیے دعائے برکت فرمائی اگر وہ اس وقت گے ہوں یا جو کی روٹی یا کھجوریں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کرتی تو آپ کی دعا کی برکت سے زمین میں گے ہوں جو کھجوریں بہت ہو جائیں پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ نے عرض کیا کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائے میں آپ کا سر مبارک دھو دوں۔ لیکن آپ نہ اترے وہ فوراً ایک پتھر یعنی مقام ابراہیم لائی اور اس کو دائیں طرف رکھا ابراہیم نے اس پر اپنا قدم مبارک رکھا اس نے سر کے دائیں جانب دھویا پھر پتھر کو بائیں طرف رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر اپنا قدم مبارک رکھا اس نے سر کے دائیں جانب دھویا پھر پتھر کو بائیں طرف رکھا آپ نے اس طرف جھک کر بائیں جانب دھویا اس پتھر پر آپ کے قدم مبارک کا نشان ہو گیا پھر چلتے وقت فرمایا کہ جب تمہارا خاوند آئے تو میری طرف سے سلام کہنا اور کہہ دینا کہ تمہارے دروازے کی چوٹ اب خوب درست ہے اسے نہ اکھاڑنا حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو باپ کی خوشبو معلوم کر کے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا زوجہ نے عرض کیا ہاں ایک ضعیف سے آدمی بڑے خوبصورت اور بڑی خوشبو والے آئے تھے اور مجھ سے یہ باتیں ہوئیں اور میں نے ان کا سر دھویا اور دیکھئے اس پتھر

پرانے قدم کا نشان ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سن کر فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے باپ تھے اور چوکھٹ سے مراد تو ہے۔ یہ فرما گئے ہیں کہ اسے اپنے پاس رکھو۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر تراش رہے تھے باپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور آداب بجائے انہوں نے دعائے خیر کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام مجھے اللہ نے ایک بات کا حکم دیا ہے تو میری اس میں اعانت کیجئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا میں ضرور امداد کروں گا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مستعد ہو گئے اور خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھائیں اور اسماعیل پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے تھے جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اس پتھر یعنی مقام ابراہیم کو لائے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے اور اسماعیل علیہ السلام بدستور پتھر پکڑاتے اور رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پڑھتے جاتے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رکن اور مقام ابراہیم جنت کے یا قوتوں میں سے دو یا قوت ہیں اس کا نور ہے اس حدیث کو امام مالک نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرعا روایت کیا ہے امام ابن ابی حاتم نے اور الا زرقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رکن اور مقام یہ دونوں جنت کے یا قوت ہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو سلب کر دیا ہے اور اگر ان کا نور رہتا تو یہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دیتے ۛ متدرک حاکم ۛ بزرگان دین یہاں سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ جس جگہ اولیاء اللہ میں سے کوئی شخص ایک مدت تک رہے وہاں آسمان سے تبرکات اور سکینہ اترتی ہے اور اس کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف دل ہلچتے ہیں اور وہاں نیک کام پر جیسے اجر زیادہ ملتا ہے ویسے ہی وہاں گناہ کرنے پر عذاب بھی دوگنا لکھا جاتا ہے۔ وَغَدَّ بِذَآلِی الْاَبْرَہِمَ وَاسْمٰعِیْلَ اور کہہ دیا ہم نے حضرت ابراہیم و اسماعیل سے یعنی ہم نے ان دونوں کو حکم دیا اور ان کو نصیحت کی۔ اَنْ طَهِّرَا کَہ پاک صاف رکھو یہاں یا تو بآء جارہ مقدر ہے اور اُن کو مسفرہ کہا جائے کیونکہ عہد معنی قول ہے۔ بیتی میرے گھر کو اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو اپنی ذات پاک کی طرف اس کی فضیلت دینے کو نبت فرمادیا ورنہ حق تعالیٰ ظاہر ہے کہ مکان سے پاک ہے معنی یہ ہیں کہ اس گھر کو طہارت اور توحید پر بناؤ اور سعید بن جبیر اور عطائے فرمایا اس کے یہ معنی ہیں کہ بتوں اور جھوٹ اور بری باتوں سے اسے پاک رکھو اور بعض مفسرین نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ اس میں خوشبو جلاؤ اور خوب پاک صاف رکھو۔ نافع ہشام اور حفص نے سورة نوح میں بھی بتی کی یا کوفہ سے پڑھا ہے۔ لِلطَّاءِ یَفِیْنِ وَالطَّوَفِ کَرْنِ وَالْوَلِیِّ اَوْرَجَہُ کَرْنِ وَالْوَلِیِّ اَوْرَجَہُ کَرْنِ وَالْوَلِیِّ اَوْرَجَہُ کَرْنِ لَیْ اَعْنِیْ جَوْلُکَ وہاں مقیم ہیں یا جو اس میں اعتکاف کرنے والے ہیں اور لُسْجُوْذِجِج ہے راکھ اور ساجد کی اس سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝۱۲۶

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں ان کے کھانے کو میوے عطا کر تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا پھر اس کو عذاب دوزخ کے بھگتنے کے لیے ناچار کر دوں گا اور وہ بری جگہ

وَإِذْ قَالَ : اور جب کہا : اِبْرَہِمُ : ابراہیم رَبِّ : میرے ربِّ : اجْعَلْ : بنا : هَذَا بَلَدًا : اس شہر کو : اَمِنًا : امن والا : وَارْزُقْ : روزی دے : أَهْلَهُ مِنْ الثَّمَرَاتِ : اس کے رہنے والے بھلوں کی : مَنْ آمَنَ : جو ایمان لائے : مِنْهُمْ : ان میں سے : بِاللَّهِ : اللہ پر : وَالْيَوْمِ الْآخِرِ : اور آخرت کے دن : قَالَ : فرمایا : وَمَنْ كَفَرَ : اور جس نے کفر کیا : فَأُمَتِّعُهُ : اس کو نفع دوں گا : قَلِيلًا : تھوڑا سا پھر : أَضْطَرُّهُ : اس کو مجبور کروں گا : إِلَىٰ : طرف : عَذَابِ عَذَابِ : النار : دوزخ : وَبِئْسَ : اور وہ بری جگہ ہے : الْمَصِيرُ : لوٹنے کے لیے : وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا : اور یاد کرو جب ابراہیم نے

کہا کہ اے اللہ تعالیٰ بنا اس شہر کو امن کا شہر یعنی امن والا جیسے عیشۃ پسندیدہ زندگی یا یہ شہر یعنی کہ جو اس مکان میں آجائے وہ امن میں ہو جاتا ہے جیسے لیلِ نائم رات سونے والی یعنی رات میں سونے والا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ اور عطا فرما اس میں رہنے والوں کو پھل پھول کی دعا ابراہیم علیہ السلام نے اس لیے فرمائی کہ مکہ ایسی جگہ ہے کہ

وہاں زراعت وغیرہ کچھ نہیں خشکی کا ملک ہے منقل ہے کہ طائف تھا جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تو جبرائیل علیہ السلام نے باہر اکی اسے وہاں سے اکھاڑ کر مکہ معظمہ کے پاس لا کر قائم کر دیا اسی واسطے اس میں پھل بکثرت ہوتے ہیں اور مکہ میں آتے ہیں مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ان لوگوں کو جو ان میں سے ایمان

لا میں خدا پر اور روز آخرت پر اہلہ سے بدل البعض ہے دعائیں مومنین کی تخصیص اس لیے مائی کہ مبادیہ دعا کا کافروں کے لیے کفر پر اعانت نہ ہو قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فرمایا اور جو کفر کریں وَمَنْ كَفَرَ کا عطف مَنْ آمَنَ پر ہے تقدیر عبارت کی یہ ہے وازرق من کفر یعنی میں کافروں کو بھی دوں گا اور یہاں کلام تمام ہو گیا اس آیت میں تنبیہ اس

مر پر ہے کہ رزق جو حمدہ دینو یہ ہے اس میں مومن و کافر دونوں شامل ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الرحمن الدین اور جیم لا خرة آیا ہے بخلاف نبوت اور دینی پیشوائی کے کہ یہ رحمت مومنین ہی کے حصے میں ہے یا مَن كَفَرَ مبتدا اور معنی شرط کو شامل ہے اور فامتنعہ کو تخفیف کے ساتھ باب اسفعاں سے پڑھا ہے اور باقی قراء نے باب

تفعیل سے مشدد پڑھا ہے اور معنی دونوں کے ایک ہیں قَلِيلًا تھوڑے دنوں قَلِيلًا یتوفعول مطلق مذوف کی صفت ہے یعنی متاعاً قَلِيلًا دنیا ہیں کہ ان کا نفع آخرت کے اعتبار سے کم ہے چنانچہ ظاہر ہے اور یا یہ مطلب کہ اللہ کے نزدیک یہ متاع کچھ بھی نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک اگر دنیا کی ایک چھڑک

پر کی برابر بھی قدر ہوئی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا اس حدیث کو ترمذی نے سہل بن سعد سے روایت کہا ہے اور یا قَلِيلًا کے یہ معنی کہ ہم ان کو تھوڑے دنوں یعنی انکی موت تک نفع دیں گے اگر کوئی شہر کہے کہ شرط و جزاء میں تو یہ علاقہ ہوتا ہے کہ شرط جزاء کا سبب ہوتی ہے اور یہاں کفر سبب تمنع کا نہیں پھر خبر پرفاء کیوں لائے جواب یہ ہے کہ کفر اگرچہ تمنع کا سبب نہیں لیکن تمنع کے کم ہونے کا باعث ہے کیونکہ کافر اپنے کفر کی وجہ سے انیا ہی کی نعمتوں میں رہتا اور آخرت کے درجات سے نامراد رہتا ہے اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے

کہ انیا کے تمنع اللہ کے نزدیک ملعون اور غیبی ہیں ایسے ممکن ہے کہ کفر اس کے حاصل ہونے کا سبب ہو چنانچہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْلَا اَنْ يَكُونِ النَّاسُ اُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرْ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُفْهًا مِّنْ فِصْصَةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَذٰلِكَ لِمَا مَنَعَ

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ یعنی اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو ہم ضرور بنادیتے ان کے لیے جو منکر ہیں رحمن کے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں کہ ان پر چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے بنادیتے اور تخت کہ ان پر بستے لگا کر بیٹھتے اور یہ سب کا سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تیرے پر دوزگار کے ہاں پر ہیز گاروں کے لیے ہے خلاصہ آیت کا یہ ہے کفر کا مقتضی اصلی دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اگر لوگوں کے ایک دین پر ہو جانے کا احتمال نہ ہوتا تو کفر تو اس کو چاہتا ہے کہ ان کے گھر اور دروازے اور تخت سونے چاندی کے ہوں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مایا ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ذکر اللہ اور اس کے تعلقات اور عالم اور متعلم کے سوا ہے وہ بھی ملعون ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی نے بسند صحیح اوسط میں بھی روایت کیا ہے اور کبیر میں بھی بسند صحیح ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ ہے کہ سوائے ان چیزوں کے جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جائے سب ملعون ہے ثُمَّ اضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ بِئْسَ الْمَصِيرُ پھر اس کو مجبور کروں گا دوزخ کے عذاب کی طرف اور وہ برا ٹھکانا ہے اس کا متعہ پر پھٹ ہے مطلب یہ ہے کہ کفر اور متاع کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کے سبب میں اس کو مجبور کی طرح دوزخ کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا وَبِئْسَ مَكَانٌ مَّا لَمْ يَلْقَ عَذَابَ مَحْذُوف ہے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مقام کے پاس یہ مضمون لکھا پایا کہ میں اللہ مکہ کا مالک ہوں جس دن میں نے چاند سورج پیدا کئے اسی دن مکہ کو بھی پیدا کیا اور آسمان وزمین کے پیدا ہونے کے دن سے میں نے اس کو حرمت والا بنایا ہے اور سات فرشتوں کے ذریعہ سے میں نے اس کی حفاظت کی ہے اور اس میں تین راہ سے رزق آتا ہے اور یہاں گوشت اور پانی میں برکت رکھی گئی ہے۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آيت ١٢٧

اور جب ابراہیم اور اسمعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے تو دعا کے جاتے تھے کہ اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے اور
إِذْ جَبَّيْرُفَعُ اُثْهَاتے ھُ اِبْرٰھِمْ ابراہیم القواعد بنیادیں مِّنَ الْبَنِيَّتْ خا رکعبکی وَ اور اِسْمٰعِیْلُ اسماعیل رَبَّنَا ہمارے رب تَقَبَّلْ قبول فرما مینَا ہم
سَانَکْ بیشک نُنْتَ التَّسْمِیْعُ سننے والا الْعَلِیْمُ جاننے والا وَ اِلَّا یَرْفَعُ اِبْرٰھِمْ القواعد بِنِ الْبَنِيَّتْ اور وہ وقت یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی
یَرْفَعُ گذشتہ حال کی حکایت ہے قواعد جمع ہے قاعد کی جس کے معنی بنیاد کے ہیں قواعد صفات غالبہ سے ہے قواعد کو ثبات کے معنی میں مجازاً لے کر اس سے قاعد کو شتق کیا ہے
اور بنیادوں کو اٹھانے سے مراد ہے تعمیر کرنا۔ کسائی نے کہا ہے کہ قواعد کے معنی دیواروں کے ہیں کیونکہ ہر دیوار اپنے مافوق کا قاعدہ ہوتی ہے اور اس کا اٹھانا تعمیر کرنا ہے
وَ اِسْمٰعِیْلُ اور اسماعیل اس کا ابراہیم پر عطف ہے اور مفعل کو مقدم لا کر فاعل اس لیے کر دیا کہ تعمیر کرنے والے تو صرف ابراہیم علیہ السلام ہی تھے اس واسطے اول ان
کا ذکر فرمایا اور اسماعیل پتھر پکڑاتے تھے اس لیے ان کو بھی تعمیر میں دخل ہوا اور اس لیے فاعل لا کر عطف فرمایا علامہ حسین بغوی نے فرمایا ہے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زمین
کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ کا مقام پیدا فرمادیا تھا اور وہ مقام ایک سفید جھاگ پانی قائم تھا پھر زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم
کو زمین پر اتارا تو انہیں بڑی وحشت ہوئی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا حق تعالیٰ نے جنت کے یا قوت کا ہوا بیت المعمور اتارا اس کے دروازہ کے تھے ایک دروازہ شرقی اور ایک غربی
اور اس کو بیت اللہ کے مقام پر رکھ دیا اور حکم ہوا آدم ہم نے تمہارے لیے یہ گھر اتارا ہے اس کا تم ایسے ہی طواف کرو جیسے عرش کے گرد کرتے تھے اور اسکے پاس اسی طرح
نماز پڑھو جس طرح میرے عرش کے پاس پڑھتے تھے اور حجر اسود بھی اتارا اور اس وقت یہ پتھر روشن سفید تھا پھر جاہلیت میں حائفہ عورتوں کے چھونے سے کالا ہو گیا حضرت آدم
علیہ السلام یہ حکم سنتے ہی ہند سے مکہ کو پایادہ تشریف لا اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کے ذریعہ سے انہیں بیت اللہ کا راستہ بتایا انہوں نے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا حج کیا اور تمام طریقے حج
کے ادا کئے جب حج سے فارغ ہوئے تو فرشتوں نے کہا آدم علیہ السلام تمہارا حج قبول ہوا اور ہم اس گھر کا آپ سے دو ہزار برس پہلے حج کر چکے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نے ہند سے مکہ تک پیادہ چل کر چالیس حج کئے القصد طوفان نوح تک بیت المعمور اسی طرح قائم رہا جب طوفان واقع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو چوتھے
آسمان پر اٹھالیا اب ہر دن اس میں ستر ہزار فرشتے زیارت کے لیے جاتے ہیں اور پھر لوت کر نہیں آتے دوسرے دن اور ستر ہزار آتے ہیں اسی طرح ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ حجر اسود کو کوہ البقیس میں چھپا دے تاکہ طوفان میں غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک بیت اللہ کی جگہ بالکل
خالی رہی پھر جب حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کا حکم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض
کیا اے اللہ وہ جگہ مجھے بتا دے جہاں تعمیر کرنے کا حکم ہے اللہ تعالیٰ سیکنہ بھیجی کہ اس نے بیت اللہ کی جگہ بتائی اور سیکنہ ایک تندہ ہوا تھی کہ اس کے سانپ کی طرح دوسرے تھے
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جس جگہ یہ سیکنہ قائم ہو جائے وہاں کا نہ کعبہ بناؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پیچھے ہوئے جس جگہ اس وقت بیت اللہ ہے وہاں
آ کر سیکنہ نسل و حال کے بیٹھ گئی پھر وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا یہ علی اور حسن کا قول ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
بیت اللہ کی برابر ایک بدلی بھیجی وہ چلتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سایہ میں چلتے تھے حتیٰ کہ وہ بدلی خانہ کعبہ کی جگہ آ کر ٹھہر گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بلا کی
ویشی کے اس کے سایہ میں تعمیر کرو۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے بامرا لہی بیت اللہ کا مقام ابراہیم علیہ کو بتایا آیت کریمہ وَ اَذْبُوْنَا اِلَّا بَرٰھِیْمَ
مَكَانَ الْبَنِيَّتْ کے یہی معنی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا۔ طور سینا طور زیتا لبنان
جو ملک شام کا پہاڑ ہے اور جودی جو جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے اور بنیادیں کوہ حراء سے بنائیں اور کوہ حراء مکہ میں ہے جب حجر اسود کی جگہ تعمیر کو پہنچی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ یہاں کوئی خوبصورت سا پتھر کا چاہئے تاکہ لوگوں کے واسطے ایک علامت ہو جائے حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک خوبصورت پتھر لائے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس سے بھی عمدہ پتھر لا حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر تشریف لے گئے تو کوہ البقیس نے چلا کر کہا کہ آپ کی ایک امانت میرے پاس
موجود ہے اسے لیجئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حجر اسود وہاں سے لے لیا اور اس کی جگہ قائم کر دیا اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں ایک گھر بیت

المعمر بنایا اور اس کا نام ضراح رکھا اور ملائکہ کو حکم فرمایا کہ اس کے مقام بلے میں اسی کے انداز کے موافق خانہ کعبہ بناؤ اور بعض کا قول ہے کہ اول کعبہ آدم علیہ السلام نے بنایا وہ طوفان سے بالکل مٹ گیا پھر ابراہیم علیہ السلام کے لیے وہ برآمد کیا گیا جس پر ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کی۔ واللہ اَرَبُّنَا تَقْبَلُ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ دعا کرتے جاتے تھے کہ ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے یعنی اے اللہ تو ہماری دعا کو سننے والا اور ہماری نیتوں کو جاننے والا ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ایت ۱۲۸ اے ہمارے اللہ ہم کو اپنا فرماں بردار بنادے اور ہماری اولاد سے ایک جماعت پیدا کرنا جو تیرے فرماں بردار ہوں اور ہمیں بتائے عبادت کے طریقے اور تو ہم پر توجہ فرما بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اَرَبُّنَا : اے ہمارے رب : وَ : اور : اَجْعَلْنَا : ہمیں بنادے : مُسْلِمِينَ : فرمانبردار : لَكَ : اپنا : وَ : اور : مِنْ : سے : ذُرِّيَّتِنَا : ہماری اولاد : أُمَّةٌ : امت : مُّسْلِمَةً : فرمانبردار : لَكَ : اپنا : وَ : اور : اَرِنَا : ہمیں دکھا : مَنَاسِكَنَا : حج کے طریقے : وَ : اور : تُبْ : اور توبہ قبول فرما :

عَلَيْنَا : ہماری : اِنَّكَ اَنْتَ : بیشک تو : التَّوَّابُ : توبہ قبول کرنے والا : الرَّحِيمُ : رحم کرنے والا : رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ

رَبَّنَا - اے ہمارے رب - یہ صیغہ جمع متکلم کا ہے - اَجْعَلْنَا - ہم کو بنایہ صیغہ بھی جمع متکلم ہے - یہ جعل سے ماخوذ ہے - بنانا - مُسْلِمِينَ - یہ جمع سالم کا صیغہ ہے - پہلے یہ مسلم تھا - اس کے آخر میں یا اور نون لگانے سے یہ مسلمین بن گیا ہے - فرماں بردار - امام ابن ابی حاتم نے سلام بن ابی مطیع سے مروی ہے کہ اس کا معنی مخلصین ہے ﴿درمنثور﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پہلے ہی سے مسلمان تھے لیکن انہوں نے ثابت قدمی کی دعا کی - رسول کریم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور لسان سے مسلمان محفوظ رہیں - سدی فرماتے ہیں مِنْ ذُرِّيَّتِنَا سے مراد عرب کے لوگ ہیں ﴿تفسیر طبری﴾ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا یہ دونوں صیغے جمع متکلم کے ہیں - وَ اَرِنَا - اور ہم کو بتا - اصل میں اَرِنَا - بروزن اکفنا ہے مَنَاسِك - ہماری عبادت کے طریقے - اس سے مراد دین کے احکام اور حج کے ارکان ہیں اس کا اصل مطلب ہے خوب عبادت کرنا - اما الطیالسی، احمد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل امین جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لیکر عرفات پہنچے تو حضرت جبرائیل امین نے کہا اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ نے تمام مناسک عَرَفَت پہنچان لئے ہیں فرمایا ہاں پہنچان لئے ہیں اسی دن سے اس جگہ اور اس دن کا نام عرفہ ہو گیا - امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور الازرقی نے مجاہد سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا - تو حضرت جبرائیل امین ان کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور انہیں کعبہ میں لے گئے اور کہا ان قواعد یعنی بنیادوں کو اٹھاؤ آپ نے بنیادیں اٹھائیں دیواریں مکمل کیں پھر جبریل نے آپ کو پکڑا اور آپ کو الصفا پر لے گئے اور بتایا یہ شعائر اللہ سے ہے - پھر وہ لے کر مروہ کے اوپر گئے اور کہا یہ بھی شعائر اللہ سے ہے - پھر انہیں منیٰ کی طرف لے گئے جب عقبہ میں تھے تو ابلیس درخت کے پاس کھڑا تھا - حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تکبیر کہو اور اس کو نکمری مارو - آپ نے تکبیر کہی اور اس کو نکمری ماری - پھر ابلیس یہاں سے چل کر جمرہ ؤ وسطیٰ کے پاس کھڑا ہو گیا جب حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے برابر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تکبیر کہو اور اس کو پتھر مارو - آپ نے تکبیر کہی اور اسے پتھر مارے - آپ نے تکبیر کہی اور پتھر مارا - پس ابلیس چلا گیا حتیٰ کہ جمرہ قصویٰ کے پاس پہنچ گیا - جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا تکبیر کہو اور اس کو پتھر مارو - آپ نے تکبیر کہی اور پتھر مارا - پس ابلیس چلا گیا یہ خبیث حج میں کوئی چیز داخل کرنا چاہتا تھا لیکن اسے قدرت حاصل نہ ہوئی - پھر جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور انہیں مزدلفہ لے آئے اور کہا یہ المشعد الحرام ہے پھر انہیں عرفات لے گئے - جبریل نے پوچھا جو کچھ میں نے آپ کو دکھایا ہے آپ نے جان لیا ہے - یہ تین مرتبہ کہا تو حضرت ابراہیم نے کہا ہاں پھر جبریل نے کہا اب لوگوں میں حج کا اعلان کرو اور ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیسے اعلان کروں - جبریل نے کہا اس طرح کہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ اجْنِبُوا رَبَّكُمْ اے لوگوں اپنے رب کا حکم مانو - یہ آپ نے تین مرتبہ کہا پس بندوں نے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَبَّيْكَ سے جواب دیا - پس جس حضرت ابراہیم کے اس اعلان کا جواب دیا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا ﴿درمنثور﴾ سنن سعید بن منصور ﴿وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہماری توبہ قبول فرما - حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بوجہ نبی ہونے کے گناہوں سے معصوم تھے لیکن اس کے باوجود بطور تواضع اور امت کی تعلیم کی کیلئے یہ دعا فرمائی - رسول اللہ ﷺ نے بھی اس قسم کی تلقین امت کے لئے دعائیں فرمائیں ہیں - اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۲۹ اور اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ تیری آیتیں تلاوت کر کے سنائے اور سکھائے ان کو

یہ کتاب اور حکمت و دانائی کی باتیں اور ان کو پاک کرے بے شک تو ہی بہت زبردست دانائی والا ہے - رَبَّنَا : اے ہمارے رب : وَ : اور : ابْعَثْ : بھیج : فِيهِمْ : ان میں : رَسُولًا : رسول : مِّنْهُمْ : انہیں میں سے : يَتْلُو : وہ تلاوت کرے : عَلَيْهِمْ : ان پر : آيَاتِكَ : تیری آیتیں : وَ : اور : يُعَلِّمُهُمْ : ان کو تعلیم دے : الْكِتَابَ : کتاب : وَالْحِكْمَةَ : دانائی : وَ : اور : يُزَكِّيهِمْ : پاک کرے : اِنَّكَ : اِنَّک : اَنْتَ : تُو : تو : الْعَزِيزُ : غالب - زبردست : الْحَكِيمُ : حکمت والا ہے : اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو بھی قبول فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رحمت کاملہ سے نبی بنا کر بھیجا - امام احمد، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردودہ اور بیہقی نے دلائل میں عرباض بن

ساری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین تھا حضرت آدم علیہ السلام ہنوز آپ وگل کے درمیان تھے میں تمہیں اپنی شروع کی حالت بتاؤں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو کہ میری پیدائش کے وقت میری ماں نے دیکھا تھا کہ مجھ سے ایک ایسا نور نکلا ہے کہ اس کی روشنی سے شام کے محل روشن ہو گئے ﴿طبقات ابن سعد﴾ اس حدیث کو علامہ بغوی صاحب معالم التنزیل نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے اور امام احمد نے ابوامامہ سے بھی اس کو روایت کیا ہے ﴿مظہری﴾ امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن عساکر نے جوہر کے طریق سے خفاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں آپ نے ارشاد مبارک فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیادیں کھڑی کرنے کے بعد یہ دعا مانگی تھی - رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوَ عَلَيْنَهُمُ الْآيَاتِ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿طبقات ابن سعد۔ درمنثور﴾ رَسُوْلًا - سدی فرماتے ہیں رسولاً سے مراد محمد ﷺ ہیں ﴿تفسیر طبری﴾ الْحِكْمَةُ -

حسن بصری فرماتے ہیں حکمت سے مراد سنت ہے اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں حکمت سے مراد سنت ہے فرمایا ان کو بھی یہی کہا گیا رب العزت نے ان میں رسول بھیج جو ان میں سے تمہارے آپ کا نسب نما جانے تھے اس نے ان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالا اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی ﴿تفسیر طبری﴾ حضرت ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں کھول سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رب العزت نے مجھے قرآن عطا فرمایا اور حکمت میں سے اس کی دوش عطا فرمائی - ﴿حضرت ابوالعالیہ نے کہا ہُنَّہُمْ سے مراد امت محمد ﷺ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا یہ تیری دعا قبول ہو گئی وہ رسول آخری زمانہ میں آئے گا ﴿تفسیر طبری﴾

يَتْلُوْا عَلَيْنَهُمُ الْآيَاتِ کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں آیات سے مراد وحید اور نبوت کی آیات ہیں - وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور ان کو سکھاوے کتاب اور علم حکمت سے مراد یا تو معارف اور احکام ہیں یا سنت - بعض نے کہا ہے کہ قضا مراد ہے بعض نے فقہ کہا ہے - وَيُزَكِّيهِمْ ابن جریج فرماتے ہیں وہ ان کو شرک سے پاک کرتا ہے اور انہیں شرک سے نکالتا ہے ﴿تفسیر طبری﴾ اور بعض نے وَيُزَكِّيهِمْ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مالوں کی زکوٰۃ لے اور ابن کسیر نے کہا ہے وَيُزَكِّيهِمْ کے یہ معنی ہیں قیامت کے دن لوگوں کے عدم فسق کی شہادت دے - إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ بِشَيْءٍ تَوَدُّ زَكَوٰتُكَ حِكْمَتُكَ الّا ہے - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر میں کہا ہے کہ عزیز اسے کہتے ہیں جس کا کوئی مثل نہ ہو - ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں عزیز کا معنی ہے جب وہ انتقام لیتا ہے تو اپنے انتقام میں غالب ہوتا ہے - اور کلبی نے عزیز کی منتقم سے تفسیر کی ہے اور بعض نے کہا عزیز اسے کہتے ہیں کہ جس پر کسی کا قابو نہ چلے اور بعض نے کہا عزیز اس غالب کو کہتے ہیں جس پر کوئی غالب نہ ہو - الْحَنِيمُ صاحب تدبیر ہے یعنی حکمت بالغہ والا ہے ﴿تفسیر مظہری﴾ امام ابن ابی حاتم ابوالعالیہ سے روایت کی ہے حکیم کا معنی ہے کہ اس کے حکم میں حکمت پنہاں ہوتی ہے ﴿درمنثور﴾ ابن عساکر نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ اور مہاجر اپنے بھتیجوں سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ - تم جو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک نبی پیدا کروں گا اور نام پاک ان کا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو ایمان نہ لاوے گا وہ ملعون ہوگا سلمہ تو چچا کی یہ نصیحت سن کر مسلمان ہو گیا اور مہاجر نے صاف انکار کر دیا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت نازل فرمائی ﴿تفسیر مظہری﴾

وَمَنْ يَّرْغَبْ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

الصّٰلِحِيْنَ ایت ۱۳۰ اور ابراہیم کے دین سے کون روگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو - ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ زمرہ صلحا میں سے ہوں گے وَ : اور : مَنْ : كُون : يَّرْغَبْ : مِنْهُ : مَوْرُءٌ : عَنْ : مِّلَّةٍ : دِيْنٌ : سَ : اِبْرٰهٖمَ : اِلَّا مَنْ : سَوَّاهُ : اس کے : سَفِهَ : بِمَقْوُوفٍ : بِنَايَا : نَفْسَهُ : اپنے آپ کو وَ : اور : لَقَدْ : بِشَيْءٍ : اصْطَفَيْنَا : ہم نے اس کو چن لیا : فِي : الدُّنْيَا : دُنْيَا : مِنْ : وَ : اور : اِنَّهٗ : بِشَيْءٍ : فِي : فِي : الْاٰخِرَةِ : آخرت : لَمِنَ : الصّٰلِحِيْنَ : نِيْكَوْكَار - وَمَنْ : يَّرْغَبْ : عَنْ : مِّلَّةِ : اِبْرٰهٖمَ : امام ابن حاتم نے ابوالعالیہ سے اس کے متعلق روایت کی ہے یہودیوں اور عسائیوں نے آپ کی ملت سے منہ موڑا تھا - یہودیت اور نصرانیت ان کی اپنی بدعت تھی یہ رب العزت کی طرف سے نہیں تھی - انہوں نے حضرت ابراہیم کی ملت کو ترک کر دیا تھا اسی وجہ سے رب العزت نے اپنے نبی محمد ﷺ کو ملت ابراہیم کے ساتھ مبعوث فرمایا

ر ب العز ت نے اپنے نبی محمد ﷺ کو ملت ابراہیم کے ساتھ مبعوث فرمایا

ضعت پیش نظر کر لو اور ہم کو اس طرح جانو کہ ہماری قدرت اور بقا اور قوت ملاحظہ کرو - جانا چاہئے کہ اگر کسی نسبت کلامیہ کا یقینی علم اور ناقابل شک اعتقاد ہو تو (شرعی اصطلاح میں) اسے علم کہتے ہیں اور جہل اس کی ضد ہے اور جہل اپنی ضد یعنی علم کی طرح دو مفعول چاہتا ہے علم کے حاصل ہونے کے چند اسباب ہیں کبھی تو علم کسی شے کا اس شے کے بدیہی یعنی غیر خفی ہونے کے سبب سے ہوتا ہے کبھی استدلال سے کبھی وحی سے اور کسی وقت الہام سے اور علم کی ضد یعنی جہل جو کہ عدم اصلی ہے ان اشیاء کے نہ ہونے کا نام ہے اور معرفت صرف مفعول واحد کو مقتضی ہے معرفت کا اطلاق صرف تصورات پر ہوتا ہے اور معرفت کسی شے کی کبھی اسکے بدیہی ہونے سے حاصل ہوتی اور کبھی صاحب دلوں کو حق تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت سے نصیب ہو جاتی ہے اور جہل جس طرح علم کی ضد ہے اسی طرح معرفت کی بھی (ضد) ہے اس مقام پر سَفِهَ سے وہ جہل مراد ہے جو معرفت کی ضد ہے کیونکہ ایک مفعول کی طرف اس کا تعدیہ ہو رہا ہے - اس تقریر کے موافق سَفِهَ نَفْسَهُ کے معنی یہ ہوئے کہ اپنے نفس کو بصیرت سے نہیں پہچانا - وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا اور بیشک ہم نے دنیا میں اس کا انتخاب کر لیا یعنی خلیل کے معزز خطاب سے شرف فرمایا - وَاِنَّهٗ الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور بیشک ابراہیم علیہ السلام آخرت میں نیکو کار انبیاء میں سے ہوں گے صلاح نسا کی ضد ہے اور بگاڑنا معاصی سے ہوتا ہے خواہ معاصی قلب سے متعلق ہوں یا اعضا سے بنا پر صلاح عصمت سے حاصل ہوگی اور جس قدر عصمت میں کمی ہوگی صلاح میں بھی نقصان ہوگا اور آیت میں صلاح کامل مراد ہے یہ آیت گویا تمہیل کی دلیل اور حجت ہے حاصل یہ ہے کہ جس شخص میں اس قدر صفات موجود ہوں اس کی اتباع اور اطاعت سے سوائے جاہل یہود تو سرتاپا ہماقت کے کا کسی سرتابی نہ کرے گا۔

إِذْقَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمَ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ۱۳۱ جب ان سے ان کے رب نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سراطعت خم کرتا ہوں۔ (إِذْقَالَ: جب کہا: لَهُ: اس کو: رَبُّهُ: اس کا رب: أَسْلِمَ: تو سر جھکا دیا: قَالَ: اس نے کہا أَسْلَمْتُ: میں نے سر جھکا دیا: لِرَبِّ: رب کے لئے: الْعَالَمِينَ: تمام جہان۔ إِذْقَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمَ جب سے کہا ان کے رب نے حکم بردار بن جا۔ عطا نے فرمایا ہے کہ اُسلم کے یہ معنی ہیں کہ اپنے تمام کام اور نفس حق تعالیٰ کو سونپ دواور کبھی نے اُسلم کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اپنے دین اور عبادت کو اخلاص کی زینت سے مزین کرو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ خطاب اس وقت فرمایا تھا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غار سے نکلے تھے اذقالا یا تو اُصْطَفَيْنَا کے متعلق اور اس کی علت ہے اور یا تقدیر ازا کر منصوب ہے صورت اخیرہ میں حاصل یہ ہوگا کہ اس وقت کو یاد کرو جب حق تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارا برگزیدہ بندہ تھا۔ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا میں نے اپنے تمام کام عالم کے مالک کے سپرد کر دیئے بس آپ کی اس تسلیم کا یہ ثمرہ ہوا کہ جب نمرود مردود نے آپ کی مشکلیں باندھ کر بذیہ تحقیق آگ میں پھینکا تو فوراً جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا تمہیں کچھ حاجت ہے۔ ابراہیم السلام نے فرمایا تمہاری تو حاجت نہیں کہا پھر اللہ سے سوال کرو فرمایا میرا حال اسے خوب معلوم ہے مجھے سوال کی حاجت نہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی اس تفویض اور تسلیم کی برکت سے اس آتش کدہ کو گلزار بنادیا اور اس آگ نے بجز ان کے ہاتھ پاؤں کی بیڑیوں کے بال برابر بھی نہ جلایا۔

وَوَصَّىٰ بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهٖ وَيٰعِصٰىمُ ۚ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكَمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۳۲

اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ بیٹا اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنے پر تو مسلمان ہی مرنے۔ وَوَصَّىٰ : اور وصیت کی : بَہَا : اس کی : اِبْرٰهٖمُ : ابراہیم : بَنِيْہٖ : اپنے بیٹے : وَ : اور : يٰعِصٰىمُ : یعقوب : يٰبَنِيَّ : اے میرے بیٹو : اِنَّ : بے شک : اللّٰہُ : اللہ : اصْطَفٰى : چن لیا : لَكُمْ : تمہارے لئے : الدِّيْنُ : دین : فَلَا : پس نہیں : تَمُوْتُنَّ : فوت ہونا ہرگز : اِلَّا : مگر : سَوَاءٌ : اَنْتُمْ : تم : مُّسْلِمُوْنَ : مسلمان ۔ وَوَصَّىٰ بِهَآ اِبْرٰهٖمُ اور اسی کی وصیت کر گئے ابراہیم مدینہ اور شام کے قراء نے وَوَصَّىٰ کو وَوَصَّىٰ باب افعال سے پڑھا ان ہے ان کے مصاحف میں اسی طرح درج ہے اور بانی قراء نے وَوَصَّىٰ پڑھا ہے جس فعل میں بھلائی اور ثواب ہوا سے دوسرے کے سامنے پیش کرنے کو ووصیف کرنا کہتے ہیں اصل لغت میں توصیہ کے معنی ہیں وصل معنی ملانا اور وصیت کرنے میں ملانے کے معنی اس طرح ہیں کہ گویا موصی وصیت کیا گیا کے فعل سے ملاتا ہے بھائی ضمیر یا تو ملت کی طرح اور بتاویل مکملہ اسلمت کی طرف راجع ہے۔ بَنِيْہٖ اپنے بیٹوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کی والدہ تو باجرہ قطیفہ تھیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ تھیں اور بانی چفرزندوں کی والدہ سارہ قطور کعبانہ دختر یقطن تھیں حضرت سارہ کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی سے نکاح کیا تھا۔ وَيَعْقُوبُ اور یعقوب نے بھی اس کا عطف ابراہیم پر ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آٹھ بیٹوں کو وصیت کی تھی اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بارہ بیٹوں کو یہی سمجھایا تھا۔ يٰبَنِيَّ کہ اے بیٹوں اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ تمہیں اللہ نے چن کر دین عطا کیا ہے الدِّین سے دین السلام مراد ہے۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ستم مسلمان ہی ہو کر مرنے والی ایسی حالت میں فوت ہونا کہ خالص مومن ہو اور اپنے امور کو اللہ کے سپرد کر چکے ہو۔ بظاہر بغیر ایمان کے مرنے کی ممانعت فرمائی مگر حقیقت میں یہ مراد نہیں ہے کیونکہ نبی امر اختیار سے ہوا کرتی ہے اور موت غیر اختیاری امر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیکھو ہوشیار ہو اسلام اور تفویض کو کسی وقت تاہم نہ دینا مبادا کسی وقت اسلام کو چھوڑ بیٹھو اور اس وقت تم کو موت آجائے تو ایسی موت میں کچھ خیر نہیں گویا نبی واقع میں ترک اسلام سے ہے۔ یہود نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ کو معلوم نہیں یعقوب السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹوں کو یہودیت سے ہمیں علیحدہ کرنا چاہتے ہو اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ آیت ارشاد فرمائی۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ خَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ ۖ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا نُنْتَغَبُذُوْنَ مِنْ بَعْدِي ۚ قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ
وَ اِلٰهَ اَبَائِكَ ۚ بَرَّاهُمْ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَاَوْحٰنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۚ ۱۳۲۵ بھلاجس وقت یعقوب وفات پانے لے
تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمعیل
اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں : اَمْ : کیا : کُنْتُمْ : تم تھے : شَہْدَاءُ : موجود : حَاضِر : اِذْ خَضَرَ : جب آئی :
يَعْقُوبُ : یعقوب : الْمَوْتُ : موت : اِذْ : جب : قَالَ : اس نے کہا : لِبَنِيهِ : اپنے بیٹوں کو : مَا : تم کس کی : تَعْبُدُوْنَ : عبادت کرو گے :
مِنْ بَعْدِي : میرے بعد : قَالُوا : انہوں نے کہا : نَعْبُدُ : ہم عبادت کریں گے : اِلٰهَكَ : تیرے معبود کی : وَ اِلٰهَ : اور معبود اَبَائِكَ : تیرے ابا
نک : اَبْرٰهٖمَ : ابراہیم : وَ اِسْمَاعِيْلَ : اور اسماعیل : وَ اِسْحٰقَ : اور اسحاق : اِلٰهًا : الہا : معبود : وَاَوْحٰنُ : ایک : وَ اَوْحٰنُ : اور ہم : لَهٗ : اسی
کے : مُسْلِمُوْنَ : فرمانبردار ہیں ۔ اَمْ كُنْتُمْ شَہْدَاءَ اِذْ خَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ کیا تم موجود تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا حضر کا مطلب
ہے موت قریب ہوئی اَمْ کَلْتُمْ میں اَمْ منقطع ہے حاصل یہ ہے کہ اے یہود جو بس طرح تم کہتے ہو اس طرح نہیں ہوا کیا تم وہاں موجود تھے یعنی نہ تھے تو پھر کیوں ایسے بلا دلیل
دعوے ہانتے بعض مفسرین نے کہا کہ اَمْ کَلْتُمْ میں مؤنثین کو خطاب ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس وقت تم وہاں موجود نہ تھے بلکہ یہ فہمی تم کو وحی سے معلوم ہوا ہے ۔ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ
جب انہوں بیٹوں سے پوچھا یہ اِذْ خَضَرَ بدل ہے ۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِّنْ بَعْدِي تم لوگ میرے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹوں سے یہ
امر دریافت کرنے سے ان کو تو حید اور اسلام پر پکا کرنا اور ان سے عہد لینا منظور تھا ۔ عطا نے فرمایا ہے کہ جب کسی پیغمبر کی موت قریب آتی ہے تو موت سے پہلے حق تعالیٰ

انہیں زندگی اور موت میں اختیار عطا فرماتا ہے کہ تمہیں اختیار ہے چاہے دنیا میں رہو یا عالم بقا میں چلو حسب معمول جب حضرت یعقوب کو یہ اختیار ملا تو عرض کیا خداوند کچھ دیر کے لیے مجھے مہلت عطا فرمائیے تاکہ میں اپنے بیٹوں کو کچھ وصیت کر دوں۔ مہلت مل گئی اس وقت یعقوب علیہ السلام نے اپنے سب بیٹوں کو توں کو جمع کر کے یہ وصیت فرمائی۔
قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَاحُكَ وَإِبْرَاهِيمَ وَنُسْمَعِيلَ وَاسْتَحَقُّوا انہوں نے جواب دیا ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ ابراہیم اور اسماعیل واسحاق علیہ السلام پر عبادت کرتے آئے ہیں ابراہیم واسحاق واسماعیل واسحاق ابابک سے عطف بیان ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اگر چنانچہ کے چچا تھے لیکن عرب کے لوگ چچا کو بھی باپ ہی کہتے ہیں جیسے خالہ کو ماں کہہ دیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا آدمی کا اس کے باپ کی مثل ہے اس حدیث کو ترمذی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے نیز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرے باپ کو میرے پاس لے ڈرتا ہوں کہ پس ان سے بھی وہی معاملہ نہ کریں جو ثقیف نے عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا۔ ثقیف نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا تھا **وَالْهَؤُلَاءِ جِذَاءُ** یعنی وہی معبود جو وادعہ لاشریک لہ ہے یہ الھک والہ ابانک کے مضاف سے بدل ہے اگرچہ الھک والہ ابانک سے خود معلوم ہوتا تھا کہ معبود برحق مراد ہے لیکن **وَالْهَؤُلَاءِ** کی زیادتی سے تو حید کی اور زیادہ تصریح ہو گئی اور نیز مضاف کو عطف کے تعذر کی وجہ سے جو مکرر کیا گیا ہے سے وہم ہوتا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا الہ اور آباء واجداد کا الہ دوسرا ہے۔ **وَالْهَؤُلَاءِ** واحد اسے اس وہم کو بھی دفع فرمایا اور **وَالْهَؤُلَاءِ** احداً یہ مقدر کا مفعول ہے مطلب یہ ہوگا کہ ہم الھک والہ آباء کے الہ واحد مراد لیتے ہیں۔ **وَنُحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** اور ہم اسی کی اطاعت پر ہیں گے یا تو نعبہ کے فاعل یا مفعول اور یادوں سے حال ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جملہ مقررہ ہو۔ وہ ایک جماعت تھی اس سے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور کی اولاد علیہ السلام مراد ہے امتہ اصل میں مقصود کو بولتے ہیں جماعت کو امت اس لئے کہتے تھے جس جانب جماعت ہوتی ہے لوگ اسی کا قصد کرتے ہیں۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱۳۲۰ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرشتم سے نہیں ہوگی۔ **تِلْكَ** : یہ : **أُمَّةٌ** : امت : **قَدْ** : تحقیق : **خَلَتْ** : جو گزری **لَهَا** : اس کے لئے : **مَا كَسَبَتْ** : جو اس نے کمایا : **وَلَكُمْ** : تمہارے لئے : **مَا** : جو : **كَسَبْتُمْ** : جو تم نے کمایا : **وَلَا تُسْأَلُونَ** : تم سے پوچھا جائے گا : **عَمَّا كَانُوا** : متعلق میں جو وہ : **يَعْمَلُونَ** : کرتے تھے ۔ **تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ** ان کے کام ان کا کیا ہوا آئے گا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آئیگا یعنی جب یہ مرا مسلم ہے کہ جو جس نے کیا ہے وہی اسکے سامنے آئیگا تو پھر تم اے یہودیوں اپنے آپ کو اس شرف نسبت کی وجہ سے ناجی اور رستگار سمجھتے ہو۔ سراسر حماقت ہے یاد رکھو جب تک تم انکی نہ آئیگے۔ **وَلَا تُسْأَلُونَ** عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھا کچھ نہ ہوگی بلکہ ہر شخص سے اس کے اعمال کی باز پرس ہوگی ابن ابی حاتم نے بطریق سعید و عمرہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابن صوریان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہدایت تو یہی ہے جس پر ہم قائم ہیں تم بھی ہمارا اتباع کرو تو ہدایت یاب ہو گئے اور نصاریٰ بھی اسی طرح اس سے پہلے کہہ چکے تھے۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ مدینہ کے بڑے بڑے یہودی جیسے کعب بن اشرف اور مالک بن حنیفہ اور وہب بن یہود اور ابی یاسر بن اخطب اور نجران کے نصاریٰ سب جمع ہوئے اور مسلمانوں سے دین کے بارے میں مناظرہ کیا ہر فرقہ اپنی حقانیت کا دعویٰ کرتا تھا چنانچہ یہود نے کہا ہمارے نبی موسیٰ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور ہماری کتاب تورات تمام کتابوں سے اچھی ہے اور ہمارا دین تمام دینوں سے فائق ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کا کھلا انکار کیا اسی طرح نصاریٰ نے اپنے نبی اور اپنی کتاب اور اپنے دین کو افضل بتایا اور قرآن مجید اور دیگر کتب کا انکار کیا اور ہر فریق نے مسلمانوں سے کہا کہ تم تمہاری ہمارے دین پر ہو جاؤ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۱۳۵۰ اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے راستے پر جاؤ۔ اے نبی ان سے کہہ دو نہیں بلکہ ہم دین ابراہیم اختیار کئے ہوئے ہیں جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ **وَقَالُوا** : انہوں نے کہا : **كُونُوا** : تم ہو جاؤ : **هُودًا** : یہودی : **أَوْ** : یا : **نَصَارَى** : عسائی۔ نصاریٰ **تَهْتَدُوا** : ہدایت پا لو گے : **قُلْ** : کہہ دو : **بَلْ** : بلکہ : **مِلَّةَ** : دین : **إِبْرَاهِيمَ** : ابراہیم : **حَنِيفًا** : ایک : **وَلَا** : اور : **مِنَ** : نہیں گان : **تَحْتَدُوا** : تھے : **مِنَ** : سے : **الْمُشْرِكِينَ** : مشرکین : **وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى** اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم یہودی یا عیسائی ہو جاؤ **وَقَالُوا** میں ضمیر ہم سے مراد یہود اور عسائی ہیں **هُودًا أَوْ نَصَارَى** میں کلمہ او تنویل کے لیے ہے یعنی یہودیوں نے یہودیت کی طرف بلایا اور نصاریوں نے نصاریت کی ترغیب دی۔ **تَهْتَدُوا** تو راہ راست پر آ جاؤ گے یہ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ **قُلْ** بل **مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ** آپ کہہ دیجئے کہ ہم تو ملت ابراہیم پر ہیں گئے یعنی ہم نہ یہودی ہیں نہ نصاریٰ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کا اتباع کرنے والے ہیں یا یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر ہیں یا یہ معنی کہ ملت ابراہیم کا اتباع کرتے ہیں یا یہ مطلب کہ اے یہود و نصاریٰ تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو۔ **حَنِيفًا** کہ اس میں کئی کا نام نہیں اصل میں حنف کسی طریقے سے مڑنے اور علیحدہ ہونے کو کہتے ہیں اور حنیف کے معنی ہیں تمام دینوں سے مڑ کر اسلام کی طرف جھکنے والا حنیف یا تو مضاف یعنی ملت سے حال ہے وقت معنی یہ ہوں گے کہ ہم ایسی ملت پر ہیں کہ جو باطل سے علیحدہ ہونے والی ہے یا مضاف الیہ یعنی ابراہیم سے حال ہے اور کوفہ کے نبیوں کے نزدیک **مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ** منسوب علی القطع ہے یعنی اصل میں **مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ** الخیف تھا الخیف سے الف ولام کو دور کر دیا اب مکرہ معرف کی صفت نہیں بن سکتا اس لئے اس سے منقطع ہو کر منسوب ہو گیا۔ **وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ** اور نہ تھے ابراہیم مشرکین میں سے یہ اہل کتاب پر تعریض ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور شرک میں بھی مبتلا ہیں۔ حضرت سعد بن عبد اللہ بن مالک الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا اللہ کے

نزدیک پسندیدہ دین حنیف ہے۔ قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَىٰ اٰبِرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاَلَسَّنٰطَ مَا اُوْتِیَ مُوسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّہُمْ لَا تَفْرِقْ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْہُمْ وَنَحْنُ لَہٗ

مُسْلِمُوْنَ ۱۳۶۵ مسلمانو کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو اور پیغمبروں کو ان کے اللہ کی طرف سے ملیں ان پر سب پر ایمان لائے ہم ان نبیوں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اس اللہ واحد کے فرمانبردار ہیں۔ قُولُوا : کہہ دو : اَمَنَّا : ہم ایمان لائے : بِاللّٰهِ : اللہ پر : وَ : اور : مَا : جو : اُنْزِلَ : نازل کیا گیا : اِلَيْنَا : ہماری طرف : وَ : اور : مَا : جو : اُنْزِلَ : نازل کیا گیا : اِلٰی : طرف : اِبْرٰہِمْ : ابراہیم : وَ : اور : اِسْمٰعِیْلَ : اسماعیل : وَ اِسْحٰقَ : اور اسحاق : وَ یَعْقُوْبَ : یعقوب : وَ اَلَسَّنٰطَ : اور جو : مَا اُوْتِیَ : دیا گیا : النَّبِیُّوْنَ : نبیوں کو : مِنْ : سے : رَبِّہُمْ : ان کے رب : لَا تَفْرِقْ : ہم فرق نہیں کرتے : بَیْنَ اَحَدٍ : کسی ایک کے درمیان : مِّنْہُمْ : ان میں سے : وَ نَحْنُ لَہٗ : اور ہم اسی کے : مُسْلِمُوْنَ : فرمانبردار : کہہ دو یہ مؤمنین کو خطاب ہے۔ اَمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا

ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اس سے مراد قرآن مجید ہے اس لیے مقدم فرمایا کہ قرآن ہی اور کتابوں پر ایمان لانے کا سبب ہے۔ وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرٰہِمْ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاَلَسَّنٰطَ اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور اولاد یعقوب علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا اس سے دس صحیفے مراد ہیں جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے ان ہی دس پر ان کی اولاد کا مکمل درآد رہا۔ اسی واسطے ان کے نزول کو اولاد کی طرف بھی منسوب فرمایا جیسا کہ قرآن پاک کا نزول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت سے ہماری طرف بھی منسوب ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ قرآن ہم پر نازل ہوا ہے اسباب بنی اسرائیل کی جماعتوں کو کہتے جیسے قبائل عرب کے گروہوں اور شعوب عجم کے فرقوں کو بولا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتیں تھیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر بیٹے کی اولاد ایک ایک مستقل جماعت علیحدہ گئی جاتی تھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اسباب سے مراد خود یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہیں اور اسباب انہیں یا اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی اولاد ایک سبط اور جماعت تھی اور یا اس لیے کہ سبط اولاد کی اولاد کو کہتے ہیں اسی واسطے حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبطین فرماتے تھے اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ابراہیم کے پوتے تھے اس لیے انہیں اسباب فرمایا۔ وَمَا اُوْتِیَ مُوسٰی اور اس پر بھی جو ملا موسیٰ کو اس سے مراد تورات ہے۔ وَعِیْسٰی اور اس پر بھی جو عیسیٰ گئے حضرت عیسیٰ اس سے انجیل مراد ہے۔ وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ اَبْرٰہِمْ اُوْتِیَ اَحَدٌ مِّنْہُمْ اور اس پر بھی جو اور انبیاء علیہم السلام کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا اس کیفیت سے کہ ہم ان میں ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے یعنی ہم یہود اور نصاریٰ کی طرح کسی نبی میں فرق نہیں کرتے کہ کسی پر ایمان لاویں اور کسی پر نہ لاویں بلکہ سب ہمارے مقتدا اور دین و ایمان ہیں۔ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہیں اور یہ ہمارا دین اسلام ملت ابراہیم اور ہر نبی اور جناب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے اور یہود اور نصاریٰ جس طریقہ پر ہیں وہ کھلا شرک ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا و آخرت میں عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے زیادہ تعلق اور قرب ہے انبیاء سب بھائی بھائی ہیں مائیں ان کی مختلف ہیں اور سب کا ایک دین ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انبیاء کے مطلب یہ ہے کہ سب انبیاء کی اصل ایک ہے اور وہ وحی الہی ہے کہ اسی کے سبب سے نبی نبی ہوتا ہے اور استعدادیں کہ جو بمنزلہ ماؤں کے ہیں مختلف ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے شرائع کے فروغ میں اختلاف ہے اور دین کے ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ سب انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجالاؤ اور منہیات سے بچو اور خواہش نفسانی کو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کی ذات صفت اور احکام اور مبدء و معاد کے احوال پر ایمان لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب تورات عبرانی زبان کی پڑھا کرتے اور عربی میں اہل اسلام کے سامنے اس کی تفسیر کرتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہو اَمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ فَاِنْ

اَلْمُنٰوِبِ مِثْلَ مَا اَمْنٰتُمْ بِہٖ فَقَدْ اٰهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ہُمْ فِی شِقَاقٍ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَہُوَ السَّمِیْعُ

الْعَلِیْمُ ۱۳۷۰ تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ بھریں تو وہ تمہارے مخالف ہیں اور ان کے مقابلے میں تمہیں اللہ کافی ہے۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ فَاِنْ اَمْنُوْا بِمِثْلِ مَا اَمْنٰتُمْ بِہٖ سَوَآگَر اِیْمَانِ لَا دِیْنَ وَہِیْ طَرَحَ تَم اِیْمَانِ لَا اَمْنٌ بِمِثْلِ مَا اَمْنٰتُمْ

میں باوجود اس کے کہ جیسے جزاء سنیٰ ؑ بمثلہا میں باوجود اس کے کہ اگر وہ تمہارے ایمان لانے کی طرح ایمان لاویں۔ یا یہ کہاجائے کہ مثل کالفظ میں زائد ہے جیسے کہ آیت کریمہ وَ شَہِدْ شَہٰدَتَیْنِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ مِثْلَ کالفظ زائد کہا گیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ قرأت فَاِنْ اَمْنُوْا بِمَا اَمْنٰتُمْ بِہٖ اس

آخر توجیہ کی مؤید بھی ہے۔ فَقَدْ اٰهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ہُمْ فِی شِقَاقٍ تو بیشک ہدایت پائیں گے اور اگر انحراف کریں تو بسویء ضد پر یعنی جانب حق کے خلاف ہیں اور ابو العالیہ نے شقاق کو معنی فراق کیا ہے۔ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ سو کافی ہے تمہاری طرف سے ان کو اللہ بطریق متعدد مروی کہ مصری لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چڑھ کر آئے اور ان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عثمان کے پاس گھر میں پہنچے اس وقت ان کے سامنے قرآن شریف کھلا رکھا تھا تو اس سے حضرت کے ہاتھ پر وار کیا خون جو جاری ہوا تو فسکی فکیکھم اللہ وہو السميع العليم پر گرا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں یہ پہلا ہاتھ ہے جو ناحق قطع کیا گیا۔ درمنثور پر لکھا جاتا ہے کہ ان اشقیاء میں سے کوئی اچھی حالت میں نہیں مرا۔ یہ مؤمنین کے لیے حفاظت اور نصرت کا وعدہ ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے اس وعدہ کو اس طرح پورا فرمایا اہل کتاب میں سے بنو

نفسیر کو جلا وطن کر دیا اور قریظہ قتل کر دیا اور یہود و نصاریٰ پر جزیہ مقرر ہو گیا۔ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وہ سننے والا واقف کار ہے یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنین اور کفار کے اقوال

کونسن اور ان کی نبیوں اور حالوں سے واقف ہے ہر ایک کو اس کے کئے کی جزا ملے گی۔

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَبِيدُونَ ۱۳۸۵ کہہ دو کہ ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کر لیا ہے اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ صِبْغَةُ : رنگ : اللہ : اللہ : وَمَنْ : اور کس کا : أَحْسَنُ : اچھا ہے مِنَ اللہ : اللہ سے : صِبْغَةُ : رنگ : وَنَحْنُ لَهُ : اور ہم اس کی : عَبِيدُونَ : عبادت کرنے والے صِبْغَةُ اللہ لے لیا ہم نے رنگ اللہ کا اس سے اللہ کا دین مراد ہے کبھی قتادہ اور حسن نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح اس کی تفسیر نقل کی ہے دین کو رنگ سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ جیسے رنگ کپڑے پر چڑھ جاتا ہے اسی طرح دین دار پر دین کا اثر ہو جایا ہے صبغة اللہ ترکیب میں یا تو اتمًا کا مفعول مطلق من غیر لفظ ہونے کی وجہ منسوب ہے یا ملت ابراہیم سے بدل ہونے کے سبب منسوب ہے یا حالت نصب میں ذکر کرنے سے مراد ہے براہیگیہ کرنا تقدیر و بارت اس طرح ہوگی عَلَيْنَكُمْ صِبْغَةُ اللہ کے رنگ کو اپنے اوپر لازم پکڑو اور بعض مفسرین نے کہا کہ صبغة اللہ سے مراد ختنہ ہے کیونکہ اس سے محزون خون آلودہ ہو جاتا ہے اس صورت میں بھی صبغة اللہ منسوب علی الاغرا ہوگا۔ امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منزر نے قتادہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اور اس پر سات روز گز جاتے تو وہ اسے ایک پانی میں جسے معمودیہ کے نام موسوم کرتے غوطہ دیتے اور خیال کرتے کہ اس سے یہ پاک ہو گیا اور سب آلائشیں دور گئیں اور یہ فعل بجائے ختنہ کے کرتے تو جب اسے غوطہ دے دیتے تو کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہو گیا اس پر حق تعالیٰ نے آیت کریمہ صبغة اللہ نازل فرمائی مطلب یہ ہے کہ اللہ کا دین اسلام اور احکام ہیں وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے یعنی تمام رذائل سے پاک کرنے میں اللہ کے دین سے کوئی طریقہ اچھا نہیں۔ وَنَحْنُ لَهُ عَبِيدُونَ اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں یہ اہل کتاب پر تعریض ہے یعنی ہم تمہاری طرح شرک میں مبتلا نہیں ہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اگر صبغة اللہ مفعدل ہونے کی وجہ سے منسوب ہو تو ونحن له عابدون کا اَمَنْ پر عطف ہے ورنہ صبغة اللہ پر یا اتبعوا ملة ابراهيم پر بتقدیر قولا عطف ہوگا مطلب یہ ہوگا کہ اسی کے رنگ کو لازم پکڑو اور کہو کہ ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں یا یہ معنی کہ ملت ابراہیمی کا اتباع کرو اور کہو کہ ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

قُلْ اتَّحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهَوْرَبْنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ج وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۱۳۹۰ سے کہو کیا تم خدا کے بارے میں ہم سے جھگڑو حالانکہ وہی مہار اور تمہارا پروردگار ہے اور ہم کو تمہارے اعمال بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا اور ہم خاص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں قُل کہہ دو اتَّحَاجُّونَنَا : کیا تم ہم سے جھگڑتے ہو : فِي اللَّهِ : میں اللہ : وَهُوَ : وہی ہے : رَبَّنَا : ہمارا رب : وَرَبُّكُمْ : اور تمہارا رب : وَلَنَا : اور ہمارے لئے : أَعْمَالُنَا : ہمارے عمل : وَ : اور : لَكُمْ : تمہارے لئے : أَعْمَالُكُمْ : تمہارے عمل : وَنَحْنُ : اور ہم : لہ : اسی کے ہیں : مُخْلِصُونَ : خالص۔ قُل اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہودیوں سے فرمادیجئے اتَّحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ کیا تم جھگڑا کرتے ہو اللہ کے بارے میں کہ اس نے عرب میں سے نبی پیدا فرمایا اور تم میں سے رسول نہ بنایا جھگڑتے ہو۔ وَهُوَ رَبَّنَا تَبُكُّم حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے یعنی اس میں بارے میں ہم تم برابر ہیں کہ حق تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اسے کسی خاص قوم سے زیادہ خصوصیت نہیں اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت کے لیے انتخاب کر لے اس میں تمہارا کچھ جارہ نہیں۔ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور ہمارے واسطے ہیں ہمارے اعمال اور تمہارے لئے : جَزَاءٌ ملے گی۔ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ اور ہم خالص اسی کو مانتے ہیں یعنی تم تو مشرک ہو اور ہم مخلص اس لیے ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے بندہ اپنے عمل محض اللہ کے واسطے کرے کوئی غرض کے دیکھنے کی وجہ سے بڑے عمل کو چھوڑ دینا یا ہے اور لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرنا شرک ہے اخلاص تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے نجات بخشنے اَمْ تَقُولُونَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوَ دَاوْنَصْرٰی ط قُلْ ؕ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمْ اللّٰهُ ط وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَہَادَةً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰهِ ط وَمَا لِلّٰہِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۱۴۰۰ یہود و نصاریٰ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ اے محمد ﷺ ان سے کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا حالانکہ تعالیٰ کی شہادت کو جو اس کے پاس کتاب میں موجود ہے چھپائے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں اَمْ : تَقُولُونَ : تم کہتے ہو : اِنَّ اِبْرٰهٖمَ : کہ ابراہیم : وَاِسْمٰعِیْلَ : اور اسماعیل : وَاِسْحٰقَ : اور اسحاق : وَیَعْقُوْبَ : اور یعقوب : وَالْاَسْبَاطَ : اور اولاد یعقوب : کَانُوْا : تھے : وَادَا : یہودی : اَوْ نَصْرٰی : یا نصرانی : ط قُلْ : کہہ دیں : اَنْتُمْ : کیا تم : اَعْلَمُ : جانتے والے ہو : اَمَہُ اللّٰہُ : یا اللہ : وَمَنْ : اور کون ہے : اَظْلَمُ : بڑا ظالم : مِمَّنْ : اس سے جس نے : کَتَمَ شَہَادَةً : گواہی چھپائی : عِنْدَہٗ : اس کے پاس : مِنَ اللّٰہِ : سے اللہ : وَمَا لِلّٰہِ : بغافل : اور اللہ بیخبر نہیں : عَمَّا : اس سے جو : تَعْمَلُوْنَ : تم کرتے ہو : اَمْ تَقُولُوْنَ کیا تم کہتے ہو اَمْ تَقُولُوْنَ میں ام منقطع ہے اور ہمزہ انکار کیلئے اور بعض نے کہا کہ ام بمعنی ہمزہ ہے اور ماد تو بخ دھماکا ہے ابن عامر حمزہ اور کسائی اور حفص نے تقولون کو صیغہ خطاب سے اور باقی قراء نے صیغہ غائب سے ہے۔ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوَ دَاوْنَصْرٰی قُلْ مَے اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمْ اللّٰہُ کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کیا تم زیادہ جانتے والے ہو یا اللہ یعنی تم تو ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کو یہودی اور نصرانی بتاتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی خالص مسلمان تھے بخلاف یہود و نصاریٰ کے کہ وہ مشرک ہیں اور جوگ دین حق کا اتباع کرتے تھے وہ سب کے سب ابراہیم علیہ السلام کے پیرو تھے نہ کہ مشرک اور تو رات اور انجیل دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہیں تو ابراہیم نصرانی یا یہودی کس طرح ہو سکتے ہیں بلکہ

دین ابراہیمی کے منسوخ ہونے سے پہلے موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام خود اسی سین کے قبیح تھے اب بتاؤ تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ کو اور یہود و نصاریٰ یہ سب کچھ جان بوجھ کر چھپاتے تھے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے چھپائی گواہی جو اس کے پاس خدا کی طرف سے تھی یعنی تورات میں شہادت اس بات کی موجود ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مخلص تھے مشرک نہ تھے اور یہودیت و نصرانیت سے بڑی تھے اور نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت موجود ہے پھر جو شخص اس شہادت کو چھپا دے اس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں۔ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ بیخبر نہیں اس سے جو تم کر رہے ہو یا اہل کتاب کو دھمکی ہے کہ ان کے سب کر توت سے اللہ تعالیٰ واقف ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۴۱۰۔ ان کو وہ ملے گا جو انہوں نے کیا اور تم کو وہ جو تم نے کیا۔ اور جو عمل وہ کرتے تھے اس کی پرش تم سے نہیں ہوگی تِلْكَ أُمَّةٌ : یہ امت : قَدْ : تحقیق : خَلَتْ : جو گزر گئی : لَهَا : اس کے لئے : مَا كَسَبَتْ : جو اس نے کمایا : وَ : اور : لَكُمْ : تمہارے لئے : مَا كَسَبْتُمْ : جو تم نے کمایا : وَ : اور : لَا : نہ : اَسْأَلُونَ : چھاجائے گا : عَمَّا كَانُوا : اس کے بارے میں جو وہ : يَعْمَلُونَ : کرتے تھے : ان کا کیا ہوا ان کے کام آئے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارے کام آئے اور تم سے ان کے متعلق کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اس مضمون کو مبالغہ کے لئے مکرر بیان فرمایا تاکہ اپنے آیا و اجداد کے بھروسے پر نہ رہیں اور بعض نے کہا ہے کہ پہلے مضمون میں تو خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس میں ہم کو ہے کہ مبادیہ مسلمان ان کا قتل کرنے لگیں اور بعض نے کہا کہ پہلی آیت سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں اور دوسری سے یہود اور عسائیوں کے آباؤ اجداد۔ قنادہ اور ربیع سے مراد یہ ہے کہ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ۔ سے مراد حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یحییٰ علیہم السلام اور اولاد ہے ﴿تفسیر طبری۔ درمنثور﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حسب اور نسب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ابو الضیفان ہے آپ کا نسب یہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابن تارخ ابن ناخور ابن ساروع ابن رعوتایع ابن عابر ابن شالح ابن ارفخشد ابن شام ابن نوح ابن مالک ابن متوشالخ ابن ادریس علیہ السلام ابن یارواہن ابن ملیل ایل ابن قنیان ابن انوش ابن شیت ابن آدم علیہ السلام آپ کی ولادت حضرت نوح علیہ السلام سے سترہ سو نو سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو برس پیشتر شہر بابل کے قریب قصبہ کونی میں ہوئی ﴿نعیمی۔ حقانی۔ عزیزی﴾ اللہ کی مہربانی سے بارہ ماہ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ۔ سنہ عیسوی ۲۳ مارچ ۲۰۲۳ کو پہلا پارہ مکمل ہوا